موطا امام مالک
علیہ الرحمۃ
مکتبہ رحمانیہ
اردو بازار لاہور

کتاب الفرائض

کتاب العقول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان خدمت میں برادران دین اور متبعان شریعت متین عرض کرتا ہے کہ ۱۲۹۴ھ ہجری میں جب ہندوستان بدعات سے بھر گیا اور کتاب وسنت سے لوگوں نے منہ موڑ لیا تو میں مع اہل وعیال کے شہر حیدرآباد دکن سے بارادۂ ہجرت حرمین شریفین نکلا۔ جس وقت شہر پونا میں وارد ہوا تو جناب اخی معظمی مولوی بدیع الزمان صاحب کا ایک خط شہر دار الاقبال بھوپال سے آیا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ جناب نواب فیضمآب قامع بدعت محیی سُنّت نواب والاجاہ امیر الملک **سید محمد صدیق حسن خان بہادر** دام اقبالہٗ ہمارے تمہارے قصد ہجرت سے مطلع ہو کر بہت خوش ہوئے اور خدمت ترجمہ صحاح ستہ کی تفویض فرمائی اور واسطے گذر اوقات کے پچاس پچاس روپیہ ماہوار حرمین شریفین میں مقرر فرمائے۔ اس خبر فرحت اثر کے سُنتے ہی نہایت شادمانی ہوئی اور شکر اپنے منعم حقیقی کا ادا کیا اور وعدہ الٰہی وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً کی کمال تصدیق حاصل ہوئی۔ الحمد للہ کہ مع الخیر مع تمام اہل وعیال کے مکہ معظمہ میں پہنچ کر سکونت اختیار کی۔ چونکہ بھائی صاحب موصوف نے سنن ترمذی کا ترجمہ شروع کر دیا۔ اس لحاظ سے فقیر نے موطا شریف کا ترجمہ شروع کیا کیونکہ یہ دونوں کتابیں علم حدیث میں مختصر اور آسان ہیں انشاء اللہ تعالیٰ سال حال یعنی ۱۲۹۵ھ میں ان دونوں کتابوں کا ترجمہ اختتام کو پہنچ جائے گا۔ جناب نواب صاحب ممدوح کو خدا سلامت رکھے اور اُن کو مقاصد میں کامیاب کرے۔ اُن کی ذات والاصفات اس زمانۂ آخر میں نہایت غنیمت ہے۔ احیاء سنت اور اماتت بدعت میں نہایت سعی فرماتے ہیں۔ صدہا تصانیف جلیلہ اُن کی ہر ہر فن میں خصوصاً حدیث اور تفسیر میں بلاد یمن اور حجاز اور مصر اور نجد اور مغرب اور بلاد ہند وغیرہ میں معروف ومتداول ہیں اور روز بروز رسائل جدیدہ اور کتب مفیدہ تالیف ہو کر مطبوع ہوتے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے نواب صاحب ممدوح کو دونوں جہان کی دولت عطا فرمائی ہے۔ دنیا میں تو ظاہر ہے اور آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ بڑے بڑے درجات جن کا بیان احاطۂ تقریر اور تحریر سے خارج ہے حاصل ہوں گی۔ نواب صاحب ممدوح نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ترجمہ صحاح ستہ اس طرح سے ہو کہ اسانید و ذکر رواۃ بالکل حذف کر دئیے جائیں کیونکہ عوام کو اس سے کچھ فائدہ متصور نہیں ہے اور خواص کو ممکن ہے کہ اگر ضرورت کسی سند کے دیکھنے کی واقع ہو تو اصل کتاب میں ملاحظہ کریں اور لفظ حدیث پورا ذکر کر کے ترجمہ عام فہم اس کا کیا جائے بعد اس کے کچھ فوائد جن سے حدیث کے مطلب کا حل ہو جائے بڑھا دئیے جائیں لیکن حتی المقدور اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ عبارت طویل نہ ہو ورنہ کتاب ایک دفتر عظیم ہو جائے گی اور مذاہب مجتہدین اور اختلاف علماء وغیرہ بھی چھوڑ دئیے جائیں۔ الا ماشاء اللہ صرف مضمون حدیث بیان کر دیا جائے۔ الحمد للہ کہ فقیر نے حسب الارشاد ترجمہ اس کتاب کا شروع کیا پہلے عبارت حدیث کی بحذف اسناد لکھتا ہوں پھر اُس کا ترجمہ اہل لسان کے موافق عام فہم بیان کرتا ہوں پھر اگر کچھ ضرورت حل مطلب کی واقع ہوتی ہے تو ف لکھ کر حل مطلب اس حدیث کا کر دیتا ہوں۔ اگر کسی مقام پر خود صاحب کتاب نے حل مطلب کیا ہے یا کچھ مضمون مفید بڑھایا ہے تو وہاں صرف اُس کا ترجمہ لکھ دیتا ہوں۔ اب میں خود شکر اپنے پروردگار جل جلالہ اور عم نوالہ کا بیان کرتا ہوں جس نے مجھ ایسے روسیاہ گناہگار کو توفیق ہجرت بخشی اور بعد ہجرت کے ایسا کام تفویض فرمایا کہ سعادت دارین اس سے حاصل ہوئی اور اپنے ایسے مکرم اور معزز بندہ کو یعنی نواب صاحب ممدوح کو میرے حال پر مہربان فرمایا۔ حقیقت میں یہ انعامات اللہ سبحانہٗ کے مجھ پر ایسے ہوئے ہیں کہ اگر سالہا سال تک اس کا شکر ادا کروں تو ایک شمہ ادا نہ ہوگا۔ الحمد للہ رب العالمین

اب کچھ تھوڑا سا حال اس کتاب کے مؤلف کا تیمناً اور تبرکاً اور اپنی سند لکھ کر اس مقصود میں شروع کرتا ہوں،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان خدمت میں برادران دین اور متبعان شریعت متین عرض کرتا ہے کہ ۱۲۹۴ھ ہجری میں جب ہندوستان بدعات سے بھر گیا اور کتاب وسنت سے لوگوں نے منہ موڑ لیا تو میں مع اہل وعیال کے شہر حیدر آباد دکن سے بارادۂ ہجرت حرمین شریفین نکلا۔ جس وقت شہر پونا میں وارد ہوا تو جناب اخی معظمی مولوی بدیع الزمان صاحب کا ایک خط شہر دار الاقبال بھوپال سے آیا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ جناب نواب فیضمآب قامع بدعت محیی سُنت نواب والاجاہ امیر الملک **سید محمد صدیق حسن خان بہادر** دام اقبالہٗ ہمارے تمہارے قصد ہجرت سے مطلع ہو کر بہت خوش ہوئے اور خدمت ترجمہ صحاح ستہ کی تفویض فرمائی اور واسطے گذر اوقات کے پچاس پچاس روپیہ ماہوار حرمین شریفین میں مقرر فرمائے۔ اس خبر فرحت اثر کے سُنتے ہی نہایت شادمانی ہوئی اور شکر اپنے منعم حقیقی کا ادا کیا اور وعدہ الٰہی وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً کی کمال تصدیق حاصل ہوئی۔ الحمد للہ کہ مع الخیر مع تمام اہل وعیال کے مکہ معظمہ میں پہنچ کر سکونت اختیار کی۔ چونکہ بھائی صاحب موصوف نے سنن ترمذی کا ترجمہ شروع کر دیا۔ اس لحاظ سے فقیر نے موطا شریف کا ترجمہ شروع کیا کیونکہ یہ دونوں کتابیں علم حدیث میں مختصر اور آسان ہیں انشاء اللہ تعالےٰ سال حال یعنی ۱۲۹۵ھ میں ان دونوں کتابوں کا ترجمہ اختتام کو پہنچ جائے گا۔ جناب نواب صاحب ممدوح کو خدا سلامت رکھے اور اُن کو مقاصد میں کامیاب کرے۔ اُن کی ذات والا صفات اس زمانۂ آخر میں نہایت غنیمت ہے۔ احیاء سنت اور اماتت بدعت میں نہایت سعی فرماتے ہیں۔ صدہا تصانیف جلیلہ اُن کی ہر ہر فن میں خصوصاً حدیث اور تفسیر میں بلاد یمن اور حجاز اور مصر اور نجد اور مغرب اور بلاد ہند وغیرہ میں معروف ومتداول ہیں اور روز بروز رسائل جدیدہ اور کتب مفیدہ تالیف ہو کر مطبوع ہوتے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے نواب صاحب ممدوح کو دونوں جہان کی دولت عطا فرمائی ہے۔ دنیا میں تو ظاہر ہے اور آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ بڑے بڑے درجات جن کا بیان احاطۂ تقریر اور تحریر سے خارج ہے حاصل ہوں گی۔ نواب صاحب ممدوح نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ ترجمہ صحاح ستہ اس طرح سے ہو کہ اسانید وذکر رواۃ بالکل حذف کر دئے جائیں کیونکہ عوام کو اس سے کچھ فائدہ متصور نہیں ہے اور خواص کو ممکن ہے کہ اگر ضرورت کسی سند کے دیکھنے کی واقع ہو تو اصل کتاب میں ملاحظہ کریں اور لفظ حدیث پورا ذکر کر کے ترجمہ عام فہم اس کا کیا جائے بعد اس کے کچھ فوائد جن سے حدیث کے مطلب کا حل ہو جائے بڑھا دئے جائیں لیکن حتی المقدور اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ عبارت طویل نہ ہو ورنہ کتاب ایک دفتر عظیم ہو جائے گی اور مذاہب مجتہدین اور اختلاف علماء وغیرہ بھی چھوڑ دئے جائیں۔ الاماشاء اللہ صرف مضمون حدیث بیان کر دیا جائے۔ الحمد للہ کہ فقیر نے حسب الارشاد ترجمہ اس کتاب کا شروع کیا پہلے عبارت حدیث کی بحذف اسناد لکھتا ہوں پھر اُس کا ترجمہ اہل لسان کے موافق عام فہم بیان کرتا ہوں پھر اگر کچھ ضرورت حل مطلب کی واقع ہوتی ہے تو ف لکھ کر حل مطلب اس حدیث کا کر دیتا ہوں۔ اگر کسی مقام پر خود صاحب کتاب نے حل مطلب کیا ہے یا کچھ مضمون مفید بڑھایا ہے تو وہاں صرف اُس کا ترجمہ لکھ دیتا ہوں۔ اب میں خود شکر اپنے پروردگار جل جلالہٗ اور عم نوالہٗ کا بیان کرتا ہوں جس نے مجھ ایسے روسیاہ گنہگار کو توفیق ہجرت بخشی اور بعد ہجرت کے ایسا کام تفویض فرمایا کہ سعادت دارین اس سے حاصل ہوئی اور اپنے ایسے مکرم اور معزز بندہ کو یعنی نواب صاحب ممدوح کو میرے حال پر مہربان فرمایا۔ حقیقت میں یہ انعامات اللہ سبحانہٗ کے مجھ پر ایسے ہوئے ہیں کہ اگر سالہا سال تک اس کا شکر ادا کروں تو ایک شمہ ادا نہ ہوگا۔ الحمد للہ رب العالمین

اب کچھ تھوڑا سا حال اس کتاب کے مؤلف کا تیمناً اور تبرکاً اور اپنی سند لکھ کر اس مقصود میں شروع کرتا ہوں۔

ذکرِ مؤلفِ موطّا

اس کتاب کے جمع کرنے اور بنانے والے **امام مالک** بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی ہیں اور ابو عامر اصبحی دادا اُن کے صحابی جلیل القدر ہیں سوا جنگ بدر کے اور سب غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے سنہ ۹۳ ہجری میں امام مالک کی ولادت ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ سنہ ۹۵ھ میں نو سو شیوخ سے استفادہ حدیث فرمایا اور فتویٰ نہ دیا یہاں تک کہ ستر اماموں نے گواہی دی اس امر کی کہ وہ لائق ہیں افتاء کے اور اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث لکھی اور سترہ برس کے سن میں درسِ حدیث شروع کیا اور جب حدیث پڑھانے بیٹھتے غسل کرتے اور خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور بڑے خشوع اور خضوع اور وقار سے بیٹھتے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ رحم کرے اللہ جل جلالہ مالک پر خوب جانچتے تھے راویوں کو اور نہیں روایت کرتے تھے مگر ثقہ سے اور عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ امام مالک پر کسی کو مقدم نہیں کرتا ہوں میں صحت حدیث میں اور مالک امام ہیں حدیث اور سنت میں اور کافی ہے امام مالک کی فضیلت کے واسطے یہ امر کہ امام شافعی اُن کے شاگرد ہیں اور امام احمد اُن کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ اور امام محمد جو شاگرد ہیں امام اعظمؒ کے وہ بھی شاگرد ہیں امام مالک کے، امام شافعی نے کہا جب ذکر آئے عالموں کا تو مالک مثل ستارہ کے ہیں اور کسی کا احسان میرے اوپر علم خدا میں مالک سے زیادہ نہیں ہے اور کہا سفیان بن عیینہ نے مراد اس حدیث سے کہ قریب ہی لوگ سفر کریں گے واسطے طلب علم کے پھر نہ پائیں گے زیادہ جاننے والا کسی کو مدینہ کے عالم سے امام مالک ہیں اور اوزاعی جب امام مالک کا ذکر کرتے تو کہتے وہ عالم ہیں علماء کے اور عالم ہیں اہل مدینہ کے اور مفتی ہیں حرمین شریفین کے اور ابن عیینہ کو جب امام مالک کی وفات کی خبر پہنچی تو کہا نہ چھوڑا انھوں نے اپنا مثل زمین پر اور کہا کہ مالک حجت ہیں اپنے زمانے کی اور مالک چراغ ہیں اس اُمت کے۔

جب امام مالک نے اس کتاب کو مرتب کیا اس وقت لوگوں کے پاس کوئی کتاب نہ تھی سوا کتاب اللہ کے اور موطا اس کا نام اس لئے ہوا کہ امام مالک نے اس کتاب کو ستر فقیہوں پر پیش کیا سب نے اس پر موافقت کی امام شافعی نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے بعد کتاب اللہ کے کوئی کتاب امام مالک کے موطا سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور ابن عربی نے کہا کہ موطا اصل اوّل ہے اور صحیح بخاری اصل ثانی اور ہزار آدمیوں نے اس کتاب کو امام مالک سے روایت کیا۔ اب یہ جو نسخہ رائج ہے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کی روایت سے ہے جس سال امام مالک کی وفات ہوئی اُسی سال یحییٰ بن یحییٰ نے موطا کو امام مالک سے حاصل کیا سب احادیث اور آثار موطا کے ایک ہزار ستائیس (۱۰۲۷) ہیں اُن میں سے چھ سو (۶۰۰) حدیثیں مسند اور دو سو بائیس (۲۲۲) مرسل اور چھ سو تیرہ (۶۱۳) موقوف اور دو سو پچاسی (۲۸۵) تابعین کے اقوال ہیں وفات امام مالک کی اتوار کے روز دسویں ربیع الاول ۱۷۹ھ ایک سو اناسی میں ہوئی عمر شریف اُن کی ستاسی برس کی تھی اور بعضوں کے نزدیک نوّے (۹۰) برس کی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ أَتْبَاعِهِ وَغَفَرَ لَنَا وَلَهُ بِفَضْلِهِ وَكَرَمِهِ آمین۔

سندِ کتاب

اگرچہ اس کتاب کی سند مجھے طرق متعددہ سے حاصل ہوئی ہے لیکن یہاں پر بوجہ ضیق مقام کے ایک سند پر جو بہت اعلیٰ ہے اقتصار کرتا ہوں اجازت دی مجھے موطا امام مالک کی بروایت یحییٰ بن یحییٰ المصمودی میرے شیخ عالم علامہ موحد متبع سنت شیخ احمدؒ بن عیسیٰ بن ابراہیم شرقی حنبلی نے اُن کو اجازت دی شیخ المشائخ رئیس الموحد قامع الملحدین شیخ عبدالرحمٰنؒ بن حسن نے اُن کو اجازت دی شیخ عبدالرحمٰن جبرتی نے اُن کو اجازت دی شیخ مرتضیٰؒ الحسینی نے اُن کو اجازت دی شیخ عمرؒ بن احمد بن عقیل اور شیخ احمد جوہری نے ان دونوں کو اجازت دی عبداللہؒ بن سالم البصری نے اور وہ روایت کرتے ہیں ابو عبداللہؒ محمد بن علاء الدین بابلی سے اور وہ شیخ سالم سنہوری سے اور وہ نجم غیطیؒ سے اور وہ

شیخ الاسلام زکریا انصاری سے اور وہ امام حافظ مشہور شیخ الاسلام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے اس سند میں مجھ سے شیخ ابن حجر عسقلانی تک دس واسطے ہیں پھر شیخ ابن حجر عسقلانی نے روایت کیا اس کو شیخ عمر بن الحسن مراغی سے انہوں نے احمد بن ابراہیم الفاروقی سے انہوں نے ابراہیم بن یحییٰ المکناسی سے انہوں نے محمد بن محمد بن سعید زرقون سے انہوں نے احمد بن محمد بن عبداللہ بن غلبون سے انہوں نے عثمان بن احمد قیجاطی سے انہوں نے ابی عیسیٰ یحییٰ بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے چچا عبیداللہ بن یحییٰ سے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاس مصمودی سے انہوں نے امام انام فخر الاسلام ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی سے جو مؤلف ہیں اس کتاب کے اور امام ہیں دار الہجرۃ یعنے مدینہ طیبہ کے۔ ابن حجر سے امام مالک تک گیارہ واسطے ہیں اور مترجم کتاب سے امام مالک تک کل بیس واسطے ہیں اللہ جل جلالہ اور عم نوالہ راضی ہو ان سب مشائخ اور بزرگواروں سے اور ہمارا بھی حشر اُن کے ساتھ کرے اور ان کی طفیل سے ہم کو بخشے آمین یا رب العالمین۔ فقط

ﻫ کسی کا بعد وصال کے کسی قسم کا وسیلہ لینا درست نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١- کتاب وقوت الصلوٰۃ

(١) بَابُ وُقُوْتِ الصَّلٰوةِ

نماز کے وقتوں کا بیان

١- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ يَا عُرْوَةُ اَوَ اَنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ الَّذِيْ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلٰوةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ

٢- عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: روایت ہے محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے کہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ وقت نے ایک روز دیر کی عصر کی نماز میں تو گئے ان کے پاس عروہ بن الزبیر اور خبر دی ان کو مغیرہ بن شعبہ نے ایک روز دیر کی تھی عصر کی نماز میں جب وہ حاکم تھے کوفہ کے پس گئے ان کے پاس ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری اور کہا کہ کیا ہے یہ دیر نماز میں اے مغیرہ کیا تم کو نہیں معلوم کہ جبرئیل اترے آسمان سے اور نماز پڑھی انہوں نے ظہر کی تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبرئیل نے عصر کی تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبرئیل نے مغرب کی تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبرائیل علیہ السلام نے عشاء کی تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے فجر کی تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی ان کے پھر کہا جبرئیل نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی تم کو حکم ہوا ہے تب کہا عمر بن عبدالعزیز نے عروہ سے کہ سمجھو تم جو روایت کرتے ہو کیا جبرئیل نے قائم کئے نماز کے وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عروہ نے کہا کہ ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری کے بیٹے بشیر ایسا ہی روایت کرتے تھے اپنے باپ سے اور مجھ سے روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے عصر کی اور دھوپ حجرے کے اندر ہوتی تھی دیواروں پر چڑھنے سے پہلے۔

ف پہلے عروہ بن الزبیر نے حدیث جبریل کی بیان کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو وقت نماز کا جبریل نے بتلایا تھا اس سے تاخیر نہ کی اس میں عمر بن عبدالعزیز کو احتیاطاً کچھ شبہ ہوا عروہ نے دوسری حدیث صاف صاف حضرت عائشہ کی بیان کی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز عصر جلد پڑھنا نکلتا ہے کیونکہ حجرے میں دھوپ اسی وقت تک رہے گی کہ آفتاب بلند رہے ورنہ جب آفتاب بہت جھکے گا تو دھوپ دیواروں پر چڑھ جائے گی۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى

ترجمہ: روایت ہے عطا بن یسار سے ایک شخص آیا رسول اللہ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ مِنَ الْغَدِ بَعْدَ أَنْ أَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ قَالَ هَا أَنَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ (اخرجہ النسائی)

اللہ علیہ وسلم کے پاس اور پوچھا آپ سے نماز صبح کا وقت تو چپ ہو رہے آپ جب دوسرا روز ہوا نماز پڑھی آپ نے اندھیرے منہ صبح صادق نکلتے ہی پھر تیسرے روز نماز پڑھی فجر کی روشنی میں اور فرمایا کہ کہاں ہے وہ شخص جس نے نماز فجر کا وقت دریافت کیا تھا وہ شخص بول اٹھا میں ہوں یا رسول اللہ فرمایا آپ نے نماز فجر کا وقت ان دونوں کے بیچ میں ہے۔

ف: یعنی میں نے ایک بار اول وقت نماز پڑھی اور دوسری بار آخر وقت تاکہ تجھ کو ابتدا اور انتہا وقت نماز کی معلوم ہوجائے شروع سے اخیر تک نماز کا وقت ہے۔

۴۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: اُم المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے فجر کی نماز پھر عورتیں نماز سے فارغ ہو کر پلٹتی تھیں چادریں لپیٹی ہوئیں اور پہچانی نہ جاتی تھیں اندھیرے سے۔

ف: اس حدیث سے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعی و احمد و اسحاق کا۔

۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ

ترجمہ: ابوہریرہ عبدالرحمن بن صخر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے پائی ایک رکعت نماز صبح کی آفتاب نکلنے سے پہلے تو پاچکا وہ صبح کو اور جس شخص نے پائی ایک رکعت نماز عصر کی آفتاب ڈوبنے سے پہلے تو پاچکا وہ نماز عصر کو۔

ف: یعنے صبح کی نماز اور عصر کی نماز دونوں ادا سمجھی جائیں گی نہ قضا۔

۶۔ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلٰى عُمَّالِهِ إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا إِلٰى أَنْ يَكُوْنَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ

ترجمہ: نافع عبداللہ بن عمرؓ کے مولیٰ (غلام آزاد) سے روایت ہے حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ تمہاری سب خدمتوں میں نماز بہت ضروری اور اہم ہے میرے نزدیک جس نے نماز کے مسائل اور احکام یاد رکھے اور وقت پر پڑھی تو اُس نے اپنا دین محفوظ رکھا جس نے نماز کو تلف کیا تو اور خدمتیں زیادہ تلف کرے گا پھر لکھا نماز پڑھو ظہر کی جب آفتاب ڈھل جائے اور سایہ آدمی کے ایک ہاتھ برابر ہو جہاں تک کہ سایہ آدمی کا اُس کے برابر ہوجائے اور نماز پڑھو عصر کی جب تک کہ آفتاب بلند اور سفید رہے ایسا کہ بعد نماز

حضرت امام مالکؒ کا مرتب کردہ احادیثِ نبویؐ کا سب سے قدیم

و بیش بہا مجموعہ

موطا اِمام مالِک علیہ الرحمۃ

جسے امام مالکؒ (المتوفی ۱۷۹ھ) نے سالہا سال ہر کسوٹی پر پرکھ کر اپنی

دس ہزار احادیث سے منتخب کیا تھا

اصل عربی مع مقابل اردو ترجمہ و ضروری فوائد کشف المغطا

از فرید عصر حضرت علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ تعالےٰ

وَالْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَ الصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ

عصر کے اونٹ کی سواری پر چھ میل یا نو میل قبل غروب کے آدمی پہنچ سکے اور نماز پڑھو مغرب کی جب سورج ڈوب جائے اور عشا کی نماز پڑھو جب شفق غائب ہو جائے تہائی رات تک جو شخص سو جائے عشا کی نماز سے پہلے تو خدا کرے نہ لگے آنکھ اس کی نہ لگے آنکھ اس کی نہ لگے آنکھ اس کی اور نماز پڑھو صبح کی اور تارے صاف گھنے ہوئے ہوں۔

ف: یعنی اندھیرے میں نماز فجر پڑھو کہ تارے غائب نہ ہونے پائیں اور شفق سرخی کو کہتے ہیں جو بعد آفتاب ڈوبنے کے محسوس ہوتی ہے اور نماز مغرب کی سورج ڈوبتے ہی پڑھنا چاہیے دیر نہ کرنی چاہیے۔ امام احمد نے ابی عبداللہ صنابحی سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ امت میری بہتری سے رہے گی جب تک مغرب کی تاخیر نہ کرے گی یہود کے مشابہت کے واسطے اور فجر کی تاخیر نہ کرے گی نصاریٰ کی مشابہت کے واسطے (زرقانی)

۷- عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا صُفْرَةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَأَخِّرِ الْعِشَاءَ مَا لَمْ تَنَمْ وَصَلِّ الصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ وَاقْرَأْ فِيهَا بِسُورَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ مِنَ الْمُفَصَّلِ

ترجمہ: مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ نماز پڑھ ظہر کی جب سورج ڈھل جائے اور نماز پڑھ عصر کی اور آفتاب سفید صاف ہو زرد نہ ہونے پائے اور نماز پڑھ مغرب کی جب سورج ڈوبے اور دیر کر عشاء کی نماز میں جہاں تک تو جاگ سکے اور نماز پڑھ صبح کی اور تارے صاف گھنے ہوئے ہوں اور پڑھ فجر کی نماز میں دو سورتیں لمبی مفصل سے۔

ف: مفصل کلام اللہ کی ساتویں منزل سورۂ حجرات سے اخیر تک ہے۔ (زرقانی)

۸- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنْ صَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ أَنْ صَلِّ الْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَإِنْ أَخَّرْتَ فَإِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ

ترجمہ: عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ نماز پڑھ عصر کی اور آفتاب سفید ہو اتنا دن باقی ہو کہ اونٹ کا سوار بعد نماز عصر کے نو میل جا سکے اور پڑھ عشاء کی نماز تہائی رات تک آخر درجہ آدھی رات تک اور غافل مت ہو۔

ف: نماز سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص محافظت کرے گا پانچوں نمازوں پر نہ لکھا جائے گا غافلوں میں اس حدیث کو حاکم نے ابی ہریرہؓ سے روایت کیا اور صحیح کہا۔ (زرقانی)

۹- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا

ترجمہ: عبداللہ بن رافع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ کے مولیٰ ہیں انہوں نے پوچھا ابوہریرہؓ سے نماز کا وقت، کہا ابوہریرہؓ نے میں بتاؤں تجھ کو نماز پڑھ ظہر کی جب سایہ تیرا تیرے برابر ہو جائے اور عصر کی جب

كَانَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ يَعْنِي الْغَلَسَ ۞

سایہ تیرا تجھ سے دُگنا ہو اور مغرب کی جب آفتاب ڈوب جائے اور عشاء کی تہائی رات کی ادھر اور صبح کی اندھیرے منہ۔

۱۰- عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ ۞ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نماز عصر کی پڑھتے تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں پھر ہم میں سے کوئی جاتا بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں تو پاتا اُن کو عصر کی نماز میں۔

ف: بنی عمرو بن عوف کا محلہ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ (زرقانی) یا قریب تین میل کے مسجد نبوی سے (مصفٰے) اور وہ لوگ کھیتی باڑی والے تھے۔ اپنے مزدوری کاموں سے فراغت پا کر نماز عصر کی پڑھا کرتے تو آنحضرت کی نماز بہت جلدی ہوتی۔

۱۱- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءَ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ۞ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نماز عصر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے پھر ہم میں سے کوئی جانے والا قبا کو جاتا تھا پھر وہاں کے لوگوں کو ملتا تھا اور آفتاب بلند رہتا تھا۔

ف: قبا مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ (زرقانی و محلی)

۱۲- عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يُصَلُّونَ الظُّهْرَ بِعَشِيٍّ ۞

ترجمہ: قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کہتے ہیں کہ میں نے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھتے دیکھا۔

ف: عشی سے مراد یہی ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر پڑھتے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفٰی میں لکھا ہے کہ عشی اہل مدینہ کے عرف میں ایک شل کے قریب کو کہتے ہیں۔

(۲) بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ (جمعہ کے وقت کا بیان)

۱۳- عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيِّ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَرَى طِنْفِسَةً لِعَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُطْرَحُ إِلَى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغَرْبِيِّ فَإِذَا غَشِيَ الطِّنْفِسَةَ كُلَّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ قَالَ ثُمَّ نَرْجِعُ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَنَقِيلُ قَائِلَةَ الضَّحَاءِ ۞

ترجمہ: مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہا انہوں نے میں دیکھتا تھا ایک بوریا عقیل بن ابی طالبؓ کا ڈالا جاتا تھا جمعہ کے دن مسجد نبوی کے پچھم کی طرف کی دیوار کے تلے تو جب سارے بوریا پر دیوار کا سایہ آجاتا عمر بن الخطاب نکلتے اور نماز پڑھتے جمعہ کی مالک نے کہا کہ ہم بعد نماز کے آکر چاشت کے عوض سو رہا کرتے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جمعہ بہت جلد پڑھا کرتے اس وجہ سے لوگ جمعہ کے روز دوپہر کے اول نہ سوتے بلکہ غسل وغیرہ میں مشغول رہتے بعد نماز کے اس کا معاوضہ کرتے۔ (زرقانی)

۱۴- عَنْ اِبْنِ اَبِیْ سَلِیْطٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلَّی الْجُمُعَۃَ بِالْمَدِیْنَۃِ وَصَلَّی الْعَصْرَ بِمَلَلٍ ؁

ترجمہ: عبداللہ بن اسید بن عمرو بن قیس سے روایت ہے کہ عثمانؓ نے نماز پڑھی جمعہ کی مدینہ میں اور عصر کی ملل میں۔

ف: کہا امام مالک نے سبب اس کا یہ تھا کہ جمعہ کی نماز بہت جلدی پڑھی بعد زوال کے اور جلدی چلے۔ ملل ایک مقام ہے مدینہ سے سترہ میل کے فاصلے پر یا اٹھارہ میل کے یا بائیس میل کے۔ (زرقانی)

(۳) بابُ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ (بیان اُس شخص کا جس نے ایک رکعت پائی)

۱۵- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ ؁ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے ایک رکعت نماز میں سے پائی تو اُس نے وہ نماز پائی۔

ف: اس حدیث کے مطلب میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ جس نے ایک رکعت کی مقدار وقت نماز کا پایا تو اُس کی نماز ادا ہو گی قضا نہ ہو گی جیسے نماز فجر اور عصر میں یہ مضمون اوپر تصریح سے گذرا دوسرے یہ کہ جس نے جماعت کی ایک رکعت پائی تو گویا اُس نے جماعت پائی یعنی اُس کو ثواب جماعت کا ملے گا تیسرے یہ کہ جس نے رکوع پالیا تو گویا اُس نے وہ رکعت پائی اگر رکوع نہ ملا تو وہ رکعت گئی۔ اب اگر سجدہ ملے بھی تو وہ حساب میں نہیں ہے۔ چوتھی یہ کہ جس نے ایک رکعت کی مقدار وقت پایا معذورین میں سے تو اُس کو وہ نماز لازم ہو گی۔ پانچویں یہ کہ نماز سے جمعہ مراد ہے جس نے جمعہ کی ایک رکعت بھی پائی تو اُس نے جمعہ پایا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور جو ایک رکعت بھی نہ ملے تو چار رکعتیں پڑھے۔ واللہ اعلم

۱۶- عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا فَاتَتْکَ الرَّکْعَۃُ فَقَدْ فَاتَتْکَ السَّجْدَۃُ ؁

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جب قضا ہو جائے رکوع تیرا تو قضا ہو گیا سجدہ تیرا۔

ف: یعنے اگر رکوع نہ ملا امام کے ساتھ تو وہ رکعت گئی۔ اب اگر سجدہ اُس کا ملے بھی تو بھی حساب میں نہیں۔

۱۷- عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ کَانَا یَقُوْلَانِ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَۃَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَۃَ ؁

ترجمہ: امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا عبداللہ بن عمرؓ اور زید بن ثابت سے کہ وہ دونوں فرماتے تھے جس نے رکوع پایا تو اُس نے سجدہ پالیا۔

ف: یعنے رکعت پائی۔

۱۸- عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَۃَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَۃَ وَمَنْ فَاتَہٗ قِرَاءَۃُ اُمِّ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ فَاتَہٗ خَیْرٌ کَثِیْرٌ ؁

ترجمہ: امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے تھے کہ جس شخص نے رکوع پالیا تو اُس نے سجدہ پایا یعنے وہ رکعت پائی اور جس کو سورۂ فاتحہ پڑھنا نہ ملا تو اس کی بہت خیر جاتی رہی۔

ف: یعنے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا ثواب گیا اور آمین کہنے کا (بظاہر یہ اثر مخالف ہے اُس کے جس کو بخاری نے رسالہ قرأت خلف الامام میں روایت کیا ہے: اِنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ اِذَا اَدْرَکْتَ الْقَوْمَ رُکُوْعًا لَمْ یُعْتَدَّ بِتِلْکَ الرَّکْعَۃِ

یعنے جب پائے تو قوم کو رکوع میں تو مت حساب میں لا اس رکعت کو) اور یہی قول ہے ایک جماعت کا بلکہ بخاریؒ نے قرأت خلف الامام میں کہا ہے کہ جو وجوب قرأت خلف الامام کا قائل ہے اس کا یہی مذہب ہے اور اختیار کیا اس کو ابن خزیمہ اور ضبعی وغیرہ محدثین شافعیہ نے اور متاخرین میں سے شیخ تقی الدین سبکی نے اس کی تقویت کی ہے۔ ہکذا فی فتح الباری واختارہ الشوکانی فی النیل وغیرہ۔

(۴) بَابُ مَاجَاءَ فِي دُلُوكِ الشَّمْسِ وَغَسَقِ اللَّيْلِ

ف: اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا: أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ۔ اس باب میں تفسیر ہے دلوک الشمس کی اور غسق اللیل کی۔

۱۹- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ دُلُوكُ الشَّمْسِ مَيْلُهَا ۞

ترجمہ: روایت ہے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے دلوک الشمس سے آفتاب کا ڈھلنا مراد ہے۔

۲۰- عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنِي مُخْبِرٌ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ دُلُوكُ الشَّمْسِ إِذَا فَاءَ الْفَيْءُ وَغَسَقُ اللَّيْلِ اجْتِمَاعُ اللَّيْلِ وَظُلْمَتُهُ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عباس کہتے تھے کہ دلوک الشمس جب ہوتا ہے کہ سایہ پلٹے پچھم سے پورب کو اور غسق اللیل رات کا گزرنا اور اندھیرا اس کا۔

(۵) بَابُ جَامِعِ الْوُقُوتِ (وقتوں کا بیان)

ف: اس باب میں مختلف حدیثیں مذکور ہیں جن سے وقتوں کا حال اور حکم دریافت ہوتا ہے۔

۲۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی قضا ہو جائے عصر کی نماز تو گویا لٹ گیا گھر بار اس کا۔

ف: عصر کی نماز کی بہت تاکید آئی ہے اکثر مفسرین کے نزدیک صلوٰۃ وسطیٰ سے عصر ہی کی نماز مراد ہے اور قضا ہو جانے سے یہ مراد ہے کہ آفتاب زرد ہو جائے۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ تفسیر تصریح موجود ہے اور نافع نے یہ تفسیر کی ہے کہ آفتاب ڈوب جائے۔ لٹ جانے سے یہ غرض ہے کہ اس کے اعمال صالحہ حبط ہو جائیں گے یا اس کو اتنا غم وصدمہ لاحق ہونا چاہیے جتنا اس شخص کو لاحق ہوتا ہے جس کا گھر بار لٹ جائے۔ ہکذا فی الزرقانی والمصفی واللہ اعلم۔

۲۲- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ فَلَقِيَ رَجُلًا لَمْ يَشْهَدِ الْعَصْرَ فَقَالَ مَا حَبَسَكَ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ فَذَكَرَ لَهُ الرَّجُلُ عُذْرًا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ طَفَّفْتَ ۞

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب عصر کی نماز پڑھ کر لوٹے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو عصر کی نماز میں نہ تھا پوچھا آپ نے کس وجہ سے تم رک گئے جماعت میں آنے سے؟ اس نے کچھ عذر بیان کیا تب فرمایا آپ نے طففت کہا امام مالک نے طففت تطفیف سے ہے عرب لوگ کہا کرتے ہیں: لِكُلِّ شَيْءٍ وَفَاءٌ وَتَطْفِيفٌ ۞

ف: وفا کے معنے پورا دینا اور تطفیف کے معنے کم کرنا اور گھٹانا تو تطفیف کے یہ معنے ہوئے کہ کم کیا تو نے ثواب اپنا یا ناقص

کیا اپنے اعمال کو۔ (زرقانی ومصفی)

۲۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الْمُصَلِّيَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ وَمَا فَاتَتْهُ وَقْتُهَا وَلَمَا فَاتَهُ مِنْ وَقْتِهَا أَعْظَمُ أَوْ أَفْضَلُ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ نمازی کبھی نماز پڑھتا ہے۔ اور وقت جاتا نہیں رہتا لیکن جس قدر وقت گذر گیا وہ اچھا اور بہتر تھا اس کے گھر بار سے ۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ قول یحییٰ کا حکم میں حدیث مرفوع کے ہے اس واسطے کہ اپنی رائے سے ایسا مضمون کہہ نہیں سکتے چنانچہ دارقطنی نے سنن میں ابوہریرہ سے بہ سند ضعیف روایت کیا کہ تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے وقت پر لیکن جو اول وقت گذر گیا وہ بہتر تھا اس کے گھر بار سے اور خود ابن عبدالبر نے مرفوعاً ابن عمر سے روایت کیا کہ آدمی پا لیتا ہے نماز کو لیکن جس قدر وقت گذر گیا وہ بہتر تھا اُس کے گھر بار سے اور اخراج کیا اس حدیث کا سعید بن منصور نے ابن عمر سے مرفوعاً اور طلق بن حبیب سے مرسلاً (زرقانی) کہا امام مالک نے اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور نماز کا وقت آ جائے پھر وہ شخص بھول چوک کر نماز میں دیر کرے یہاں تک کہ اپنے گھر بار میں آجائے اور وقت باقی ہو تو وہ نماز کو پورا پڑھے مثل مقیم کے قصر نہ کرے اور جو وقت گذر گیا ہو تو قصر سے پڑھے کیونکہ اب تو وہ نماز کو قضا پڑھے گا اور قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی جیسے واجب ہوئی تھی ۔ کہا امام مالک نے ہم نے اپنے شہر والوں کو اور اپنے شہر کے عالموں کو اسی حکم پر پایا کہا امام مالک نے شفق سُرخی کو کہتے ہیں جو پچھم کی جانب ہوتی ہے تو جب سُرخی جاتی رہی نماز عشاء کا وقت آجائے گا اور مغرب کا وقت گذر جائے گا ۔

۲۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَذَهَبَ عَقْلُهُ فَلَمْ يَقْضِ الصَّلَاةَ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر بیہوش ہوگئے ان کی عقل جاتی رہی پھر انہوں نے نماز کی قضا نہ پڑھی ۔

کہا امام مالک نے ہماری دانست میں وقت نماز کا جاتا رہا ہوگا کیونکہ جو شخص ہوش میں آجائے اور وقت باقی ہو تو وہ نماز پڑھ لے۔

(۶) بَابُ النَّوْمِ عَنِ الصَّلٰوةِ (نماز سے سوجانے کا بیان)

۲۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَفَلَ مِنْ خَيْبَرَ أَسْرَى حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اكْلَأْ لَنَا الصُّبْحَ وَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَكَلَأَ بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ اسْتَنَدَ إِلَى رَاحِلَتِهِ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنَ الرَّكْبِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ترجمہ: سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹے جنگ خیبر سے رات کو چلے جب اخیر رات ہوئی تو آپ اتر پڑے اور بلال سے فرمایا صبح کی نماز کا تم خیال رکھو اور آپ سو رہے اور جب تک خدا کو منظور تھا بلال جاگتے رہے پھر بلال نے تکیہ لگایا اپنے اونٹ پر اور منہ اپنا صبح کی طرف کئے رہے اور لگ گئی آنکھ بلال کی تو نہ جاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ بلال اور نہ کوئی شتر سوار یہاں تک کہ پڑنے لگی ان پر تیزی دھوپ کی ۔ تب چونک اُٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کیا ہے یہ اے بلال کہا بلال نے زور کیا مجھ پر اس چیز نے جس نے آپ پر زور کیا (یعنی نیند نے) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتَادُوْا فَبَعَثُوْا رَوَاحِلَهُمْ وَاقْتَادُوْا شَيْئًا ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ثُمَّ قَالَ حِيْنَ قَضَى الصَّلٰوةَ مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۔
(هٰذَا مُرْسَلٌ وَوَصَلَهُ مُسْلِمٌ فِيْ كِتَابِ الْمَسَاجِدِ)

علیہ وسلم نے کوچ کرو تو لادے لوگوں نے کجاوے اپنے ، تھوڑی دور چلے تھے کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو تکبیر کہنے کا تو تکبیر کہی بلال نے نماز کی پھر نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی بعد اس کے فرمایا جب نماز پڑھ چکے جو شخص بھول جائے نماز کو تو چاہیئے کہ پڑھ لے اس کو جب یاد آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قائم کر نماز کو جس وقت یاد کرے مجھ کو ۔

ف: ہر چند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہ سوتا تھا مگر یہ پروردگار کا فضل ہے کہ ایک وقت دل کو بھی غافل کر دیا تا کہ امت کو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے ۔ بعد نماز کے آپ نے کلیہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھول جائے نماز کو جب یاد آئے پڑھ لے خواہ نیند کے سبب سے بھول جائے یا جاگتے میں بھول جائے اور بعض کہتے ہیں کہ نیند کا مسئلہ تو خود آپ کے فعل سے صحابہ کو معلوم ہو گیا اور جاگ کر بھول جانے کا اتفاق نہ ہوا تھا اسلئے زبانی اس کو بتا دیا تھا اور ایک حدیث میں سونے اور بھول جانے دونوں کا ذکر آیا ہے جیسا کہ آگے آتی ہے ۔

۲۶۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّهُ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِطَرِيْقِ مَكَّةَ وَوَكَّلَ بِلَالًا اَنْ يُّوْقِظَهُمْ لِلصَّلٰوةِ فَرَقَدَ بِلَالٌ وَّرَقَدُوْا حَتّٰى اسْتَيْقَظُوْا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ وَقَدْ فَزِعُوْا فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْكَبُوْا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ وَقَالَ اِنَّ هٰذَا وَادٍ بِهٖ شَيْطَانٌ فَرَكِبُوْا حَتّٰى خَرَجُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ ثُمَّ اَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْزِلُوْا وَاَنْ يَّتَوَضَّؤُا وَاَمَرَ بِلَالًا اَنْ يُّنَادِيَ بِالصَّلٰوةِ اَوْ يُقِيْمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ وَقَدْ رَاٰى مِنْ فَزَعِهِمْ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللهَ قَبَضَ اَرْوَاحَنَا وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا اِلَيْنَا فِيْ حِيْنٍ غَيْرِ هٰذَا فَاِذَا رَقَدَ اَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْ نَسِيَهَا ثُمَّ فَزِعَ اِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا فِيْ وَقْتِهَا ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رات کو اترے راہ میں مکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقرر کیا بلال کو اس کام پر کہ جگا دیں ان کو واسطے نماز کے تو سو گئے بلال اور سو گئے لوگ پھر جاگے اور سورج نکل آیا تھا اور گھبرائے لوگ (بسبب قضا ہو جانے نماز کے) تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہونے کا تاکہ نکل جائیں اس وادی سے اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے پس سوار ہوئے اور نکل گئے اس وادی سے تب حکم کیا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اترنے کا اور وضو کرنے کا اور حکم کیا بلال کو اذان کا یا تکبیر کا پھر نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کے ساتھ پھر متوجہ ہوئے آپ لوگوں کی طرف اور دیکھا ان کی گھبراہٹ کو تو فرمایا آپ نے اے لوگو بے شک روک رکھا اللہ تعالیٰ نے ہماری جانوں کو اور اگر چاہتا تو وہ پھیر دیتا ہماری جانوں کو سوا اس وقت کے اور کسی وقت تو جب سو جائے کوئی تم میں سے نماز سے یا بھول جائے اس کو پھر گھبرا کے اٹھے نماز کے لئے تو چاہیئے کہ پڑھ لے اس کو جیسے پڑھتا اس کو وقت پر پھر متوجہ ہوئے آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرمایا آپ نے شیطان آیا بلال کے پاس اور وہ

أَتَى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَضْجَعَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهُ كَمَا يُهَدَّأُ الصَّبِيُّ حَتَّى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ ؞

کھڑے ہوئے نماز پڑھتے تھے تو لٹا دیا اُن کو پھر لگا تھپکنے ان کو جیسے تھپکتے ہیں بچے کو یہاں تک کہ سو رہے وہ پھر بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو پس بیان کیا بلال نے اُسی طرح جیسے فرمایا تھا آپ نے حال اُن کا ابوبکرؓ سے تو کہا ابوبکرؓ نے میں گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ۔

ف: اگرچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہلے سے بھی یقین تھا اس بات کا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں مگر یہ معجزہ دیکھ کر اور بھی زیادہ یقین میں قوت ہوئی اس واسطے پھر گواہی دی رسالت کی ۔

(۷) بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ بِالْهَاجِرَةِ (ٹھیک دوپہر کے وقت نماز کی ممانعت کا بیان)

۲۷- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ وَقَالَ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ فِي كُلِّ عَامٍ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ ؞

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے تو جب تیز ہو گرمی تاخیر کرو نماز میں ٹھنڈک تک اور فرمایا آپ نے شکوہ کیا آگ نے اپنے پروردگار سے اور کہا اے پروردگار میں اپنے کو آپ کھانے لگی تو اذن دیا اس کو پروردگار نے دو سانس کا ہر سال (اندر کو) سانس لینے کا جاڑے میں اور (باہر کو) سانس نکالنے کا گرمی میں ۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو ظہر کی نماز دیر کرکے پڑھنا چاہیے اور یہی مذہب ہے ابن المبارک و احمد و اسحٰق

۲۸- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلَى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ ؞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تیز گرمی ہو تو تاخیر کرو نماز کی ٹھنڈک تک اسلئے کہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے اور فرمایا آپ نے کہ آگ نے گلہ کیا پروردگار سے تو اذن دیا پروردگار نے اس کو دو سانسوں کا ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں ۔

۲۹- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ؞ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تیز ہو گرمی تو تاخیر کرو نماز کی ٹھنڈک تک کیونکہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے ۔

ف: بعض لوگوں نے فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ کے یہ معنے کئے ہیں کہ اول وقت پڑھو نماز کو مگر یہ معنی سیاق حدیث کے خلاف ہے اور بخاری مسلم نے ابوذرؓ سے روایت کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے تو مؤذن نے ارادہ کیا اذان کا فرمایا آپ نے ٹھنڈا کر یہاں تک کہ دیکھا ہم نے سایہ ٹیلوں کا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ أَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ کے صحیح معنی

وہی ہیں جو ہم نے بیان کئے یعنی تاخیر کرو نماز کی ٹھنڈک تک۔ (زرقانی)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ دُخُولِ الْمَسْجِدِ بِرِيحِ الثُّومِ وَتَغْطِيَةِ الْفَمِ فِي الصَّلٰوةِ

مسجد میں لہسن کھا کر جانے کی ممانعت کا بیان، اور نماز میں منہ ڈھانپنے کی ممانعت کا بیان

۳- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْ مَسَاجِدَنَا يُؤْذِيْنَا بِرِيحِ الثُّومِ۔ (هٰذا مرسل وقد وصله مسلم عن ابی هريرة)

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کھایا اس درخت میں سے (یعنی لہسن میں سے) تو نزدیک نہ ہو ہماری مسجدوں کے تاکہ ہم کو تکلیف دے اس کی بُو سے۔

ف: کچے لہسن یا کچے پیاز کھا کر مسجد میں جانا مکروہ ہے جب تک منہ میں بو رہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ اَنَّهٗ كَانَ يَرٰى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اِذَا رَاَى الْاِنْسَانَ يُغَطِّي فَاهُ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ جَبَذَ الثَّوْبَ جَبْذًا شَدِيدًا حَتّٰى يَنْزِعَهٗ عَنْ فِيهِ۔

ترجمہ: عبد الرحمٰن بن مجبر سے روایت ہے کہ سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ جب کسی کو دیکھتے تھے کہ منہ اپنا ڈھانپے ہے نماز میں کھینچ لیتے تھے کپڑا زور سے یہاں تک کہ کھل جاتا اس کا منہ۔

۲- كِتَابُ الطَّهَارَةِ (۱) بَابُ الْعَمَلِ فِي الْوُضُوْءِ۔ (وضو کی ترکیب کا بیان)

۱- عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدِهٖ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَاَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔ (اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ: عمرو بن یحییٰ المازنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن زید سے جو دادا ہیں عمرو بن یحییٰ کے اور اصحاب میں سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا تم مجھ کو دکھا سکتے ہو کس طرح وضو کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کہا انہوں نے ہاں تو منگایا انہوں نے پانی وضو کا پھر ڈالا اس کو اپنے ہاتھ پر اور دھویا دونوں ہاتھوں کو دو دو بار پھر کُلّی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار پھر دونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں تک دو دو بار پھر مسح کیا سر کا دونوں ہاتھوں سے آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے یعنی دونوں ہاتھوں سے مسح شروع کیا پیشانی سے گُدّی تک پھر لائے گُدّی سے پیشانی تک پھر دونوں پیر دھوئے۔

ف: عبد اللہ بن زید عمرو بن یحییٰ کے نہ دادا تھے نہ نانا یہ وہم موطا کی روایت سے واقع ہوا ہے صحیح یہ ہے کہ ایک شخص نے

پوچھا عبداللہ سے اور وہ شخص عمارہ بن ابی حسن تھا جو دادا ہے عمرو بن یحییٰ کا۔ (زرقانی)

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِيْ اَنْفِهٖ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ ؕ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وضو کرے تم میں سے کوئی تو پانی ڈال کر چھنکے اور جو ڈھیلے لے واسطے استنجا کے تو طاق لے۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ ؕ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص وضو کرے تو ناک چھنکے اور جو ڈھیلے لے تو طاق لے۔

۴۔ کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالک سے کہتے تھے اگر کوئی شخص ایک ہی چلو لے کر کلی کرے اور ناک میں پانی بھی ڈالے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

۵۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ؕ (اخرجہ مسلم موصولاً)

ترجمہ: امام مالک روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو پہنچا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق گئے اُم المومنین عائشہؓ کے پاس جس دن مرے سعد بن ابی وقاص تو منگایا عبدالرحمٰن نے پانی وضو کا پس کہا عائشہ نے پورا کرو وضو کو کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں کو آگ سے۔

ف: یعنے خرابی ہے اُن لوگوں کے لئے جن کی ایڑیاں وضو میں سوکھی رہ جاتی ہیں یا خود ایڑیوں کی خرابی ہے جہنم کی آگ ان کو جلا دے گی اسی طرح تمام اعضائے وضو کا حکم ہے کوئی عضو سوکھا نہ رہ جائے احتیاط رکھے۔

۶۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَتَوَضَّأُ بِالْمَاءِ لِمَا تَحْتَ اِزَارِهٖ ؕ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عثمان سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب کہتے تھے کہ پانی سے دھوئے اپنے ستر کو۔

ف: پاخانے کے بعد ڈھیلوں سے پاک کر کے پھر پانی لینا ادب ہے اور موجب فضیلت ہے۔ ابن خزیمہ اور بزار نے عویم بن ساعدہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مسجد قبا میں تو کہا وہاں کے لوگوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے طہارت کے باب میں تو کیسی ہے طہارت تمہاری۔ کہا انھوں نے یا رسول اللہ ہم نہیں جانتے مگر ہمارے ہمسایہ میں چند یہودی رہتے تھے وہ پاخانہ کر کے پانی سے استنجا کرتے تھے تو ہم نے بھی ایسا ہی کیا اور بزار کی عبارت یہ ہے کہ ہم بعد ڈھیلوں کے پانی سے پاک کرتے ہیں تو فرمایا آپ نے ہاں یہی مُراد ہے خداوند کریم کی لازم پکڑو تم اس کو اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استنجا پانی سے کرتے تھے۔ کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالک اس شخص سے جس نے وضو کیا تو بھول کر قبل کلی کرنے کے منہ دھولیا یا پہلے ہاتھ دھولئے اور منہ نہ دھویا کہا امام مالک نے جس شخص نے منہ دھولیا کلی کرنے سے پیشتر تو وہ کلی کرلے اور دوبارہ منہ نہ دھوئے لیکن جس نے ہاتھ دھولئے منہ دھونے سے پیشتر تو اس کو چاہئے کہ منہ دھو کر ہاتھوں کو دوبارہ دھوئے تاکہ دھونا ہاتھ کا بعد دھونے منہ کے ہو جائے۔ جب تک وضو کرنے والا اپنی جگہ میں ہے یا قریب اس کے **ف** تو اگر وضو کرنے والا وضو کر کے اُٹھ گیا اور اعضاء اس کے سوکھ گئے تو صرف منہ کو دھولے۔ زرقانی۔ کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالک اس شخص سے جو وضو میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول

گیا اور نماز پڑھ لی کہا مالک نے ہو گئی نماز اس کی دوبارہ پھر نماز پڑھنا لازم نہیں لیکن آئندہ کی نماز کے واسطے کلی کر لے یا ناک میں پانی ڈال لے۔

(۲) بابُ وُضُوْءِ النَّائِمِ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ (جو کوئی سو کر نماز کے لئے اٹھے اس کے وضو کا بیان)

۹- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلْیَغْسِلْ یَدَهٗ قَبْلَ اَنْ یُدْخِلَهَا فِیْ وَضُوْءِهٖ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ ﴿ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سو کر اٹھے کوئی تم میں سے تو پہلے اپنے ہاتھ دھو کر پانی میں ہاتھ ڈالے اس لئے کہ معلوم نہیں کہاں رہی ہتھیلی اس کی۔

ف: یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ بعض لوگوں کے نزدیک یہ حکم استحباباً ہے اور بعضوں کے نزدیک وجوباً۔ جب رات کو سو کر اٹھے اور استحباباً جب دن کو سو کر اٹھے۔ (زرقانی)

۱۰- عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِذَا نَامَ اَحَدُکُمْ مُضْطَجِعًا فَلْیَتَوَضَّأْ ﴿

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ کہا عمر بن خطابؓ نے جو شخص تم میں سے سو جائے لیٹ کر تو وضو کرے۔

۱۱- عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ تَفْسِیْرَ هٰذِهِ الْاٰیَةِ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ اَنَّ ذٰلِكَ اِذَا قُمْتُمْ مِنَ الْمَضَاجِعِ یَعْنِی النَّوْمَ ﴿

ترجمہ: زید بن اسلم نے کہا کہ یہ جو فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے جب اٹھو تم نماز کے لئے تو دھو ڈالو منہ اپنا اور ہاتھ اپنے کہنیوں تک اور مسح کرو سروں پر اور دھوؤ پاؤں اپنے ٹخنوں تک اس سے یہ غرض ہے کہ جب اٹھو نماز کے لئے سو کر۔

ف: ورنہ جب کوئی نماز کو اٹھے تو اس کو وضو کرنا لازم ہوگا۔ کہا امام مالک نے ہمارے نزدیک نکسیر پھوٹنے یا خون نکلنے یا پیپ بہنے سے وضو لازم نہیں آتا بلکہ وضو نہ کرے مگر اس گندگی سے جو دُبر یا ذکر سے نکلے یا سو جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یَنَامُ جَالِسًا ثُمَّ یُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ ﴿

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

۳- بابُ الطَّهُوْرِ لِلْوُضُوْءِ (وضو کے پانی کا بیان)

۱۲- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْکَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِیْلَ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَّاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُوْرُ مَآؤُهُ الْحِلُّ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو کہا اس نے یا رسول اللہ ہم سوار ہوتے ہیں سمندر میں اور اپنے ساتھ پانی تھوڑا رکھتے ہیں اگر اسی سے وضو کریں تو پیاسے رہیں کیا سمندر کے پانی سے ہم وضو کریں۔ فرمایا آپ نے پاک ہے پانی اس کا حلال ہے مُردہ اس کا۔

فہرست مطالب "موطا امام مالک مترجم"

مَیْتَتُہٗ ۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ)

ف: اگرچہ سائل نے صرف سمندر کے پانی کا حال پوچھا تھا مگر آپ نے سمندر کے کھانے کا بھی حال بیان کر دیا کیونکہ جیسے وہاں پانی کی کمی ہوتی ہے کبھی کھانے کی بھی کمی ہوتی ہے ۔ حلال ہے مُردہ اُس کا یعنے جتنے جانور سمندر میں رہتے ہیں جن کی زندگی بغیر پانی کے نہیں ہو سکتی وہ سب حلال ہیں ۔ اگرچہ مچھلی کی صورت پر نہ ہوں بلکہ کُتّے یا سور کی صورت پر ہوں ۔ (زرقانی) امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس حدیث میں مُردہ سے صرف مچھلی مراد ہے نہ اور جانور سمندر کے مگر اس تخصیص پر کوئی دلیل صریح چاہیئے اور یہ حدیث مطلق ہے زرقانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ایک بڑی اصل ہے اصول اسلام سے تمام ائمہ نے اس کو قبول کیا ہے اور فقہا نے اس کے ساتھ تمسک کیا ہے ہر زمانے میں اور روایت کیا اس حدیث کو بڑے بڑے اماموں نے مثل مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اصحاب سنن اربعہ اور دارقطنی اور بیہقی اور حاکم وغیرہم نے طرق متعددہ سے اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ابن مندہ نے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا اور کہا کہ پوچھا میں نے بخاری سے تو انہوں نے بھی صحیح کہا ۔ (انتہی زرقانی)

۱۳۔ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوْءً فَجَاءَتْ هِرَّةٌ لِتَشْرَبَ مِنْهُ فَاَصْغٰى لَهَا اَبُوْ قَتَادَةَ الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِيْ قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ ۔ (اخرجہ الاربعۃ)

ترجمہ: کبشہ بن کعب سے روایت ہے کہ ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ گئے ان کے پاس تو رکھا کبشہ نے ایک برتن میں پانی اُن کے وضو کے لئے پس آئی بلی اس میں سے پینے کو تو جھکا دیا برتن کو ابوقتادہ نے یہاں تک کہ پی لیا بلی نے پانی کہا کبشہ نے دیکھ لیا ابوقتادہ نے کہ میں ان کی طرف تعجب سے دیکھتی ہوں تو پوچھا ابوقتادہ نے کیا تعجب کرتی ہو تم اے بھتیجی میری کہا میں نے ہاں تو کہا ابوقتادہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی نا پاک نہیں ہے وہ رات دن پھرنے والوں میں سے ہے تم پر

کہا یحییٰ نے کہا امام مالک نے کچھ حرج نہیں بلی کے جھوٹے میں مگر جب اُس کے منہ پر پلیدی معلوم ہو ۔

۱۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتّٰى وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِصَاحِبِ الْحَوْضِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا فَاِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا ۔

ترجمہ: یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نکلے چند سواروں میں اُن میں عمرو بن العاص بھی تھے راہ میں ایک حوض ملا تو عمرو بن العاص نے حوض والے سے پوچھا کہ تیرے حوض پر درندے جانور پانی پینے کو آتے ہیں تو کہا عمر بن الخطاب نے اسے حوض والے مت بتا ہم کو کس لئے کہ درندے کبھی ہم سے آگے آتے ہیں اور کبھی ہم درندوں سے آگے آتے ہیں ۔

ف: یعنی یہ جنگل کا حوض ہے یہاں رات دن یہی کارخانہ جاری ہے کہ آدمی آن کر پانی پیتے ہیں پھر درندے پھر آدمی پھر درندے اسلئے بہ ضرورت یہ پاک ہے ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے لئے ہے جو وہ پی گئے اور ہمارے لئے جو باقی ہے پینے کے لئے اور طہارت کرنے کے لئے روایت کیا اس کو عبدالرزاق نے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی ۔ روایت کیا اس کو طیالسی اور شافعی اور احمد وغیرہم نے ۔ (زرقانی)

۱۵۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ مرد اور عورتیں وضو کرتی تھیں

الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ لَيَتَوَضَّؤُوْنَ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا۔ (اخرجہ البخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اکٹھا۔

ف: ایک برتن سے جیسا کہ روایت کیا ابن ماجہ نے اور زیادہ کیا ابو داؤد نے کہ ڈالتے تھے ہم ہاتھ اپنے برتن میں کہا زرقانی نے ظاہر حدیث یہ ہے کہ مرد و عورت مل کر ایک ہی وقت میں وضو کرتے تھے قبل اترنے آیت حجاب کے یہ حدیث خاص ہوگی ازواج اور محارم کے ساتھ اور صحیح ابن خزیمہ میں مروی ہے ابن عمر سے کہ انہوں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو اور عورتوں کو سب مل کر ایک ہی برتن سے وضو کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کے وضو سے جو پانی بچ رہے اس سے وضو درست ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔

(۴) بَابُ مَا لَا يَجِبُ فِيْهِ الْوُضُوْءُ (جن امورات سے وضو لازم نہیں آتا ان کا بیان)

۱۶- عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيْلُ ذَيْلِيْ وَأَمْشِيْ فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ۔ (اخرجہ ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ: ابراہیم بن عبد الرحمٰن کی ام ولد نے پوچھا ام المومنین ام سلمہؓ سے کہ میرا دامن نیچا اور لمبا رہتا ہے اور ناپاک جگہ میں چلنے کا اتفاق ہوتا ہے تو کہا ام سلمہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک کرتا ہے اس کو جو بعد اس کے ہے۔

ف: یعنے اگر کسی کے دامن میں راہ کی نجاست لگ جائے اور پھر وہ دامن پاک زمین سے بھی لگے اور خشک ہو جائے تو مل دینے سے یا جھاڑ دینے سے پاک ہو جائے گا بسبب ضرورت اور رفع حرج کے۔ (مصفی)

۱۷- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقْلِسُ مِرَارًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَنْصَرِفُ وَلَا يَتَوَضَّأُ حَتّٰى يُصَلِّيَ۔

ترجمہ: امام مالک کہتے ہیں کہ میں نے ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن کو دیکھا کئی مرتبہ انہوں نے قے کی پانی کی اور وہ مسجد میں تھے پھر وضو نہ کیا اور نماز پڑھ لی۔

کہا یحییٰ نے پوچھے گئے مالک اس شخص سے جس نے اوکا کھانے کو کیا اس پر وضو ہے کہا اس پر وضو نہیں ہے بلکہ کلی کر ڈالے اور منہ دھو لے۔

۱۸- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَنَّطَ ابْنًا لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے خوشبو لگائی سعید بن زید کے بچے کو جو میت تھا اور اٹھایا اس کو پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

ف: اس اثر سے معلوم ہوا کہ مردہ کے اٹھانے یا خوشبو لگانے سے وضو نہیں جاتا اور بعض نسخوں میں موطا کی بجائے حنط کی حنک ہے جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ کھجور کو چبا کر بچے کے منہ میں دی اور امام محمد نے حنط روایت کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے جیسا روایت کیا بخاریؒ نے (محلی) کہا زرقانی نے کہ غرض امام مالک کے اس اثر کے لانے سے یہ ہے کہ وہ جو حدیث مروی ہے مرفوعًا جو شخص کہ غسل دے میت کو وضو کرے اور جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرے اس پر عمل نہیں کیا علماء نے اور شاید وہ امر استحبابًا ہو یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو جنازہ اٹھائے اس کو باوضو رہنا چاہیے تاکہ نماز جنازہ فوت نہ ہو جائے اور اس حدیث کو ابو داؤد

نے روایت کیا اور راوی اس کے سب ثقہ ہیں مگر عمرو بن عمیر مجہول ہے اور ابو داؤد نے اس حدیث کو منسوخ کہا ہے لیکن اس کے ناسخ کو بیان نہیں کیا اور حاکم نے حکایت کی کہ اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں (زرقانی) اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفی اور مسوی میں لکھا ہے کہ جمہور علماء اسی پر ہیں کہ میت کے اٹھانے سے وضو لازم نہیں آتا۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا مالک سے کہ قے میں وضو ہے یا نہیں کہا وضو نہیں ہے مگر کلی کرے اور منہ دھو ڈالے۔

۵۔ بَابُ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ (جو کھانا آگ سے پکا ہوا اُس کو کھا کر وضو نہ کرنے کے بیان میں)

۱۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست کا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۲۰۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ اَدْنٰى خَيْبَرَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (اخرجہ)

ترجمہ: سوید بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس سال جنگ خیبر ہوئی یہاں تک کہ جب پہنچے صہباء میں (یہ ایک موضع ہے) پیچھے کی جانب خیبر سے مدینہ کی طرف اترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر عصر کی نماز پڑھی اور منگایا آپ نے توشہ کو نہ آیا مگر ستو پس حکم کیا آپ نے اُس کے گھولنے کا سو گھولا گیا پھر کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم لوگوں نے پھر کھڑے ہوئے آپ نماز مغرب کے لیے کلی کر کے اور ہم نے بھی کلیاں کرلیں پھر نماز پڑھی آپ نے اور وضو نہ کیا۔

۲۱۔ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ اَنَّهٗ تَعَشّٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ترجمہ: ربیعہ بن عبد اللہ نے حضرت عمر کے ساتھ شام کا کھانا کھایا پھر حضرت عمر نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۲۲۔ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ترجمہ: ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ عثمان بن عفانؓ نے روٹی اور گوشت کھا کر کلی کی اور ہاتھ دھو کر منہ پونچھا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۲۳۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا لَا يَتَوَضَّاٰنِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا حضرت علی اور عبد اللہ بن عباس سے کہ وہ دونوں وضو نہ کرتے تھے اُس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

۲۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُصِيْبُ طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ اَيَتَوَضَّأُ قَالَ رَاَيْتُ اَبِيْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَلَا يَتَوَضَّأُ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے پوچھا عبد اللہ عامر سے کہ ایک شخص وضو کرے نماز کے لئے پھر کھائے وہ کھانا جو پکا ہوا آگ سے کیا وضو کرے دوبارہ کہا عبد اللہ نے کہ دیکھا میں نے اپنے باپ عامر بن ربیعہ بن کعب بن مالک کو (جو صحابی مشہور ہیں) کہ وہ آگ کا پکا ہوا کھانا کھاتے پھر وضو نہیں کرتے تھے۔

۲۵۔ عَنْ اَبِیْ نُعَیْمٍ وَهْبِ بْنِ كَیْسَانَ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ یَقُوْلُ رَاَیْتُ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّیْقَ اَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ ۔

ترجمہ: ابونعیم وہب بن کیسان نے سنا جابر بن عبداللہ سے کہ انہوں نے دیکھا ابابکر صدیق کو گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا ۔

۲۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دُعِیَ لِطَعَامٍ فَقُرِّبَ اِلَیْهِ خُبْزٌ وَّلَحْمٌ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّاَ ثُمَّ صَلّٰی ثُمَّ اُتِیَ بِفَضْلِ ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ ۔

ترجمہ: محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہوئی کھانے کی تو سامنے کیا گیا اُن کے روٹی اور گوشت پس کھایا آپ نے اُس میں سے اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر اُس کھانے کا بچا ہوا آیا اُس کو کھا کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا ۔

۲۷۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَدِمَ مِنَ الْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَیْهِ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ فَقَرَّبَ لَهُمَا طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ فَاَكَلُوْا مِنْهُ فَقَامَ اَنَسٌ لِتَوَضَّاَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ مَا هٰذَا یَا اَنَسُ اَعِرَاقِیَّةٌ فَقَالَ اَنَسٌ لَیْتَنِیْ لَمْ اَفْعَلْ وَقَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ فَصَلَّیَا وَلَمْ یَتَوَضَّاٰ ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن زید انصاری سے روایت ہے کہ انس بن مالک جب آئے عراق سے تو گئے اُن کی ملاقات کو ابوطلحہ اور اُبی بن کعب تو سامنے کیا انس نے ان دونوں کے کھانا جو پکا ہوا تھا آگ سے پھر کھایا سب نے تو اُٹھے انس اور وضو کیا پس کہا ابوطلحہ اور ابی بن کعب نے کہ کھانا کھا کر وضو کرنا کیا تم نے عراق سے سیکھا ہے پس کہا انس نے کاش میں وضو نہ کرتا اور کھڑے ہوئے ابوطلحہ اور ابی بن کعب تو نماز پڑھی دونوں نے اور وضو نہ کیا ۔

(۶) بَابُ جَامِعِ الْوُضُوْءِ (اس باب میں مختلف مسائل طہارت کے مذکور ہیں)

۲۸۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ فَقَالَ اَوَلَا یَجِدُ اَحَدُكُمْ ثَلٰثَةَ اَحْجَارٍ ۔

ترجمہ: عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے استنجا سے تو فرمایا آپ نے کیا نہیں پاتا کوئی تم میں سے تین پتھروں کو ۔

ف: یعنی تین پتھر پاک کرنے کے لئے کافی ہیں اور دوسرے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا کیا ہے ۔

۲۹۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمَقْبُرَةِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ اِخْوَانَنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَسْنَا بِاِخْوَانِكَ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِیْنَ لَمْ یَاْتُوْا بَعْدُ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَقَالُوْا یَا

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے مقبرہ کو سو کہا سلام ہے تمہارے پر اے قوم مومنوں کی اور ہم اگر خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں تمنا کی میں نے کہ میں دیکھ لوں اپنے بھائیوں کو تو کہا اصحاب نے یا رسول اللہ کیا نہیں ہیں ہم بھائی آپ کے فرمایا بلکہ تم بھائیوں سے بڑھ کر اصحاب ہو میرے اور بھائی میرے وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے دنیا میں اور میں قیامت کے روز اُن کا پیش خیمہ ہوں گا

رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَّاْتِيْ بَعْدَكَ مِنْ اُمَّتِكَ قَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ فِيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَلَا يُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِيْ كَمَا يُذَادُ الْبَعِيْرُ الضَّالُّ فَاُنَادِيْهِمْ اَلَا هَلُمَّ اَلَا هَلُمَّ اَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ اِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ فَسُحْقًا فَسُحْقًا فَسُحْقًا (اخرجه مسلم في كتاب الطهارة باب استحباب الغرة والتحجيل في الوضوء)

حوض کوثر پر تب کہا اصحاب نے یارسول اللہ آپ کیونکر پہچانیں گے اُن لوگوں کو قیامت کے روز جو دنیا میں بعد آپ کے پیدا ہوں گے اُمت میں آپ کی فرمایا آپ نے تم مجھ کو بتلاؤ کہ کسی شخص کے سفید منہ اور سفید پاؤں کے گھوڑے خالص مشکی گھوڑوں میں مل جائیں کیا وہ اپنے گھوڑے نہ پہچانے گا؟ کہا اصحاب نے پہچانے گا۔ پس فرمایا آپ نے کہ قیامت کے روز وہ بھائی میرے آئیں گے چمکتے ہوں گے منہ اور پاؤں اُن کے وضو سے اور میں اُن کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر تو ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص نکالا جائے میرے حوض سے جیسے نکالا جاتا ہے وہ اونٹ جو اپنے مالک سے چھٹ گیا ہو تو پکاروں گا میں ان کو ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ کہا جائے گا مجھ سے کہ ان لوگوں نے بدل دیا سنت تیری کو بعد تیرے تب میں کہنے لگوں گا دور ہو دور ہو دور ہو۔

ف: معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرنے کا وبال ایسا سخت ہے کہ آپ خود باوصف کثرت رحمت اور شفقت کے فرمائیں گے دور ہو دور ہو۔ ابن عبدالبرؒ نے کہا جو شخص دین میں ایسی بات نکالے گا جس سے اللہ راضی نہیں تو وہ حوض کوثر پر سے نکالا جائے گا اس حدیث کے یہاں ذکر کرنے سے یہ غرض ہے کہ اعضا وضو کو مقدار فرض سے زیادہ دھونا مستحب ہے۔ (زرقانی و مصفی)

۳۰- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ جَلَسَ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ فَاٰذَنَهٗ بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا اَنَّهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنِ امْرِئٍ يَّتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى حَتّٰى يُصَلِّيَهَا۔

ترجمہ: روایت ہے حمران سے جو (غلام آزاد) ہیں عثمان بن عفان کے کہ عثمان بن عفان بیٹھے تھے چبوترہ پر اتنے میں مؤذن آیا اور نماز عصر کی خبر دی حضرت عثمان نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا کہ خدا کی قسم میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر وہ حدیث اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی تو میں بیان نہ کرتا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ کوئی آدمی نہیں ہے کہ وضو کرے اچھی طرح پر پھر نماز پڑھے مگر جتنے گناہ اس کے اس کی اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہوں گے معاف کر دیئے جائیں گے یہاں تک کہ دوسری نماز پڑھے۔

کہا یحییٰ نے کہا امام مالک نے کہ مراد حضرت عثمان کی شاید یہ آیت ہے، اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ (اخرجه البخاري في كتاب الوضوء ومسلم في الطهارة)

ف: یعنے قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کے اور کتنی ساعتیں رات سے تحقیق نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے واسطے ذکر کرنے والوں کے نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یعنی طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس

سے جو برائیوں کے چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آئے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہئے جتنا میل اتنا صابن (موضح القرآن)

۳۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيْهِ فَاِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ اَنْفِهِ فَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ يَدَيْهِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَاْسِهٖ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَاْسِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلٰوتُهٗ نَافِلَةً لَّهٗ ؎ (اخرجہ النسائی وابن ماجۃ فی الطہارۃ)

ترجمہ: روایت ہے عبداللہ صنابحیؒ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت وضو شروع کرتا ہے بندہ مومن پھر کلی کرتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے منہ سے پھر جس وقت ناک صاف کرتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے ناک سے پھر جس وقت منہ دھوتا ہے نکل جاتے ہیں اُس کے منہ سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں پلکوں کے اُگنے کی جگہ یعنی پپوٹوں سے پھر جس وقت ہاتھ دھوتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اُسکے دونوں ہاتھوں سے یہانتک کہ نکل جاتے ہیں دونوں ہاتھ کے ناخنوں سے پھر جس وقت مسح کرتا ہے سر کا نکل جاتے ہیں گناہ اُس کے سر سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اُس کے دونوں کانوں سے پھر جس وقت پاؤں دھوتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے دونوں پاؤں سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اُس کے دونوں پاؤں کے ناخنوں سے پھر چلنا اُس کا مسجد کی طرف اور نماز الگ ہے یعنی اُس کا ثواب جدا گانہ ہے۔

ف: گناہوں سے صغائر مراد ہیں نہ کبائر تو جس شخص کے سب گناہ صغائر ہیں اس کے بالکل معاف ہو جاتے ہیں اور جس کے صغائر اور کبائر دونوں ہیں تو صغائر عفو ہو جاتے ہیں اور جس کے کل گناہ کبائر ہیں تو اُن میں تخفیف ہو جاتی ہے بقدر صغائر اور جس کے صغائر ہیں نہ کبائر اس کی نیکیوں میں ترقی ہوتی ہے۔ ایسا ہی بیان کیا علماء نے اس حدیث کی شرح میں مگر ظاہر حدیث مطلق ہے شامل ہے صغائر اور کبائر کو (زرقانی)

۳۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ ؎ (اخرجہ مسلم فی الطہارۃ)

ترجمہ: روایت ہے ابوہریرہؓ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت وضو شروع کرتا ہے بندہ مسلمان یا مومن پھر دھوتا ہے منہ اپنا نکل جاتا ہے اس کے منہ سے جو گناہ کہ دیکھا تھا اس کو اپنی آنکھوں سے ساتھ پانی کے یا ساتھ اخیر قطرہ کے پانی سے پھر جب ہاتھ دھوتا ہے نکل جاتا ہے اُس کے ہاتھوں سے جو گناہ کہ پکڑا تھا اُس کو اُس کے ہاتھوں نے ساتھ پانی کے یا ساتھ اخیر قطرے پانی کے پھر جب دھوتا ہے وہ پاؤں اپنے نکل جاتا ہے جو گناہ کہ چلے تھے اس کیلئے پاؤں اس کے ساتھ پانی یا ساتھ آخر قطرے پانی کے یہاں تک کہ نکل آتا ہے پاک صاف گناہوں سے۔

ف: اس حدیث میں راوی کو دو مقامات پر شک ہے ایک یہ کہ شروع حدیث میں حضرتؐ نے بندہ مسلمان فرمایا یا بندہ مومن، دوسرے یہ کہ ساتھ پانی کے فرمایا یا ساتھ اخیر قطرہ پانی کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ شک نہیں راوی کو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طور فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ مسلمان اور مومن کے ایک معنی ہیں اور شروع ہوتا ہے نکلنا گناہ کا پانی پڑنے کے شروع سے اور تمام ہوتا ہے نکلنا اس کا اخیر قطرہ پانی کے ساتھ (زرقانی)

۴۳- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ وَضُوْءًا فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فِيْ اِنَاءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ يَدَهٗ ثُمَّ اَمَرَ النَّاسَ يَتَوَضَّؤُوْنَ مِنْهُ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ ۔ (اخرجہ البخاری فی الوضوء ومسلم فی الفضائل)

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب قریب آگیا تھا عصر کا وقت پس ڈھونڈا لوگوں نے پانی وضو کے لئے مگر نہ پایا اور ایک برتن میں پانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا وضو کرنے کا انس کہتے ہیں کہ میں دیکھتا تھا پانی کا فوارہ نکلتا تھا آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھر وضو کر لیا لوگوں نے یہاں تک کہ جو سب کے اخیر میں تھا اس نے بھی وضو کر لیا۔

ف: وہ برتن ایک پیالہ تھا جو آدھا یا تہائی پانی سے بھرا تھا اور وضو کرنے والے قریب تین سو آدمیوں کے تھے یہ معجزہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے معجزے سے بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ کے معجزے سے پتھر سے پانی نکل آتا تھا اور یہ انگلیوں سے نکلتا تھا سبحان اللہ ہزار جان سے قربان اپنے پروردگار کا ہونا چاہئے جس نے اپنے بندوں کے سمجھانے کے لئے ہر طرح کے معجزات پیغمبروں کو عطا فرمائے (زرقانی مع زیادۃ)

۴۴- عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ فِيْ صَلٰوةٍ مَا دَامَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ يُكْتَبُ لَهٗ بِاِحْدٰى خُطْوَتَيْهِ حَسَنَةٌ وَيُمْحٰى عَنْهُ بِالْاُخْرٰى سَيِّئَةٌ فَاِذَا سَمِعَ اَحَدُكُمُ الْاِقَامَةَ فَلَا يَسْعَ فَاِنَّ اَعْظَمَكُمْ اَجْرًا اَبْعَدُكُمْ دَارًا قَالُوْا لِمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ مِنْ اَجْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا ۔

ترجمہ: نعیم بن عبداللہ نے سنا ابو ہریرہؓ سے کہتے تھے جس نے وضو کیا اچھی طرح پھر نکلا نماز کی نیت سے تو وہ گویا نماز میں ہے جب تک نماز کا قصد رکھتا ہے ہر ایک قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر ایک برائی مٹائی جاتی ہے تو جب کوئی تم میں سے تکبیر نماز کی سنے تو نہ دوڑے کیونکہ زیادہ ثواب اسی کو ہے جس کا مکان زیادہ دور ہے کہا انہوں نے کیوں اے ابو ہریرہؓ کہا اس وجہ سے کہ اس کے قدم زیادہ ہوں گے۔

۴۵- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْاَلُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْغَائِطِ بِالْمَاءِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اِنَّمَا ذٰلِكَ وُضُوْءُ النِّسَاءِ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سوال کئے گئے بعد پاخانے کے پانی لینے سے تو کہا کہ یہ طہارت عورتوں کی ہے۔

ف: یعنی ہر مرد کو استنجا کرنا ڈھیلوں سے کفایت کرتا ہے اور پانی سے آب دست لینا عورتوں کا کام ہے اور قاضی ابو الولید

نے کہا کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ عادت عورتوں کی یہ ہے کہ پانی سے آب دست کرتی ہیں اور مردوں کی یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پاک کرتے ہیں دوسرے یہ کہ مردوں کو آب دست پانی سے کرنا معیوب ہے لیکن امام مالک اور اکثر اہل علم کا مذہب نہیں ہے ۔ نوویؔ نے کہا جس پر اجماع کیا اہل فتویٰ اور جمہور علماء نے وہ یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پاک کر کے پانی سے آب دست کرنا افضل ہے اور جو ایک پر اکتفا کرے تو بھی جائز ہے لیکن پانی پر اکتفا کرنا بہتر ہے ۔ (محلی)

۳۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ (اخرجہ البخاری فی الوضوء ومسلم فی الطہارۃ)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پی جائے کتا تمہارے کسی برتن میں تو دھوئے اُس کو سات بار ۔

۳۷۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا وَخَيْرُ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ ۞

ترجمہ: مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھی راہ پر رہو اور نہ شمار کر سکو گے تم اس کے ثواب کا یا نہ طاقت رکھو گے تم استقامت کی اور سب کاموں میں تمہارے بہتر نماز ہے اور نہ محافظت کریگا وضو پر مگر مومن ۔

ف: ابن ماجہ اور بیہقی نے اس حدیث کو مسنداً ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ جانو تم افضل تمہارے کاموں میں نماز ہے اور روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے ثوبان سے ۔ (زرقانی)

بابُ مَا جَاءَ فِی الْمَسْحِ بِالرَّاْسِ وَالْاُذُنَيْنِ (سر اور کانوں کے مسح کا بیان)

۳۸۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَاْخُذُ الْمَاءَ بِاِصْبَعَيْهِ لِاُذُنَيْهِ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمر اپنے کانوں کے مسح کے واسطے دو انگلیوں سے پانی لیتے تھے ۔

ف: بیہقی اور حاکم نے بسند صحیح روایت کیا عبداللہ بن زید سے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے تھے اور لیتے تھے واسطے دونوں کانوں اپنے کے نیا پانی سوا اُس پانی کے جو لیا تھا سر کے لئے اور حدیث مشہور کہ دونوں کان سر میں سے ہیں اگر صحیح ہو تو اس بات پر دلالت کرے گی کہ سر کا مسح کافی ہے کانوں کے مسح سے اور یہ خلاف ہے اجماع کے ۔ (مصفی)

۳۹۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يَمْسَحَ الشَّعْرَ بِالْمَاءِ ۞

ترجمہ: مالک کو پہنچا کہ جابر بن عبداللہ انصاری پوچھے گئے عمامہ پر مسح کرنے سے تو کہا کہ نہ کرے یہاں تک کہ مسح کرے بال کا پانی سے ۔

۴۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ كَانَ يَنْزِعُ الْعِمَامَةَ وَيَمْسَحُ رَاْسَهُ بِالْمَاءِ ۞

ترجمہ: عروہ بن الزبیر عمامہ سر سے اتار کر سر پر مسح کرتے تھے ۔

۴۱۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ رَاٰى صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِیْ عُبَيْدٍ امْرَاَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ تَنْزِعُ خِمَارَهَا وَتَمْسَحُ عَلٰى رَاْسِهَا بِالْمَاءِ وَنَافِعٌ يَوْمَئِذٍ صَغِيْرٌ ۞

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا صفیہ کو جو بیوی تھیں عبداللہ بن عمر کی اتارتی تھیں اس کپڑے کو جس سے سر ڈھانپتے ہیں اور مسح کرتی تھیں اپنے سر پر پانی سے اور نافع اس وقت میں نابالغ تھے ۔

ف : ورنہ صفیہ کا سر کیسے دیکھتے ابن عبدالبر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ پر مسح کرنا ثابت ہے ۔ عمرو بن امیہ اور بلال اور مغیرہ اور انس کی روایت سے اور بخاری نے عمرو کی حدیث کو روایت کیا ہے اور جائز رکھا مسح عمامہ پر احمد اور اوزاعی اور داؤد وغیرہم نے (زرقانی) اور صحابہ میں سے بہت لوگ اس طرف گئے ہیں انہی میں سے ہیں ابوبکر و عمر و انس اور اسحق و وکیع بن الجراح کا بھی یہی مذہب ہے اور قاضی شوکانی نے اس کو اختیار کیا ہے مقنعی میں ہے کہ حدیث مسلم سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا پیشانی پر سفر میں اور تمام کیا اس کو عمامہ پر تو جب عمامہ کھولنا دشوار ہو مسح کا اتمام کر لینا عمامہ پر مستحب ہے ۔ **کہا یحیی** نے پوچھے گئے امام مالک مسح سے اوپر عمامہ کے یا سربندھن کے تو کہا مرد کو عمامہ پر اور عورت کو سربندھن پر مسح درست نہیں ہے بلکہ مسح کرنا سر پر لازم ہے ۔ **ف** یہی قول ہے شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کا ۔ **کہا یحیی** نے اور پوچھے گئے مالک اُس شخص سے جس نے وضو کیا اور سر کا مسح بھول گیا یہاں تک کہ اعضائے وضو خشک ہو گئے تو جواب دیا مسح کرے اپنے سر پر اور جو نماز پڑھ لی ہو اس کا اعادہ کرے ۔

۸۔ بَابُ مَاجَآءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ (موزوں پر مسح کرنے کا بیان)

۴۲۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَذَهَبْتُ مَعَهُ بِمَآءٍ فَجَآءَ فَسَكَبْتُ عَلَيْهِ الْمَآءَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْ جُبَّتِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ مِنْ ضِيقِ كُمَّيِ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَجَآءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ فَقَدْ صَلَّى لَهُمْ رَكْعَةً فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ فَفَزِعَ النَّاسُ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهُ قَالَ أَحْسَنْتُمْ ؕ

ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے حاجت ضروری کو جنگ تبوک میں تو میں پانی ساتھ لے کر گیا اور جب آپ فارغ ہو کر آئے میں نے پانی ڈالا تو دھویا آپ نے منہ اپنا پھر نکالنے لگے ہاتھ اپنے جبہ کی آستینوں سے مگر وہ اسقدر تنگ تھیں کہ ہاتھ نہ نکل سکے آخر نکالا آپ نے ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے اور ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر اور موزوں پر پھر آئے آپ تو عبدالرحمٰن بن عوف امامت کر رہے تھے اور ایک رکعت ہو چکی تھی پس پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت جو باقی تھی عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے اور لوگ گھبرائے جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ اچھا کیا تم نے ۔

ف : یعنے گھبراؤ مت اچھا کیا تم نے نماز کو کھڑے ہو گئے ۔ بعد اُس کے حضرت نے فرمایا کہ کسی نبی کی وفات نہیں ہوئی مگر اس نے اپنی اُمت میں سے ایک مرد صالح کے پیچھے نماز پڑھی اور اس سے رد ہو گیا قول اُن لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ نماز حضرتؐ کی کسی کے پیچھے درست نہیں ہے ۔

۴۳۔ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْكُوفَةَ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَهُوَ

ترجمہ : نافع اور عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ آئے کوفے میں سعد بن ابی وقاص پر اور وہ حاکم تھے

أَمِيرُهَا فَرَآهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ سَلْ أَبَاكَ إِذَا قَدِمْتَ عَلَيْهِ فَقَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيَ أَنْ يَسْأَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ سَعْدٌ فَقَالَ أَسَأَلْتَ أَبَاكَ فَقَالَ لَا فَسَأَلَهُ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ إِذَا أَدْخَلْتَ رِجْلَيْكَ فِي الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ فَامْسَحْ عَلَيْهِمَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَإِنْ جَاءَ أَحَدُنَا مِنَ الْغَائِطِ قَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَإِنْ جَاءَ أَحَدُكُمْ مِنَ الْغَائِطِ ؞

کوفہ کے تو دیکھا اُن کو عبداللہ نے کہ مسح کرتے ہیں موزوں پر پس انکار کیا اس فعل کا عبداللہ نے کہا سعد نے تم اپنے باپ سے پوچھنا جب جانا تو جب آئے عبداللہ بھول گئے پوچھنا اپنے باپ سے یہاں تک کہ سعد آئے اور انہوں نے کہا ذکر کیا تم نے اپنے باپ سے پوچھا تھا عبداللہ نے کہا نہیں پھر پوچھا عبداللہ نے تو فرمایا حضرت عمرؓ نے جب ڈالے تو پاؤں اپنے موزوں کے اندر اور پاؤں پاک ہوں تو مسح کر موزوں پر کہا عبداللہ نے اگرچہ ہم پاخانہ سے ہو کر آئیں۔ کہا ہاں اگرچہ کوئی تم میں سے پاخانہ سے ہو کر آئے۔

ف : پھر اس مسح کی کچھ مدت مقرر نہیں امام مالک کے نزدیک جب تک جی چاہے اُن پر مسح کیا کرے اور احادیث متعددہ سے یہ امر ثابت ہے کہ مدت مسح کی مقیم کے لئے ایک رات دن ہے اور مسافر کے لئے تین دن تین رات۔

۴۴ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَالَ فِي السُّوقِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ دُعِيَ لِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا حِينَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا ؞

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے پیشاب کیا بازار میں پھر وضو کیا اور دھویا منہ اور ہاتھوں کو اپنے اور مسح کیا سر پر پھر بلائے گئے جنازہ کی نماز کے لئے جب جا چکے مسجد میں تو مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی جنازہ پر۔

ف : ابن عمرؓ نے موزوں کے مسح میں دیر کی شعوبہ سے یا بازار میں بوجہ کسی بیماری کے بیٹھ نہ سکے تو مسجد میں آکر مسح کیا اور مسجد بازار سے قریب ہے۔ (زرقانی)

۴۵ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رُقَيْشٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتَى قُبَاءَ فَبَالَ ثُمَّ أُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ جَاءَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى ؞

ترجمہ : سعید بن عبدالرحمٰن نے دیکھا انس بن مالک کو آئے وہ قبا کو تو پیشاب کیا پھر لایا گیا پانی وضو کا تو وضو کیا دھویا منہ کو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کیا سر پر اور مسح کیا موزوں پر پھر مسجد میں آکر نماز پڑھی۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے اُس شخص کا جس نے وضو کیا نماز کے لئے پھر پہنا دونوں موزوں کو پھر پیشاب کیا پھر اتار لئے موزے پھر پہن لئے کیا وضو پھر کرے تو جواب دیا امام مالک نے کہ موزے اتار کر وضو کرے اور پاؤں دھوئے اور موزوں پر وہی شخص مسح کرے جس نے موزوں کو پہنا تھا اور پاؤں اس کے پاک تھے وضو کی پاکی سے لیکن جس نے موزوں کو اس حال میں پہنا کہ وہ پاؤں اُس کے وضو کی پاکی سے پاک نہ تھے تو وہ مسح نہ کرے موزوں پر۔

ف : مطلب یہ کہ موزے پہنتے وقت باوضو ہو۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے اس شخص سے جس نے وضو کیا اور موزے پہنے ہوئے تھا لیکن وہ مسح موزوں کا کرنا بھول گیا یہاں تک کہ وضو اُس کا سوکھ گیا اور نماز اُس نے پڑھ لی تو جواب دیا کہ وہ شخص موزوں پر مسح کرے اور نماز کا اعادہ کرے مگر وضو کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔ کہا یحییٰ نے اور سوال ہوا امام مالک

سے اُس شخص کا میں نے پاؤں دھو کر موزے پہن لئے پھر وضو شروع کیا تو جواب دیا کہ موزے اتار کر وضو کرے اور پاؤں دھوئے۔
ف: اس سبب سے کہ موزے پہنتے وقت باوضو نہ تھا بلکہ صرف پاؤں دھو لئے تھے اور پاؤں دھو لینے سے پورا وضو نہیں ہوتا۔

۹۔ بَابُ الْعَمَلِ فِی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ (موزوں کے مسح کی ترکیب کا بیان)

۴۶۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّهُ رَاٰی اَبَاهُ یَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَکَانَ لَا یَزِیْدُ اِذَا مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ عَلٰی اَنْ یَّمْسَحَ ظُهُوْرَهُمَا وَلَا یَمْسَحُ بُطُوْنَهُمَا ۔

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کو دیکھا جب مسح کرتے موزوں پر تو مسح کرتے موزوں کی پشت پر نہ اندر کی جانب۔

ف: یعنی جو زمین سے ملا ہوا ہے تلوے کے نیچے ابوداؤد نے حضرت علی سے روایت کیا کہ اگر دین کا مدار عقل پر ہوتا تو اندر کی جانب کا مسح اولیٰ ہوتا اس کی پشت پر مسح کرنے سے اور میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے تھے موزوں کی پشت پر (محلی) کہا مالک نے پوچھا میں نے ابن شہاب زہری سے کس طرح مسح ہوتا ہے موزوں پر تو ابن شہاب نے ایک ہاتھ موزے کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ اوپر پھر دونوں کو کھینچ لیا۔ مالک کہتے ہیں کہ ابن شہاب کا قول مجھے بہت پسند ہے۔
ف: یعنی تمام موزوں پر مسح کرنا چاہئے اور حنفیہ کے نزدیک ترکیب مسح کی یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو داہنے موزے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے پر آگے سے رکھ کر پنڈلی تک کھینچ لے اور انگلیوں کو کھلا رکھے۔ (زرقانی و محلی)

۱۰۔ بَابُ مَا جَاءَ فِی الرُّعَافِ (نکسیر پھوٹنے کا بیان)

۴۷۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰی وَلَمْ یَتَکَلَّمْ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب نکسیر پھوٹتی اُن کی نماز میں پھر آتے اور وضو کر کے لوٹ جاتے پھر بنا کرتے اور بات نہ کرتے۔

ف: یعنی جتنی نماز باقی رہی تھی اس قدر پڑھ لیتے اعادہ نہ کرتے اور جو بات کرلی بغیر عذر کے تو نماز باطل ہو جائے گی اب سرے سے پڑھنا چاہئے۔ (زرقانی)

۴۸۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ کَانَ یَرْعَفُ فَیَخْرُجُ فَیَغْسِلُ الدَّمَ ثُمَّ یَرْجِعُ فَیَبْنِیْ عَلٰی مَا قَدْ صَلّٰی ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس کے نکسیر پھوٹتی تو باہر جا کر خون دھوتے پھر لوٹ کر بنا کر لیتے جس قدر پڑھ چکے تھے۔

ف: اس واسطے کہ وضو ٹوٹا نہیں اور کوئی کام منافی نماز کے نہ کیا اور نکسیر پھوٹنے سے وضو نہیں جاتا۔ (زرقانی)

۴۹۔ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَیْطٍ اللَّیْثِیِّ اَنَّهُ رَاٰی سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ رَعَفَ وَهُوَ یُصَلِّیْ فَاَتٰی حُجْرَةَ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰی عَلٰی مَا قَدْ صَلّٰی ۔

ترجمہ: یزید بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب کے نکسیر پھوٹی نماز میں تو آئے حجرہ میں اُم سلمہ کے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر لایا گیا پانی وضو کا تو وضو کیا پھر لوٹ گئے اور بنا کر لی نماز اپنی سابق پر۔

ف: وضو کرنے سے مراد یہ ہے کہ خون دھو ڈالتے بہ دلیل اُس روایت کے جو آگے آتی ہے۔

۱۱۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الرُّعَافِ (نکسیر پھوٹنے کے بیان میں)

۵۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَرْعُفُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن نے سعید بن المسیب کو دیکھا کہ اُن کی نکسیر پھوٹتی اور خون نکلتا یہاں تک کہ انگلیاں اُن کی رنگین ہو جاتیں اُس خون سے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

۵۱۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ أَنَّهُ رَأَى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ الدَّمُ حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ ثُمَّ يَفْتِلُهُ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا سالم بن عبداللہ بن عمر کو خون نکلتا تھا ان کی ناک سے یہاں تک کہ رنگین ہو جاتی تھیں انگلیاں اُن کی پھر مل ڈالتے تھے اُس کو پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے تھے۔

۱۲۔ بَابُ الْعَمَلِ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ جُرْحٍ أَوْ رُعَافٍ

جس شخص کا خون زخم یا نکسیر پھوٹنے سے برابر بہتا رہے اُس کا بیان

۵۲۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى عُمَرُ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا۔

ترجمہ: مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ وہ گئے حضرت عمرؓ کے پاس اُس رات کو جس میں وہ زخمی ہوئے تھے تو جگائے گئے حضرت عمرؓ نماز صبح کے واسطے پس فرمایا کہ ہاں اور اچھا نہیں حصہ اُس شخص کا اسلام میں جو ترک کرے نماز کو تو نماز پڑھی حضرت عمرؓ نے اور زخم سے اُن کے خون بہتا تھا۔

ف: سیوطی نے کہا کہ اس اثر سے تمسک کیا ہے اُن لوگوں نے جو کافر کہتے ہیں اس شخص کو جو نماز ترک کرے سستی سے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت کا صحابہ سے اور یہی قول ہے احمد اور اسحٰقؒ کا (زرقانی)

۵۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ رُعَافٍ فَلَمْ يَنْقَطِعْ عَنْهُ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثُمَّ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَرٰى أَنْ يُومِئَ بِرَأْسِهِ إِيمَاءً۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ جس شخص کا خون نکسیر پھوٹنے سے جاری رہے اور خون بند نہ ہو تو اس کے حق میں تم کیا کہتے ہو کہا یحییٰ بن سعید نے کہ پھر کہا سعید بن المسیب نے کہ میرے نزدیک نماز اشارہ سے پڑھ لے۔

ف: یعنی رکوع اور سجدہ نہ کرے اس خوف سے کہ کپڑے اس کے بھر جائیں یا مقام سجدہ گندہ ہو جائے امام محمد نے موطا میں کہا کہ جب کسی شخص کی نکسیر کا خون بہت بہتا ہو تو اگر رکوع سجدہ کرنے سے بہے تو اشارہ سے پڑھ لے اور جو ہر حال میں بہتا ہو تو سجدہ کرے اور رکوع کرے (محلی) کہا مالک نے کہ قول سعید بن المسیب کا بہت پسند ہے مجھ کو منجملہ اُن اقوال کے جو سنے میں نے اس باب میں۔

۱۳- بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذِيِّ (مذی سے وضو ٹوٹ جانے کا بیان)

ف: مذی وہ رطوبت ہے جو مساس کے وقت قبل از جماع کے ظاہر ہوتی ہے اور اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور منی وہ پانی ہے کود کر نکلنے والا جس کے نکلنے سے شہوت کم ہو جاتی ہے اور ودی وہ پانی ہے جو بعد پیشاب کے نکلتا ہے۔

۵۴- عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ لَهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذِيُّ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ عَلِيٌّ فَإِنَّ عِنْدِيْ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَسْتَحْيِيْ أَنْ أَسْأَلَهُ قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ بِالْمَاءِ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ۔

ترجمہ: مقداد بن الاسود کو حکم کیا حضرت علی نے کہ پوچھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی مرد نزدیکی کرے اپنی عورت سے اور نکل آئے مذی تو کیا لازم ہوتا ہے اس شخص پر کہا علی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہیں اس سبب سے مجھے پوچھنے میں شرم آتی ہے تو پوچھا مقداد نے ۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو دھو ڈالو ذکر کو پانی سے اور وضو کرے جیسے کہ وضو ہوتا ہے نماز کے لئے ۔

۵۵- عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّيْ لَأَجِدُهُ يَنْحَدِرُ مِنِّيْ مِثْلَ الْخُرَيْزَةِ فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَغْسِلْ ذَكَرَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ يَعْنِي الْمَذِيَّ۔

ترجمہ: اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا مذی اس طرح گرتی ہے مجھ سے جیسے بور کا دانہ تو جب ایسا اتفاق ہو تم میں کسی کو تو دھو ڈالے اپنے ذکر کو اور وضو کرے جیسے وضو کرتا ہے نماز کے لئے ۔

۵۶- عَنْ جُنْدُبٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَيَّاشٍ الْمَخْزُوْمِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ إِذَا وَجَدْتَهُ فَاغْسِلْ فَرْجَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ۔

ترجمہ: جندب سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے عبداللہ بن عمر سے مذی کا حکم تو کہا انہوں نے جب دیکھے تو مذی کو دھو ڈال ذکر کو اپنے اور وضو کر جیسے وضو کرتا ہے نماز کے لئے۔

۱۴- بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْوَدْيِ
ودی کے نکلنے سے وضو معاف ہونے کا بیان

۵۷- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَهُ وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ فَقَالَ إِنِّيْ لَأَجِدُ الْبَلَلَ وَأَنَا أُصَلِّيْ أَفَأَنْصَرِفُ فَقَالَ سَعِيْدٌ لَوْ سَالَ عَلٰى فَخِذِيْ مَا انْصَرَفْتُ حَتّٰى أَقْضِيَ صَلٰوتِيْ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سعید بن المسیب سے پوچھا ایک شخص نے اور میں سنتا تھا کہ مجھے تری معلوم ہوتی ہے نماز میں کیا توڑ دوں میں نماز کو تو کہا سعید نے کہ اگر بہہ آئے میری ران تک تو نہ توڑوں میں نماز کو یہاں تک کہ تمام کروں نماز کو۔

ف: مصفّی میں لکھا ہے کہ اکثر علماء وضو معاف ہونے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ پیشاب کا اگر ایک قطرہ نکلے تو وضو سب کے نزدیک ٹوٹ جائے گا اور ودی بھی ایک قطرہ ہے پیشاب کا اور بغوی نے تاویل کی ہے اس اثر کی اور جو اثر آگے آتا ہے اس طرح پر کہ مراد یہ ہے کہ شک سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اگر مصلی کو وسوسہ ہو کہ ذکر سے کچھ تری نکلی ہے تو اُس طرف التفات نہ کرے اور اپنی نماز کو پورا کرے اور سعید بن المسیب کا یہ قول بطور مبالغہ کے ہے شک کے رفع کرنے کے لئے۔ انتہی اور زرقانی نے کہا کہ سعید بن المسیب کا مذہب یہی ہے کہ نماز میں تری نکلنے سے وضو نہیں جاتا اگرچہ ٹپکے اور بہے اور مالک نے اس کو حمل کیا ہے مذی بہنے کے عارضے پر یہی کہا باجی نے اور ابو عمرو نے کہا کہ مذی اگر اس کثرت سے بہتی ہو کہ بدن اور کپڑا مصلی کا بھر جائے تو وہ مانع نماز نہیں ہے اگرچہ قبل نماز کے اُس کو دھونا چاہیئے اور امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ منی یا مذی یا پیشاب اگر برابر نکلا کرے تو اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ نے اس میں اختلاف کیا ہے اُن کے نزدیک ایسے شخص کو ہر نماز کے لئے وضو کرنا چاہیئے۔ انتہی بہ اختصار امام محمدؒ نے اپنے موطا میں لکھا ہے کہ ہمارا بھی مذہب یہی ہے کہ اگر کسی آدمی کو وسواس ہو اور شیطان اس کے دل میں شک ڈالا کرے یعنی وہ اپنی نماز کو نہ توڑے اور یہی قول ابو حنیفہؒ کا ہے (انتہی)

۸۸ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْبَلَلِ أَجِدُهُ فَقَالَ انْضَحْ مَا تَحْتَ ثَوْبِكَ وَالْهَ عَنْهُ ‎

ترجمہ: صلت بن زبید سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا سلیمان بن یسار سے کہ تری پاتا ہوں میں کہا پانی چھڑک لے اپنے تہبند یا ازار پر اور غافل ہو جا اُس سے یعنی اُس کا خیال مت کر اور بھلا دے اُس کو۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ (شرمگاہ کے چھونے سے وضو لازم ہونے کا بیان)

۸۹ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَتَذَاكَرْنَا مَا يَكُوْنُ مِنْهُ الْوُضُوْءُ فَقَالَ مَرْوَانُ وَمِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوْءُ فَقَالَ عُرْوَةُ مَا عَلِمْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَخْبَرَتْنِيْ بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ‎

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا عروہ بن الزبیر سے کہ میں گیا مروان بن الحکم کے پاس اور ذکر کیا ہم نے اُن چیزوں کا جن سے وضو لازم آتا ہے تو کہا مروان نے کہ ذکر کے چھونے سے بھی وضو لازم آتا ہے عروہ نے کہا میں اس کو نہیں جانتا مروان نے کہا مجھے خبر دی بسرہ بنت صفوان نے اُس نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چھوئے کوئی تم میں سے اپنے ذکر کو تو وضو کرے۔

ف: چھونے سے یہ غرض ہے کہ ہتھیلی سے بغیر کسی حائل کے ذکر کو چھوئے یہ امر وضو ٹوٹ جانے کا باعث ہے کیونکہ ترمذی کی روایت میں ہے نماز نہ پڑھے جب تک کہ وضو نہ کرے۔ زُرقانی نے کہا کہ اس حدیث کو شافعی اور احمد اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود اور حاکم نے روایت کیا ہے اور احمد اور یحییٰ بن معین اور ترمذی اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی اور حازمی نے تصریح کر دی ہے اس بات کی کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری کی شرط پر اور اُس کی تائید میں سترہ صحابیوں نے روایت

کیا ہے اور سیوطیؒ نے اس حدیث کو متواتر کہا ہے ۔ انتہی باختصار مصفی میں ہے کہ شاید یہ وضو احتیاطی ہو اسی وجہ سے بعض صحابہ نے اس کو لازم کیا اور بعضوں نے لازم نہ کیا کیونکہ وضو شرعی کی ضرورت اور کثرت وقوع ظاہر ہے پس یہ بات بعید ہے کہ اجلائے صحابہ ایسے امور میں اختلاف کریں ہاں جو امر احتیاطاً اور تورعاً ہو اُس میں صحابہ کا اختلاف شائع تھا بلکہ اکثر صحابہ رخصت کی طرف مائل ہوتے تھے ۔ انتہی ۔

۶۰۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَاحْتَكَكْتُ فَقَالَ سَعْدٌ لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ قُمْ فَتَوَضَّأْ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ ۔

ترجمہ: مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں کلام اللہ لئے رہتا تھا اور سعد بن ابی وقاص پڑھتے تھے ایک روز میں نے کھجایا تو سعد نے کہا کہ شاید تو نے اپنے ذکر کو چھوا میں نے کہا ہاں تو سعد نے کہا اُٹھ وضو کر سو میں کھڑا ہوا اور وضو کیا پھر آیا۔

۶۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے جب چھوئے تم میں سے کوئی ذکر اپنا تو واجب ہوا اُس پر وضو۔

ف: اس اثر کو بزار نے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ (از زرقانی)

۶۲۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر کہتے تھے جو شخص چھوئے ذکر کو اپنے تو واجب ہوا اُس پر وضو۔

ف: اس اثر کو بزار نے عائشہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ (از زرقانی)

۶۳۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَتِ أَمَا يُجْزِئُكَ الْغُسْلُ مِنَ الْوُضُوءِ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ أَحْيَانًا أَمَسُّ ذَكَرِي فَأَتَوَضَّأُ ۔

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا اپنے باپ عبداللہ بن عمر کو غسل کر کے پھر وضو کرتے ہیں تو پوچھا میں نے اے باپ میرے کیا غسل کافی نہیں ہے وضو سے کہا ہاں کافی ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد غسل کے چھو لیتا ہوں میں ذکر اپنا تو وضو کرتا ہوں ۔

۶۴۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ تَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ هَذِهِ لَصَلَاةٌ مَا كُنْتَ تُصَلِّيهَا قَالَ إِنِّي بَعْدَ أَنْ تَوَضَّأْتُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ مَسِسْتُ فَرْجِي ثُمَّ نَسِيتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ فَتَوَضَّأْتُ وَعُدْتُ لِصَلَاتِي ۔

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں سفر میں ساتھ تھا عبداللہ بن عمر کے تو دیکھا میں نے جب آفتاب نکلا تو وضو کیا انہوں نے اور نماز پڑھی میں نے کہا کہ آج آپ نے ایسی نماز پڑھی جس کو آپ نہ پڑھتے تھے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ آج میں نے وضو کر کے اپنے ذکر کو چھو لیا تھا پھر وضو کرنا میں بھول گیا اور نماز صبح کی میں نے پڑھ لی اسلئے میں نے اب وضو کیا اور نماز کو دوبارہ پڑھ لیا۔

ف: زرقانی نے کہا کہ حدیث وضو لازم آنے کی ذکر چھونے سے متواتر ہے بُسرہ سے اُن لوگوں نے روایت کیا جن کا ذکر ہوا اور ابن ماجہ نے اس کو جابر اور ام حبیبہ سے اور حاکم نے سعد اور ابی ہریرہ اور ام سلمہ سے اور احمد نے زید بن خالد جہنی اور

ابن عمر سے اور بزار نے ابن عمر اور عائشہ صدیقہ سے اور بیہقی نے ابن عباس اور اروی بنت انیس سے اور ابن مندہ نے ابی اور انس اور قبیصہ اور معاویہ اور نعمان بن بشیر سے روایت کیا لیکن ان سب حدیثوں میں زیادہ صحیح بسرہ کی روایت ہے جیسا کہ کہا بخاری نے انتہی۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ (بوسہ لینے سے اپنی عورت کے وضو ٹوٹ جانے کا بیان)

۶۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَجَسُّهَا بِيَدِهٖ مِنَ الْمُلَامَسَةِ مَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ اَوْ جَسَّهَا بِيَدِهٖ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ بوسہ لینا مرد کا اپنی عورت کو اور چھونا اس کا ہاتھ سے ملامست میں داخل ہے تو جو شخص بوسہ لے اپنی عورت کا یا چھوئے اس کو اپنے ہاتھ سے تو اس پر وضو ہے۔

ف: یعنے اللہ جل جلالہ کے اس قول میں اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ۔ ف بغیر کسی حائل کے یہ شہوت نزدیک مالک کے۔

۶۶۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوْءُ۔

ترجمہ: مالک کو پہنچا عبداللہ بن مسعود سے کہتے تھے بوسہ سے مرد کے اپنی عورت کو وضو لازم آتا ہے۔

۶۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوْءُ۔

ترجمہ: ابن شہاب زہری کہتے تھے بوسہ سے مرد کے اپنی عورت کو وضو لازم آتا ہے۔

۱۷۔ بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ (غسل جنابت کی ترکیب کا بیان)

۶۸۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ بِغَسْلِ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّاَ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِى الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ غَرَفَاتٍ بِيَدِهٖ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ۔

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے جنابت سے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر وضو کرتے جیسے وضو ہوتا ہے نماز کے لئے پھر انگلیاں اپنی پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں کا انگلیوں سے خلال کرتے پھر اپنے سر پر تین چلو دونوں ہاتھوں سے بھر کر ڈالتے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے۔

۶۹۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ اِنَآءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے اس برتن سے جس میں تین صاع پانی آتا تھا جنابت سے۔

ف: مدینہ کی صاع کے حساب سے سولہ رطل پانی ہوا ہندوستان کے وزن کے موافق آٹھ سیر[1] پانی ہوتا ہے۔

[1] اسی روپے کے سیر سے یعنی اسی تولہ والا سیر ۱۲ منہ

شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفّٰی میں لکھا ہے کہ یہ اندازہ بطور تعیین کے نہیں ہے کہ اس سے کم و بیش نہ ہو اس واسطے کہ آدمی باعتبار قلت اور کثرت جثہ کے متفاوت ہیں تو کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین صاع پانی سے غسل کرتے تھے اور کبھی کم سے یہاں تک کہ صحیحین میں مروی ہے کہ آپ غسل کرتے تھے ایک صاع پانی سے پانچ مد تک اور وضو مد سے کرتے تھے۔ صاع اہل مدینہ کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور ایک صاع کے چار مد ہوتے ہیں تو مد اہل مدینہ کے حساب سے ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوگا۔

۷۰۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى فَغَسَلَهَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَنَضَحَ فِىْ عَيْنَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَسَلَ رَاْسَهُ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَاَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ ۞

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب غسل جنابت شروع کرتے تو پہلے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈال کر دھوتے پھر اپنی شرمگاہ دھوتے پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے پھر منہ دھوتے اور آنکھوں کے اندر پانی مارتے پھر داہنا ہاتھ دھوتے پھر بایاں ہاتھ دھوتے پھر سر دھوتے پھر سارے بدن پر پانی ڈال کر غسل کرتے۔

ف: آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا اکثر علما کے نزدیک ضرور نہیں صرف عبداللہ بن عمرؓ کا مذہب ہے۔ مصفی

۷۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ سُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ الْمَرْاَةِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ لِتَحْفِنْ عَلٰى رَاْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ وَلْتَضْغَثْ رَاْسَهَا بِيَدَيْهَا ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عائشہ ام المومنین سے پوچھا گیا کس طرح غسل کرے عورت جنابت سے کہا کہ ڈالے اپنے سر پر تین چلو دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر اور ملے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے۔

ف: تاکہ پانی اندر بالوں کے سر کی کھال تک پہنچ جائے اور چوٹی کھولنا ضرور نہیں ہے (زرقانی) اور پاؤں کا دھونا بعض روایتوں میں وضو کے ساتھ آیا ہے اور بعض روایتوں میں غسل کے بعد اور ہر ایک کی ایک وجہ ہے (مصفی) وجہ یہی ہے کہ اگر جائے غسل کی پاک صاف ہو اور پانی وہاں نہ ٹھہرتا ہو تو وضو کے ساتھ ہاتھ پاؤں کو بھی دھوئے ورنہ بعد غسل کے دھوئے۔

۱۸۔ بَابُ وَاجِبِ الْغُسْلِ اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ

(دخول سے غسل واجب ہونے کا بیان اگرچہ انزال نہ ہو)

۷۲۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ۞

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عائشہؓ کا قول یہی تھا کہ جب مس کرے ختنہ ختنہ سے یعنی سر ذکر عورت کی قبل میں غائب ہو جائے تو واجب ہوا غسل۔

۷۳۔ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهُ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ: ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا حضرت عائشہ سے کس چیز سے غسل واجب ہوتا ہے

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ فَقَالَتْ هَلْ تَدْرِي مَا مَثَلُكَ يَا أَبَا سَلَمَةَ مِثْلُ الْفَرُّوجِ يَسْمَعُ الدِّيَكَةَ تَصْرُخُ فَيَصْرُخُ مَعَهَا إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ۔

تو کہا حضرت عائشہؓ نے کہ تو جانتا ہے اپنی صفت کو اے ابوسلمہ صفت تیری مثل چوزہ مرغ کے ہے جب مرغ کو بانگ کرتے سنتا ہے تو آپ بھی بانگ کرنے لگتا ہے جب تجاوز کرے ختنہ ختنے سے تو واجب ہوا غسل ۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت عائشہ نے غصہ کیا ابوسلمہ پر اس لئے کہ وہ مسئلہ میں مقلد تھے اُس شخص کے جس کو اُس کا علم نہ تھا کیونکہ عائشہ اس قسم کے مسائل کو خوب جانتی تھیں بسبب قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ نسبت اور صحابہ کے اور ابوسلمہ فقط دخول سے غسل نہیں کرتے تھے بہ دلیل حدیث ابوسعید کے جو ابتدائے اسلام میں حضرت نے ارشاد فرمائی تھی اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ یعنے غسل جب واجب ہوتا ہے کہ پانی نکلے پس نفرت کی حضرت عائشہ نے ابوسلمہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ ابوسلمہ نابالغ تھے ان کو اس مسئلے کے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ اور لوگوں کو انہوں نے اس مسئلے میں بحث کرتے پایا اس لئے خود بھی تحقیق کرنے لگے ۔ (زرقانی)

۷۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ أَتَى عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ اخْتِلَافُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرٍ إِنِّي لَأُعْظِمُ أَنْ أَسْتَقْبِلَكِ بِهِ فَقَالَتْ مَا هُوَ مَا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ فَسَلْنِي عَنْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ يُصِيبُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنْزِلُ فَقَالَتْ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ لَا أَسْأَلُ عَنْ هَذَا أَحَدًا بَعْدَكِ أَبَدًا ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ آئے حضرت عائشہ کے پاس اور کہا اُن سے کہ بہت سخت گذرا مجھ کو اختلاف صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مسئلے میں شرماتا ہوں کہ ذکر کروں اُس کو تمہارے سامنے تو فرمایا عائشہؓ نے کہ کیا ہے وہ مسئلہ جو تو اپنی ماں سے پوچھ لے مجھ سے کہا ابوموسیٰ نے کوئی جماع کرے اپنی بیوی سے پھر دخول کرے لیکن انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے اُس کا کہا حضرت عائشہ نے کہ جب تجاوز کر جائے ختنہ ختنے سے واجب ہوا غسل کہا ابوموسیٰ نے کہ اب نہ پوچھوں گا اس مسئلے کو کسی سے بعد تمہارے ۔

۷۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنْزِلُ فَقَالَ زَيْدٌ يَغْتَسِلُ فَقَالَ مَحْمُودٌ إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ لَا يَرَى الْغُسْلَ فَقَالَ زَيْدٌ إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ نَزَعَ عَنْ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ ۔

ترجمہ: محمود بن لبید انصاری نے پوچھا زید بن ثابت انصاری سے کہ ایک شخص جماع کرے اپنی بیوی سے پھر دخول کرے لیکن انزال نہ ہو، کہا زید نے غسل کرے کہا محمود نے کہ اُبی بن کعب اس صورت میں غسل کو واجب نہیں جانتے تھے کہا زید نے کہ اُبی بن کعب قبل اپنی موت کے پھر گئے اس قول سے ۔

۷۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے جب تجاوز کرے ختنہ ختنہ سے واجب ہوا غسل ۔

ف : ابن عربی نے کہا کہ اس پر اجماع کیا صحابہ و من بعدہم اور ائمہ اربعہ نے مگر داؤد نے خلاف کیا اور ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے اور خطابی نے کہا کہ غسل کی عدم وجوب پر بھی ایک جماعت صحابہ کی گئی ہے اور تابعین میں سے اعمش اس کے قائل ہیں اور ابوسلمہ سے باسناد صحیح ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے ہشام بن عروہ اور عطا سے بھی ایسا ہی روایت کیا تو خلاف اس مسئلے میں موجود تھا صحابہ اور تابعین اور من بعدہم میں مگر صواب وہی ہے جس پر اکثر علماء ہیں یعنے غسل کے واجب ہونے پر۔

۱۹ بَابُ وُضُوْءِ الْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ اَوْ يَطْعَمَ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ

جنب جب سورہنے یا کھانے کا ارادہ کرے غسل سے پہلے تو وضو کرکے سونے یا کھانے کا بیان

۷۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ ؕ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سے رات کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے تو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر لے اور دھوئے ذکر اپنے کو پھر سورہ۔

ف : حضرت عمر نے عبداللہ بن عمر کا ذکر کیا تھا کہ ان کو رات کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے اور غسل اس وقت ممکن نہیں ہوتا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا چنانچہ نسائی کی روایت میں یہ قصہ بتصریح موجود ہے اور یہ حکم وضو کا استحباباً ہے نزدیک ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے اور بعض علمائے ظاہر کے نزدیک وجوباً ہے۔

۷۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ اِذَا اَصَابَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ قَبْلَ اَنْ يَّغْتَسِلَ فَلَا يَنَمْ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ؕ

ترجمہ : حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی تھیں جب کوئی تم میں سے جماع کرے اپنی عورت سے پھر سونا چاہے قبل غسل کے تو نہ سوئے یہاں تک کہ وضو کرے جیسے کہ وضو ہوتا ہے نماز کے لئے۔

۷۹۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ اَوْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ طَعِمَ اَوْ نَامَ ؕ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ جب سورہنے یا کھانے کا ارادہ رکھتے حالتِ جنابت میں منہ دھوتے اور دونوں ہاتھ کہنیوں اور سر پر مسح کرتے پھر کھانا کھاتے یا سورہتے۔

ف : پاؤں نہ دھوئے اسلئے کہ یہ وضو واجب نہیں استحباباً ہے یا کسی عذر کے سبب امام محمد نے موطا میں لکھا ہے کہ ہم کو خبر دی ابوحنیفہ نے انہوں نے روایت کیا ابی اسحٰق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماع کرتے تھے پھر سورہتے تھے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے تھے کہا محمد نے یہ حدیث سہل ہے لوگوں پر اور یہی قول ہے ابوحنیفہ کا انتہی محدثین نے اس حدیث میں کلام کیا ہے کہ ابواسحٰق نے غلطی کی اس میں اور صحیحین میں ابوسلمہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عائشہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے مثل وضو نماز کے اور ابن عمر کا پاؤں نہ دھونا محمول ہے عذر پر اور بیہقی نے بہ اسناد حسن روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو یا تیمم کر لیتے یعنے جب پانی نہ ملتا تو تیمم کر لیتے۔ (زرقانی باختصار)

۲ بابُ اِعادَةِ الْجُنُبِ الصَّلٰوةَ وَغُسْلَهُ اِذَا صَلّٰی وَلَمْ یَذْکُرْ وَغَسْلَهُ ثَوْبَهُ

جنب نماز کو لوٹا دے غسل کر کے جب اس نے نماز پڑھ لی ہو بھول کر بغیر غسل کے اور اپنے کپڑے دھوئے اگر اس میں نجاست لگی ہو

۸۰۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَبَّرَ فِیْ صَلٰوةٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ اَشَارَ اِلَیْهِمْ بِیَدِهٖ اَنِ امْکُثُوْا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ وَعَلٰی جِلْدِهٖ اَثَرُ الْمَاءِ ؕ

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی کسی نماز میں نمازوں میں سے پھر اشارہ کیا مقتدیوں کو اپنے ہاتھ سے اس بات کا کہ اپنی جائے پر جمے رہو اور آپ گئے گھر میں بعد اس کے لوٹ کر آئے اور آپ کے بدن پر پانی کا نشان تھا۔

ف: ابوداؤد اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ یہ نماز صبح کی تھی اور ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ آپ غسل کر کے آئے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا پھر تکبیر کہی۔

۸۱۔ عَنْ زُبَیْدِ بْنِ الصَّلْتِ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلَی الْجُرُفِ فَنَظَرَ فَاِذَا هُوَ قَدِ احْتَلَمَ وَصَلّٰی وَلَمْ یَغْتَسِلْ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرَانِیْ اِلَّا قَدِ احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ وَصَلَّیْتُ وَمَا اغْتَسَلْتُ قَالَ فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ مَا رَاٰی فِیْ ثَوْبِهٖ وَنَضَحَ مَا لَمْ یَرَ وَاَذَّنَ اَوْ اَقَامَ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَ ارْتِفَاعِ الضُّحٰی مُتَمَکِّنًا ؕ

ترجمہ: زبید بن الصلت سے روایت ہے کہ نکلا میں ساتھ عمر بن الخطاب کے جرف تک تو دیکھا عمرؓ نے اپنے کپڑے کو اور پایا نشان احتلام کا اور نماز پڑھ چکے تھے بغیر غسل کے تب کہا قسم اللہ کی نہیں دیکھتا ہوں میں اپنے کو مگر مجھے احتلام ہوا اور خبر نہ ہوئی اور نماز پڑھ لی اور غسل نہیں کیا کہا زبید نے پس غسل کیا حضرت عمرؓ نے اور دھویا جو نشان دکھائی دیا کپڑے میں اور جو نہ دکھائی دیا اس پر پانی چھڑک دیا اور اذان کہی یا اقامت کہی پھر نماز پڑھی جب آفتاب بلند ہو گیا اطمینان سے۔

ف: جرف ایک موضع ہے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر۔

۸۲۔ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا اِلٰی اَرْضِهٖ بِالْجُرُفِ فَرَاٰی فِیْ ثَوْبِهٖ احْتِلَامًا فَقَالَ لَقَدِ ابْتُلِیْتُ بِالْاِحْتِلَامِ مُنْذُ وُلِّیْتُ اَمْرَ النَّاسِ فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ مَا رَاٰی فِیْ ثَوْبِهٖ مِنَ الْاِحْتِلَامِ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ ؕ

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ صبح کو گئے اپنی زمین کو جو جرف میں تھی پس دیکھا اپنے کپڑے میں نشان احتلام کا پھر کہا میں مبتلا ہو گیا احتلام میں جب سے خلیفہ ہوا پھر غسل کیا اور دھویا جو نشان پایا اپنے کپڑے میں احتلام کا پھر نماز پڑھی جب آفتاب نکل آیا۔

ف: یہ جو کہا کہ جب سے خلیفہ ہوا مبتلا ہو گیا احتلام میں اس کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے کاموں کے سبب فرصت نہیں ہوتی کہ صحبت کریں عورتوں سے۔

۸۳۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ ثُمَّ غَدَا اِلَى اَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ احْتِلَامًا فَقَالَ اِنَّا لَمَّا اَصَبْنَا الْوَدَكَ لَانَتِ الْعُرُوقُ فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ الِاحْتِلَامَ مِنْ ثَوْبِهِ وَعَادَ لِصَلٰوتِهِ ؕ

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز پڑھائی لوگوں کو پھر گئے اپنی زمین کی طرف جو جُرف میں تھی پس دیکھا اپنے کپڑے میں نشان احتلام کا تو کہا کہ جب سے ہم کھانے لگے چربی نرم ہوگئیں رگیں پھر غسل کیا اور دھویا احتلام کے نشان کو اپنے کپڑے سے اور لوٹایا نماز کو۔

ف: اور جن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اُن کو اعادہ نماز کا حکم نہ دیا کیونکہ جو شخص جنب یا محدث کے پیچھے نماز پڑھ لے اور اُس کو خبر نہ ہو کہ امام محدث یا جنب ہے نہ امام کو یاد ہو کہ میں محدث یا جنب ہوں تو مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی اور امام پر جب اُس کو یاد آئے اعادہ لازم نہ ہوگا۔ یہ مذہب امام مالک کا ہے اور شافعی کے نزدیک اگر امام کو معلوم بھی ہو کہ میں محدث ہوں یا جنب اور مقتدیوں کو خبر نہ ہو تو مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی اور ابوحنیفہ کے نزدیک نہ مقتدیوں کی صحیح ہے نہ امام کی دونوں صورتوں میں اور جب معلوم ہو تو اعادہ ضرور ہے۔

۸۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ اَنَّهُ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَرِيبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ فَاحْتَلَمَ عُمَرُ وَقَدْ كَادَ اَنْ يُصْبِحَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَاءً فَرَكِبَ حَتّٰى جَاءَ الْمَاءَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا رَاٰى مِنْ ذٰلِكَ الِاحْتِلَامِ حَتّٰى اَسْفَرَ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغْسَلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْعَاصِ لَئِنْ كُنْتَ تَجِدُ ثِيَابًا اَفَكُلُّ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَابًا وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سُنَّةً بَلْ اَغْسِلُ مَا رَاَيْتُ وَاَنْضَحُ مَا لَمْ اَرَ ؕ

ترجمہ: یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرہ کیا ساتھ عمر بن الخطاب کے کئی شتر سواروں میں اُن میں عمرو بن العاص بھی تھے اور عمر بن الخطاب رات کو اُترے قریب پانی کے تو احتلام ہوا حضرت عمر کو اور صبح قریب تھی اور قافلہ میں پانی نہ تھا تو سوار ہوئے حضرت عمرؓ یہاں تک کہ آئے پانی کے پاس اور دھونے لگے کپڑے اپنے یہاں تک کہ روشنی ہوگئی اور عمرو بن العاص نے کہا حضرت عمر سے صبح ہوگئی ہمارے پاس کپڑے ہیں آپ اپنا کپڑا چھوڑ دیجیے دھو ڈالا جائے گا اور ہمارے کپڑوں میں سے ایک کپڑا پہن لیجیے تو کہا عمر بن الخطاب نے کہ تعجب ہے اے عمرو بن العاص کیا تمہارے پاس کپڑے ہیں تو تم سمجھتے ہو کہ سب آدمیوں پاس کپڑے ہونگے قسم خدا کی اگر میں ایسا کروں تو یہ امر سنت ہو جائے بلکہ دھو ڈالتا ہوں میں جہاں نجاست معلوم ہوتی ہے اور پانی چھڑک دیتا ہوں جہاں نہیں معلوم ہوتی۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ ایک شخص نے کپڑے میں نشان احتلام کا پایا اور اُس کو خبر نہیں کہ کب احتلام ہوا اور نہ خواب میں جو دیکھا یاد ہے تو وہ غسل کرے اخیر خواب سے اگر اُس نے بعد اُس خواب کے نماز پڑھی ہے تو اُس کا اعادہ کرے اس لئے کہ کبھی آدمی کو احتلام ہوتا ہے اور کچھ نہیں دیکھتا اور کبھی دیکھتا ہے مگر احتلام نہیں ہوتا تو جب تری دیکھے غسل اُس کو لازم ہوگا دلیل اس کی یہ ہے کہ عمر بن الخطاب نے جو نماز پڑھی تھی اخیر نیند کے بعد اسی کا اعادہ کیا اور اُس سے پہلے کی نمازوں کا اعادہ نہ کیا۔

۲۱۔ بَابُ غُسْلِ الْمَرْأَةِ إِذَا رَأَتْ فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ

عورت کو اگر احتلام ہو مثل مرد کے تو اس پر غسل واجب ہے

۸۵۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةُ تَرَى فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ أَتَغْتَسِلُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ أُفٍّ لَكِ وَهَلْ تَرَى ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِينُكِ وَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ ام سلیم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت اگر دیکھے خواب میں جیسا کہ مرد دیکھتا ہے کیا غسل کرے تو کہا عائشہ نے ام سلیم کو نوج تو بڑی کیا عورت بھی دیکھتی ہے خواب میں (یعنے اس کو بھی احتلام ہوتا ہے) تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک آلودہ ہو داہنا ہاتھ تیرا اور کہاں سے ہوتی ہے مشابہت۔

ف: یعنی کبھی بچہ مشابہ ہوتا ہے صورت میں باپ کے اور کبھی ماں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ عورت میں بھی منی موجود ہے پھر جب منی عورت میں موجود ہے تو اس کو احتلام ہونا کچھ بعید نہیں ہے۔ (مصفی) یہ جو حضرتؐ نے فرمایا کہ خاک آلودہ ہو داہنا ہاتھ تیرا یہ واسطے تعجب کے یا تنبیہ کے کہا کچھ بددعا نہیں ہے۔

۸۶۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ ۔

ترجمہ: ام سلمہ سے روایت ہے کہ ام سلیم آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس تو کہا یا رسول اللہ نہیں شرماتا اللہ سچ سے کیا عورت پر بھی غسل ہے جب اس کو احتلام ہو؟ فرمایا آپؐ نے ہاں جب کہ دیکھے پانی کو۔

۲۲۔ بَابُ جَامِعِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

اس باب میں مختلف مسائل غسل جنابت کے مذکور ہیں

۸۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُغْتَسَلَ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ مَا لَمْ تَكُنْ حَائِضًا أَوْ جُنُبًا ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے کچھ مضائقہ نہیں کہ مرد غسل کرے اس پانی سے جو عورت کی طہارت سے بچا ہو جبکہ وہ عورت حیض اور جنابت سے نہ ہو۔

ف: ورنہ مکروہ ہے اور جمہور صحابہ اور تابعین عدم کراہت کی طرف گئے ہیں اور یہی مذہب تمام فقہا کا ہے سوائے احمد بن حنبل کے۔ (زرقانی)

۸۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کو پسینہ آتا کپڑے میں اور وہ جنب ہوتے تھے پھر اسی کپڑے سے نماز پڑھتے تھے۔

۸۹۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْسِلُ جَوَارِيهِ رِجْلَيْهِ وَيُعْطِينَهُ الْخُمْرَةَ وَهُنَّ حُيَّضٌ ۔

ترجمہ: ابن عمر کی لونڈیاں اُن کے پاؤں دھوتی تھیں اور اُن کو جانماز اُٹھا کر دیتی تھیں حالت حیض میں ۔

کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالک اُس شخص سے جس کے پاس بیبیاں اور لونڈیاں ہیں کہ سب سے وطی کرے غسل سے پیشتر تو جواب دیا کہ اگر جماع کرے اپنی لونڈی سے قبل غسل کے تو کچھ حرج نہیں ہے اور آزاد بیبیوں سے ایک کے بارے میں دوسرے سے جماع کرنا مکروہ ہے ہاں یہ بات کہ ایک لونڈی سے جماع کرے پھر غسل سے پیشتر دوسری لونڈی سے جماع کرے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے ۔ کہا یحییٰ نے اور پوچھے گئے امام مالک ایک جنب سے اُس نے رکھا پانی غسل کو پھر بھول کر اس میں انگلی ڈال دی پانی کی سردی یا گرمی دیکھنے کو تو جواب دیا مالک نے کہ اگر اُس کی انگلی میں نجاست نہ لگی ہو تو پانی نجس نہ ہوگا ۔

۲۳۔ هٰذَا بَابٌ فِي التَّيَمُّمِ (تیمم کا بیان)

۹۰۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهُ عَلٰى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي اَبُوْ بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِي فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ ۔

ترجمہ: عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سفر میں تو جب پہنچے ہم بیدا یا ذات الجیش کو گلوبند میرا ٹوٹ کر گر پڑا تو ٹھہر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے ڈھونڈنے کے لئے اور لوگ بھی ٹھہر گئے ساتھ آپ کے اور وہاں پانی نہ تھا اور نہ ساتھ لوگوں کے پانی تھا۔ تب لوگ آئے ابوبکر صدیقؓ کے پاس اور کہا کہ دیکھا تم نے کیا کیا عائشہؓ نے ٹھہرا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو اور نہ یہاں پانی ہے نہ ہمارے ساتھ پانی ہے تو ابوبکر آئے میرے پاس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے تو کہا ابوبکر نے روک دیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو اور نہ پانی یہاں ہے نہ ان کے پاس پانی ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ ہوئے میرے اوپر ابوبکر اور لپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں مارنے لگے تو میں ہل جاتی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا اس وجہ سے نہ ہل سکتی تھی پس سوتے رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ صبح ہوئی اور پانی نہ تھا تو اتاری اللہ جل جلالہ نے آیت تیمم کی تب کہا اُسی دن اُسید بن الحضیر نے کہ اے ابوبکر کے گھر والو یہ کچھ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے یعنی تم سے ہمیشہ ایسی ہی برکتیں اور راحتیں مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہیں کہا عائشہؓ نے جب ہم چلنے لگے تو وہ گلوبند اُس اونٹ کے نیچے سے نکلا جس پر ہم سوار تھے ۔

ف: بیداء اور ذات الجیش دونوں مقام کے نام ہیں اللہ جل جلالہ کی اس اُترنے اور گلوبند کھو دینے میں بھی حکمت تھی تاکہ مسلمانوں کو تیمم کا مسئلہ معلوم ہو جائے اور حاجت کے وقت پر کام آئے۔ کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالک اُس شخص سے جس نے تیمم کیا ایک نماز کے لئے پھر دوسری نماز کا وقت آیا پھر تیمم کرے یا وہی تیمم کافی ہے تو جواب دیا کہ تیمم کرے ہر نماز کے لئے کیونکہ اس پر واجب ہے پانی ڈھونڈنا ہر نماز کے وقت تو جب پانی ڈھونڈے اور نہ ملے تیمم کرلے۔ کہا یحییٰ نے اور پوچھے گئے امام مالک اُس شخص سے جس نے تیمم کیا کیا وہ امامت کرے اُن لوگوں کی جنہوں نے وضو کیا ہے تو کہا امام مالک نے کہ کوئی امامت کرے تو اچھا ہے اور وہی امامت کرے تو بھی کچھ قباحت نہیں۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ کا ایک شخص نے تیمم کیا جب پانی نہ پایا تو وہ کھڑا ہوا نماز کو اور تکبیر تحریمہ کہہ لی اب ایک آدمی اُدھر سے نکلا جس کے پاس پانی ہے تو وہ نماز کو نہ توڑے بلکہ تیمم سے تمام کرے بعد نماز کے اگر پانی ملے تو آئندہ کے لئے وضو کر لے۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جو شخص کھڑا ہوا نماز کو اور اُسے پانی نہ ملا سو اُس نے تیمم کر لیا تو اطاعت کی اُس نے اللہ جل جلالہ کی۔ اب جس شخص نے پانی پایا وہ کچھ طہارت میں یا نماز کی فضیلت میں اُس سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ دونوں نے اللہ جل جلالہ کے فرمودہ کے موافق عمل کیا اور اللہ کا فرمودہ یہی ہے کہ جو شخص پانی پائے قبل نماز شروع کرنے کے وہ وضو کرے اور جو نہ پائے وہ تیمم کرلے۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ جو شخص جنب ہو وہ تیمم کرے اور جس قدر معمول اُس کا قرآن پڑھنے کا ہے پڑھے اور نفل نماز ادا کرے جب تک پانی نہ پائے اُسی مقام میں جہاں کہ اُس کو نماز تیمم سے پڑھنا درست ہے۔

۲۴- بَابُ الْعَمَلِ فِي التَّيَمُّمِ (تیمم کی ترکیب کا بیان)

۹۱- عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ حَتّٰى إِذَا كَانَا بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَيَمَّمَ صَعِيدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى۔

ترجمہ: نافع کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن عمر جُرف سے آئے تو جب پہنچے مربد کو اُترے عبداللہ اور متوجہ ہوئے پاک زمین کی طرف تو مسح کیا اپنے منہ کا اور ہاتھوں کا کہنیوں تک پھر نماز پڑھی۔

ف: اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم کے صحیح ہونے کے لئے سفر شرط نہیں ہے بلکہ حضر میں بھی اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرلے یا پانی دُور ہو شہر میں اگرچہ ایک میل سے کم ہو اور یہی مذہب ہے امام مالک کا کیونکہ جُرف اور مربد مدینہ سے بہت قریب ہیں جُرف مدینہ سے تین میل پر ہے اور مربد تو ایک ہی میل پر ہے اسی طرح جو شخص مقیم ہو اور تندرست ہو لیکن نماز کے قضا ہو جانے کا خوف ہو اُس کو بھی تیمم درست ہے۔ (مصفی مع زیادہ واختصار)

۹۲- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَيَمَّمُ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر تیمم کرتے تھے دونوں کہنیوں تک۔

کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالک تیمم کی ترکیب سے اور کہاں تک کرنا چاہئے تو کہا کہ ایک دفعہ ہاتھ مار کر منہ پر مسح کرے اور دوسری دفعہ ہاتھ مار کر ہاتھوں کا مسح کرے کہنیوں تک۔

ف: صحیحین میں عمار سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی تھا تجھ کو یہ پھر مارا حضرت نے دونوں ہتھیلیوں کو اپنی خاک پر اور پھونک ماری اُن میں اور مسح کیا منہ پر اور دونوں ہاتھوں کا ہتھیلیوں تک اسی حدیث کی طرف امام احمد اور اصحاب

حدیث گئے اور یہی قول قدیم ہے شافعی کا اور رو دفعہ ہاتھ مارنے کے بارے میں جتنی حدیثیں آئی ہیں اکثر اُن میں سے ضعیف ہیں۔

۲۵- بَابُ تَيَمُّمِ الْجُنُبِ (جنب کو تیمم کرنے کا بیان)

۹۳- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ ثُمَّ يُدْرِكُ الْمَاءَ فَقَالَ سَعِيدٌ إِذَا أَدْرَكَ الْمَاءَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ لِمَا يَسْتَقْبِلُ ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن حرملہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا سعید بن المسیب سے کہ جنب نے تیمم کیا پھر پایا پانی کو تو کہا سعید نے کہ جب پائے پانی تو اُس پر غسل واجب ہوگا آئندہ کے واسطے۔

ف: یعنی جو نماز تیمم سے پڑھ چکا اُس کا اعادہ ضرور نہیں اگرچہ وقت باقی ہو۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جس شخص کو احتلام ہو سفر میں اور نہ ہو اُس کے پاس پانی مگر موافق وضو کے تو اگر اُس کو پیاس کا خوف نہ ہو تو اُس پانی سے اپنی شرمگاہ اور نجاست لگ گئی ہو دھو ڈالے پھر تیمم کرے خاک پاک پر جیسا کہ حکم کیا ہے اُس کو اللہ جل جلالہٗ نے کہا یحییٰ نے سوال ہوا مالک سے کہ ایک جنب کو تیمم کی ضرورت ہوئی تو نہ پائی اُس نے مٹی مگر کھاری مٹی نمک کی کیا تیمم کرے اُس سے اور کیا مکروہ ہے نماز اُس میں تو جواب دیا مالک نے کہ کھاری یا نمکین مٹی سے تیمم کرنے میں اور اُس پر نماز پڑھنے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا پس قصد کرو زمین پاک کا تو جو چیز زمین کہلائے اس سے تیمم کیا جائے اگرچہ نمکین ہو یا اور کچھ۔

۲۶- بَابُ مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

حائضہ عورت سے مرد کو جو کام کرنا درست ہے اُس کا بیان

۹۴- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَشُدَّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا ثُمَّ شَأْنَكَ بِأَعْلَاهَا ۔

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا درست ہے مجھ کو اپنی عورت سے جب وہ حائض ہو تو فرمایا آپ نے باندھے اُس پر تہبند اس کے پھر تجھے اختیار ہے تہبند کے اوپر۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت حائضہ سے لذت نہ اٹھانا چاہیے یہی مذہب ہے جمہور علماء کا۔

۹۵- عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مُضْطَجِعَةً مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَإِنَّهَا وَثَبَتْ وَثْبَةً شَدِيدَةً فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ يَعْنِي الْحَيْضَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَشُدِّي عَلَى

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ لیٹی تھیں ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کپڑے میں اتنے میں کود کر الگ ہوگئیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید حیض آیا تجھ کو کہا ہاں تو فرمایا آپ نے باندھ لے تہبند اپنے پھر آن کر وہیں لیٹ جا۔

نَفْسِكِ ثُمَّ عُودِي إِلَى مَضْجَعِكِ ۞

۹۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهَا هَلْ يُبَاشِرُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَتْ لِتَشُدَّ إِزَارَهَا إِلَى أَسْفَلِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا إِنْ شَاءَ ۞

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر نے بھیجا کسی آدمی کو حضرت عائشہ پاس اور پوچھوایا کہ مرد مباشرت کرے اپنی عورت سے حالت حیض میں تو کہا حضرت عائشہ نے چاہئے کہ باندھ لے تہبند نیچے کے جسم پر پھر اگر چاہے مباشرت کرے اس سے۔

۹۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنِ الْحَائِضِ هَلْ يُصِيبُهَا زَوْجُهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَا لَا حَتَّى تَغْتَسِلَ ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر اور سلیمان بن یسار پوچھے گئے حائضہ عورت سے جب پاک ہو جائے تو جماع کرے خاوند اس کا قبل غسل کے کہا ان دونوں نے نہیں جب تک غسل نہ کرے۔

ف: برابر ہے کہ حیض اس کا اکثر مدت میں ختم ہوا ہو یا اقل مدت میں یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور احمد اور زفر اور جمہور فقہا کا اور نقل کیا اسحٰق بن راہویہ نے اجماع تابعین کا اس پر اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر دس دن کی مدت میں حیض ختم ہوا تو قبل غسل کے اس سے وطی جائز ہے اور جو دس دن سے کم میں ختم ہوا تو جب تک غسل نہ کرے یا اس پر وقت موافق غسل اور تکبیر تحریمہ کے نہ گذر جائے وطی درست نہیں ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ صرف تحکم ہے کوئی وجہ اس کی معلوم نہیں ہوتی۔ (زرقانی)

۲۷۔ بَابُ طُهْرِ الْحَائِضِ (حائضہ کب پاک ہوتی ہے حیض سے اس کا بیان)

۹۸۔ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلٰوةِ فَتَقُولُ لَهُنَّ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ ۞

ترجمہ: مرجانہ سے جو ماں ہیں علقمہ کی اور مولاۃ ہیں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ عورتیں ڈبیوں میں روئی رکھ کر حضرت عائشہ کو دکھانے کو بھیجتی تھیں اور اس روئی میں زردی ہوتی تھی حیض کے خون کی پوچھتی تھیں کہ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں تو کہتی تھیں حضرت عائشہ مت جلدی کرو تم نماز میں یہاں تک کہ دیکھو سفید قصہ مراد یہ تھی کہ پاک ہو جاؤ حیض سے۔

ف: قصہ وہ پانی ہے سفید جو وقت بند ہونے حیض کے رحم سے نکلتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ قصہ سے مراد وہ کپڑا ہے جو عورتیں فرج میں رکھتی ہیں جب بالکل سفید نکلے تو معلوم ہوا کہ اب خون بند ہو گیا۔ مصفی میں ہے کہ قصہ ایک چیز ہے مثل سفید دھاگے کی جو نکلتا ہے بعد خون بند ہونے کے اور اسی پر اکثر اہل علم ہیں مالک نے کہا کہ پوچھا میں نے عورتوں سے قصہ کو تو وہ پہچانتی تھیں اس کو۔

۹۹۔ عَنِ ابْنَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّ النِّسَاءَ كُنَّ يَدْعُونَ بِالْمَصَابِيحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ

ترجمہ: ام کلثوم سے جو بیٹی ہیں زید بن ثابت کی روایت ہے کہ ان کو خبر پہنچی اس بات کی کہ عورتیں منگاتی ہیں چراغ

يَنظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ فَكَانَتْ تَعِيبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِنَّ وَتَقُولُ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا ؎

بیچا بیچ رات کو اور دیکھتی ہیں کہ حیض سے پاک ہوئیں ام کلثوم عیب جانتی تھیں اس بات کو اور کہتی تھیں کہ صحابہ کی عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔

ف: یعنی یہ بے فائدہ تکلیف اٹھانا ہے نہ اس وقت نماز کا وقت ہے نہ کچھ پھر کیا ضرورت ہے کہ اتنا غوص کرے۔ حافظ نے کہا کہ اس قول پر اعتراض یہ ہے کہ اس وقت عشا کا وقت ہوتا ہے بعضوں نے کہا عیب اس وجہ سے ہے کہ رات کو زردی سفیدی سے ملتبس ہوگی تو وہ نماز پڑھ لیں گی قبل طہر کے (زرقانی) شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا کہ عیب اس وجہ سے ہے کہ بیچا بیچ رات میں دیکھنا کیا ضرور ہے جب رات اتنی باقی رہے کہ غسل اور نماز کو مکتفی ہو اس وقت دیکھ لیں۔ کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالک حائضہ سے جب پاک ہو جائے لیکن پانی نہ پائے تو تیمم کرے کہا ہاں تیمم کرے کیونکہ مثال اس کی جنب کی سی ہے جب جنب کو پانی نہ ملے تو وہ بھی تیمم کرے۔

۸۔ بَابُ جَامِعِ الْحَيْضَةِ (اس باب میں مختلف مسائل حیض کے مذکور ہیں)

۱۰۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فِي الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ إِنَّهَا تَدَعُ الصَّلٰوةَ ؎

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا حضرت عائشہ سے کہ کہا انہوں نے عورت حاملہ اگر دیکھے خون کو تو چھوڑ دے نماز کو۔

ف: کیونکہ حاملہ کو بھی کبھی حیض آتا ہے یہی مذہب ہے ابن المسیب اور ابن شہاب اور امام مالک کا اور ابو حنیفہ اور احمد اور سفیان ثوری کا مذہب یہ ہے کہ وہ حیض نہیں ہے۔

۱۰۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ قَالَ تَكُفُّ عَنِ الصَّلٰوةِ ؎

ترجمہ: امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ عورت حاملہ اگر دیکھے خون کو تو کہا ابن شہاب نے باز رہے نماز سے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ ہمارا مذہب یہی ہے۔

۱۰۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ ؎

ترجمہ: حضرت عائشہ نے کہا میں کنگھی کرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں اور میں حائضہ ہوتی تھی۔

۱۰۳۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لْتَنْضَحْهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ ؎

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر ہمارے کپڑے کو خون حیض کا لگ جائے تو کیا کریں فرمایا آپ نے جب بھر جائے کسی ایک کے کپڑے میں تم میں سے خون حیض کا تو مل ڈالے اس کو پھر دھو ڈالے پانی سے پھر نماز پڑھے اس کپڑے سے۔

۲۹- بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

مستحاضہ کا بیان۔ مستحاضہ اُس عورت کو کہتے ہیں جس کا خون بعد ایام حیض کے بھی آیا کرے

۱۰۴- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي ؁

ترجمہ: عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے کہا یا رسول اللہ میں پاک نہیں ہوتی ہوں تو کیا چھوڑ دوں نماز کو فرمایا آپ نے یہ خون کسی رگ کا ہے اور حیض نہیں ہے تو جب حیض آئے تو چھوڑ دے نماز کو پھر جب مدت گزر جائے تو خون دھو کر نماز پڑھ لے ف۔

ف: یعنے وہ دن آئیں جن دنوں میں قبل اس بیماری کے حیض آیا تھا فعل یعنے غسل کے جیسا بخاری کی روایت میں مصرح ہے اب ہر نماز کے لئے وضو کرنا اس کو مستحب ہے کیونکہ اس خون نکلنے سے وضو اُس کا نہ ٹوٹے گا۔ نزدیک امام مالک کے اور بعض ائمہ کے نزدیک ہر نماز کے لئے وضو کرنا ضروری ہے۔

۱۰۵- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَنْظُرْ إِلَى عَدَدِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ ؁

ترجمہ: ام سلمہ سے روایت ہے ایک عورت کا خون بہا کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو فتوی پوچھا اسی کے واسطے ام سلمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے کہ شمار کر لے اُن دنوں اور راتوں کا جن میں حیض آتا تھا قبل اس بیماری کے تو چھوڑ دے نماز کو اس قدر مدت میں ہر مہینے سے پس جب گذر جائے وہ مدت تو غسل کرے اور ایک کپڑا باندھ لے فرج پر پھر نماز پڑھے۔

۱۰۶- عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا رَأَتْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَكَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي ؁

ترجمہ: زینب بنت ابی سلمہ نے دیکھا زینب بنت جحش کو جو نکاح میں تھیں عبد الرحمٰن بن عوف کے اُن کو استحاضہ تھا اور وہ غسل کر کے نماز پڑھتی تھیں۔

ف: یہ غلطی ہے موطا کے راویوں کی زینب بنت جحش سے عبد الرحمٰن بن عوف نے کبھی نکاح نہیں کیا بلکہ اُن سے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور عبد الرحمٰن کے نکاح میں ام حبیبہ بنت جحش تھیں جو بہن تھیں زینب بنت جحش کی اور دوسری حدیثوں میں مذکور ہے کہ استحاضہ حمنہ بنت جحش کو ہو گیا تھا۔ ابن عبد البر نے کہا کہ یہ بات عجیب ہے کہ جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ سوا حمنہ کے کسی کو

استحاضہ نہ تھا۔ (واللہ اعلم زرقانی)

۱۰۷۔ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّ الْقَعْقَاعَ بْنَ حَكِيمٍ وَزَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَسْأَلُهُ كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ فَقَالَ تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ۔

ترجمہ: قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے سمی کو بھیجا سعید بن المسیب پاس کہ پوچھیں اُن سے کیونکر غسل کرے مستحاضہ کہا سعید نے غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک اور وضو کرے ہر نماز کے لئے تو اگر خون بہت آئے ایک کپڑا باندھ لے اپنی فرج پر۔

ف: ایک طہر سے دوسرے طہر تک اس سے غرض یہ ہے کہ جب مدت مقرر حیض کی گزر جائے تو غسل کرے اب جب پھر حیض کے دن آ کر گزر جائیں گے تو پھر غسل کرے گی۔

۱۰۸۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ إِلَّا أَنْ تَغْتَسِلَ غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذَلِكَ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہا انہوں نے مستحاضہ پر ایک ہی غسل ہے پھر وضو کیا کرے ہر نماز کے لئے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ مستحاضہ جب نماز پڑھنے لگے تو خاوند کو جماع بھی درست ہے، اسی طرح نفسا کو جب مدت مقرر کی انتہا تک خون آئے اور بعد اس کے بھی خون دیکھے تو خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے اور یہ خون بھی بمنزلہ استحاضہ کے ہے۔

ف: نفسا وہ عورت ہے جو جننے کے بعد خون دیکھتی ہے کہا یحییٰ نے کہا مالک نے ہمارے نزدیک حکم مستحاضہ کا عروہ کی حدیث کے موافق ہے جس کو روایت کیا عروہ نے عائشہ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے جو ابتدائے باب میں گذری اور جتنی روایتیں میں نے اس باب میں سُنیں اُن سے مجھ کو وہ روایت زیادہ پسند ہے۔

۳۰۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ (بچے کے پیشاب کا بیان)

۱۰۹۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لائے سو اس نے پیشاب کر دیا آپ کے کپڑے پر پس منگایا آپ نے پانی تو ڈال دیا اُس پر۔

۱۱۰۔ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

ترجمہ: ام قیس سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو جس نے نہ کھانا کھایا تھا لے آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو بٹھا لیا آپ نے اس بچے کو گود میں اپنی تو پیشاب کر دیا اُس نے آپ کے کپڑے پر پس منگایا آپ نے پانی اور ڈال دیا اُس پر اور نہ دھویا کپڑے کو۔

ف : یعنی نچوڑ کر نہ دھویا فقط پانی اُس پر بہا دیا۔ زرقانی نے کہا کہ یہاں پر تین مذہب ہیں ایک یہ کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے نہ لڑکی کے، دوسرے یہ کہ دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے اور تیسرے یہ کہ پیشاب کو دھونا چاہیئے یہ اختلاف جب تک ہے کہ لڑکا لڑکی کھانا نہ کھاتے ہوں۔ صرف دودھ پیتے ہوں ورنہ بالاتفاق دھونا چاہیئے۔

۳۱۔ بابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا وَغَيْرِهِ (کھڑے کھڑے پیشاب کرنے وغیرہ کا بیان)

۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ فَكَشَفَ عَنْ فَرْجِهِ لِيَبُولَ فَصَاحَ النَّاسُ بِهِ حَتَّى عَلَا الصَّوْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتْرُكُوهُ فَتَرَكُوهُ فَبَالَ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَى ذَلِكَ الْمَكَانِ ۔

ترجمہ : یحیٰی بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور ستر اپنا کھولا پیشاب کے لئے تو غل مچایا لوگوں نے اور بڑا پکارا ہوا تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دو اس کو بس چھوڑ دیا لوگوں نے جب وہ پیشاب کر چکا تو حکم کیا آپ نے ایک ڈول پانی کا ڈال دیا گیا اُس جگہ پر۔

ف : مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ نے اُس کو بلا کر سمجھایا کہ مسجدیں پیشاب پاخانے کے لئے نہیں بنائی گئیں بلکہ اللہ جل جلالہ کے ذکر اور نماز اور قرآن شریف پڑھنے کے لئے۔ اس حدیث سے کمال خلق اور ترحم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معلوم ہوا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں اگر اُسی وقت گنوار کو نکال دیتے یا مارتے تو وہ بددل ہو جاتا اور بات نہ سمجھتا یا پیشاب کرتا چلا جاتا تمام مسجد آلودہ ہو جاتی اگر بند کرتا تو بیمار ہو جاتا۔ واللہ اعلم

۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَبُولُ قَائِمًا ۔

ترجمہ : عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا عبداللہ بن عمر کو کھڑے کھڑے پیشاب کرتے ہوئے۔

ف : بعض احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منقول ہے مگر حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس واسطے کیا کہ آپ کے گھٹنوں میں درد تھا لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور بعض علماء نے کہا کہ حدیث کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی منسوخ ہے حدیث عائشہ سے کہ آنحضرتؐ نے پیشاب کھڑے ہو کر نہیں کیا جب سے قرآن اُترا روایت کیا اس کو ابوعوانہ اور حاکم نے۔ زرقانی نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث منسوخ نہیں کیونکہ عمر اور عبداللہ بن عمر اور علی اور زید بن ثابت سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منقول ہے اور ممانعت میں اُس کی کوئی حدیث آنحضرتؐ سے ثابت نہیں ہوتی انتہی۔ کہا یحیٰی نے سوال ہوا مالک سے کہ بعد پیشاب یا پاخانہ کے پانی سے استنجا کرنے میں کوئی حدیث آئی ہے تو جواب دیا کہ مجھے پہنچا ہے بعض سلف سے کہ وہ استنجا کرتے تھے پانی سے بعد پاخانہ کے اور میں اچھا جانتا ہوں استنجا پانی سے بعد پیشاب کے۔ ف : اگرچہ صرف ڈھیلا لینا بھی کفایت کرتا ہے۔ زرقانی

۳۲۔ بابُ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ (مسواک کرنے کا بیان)

۱۳۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

ترجمہ : عبید بن السباق سے روایت ہے کہ آنحضرت

کتاب الحج

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيدًا فَاغْتَسِلُوا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طِيبٌ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جمعہ کو فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عید کا دن کیا ہے تو غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو آج کے دن خوشبو لگانا نقصان نہیں ہے اور لازم کر لو تم مسواک کو ۔

١٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ ۔

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مشکل نہ گزرتا میری امت پر تو واجب کر دیتا میں مسواک ان پر ۔

١٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمَّتِهِ لَأَمَرَتْهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ ۔

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا کہ اگر شاق نہ ہوتا حضرت کی امت پر تو آپ حکم کرتے ان کو مسواک کرنے کا ہر وضو کے ساتھ ۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کو معین بن عیسیٰ ایوب بن صالح اور عبدالرحمن بن مہدی وغیرہم نے امام مالک سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس لفظ سے لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ اور اسی طرح روایت کیا اس کو شافعی نے مسند میں اور بیہقی نے اور طبرانی نے معجم اوسط میں باسناد حسن حضرت علی سے مرفوعاً اور روایت کیا حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ سے مرفوعاً لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ مَعَ الْوُضُوءِ کہا حاکم نے صحیح ہے عَلَى شَرْطِهِمَا وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَلَيْسَ لَهُ عِلَّةٌ اور بخاری کی روایت میں مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ ہے اور اسی طرح مسلم کی روایت میں اور اختلاف کیا علماء نے مسواک کے حکم میں تو اکثر اہل علم عدم وجوب کی طرف گئے ہیں اور اسحٰق بن راہویہ اور داؤد ظاہری سے وجوب منقول ہے یہاں تک کہ اسحٰق بن راہویہ نے کہا کہ اگر قصداً مسواک ترک کرے گا تو نماز اس کی باطل ہو جائے گی ۔ (زرقانی)

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

١۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي النِّدَاءِ لِلصَّلٰوةِ (اذان کے بیان میں)

١۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَتَّخِذَ خَشَبَتَيْنِ يُضْرَبُ بِهِمَا لِيَجْتَمِعَ النَّاسُ لِلصَّلٰوةِ فَأُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ خَشَبَتَيْنِ فِي النَّوْمِ فَقَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ لَنَحْوٌ مِمَّا يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ أَلَا تُؤَذِّنُونَ لِلصَّلٰوةِ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَذَانِ ۔ (اخرجہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا دو لکڑیاں بنانے کا اس لئے کہ جب ان کو ماریں تو آواز پہنچے لوگوں کو اور جمع ہوں لوگ نماز کے لئے پس دکھائے گئے عبداللہ بن زید دو لکڑیاں اور کہا کہ یہ لکڑیاں ایسی ہی ہیں جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں پھر کہا گیا ان سے خواب میں کہ تم اذان کیوں نہیں دیتے نماز کے لئے تو جب جاگے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا اور ان سے خواب پس حکم دیا آپ نے اذان کا ۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ ٭ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سنو تم اذان کو تو کہو جیسا کہ کہتا جاتا ہے مؤذن۔

ف: یعنے جو کلمے مؤذن کہے سننے والا بھی وہی کہے مسلم نے عمرؓ سے اور بخاری نے معاویہ سے روایت کی کہ جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَحَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب اذان کا دینا واجب ہے اور یہی مذہب ہے بعض سلف کا اور یہی قول ہے حنفیہ اور ظاہریہ اور ابن وہب کا اور جمہور کے نزدیک واجب نہیں ہے شمس الائمہ نے کہا کہ جواب دینا صرف زبان سے نہیں کافی ہے بلکہ اذان ہوتے ہی مسجد کو چلنا چاہیئے تو جس نے زبان سے جواب دے دیا اور پاؤں سے نہ چلا اس نے جواب ہی نہ دیا۔ (زرقانی ومحلی) اور جب تکبیر ہو تو اس کا بھی جواب اسی طور سے دے اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت اَقَامَھَا اللّٰہُ اَبَدًا کہے جیسا حدیث میں وارد ہے۔ (مسوی)

۳۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّھْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْہِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَۃِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا ٭ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر معلوم ہوتا لوگوں کو جو کچھ اذان دینے میں اور صف اول میں ثواب ہے پھر نہ پاسکتے ان کو بغیر قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالتے اور اگر معلوم ہوتا لوگوں کو جو کچھ نماز کے اول وقت پڑھنے میں ثواب ہے البتہ جلدی کرتے اس کی طرف اور اگر معلوم ہوتا جو کچھ ثواب ہے عشا اور صبح کی نماز با جماعت سے پڑھنے کا البتہ آتے جماعت میں گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے۔

ف: سب نمازوں کو اول وقت اور جماعت سے پڑھنا ضروری ہے عشاء اور فجر کو آپؐ نے خاص کیا کیونکہ یہ نیند کا وقت ہوتا ہے۔ اکثر آدمی سے غفلت ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنا آدھی رات کی عبادت سے بہتر ہے اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ جب ہم کسی آدمی کو عشاء اور فجر کی نمازیں نہ پاتے تھے تو اس کی طرف گمان بد کرتے تھے یعنی اس امر کا کہ وہ شخص پورا مسلمان نہیں ہے منافق ہے۔ (زرقانی)

۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ فَلَا تَاْتُوْھَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْھَا وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا فَاِنَّ اَحَدَکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَّا کَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ ٭ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر ہو نماز کی تو نہ دوڑتے ہوئے آؤ تم بلکہ آؤ اطمینان اور سہولت سے تو جتنی نماز تم کو ملے پڑھ لو اور جو نہ ملے اس کو پورا کر لو کیونکہ جب کوئی تم میں سے قصد کرتا ہے نماز کا تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

ف: یعنی نماز کو جانا گویا نماز پڑھنا ہے تو جیسے نماز پڑھنے میں اطمینان اور سہولت چاہیئے ویسا ہی نماز کی طرف چلنے میں چاہیئے اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس بات پر کہ جو کوئی امام کو رکوع میں پائے تو وہ رکعت حساب نہ کی جائے گی اور یہی قول

ہے ابوہریرہ اور ایک جماعت کا اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے اور تقی سبکی نے اس کی تقویت کی ہے اور یہی مذہب ہے شوکانی کا اور اس کی تحقیق نیل الاوطار میں کما ینبغی کی ہے ۔

۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهٗ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری سے ابوسعید خدری نے کہا کہ تو بکریوں کو اور جنگل کو دوست رکھتا ہے تو جب جنگل میں ہو اپنی بکریوں میں اذان دے نماز کی بلند آواز سے کیونکہ نہیں پہنچتی آواز مؤذن کی نہ جن کو نہ آدمی کو اور نہ کسی شے کو مگر وہ گواہ ہوتا ہے اُس کا قیامت کے روز کہا ابوسعید نے سنا میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔

۶۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ النِّدَاءَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ لَهٗ اذْكُرْ كَذَا وَاذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى ۔

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب اذان ہوتی ہے نماز کے لئے شیطان پیٹھ موڑ کر پادتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ نہ سنے اذان کو پھر جب اذان ہو چکتی ہے چلا آتا ہے پھر جب تکبیر ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے پیٹھ موڑ کر پھر جب تکبیر ہو چکتی ہے چلا آتا ہے یہاں تک کہ وسوسہ ڈالتا ہے نمازی کے دل میں اور کہتا ہے اُس سے خیال کر فلاں چیز کا خیال کر جس کا خیال نمازی کو اوّل بھی نہ تھا یہاں تک کہ رہ جاتا ہے نمازی اور خبر نہیں ہوتی اس کو کہ کتنی رکعتیں پڑھیں ۔

۷۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَاعَتَانِ تُفْتَحُ لَهُمَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَقَلَّ دَاعٍ تُرَدُّ عَلَيْهِ دَعْوَتُهٗ حَضْرَةَ النِّدَاءِ لِلصَّلٰوةِ وَالصَّفِّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہا انہوں نے دو وقت کھل جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور کم ہوتا ہے ایسا دعا کرنیوالا کہ نہ قبول ہو دعا اُس کی ایک جس وقت اذان ہو نماز کی دوسری جس وقت صف باندھی جائے جہاد کے لئے ۔

ف: طبرانی اور حاکم اور دیلمی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ساعتیں ایسی ہیں کہ نہیں دعا کرتا اُن میں کوئی مسلمان مگر قبول کرتا ہے خداوند تعالیٰ دعا اس کی جب تک نہ دعا کرے ناتا توڑنے کی یا گناہ کی ایک جس وقت مؤذن اذان دیتا ہے نماز کی یہاں تک کہ فارغ ہو دوسرے جس وقت مسلمانوں اور کافروں کی صفیں جہاد میں مل جاتی ہیں یہاں تک کہ فیصلہ کرے اُن کا اور جس وقت پانی اُترتا ہے آسمان سے یہاں تک کہ تھم جائے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کیا جائز ہے جمعہ کی اذان قبل وقت کے بولے نہیں جب تک کہ آفتاب ڈھل نہ جائے ف یہی مذہب جمہور کا ہے اور امام احمد کے نزدیک نماز جمعہ کی اذان قبل زوال کے درست ہے (زرقانی) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے دو مسئلوں سے پہلا یہ کہ اذان اور اقامت

دو بار کہی جائے ف یعنے کلمات اذان اور اقامت کے مثلاً اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح یہ سب دو دو بار کہے جائیں یا ایک ایک بار ص دوسرا مسئلہ یہ لوگ کب کھڑے ہوں نماز کے لئے جب تکبیر کہی جائے تو امام مالک نے کہا کہ اذان اور اقامت میں مجھے کوئی حدیث نہیں پہنچی مگر میں نے اپنے شہر کے لوگوں کو جس طرح پایا وہی جانتا ہوں ف یعنی اذان کے کلمات دو دو بار کہے جائیں اس لئے کہ بخاری نے روایت کیا کہ بلال کو حکم ہوا دو دو بار کہنے کا اذان میں اور ایک ایک بار کہنے کا اقامت میں اور ابو داؤد طیالسی اور ابو داؤد سجستانی اور نسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا عبداللہ بن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دو دو بار کہی جائے مگر اخیر کا لا الہ الا اللہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ سب کے نزدیک ایک بار کہنا چاہیئے۔ (زرقانی) ص اور اقامت ایک بار کہی جائے ف اس طرح پہ اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح قد قامت الصلوٰۃ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اور بعضوں کے نزدیک قد قامت الصلوٰۃ کو دو مرتبہ کہیں کیونکہ بخاری کی روایت میں قد قامت الصلوٰۃ کا استثنا مذکور ہے۔

زرقانی نے کہا کہ یہ استثنا حدیث میں داخل نہیں ہے بلکہ ایوب کا قول ہے ص اور اسی طریقے پر ہمارے شہر کے لوگ ہیں اور لیکن اٹھنا لوگوں کا وقت تکبیر کے تو میں نے اس کی کوئی حد نہیں سنی جو مقرر کی جائے مگر میں اس کو لوگوں کی طاقت اور قوت کے لحاظ سے رکھتا ہوں ف یعنے جو شخص طاقت دار ہے وہ تکبیر شروع ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہو اور جو شخص کمزور ہو وہ جب تکبیر ختم ہو اٹھے اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں ہو تو مقتدی لوگ نہ اٹھیں جب تک تکبیر سے فراغت نہ ہو اور جو مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام نہ آ لے تب تک نہ اٹھیں۔ ابن المنذر نے انس سے روایت کیا کہ وہ اٹھتے تھے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا اور سعید بن منصور نے اس کو عبداللہ کے اصحاب سے روایت کیا اور سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ جب مؤذن اللہ اکبر کہے تو مقتدیوں پر کھڑا ہو جانا واجب ہوتا ہے اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے صفیں برابر کی جائیں اور جب لا الہ الا اللہ کہے امام تکبیر کہے اور ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ جب حی علی الصلوٰۃ ہو تو اٹھیں اور جب قد قامت الصلوٰۃ ہو تو امام تکبیر کہے۔ مترجم کہتا ہے کہ صحیح میرے نزدیک یہی ہے کہ تکبیر شروع ہوتے ہی اٹھیں کیونکہ عبدالرزاق نے ابن شہاب سے روایت کیا کہ تھے صحابہ جب مؤذن اللہ اکبر کہتا تو اٹھ کھڑے ہوتے اور جب تک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے صفیں برابر ہو جاتیں اور بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ تکبیر ہوئی پس برابر کیں لوگوں نے صفیں پھر نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تکبیر ہوئی پھر کھڑے ہوئے ہم اور برابر کیا صفوں کو قبل اس بات کے کہ نکلیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ھ امام مالک باوجود اس بات کے کہ محدثین کے نزدیک بڑے واقف اور کامل ہیں علم حدیث میں اور امام ہیں اہل مدینہ کے مگر ان کو اس مضمون میں کوئی حدیث نہیں پہنچی تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر مجتہد کو تمام حدیثیں پہنچنا ضرور نہیں ہے اور نہ بات عقل میں آتی ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کو بھی ساری حدیثیں پہنچی ہوں علی الخصوص امام اعظمؒ اور امام مالک کو ان دونوں کا زمانہ بہت اول تھا اور اس وقت تک حدیث کی کتابیں جمع نہیں ہوئی تھیں جا بجا صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملکوں ملکوں پھیل کر انتقال کر چکے تھے ایک ایک حدیث سننے کے واسطے لوگ صدہا کوس سے سفر کرتے تھے برخلاف اس زمانہ کے کہ تمام کتابیں حدیث کی مدون ہو گئیں اب حدیثوں کا ملنا آسان ہو گیا اسی وجہ سے امام اعظم اور امام مالک وغیرہ کے بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں انہوں نے قیاس پر عمل کیا اور حدیث نہ پائی اب اگر قیاس ان کا مطابق حدیث صحیح کے نکلے تو قبول کیا جائے ورنہ حدیث صحیح کا اتباع ضروری ہے پابندی ان کے قیاس کی لازم نہیں ہے اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ اگر چند مقیم لوگ ارادہ کریں کہ جماعت سے ادا کریں فرض نماز کو تو صرف تکبیر کہہ لینا کافی ہے یا اذان بھی دینا ضروری ہے تو جواب دیا امام مالک نے کہ تکبیر کہہ لینا کافی ہے اور اذان واجب ہے اُن مسجدوں میں جہاں جماعت سے نماز ہوا کرتی ہے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ بعد اذان کے مؤذن سلام کرے امیر کو اور بلائے اُس کو نماز کے لئے اور کون وہ شخص ہے جس پر اول سلام کیا مؤذن نے تو جواب دیا امام مالک نے کہ مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ اول زمانہ میں مؤذن سلام کرتا ہو امیر کو یعنی زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین میں یہ دستور نہ تھا بلکہ مؤذن اذان کہہ دیتا تھا پھر اگر امام کسی کام میں ہوتا تو مؤذن اُس کو آ کر خبر کر دیتا کہ لوگ جمع ہیں اب جو یہ تکلفات نکلے ہیں کہ مؤذن امیر اور حاکم کے دروازے پر آ کر کہتا ہے السلام علیکم ایہا الامیر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلوٰۃ یرحمک اللہ یہ سب تکبر اور غرور کی باتیں ہیں اور نماز عاجزی اور غرور توڑنے کے لئے تھی۔ کیونکہ مؤذن جب اذان کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے حی علی الصلوٰۃ کہہ کر نماز کو بلاتا ہے پھر امیر اور فقیر سب غلام ہیں پروردگار جل شانہ کے فوراً بندگی کرنے کو جانا چاہئے ابو محذورہ نے بعد اذان کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بلایا تو حضرت عمرؓ خفا ہوئے کیونکہ یہ کام نیا نکالا گیا دین میں اس کی اصل زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھی۔ ابن عبد البر نے کہا کہ اول اس کام کا رواج معاویہؓ نے پھیلایا اور مؤذن کو حکم دیا کہ بعد اذان کے ان کو اس طرح پر آ کر خبر دیا کرے السلام علی امیر المؤمنین الصلوٰۃ یرحمک اللہ اور بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے اس فعل کو مغیرہ بن شعبہ نے رواج دیا لیکن پہلا قول صحیح ہے ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ جب عمرؓ مکہ میں آئے تو ابو محذورہ اذان کہہ کر اُن کے بلانے کو آئے اور کہا الصلوٰۃ یا امیر المؤمنین حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح تو حضرت عمرؓ نے کہا خرابی ہو تیری کیا تو دیوانہ ہے کیا اذان کا بلانا کافی نہ تھا اور تم آئے پھر کاہے کو بلانے کو آیا۔ الحاصل تحقیق اس باب میں یہی ہے کہ یہ فعل نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا نہ خلفائے راشدین کے زمانے میں بلکہ ان کے بعد امراء اور حکام نے اس کو رواج دیا پس اولیٰ یہی ہے کہ ترک کیا جائے اور اختیار کیا جائے طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا کیونکہ اسی میں بہتری ہے دنیا اور دین کی اور واقدی نے جو نقل کیا ہے کہ بلالؓ بعد اذان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آ کر کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ پھر ابوبکرؓ کے زمانے میں کہتے تھے السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ الصلوٰۃ یا خلیفۃ رسول اللہ قابل اعتماد کے نہیں ہے کیونکہ واقدی متروک ہے محدثین کے نزدیک علی الخصوص جبکہ نقل اُس کی مخالف ہو روایات معتبرہ کے (زرقانی باختصار) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک مؤذن نے انتظار کیا لوگوں کا لیکن کوئی نہ آیا آخر اس نے اکیلے تکبیر کہہ کر نماز پڑھ لی جب وہ نماز پڑھ چکا تو لوگ آئے اب مؤذن پھر اُن لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے یا نہ پڑھے تو جواب دیا امام مالک نے کہ مؤذن پھر نہ پڑھے اور جو لوگ آئے ہیں وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں۔

ف یہ جب ہے کہ وہی مؤذن امام بھی ہو مسجد کا تو اگر امام نہ ہو تو لوگوں کو درست ہے کہ جماعت سے پڑھ لیں اور مؤذن بھی اگر چاہے پھر اُن کے ساتھ پڑھ لے یہ مذہب امام مالک کا ہے کہ جس مسجد میں امام مقرر ہو وہاں دو جماعتیں ایک نماز کی نہ کی جائیں اور یہی قول ہے سفیان ثوری کا اور امام ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور علماء کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ دو یا تین بار جماعت کا ہونا مسجد میں کچھ قباحت نہیں رکھتا اور نہ اللہ نے اس سے منع کیا نہ اُس کے رسول نے اور دلیل جواز کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت سے نماز پڑھ چکے تھے پھر ایک شخص آیا اور اس نے اکیلے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے تصدق کرتا ہے اس پر تو نماز پڑھے ساتھ اُس کے سوا ایک

شخص کھڑا ہوا اور وہ نماز پڑھ چکا تھا ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر نماز پڑھی اُس نے ساتھ اُس شخص کے (زرقانی) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک مؤذن نے اذان دی پھر نفل پڑھنے لگا اب لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ جماعت کھڑی کریں دوسرے شخص کی تکبیر سے تو جواب دیا امام مالک نے کہ اس میں کچھ قباحت نہیں ہے خواہ مؤذن تکبیر کہے یا اور کوئی شخص کہے دونوں برابر ہیں **ف** اور یہی قول ابوحنیفہ ہے اور لیث اور ثوری اور شافعی اور اکثر اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اذان دے وہی تکبیر کہے اور دلائل ہر ایک کے موجود ہیں کتب احادیث میں کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ صبح کی اذان تو قدیم سے قبل وقت کے ہوتی چلی آئی ہے لیکن اور نمازوں کی اذان بعد وقت کے چاہیئے **ف** جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ فجر کی اذان صبح صادق سے اول درست ہے بدلیل حدیث ابن عمر کے جو آگے آتی اور ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ فجر کی اذان بھی قبل وقت کے نہ دی جائے (۸) کہا امام مالک نے اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَآءَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهٗ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَوَجَدَهٗ نَائِمًا فَقَالَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَّجْعَلَهَا فِيْ نِدَآءِ الصُّبْحِ۔ ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمرؓ کے پاس مؤذن آیا نماز صبح کی خبر کرنے کو تو سوتا ہوا پایا حضرت عمر کو پس کہا اس نے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یعنے نماز بہتر ہے سونے سے اے امیر مومنوں کے تو حکم کیا حضرت عمرؓ نے مؤذن کو کہ کہا کرے اس کلمے کو صبح کی اذان میں **ف** اس اثر کو دارقطنی نے ابن عمر سے مسنداً روایت کیا ہے کہ عمرؓ نے مؤذن سے کہا جب پہنچے تو حی علی الفلاح پر فجر کی اذان میں تو کہہ بعد اس کے الصلوٰۃ خیر من النوم دو بار یہ جو حضرت عمرؓ نے مؤذن سے کہا کہ اس کلمے کو صبح کی اذان میں کہا کر اس سے غرض یہ ہے کہ اذان کے باہر اس کلمے کے کہنے کا موقع نہیں ہے اور مکروہ رکھا حضرت عمرؓ نے بعد اذان کے پھر اعلام کرنے کو جیسے کہ اُمرا اور حکام نے نکالا ہے چنانچہ ابھی اس کا ذکر گزرا اور یہ کلمہ نکالا ہوا حضرت عمر کا نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی نماز فجر میں یہ کلمہ کہا جاتا تھا چنانچہ ابن ماجہ نے روایت کیا بلالؓ سے کہ وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کرنے کے لئے واسطے نماز صبح کے تو لوگوں نے کہا کہ آپ سوتے ہیں تو بلالؓ نے کہا کہ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بعد اس کے یہ کلمہ مقرر کیا گیا اذان فجر میں اور ایسا ہی حکم باقی رہا اور ابو محذورہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا تو میں نے اذان دی فجر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حنین کے روز تو جب پہنچا میں حی علی الفلاح پر فرمایا آپ نے ملا دے اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم۔

۹۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ عَامِرِ الْاَصْبَحِیِّ اَنَّهٗ قَالَ مَا اَعْرِفُ شَيْئًا مِّمَّا اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ اِلَّا النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ۔

ترجمہ: مالک بن ابی عامر اصبحی جو دادا ہیں امام مالک کے کہتے ہیں کہ میں نہیں دیکھتا کسی چیز کو کہ باقی ہو اس طور پر جس پر پایا میں نے صحابہ کو مگر اذان کو۔

ف: یعنی سوائے اذان کے اور تمام عبادات میں لوگوں نے تغیر اور تبدل کر لیا ہے اور وہ طریقہ چھوڑ دیا ہے جس پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام تھے سبحان اللہ جب تابعین کے زمانے میں اس قدر دین میں انقلاب ہوا تھا کہ سوائے اذان کے سب عبادتیں لوگوں نے بدل ڈالی تھیں تو اس زمانۂ پُر آشوب اور فتنوں کا کیا کہنا۔ اب بھی جو شخص طالب حق ہے اور خدا اور رسولِ خدا کی اطاعت کا شائق اور شریعت کا عاشق ہے اُس کو کچھ مشکل نہیں ہے۔ زمانے کے فسادات اور علماء کے اختلافات سے قطع نظر کر کے کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کو اپنا دستور العمل بنا دے تب اچھے طور سے ایمان اور یقین کی حلاوت پائے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ افسوس

ہے کہ اس زمانۂ اخیر میں اذان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نہ رہی۔ بعض لوگوں نے اذان کے کلمات میں بھی کمی بیشی کی کسی نے اول و آخر میں اذان کی نئی نئی دعائیں تراشں لیں کسی نے ترجیع کسی نے تذکیر نکالی کسی نے انگلیوں کا چومنا انگوٹھے آنکھوں سے لگانا ضروری جان کر اذان کے جواب کو جو سنت تھا چھوڑ دیا کسی نے راگ کی طرح اذان میں گانا شروع کیا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ زرقانی نے کہا کہ اس اثر سے حجت پکڑی ہے اُن لوگوں نے جو کہتے ہیں اہل مدینہ کا قول و فعل کچھ شرعاً حجت نہیں ہے بلکہ حجت وہی ہے جو باسانید صحیحہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خلفائے راشدین سے منقول ہے مترجم کہتا ہے کہ بہت سے اکابر علما نے تصریح کر دی اس بات کی کہ مدینہ منورہ یا مکۂ معظمہ کے لوگوں کا قول و فعل کچھ سند نہیں ہے کیونکہ دونوں مقاموں میں بدعات کا رواج بہت ہو گیا ہے بلکہ سند کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ہے اللہ جل شانہٗ اپنے فضل و کرم سے کتاب اللہ اور حدیث نبوی پر عمل کرنے کی توفیق دے اور گمراہی سے بچائے۔

۱۰۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَمِعَ الْاِقَامَةَ وَهُوَ بِالْبَقِيْعِ فَاَسْرَعَ الْمَشْيَ اِلَى الْمَسْجِدِ ؎

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے تکبیر سنی اور وہ بقیع میں تھے تو جلدی جلدی چلے مسجد کو۔

ف: زرقانی نے کہا کہ مراد جلدی چلنے سے یہ ہے کہ معمولی چال سے ذرا تیز چلے نہ یہ کہ دَوڑے کیونکہ حدیث مرفوع اوپر گزری کہ مت آؤ نماز کو دوڑتے ہوئے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ واجب ہے نماز کو چلے تو آہستہ چلے اطمینان سے خواہ نماز کے ملنے کی اُمید ہو یا نہ ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہے اور وہی حجت ہے جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے اور محمد بن زید نے عبداللہ بن عمر سے نقل کیا کہ جب وہ نماز کو جاتے تو اتنا آہستہ جاتے کہ اگر چیونٹی اُن کے ساتھ چلے تو پیچھے نہ رہ جائے واللہ اعلم

۲۔ بَابُ النِّدَاءِ فِي السَّفَرِ وَعَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ (سفر میں اور بے وضو اذان کہنے کا بیان)

۱۱۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيْحٍ فَقَالَ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ؎ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اذان دی رات کو جس میں سردی اور ہوا بہت تھی پھر کہا کہ نماز پڑھ لو اپنے ڈیروں میں پھر کہا ابن عمر نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے مؤذن کو جب رات ٹھنڈی ہوتی تھی پانی برستا تھا یہ کہ پکارے نماز پڑھ لو اپنے ڈیروں میں۔

ف: صحیح ابوعوانہ میں ہے کہ رات ٹھنڈی ہوتی تھی یا پانی برستا تھا یا ہوا چلتی تھی معلوم ہوا کہ ان تینوں امروں میں سے اگر ایک امر بھی ہو تو جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے۔

۱۲۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَزِيْدُ عَلَى الْاِقَامَةِ فِي السَّفَرِ اِلَّا فِي الصُّبْحِ فَاِنَّهٗ كَانَ يُنَادِيْ فِيْهَا وَيُقِيْمُ وَكَانَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَذَانُ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر سفر میں صرف تکبیر کہتے تھے مگر نماز فجر میں اذان بھی کہتے تھے اور عبداللہ بن عمر یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اذان اس امام کے لئے ہے

لِلْاِمَامِ الَّذِیْ یَجْتَمِعُ النَّاسُ اِلَیْهِ ۔ جس کے پاس لوگ جمع ہوں۔

ف: یہی مذہب ہے مالک کا اور ائمہ ثلاثہ اس کے خلاف ہیں۔

۱۲۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ لَهُ اِذَا كُنْتَ فِیْ سَفَرٍ فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤَذِّنَ وَتُقِیْمَ فَعَلْتَ وَاِنْ شِئْتَ فَاَقِمْ وَلَا تُؤَذِّنْ ۔

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے اُن کے باپ نے کہا کہ جب تو سفر میں ہو تو تجھے اختیار ہے چاہے اذان یا اقامت دونوں کہہ یا فقط اقامت کہہ اور اذان نہ دے۔

کہا یحیٰی نے میں نے سُنا مالک سے وہ کہتے تھے سوار ہو کر اذان دینے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

۱۳۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهُ كَانَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی بِاَرْضٍ فَلَاةٍ صَلّٰی عَنْ یَمِیْنِهٖ مَلَكٌ وَعَنْ شِمَالِهٖ مَلَكٌ فَاِنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ صَلّٰی وَرَآءَهٗ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اَمْثَالُ الْجِبَالِ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا جو شخص نماز پڑھتا ہے چٹیل میدان میں تو داہنی طرف اُس کے ایک فرشتہ اور بائیں طرف اُس کے ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے اگر اُس نے اذان دے کر تکبیر کہہ کر نماز پڑھی تو اُس کے پیچھے بہت فرشتے نماز پڑھتے ہیں مثل پہاڑوں کے۔

ف: اس مضمون کو نسائی نے سلمان فارسی سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے موقوفاً روایت کیا ہے بعض شافعیہ نے اس اثر سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے اکیلے نماز جنگل میں پڑھی پھر قسم کھائی اس بات کی کہ میں نے جماعت سے نماز پڑھی تو وہ اپنی قسم میں سچا ہوگا اس لئے کہ فرشتوں کی جماعت سے اس نے نماز پڑھی۔

۳۔ بابُ قَدْرِ السُّحُوْرِ مِنَ النِّدَآءِ (اذان کا سحری کے وقت ہونا)

۱۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُنَادِیْ بِلَیْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رات رہے سے اذان دے دیتے ہیں تو کھایا پیا کرو جب تک اذان دے عبداللہ بیٹا ام مکتوم کا۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُنَادِیْ بِلَیْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا اَعْمٰی لَا یُنَادِیْ حَتّٰی یُقَالَ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال اذان دیتا ہے رات کو تم کھایا پیا کرو جب تک اذان نہ دے بیٹا ام مکتوم کا کہا ابن شہاب نے یا سالم نے یا عبداللہ بن عمر نے کہ تھا بیٹا ام مکتوم کا اندھا اذان نہ دیتا تھا جب تک لوگ اُس سے کہتے تھے صبح ہو گئی صبح ہو گئی۔

ف: اس حدیث سے اندھے کی اذان کا درست ہونا اور دو اذانوں کا درست ہونا معلوم ہوا لیکن ایک کے بعد ایک ہو ساتھ ہی دو اذانوں کا ہونا بعضوں نے مکروہ رکھا ہے۔

۴۔ باب افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ (نماز کے شروع کرنے کا بیان)

۱۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ ۞

علیہ وسلم جب شروع کرتے تھے نماز کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر دونوں مونڈھوں کے اور جب سر اٹھاتے تھے رکوع سے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور کہتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے نہ سجدے کو جاتے وقت۔

ف: ابن وہب اور ابن قاسم اور ابن مہدی اور محمد بن الحسن اور عبداللہ بن یوسف اور ابن نافع وغیرہم نے اپنے اپنے موطا میں امام مالک سے روایت کیا فَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا یعنے جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور یحیٰی بن یحیٰی کی روایت میں إِذَا رَكَعَ کا لفظ چھوٹ گیا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ روایت اور لوگوں کی ٹھیک ہے اور ابن شہاب سے اور لوگ بھی سوا مالک کے اسی طرح روایت کرتے ہیں اختلاف کیا علماء نے ہاتھ میں وقت رکوع کے اور وقت سر اٹھانے کے رکوع سے تو جمہور علماء مثل شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحٰق اور طبری اور جماعت اہلحدیث کے نزدیک دونوں وقت ہاتھ اٹھانا چاہیئے اور یہی صحیح روایت ہے مالک سے اور ابوحنیفہ نے اس کے خلاف کہا ہے امام بخاری نے کتاب رفع الیدین میں عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ جب کسی کو دیکھتے ہاتھ نہیں اٹھاتا وقت رکوع کے اور وقت سر اٹھانے کے رکوع سے مارتے ہیں اس کو کنکروں سے اور بخاری نے روایت کیا عبداللہ بن عمر سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے دو رکعت پڑھ کے کھڑے ہوتے اور تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ابوداؤد نے حضرت علی اور ابوحمید ساعدی سے ایسا ہی روایت کیا اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے تو اب چار مقام پر ہاتھوں کا اٹھانا نماز میں ثابت ہوا ایک شروع نماز کے وقت دوسرے جب رکوع کو جھکے تیسرے جب رکوع سے کھڑا ہو چوتھے جب پہلا تشہد پڑھ کر کھڑا ہو۔ امام بخاری نے کتاب رفع الیدین میں کہا کہ رفع الیدین کی حدیث کو سترہ صحابیوں نے روایت کیا اور حاکم اور ابن مندہ نے عشرہ مبشرہ کو رفع کے رواۃ میں ذکر کیا اور بعض محدثین نے تلاش کیا رفع کی روایتوں کو تو پچاس صحابہ کی روایت سے پایا اور سوا ابن مسعود اور اصحاب ابن مسعود کے کسی سے بسند صحیح ترک اس کا ثابت نہیں واللہ اعلم (زرقانی)

۱۶ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاتَهُ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ ۞

ترجمہ: امام زین العابدین سے جن کا اسم مبارک علی ہے اور وہ بیٹے ہیں حضرت امام حسین بن ابی طالب کے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے نماز میں جب جھکتے اور جب اٹھتے اور ہمیشہ رہے اسی طور سے نماز ان کی یہاں تک کہ مل گئے اللہ جل جلالہ سے۔

ف: سوا ایک جگہ کے جب سر اٹھاتے رکوع سے تو فرماتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ جیسا اوپر گذرا (زرقانی)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ ۞

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے تھے ہاتھوں کو نماز میں۔

ف: شعبہ کی روایت میں ہے اُٹھاتے تھے دونوں ہاتھوں کو جب تکبیر کہتے تھے شروع نماز میں اور جب سر اُٹھاتے تھے رکوع سے۔ (زرقانی)

۱۷۔ **عَنْ** اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ کَانَ یُصَلِّیْ لَھُمْ فَیُکَبِّرُ کُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَشْبَھُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: ابوسلمہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ امام ہوتے تھے اُن کے تو تکبیر کہتے تھے جب جھکتے اور جب اُٹھتے اور پھر جب فارغ ہوئے تو کہا قسم خدا کی میں زیادہ مشابہ ہوں تم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں۔ (بخاری، مسلم)

۱۸۔ **عَنْ** سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یُکَبِّرُ فِی الصَّلٰوۃِ کُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر تکبیر کہتے نماز میں جب جھکتے اور اُٹھتے۔

۱۹۔ **عَنْ** نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا دُوْنَ ذٰلِکَ (اخرجہ ابوداؤد)

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب شروع کرتے نماز کو اٹھاتے دونوں ہاتھ برابر دونوں مونڈھوں کے اور جب سر اُٹھاتے رکوع سے اُٹھاتے دونوں ہاتھ ذرا کم اس سے۔

ف: یعنے مونڈھوں سے ذرا نیچے رہتے اس حدیث کو ایوب نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور دُوْنَ ذٰلِکَ کا لفظ سوا مالک کے اور کسی نے روایت نہیں کیا بلکہ ابن جریج نے نافع سے پوچھا کہ کیا پہلی بار میں ابن عمر زیادہ بلند کرتے تھے ہاتھ بہ نسبت بعد کے کہا نہیں۔ (زرقانی)

۲۰۔ **عَنْ** اَبِیْ نُعَیْمٍ وَھْبِ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ کَانَ یُعَلِّمُھُمُ التَّکْبِیْرَ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ فَکَانَ یَاْمُرُنَا اَنْ نُّکَبِّرَ کُلَّمَا خَفَضْنَا وَرَفَعْنَا

ترجمہ: وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری سکھاتے تھے اُن کو تکبیر نماز میں تو حکم کرتے تھے کہ تکبیر کہیں ہم جب جھکیں ہم اور اٹھیں ہم۔

۲۱۔ **عَنِ** ابْنِ شِھَابٍ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا اَدْرَکَ الرَّجُلُ الرَّکْعَۃَ فَکَبَّرَ تَکْبِیْرَۃً وَّاحِدَۃً اَجْزَاَتْ عَنْہُ تِلْکَ التَّکْبِیْرَۃُ

ترجمہ: ابن شہاب کہتے تھے جب پالیا کسی شخص نے رکوع اور تکبیر کہہ لی تو یہ تکبیر کافی ہوجائے گی تکبیر تحریمہ سے۔

ف: اگرچہ نیت نہ کرے تکبیر تحریمہ کی یہ مذہب ابن شہاب کا ہے اور یحییٰ نے کہا کہ مالک نے کہا ہمارے نزدیک جب کافی ہوگی کہ اس تکبیر سے تکبیر تحریمہ کی نیت کرے۔ (زرقانی) کہا یحییٰ نے پوچھے گئے مالک اُس شخص سے جو امام کے ساتھ شریک ہوا نماز میں اور بھول گیا تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع کو یہاں تک کہ ایک رکعت پڑھ لی پھر یاد کیا کہ اُس نے تکبیر تحریمہ نہیں کہی تھی نہ رکوع کے وقت تکبیر کہی تھی بلکہ دوسری رکعت میں تکبیر کہی تو جواب دیا امام مالک نے کہ پھر سرے سے نماز پڑھنا بہتر ہے اور جو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنا بھول گیا لیکن رکوع کے وقت تکبیر تحریمہ کہہ لی تو یہ تکبیر کافی ہوجائے گی تکبیر تحریمہ سے جبکہ نیت کی ہو اس نے اس تکبیر سے تکبیر تحریمہ کی کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ جو شخص نماز پڑھے اکیلا اور بھول جائے تکبیر تحریمہ تو پھر سرے سے نماز پڑھے کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ امام اگر بھول جائے تکبیر تحریمہ اور فارغ ہوجائے نماز سے تو پھر پڑھے اور جن لوگوں نے اُس کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ بھی نماز لوٹا دیں اگرچہ اُن لوگوں نے تکبیر تحریمہ کہی ہو **ف:** تکبیر تحریمہ جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک رکن ہے نماز کا لیکن رکوع کی تکبیر اس سے کافی ہوجاتی ہے اُس شخص کے لئے جو امام کے ساتھ آکر شریک ہو بعض علماء

کے نزدیک اور بعض کے نزدیک جب کافی ہوتی ہے کہ نیت کرے تکبیر تحریمہ کی ۔ (زرقانی)

۵۔ بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ (مغرب اور عشاء کی نماز میں قرأت کا بیان)

۲۲۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ ۔

ترجمہ: جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ سنا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا سورۂ طور کو مغرب کی نماز میں ۔

۲۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ لَهُ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ ۔

ترجمہ: ام فضل نے عبد اللہ بن عباس کو سورۂ والمرسلات عرفًا پڑھتے سنا تو کہا اے بیٹے میرے یاد دلا دیا تو نے یہ سورۃ پڑھ کر اخیر جو سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سورۃ کو پڑھا تھا آپ نے مغرب میں ۔

۲۴۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ فَصَلَّيْتُ وَرَاءَهُ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ مِنْ قِصَارِ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّالِثَةِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنَّ ثِيَابِي لَتَكَادُ أَنْ تَمَسَّ ثِيَابَهُ فَسَمِعْتُهُ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِهَذِهِ الْآيَةِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۔

ترجمہ: ابو عبد اللہ صنابحی سے روایت ہے کہ میں آیا مدینہ میں جب ابوبکرؓ خلیفہ تھے تو پڑھی میں نے پیچھے اُن کے مغرب کی نماز تو پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ مفصل کی چھوٹی سورتوں میں سے پڑھی پھر جب تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوئے تو میں نزدیک ہو گیا اُن کے یہاں تک کہ میرے کپڑے قریب تھے کہ چھو جائیں ان کے کپڑوں سے تو سنا میں نے پڑھی انہوں نے سورۂ فاتحہ اور اس آیت کو رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۔

ف: مفصل کی سورتیں کس سورۃ سے شروع ہیں اس میں بڑا اختلاف ہے ۔ بعض کہتے ہیں سورۂ والصافات سے بعض کہتے ہیں سورۂ جاثیہ سے بعض کہتے ہیں سورۂ فتح سے بعض کہتے ہیں سورۂ حجرات سے بعض کہتے ہیں سورۂ قاف سے بعض کہتے ہیں سورۂ صف سے بعض کہتے ہیں سورۂ تبارک سے بعض کہتے ہیں سورۂ اعلیٰ سے بعض کہتے ہیں سورۂ والضحیٰ سے اور مالکیہ اور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ سورۂ حجرات سے شروع ہے ۔ اس اثر سے معلوم ہوا کہ پچھلی رکعتوں میں بھی سورۂ فاتحہ کے قرأت قرآن درست ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اخیر کی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پر قناعت کرنا چاہیئے کیونکہ روایت کیا بخاری مسلم نے ابو قتادہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ پڑھی اور پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھی اور بعضوں نے کہا اس آیت کو حضرت ابوبکر نے بطور قنوت کے پڑھا اور ایک جماعت علماء نے جائز رکھا قنوت کو ہر نماز میں ۔ (زرقانی و محلی)

۲۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَلَّى

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر جب اکیلے نماز

وَحْدَهُ يَقْرَأُ فِي الْأَرْبَعِ جَمِيعًا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَانَ أَحْيَانًا يَقْرَأُ بِالسُّورَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ كَذٰلِكَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ سُورَةً سُورَةً ؎

پڑھتے تھے تو چاروں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھتے تھے اور کبھی دو دو تین تین سورتیں ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے فرض کی نماز میں اور مغرب کی نماز میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

۲۶۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فَقَرَأَ فِيهَا بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ؎

ترجمہ: براء بن عازب سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاء کی تو پڑھی آپ نے اس میں والتین والزیتون۔

ف: پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور صحیحین میں ہے کہ آپ نے عشاء کی نماز میں إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ پڑھی اور معاذ کو آپ نے فرمایا نماز عشاء کے لئے کیوں نہیں پڑھتا تو سورۂ بروج اور انشقاق کی مانند۔ (زرقانی) مع زیادۃ

باب العمل فی القراءة (کلام اللہ پڑھنے کا طریقہ)

۲۷۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ ؎

ترجمہ: حضرت علی سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت نے ریشمی کپڑا اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور قرآن کو رکوع میں پڑھنے سے۔

ف: ابو مصعب اور قعنبی اور معن کی روایت میں وَالْمُعَصْفَرِ زیادہ ہے یعنی منع کیا کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننے سے یہ ممانعت مردوں کیلئے ہے نہ عورتوں کے لئے۔ (زرقانی)

۲۸۔ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو عَنِ الْبَيَاضِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيهِ بِهِ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ ؎

ترجمہ: فروہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے لوگوں کے پاس اور وہ نماز پڑھ رہے تھے آوازیں ان کی بلند تھیں کلام اللہ پڑھنے سے تو فرمایا آپ نے نمازی کانا پھوسی کرتا ہے اپنے پروردگار سے تو چاہئے کہ سمجھ کر کانا پھوسی کرے اور نہ پکارے ایک تم میں کا دوسرے پر قرآن پڑھنے میں۔

ف: کانا پھوسی سے یہ مراد ہے کہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہو کر بحضور قلب اور خشوع اور خضوع کے اس سے عرض معروض کرتا ہے اور سمجھ کر کانا پھوسی کرنے سے یہ غرض ہے کہ اچھے طور سے کلام اللہ پڑھے۔ اعراب اور مخارج صحیح ادا کرے۔ (زرقانی)

۲۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانَ لَا يَقْرَأُ

ترجمہ: انس بن مالک نے کہا کہ نماز کو کھڑا ہوا میں پیچھے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے جب نماز شروع کرتے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِذَا افْتَتَحُوا الصَّلٰوةَ ۔ تو کوئی اُن میں سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھتا۔

ف: یعنے پکار کر نہ پڑھتا یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور یہی راجح ہے باعتبار قوت دلیل کے مگر آہستہ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم ساتھ سورۂ فاتحہ اور ہر سورۃ کے پڑھنا ضرور ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک جلال الدین سیوطی نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور آہستہ سے پڑھنے اور پکار کے پڑھنے سب حالوں میں احادیث بہت وارد ہیں اور دونوں امر ثابت ہیں اور صحیح ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۳۰- عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيِّ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نَسْمَعُ قِرَاءَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عِنْدَ دَارِ أَبِي جَهْمٍ بِالْبَلَاطِ ۔

ترجمہ: مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ ہم سُنتے تھے قراۃ عمر بن الخطاب کی اور وہ ہوتے تھے نزدیک دار ابی جہم کے اور ہم ہوتے تھے بلاط میں۔

ف: بلاط ایک مقام ہے مدینہ میں درمیان بازار اور مسجد کے، ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت عمر کی آواز بلند ہوتی تھی اس لئے بلاط کے لوگ قرأۃ سنتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو نماز میں خوب پکار کر کلام اللہ پڑھنا درست ہے اور کراہت اس شخص کے لئے ہے جو تنہا پڑھے اور اشہب نے امام مالک سے روایت کیا کہ نفل نماز پڑھنے والا اگر اپنے گھر میں پکار کر کلام پڑھے تو کچھ حرج نہیں بلکہ یہ باعث ہے نشاط اور قوت کا۔ (زرقانی)

۳۱- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا فَاتَهُ شَيْءٌ مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَرَأَ لِنَفْسِهِ فِيمَا يَقْضِي وَجَهَرَ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب فوت ہو جاتی کچھ نماز ان کی ساتھ امام کے جس میں پکار کر قرأت کی تھی تو جب سلام پھیرتا اُٹھتے عبداللہ بن عمر اور پڑھتے جو رہ گئی تھی نماز پکار کر۔

۳۲- عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي إِلٰى جَانِبِ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ فَيَغْمِزُنِي فَأَفْتَحُ عَلَيْهِ وَنَحْنُ نُصَلِّي ۔

ترجمہ: یزید بن رومان سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھتا تھا نافع کے ایک جانب تو اشارہ کر دیتے تھے مجھ کو پس بتا دیتا تھا میں اُن کو جہاں وہ بھول جاتے تھے اور ہم نماز میں ہوتے تھے۔

ف: اس اثر سے معلوم ہوا کہ سوا اپنے امام کے اور کو بھی بتا دینا درست ہے اور اہل کوفہ نے اپنے امام کو بھی بتانا مکروہ رکھا ہے اور مالک اور شافعی کے نزدیک درست ہے کیونکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا اس سے وہ ایک آیت میں متردد ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جب فارغ ہوئے نماز سے فرمایا ابی بن کعب نہ تھے مطلب یہ تھا کہ اگر وہ ہوتے تو بتا دیتے۔ (زرقانی)

۷- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ (صبح کی نماز میں قرأت کا بیان)

۳۳- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ صَلَّى الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيهَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا ۔

ترجمہ: عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق نے نماز پڑھائی صبح کی تو پڑھی اُس میں سورۂ بقرہ دو رکعتوں میں۔

ف: پھر جب سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا آفتاب قریب تھا کہ نکل آئے۔ فرمایا ابوبکرؓ نے کہ اگر نکلتا تو ہم کو غافل نہ پاتا۔ اس اثر سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز میں قرأت طول کرنا اولیٰ ہے اور وہ جو حدیث آئی ہے اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهُ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ، روشن کرو فجر کو کیونکہ اس میں اجر زیادہ ہے اس سے یہی غرض ہے کہ نماز میں اتنی قرأت کرو کہ فجر روشن ہو جائے جیسا ابوبکرؓ نے کیا کہ نماز تاریکی میں شروع کی اور لمبی سورۃ پڑھ کر فجر کو روشن کیا۔ (زرقانی)

۲۴ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ يَقُوْلُ صَلَّيْنَا وَرَآءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ فَقَرَاَ فِيْهَا بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ وَسُوْرَةِ الْحَجِّ قِرَآءَةً بَطِيْئَةً قُلْتُ وَاللّٰهِ اِذًا لَقَدْ كَانَ يَقُوْمُ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ فَقَالَ اَجَلْ ۔

ترجمہ: عروہ بن زبیر نے سُنا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہتے تھے نماز پڑھی ہم نے پیچھے عمر بن خطاب کے صبح کی تو پڑھی انہوں نے سورۂ یوسف اور سورۂ حج ٹھہر ٹھہر کر عروہ نے کہا قسم خدا کی پس اُس وقت کھڑے ہوتے ہوں گے نماز کو جب نکلتی ہے صبح صادق کہا عبداللہ نے ہاں۔

ف: یعنی بہت سویرے صبح صادق نکلتے ہی کھڑے ہوں گے تب تو اتنی بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے اور پھر جلدی جلدی نہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

۲۵ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ الْفُرَافِصَةَ بْنَ عُمَيْرِ الْحَنَفِيَّ قَالَ مَا اَخَذْتُ سُوْرَةَ يُوْسُفَ اِلَّا مِنْ قِرَآءَةِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ اِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا ۔

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ فرافصہ بن عمیر حنفی نے کہا کہ میں نے سورۂ یوسف یاد کر لی حضرت عثمان کے پڑھنے سے آپ صبح کی نماز میں اس کو بہت پڑھا کرتے تھے۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اپنے مقتدیوں کا حال پہچان کر اور اُن کی قوت اور حرص کو دیکھ کر اتنی بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے اور مالک نے مستحب رکھا ہے طول قرأت کو صبح کی نماز میں خصوصاً جاڑے کے دنوں میں لیکن آجکل کے زمانے میں سو تخفیف لازم ہے۔ جماعت میں البتہ اگر اکیلے پڑھے تو جتنی چاہے لمبی سورت پڑھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو دھمکایا تھا لمبی سورت کے پڑھنے پر اور کہا تھا کیا تو فساد پیدا کرتا ہے کیوں نہیں پڑھتا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۔

۲۶ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الصُّبْحِ فِي السَّفَرِ بِالْعَشْرِ السُّوَرِ الْاُوَلِ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةٍ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر سفر میں مفصل کے پہلی دس سورتوں میں سے ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھا کرتے تھے۔

ف: بخاری میں ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں سورۂ طور پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک ایک رکعت یا دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے اور مسلم میں ہے کہ صبح میں آپ نے سورۂ قاف پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ وَالصّٰفّٰتِ پڑھی اور حاکم نے روایت کیا کہ سورۂ واقعہ پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی چھوٹی دو سورتیں پڑھیں اور یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال اور مواقع کے ہے واللہ اعلم (زرقانی)

۸۔ بَابُ مَاجَاءَ فِیْ اُمِّ الْقُرْاٰنِ (سورۂ فاتحہ کی فضیلت کا بیان)

۳۷۔ عَنْ: اَبِیْ سَعِیْدٍ مَوْلٰی عَامِرِبْنِ کُرَیْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَادٰی اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ وَھُوَ یُصَلِّیْ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ لَحِقَہٗ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی یَدِہٖ وَھُوَ یُرِیْدُ اَنْ یَّخْرُجَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَّا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَعْلَمَ سُوْرَۃً مَّا اُنْزِلَ فِی التَّوْرٰىۃِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُھَا قَالَ اُبَیٌّ فَجَعَلْتُ اُبْطِیُٔ فِی الْمَشْیِ رَجَاءَ ذٰلِکَ ثُمَّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ السُّوْرَۃَ الَّتِیْ وَعَدْتَنِیْ قَالَ کَیْفَ تَقْرَأُ اِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلٰوۃَ قَالَ فَقَرَأْتُ عَلَیْہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَتّٰی اَتَیْتُ عَلٰی اٰخِرِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھِیَ ھٰذِہِ السُّوْرَۃُ وَھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُعْطِیْتُ۔

ترجمہ: ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پکارا ابی بن کعب کو اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو جب نماز سے فارغ ہوئے مل گئے آپ سے پس رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا ابی کے ہاتھ پر اور وہ نکلنا چاہتے تھے مسجد کے دروازے سے سو فرمایا آپ نے میں چاہتا ہوں کہ نہ نکلے تو مسجد کے دروازے سے یہاں تک کہ سیکھ لے ایک سورت ایسی کہ نہیں اتری توریت اور انجیل اور قرآن میں مثل اُس کے کہا ابی نے پس ٹھہر ٹھہر کر چلنے لگا میں اسی امید میں پھر کہا میں نے اے رسول اللہ وہ سورت جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا سکھائیے مجھ کو فرمایا آپ نے کیونکر پڑھتا ہے تو جب شروع کرتا ہے نماز کو کہا ابی نے تو میں پڑھنے لگا الحمد للہ رب العالمین یہاں تک کہ ختم کیا میں نے سورت کو پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ یہی سورت ہے اور یہ سورت سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو میں دیا گیا۔

ف: سبع مثانی سورۂ فاتحہ کا نام ہے اس لئے کہ اس میں سات آیتیں ہیں پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور مثانی اس کو اسلئے کہتے ہیں کہ سورت دو بار اتری ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں یا اس لئے کہ ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے تو نماز میں مکرر ہوتی ہے یا اس لئے کہ اس میں ثنا اور تعریف ہے پروردگار کی یا اس لئے کہ مستثنیٰ ہوئی یہ سورت خاص خاص اس اُمت کے لئے یا اس لئے کہ اس کے ساتھ ایک سورت ملائی جاتی ہے اور قرآن عظیم بھی اس کا نام ہے کیونکہ یہ سورت اجمالاً تمام قرآن کے مضامین کو شامل ہے اوصاف الٰہی اور ثنائے پروردگار اور اعتراف عبودیت بندے کی جانب سے اور توحید اور دُعا سب اس میں موجود ہے۔ یہ فرمودہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تفسیر ہے اُس آیت کی وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ۔

۳۸۔ عَنْ: اَبِیْ نُعَیْمٍ وَھْبِ بْنِ کَیْسَانَ اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً لَّمْ یَقْرَأْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ۔

ترجمہ: ابی نعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ انہوں نے سُنا جابر بن عبداللہ انصاری سے کہتے تھے جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اُس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز نہ پڑھی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔

ف : اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا نماز میں فرض ہے خواہ اکیلے نماز پڑھے یا امام کے پیچھے نماز جہری ہو یا سری ہر حال میں پڑھنا اس کا ضرور ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور مالک کا مذہب یہ ہے کہ نماز جہری میں امام کے پیچھے نہ پڑھے اور سری میں پڑھ لے اور ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ امام کے پیچھے نہ پڑھے خواہ نماز جہری ہو یا سری ، صابونی نے اپنے عقائد میں منجملہ شعار اہلحدیث لکھا ہے وَيُوجِبُونَ قِرَاءَةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ اور واجب کرتے ہیں پڑھنا فاتحہ کا امام کے پیچھے مگر یہ قول جابر بن عبداللہ کا موید ہے ابوحنیفہ کے مذہب کو ۔

۹۔ بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ

(سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے امام کے سری نماز میں پڑھنے کا بیان)

۲۹۔ عَنْ : أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى صَلوٰةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَحْيَانًا أَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ فَغَمَزَ ذِرَاعِي ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ يَا فَارِسِيُّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلوٰةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ نِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا يَقُولُ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَقُولُ اللَّهُ حَمِدَنِي عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ يَقُولُ اللَّهُ أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ يَقُولُ اللَّهُ مَجَّدَنِي عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ فَهٰذِهِ الْآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُولُ الْعَبْدُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَهٰؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ ۔

(اخرجہ مسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے پڑھی نماز اور نہ پڑھی اس میں سورۂ فاتحہ تو نماز اس کی ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے ہرگز تمام نہیں ہے ۔ ابوالسائب نے کہا اے ابوہریرہ کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو دبا دیا ابوہریرہ نے میرا بازو اور کہا پڑھ لے اپنے دل میں اے فارس کے رہنے والے کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بٹ گئی نماز میرے اور میرے بندے کے بیچ میں آدھوں آدھ آدھی میری اور آدھی اس کی اور جو بندہ میرا مانگے اس کو دوں گا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھو بندہ کہتا ہے سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے سارے جہان کا ، پروردگار کہتا ہے میری تعریف کی میرے بندے نے بندہ کہتا ہے بڑی رحمت کرنے والا مہربان ، پروردگار کہتا ہے خوبی بیان کی میری میرے بندے نے ، بندہ کہتا ہے مالک بدلے دن کا ، پروردگار کہتا ہے بڑائی کی میری میرے بندے نے بندہ کہتا ہے خاص تجھ کو پوجتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے بیچ میں ہے (یعنی پروردگار کی عظمت ہے اور بندے کی طرف سے اقرار ہے بندگی کا) بندہ کہتا ہے دکھا ہم کو سیدھی راہ اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے اپنا کرم کیا نہ دشمنوں کی اور گمراہوں کی تو یہ آیتیں بندہ کے لئے ہیں اور میرا بندہ جو مانگے سو دوں گا ۔

ف : اس حدیث سے نماز کی نہایت عظمت اور بزرگی ثابت ہوئی کیونکہ نماز ایسی عبادت ٹھہری جس میں پروردگار سے باتیں ہوتی ہیں پس بندے کو اس سے زیادہ اور کیا شرف اور فخر ہوگا کہ اُس کا مالک بلکہ سارے جہان کا مالک اس سے باتیں کرے اور اُس کی مُرادیں بر لانے کا وعدہ فرمائے ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی جزو نہیں ہے ۔ اس صورت میں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پر چھٹی آیت ختم ہوگی اور غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ساتویں آیت ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ناتمام ہے اور ظاہر حدیث مطلق ہے اور شامل ہے منفرد اور مقتدی دونوں کو اس لئے ابوہریرہ نے ابوالسائب کے سوال کا یہ جواب دیا کہ جب تو امام کے پیچھے ہو چُپکے چُپکے دل میں پڑھ لیا کر، اب اختلاف ہے اس میں کہ امام کے ساتھ پڑھتا جائے یا امام جو بیچ میں سکتے کرتا ہے اُس میں پڑھتا جائے یا امام جب وَلَا الضَّالِّينَ پڑھ سکتہ کرے اُس وقت پڑھ لے ۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ مقتدی جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اور سری میں پڑھے بلکہ یہ حدیث عام ہے دونوں صورتوں میں پڑھنا چاہئے ۔ پس امام نے جو سری نماز میں پڑھنے کے لئے اس حدیث کو خاص کیا اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور ناقص اور تمام کہنے سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ نماز ہو جاتی ہے لیکن ناقص رہتی ہے کیونکہ ناقص کا تمام کرنا ضرور ہے ۔ اور ناقص اُسی شئے کو کہیں گے جس کا کوئی جزو فوت ہو جائے ۔

۴۰۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ.

ترجمہ : عروہ بن الزبیر سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے امام کے پیچھے سری نماز میں ۔

۴۱۔ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ وَعَنْ رَبِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ.

ترجمہ : نافع بن جبیر امام کے پیچھے سری نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے ۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہا کہ مجھے یہ اثر بہت پسند ہے اُن روایتوں میں جو میں نے اس باب میں سُنیں ۔

۱۰۔ بَابُ تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ

(سورۂ فاتحہ جہری نماز میں امام کے پیچھے نہ پڑھنے کا بیان)

۴۲۔ عَنْ : نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ اَحَدٌ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ إِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ ؕ

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر سے جب کوئی پوچھتا کہ سورۂ فاتحہ پڑھی جائے امام کے پیچھے تو جواب دیتے کہ جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے امام کے پیچھے تو کافی ہے اُس کو قرأت امام کی اور جو اکیلے پڑھے تو پڑھ لے کہا نافع نے اور تھے عبد اللہ بن عمر نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے ۔

ف : یہ اثر بظاہر مؤید ہے ابوحنیفہ کے مذہب کو یعنی جب امام کے پیچھے ہو سری نماز میں یا جہری نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے لیکن امام مالک نے اس کو نماز جہری سے خاص کیا ہے ۔

نے سُنا میں نے امام مالک سے کہتے تھے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ نماز جہری میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ

نہ پڑھے اور سری میں پڑھے۔

۱۴ عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِیَ مِنْكُمْ اَحَدٌ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۞ (اخرجہ النسائی)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے ایک نماز جہری سے پھر فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ کلام اللہ پڑھا تھا ایک شخص بول اُٹھا کہ ہاں میں نے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے جب ہی میں کہتا تھا اپنے دل میں کیا ہوا ہے مجھ کو چھینا جاتا ہے مجھ سے کلام اللہ کہا ابن شہاب یا ابوہریرہ نے تب لوگوں نے موقوف کیا قرأت کو حضرت کے پیچھے نماز جہری میں جب سے یہ حدیث سُنی آپ سے۔

ف: اِس حدیث سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ ایسی آواز سے نہ پڑھے جس کے باعث سے امام کے پڑھنے میں خلل ہو اور ممانعت پڑھنے کی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ممانعت منظور ہوتی تو صاف فرما دیتے کہ امام کے پیچھے پڑھا ہی مت کرو نہ آہستہ نہ زور سے اور ابن شہاب یا ابوہریرہ کا کلام کہ لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا حضرت کے پیچھے نماز جہری میں یہ ایک حکایت ہے اُس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ پکار کر پڑھنا چھوڑ دیا یا سورۂ فاتحہ سے زیادہ جو کچھ کلام اللہ پڑھتے تھے اُس کا پڑھنا چھوڑ دیا یا حضرت کے ساتھ پڑھنا چھوڑ دیا بلکہ جب آپ سکتہ کرتے تو پڑھ لیتے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ مِنَّا وَمِنَ الْكُلِّ۔

۱۱ بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّامِیْنِ خَلْفَ الْاِمَامِ (امام کے پیچھے آمین کہنے کا بیان)

آمین کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو امن سے رکھ اے پروردگار یا قبول کر ہماری دُعا کو

۱۴ عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِیْنُهٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ ۞ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام کہے آمین تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین مل جائے گی ملائکہ کی آمین سے بخش دیئے جائیں گے اگلے گناہ اُس کے کہا ابن شہاب نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے تھے۔

ف: یہ حدیث مرسل ہے دارقطنی نے غرائب اور علل میں اس کو موصولاً ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن المسیب سے انہوں نے ابی ہریرہ سے روایت کیا اور کہا کہ حفص متفرد ہوا ساتھ اس روایت کے اور وہ ضعیف ہے اور ابن السراج نے روایت کیا ابن شہاب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتے تو آمین پکار کر کہتے اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوتے سورۂ فاتحہ سے بلند آواز سے آمین کہتے اور حمیدی نے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہتے وَلَا الضَّآلِّیْنَ بلند آواز سے فرماتے آمین یہاں تک کہ صف اول کے لوگ سُنتے جو

نزدیک ہوتے آپ سے اور جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جہر آمین کا ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوا تو رد کرتا ہے اس کو وہ جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد اور ابن حبان نے وائل بن حجر سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو پکار کر آمین کہی آپ نے اور وائل بن حجر اخیر میں اسلام لائے ہیں علاوہ اس کے یہ جو حدیث امام مالک نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمین پکار کر کہنا چاہیئے ورنہ امام کا آمین کہنا مقتدیوں کو معلوم کیونکر ہوگا۔ (زرقانی و محلی)

۴۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ﴿اخرجہ البخاری ومسلم﴾

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا آمین کہنا برابر ہو جائے گا ملائکہ کے کہنے کے بخش دئیے جائیں گے اگلے گناہ اُس کے۔

۴۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ اٰمِیْنَ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ فِی السَّمَآءِ اٰمِیْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے فرشتے بھی آسمان میں آمین کہتے ہیں پس اگر برابر ہو جائے ایک آمین دوسری آمین سے تو بخش دئیے جاتے ہیں اگلے گناہ اُس کے۔

۴۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ﴿اخرجہ البخاری ومسلم﴾

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو۔ کیونکہ جس کا کہنا ملائکہ کے کہنے کے برابر ہو جائیگا اس کے اگلے گناہ بخش دئیے جائیں گے۔

ف: بعض روایات میں رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ہے بعض میں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ بعض میں اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ہی ہے بعض میں اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ۔

۱۲۔ بَابُ الْعَمَلِ فِی الْجُلُوْسِ فِی الصَّلٰوةِ (نماز میں بیٹھنے کا بیان)

۴۸۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِیِّ اَنَّهٗ قَالَ رَاٰنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَعْبَثُ بِالْحَصْبَآءِ فِی الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ نَهَانِیْ وَقَالَ اصْنَعْ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فَقُلْتُ وَکَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ قَالَ کَانَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَ کَفَّهٗ

ترجمہ: علی بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ دیکھا مجھ کو عبداللہ بن عمر نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتا ہوا تو جب فارغ ہوا میں نماز سے منع کیا مجھ کو اور کہا کہ کیا کر جیسے کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کہا کیسے کرتے تھے کہا جب بیٹھتے تھے آپ نماز میں تو داہنی ہتھیلی کو داہنی ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور کلمہ کی انگلی

الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الَّتِىْ تَلِى الْاِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ يَفْعَلُ ۔ (اخرجہ مسلم فی کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

سے اشارہ کرتے اور بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے اور کہا کہ اس طرح کرتے تھے آپ۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس وقت سے تشہد کے لئے بیٹھے اُسی وقت سے کلمہ کی اُنگلی سے اشارہ کرے مُسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا آپ نے یہ دفع کرنے والا ہے شیطان کو نہ چھوڑے گا کوئی تم میں سے جب تک اشارہ کرے گا اپنی اُنگلی سے اور بعض روایات میں حرکت دینا بھی اُنگلی کا منقول ہے لیکن ائمہ اربعہ سے جو اُٹھانا اُنگلی کا وقت اشہد ان لاالٰہ الااللہ کے اُن کی کتابوں میں مذکور ہے اُس کی اصل کسی حدیث میں نہیں پائی باوجودیکہ میں نے تلاش کیا اس کی دلیل کو کتب حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ میں مگر نہ پایا کوئی شاہد اس کے لئے اور حدیث سے جو اشارہ ثابت ہے وہ یہی ہے کہ ابتدائے قعدہ سے انگشت شہادت سے اشارہ کرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَصَلّٰى اِلٰى جَنْبِهِ رَجُلٌ فَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ فِىْ اَرْبَعٍ تَرَبَّعَ وَثَنٰى رِجْلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ عَبْدُ اللّٰهِ عَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ فَاِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِنِّىْ اَشْتَكِىْ ۔

ترجمہ : عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کے پہلو میں نماز پڑھی ایک شخص نے تو جب وہ بیٹھا بعد چار رکعت کے چار زانو بیٹھا اور لپیٹ لئے دونوں پاؤں اپنے تو جب فارغ ہوئے عبداللہ بن عمرؓ نماز سے عیب کہا اس بات کو تو اُس شخص نے جواب دیا آپ ایسا کرتے ہیں کہا میں تو بیمار ہوں۔

ف : اختلاف کیا علماء نے کس طرح نماز میں بیٹھے شافعی نے کہا کہ پہلے قعدہ میں سیدھا پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے اور دوسرے قعدہ میں تورک کرے یعنی بائیں پاؤں کو ران کے نیچے سے نکال کر بٹھا دے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں ران سُرین سمیت زمین سے لگی رہے اور امام مالک نے کہا کہ دونوں قعدوں میں تورک کرے اور امام ابوحنیفہ نے کہا کہ دونوں قعدوں میں سیدھا پاؤں کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے اور سب صورتیں جائز ہیں اور خدا کا دین واسع ہے لیکن یہ اختلاف اس میں ہے کہ مستحب کون سی شکل ہے۔ (مصفی)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ حَكِيْمٍ اَنَّهُ رَاٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَرْجِعُ فِى السَّجْدَتَيْنِ فِى الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةَ الصَّلٰوةِ وَاِنَّمَا اَفْعَلُ هٰذَا مِنْ اَجْلِ اَنِّىْ اَشْتَكِىْ ۔

ترجمہ : مغیرہ بن حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمرؓ کو کہ بیٹھے تھے درمیان دونوں سجدوں کے دونوں پاؤں کی اُنگلیوں پر اور پھر سجدہ میں چلے جاتے تھے تو جب فارغ ہوئے نماز سے ذکر ہوا اس کا پس کہا عبداللہ نے کہ اس طرح بیٹھنا نماز میں درست نہیں ہے لیکن میں بیماری کی وجہ سے اس طرح بیٹھتا ہوں۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ يَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمرؓ کو چار زانو بیٹھتے ہوئے

يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلٰوةِ إِذَا جَلَسَ قَالَ فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ فَنَهَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي ۔ (اخرجه البخاری)

نماز میں تو وہ بھی چار زانو بیٹھے اور کم سن تھے وہ اُن دنوں میں پس منع کیا اُن کو عبداللہ نے اور کہا کہ سنت نماز میں یہ ہے کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پاؤں کو لٹا دے کہا عبداللہ نے کہ میں نے اُن سے کہا تم چار زانو بیٹھتے ہو جواب دیا عبداللہ نے کہ میرے پاؤں میرا بوجھ اُٹھا نہیں سکتے ۔

۵۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فِي التَّشَهُّدِ فَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَجَلَسَ عَلٰى وَرِكِهِ الْأَيْسَرِ وَلَمْ يَجْلِسْ عَلٰى قَدَمِهِ ثُمَّ قَالَ أَرَانِي هٰذَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحَدَّثَنِي أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد نے سکھایا لوگوں کو بیٹھنا تشہد میں تو کھڑا کیا داہنے پاؤں کو اور جھکایا بائیں پاؤں کو اور بیٹھے بائیں سُرین پر اور نہ بیٹھے بائیں پاؤں پر کہا قاسم نے کہ بتایا مجھ کو اس طرح بیٹھنا عبیداللہ نے اور کہا کہ میرے باپ عبداللہ بن عمر اسی طرح کرتے تھے ۔

۱۳۔ بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلٰوةِ (تشہد کا بیان)

۵۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ يَقُولُ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ۔

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبد القاری نے سُنا عمر بن الخطاب سے اور وہ منبر پر تھے سکھاتے تھے لوگوں کو تشہد کہتے تھے کہو التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ الخ

۵۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَشَهَّدُ فَيَقُولُ بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ يَقُولُ هٰذَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وَيَدْعُو إِذَا قَضٰى تَشَهُّدَهُ بِمَا بَدَا لَهُ فَإِذَا جَلَسَ فِي آخِرِ صَلٰوتِهِ تَشَهَّدَ كَذٰلِكَ أَيْضًا

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر تشہد پڑھتے تھے اس طرح بسم اللہ التحیات للہ الخ کہتے تھے یہ پہلی دو رکعتوں کے بعد مانگتے تھے بعد تشہد کے جو کچھ جی چاہتا تھا پھر جب اخیر قعدہ کرتے اور اسی طرح پڑھتے مگر پہلے تشہد پڑھتے پھر دُعا مانگتے جو چاہتے اور بعد تشہد کے جب سلام پھیرنے لگتے تو

إِلَّا أَنَّهُ يُقَدِّمُ التَّشَهُّدَ ثُمَّ يَدْعُو بِمَا بَدَا لَهُ فَإِذَا قَضَى تَشَهُّدَهُ وَأَرَادَ أَنْ يُسَلِّمَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْإِمَامِ فَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ أَحَدٌ عَنْ يَسَارِهِ رَدَّ عَلَيْهِ ۔

کہتے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ داہنی طرف کہتے پھر امام کے سلام کا جواب دیتے پھر اگر کوئی بائیں طرف والا ان کو سلام کرتا تو اس کو بھی جواب دیتے ۔

ف : اس اثر سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ پہلے قعدہ میں بھی بعد تشہد کے دعا مانگنا درست ہے ۔ دوسرے یہ کہ کوئی دعا خاص نہیں جو دل چاہے پروردگار سے مانگے تیسرے یہ کہ تین سلام کرے ایک سلام داہنی طرف والوں کو دوسرے امام کو تیسرے بائیں طرف والوں کو اور جو بائیں طرف کوئی نہ ہو تو دو ہی سلام کرے ۔ واللہ اعلم ۔

۵۵ ـ عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِذَا تَشَهَّدَتْ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۔

ترجمہ : حضرت بی بی عائشہ صدیقہ ام المومنینؓ سے روایت ہے کہ کہتیں تشہد میں التحیات الطیبات الصلوٰا الزاکیات الخ

ف : امام مالک نے تشہد حضرت عمر کا جو اوپر گذرا اختیار کیا ہے اور شافعی نے تشہد عبداللہ بن عباس کا جو مسلم نے اور اصحاب سنن نے روایت کیا اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اختیار کیا ہے اور اہلحدیث اور امام احمد اور امام اعظم اور اکثر علمائے تشہد ابن مسعود کا اختیار کیا ہے جس کو روایت کیا ائمہ ستہ نے اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ۔ حافظ نے کہا کہ اہل حدیث نے اتفاق کیا اس امر پر کہ کوئی تشہد عبداللہ بن مسعود کے تشہد سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور راویوں نے اختلاف نہیں کیا اس کے الفاظ میں اور اتفاق کیا اس پر ائمہ ستہ نے لفظاً و معنےً ۔

ف : عبداللہ بن عمر کے تشہد میں السلام علی النبی وارد ہے اور بخاری نے روایت کیا ابن مسعود سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے تو ہم یوں کہتے تھے نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو ہم کہنے لگے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ اور روایت کیا اس کو ابوعوانہ اور سراج اور جوزقی اور ابو نعیم اصبہانی اور بیہقی نے طرق متعددہ سے

اور سب میں یہ ہے کہ جب آپؐ کی وفات ہوئی تو ہم اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ کہنے لگے اور ایسا ہی روایت کیا اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابونعیم سے زرقانی نے کہا کہ یہ روایت ابن مسعود سے بلاشک صحیح ہے اور میں نے اس کا ایک متابع قوی پایا ہے ابن عبدالرزاق نے روایت کیا اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنَّ الصَّحَابَةَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ فَلَمَّا مَاتَ قَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ یعنے کہا عطا نے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے السلام علیک ایہا النبی پھر جب آپ کی وفات ہوئی تو کہنے لگے السلام علی النبی اور یہ اسناد صحیح ہے اور سعید بن منصور نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عباس نے بحث کی ابن مسعود سے کہ ہم السلام علیک ایہا النبی جب کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے تو ابن مسعود نے جواب دیا کہ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سکھایا اور ہم ایسا ہی جانتے ہیں لیکن یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ ابوعبیدہ نے ابن مسعود سے نہیں سُنا اور اسناد بھی ضعیف ہے بلکہ صحیح روایت ابن مسعود سے وہی ہے جو بخاری نے بواسطہ ابومعمر کے روایت کیا اور اخراج کیا اس کا بابت ائمہ حدیث نے طرق متعددہ اور اسانید صحیحہ سے پھر جب ثابت ہوگیا یہ امر عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور صحابہؓ کرام سے کہ وہ بعد آپؐ کی وفات کے السلام علی النبی کہتے تھے تو واجب ہے اتباع اس کا ہم پر ان آثار سے یہ امر صاف ہو گیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اعتقاد یہی تھا کہ بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کو نہیں سُنتے ہیں پھر ندا کرنا ناجائز ہوگا تو جب سلام پڑھنا ندا کے ساتھ مختلف فیہ ہوا پھر مطلق ندا کا کیا حال ہوگا وہ کیونکر درست ہوگی۔ اہل سُنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں لیکن یہ زندگی دنیا کی سی زندگی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی حیات برزخی ہے جس کا ادراک ہم لوگوں کو نہیں ہوسکتا اور جو شخص یہ سمجھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ اور ہر مقام میں پکار پکارنے والے کی سُن لیتے ہیں اور اس کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ مشرک ہے کیونکہ یہ صفت اللہ جل جلالہٗ کی ہے کہ ہر جگہ اور ہر مکان سے سُنتا ہے اور ہر ایک کی حاجت اور مُراد بر لاتا ہے۔ سوائے اللہ جل جلالہٗ کے کسی نبی یا ولی میں یہ قدرت نہیں ہے۔

۵۶ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ وَّنَافِعًا مَوْلَی ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فِی الصَّلٰوةِ وَقَدْ سَبَقَهُ الْاِمَامُ بِرَكْعَةٍ اَیَتَشَهَّدُ مَعَهُ فِی الرَّكْعَتَیْنِ وَالْاَرْبَعِ وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَهُ وِتْرًا فَقَالَا لِیَتَشَهَّدْ مَعَهُ قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا۔

ترجمہ: امام مالک نے ابن شہاب زہری اور نافع مولیٰ ابن عمر سے پوچھا کہ ایک شخص امام کے ساتھ آکر شریک ہوا جب ایک رکعت ہوچکی تھی اب وہ امام کے ساتھ تشہد پڑھے قعدۂ اُولیٰ اور قعدۂ اخیر میں یا نہ پڑھے کیونکہ اس کی تو ایک رکعت ہوئی قعدہ اولیٰ میں اور تین رکعتیں ہوئیں قعدہ اخیرہ میں تو جواب دیا دونوں نے کہ ہاں تشہد پڑھے امام کے ساتھ امام مالک نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۴ بَابُ مَا یَفْعَلُ مَنْ رَفَعَ رَاْسَهُ قَبْلَ الْاِمَامِ

(جو شخص سر اُٹھالے امام کے پیشتر رکوع یا سجدہ میں اُس کا بیان)

۵۷ عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهُ قَالَ الَّذِیْ یَرْفَعُ رَاْسَهُ وَیَخْفِضُهُ قَبْلَ الْاِمَامِ فَاِنَّمَا نَاصِیَتُهُ

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا کہ جو شخص سر اُٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے امام کے پیشتر تو اُس کا ماتھا شیطان کے ہاتھ

بِيَدِ شَيْطَانٍ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم) میں ہے۔

ف : یعنی خدا اور رسول خدا کی پابندی نہیں کرتا تو وہ گویا شیطان کے ہاتھ میں ہے خدا کا حکم یہ ہے کہ امام کے ساتھ سر اٹھاؤ اور جھکاؤ اور امام کی متابعت کرو اور وہ اس کا لحاظ نہیں رکھتا اس حدیث کو دراوردی نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ائمہ ستہ نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص اپنا سر اٹھاتا ہے امام کے پیشتر وہ اللہ تعالےٰ سے نہیں ڈرتا کہ سر اس کا مثل گدھے کے سر کے ہو جائے یا اُس کی صورت گدھے کی ہو جائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متابعت امام کی واجب ہے

کہا مالک نے جو شخص بھول کر امام سے اول سر اٹھالے رکوع میں یا سجدہ میں تو سنت یہ ہے کہ پھر رکوع یا سجدہ میں چلا جائے اور امام کے سر اٹھانے کا انتظار نہ کرے اور جس شخص نے قصداً ایسا کیا تو اُس نے خطا کی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لئے امام ہوا ہے کہ اُس کی پیروی اور تابعداری کی جائے تو نہ اختلاف کرو اس پر یعنی آگے پیچھے اُس سے ارکان ادا نہ کرو اور ابوہریرہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے قبل امام کے لوا تھا اُس کا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

ف ظاہریہ اور امام احمد کے نزدیک اگر قصداً کوئی امام کی مخالفت کرے گا تو اُس کی نماز نہ ہوگی۔ (زرقانی)

۱۵- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ سَاهِيًا

(جس شخص نے دو رکعتیں پڑھ کر بھولے سے سلام پھیر دیا اُس کا بیان)

۵۸- **عَنْ** : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ۔

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا دو رکعتیں پڑھ کر تو کہا ذوالیدین نے کیا نماز گھٹ گئی یا آپ بھول گئے اے رسول اللہ کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور لوگوں سے کیا سچ کہتا ہے ذوالیدین کہا لوگوں نے ہاں سچ کہتا ہے پس کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھیں دو رکعتیں پچھلی پھر سلام پھیر کر تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدوں کے یا کچھ بڑا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدوں کے یا کچھ بڑا پھر سر اٹھایا۔

ف : ذوالیدین ایک صحابی ہیں نام ان کا خرباق بن عمرو سلمی ہے اُن کے ہاتھ لمبے لمبے تھے یا وہ دونوں ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے یا وہ بہت سخی تھے اس لئے ان کو ذوالیدین کہتے تھے۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام کرنا بھولے سے نماز میں نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص کی شہادت قابل اعتماد کے نہیں ہے جب تک دوسرا اُس کے ساتھ شریک نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ سجدہ سہو بعد سلام کے کرنا چاہیئے۔ چوتھے یہ کہ انبیاء سے بھی سہو اور خطا ہوتی ہے۔

۵۹- **عَنْ** : أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلّٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی تو سلام پھیر دیا دو رکعتیں پڑھ کر پس کھڑا ہوا ذوالیدین اور کہا کیا نماز کم ہو گئی یا بھول گئے آپ اے رسول اللہ کے فرمایا آپ نے کوئی بات نہیں ہوئی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَمَّ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ وَهُوَ جَالِسٌ ۔ (اخرجہ مسلم)

ذوالیدین نے کہا کچھ تو ہوا ہے اے رسول اللہ کے پس متوجہ ہوئے آپ لوگوں پر اور کہا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے ۔ لوگوں نے کہا ہاں پس اُٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام کیا جس قدر نماز باقی تھی پھر دو سجدے کئے بعد سلام کے اور آپ بیٹھے تھے ۔

۶۰۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ اِحْدٰى صَلٰوتَيِ النَّهَارِ الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابٍ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَمَا نَسِيْتُ فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَاَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَلَّمَ ۔

ترجمہ: ابی بکر بن سلیمان سے روایت ہے کہ پہنچا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں ظہر یا عصر کی پھر سلام پھیر دیا تو کہا ذوالشمالین اور وہ ایک شخص تھا بنی زہرہ بن کلاب سے کہ نماز کم ہو گئی یا رسول اللہ یا آپ بھول گئے ۔ آپ نے فرمایا نہ نماز کم ہوئی نہ میں بھولا ۔ ذوالشمالین نے کہا کچھ تو ہوا یا رسول اللہ پس متوجہ ہوئے آپ لوگوں پر اور کہا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے لوگوں نے کہا ہاں تو تمام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی نماز کو پھر سلام پھیرا ۔

ف: ذوالشمالین کا نام عمیر بن عبد تھا اور وہ شہید ہوئے دن بدر کے اور ابو ہریرہ پانچ برس بعد جنگ بدر کے اسلام لائے اس نظر سے محدثین نے کہا کہ یہ وہم ہے ابن شہاب کا حقیقت میں یہ ذوالیدین تھے جن کو انہوں نے بھولے سے ذوالشمالین کہا جیسا اور روایات میں ہے اور اس روایت میں بھی بعد کو ذوالیدین کا لفظ موجود ہے اس میں سجدۂ سہو کا بھی ذکر نہیں کیا ۔

۶۱۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: سعید بن مسیب اور ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے ۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے نماز میں بھولنا دو طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ بھولے سے نماز میں کچھ نقصان ہو جائے تو سجدۂ سہو قبل سلام کے کرے دوسرے یہ کہ بھولے سے نماز میں کچھ زیادہ کر دے تو سجدۂ سہو بعد سلام کے کرے ۔ **ف:** اور شافعی کے نزدیک ہمیشہ سجدۂ سہو قبل سلام کے کرے اور ابو حنیفہ کے نزدیک ہمیشہ بعد سلام کے کرے ابن عبدالبر نے کہا کہ مالک کا قول قوی ہے کیونکہ اس سے جمع ہو جاتا ہے حدیثوں میں اور امام احمد نے کہا کہ جن جن سہووں میں حدیث آگئی ہے وہاں جیسا حضرت نے کیا ہے اسی طرح کہیں قبل سلام کے کہیں بعد سلام کے اور ماسوا ان کے قبل سلام کے کرے ۔ نووی نے کہا کہ یہ اختلاف افضل میں ہے لیکن جائز سب کے نزدیک ہو جائے گا ۔ خواہ بعد سلام کے کرے گا یا قبل سلام کے اور داؤد ظاہری نے کہا کہ سجدۂ سہو نہ کرے مگر ان پانچ مقاموں میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ہے ۔

۱۴- باب اِتْمَامِ الْمُصَلِّي مَا ذَكَرَ اِذَا شَكَّ فِي صَلٰوتِهٖ

(جب مصلی کو شک ہوجائے تو اپنی یاد پر نماز تمام کرنے کا بیان)

۶۲- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى اَثَلَاثًا اَمْ اَرْبَعًا فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ فَاِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِيْ صَلّٰى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ وَاِنْ كَانَتْ رَابِعَةً فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيْمٌ لِلشَّيْطَانِ ۔ رواہ مسلم عن ابی سعید الخدری

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شک ہو تم میں سے کسی کو نماز میں تو نہ یاد رہے اس کو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو چاہئے کہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور دو سجدے کرے قبل سلام کے پھر اگر یہ رکعت جو اس نے پڑھی ہے درحقیقت پانچویں ہوگی تو ان سجدوں سے مل کر ایک دوگانہ ہوجائے گا اگر چوتھی ہوگی تو ان سجدوں سے ذلت ہوگی شیطان کو۔

ف: کیونکہ شیطان نے یہ سمجھ کر اس کو بھلایا تھا کہ نماز اس کی درست نہ ہو اب نماز کی نماز ہوگئی اور دو سجدوں کا یا دو رکعتوں کا ثواب اور ہوا اس ذلت ہوئی شیطان مردود کو۔

۶۳- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَوَخَّ الَّذِيْ يَظُنُّ اَنَّهٗ نَسِيَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُصَلِّهٖ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ۔

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ جب شک کرے کوئی تم میں کا اپنی نماز میں تو سوچے جو بھول گیا ہے پھر پڑھ لے اس کو اور دو سجدے سہو کے بیٹھ کر کرلے۔

۶۴- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ وَكَعْبَ الْاَحْبَارِ عَنِ الَّذِيْ يَشُكُّ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى اَثَلَاثًا اَمْ اَرْبَعًا فَكِلَاهُمَا قَالَا لِيُصَلِّ رَكْعَةً اُخْرٰى ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ۔

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص اور کعب احبار سے اس شخص سے جو شک کرے اپنی نماز میں تو نہ یاد رہے اس کو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار پس جواب دیا دونوں نے کہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو سجدے سہو کے کرلے بیٹھے بیٹھے۔

۶۵- عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنِ النِّسْيَانِ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ لِيَتَوَخَّ اَحَدُكُمُ الَّذِيْ يَظُنُّ اَنَّهٗ نَسِيَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُصَلِّهٖ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر سے سوال ہوا نماز میں بھول جانے کا تو کہا سوچ لے جو بھول گیا ہے پھر پڑھ لے اس کو۔

١٧۔ بَابُ مَنْ قَامَ بَعْدَ الْاِتْمَامِ اَوْ فِى الرَّكْعَتَيْنِ

(جو شخص نماز پڑھ کر یا دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو جائے اُس کا بیان)

٦٦۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيْمَهُ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ ثُمَّ سَلَّمَ ۔ (اخرجه البخاری و مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن بحینہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور نہ بیٹھے تب لوگ بھی آپ کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے پس جب تمام کیا نماز کو اور انتظار کیا ہم نے سلام کا تکبیر کہی آپ نے اور دو سجدے کئے بیٹھے بیٹھے قبل سلام کے پھر سلام پھیرا۔

عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَامَ فِى اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ فِيْهِمَا فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ ۔ (اخرجه البخاری و مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن بحینہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پھر کھڑے ہو گئے دو رکعتیں پڑھ کر اور نہ بیٹھے تو جب پورا کر چکے نماز کو دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا بعد اُس کے۔

ف: یعنے بعد سجدوں کے پھر تشہد نہ پڑھا (زرقانی) کہا یحیٰی نے کہا امام مالک نے جو شخص چار رکعتیں پڑھ کر پھر بھولے سے کھڑا ہو جائے اور قرأت کرے اور رکوع کرے پھر جب سر اُٹھائے رکوع سے یاد کرے کہ وہ چاروں رکعتیں پڑھ کر نماز کو تمام کر چکا تھا تو اُس شخص کو چاہیئے کہ وہ بیٹھ جائے اور سجدہ نہ کرے اور اگر ایک سجدہ کر چکا ہے تو دوسرا نہ کرے پھر تشہد پڑھ کر دو سجدے کرے سہو کے بعد سلام کے ف اصل اس باب میں حدیث ابن مسعود کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں تو لوگوں نے کہا کیا نماز زیادہ ہو گئی فرمایا کیوں لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں تو سجدے کئے آپ نے دو سجدے بعد سلام کے پھر متوجہ ہوئے لوگوں پر اور فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نئی بات ہوتی تو تم کو بتا دیتا لیکن میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو تو جب بھول جاؤں میں یاد دلا دو مجھ کو اور جب کوئی شک کرے تم میں سے اپنی نماز میں تو چاہیئے کہ سوچ بچار کر نماز کو تمام کرے پھر دو سجدے کر لے روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

١٨۔ بَابُ النَّظَرِ فِى الصَّلٰوةِ اِلٰى مَا يَشْغَلُكَ عَنْهَا

(نماز میں اُس چیز کی طرف دیکھنے کا بیان جو غافل کر دے نماز سے)

٦٧۔ عَنْ: مُرْجَانَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَهْدٰى اَبُوْجَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيْصَةً شَامِيَّةً لَهَا عَلَمٌ فَشَهِدَ فِيْهَا

ترجمہ: مرجانہ سے روایت ہے کہ عائشہ نے فرمایا کہ ابوجہم بن حذیفہ نے تحفہ بھیجی ایک چادر شام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جس میں نقش (یعنے بیل بوٹے بنے ہوئے) تھے تو نماز کو آئے آپ اس کو اوڑھ کر پھر جب

الصَّلٰوۃَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رُدُّوْا هٰذِهِ الْخَمِيْصَةَ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنِّيْ نَظَرْتُ اِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلٰوۃِ فَكَادَ يَفْتِنُنِيْ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

فارغ ہوئے نماز سے فرمایا کہ پھیر دے یہ چادر ابوجہم کو کیونکہ میں نے دیکھا اس کے بیل بوٹوں کو نماز میں پس قریب تھا کہ غافل ہو جاؤں میں ۔

۶۸۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَمِيْصَةً شَامِيَّةً لَّهَا عَلَمٌ ثُمَّ اَعْطَاهَا اَبَا جَهْمٍ وَاَخَذَ مِنْ اَبِيْ جَهْمٍ اَنْبِجَانِيَّةً لَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِمَ فَقَالَ اِنِّيْ نَظَرْتُ اِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلٰوۃِ ۞

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر شام کی بنی ہوئی نقشی پہنی پھر وہ چادر ابوجہم کو دے دی اور ایک چادر موٹی سادی لے لی تو ابوجہم نے کہا کیوں ایسا یا رسول اللہ فرمایا میں نے نماز میں اُس کے نقش نگار کی طرف دیکھا۔

ف: خمیصہ کہتے ہیں باریک چادر کو جو اُون کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور انبجانیہ موٹی چادر کو دونوں قسم ہیں کمبل کے آپ نے ابوجہم کی نقشی چادر پھیر کر سادی اُن سے لے لی کیونکہ نقشی کے اوڑھنے سے نماز میں خیال اُس کے نقش و نگار کی طرف جاتا تھا اور نماز میں خلل ہوتا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لباس اس قسم کی بھڑک رکھتا ہو کہ نماز میں اس کے پہننے سے خلل واقع ہو تو اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح آرائش اور زیب و زینت مکان کی یا مسجد کی اس درجہ کرنا کہ نماز میں اس کی طرف خیال جائے مکروہ ہے۔

۶۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ حَائِطِهٖ فَطَارَ دُبْسِيٌّ فَطَفِقَ يَتَرَدَّدُ يَلْتَمِسُ مَخْرَجًا فَاَعْجَبَهٗ ذٰلِكَ فَجَعَلَ يُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ سَاعَةً ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى صَلٰوتِهٖ فَاِذَا هُوَ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَتْنِيْ فِيْ مَالِيْ هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِيْ اَصَابَهٗ فِيْ حَائِطِهٖ مِنَ الْفِتْنَةِ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اپنے باغ میں تو ایک چڑیا اڑی اور ڈھونڈنے لگی راہ نکلنے کی کیونکہ باغ اس قدر گنجان تھا اور پیڑ آپس میں ملے ہوئے تھے کہ چڑیا کو جگہ نکلنے کی نہ ملتی تھی۔ یہ پسند آیا اُن کو یہ امر اور خوش ہوئے اپنے باغ کا یہ حال دیکھ کر تو ایک گھڑی تک اُسی طرف دیکھتے رہے پھر خیال آیا نماز کا سو بھول گئے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تب کہا مجھے آزمایا اللہ جل جلالہٗ نے اس مال سے تو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا جو کچھ باغ میں قصہ ہوا تھا اور کہا یا رسول اللہ یہ باغ صدقہ ہے واسطے اللہ کے اور صرف کریں اس کو جہاں آپ چاہیں۔

۷۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ حَائِطٍ لَّهٗ بِالْقُفِّ وَادٍ مِّنْ اَوْدِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَانِ الثَّمَرِ وَالنَّخْلُ قَدْ ذُلِّلَتْ فَهِيَ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِهَا فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَاَعْجَبَهٗ مَا رَاٰى مِنْ ثَمَرِهَا ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى صَلٰوتِهٖ فَاِذَا هُوَ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى

ترجمہ: عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نماز پڑھ رہا تھا اپنے باغ میں اور وہ باغ قف میں تھا جو نام ہے ایک وادی کا جو مدینہ کی وادیوں سے ہے ایسے موسم میں کہ کھجور پک کر لٹک رہی تھی گویا پھلوں کے طوق شاخوں کے گلوں میں پڑے تھے تو اُس نے نماز میں اُس طرف دیکھا اور نہایت پسند کیا پھلوں کو پھر جب خیال کیا نماز کا تو بھول

فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَتْنِيْ فِيْ مَالِيْ هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَاءَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةٌ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ فَاجْعَلْهُ فِيْ سُبُلِ الْخَيْرِ فَبَاعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفًا فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْمَالُ الْخَمْسِيْنَ ؛

گیا کتنی رکعتیں پڑھیں تو کہا کہ مجھے اس مال میں آزمائش ہوئی اللہ جل جلالہٗ کی پس آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ ان دنوں خلیفہ تھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) اور بیان کیا ان سے یہ قصہ پھر کہا کہ وہ صدقہ ہے تو صرف کر واس کو نیک راہوں میں پس بیچا اُس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار کو اور قسم اس مال کا نام ہو گیا پچاس ہزارہ ۔

ف : سبحان اللہ صحابہ کرام کا تقویٰ اور پرہیزگاری اس درجے کو پہنچی تھی کہ ایسا مال عزیز نہ رکھا اور ایک دم بھر جو اُس کے باعث سے خدا کی عبادت میں غفلت ہوگئی تو اس مال کو نکال ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی تمام گھوڑوں کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اُن کو قتل کیا جب اُن کے دیکھنے کی وجہ سے نماز کا وقت فوت ہو گیا تھا ۔

۴۔ کِتَابُ السَّهْوِ
۱۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي السَّهْوِ (نماز میں بھول جانے کا علاج)

۱۔ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ؛

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم میں سے جب کوئی کھڑا ہوتا ہے نماز کو تو آتا ہے شیطان اُس کے پاس پھر بھلا دیتا ہے اُس کو یہاں تک کہ اُسکو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تو جب تم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ دو سجدے کرے بیٹھے بیٹھے ۔

۲۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَنْسٰى اَوْ اُنَسّٰى لِاَسُنَّ ؛

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ اپنی اُمت کے لئے ایک راہ پیدا کروں ۔

ف : یعنی اور لوگوں کا بھولنا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ شیطان اُن پر غالب ہو جاتا ہے اور خدا کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر شیطان کا زور نہ چلتا تھا بلکہ اللہ جل جلالہٗ کی آپ کے بھول جانے یا بھلا دینے میں یہ حکمت تھی کہ اُمت کو سہو کے مسائل معلوم ہو جائیں اگر آپ نماز میں نہ بھولتے تو لوگوں کو یہ مسئلے کیونکر معلوم ہوتے ۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کو میں نے کسی کتاب میں محدثین کی نہیں پایا مسنداً نہ مقطوعاً اور یہ حدیث بھی منجملہ اُن چار حدیثوں کے ہے جو سوا موطا کے اور کتاب میں نہیں پائی جاتیں ۔

۳۔ عَنْ : مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَهِمُ فِيْ صَلٰوتِيْ فَيَكْثُرُ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقَالَ الْقَاسِمُ اَمْضِ فِيْ صَلٰوتِكَ فَاِنَّهُ لَنْ يَذْهَبَ عَنْكَ حَتّٰى تَنْصَرِفَ وَاَنْتَ تَقُوْلُ مَا اَتْمَمْتُ صَلٰوتِيْ ؛

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے پوچھا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا ہے اور بہت وہم ہوتا ہے تو قاسم نے کہا کہ تو نماز اپنی پڑھے جا اور وہم کی طرف مت خیال کر اسلئے کہ وہم تجھے کبھی نہ چھوڑے گا جب تک تو نماز سے فارغ ہو اور دل میں یہ خیال رہے کہ میں نے پوری نماز نہ پڑھی ۔

ف: یعنی جس شخص کو یہ وہم ہو جائے تو اُس کا علاج یہی ہے کہ ایک دفعہ نماز پڑھ لے اور وہم کے کہنے پر توجہ نہ کرے وہ تو یہی کہے گا کہ نماز پوری نہیں ہوتی پھر پڑھنا چاہئے۔

۵۔ کتاب الجمعة

۱۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (جمعہ کے دن غسل کا بیان)

۱۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولَى فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰئِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن مانند غسل جنابت کے پھر جائے مسجد کو پہلی ساعت میں تو گویا اُس نے صدقہ دیا ایک اونٹ اور جو جائے دوسری ساعت میں تو گویا اُس نے صدقہ دیا ایک بیل یا گائے اور جو جائے تیسری ساعت میں تو گویا اُس نے صدقہ دیا ایک مینڈھا سینگ دار اور جو چوتھی ساعت میں جائے تو گویا اُس نے صدقہ دیا ایک مرغ اور جو پانچویں ساعت میں جائے تو صدقہ دیا اُس نے ایک انڈا پھر جس وقت امام نکلتا ہے خطبہ کو فرشتے آتے ہیں خطبہ سننے کو۔

ف: بعض محدثین نے یہ معنی کئے ہیں کہ غسل کرے دن جمعہ کے جنابت کا یعنی اپنی بیوی سے جماع کرکے جنابت کا غسل کرکے جائے اُس کے ضمن میں جمعہ کا غسل بھی ادا ہو جائے گا اور بعضوں نے یہ معنی کئے ہیں غسل کرے مثل غسل جنابت کے یعنی جیسے جنابت کا غسل ہوتا ہے اُس طرح غسل کرے اور یہی معنی صحیح ہیں لیکن بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ابوہریرہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عاجز ہے تم میں سے کوئی اس بات سے کہ صحبت کرے اپنی بی بی سے ہر جمعہ کو تو اُس کو دو اجر ملیں گے ایک اپنے غسل کا دوسرے بی بی کے غسل کا اور یہ جو کہا کہ جو پہلی ساعت میں جائے اُس نے گویا ایک اونٹ صدقہ دیا اور دوسری ساعت میں جائے اُس نے بیل صدقہ دیا تو ساعت سے یہاں لحظہ مراد ہے یعنی جو بعد زوال کے پہلے لحظہ میں مسجد کو چلا اُس کو زیادہ اجر ہے پھر جو دوسرے لحظہ میں چلا پھر جو تیسرے لحظہ میں چلا اسی طرح اخیر تک اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ ساعت سے مُراد ساعت معروف ہے اس صورت میں ان ساعات کا حساب طلوع آفتاب سے ہوگا تو جو شخص بعد طلوع آفتاب کے پہلے گھنٹے میں جائے گا اُس کو زیادہ اجر ہے پھر جو دوسرے گھنٹے میں جائے گا اسی طرح اخیر تک۔

۲۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ۔

ترجمہ: ابوہریرہ کہتے تھے جمعہ کے روز غسل کرنا واجب ہے ہر بالغ پر مثل غسل جنابت کے۔

ف: واجب سے مراد سنت مؤکدہ ہے اور ظاہریہ کے نزدیک واجب سے واجب شرعی مراد ہے اور یہی روایت ہے احمد سے ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے مگر اسناد اُس کی قوی نہیں ہے۔ (زرقانی)

۳۔ عَنْ: سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ایک

مطالب	صفحہ

کتاب الرضاع

کتاب العتاقۃ والولاء

کتاب المکاتب

کتاب المدبر

کتاب البیوع

مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ فَقَالَ عُمَرُ اَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهٖ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنْقَلَبْتُ مِنَ السُّوْقِ فَسَمِعْتُ النِّدَاءَ فَمَا زِدْتُ عَلٰى اَنْ تَوَضَّاْتُ فَقَالَ عُمَرُ اَلْوُضُوْءَ اَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ بِالْغُسْلِ ﴿اخرجہ البخاری ومسلم﴾

شخص آئے اصحاب میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جمعہ کے دن اور حضرت عمر خطبہ پڑھ رہے تھے تو بولے حضرت عمر کیا وقت ہے یہ آنے کا جواب دیا اُس شخص نے کہ میں پھرا بازار سے تو سنا میں نے اذان کو بس وضو کیا اور چلا آیا تو کہا حضرت عمر نے یہ دوسرا قصور ہے تم نے صرف وضو کیا حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے غسل کا۔

ف: یہ شخص حضرت عثمان بن عفان تھے جیسا کہ ابن وہب اور ابن القاسم کی روایت میں ہے مالک سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے بیچ میں دین کی بات کرنا امام کو درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل فرض نہیں ہے اگر فرض ہوتا تو حضرت عثمان غسل کے لئے لوٹ جاتے اور حضرت عمر ان کو غسل کرنے کا حکم دیتے ابن عبدالبر نے کہا کہ اسی مضمون کی حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے لیکن وہ وہم ہے کیونکہ یہ قصہ حضرت عمر کا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ (زرقانی)

۴۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ ﴿اخرجہ البخاری ومسلم﴾

ترجمہ: ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غسل جمعہ کا واجب ہے ہر شخص بالغ پر۔

۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ ﴿اخرجہ البخاری ومسلم﴾

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آئے جمعہ کو تو غسل کرکے آئے یا جو شخص نماز جمعہ کا ارادہ کرے تو غسل کرے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جس شخص نے غسل کرلیا جمعہ کے روز صبح کے وقت اور نیت کی اُس نے غسل جمعہ کی تو یہ غسل کافی نہ ہوگا یہاں تک کہ غسل کرے نماز کو جاتے وقت کیونکہ عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے جب کوئی تم میں سے نماز جمعہ کا ارادہ کرے تو غسل کرے۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن جلدی یا دیر سے اور نیت کرے غسل جمعہ کی پھر ٹوٹ جائے وضو اُس کا تو وضو کرے اور غسل کافی ہو جائے گا۔

۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ

(جمعہ کے دن جب خطبہ ہو تو چپ رہنا چاہیئے)

۶۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ لَغَوْتَ ﴿اخرجہ البخاری ومسلم﴾

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت امام خطبہ پڑھتا ہے اگر تو اپنے پاس والے سے کہے چپ رہ تو تو نے بھی ایک لغو حرکت کی۔

ف: کیونکہ جمعہ کو خطبہ کے وقت چپ رہنا چاہیئے اور تو چپ نہ رہا بلکہ تو نے کلام کیا۔ امام احمد اور بزار نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس شخص نے بات کی جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہے تو وہ مثل گدھے کے ہے جس پر کتابیں

لگی ہوں اور جو اُس سے کہے چُپ رہ اُس کا جمعہ نہ ہوگا یعنی کامل نہ ہوگا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ خطبہ کے وقت چُپ رہنا واجب ہے اکثر علماء کے نزدیک۔

عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُصَلُّونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَخْرُجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِذَا خَرَجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُونَ قَالَ ثَعْلَبَةُ جَلَسْنَا نَتَحَدَّثُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ وَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ أَنْصَتْنَا فَلَمْ يَتَكَلَّمْ مِنَّا أَحَدٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَخُرُوجُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ ۞

ترجمہ: ثعلبہ بن ابی مالک قرظی سے روایت ہے کہ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے جمعہ کے دن یہاں تک کہ نکلیں عمر بن الخطاب پھر جب نکلتے عمر اور بیٹھتے منبر پر اور اذان دیتے اذان دینے والے تو ثعلبہ کہتے ہیں کہ ہم بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے جب مؤذن چپ ہو رہتے اور عمر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تو کوئی بات نہ کرتا کہا ابن شہاب نے جب امام نکلے خطبے کے لئے تو نماز موقوف کرنا چاہیئے اور جب خطبہ شروع کرے تو بات موقوف کرنا چاہیئے۔

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ قَلَّ مَا يَدَعُ ذٰلِكَ إِذَا خَطَبَ إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوا وَأَنْصِتُوا فَإِنَّ لِلْمُنْصِتِ الَّذِي لَا يَسْمَعُ مِنَ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصِتِ السَّامِعِ فَإِذَا قَامَتِ الصَّلٰوةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بِالْمَنَاكِبِ فَإِنَّ اعْتِدَالَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَهُ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ فَيُخْبِرُونَهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ فَيُكَبِّرُ ۞

ترجمہ: مالک بن ابی عامر سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان جب خطبہ کو کھڑے ہوتے تو اکثر کہا کرتے بہت کم چھوڑ دیتے اے لوگو جب امام کھڑا ہو خطبہ کے لئے تو سنو خطبہ کو اور چپ رہو کیونکہ جو شخص چپ رہیگا اور خطبہ اُس کو نہ سنائی دیگا اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اُس شخص کو ملے گا جو چپ رہے اور خطبہ اس کو سنائی دے اور جب تکبیر ہو نماز کی تو برابر کرو صفوں کو اور برابر کرو مونڈھوں کو کیونکہ صفیں برابر کرنا نماز کا تتمہ ہے پھر تکبیر تحریمہ نہ کہتے تھے عثمان یہاں تک کہ خبر دیتے آکر اُن کو وہ لوگ جن کو مقرر کیا تھا صفیں برابر کرنے پر اس بات کی کہ صفیں برابر ہو گئیں اُس وقت تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔

ف: صفیں برابر کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے امام احمد کے نزدیک اگر کوئی صف کے باہر نماز پڑھے گا اور صف میں جگہ باقی ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی اور ائمہ ثلٰثہ کے نزدیک مکروہ ہوگی افسوس ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ جاتی رہی صفوں کا اہتمام جیسا چاہئیے ویسا نہیں کرتے کوئی آگے کھڑا ہوتا ہے کوئی پیچھے صف ٹیڑھی ہو جاتی ہے کوئی شخص صف اوّل میں جگہ ہونے پر پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے حرمین شریفین میں قبل تکبیر کے حدیث تسویہ صفوف کی پڑھ دیتے ہیں لیکن اُس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ علمائے حرمین کو اس کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ اللہ جل جلالہ ان کو توفیق خیر بخشے اور سنت پر عمل کرنے کی ہدایت کرے۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے دیکھا دو مردوں کو خطبہ کے وقت باتیں کر رہے ہیں تو کنکر پھینکے اُن پر

يُحَصِّبَهُمَا أَنِ اصْمُتَا ؕ — اسلئے کہ چپ رہیں ۔

ف : اس اثر سے معلوم ہوا کہ اشارہ سے منع کرنا درست ہے زبان سے نہ کہے اور امام مالک کے نزدیک اشارہ بھی نہ کرے کیونکہ اشارہ بھی شل کہنے کے حرکت لغو ہے ۔ (زرقانی)

۱۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَشَمَّتَهُ إِنْسَانٌ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ لَا تَعُدْ ؕ

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص چھینکا دن جمعہ کے اور امام خطبہ پڑھتا تھا تو جواب دیا اس کو ایک آدمی نے (یعنی یرحمک اللہ کہا) پھر پوچھا سعید بن المسیب سے تو منع کیا انھوں نے اس سے اور کہا کہ پھر ایسا نہ کرنا ۔

ف : یعنی حالت خطبہ میں جب نماز پڑھنا ممنوع ہے تو چھینک کا جواب یا سلام کا جواب دینا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا یہی قول ہے اکثر علمائے مدینہ اور مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی کا اور ایک روایت شافعی سے یہ ہے کہ چھینک کا جواب اور سلام کا جواب دے کیونکہ یہ فرض ہے اور دلیل پکڑی شافعی نے اُم میں حسن بصری کی حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینکے کوئی آدمی اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو جواب دے اس کو اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جواب دیتے تھے سلام کا دن جمعہ کے خطبہ کے وقت اور جواب دیتے تھے چھینکنے والے کا ۔ (زرقانی)

۱۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْكَلَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا نَزَلَ الْإِمَامُ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ ؕ

ترجمہ : امام مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے پوچھا ابن شہاب زہری سے کہ جب امام منبر سے اُترے خطبہ پڑھ کر تو قبل تکبیر کے بات کرنا کیسا ہے کہا ابن شہاب نے کچھ قباحت نہیں ہے ۔

ف : یہی مذہب ہے ابویوسف اور محمد علمائے مدینہ کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے ۔ (محلی)

۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت جمعہ کی پائی اُس کا بیان)

۱۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا رَكْعَةً أُخْرٰى قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَهِيَ السُّنَّةُ ؕ

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے وہ کہتے تھے جو شخص جمعہ کی نماز کی ایک رکعت پائے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے یہی سنت ہے ۔

ف : یعنی جس نے ایک رکعت جمعہ کی امام کے ساتھ پائی تو اُس کا جمعہ صحیح ہوگیا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور مجاہد اور عطا اور ایک جماعت تابعین کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص نے خطبہ نہ پایا اُس کو جمعہ نہ ملا تو اس کو چار رکعتیں ظہر کی پڑھنی چاہئیں ابن شہاب نے جو کہا کہ یہی سنت ہے اس سے یہ غرض ہے کہ یہ قول حدیث کے مطابق ہے اور وہ حدیث یہ ہے مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ جو اوپر گذری اور ابوحنیفہ اور اصحاب ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام کے سلام پھیرنے کے اول شریک ہوگیا تو اس نے جمعہ پالیا (زرقانی) کہا یحییٰ نے کہا مالک نے ہم نے اپنے شہر کے عالموں کو اسی قول پر پایا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے ایک رکعت نماز میں سے پالی تو اس نے وہ نماز پالی ۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے اگر جمعہ کے دن آدمیوں کا ہجوم ہو اور کسی شخص کو رکوع کرنا ممکن ہو لیکن سجدہ نہ کر سکتا ہو جب تک

امام سجدے سے نہ اُٹھے یا اپنی نماز سے فارغ نہ ہو تو اگر اس شخص نے سجدہ کر لیا جب لوگ اُٹھے سجدے سے فبہا ورنہ اگر سجدہ نہ کر سکا یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو گئے نماز سے تو اس کو چاہیے کہ نئے سرے سے ظہر کی چار رکعتیں پڑھے ۔

۴۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْمَنْ رَعَفَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
(جس شخص کے ناک سے خون بہنے لگے جمعہ کے دن اُسکا بیان)

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جس شخص کی ناک سے خون بہنے لگے جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہو اور وہ باہر چلا جائے پھر جب امام فارغ ہو جائے نماز سے تو لوٹ کر آئے وہ چار رکعتیں ظہر کی پڑھے ۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جس شخص نے ایک رکعت پڑھی امام کے ساتھ جمعہ کی پھر اُس کی ناک سے خون بہنے لگا تو وہ باہر چلا گیا اب جب امام دونوں رکعتیں پڑھ چکا تو لوٹ کر آیا تو وہ ایک رکعت پڑھ لے اگر اس نے بات نہ کی ہو ۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جس شخص کی ناک سے خون بہنے لگے یا اور کوئی امر ایسا لاحق ہو کہ نکلنے کی ضرورت واقع ہو تو امام سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ ف اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور آیۃ وَاِذَا كَانُوا مَعَهٗ عَلٰٓی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۔ کو حمل کرتے ہیں جہاد پر اور بعضوں کے نزدیک امام سے اجازت لے کر جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسا ہی رواج تھا آپ اشارہ سے اجازت دیتے تھے (بیہقی)

۵۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (جمعہ کے دن سعی کا بیان)

عَنْ : مَالِكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقْرَؤُهَا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۝

ترجمہ : امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے ۔ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تو ابن شہاب نے جواب دیا کہ حضرت عمر بن الخطاب اس آیت کو یوں پڑھتے تھے ۔
اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۔

ف : تو معلوم ہوا کہ فَاسْعَوْا کے معنے فَامْضُوْا ہیں سبب استفسار کا یہ ہوا کہ سعی کے معنے لغت میں دوڑنے کے آئے ہیں تو ظاہر آیت مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے روز تو دوڑو خدا کی یاد کے لئے حالانکہ دوڑنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کیونکہ فرمایا آپ نے جب تکبیر ہو نماز کی تو نہ آؤ دوڑتے ہوئے بلکہ آؤ اطمینان سے اور جس قدر نماز مل جائے اس کو پڑھ لو جو باقی رہے اس کی قضا کر لو ابن شہاب نے یہ جواب دیا کہ حضرت عمر بجائے فَاسْعَوْا کے فَامْضُوْا پڑھتے تھے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سعی کے معنی یہاں دوڑنے کے نہیں ہیں بلکہ جانے کے اور گزرنے کے معنی ہیں ۔ اذان سے مراد آیت میں وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جمعہ کے روز یہی اذان تھی اور پہلی اذان حضرت عثمان کے وقت سے شروع ہوئی ۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے سعی سے مراد اللہ کی کتاب میں عمل اور عمل ہے ۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے ؛ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ یعنی جب پیٹھ موڑ کر جاتا ہے تو کام کرتا ہے زمین میں فساد کا اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى یعنی جو تیرے پاس آیا عمل کرتا ہوا اور دوڑتا ہوا

پروردگار سے اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰی پھر پیٹھ موڑ کام کرتا ہوا فساد کا اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی تمہارے کام اقسام کے ہیں کہا یحییٰ نے کہا مالک نے تو اس سعی سے بھی مراد عمل اور فعل ہے نہ پاؤں سے چلنا اور نہ دوڑنا اور نہ لپکا چلنا۔

۶۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ يَنْزِلُ بِقَرْيَةٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي السَّفَرِ

(سفر میں امام کا جمعہ کے دن کسی گاؤں میں اُترنے کا بیان)

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے اگر امام ایسے گاؤں میں اُترا جہاں جمعہ واجب ہے اور امام مسافر ہے اُس نے خطبہ پڑھا اور جمعہ ادا کیا لوگاؤں والے بھی اُس کے ساتھ جمعہ پڑلیں کہا یحییٰ نے کہا مالک نے اگر امام نے ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھا جہاں پر جمعہ واجب نہیں ہے تو نہ امام کا جمعہ درست ہوگا نہ جن لوگوں نے اُس کے ساتھ جمعہ پڑھا اُن کا نہ گاؤں والوں کا بلکہ جو لوگ مقیم ہیں وہ اپنی چار رکعتیں پوری کریں۔ کہا یحییٰ نے کہا مالک نے مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

ف: اجمالاً کیونکہ روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر پر جمعہ نہیں ہے۔ (زرقانی)

۷۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

(جمعہ کے دن اُس ساعت کا بیان جس میں دعا قبول ہوتی ہے)

۱۴۔ **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا جمعہ کا پھر کہا کہ اُس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں پاتا اُس کو بندۂ مسلمان اور وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور مانگتا ہے اللہ سے کچھ مگر دیتا ہے اللہ اُس چیز کو اُس کو اور اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کہ وہ ساعت تھوڑی ہے۔

ف: یعنی زمانہ اُس کا بہت قلیل ہے۔

۱۵۔ **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقِيتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثْتُهُ أَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُهْبِطَ وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ وَفِيهِ

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں گیا کوہ طور کو تو ملا میں کعب الاحبار سے اور بیٹھا میں اُن کے پاس پس بیان کیں کعب الاحبار نے مجھ سے باتیں توراۃ کی اور میں نے بیان کیں باتیں اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو جو باتیں میں نے اُن سے کہیں اُن میں ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر سب دنوں میں جن میں سورج نکلا ہے جمعہ کا دن ہے اسی دن پیدا ہوئے آدم اور اسی دن اُتارے

مَاتَ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ
إِلَّا وَهِيَ مُصِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينِ تُصْبِحُ
حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ
وَالْإِنْسَ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ
وَهُوَ يُصَلِّي فَيَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ
قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقُلْتُ
بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرٰاةَ فَقَالَ
صَدَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَقِيتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ
الْغِفَارِيَّ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ فَقُلْتُ مِنَ
الطُّورِ فَقَالَ لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ
مَا خَرَجْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ
مَسَاجِدَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِلَى مَسْجِدِي
هٰذَا وَإِلَى مَسْجِدِ إِيلِيَاءَ أَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
يَشُكُّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ
سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ الْأَحْبَارِ
وَمَا حَدَّثْتُهُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ قَالَ
كَعْبٌ ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ
بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ ثُمَّ قَرَأَ
كَعْبٌ التَّوْرٰاةَ فَقَالَ بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ
عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ
عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ
هِيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي بِهَا
وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ
آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَوَقَدْ قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ
مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي وَتِلْكَ سَاعَةٌ لَا يُصَلَّى فِيهَا
فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ

گئے جنت سے اور اُسی دن معاف ہوا گناہ اُن کا اور اُسی
دن قیامت قائم ہوگی اور کوئی جاندار ایسا نہیں ہے
جو کان نہ لگائے جمعہ کے دن آفتاب نکلنے تک قیامت
کے خوف سے مگر جنات اور آدمی غافل رہتے ہیں اور
جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں پاتا اُس کو مسلمان
بندہ نماز میں اور وہ مانگے اللہ سے کچھ مگر دے اللہ جل جلالہٗ
اُس کو کعب الاحبار نے کہا یہ تو ہر سال میں ایک دن ہوتا
ہے میں نے کہا نہیں بلکہ ہر جمعہ کو تو کعب نے توراۃ کو پڑھا
پھر کہا سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہا ابوہریرہ نے پھر ملا میں
بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے تو کہا انہوں نے کہاں سے آتے ہو،
میں نے کہا کہ کوہ طور سے کہا انہوں نے اگر قبل طور جانے
کے تم مجھ سے ملتے تو تم نہ جاتے سنا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہ تیار کئے جائے اونٹ مگر
تین مسجدوں کے لئے ایک مسجد الحرام دوسری میری مسجد یہ (یعنی
مدینہ طیبہ کی) تیسری مسجد ایلیا یا مسجد بیت المقدس شک ہے
راوی کو، کہا ابوہریرہ نے پھر ملا میں عبداللہ بن سلام سے
اور بیان کیا میں نے اُن سے جو کچھ گفتگو کی تھی میں نے
کعب الاحبار سے جمعہ کے باب میں اور میں نے یہ کہا کہ
کعب الاحبار نے کہا یہ دن ہر سال میں ایک بار ہوتا ہے.
تو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ جھوٹ بولا کعب نے پھر میں
نے کہا کہ کعب نے توراۃ کو پڑھ کر یہ کہا کہ بیشک یہ ساعت
ہر جمعہ کو ہوتی ہے تب عبداللہ بن سلام نے کہا کہ سچ کہا
کعب نے پھر کہا عبداللہ بن سلام نے میں جانتا ہوں اُس
ساعت کو وہ کونسی ہے ابوہریرہ نے کہا کہ بتاؤ مجھ کو اور
بخل نہ کرو عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ آخر ساعت ہے
جمعہ کی ابوہریرہ نے کہا کیونکر آخر ساعت ہوگی حالانکہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں پاتا اُس کو مسلمان
بندہ نماز میں مگر جو مانگتا ہے اللہ سے دیتا ہے اُس کو اور
یہ ساعت تو ایسی ہے کہ اس میں نماز نہیں ہوسکتی ہے فقط

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ فِيْهِ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذٰلِكَ ۞ (اخرجہ ابوداؤد والترمذی والنسائی)

تو جواب دیا عبداللہ بن سلام نے کیا نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص بیٹھے نماز کے انتظار میں تو وہ نماز ہی میں ہے یہاں تک کہ نماز پڑھے ابوہریرہ نے کہا ہاں عبداللہ بن سلام نے کہا پس یہی مطلب ہے۔

ف ۱: یعنی ہر جاندار کو جب صبح ہوتی ہے جمعہ کی تو اندیشہ رہتا ہے قیامت قائم ہونے کا یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا ہے تو پھر اندیشہ جاتا رہتا ہے کیونکہ قیامت جمعہ کی علی الصباح قائم ہوگی۔ جب تک حرام کام کے لئے دعا نہ کرے۔ (ابن ماجہ)

ف ۲: یعنی مسجد ایلیا کہا یا مسجد بیت المقدس اگرچہ مراد دونوں لفظوں سے ایک ہی ہے زرقانی نے کہا کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر نہ کیا جائے سوا ان تینوں مسجدوں کے کیونکہ باقی مسجدیں سب برابر ہیں فضیلت میں اور یہ مراد نہیں کہ سوا ان تینوں مسجدوں کے اور کہیں سفر نہ کیا جائے اور نووی نے کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے سفر کرنے میں سوا ان تین مسجدوں کے جیسے سفر کرنا قبور صالحین کے زیارت کے لئے یا اور مواضع متبرکہ کے واسطے تو ابومحمد جوینی اور عیاض مالکی نے یہی اختیار کیا ہے کہ وہ حرام ہے اور صحیح ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے امام الحرمین اور محققین نے اور حدیث کا یہ مطلب کہا ہے کہ سوا ان تین مسجدوں کے اور کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے اور موید ہے اس توجیہ کی وہ جو روایت کیا امام احمد نے مسند میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں لائق ہے مصلی کو سفر کرے کسی مسجد کے لئے واسطے نماز کے سوا مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے مترجم کہتا ہے کہ ظاہر حدیث جو صحاح میں مروی ہے مطلق ہے اور قول بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کا موید ہے اس مذہب کو جو کہتے ہیں کہ مطلق سفر کرنا سوا ان تین مسجدوں کے اور کہیں کے لئے حرام ہے اس واسطے کہ ابوہریرہ کوہ طور کو گئے تھے اور انہوں نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پیشتر ملتے تو نہ جانے حالانکہ کوہ طور کوئی مسجد نہیں ہے اور نہ وہاں نماز کے واسطے سفر کیا جاتا ہے اور مسند امام احمد کی حدیث کو محدثین نے ضعیف کہا ہے اور یہی مختار شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ علامہ ابن قیم رحمہما اللہ کا ہے ف ۳: اسلئے کہ منع کیا حضرتؐ نے نماز پڑھنے سے بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب ہو آفتاب ف ۴: اکثر محدثین اسی طرف گئے ہیں کہ وہ ساعت یہی ہے جو بیان کی عبداللہ بن سلام نے اور ایک حدیث صحیح میں ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم ہونے تک ہے روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد نے اور جب خود شارع نے بیان کر دیا اس ساعت کو تو اب کیا شبہ رہا پس نہ التفات کرنا چاہئے اور اقوال کی طرف زرقانی نے بیالیس قول بیان کئے ہیں علماء کے اس ساعت کے باب میں پھر یہ کہا کہ سب میں راجح وہی قول ہے جس پر ابوموسیٰ کی حدیث دلالت ہے۔

۸- بَابُ الْهَيْئَةِ وَتَخَطِّي الرِّقَابِ وَاسْتِقْبَالِ الْاِمَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(جمعہ کے دن کپڑے بدلنے اور لوگوں کو پھاندکر جانے اور امام کی طرف منہ کرکے بیٹھنے کا بیان)

۱۷- عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ لَوِ اتَّخَذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهٖ سِوٰى ثَوْبَيْ مَهْنَتِهٖ ۞ (وصلہ ابوداؤد عن محمد بن یحیٰی بن حبان و ابن ماجۃ عن عبد اللہ بن سلام و ابن ماجۃ ایضاً)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نقصان ہے کسی کا تم میں سے اگر بنا رکھے کپڑے جمعہ کی نماز کے واسطے سوا روزمرہ کے کپڑوں کے۔

ف : زرقانی نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت ہے گنجائش والے کو کہ اچھے کپڑے بنائے جمعہ اور عیدین کے لئے اور تجمل کرے اُن سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے اور عمامہ باندھتے تھے اور خوشبو لگاتے تھے اور اچھا کپڑا پہنتے تھے جمعہ اور عیدین میں اور حکم کرتے تھے مسواک اور خوشبو اور تیل لگانے کا ۔ ابن عبد البر نے اس حدیث کو موصولاً روایت کیا یحیی بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے عائشہ سے ۔

۱۷۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَرُوحُ اِلَی الْجُمُعَۃِ اِلَّا ادَّھَنَ وَتَطَیَّبَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ حَرَامًا۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ جاتے جمعہ کو یہاں تک کہ لگاتے تیل اور خوشبو مگر جب احرام باندھے ہوتے ۔

۱۸۔ عَنْ : اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ لَاَنْ یُّصَلِّیَ اَحَدُکُمْ بِظَھْرِ الْحَرَّۃِ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّقْعُدَ حَتّٰی اِذَا قَامَ الْاِمَامُ یَخْطُبُ جَاءَ یَتَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ۔

ترجمہ : ابوہریرہ نے کہا کہ اگر کوئی تم میں سے نماز پڑھے ظہر حرہ میں بہتر ہے اس سے کہ بیٹھا رہے اپنے گھر میں پھر جب امام خطبہ پڑھنے کو کھڑا ہو آئے پھاندتا ہوا گردنوں کو لوگوں کی دن جمعہ کے ۔

ف : حرہ ایک زمین ہے مدینہ کے باہر وہاں کے پتھر سیاہ ہیں گویا آگ سے جلے ہوئے ہیں اور اجماع کیا علماء نے اس فعل کی کراہت پر مگر دو صورتوں میں ایک یہ کہ امام ہو تو اس کو پھاند کر آگے جانا ضرور ہے دوسرے یہ کہ آگے کی صف میں جگہ خالی ہو اور بغیر پھاندے ہوئے وہاں تک جا نہ سکے اور باقی ضرورتوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہئے (مصفی) کہا یحییٰ نے کہا مالک نے سنت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جب امام خطبہ شروع کرے تو لوگ امام کی طرف منہ کریں خواہ قبلہ کے نزدیک ہوں یا کسی اور جانب میں ۔ ف تو جو لوگ امام کے سامنے ہیں وہ تو امام کی طرف منہ کریں گے اور قبلہ کی طرف بھی اور جو لوگ داہنے بائیں ہیں وہ امام کی طرف منہ کریں قبلہ کی طرف سے منہ موڑ لیں ابن عبد البر نے کہا کہ میں اس میں کسی کا اختلاف نہیں پاتا اور کوئی حدیث مسند اس باب میں نہیں ملی مگر یہ کہ شعبی نے کہا سنت ہے امام کی طرف منہ کرنا دن جمعہ کے اور عدی بن ثابت نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تھے تو اصحاب آپ کی طرف منہ کرتے تھے اور بیہقی نے ابن عمر سے اس فعل کو نقل کیا ہے اور نعیم بن حماد نے بہ اسناد صحیح انس سے روایت کیا کہ جب امام خطبہ شروع کرتا جمعہ کے روز تو وہ منہ کرتے امام کی طرف یہاں تک کہ فارغ ہو خطبہ سے کہا ترمذی نے کہ اس باب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صریحاً کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی ۔ (زرقانی)

۹۔ بَابُ الْقِرَاءَۃِ فِیْ صَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ وَالْاِحْتِبَاءِ وَمَنْ تَرَکَھَا مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ

(جمعہ کی نماز میں قرأت کا بیان اور احتباء کا بیان اور جمعہ کو جو ترک کرے بغیر عذر کے اس کا حال)

۱۹۔ عَنِ الضَّحَّاکِ بْنِ قَیْسٍ اَنَّہٗ سَاَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ مَاذَا کَانَ یَقْرَأُ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ عَلٰی اِثْرِ سُوْرَۃِ

ترجمہ : ضحاک بن قیس نے پوچھا نعمان بن بشیر سے کہ کونسی سورت پڑھتے تھے رسول اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز بعد سورۂ جمعہ کے کہا کہ پڑھتے تھے ۔

الْجُمُعَةِ قَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۔ (اخرجہ مسلم فی کتاب الجمعۃ)

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

ف: یعنی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں هَلْ أَتَاكَ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ امام مالک کے نزدیک پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ کو ترک نہ کرنا چاہیے اور دوسری رکعت میں جو سورت چاہے پڑھے۔

۲۰- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَحْتَبِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ۔

ترجمہ: مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر احتباء کرتے تھے دن جمعہ کے امام خطبہ پڑھتا تھا۔

ف: احتباء کے معنی یہ ہیں کہ دونوں پاؤں کو کھڑا کرکے سرین پر بیٹھے اور پاؤں کو کمر سے باندھ لے ہاتھ سے یا کپڑے سے ابوداؤد نے مرفوعاً روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے باعث ممانعت کا یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنا نیند لاتا ہے اگر نیند آنے کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے جیسا ابن عمر سے منقول ہے۔ (مصفی)

۲۱- عَنْ: صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ مَالِكٌ لَا أَدْرِي أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ لَا أَنَّهُ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا عِلَّةٍ طَبَعَ اللهُ عَلَى قَلْبِهِ ۔ (اخرجہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

ترجمہ: صفوان بن سلیم سے روایت ہے لیکن مالک کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا یا نہیں کہا جو شخص چھوڑ دے گا جمعہ کو تین بار بغیر عذر اور بیماری کے مہر کر دے گا اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر۔

ف: یعنی اپنا فیض اُس کے دل سے روک لے گا اور جہل اور غفلت اور نفاق سے اُس کا دل بھر کر بند کر دے گا۔ اس حدیث کو شافعی نے اُم میں اور احمد اور اصحاب سنن اور حاکم نے روایت کیا ابوالجعد الضمری سے مرفوعاً کہ جو شخص چھوڑ دے گا جمعہ کو تین بار بغیر ضرورت کے مہر کر دے گا اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر ابوعمر نے کہا کہ ایک شخص ابن عباس سے ایک مہینے تک روز پوچھا کیا کرتا کہ تم کیا کہتے ہو اُس شخص میں کہ روزہ رکھتا ہے دن کو اور عبادت کرتا ہے رات کو لیکن حاضر نہیں ہوتا جمعہ اور جماعت میں ابن عباس یہی کہتے تھے کہ وہ جہنم میں جائے گا۔ (زرقانی)

۲۲- عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ خُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسَ بَيْنَهُمَا ۔ (وصلہ البخاری عن ابن عمر واخرجہ مسلم فی کتاب الجمعۃ)

ترجمہ: امام محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خطبے پڑھے جمعہ کو اور بیٹھے درمیان میں اُن کے۔

كِتَابُ الصَّلَوٰةِ فِي رَمَضَانَ

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الصَّلَوٰةِ فِي رَمَضَانَ (رمضان میں تراویح پڑھنے کا بیان)

۱- عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلَّى مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی مسجد میں ایک رات تو نماز پڑھی پیچھے آپ کے لوگوں نے پھر دوسری رات میں اُسی طرح پڑھی تو لوگ بہت آئے پھر جمع ہوئے لوگ تیسری یا چوتھی رات میں

نماز پڑھتے ہو یعنی اول رات اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اول راتیں۔

ف : بدعت لغت میں ہر نئی چیز اور نئے کام کو کہتے ہیں اور اصلاح شرع میں اُس امر کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں نکالا جائے اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھی جاتی تھی اور جماعت سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین راتوں تک پڑھا جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوا پھر یہ قول حضرت عمرؓ کا کہ اچھی ہے یہ بدعت مراد اس سے بدعت شرعی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ بدعت شرعی وہی امر ہے جو آنحضرتؐ کے بعد دین میں نکالا جائے اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد حضرت عمرؓ کی بدعت سے بدعت لغوی ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے زمانے میں تراویح کا اہتمام ایسا نہ تھا ایک امام مقرر تھا اسلئے یہ ایک نیا امر ہوا پس لغتہً اس کو بدعت کہا نہ شرعاً کیونکہ بدعت شرعی کی تعریف تراویح پر جو حضرتؐ کے زمانے میں موجود تھی کس طرح صادق آئے گی اور بدعت شرعی کو حضرت عمرؓ اچھا کیونکر کہیں گے بلکہ ہر بدعت شرعی گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَکُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ اس فائدے کو یاد رکھنا چاہیے۔

۴۔ **عَنْ** : سَائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي بُزُوغِ الْفَجْرِ ۞

ترجمہ : سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعت پڑھانے کا۔ کہا سائب بن یزید نے کہ امام پڑھتا تھا سو سو آیتیں ایک رکعت میں یہاں تک کہ ہم سہارا لگاتے تھے لکڑی پر اور نہیں فارغ ہوتے تھے ہم مگر قریب فجر کے۔

ف : یعنی آٹھ رکعت تراویح اور تین رکعتیں وتر کی اور ایسا ہی ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا بخاری مسلم نے عائشہؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور روایت کیا سعید بن منصور نے کہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا ابی بن کعب کو تو وہ پڑھاتے تھے نماز تراویح مردوں کو اور تمیم داری امامت کرتے تھے عورتوں کی۔

۵۔ **عَنْ** : يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً ۞

ترجمہ : یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ پڑھتے تھے حضرت عمرؓ کے زمانے میں تئیس رکعتیں۔

ف : یعنی بیس رکعتیں تراویح کی اور تین رکعتیں وتر کی۔ بیہقی نے اس روایت اور پہلی روایت میں جمع کیا ہے اس طور سے کہ پہلے وہ لوگ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر بیس رکعتیں پڑھنے لگے اور تین رکعتیں وتر کی اسلئے کہ پہلی رکعتیں بہت لمبی لمبی پڑھتے تھے پھر لوگ ضعیف ہو گئے تو زیادہ کر دیا رکعتوں کو تاکہ بالکل فضیلت ہاتھ سے جانے نہ پائے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا مرفوعاً ابن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے رمضان میں بیس رکعتیں پڑھیں لیکن ضعیف کیا اس حدیث کو ابن عبدالبر اور بیہقی نے اس وجہ سے کہ اس کی اسناد میں ابو شیبہ ہے۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعتیں تراویح کی پڑھنا بسند صحیح ثابت نہیں ہے بلکہ صرف آٹھ رکعتیں پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور بیس رکعتیں حضرت عمرؓ کے زمانہ سے منقول ہیں تو آٹھ رکعتیں سنت نبوی

اور سنت خلفاء دونوں ہیں اور بیس رکعتیں سنت ہیں خلفاء راشدین کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمسکوا بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین لیکن سنت خلفاء کی سنت مؤکدہ نہیں ہو سکتی بلکہ غایت درجہ ہے یہ کہ مستحب ہو گی اس صورت میں آٹھ رکعتیں سنت ہوں گی اور بیس رکعتیں مستحب اور یہی مذہب ہے علمائے محققین کا شکر اللہ سعیہم۔

عَنْ: دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّهٗ سَمِعَ الْاَعْرَجَ يَقُوْلُ مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُوْنَ الْكَفَرَةَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِيْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فَاِذَا قَامَ بِهَا فِي اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَاَى النَّاسُ اَنَّهٗ قَدْ خَفَّفَ ؛

ترجمہ: داؤد بن الحصین نے سنا عبد الرحمٰن بن ہرمز اعرج سے کہتے تھے میں نے پایا لوگوں کو لعنت کرتے تھے کافروں پر رمضان میں اور امام پڑھتا تھا سورۂ بقرہ آٹھ رکعتوں میں جب بارہ رکعتوں میں پڑھتا تھا تو لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ تخفیف کی۔

ف: لعنت کرتے تھے کافروں پر یعنی وتر میں وہ قنوت پڑھتے تھے جس میں لعنت ہے کافروں پر اور وہ قنوت یہ ہے۔

قنوت عذاب

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ۔

جب مسلمانوں پر کوئی آفت نازل ہو تو اس دعا کو ہر نماز میں اخیر رکعت کے رکوع سے کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور مقتدی آمین کہتے جائیں۔

عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ كُنَّا نَنْصَرِفُ فِيْ رَمَضَانَ فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ الْفَجْرِ ؛

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہتے تھے سنا میں نے اپنے باپ سے کہتے تھے جب فراغت پاتے تھے تراویح سے رمضان میں تو جلدی مانگتے تھے نوکروں سے کھانے کو فجر ہونے کے ڈر سے۔

عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ ذَكْوَانَ اَبَا عَمْرٍو وَكَانَ عَبْدًا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْتَقَتْهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا كَانَ يَقُوْمُ يَقْرَاُ لَهَا فِيْ رَمَضَانَ ؛

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ ذکوان جو غلام تھے حضرت عائشہ کے اور ان کو حضرت عائشہ نے آزاد کر دیا تھا اپنے بعد کھڑے ہوتے تھے اور پڑھاتے تھے نماز ان کی رمضان میں۔

ف: بخاری اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ کلام اللہ سے دیکھ کر وہ پڑھتے تھے اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام کی امامت درست ہے اور نوافل میں جیسے تراویح وغیرہ کلام اللہ دیکھ کر پڑھنا امام کو درست ہے یہی قول ہے شافعی اور احمد کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک درست نہیں ہے۔

كِتَابُ صَلٰوةِ اللَّيْلِ

۱- بَابُ مَاجَاءَ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ (تہجد کا بیان)

۱- عَنْ: عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنِ امْرِءٍ تَكُونُ لَهُ صَلٰوةٌ بِلَيْلٍ يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ صَلٰوتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً ۔ (اخرجہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو نماز کرے ہمیشہ رات کو پھر غالب آجائے اس پر نیند مگر یہ کہ اللہ جل جلالہ لکھے گا اسکے لئے ثواب نماز کا اور سونا اُس کا صدقہ ہوگا۔

ف: یعنی نیند کی وجہ سے اُٹھ نہ سکے یا اُٹھے لیکن نماز نہ پڑھ سکے (باجی) ف یعنی نماز جو روز پڑھا کرتا ہے لیکن اُس رات نہ پڑھ سکا نیند کے باعث سے تو اُس نماز کے صدقہ سے اللہ جل جلالہٗ سونے کا حساب نہ لے گا اور نماز کا ثواب لکھ دے گا۔

۲- عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ میں سوتی تھی سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پاؤں میرے آپ کے سامنے تھے پس جب آپ سجدہ کرتے تھے آپ دبا دیتے تھے مجھ کو سو سمیٹ لیتی تھی میں پاؤں اپنے پھر جب آپ کھڑے ہوجاتے تو پھیلا دیتی تھی میں پاؤں اپنے کہا حضرت عائشہ نے اور گھروں میں اُن دنوں چراغ نہ تھے۔

۳- عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اونگھنے لگے کوئی تم میں سے نماز میں تو سو رہے یہاں تک کہ نیند بھر جائے کیونکہ اگر نماز پڑھے گا اونگھتے ہوئے تو شاید وہ استغفار کرنا چاہے اور اپنے تئیں بُرا بولنے لگے۔

ف: یعنی دُعا کے عوض بد دعا کرے کیونکہ نیند میں آدمی کو ہوش نہیں ہوتا تو نیکی برباد گناہ لازم ہو۔

۴- عَنْ: إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ امْرَأَةً مِنَ اللَّيْلِ تُصَلِّي فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقِيلَ لَهُ هٰذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ حَتّٰى عُرِفَتِ الْكَرَاهِيَةُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا

ترجمہ: اسمٰعیل بن ابی حکیم کو پہنچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے سنا ذکر ایک عورت کا جو نماز پڑھا کرتی تھی رات بھر تو پوچھا کہ کون ہے یہ عورت کہا لوگوں نے یہ حولاء ہے بیٹی تویت کی نہیں سوتی ہے رات کو تو بُرا معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ امر یہاں تک کہ معلوم ہوئی ناراضگی آپ کے چہرے سے پھر فرمایا آپ نے خداوند کریم نہیں بیزار ہوتا تمہاری بیزاری تک تم اتنا عمل کرو

اِكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا لَكُمْ بِهٖ طَاقَةٌ (اخرجہ البخاری و مسلم عن عائشۃ) تم جس کی طاقت رکھو ۔

ف : یعنی اللہ تعالےٰ کے پاس ثواب کی کمی نہیں ہے جس قدر تم عمل کرتے جاؤ گے وہ ثواب دیتا جائے گا لیکن تم کو چاہیے کہ طاقت کے موافق جہاں تک جی لگے عبادت کرو اور جی نہ لگے اور دل بیزار ہو تو ایسی عبادت کس کام آئے گی ۔ غرض یہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ ثواب دینے سے تھک نہ جائے گا بلکہ بندہ عمل کرتے کرتے تھک جائے گا اور دل اُس کا اُچاٹ ہو جائے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت مبالغہ کرنا عبادت میں اور نفس کو مطلق چین نہ دینا جیسا بعضے جاہل درویش کیا کرتے ہیں کچھ اچھی بات نہیں ہے عمدہ وہی ہے جو طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا آپ رات کو سوتے بھی اور عبادت بھی کرتے روزہ بھی رکھتے افطار بھی کرتے عورتوں سے صحبت بھی کرتے، کھاتے پیتے اچھے کپڑے پہنتے خوشبو لگاتے ۔

۵۔ **عَنْ** : اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ لِلصَّلٰوةِ يَقُوْلُ لَهُمْ اَلصَّلٰوةُ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَتْلُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۔

ترجمہ : اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رات کو نماز پڑھتے جتنا اللہ کو منظور ہوتا پھر جب اخیر رات ہوتی تو اپنے گھر والوں کو جگاتے نماز کے لئے اور کہتے اَن سے نماز نماز پھر پڑھتے اس آیت کو اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور صبر کر اس کے لئے ہم نہیں مانگتے تجھ سے روٹی بلکہ ہم کھلاتے ہیں تجھ کو اور عاقبت کی بہتری پرہیزگاری سے ہے ۔

۶۔ **عَنْ** : مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَآءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ : سعید بن المسیب کہتے تھے مکروہ ہے سونا عشاء کی نماز سے پہلے اور باتیں کرنا بعد نماز عشاء کے ۔

ف : اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے ۔

۷۔ **عَنْ** : مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ ۔

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا حضرت عمر بن الخطّاب سے فرماتے تھے نماز نفل رات اور دن کی دو دو رکعتیں ہیں سلام پھیرے ہر دو رکعتوں کے بعد ۔

ف : زرقانی نے کہا کہ اس حدیث سے رد ہو گیا اہل کوفہ پر جو کہتے ہیں دس یا آٹھ یا چھ یا چار رکعتیں نفل ایک سلام سے درست ہیں اور ابن عمر نے روایت کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ پڑھتے تھے قبل ظہر کے دو رکعتیں اور بعد ظہر کے دو رکعتیں اور قبل عصر کے دو رکعتیں اور بعد مغرب کے دو رکعتیں (زرقانی) **کہا** مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے ۔

۲۔ باب صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوِتْرِ (وتر کا بیان)

۸۔ **عَنْ** : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً

ترجمہ : حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے

يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ۞ (اخرجہ مسلم)

ایک رکعت اُن میں سے وتر کی ہوتی تو جب فارغ ہوتے آپ لیٹ جاتے داہنی کروٹ پر۔

ف: اکثر اصحاب نے ابن شہاب سے یوں روایت کیا کہ لیٹ جاتے آپ بعد سُنّتوں فجر کے داہنی کروٹ پر یہاں تک کہ آتا مؤذن واسطے تکبیر کے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کی ایک رکعت بھی پڑھنا درست ہے۔ محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں بہت دلیلوں سے رَد کیا ہے اُن لوگوں پر جو کہتے ہیں وتر تین رکعت سے کم پڑھنا درست نہیں ہے اور بیان کیا ہے کہ احادیث صحیحہ اور افعال اجلائے صحابہ سے وتر کی ایک رکعت اور تین رکعت اور پانچ رکعت اور سات رکعت پڑھنا ایک سلام سے اور دو سلام سے ثابت ہے اور یہی حق ہے۔

۹۔ **عَنْ:** أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي ۞ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیونکر تھی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں تو کہا حضرت عائشہ نے نہیں زیادہ کرتے تھے آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو مت پوچھ اُن کی خوبی اور طول کا حال پھر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو مت پوچھ اُن کی خوبی اور طول کا حال پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے پوچھا حضرت عائشہ نے یا رسول اللہ آپ سو جاتے ہیں وتر پڑھنے سے آگے تو فرمایا اے عائشہ میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

ف: یہ معجزہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ ظاہر میں سو جاتے لیکن دل ہوشیار رہتا اسی واسطے سو کر اُٹھتے اور وضو نہ کرتے پھر نماز پڑھتے۔ یہ جو حضرت عائشہ نے چاروں رکعتوں کا حال بیان کیا اس سے یہ مراد ہے کہ چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے بلکہ اُن کے حُسن اور طول اور ترتیب کا حال بیان فرمایا کیونکہ روایت کیا عروہ نے عائشہ سے کہ آپ سلام پھیرتے تھے ہر دو رکعتوں کے بعد اور فرمایا آپ نے صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى اور محال ہے کہ قول آپ کا مخالف ہو فعل کے۔ (زرقانی)

۱۰۔ **عَنْ:** عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ۞ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: عائشہ اُم المومنین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رات کو تیرہ رکعتیں پھر جب اذان سنتے صبح کی تو پڑھ لیتے دو رکعتیں ہلکی پھلکی۔

ف: یہ پہلی روایت کے خلاف ہے مگر شاید حضرت عائشہ نے عشا کی سُنّتوں کو بھی اس میں ملا لیا کیونکہ آپ اُن کو گھر میں پڑھا کرتے تھے یا تہجد کے شروع میں پڑھتے۔ (زرقانی)

۱۱۔ **عَنْ:** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ وہ ایک

عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَمَسَحَ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

رات رہے اپنی خالہ میمونہ کے پاس جو بی بی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہا ابن عباس نے پس لیٹا میں بستر کے عرض کی طرف اور آپ اور آپ کی بی بی لیٹے بستر کے طول میں پس سو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ جب آدھی رات ہوئی یا کچھ پہلے یا کچھ بعد اس کے جاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بیٹھے آپ اور ملنے لگے آنکھیں اپنے ہاتھ سے پھر پڑھیں دس آیتیں اخیر کی سورۂ آل عمران سے یعنی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ سے اخیر سورت تک پھر گئے آپ ایک مشک پاس جو لٹک رہی تھی اور وضو کیا اس سے اچھی طرح پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس نے کہا میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جیسا آپ نے کیا ویسا ہی میں نے بھی کیا تو جب میں آپ کے پاس گیا آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر ملنے لگے پھر پڑھیں آپ نے دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر وتر پڑھا پھر لیٹ رہے جب مؤذن آیا تو دو رکعتیں ہلکی پڑھیں پھر باہر نکلے اور نماز پڑھی صبح کی۔

ف : آپ نے نماز کے اندر ابن عباس کے سر پہ ہاتھ رکھا اور ان کے کان ملے پیار سے تاکہ وہ اندھیری رات میں گھبرائیں نہیں تو سب تیرہ رکعتیں ہوئیں۔ بارہ تہجد کی ایک وتر کی۔

۱۲ **عَنْ** : زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ اللَّيْلَةَ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ۞ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ : زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں ضرور دیکھوں گا نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کو کہا زید نے کہ تکیہ لگایا میں نے آپ کے مکان کی چوکھٹ پر یا گھر پر جو بالوں سے ڈھپا ہوا تھا پھر کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو پڑھیں دو رکعتیں بہت لمبی بہت لمبی بہت لمبی پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں ان سے دو رکعتیں کچھ کم پھر پڑھیں ان سے دو رکعتیں کچھ کم پھر ایک رکعت وتر کی پڑھی سب تیرہ رکعتیں پڑھیں۔

۳- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ

۱۳- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کو تو فرمایا آپ نے رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور جب ڈر ہو صبح ہونے کا پڑھ لے ایک رکعت جو طاق کر دے اُس کی نماز کو ۔

ف: وہی ایک رکعت وتر ہے محمد بن نصر مروزی نے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مت پڑھو وتر کی تین رکعتیں تاکہ مشابہت ہو مغرب کی نماز سے صحیح کیا اس حدیث کو حاکم نے اور روایت کیا محمد بن نصر مروزی اور ابن حبان نے اور حاکم نے ابوہریرہ سے مرفوعاً مانند اس کے اور طریقہ سے اور اسناد اس کا شیخین کی شرط پر ہے اور روایت کیا مروزی نے اور نسائی نے ابن عباس اور عائشہ سے کہ مکروہ ہے تین رکعتیں وتر پڑھنا اور سلیمان بن یسار سے بھی ایسا ہی مروی ہے تاکہ مشابہت نہ ہو نفل فرض کے اور کہا محمد بن نصر نے کہ ہم نے کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی نہیں پائی جس سے وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا ثابت ہوں ہاں تین رکعتیں پڑھنا ثابت ہے اس سے باطل ہو گیا قول اُن لوگوں کا جو کہتے ہیں اجماع کیا صحابہ نے کہ وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا چاہئے اور طول کیا محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں اور بہت اچھی طرح رد کیا وتر کے واجب ہونے کو اور ثابت کیا یہ امر کہ وتر سنت ہے اور کہا کہ ابوحنیفہ نے جو اس کے وجوب کو اختیار کیا ہے اس حدیث سے کہ زیادہ کی اللہ نے تمہارے لئے ایک نماز اور وہ وتر ہے تو یہ حدیث ضعیف ہے باوجود اس کے اس سے وجوب نہیں نکلتا پھر ابن المبارک سے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ علم حدیث میں یتیم تھے یعنی حدیثیں اُن کو بہت کم پہنچی تھیں واللہ اعلم ۔

۱۴- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكَنّٰى اَبَا مُحَمَّدٍ يَّقُوْلُ اِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ قَالَ الْمُخْدَجِيُّ فَرُحْتُ اِلٰى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَاعْتَرَضْتُ لَهٗ وَهُوَ رَائِحٌ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ قَالَ عُبَادَةُ كَذَبَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَمْسُ صَلَوٰتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَّمْ يَاْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ۔ (اخرجہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ)

ترجمہ: عبداللہ بن محیریز سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بنی کنانہ سے جس کو مخدجی کہتے تھے سُنا ایک شخص سے شام میں جن کی کنیت ابومحمد ہے (انصاری صحابی ہیں) کہتے تھے وتر واجب ہے مخدجی نے کہا کہ میں عبادہ بن الصامت کے پاس گیا اور ابومحمد کے قول کو نقل کیا عبادہ نے کہا کہ جھوٹ کہا ابومحمد نے سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے پانچ نمازیں ہیں جو فرض کیں اللہ نے اپنے بندوں پر جو شخص اُن کو پڑھے گا اور ہلکا جان کر اُن کو نہ چھوڑے گا تو اللہ جل جلالہٗ نے اُس کے لئے عہد کر رکھا ہے کہ جنت میں اُس کو لے جائے گا اور جو شخص اُن کو چھوڑ دے گا اللہ کے پاس اُس کا کچھ عہد نہیں ہے چاہے اُس کو عذاب کرے چاہے جنت میں پہنچا دے ۔

ف: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہے اور نماز کے ترک کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا لیکن صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس شخص نے نماز ترک کی قصداً وہ کافر ہو گیا امام احمد کا یہی مذہب ہے ۔

۱۵۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ لَهُ خَشِيتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَقُلْتُ بَلَى وَاللَّهِ قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ ۔

ترجمہ: سعید بن یسار سے روایت ہے کہ میں رات کو سفر میں ساتھ تھا عبداللہ بن عمر کے مکہ کی راہ میں کہا سعید نے جب مجھے ڈر ہوا صبح کا تو میں نے اونٹ پر سے اتر کر وتر پڑھا پھر ان کو آگے بڑھ کر پا لیا تو عبداللہ بن عمر نے مجھ سے پوچھا کہ تو کہاں تھا میں نے کہا مجھے صبح ہونے کا اندیشہ ہوا اسلئے میں نے اتر کر وتر پڑھا تو عبداللہ نے کہا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا میں نے کہا واہ کیوں نہیں کہا عبداللہ نے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وتر پڑھتے تھے اونٹ پر۔

(بخاری مسلم)

ف: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے جب تو اونٹ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا ۔

۱۶۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ فِرَاشَهُ أَوْتَرَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَمَّا أَنَا فَإِذَا جِئْتُ فِرَاشِي أَوْتَرْتُ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق جب سونے کو آتے اپنے بستر پر وتر پڑھ لیتے اور عمر بن الخطاب آخر رات میں وتر پڑھتے تھے بعد تہجد کے اور سعید بن المسیب نے کہا کہ میں تو جب اپنے بچھونے پر سونے کو آتا ہوں تو وتر پڑھ لیتا ہوں ۔

ف: اس خوف سے کہ مبادا آنکھ نہ کھلے اور وتر فوت ہو جائے تو جس شخص کو اپنے جاگنے کا اعتبار نہ ہو وہ سونے کے اول وتر پڑھ لے اور جس کو اعتبار ہو وہ بعد تہجد کے اخیر رات میں پڑھے ۔

۱۷۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ أَوَاجِبٌ هُوَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ وَعَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ وَقَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلعم وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص نے پوچھا عبداللہ بن عمر سے کیا وتر واجب ہے تو کہا عبداللہ بن عمر نے وتر ادا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے ۔

کہا راوی تو بار بار پوچھتا تھا وہ شخص اور عبداللہ بن عمر یہی کہتے تھے وتر ادا کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے ۔

ف: عبداللہ بن عمر نے وتر کو واجب نہ کہا کیونکہ واجب نہ تھا اور سنت اس لئے نہ کہا کہ وہ شخص سستی نہ کرے وتر کے پڑھنے میں ۔

۱۸۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ بی بی عائشہ فرماتی تھیں جس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُوْلُ مَنْ خَشِيَ أَنْ يَّنَامَ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلْيُوْتِرْ قَبْلَ أَنْ يَّنَامَ وَمَنْ رَجَا أَنْ يَّسْتَيْقِظَ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَلْيُؤَخِّرْ وِتْرَهٗ ؕ

شخص کو خوف ہو کہ اُس کی آنکھ نہ کھلے گی صبح تک تو وہ وتر پڑھ لے سونے سے پیشتر اور جو اُمید رکھے جاگنے کی آخر شب میں تو وہ دیر کرے وتر میں ۔

۱۹۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ وَالسَّمَآءُ مُغَيِّمَةٌ فَخَشِيَ عَبْدُ اللّٰهِ الصُّبْحَ فَاَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ فَرَاٰى اَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ؕ

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ تھا میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں اور آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا تو ڈرے عبداللہ بن عمرؓ صبح ہو جانے سے پس پڑھی ایک رکعت وتر کی پھر کھل گیا ابر تو دیکھا کہ ابھی رات باقی ہے پس دوگانہ کیا اس رکعت کو ایک رکعت اور پڑھ کر پھر اُسکے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر جب خوف ہوا صبح کا تو ایک رکعت وتر پڑھی ۔

ف : زرقانی نے کہا مثل اس کی مروی ہے حضرت علیؓ اور عثمانؓ اور ابن مسعودؓ اور اسامہؓ اور عروہ اور مکحول اور عمرو بن میمون سے اور اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ وتر پڑھ کر پھر اُس کو توڑنا درست نہیں اور حجت ان کی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہیں دو وتر ایک رات میں روایت کیا اس کو نسائی اور ابن خزیمہ نے باسناد حسن طلق بن علی سے مترجم کہتا ہے کہ فعل عبداللہ بن عمرؓ کا اس حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ انہوں نے جو پہلی ایک رکعت وتر کی پڑھی تھی اس کو ایک رکعت پڑھ کر دوگانہ کر لیا اب نہ ہوا مگر ایک وتر جو اخیر میں انہوں نے پڑھا ۔

۲۰۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ فِى الْوِتْرِ حَتّٰى يَاْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ ؕ

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سلام پھیرتے تھے دو رکعت وتر کی پڑھ کر اور کچھ کام ہوتا تو اُس کو کہہ دیتے پھر ایک رکعت پڑھتے تھے ۔

ف : سعید بن منصور نے روایت کیا باسناد صحیح بکر بن عبداللہ مزنی سے کہ ابن عمرؓ نے دو رکعتیں وتر کی پڑھ کر اپنے غلام سے بات کی پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھی اور طحاوی نے روایت کیا سالم سے انہوں نے باپ سے اپنے کہ وہ وتر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرتے تھے پھر ایک رکعت پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے (زرقانی)

۲۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ كَانَ يُوْتِرُ بَعْدَ الْعَتَمَةِ بِوَاحِدَةٍ ؕ

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص وتر پڑھتے تھے بعد عشاء کے ایک رکعت ۔

کہا مالک نے ہمارا عمل اس پر نہیں ہے بلکہ کم سے کم وتر کی تین رکعتیں ہیں ۔

ف : دو سلام سے لیکن روایت کیا ابوداؤد اور نسائی اور صحیح کیا اس کو ابن حبان نے اور حاکم نے ابوایوب انصاری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر ضرور ہے جو چاہے وتر کی پانچ رکعتیں پڑھے اور جو چاہے تین رکعتیں پڑھے اور جو چاہے ایک رکعت پڑھے پھر جب احادیث صحیحہ ناطق ہیں اس پر کہ ایک رکعت وتر کی پڑھنا درست ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نادرست ہے مگر جو غافل ہو ان احادیث سے کہا مالک نے جو شخص وتر پڑھ لے اول شب میں پھر سو کر اُٹھے اور نماز نفل پڑھنا چاہے تو دو دو رکعتیں مجھے پڑھنا پسند ہے ف لیکن ان رکعتوں کے وتر دوبارہ نہ پڑھے البتہ اگر ایک رکعت ان نوافل کے پہلے پڑھ کر وتر کا دوگانہ پورا کر دے تو بعد ان نوافل کے پھر وتر پڑھ لے جیسا عبداللہ سے ثابت ہوا ۔

۴۔ بَابُ الْوِتْرِ بَعْدَ الْفَجْرِ (وتر پڑھنا بعد فجر ہو جانیکے)

۲۲۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ لِخَادِمِهِ انْظُرْ مَا صَنَعَ النَّاسُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَذَهَبَ الْخَادِمُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدِ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الصُّبْحِ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَأَوْتَرَ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ ۔

ترجمہ: سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس سو رہے پھر جاگے تو کہا آپ نے خادم سے دیکھ لوگ کیا کر رہے ہیں اور اُن دنوں میں عبداللہ بن عباس کی بصارت جاتی رہی تھی سو گیا خادم پھر آیا اور کہا کہ لوگ پڑھ چکے صبح کی نماز تو کھڑے ہوئے عبداللہ بن عباس اور وتر پڑھا پھر نماز پڑھی صبح کی۔

ف: اس اثر سے ثابت ہوا کہ وتر بعد طلوع فجر کے پڑھ سکتے ہیں جب تک نماز نہ پڑھی ہو صبح کی۔ (زرقانی)

۲۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَدْ أَوْتَرُوا بَعْدَ الْفَجْرِ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس اور عبادہ بن الصامت اور قاسم بن محمد اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے وتر پڑھا بعد فجر ہو جانے کے۔

۲۴۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ مَا أُبَالِي لَوْ أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ وَأَنَا أُوتِرُ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ مجھے کچھ ڈر نہیں ہے اگر میں وتر پڑھتا ہوں اور تکبیر ہو جائے صبح کی نماز کی۔

۲۵۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ يَؤُمُّ قَوْمًا فَخَرَجَ يَوْمًا إِلَى الصُّبْحِ فَأَقَامَ الْمُؤَذِّنُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَأَسْكَتَهُ عُبَادَةُ حَتَّى أَوْتَرَ ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عبادہ بن الصامت امامت کرتے تھے ایک قوم کی تو نکلے ایک روز صبح کی نماز کے لئے اور مؤذن نے تکبیر کہی بس خاموش کیا عبادہ نے مؤذن کو یہاں تک کہ وتر پڑھا پھر نماز پڑھائی صبح کی۔

۲۶۔ عَنْ: عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ إِنِّي لَأُوتِرُ وَأَنَا أَسْمَعُ الْإِقَامَةَ لِلصُّبْحِ أَوْ بَعْدَ الْفَجْرِ يَشُكُّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَيَّ ذَلِكَ قَالَ ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن القاسم سے روایت ہے کہ سنا انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے وہ کہتے تھے میں وتر پڑھتا ہوں اور سنا کرتا ہوں تکبیر صبح کی یا وتر پڑھتا ہوں بعد فجر کے شک ہے عبدالرحمٰن کو کس طرح کہا انہوں نے۔

۲۷۔ عَنْ: عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ إِنِّي لَأُوتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن قاسم نے سنا اپنے باپ سے وہ کہتے تھے میں وتر پڑھتا ہوں بعد فجر ہو جانے کے۔

کہا مالک نے بعد فجر ہو جانے کے وہ شخص وتر پڑھے جو سو گیا ہو اور وتر نہ پڑھا ہو لیکن کسی شخص کو قصداً یہ بات درست نہیں کہ وتر بعد فجر ہو جانے کے پڑھے۔

ف: ورنہ وتر مکروہ ہوگا صحیح ابن خزیمہ میں ابوسعید سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص صبح کر آئے اور وتر نہ پڑھے تو اُس کا وتر نہ

ہوگا اور یہ محمول ہے اُس شخص پر جو قصداً ترک کرے وتر کو یہاں تک کہ صبح ہو جائے یعنی نہ ہوگا کیونکہ جو وقت اختیاری تھا اُس کو فوت کرے وقت ضروری میں ڈال دیا اسلئے کہ ابوداؤد نے ابی سعید سے مرفوعاً روایت کیا جو شخص بھول جائے وتر کو یا سو جائے اُس سے تو پڑھ لے اُس کو جب یاد آئے وہ یعنی جب تک صبح کی نماز نہ پڑھی ہو اور ایک طائفہ نے کہا اُن میں سے طاؤس ہیں کہ قضا کرلے وتر کی بعد طلوع آفتاب کے اور عطا اور اوزاعی نے کہا کہ قضا کرے اگرچہ آفتاب نکل آئے غروب تک اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ قضا کرے دوسری رات تک اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر حال میں قضا کرلے اور اکثر علماء نے اُن میں سے مالک ہیں یہ کہا ہے کہ وتر کی قضا نہ کرے بعد میں صبح کی نماز کے محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں کہا کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں پائی جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ نے وتر کی قضا پڑھی یا حکم کیا اوروں کو قضا پڑھنے کا اور جس شخص نے یہ گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کی تھی وتر کی جب صبح کی نماز قضا ہوئی تھی آپ کی وادی میں تو اُس نے غلطی کی۔ (زرقانی)

۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (صبح کی سُنتوں کا بیان)

۲۸- عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ عَنِ الْأَذَانِ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت اُم المؤمنین حفصہ سے روایت ہے کہ جب اذان ہو چکتی صبح کی تو پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں ہلکی جماعت کھڑی ہونے سے پیشتر۔

۲۹- عَنْ عَائِشَةَ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَفِّفُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ أَقَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ أَمْ لَا ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی پڑھتے فجر کی سنتوں کو یہاں تک کہ میں کہتی تھی سورۂ فاتحہ بھی پڑھی آپ نے یا نہیں۔

ف: اس حدیث کی بنا پر امام مالک اور ایک طائفہ نے کہا کہ فجر کی سُنتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پر قناعت کرے یعنی بعد فاتحہ کے سورت نہ پڑھے لیکن جمہور علماء کے نزدیک سورۃ پڑھے اور یہی صواب ہے کیونکہ روایت کیا مسلم نے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے فجر کی سُنتوں میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص اور ترمذی نے اور نسائی نے ابن عمر سے اور ابن مسعود سے ایسا ہی روایت کیا اور بزار نے انس سے مثل اس کے نقل کیا اور ابن حبان نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتوں کو قبل فجر کے اور فرماتے تھے کیا اچھی ہیں دو سورتیں جو پڑھی جاتی ہیں ان رکعتوں میں کافرون اور قل ہو اللہ احد۔

۳۰- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعَ قَوْمٌ الْإِقَامَةَ فَقَامُوا يُصَلُّونَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَاتَانِ مَعًا أَصَلَاتَانِ مَعًا وَذَلِكَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ ۔

ترجمہ: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ لوگوں نے تکبیر سُنی تو کھڑے ہو کر پڑھنے لگے سُنتوں کو تب نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کیا دو دو نمازیں ایک ساتھ کیا دو دو نمازیں ایک ساتھ اور فرمایا آپ نے یہ صبح کی نماز میں اُن دو رکعتوں میں جو پڑھی جاتی قبل نماز صبح کے۔

ف : اس حدیث سے تو صراحۃً یہ امر معلوم ہو گیا کہ فجر کی سُنتوں کو نہ پڑھنا چاہیئے جب فرض کی تکبیر ہو اگرچہ جماعت کے ملنے کی اُمید ہو اسی طرح اور سُنتوں کو بھی ترک کرنا چاہیئے تکبیر ہونے وقت کیونکہ روایت کیا مسلم اور اصحاب سُنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر ہو نماز کی تو کوئی نماز نہ پڑھی جائے سوا فرض کے۔ ابن عدی کی روایت میں ہے کہ صحابہ نے پوچھا فجر کی دو سُنتوں کو فرمایا نہ فجر کی دو رکعتیں یعنے وہ بھی نہ پڑھی جائیں زرقانی نے کہا کہ ابن عدی کی سند حسن ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک فجر کی دو سُنتیں پڑھ لینا چاہیئے اگر جماعت کے ملنے کی اُمید ہو مگر اسکی کوئی دلیل جو قابل اعتماد کے ہو پائی نہیں گئی وہ جو بعض روایات میں اِلَّا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ کا استثنا منقول ہے۔ موضوع اور باطل ہے۔

۱۳۱- عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاتَتْهُ رَكْعَتَا الْفَجْرِ فَقَضَاهُمَا بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ ۔

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر کے فوت ہو گئیں سُنتیں فجر کی تو پڑھ لیں انہوں نے بعد آفتاب نکلنے کے۔

۱۳۲- عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ مِثْلَ الَّذِیْ صَنَعَ ابْنُ عُمَرَ ۔

ترجمہ : قاسم بن محمد سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

ف : ترمذی نے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے نہ پڑھی ہوں سنتیں فجر کی تو وہ پڑھ لے بعد آفتاب نکلنے کے ابن عبدالبر نے کہا ان احادیث سے سنت مؤکدہ ہونا فجر کی دو رکعتوں کا ثابت ہوتا ہے اور شافعی اور عطا اور عمرو بن دینار نے جائز رکھی ہے قضا پڑھنی سنتوں کی فجر کے بعد سلام پھیرنے امام کے فرض نماز سے اور مالک اور اکثر علماء نے اس کا انکار کیا ہے کیونکہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے بعد فجر کے یہاں تک کہ نکلے آفتاب زرقانی نے کہا کہ شافعی کی دلیل حدیث ہے عمرو بن قیس کی کہتے کہ دیکھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص پڑھ رہا ہے بعد صبح کے دو رکعتیں سو فرمایا آپ نے نماز صبح کی دو ہی رکعتیں ہیں وہ شخص بولا کہ میں نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں اسلئے اب پڑھ لیں بس چپ ہو رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ كِتَابُ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

۱- بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلٰوةِ الْفَذِّ

(نماز جماعت کی فضیلت کا بیان)

ف : علامہ ابن القیم نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس امر میں کہ جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے یا سنت ہے تو عطا بن ابی رباح اور حسن بصری اور ابو عمرو اوزاعی اور ابو ثور اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے پھر بیان کیں بارہ دلیلیں احادیث اور اجماع صحابہ سے اوپر وجوب جماعت کے بہر حال جماعت ایک امر عظیم ہے اگر بے عذر ترک کرے گا تو بعضوں کے نزدیک نماز ہی نہ ہوگی مگر یہ ضروری نہیں کہ جماعت مسجد ہی میں ہو بلکہ گھر میں بھی اگر جماعت سے پڑھ لے تو کافی ہے اور ایک روایت میں امام احمد سے گھر میں بھی جماعت بدون عذر کے درست نہیں ہے۔

۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ٭ (اخرجه البخاری ومسلم)

علیہ وسلم نے نماز جماعت کی فضیلت رکھتی ہے اکیلی نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا ٭ (اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جماعت کی افضل ہے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس حصہ۔

ف: یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں کیونکہ جب جماعت کی نماز ستائیس درجہ افضل ہوگی تو پچیس درجہ ضرور افضل ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ درجہ حصہ سے کچھ کم ہے تو پچیس حصہ کے ستائیس درجے ہوں گے۔

۳۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَظْمًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ ٭ (اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے قصد کیا کہ حکم کروں لکڑیاں توڑ کر جلانے کا پھر حکم کروں میں نماز کا اور اذان ہو پھر حکم کروں ایک شخص کو امامت کا اور وہ امامت کرے پھر جاؤں میں پیچھے سے اُن لوگوں کے پاس جو نہیں آتے جماعت میں اور جلا دوں ان کے گھروں کو قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کسی کو اُن میں سے معلوم ہو جائے کہ ایک ہڈی عمدہ گوشت کی یا دو کھریاں بکری کے اچھے ملیں گے تو ضرور آئے عشاء کی جماعت میں۔

ف: اس حدیث سے جماعت کی بہت تاکید ثابت ہوئی کیونکہ جماعت میں حاضر نہ ہونے کی سزا آپ نے یہ تجویز کی کہ مکان اُن کے جلا دیئے جائیں اور اُن کے گھر ویران کر دیئے جائیں امام ہمام ابن القیم علیہ الرحمۃ نے اس کی بڑی تفصیل کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے جس کو شوق ہو دیکھے۔

۴۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ صَلٰوتُكُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ ٭ (اخرجه البخاری مرفوعا ومسلم)

ترجمہ: بسر بن سعید سے روایت ہے کہ زید بن ثابت نے کہا افضل نماز وہ ہے جو گھروں میں پڑھی جائے مگر فرض۔

ف: کہ اس کا مسجد میں جماعت سے پڑھنا ضرور ہے بخاری مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے زید بن ثابت سے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اس لفظ سے خَيْرُ صَلٰوتِكُمْ صَلٰوتُكُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ اِلَّا صَلٰوةَ الْفَرِيْضَةِ۔

۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ (عشاء اور صبح کی جماعت کی فضیلت کا بیان)

۵۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے

شُهُوْدُ الْعِشَآءِ وَالصُّبْحِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَهُمَا اَوْ نَحْوَ هٰذَا ۞

درمیان میں یہ فرق ہے کہ وہ صبح اور عشاء کی جماعت میں نہیں آسکتے یا مثل اس کے کچھ کہا۔

۲ عَنْ: اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ وَقَالَ الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۞

(اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص جا رہا تھا راہ میں اس نے ایک کانٹا پایا تو اس کو ہٹا دیا پس راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ اس سے تو بخش دیا اس کو اور فرمایا آپ نے شہید پانچ قسم کے لوگ ہیں جو طاعون (ایک پھوڑا ہوتا ہے بغل میں) سے مرجائے یا دستوں سے یا ڈوب جائے یا مکان گر کر مرجائے یا اللہ جل جلالہ کی راہ میں شہید ہو جائے۔

ف: علماء نے کہا کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ امام مالک اس حدیث کو اس باب میں کیوں لائے۔ بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ جب کانٹے دور کرنے کا یہ ثواب ہو کہ گناہ بخش دئیے جائیں اور جنت میں جائے تو عشاء اور فجر کی جماعت میں حاضر ہونے کا جو نہایت شاق ہے کسقدر ثواب ہوگا مگر یہ توجیہ دوسری حدیث جس میں شہیدوں کا ذکر ہے چل نہیں سکتی اور حق یہ ہے کہ مقصود اصلی حدیث اخیر یعنے لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا ہے مگر امام نے بیان کیا ان احادیث کو جیسا سنا تھا وَقَالَ اَيْضًا لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔ ترجمہ اور بھی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانیں لوگ جو کچھ ثواب ہے اذان میں اور صف اول میں پھر نہ پائیں اس کو بغیر قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالیں اس پر اور اگر جانیں جو کچھ ثواب ہے نماز کے اول وقت پڑھنے میں البتہ جلدی کریں طرف اس کی اور اگر جانیں جو کچھ ثواب ہے عشاء اور صبح کی جماعت میں حاضر ہونے کا البتہ آئیں گھسٹتے ہوئے گھٹنوں اور کہنیوں پر۔ ف: یہ اخیر کی حدیث موطا کے مشہور نسخوں میں نہیں پائی جاتی۔ زرقانی نے کہا کہ شاید عبیداللہ بن یحییٰ نے یہ خیال کیا کہ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے پس اس کا ذکر کرنا بے حاصل ہے اسلئے چھوڑ دیا لیکن ابن وضاح کی روایت میں یحییٰ بن یحییٰ سے یہ حدیث موجود ہے اور اس باب سے اصل مقصود اس حدیث کا ذکر ہے۔

۷ عَنْ: اَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ اَبِيْ حَثْمَةَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا اِلَى السُّوْقِ وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ فَمَرَّ عَلَى الشِّفَآءِ اُمِّ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا لَمْ اَرَ سُلَيْمَانَ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَاتَ يُصَلِّيْ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَاَنْ اَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِي الْجَمَاعَةِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَيْلَةً ۞

ترجمہ: ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے نہ پایا سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں اور عمر بن الخطاب گئے بازار کو اور گھر سلیمان کا بازار اور مسجد کے بیچ میں سو ملی ان کو شفا ماں سلیمان کی تو پوچھا حضرت عمر نے شفا سے کہ میں نے نہیں دیکھا سلیمان کو صبح کی نماز میں تو کہا شفا نے کہ وہ رات کو نماز پڑھتے رہے اسلئے ان کی آنکھیں لگ گئیں تب فرمایا حضرت عمر نے البتہ مجھے صبح کی جماعت میں حاضر ہونا رات کی عبادت سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔

۸۔ عَنْ: عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اِلٰى صَلٰوةِ الْعِشَآءِ فَرَاٰى اَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِيْلًا فَاضْطَجَعَ فِیْ مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ النَّاسَ اَنْ يَّكْثُرُوْا فَاَتَاهُ ابْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ فَسَاَلَهٗ مَنْ هُوَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ لَيْلَةٍ وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَاَنَّمَا قَامَ لَيْلَةً ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے روایت ہے کہ عثمان بن عفانؓ آئے مسجد میں نماز عشاء کے لئے تو دیکھا کہ لوگ کم ہیں تو لیٹ رہے مسجد کے اخیر میں انتظار کرتے تھے لوگوں کے جمع ہونے کا پس آئے ابن ابی عمرہ اور بیٹھے عثمان کے پاس پس پوچھا عثمان نے کہ کون ہو تم بیان کیا اُن سے ابن ابی عمرہ نے نام اپنا پھر پوچھا عثمان نے کہ کتنا قرآن تم کو یاد ہے تو بیان کیا انہوں نے پھر فرمایا حضرت عثمان نے اُن سے جو شخص حاضر ہو عشاء کی جماعت میں تو گویا اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جو حاضر ہو صبح کی جماعت میں تو گویا اُس نے ساری رات عبادت کی۔

ف: مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں حضرت عثمان نے بیان کیا کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

۳۔ بَابُ اِعَادَةِ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ (امام کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھنے کا بیان)

۹۔ عَنْ: مِحْجَنٍ عَنْ اَبِيْهِ مِحْجَنِ نِ الدِّيْلِیِّ اَنَّهٗ كَانَ فِیْ مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ جَالِسٌ فِیْ مَجْلِسِهٖ لَمْ يُصَلِّ مَعَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّیَ مَعَ النَّاسِ اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ فَقَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنِّیْ قَدْ صَلَّيْتُ فِیْ اَهْلِیْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ ۔ (اخرجہ النسائی)

ترجمہ: محجن بن ابی محجن سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے میں اذان ہوئی نماز کی تو اُٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھ کر آئے تو دیکھا کہ محجن وہیں بیٹھے ہیں تب فرمایا اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں تم نے نماز نہیں پڑھی سب لوگوں کے ساتھ کیا تم مسلمان نہیں ہو کہا محجن نے کیوں نہیں یارسول اللہ بلکہ میں پڑھ چکا تھا نماز اپنے گھر میں تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو آئے مسجد میں تو نماز پڑھ لوگوں کے ساتھ اگرچہ تو پڑھ چکا ہو۔

ف: اس حدیث کو بخاری نے ادب مفرد میں اور نسائی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا عبداللہ بن سرجس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھ لے کوئی تم میں سے اپنے گھر میں پھر جائے مسجد کو اور لوگ نماز پڑھیں تو پڑھے ساتھ اُن کے وہ (نفل) ہو جائے گی۔

۱۰۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ فِیْ بَيْتِیْ ثُمَّ اُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْاِمَامِ اَفَاُصَلِّیْ مَعَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اَيَّتَهُمَا

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا عبداللہ بن عمر سے کہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں اپنے گھر میں پھر پاتا ہوں جماعت کو ساتھ امام کے کیا پھر پڑھوں ساتھ امام کے کہا عبداللہ بن عمر نے ہاں کہا اس شخص نے پس دو نمازوں میں کونسی

اَجْعَلُ صَلٰوتِیْ فَقَالَ لَهٗ بْنُ عُمَرَ اَوَ ذٰلِكَ اِلَيْكَ اِنَّمَا ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ يَجْعَلُ اَيَّتَهُمَا شَاءَ ٭

نماز کو فرض سمجھوں اور کس کو نفل تو جواب دیا عبداللہ بن عمر نے کہ تجھ کو اس سے کیا مطلب یہ تو اللہ جل جلالہٗ کا اختیار ہے جسکو چاہے فرض کر دے جس کو چاہے نفل کر دے۔

ف: اُوپر کی حدیث سے جس کو طبرانی نے روایت کیا یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ پہلی فرض ہوگی اور دوسری نفل اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا اور بعضوں کے نزدیک دوسری نماز فرض ہوگی اور عبداللہ بن عمر کا جواب بہت اچھا ہے میرے نزدیک۔

۱۱۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ فِیْ بَيْتِیْ ثُمَّ اٰتِی الْمَسْجِدَ فَاَجِدُ الْاِمَامَ يُصَلِّیْ اَفَاُصَلِّیْ مَعَهٗ فَقَالَ سَعِيْدٌ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ فَاَيَّتَهُمَا اَجْعَلُ صَلٰوتِیْ فَقَالَ لَهٗ سَعِيْدٌ اَوَ اَنْتَ تَجْعَلُهُمَا اِنَّمَا ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ ٭

ترجمہ: یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا سعید بن المسیب سے میں نماز پڑھ لیتا ہوں اپنے گھر میں پھر آتا ہوں مسجد میں سو پاتا ہوں امام کو نماز پڑھتا ہوا کیا پھر پڑھوں اسکے ساتھ نماز کہا سعید نے ہاں تو کہا اُس شخص نے پھر کس نماز کو فرض سمجھوں کہا سعید نے تو فرض اور نفل کر سکتا ہے یہ کام اللہ جل جلالہٗ کا ہے۔

۱۲۔ عَنْ: رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ اَسَدٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ فَقَالَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ فِیْ بَيْتِیْ ثُمَّ اٰتِی الْمَسْجِدَ فَاَجِدُ الْاِمَامَ يُصَلِّیْ اَفَاُصَلِّیْ مَعَهٗ فَقَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ نَعَمْ صَلِّ مَعَهٗ فَاِنَّ مَنْ صَنَعَ ذٰلِكَ فَاِنَّ لَهٗ سَهْمَ جَمْعٍ اَوْ مِثْلَ سَهْمِ جَمْعٍ ٭

ترجمہ: ایک شخص سے جو بنی اسد کے قبیلہ سے تھا روایت ہے کہ اُس نے پوچھا ابو ایوب انصاری سے تو کہا کہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں گھر میں پھر آتا ہوں مسجد میں تو پاتا ہوں امام کو نماز پڑھتے ہوئے کیا نماز پڑھ لوں دوبارہ ساتھ امام کے کہا ابو ایوب نے ہاں جو ایسا کرے گا اس کو ثواب جماعت کا ملے گا یا مثل ثواب جماعت کے یا اس کو لشکر اسلام کے ثواب کا ایک حصہ ملے گا یعنے غازی کا ثواب پائے گا یا اس کو مزدلفہ میں رہنے کا ثواب ملے گا یا اُس کو دوہرا ثواب ملے گا ایک اکیلے نماز پڑھنے کا دوسری جماعت سے نماز پڑھنے کا۔

ف: اس حدیث کو ابو داؤد نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (زرقانی)

۱۳۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ اَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ اَدْرَكَهُمَا مَعَ الْاِمَامِ فَلَا يَعُدْ لَهُمَا ٭

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے جو شخص نماز پڑھ لے مغرب یا صبح کی پھر پائے ان دونوں جماعتوں کو تو دوبارہ نہ پڑھے۔

کہا مالک نے جو شخص نماز پڑھ لے اکیلے پھر پائے نماز کو ساتھ امام کے تو دوبارہ پڑھ لینے میں کچھ حرج نہیں ہے مگر مغرب کی نماز کیونکہ وہ دوبارہ پڑھنے میں طاق نہ رہے گی بلکہ تین دوگانہ ہو جائیں گے۔

ف: امام محمد نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ مغرب دوبارہ پڑھنے سے نفل ہوگی اور نفل کی طاق رکعتیں مشروع نہیں ہیں مگر اس کا علاج یہ ہو سکتا ہے کہ امام کی فراغت کے بعد ایک رکعت اور کھڑے ہو کر پڑھ لے بعض علماء کے نزدیک فجر اور عصر کی نماز کو بھی دوبارہ نہ پڑھے اسلئے کہ فجر کی اور عصر کی نماز پڑھنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مطلق ہے ہر نماز کو دوبارہ پڑھ سکتا ہے بلکہ خاص صبح کی نماز میں ایک حدیث تصریح سے موجود ہے۔

جن کو روایت کیا ابوداؤد نے یزید بن الاسود سے کہ میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں تو نماز پڑھی میں نے آپ کے ساتھ صبح کی تو جب نماز پڑھ چکے آپ دیکھا دو شخصوں کو انہوں نے نماز نہیں پڑھی آپ کے ساتھ تو پوچھا آپ نے کیوں تم نے نماز نہیں پڑھی ساتھ ہمارے انہوں نے جواب دیا ہم پڑھ چکے تھے اپنے ڈیروں میں فرمایا آپ نے ایسا نہ کرو جب تم پڑھ چکو نماز اپنے ڈیروں میں پھر آؤ مسجد میں تو نماز پڑھو امام کے ساتھ وہ نفل ہو جائیگی (زرقانی)

۴- بَابُ الْعَمَلِ فِیْ صَلٰوۃِ الْجَمَاعَۃِ (جماعت سے نماز پڑھنے کا بیان)

۱۴- عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ السَّقِیْمَ وَالضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَا شَآءَ ۝ (اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز پڑھائے کوئی تم میں سے تو چاہئے کہ تخفیف کرے کیونکہ جماعت میں بیمار اور ضعیف اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب اکیلے پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے۔

ف: تخفیف سے یہ غرض ہے کہ موافق سنت کے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اُس طرح پڑھائے اور ارکان کو بخوبی ادا کرے۔ علامہ ابن القیم نے اس کی تحقیق خوب بیان کی ہے جس کا جی چاہے اُن کی کتاب الصلٰوۃ کو ملاحظہ کرے۔

۱۵- عَنْ: نَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ قُمْتُ وَرَآءَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِیْ صَلٰوۃٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَلَیْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ غَیْرِیْ فَخَالَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بِیَدِهٖ فَجَعَلَنِیْ حِذَاءَهٗ عَنْ یَمِیْنِهٖ ۝

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ میں کھڑا ہوا نماز کو ساتھ عبداللہ بن عمر کے اور کوئی نہ تھا سوا میرے تو پیچھے سے پکڑ کے عبداللہ نے مجھے اپنی داہنی طرف برابر کھڑا کیا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک ہی مقتدی ہو امام کے ساتھ تو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو۔

۱۶- عَنْ: یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ بِالْعَقِیْقِ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَنَهَاهُ ۝

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص امامت کرتا تھا لوگوں کی عقیق میں (ایک موضع ہے مدینہ میں) تو منع کروا بھیجا امامت سے اس کو عمر بن عبدالعزیز نے۔

کہا مالک نے منع کروا بھیجا اُس کو امامت سے اس لئے کہ اُس کا باپ معلوم نہ ہوتا تھا۔

ف: یعنی وہ ولد الزنا تھا اور ولد الزنا کے پیچھے نماز مکروہ ہے امام محمد نے کتاب الآثار میں ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ اعرابی اور ولد الزنا اور غلام اگر قرأت جانتا ہو تو اُس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

۵- بَابُ صَلٰوۃِ الْاِمَامِ وَهُوَ جَالِسٌ (امام کا بیٹھ کر نماز پڑھنا)

۱۷- عَنْ: اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَکِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے ایک گھوڑے پر پس گر پڑے

الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَوٰةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ ۔

(اخرجہ البخاری و مسلم)

اُس پر سے تو چھل گیا داہنا جانب آپ کا پس نماز پڑھی آپ نے بیٹھ کر اور نماز پڑھی ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر پھر جب فارغ ہوئے آپ نماز سے تو فرمایا کہ امام اسلئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

ف: امام احمد اور اسحٰق کا یہی مذہب ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک اگر امام کو عذر ہو اور وہ بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں۔ شافعی نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بدلیل اس حدیث کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور صحابہ نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی (محلی) بظاہر یہ حدیث مخالف ہے حضرت عائشہ کی حدیث کے جو بعد اسکے ہے اور صورت تطبیق کی یہ ہے کہ انس کی روایت میں اختصار ہے گویا کہ انس نے وہی حال بیان کیا ہے جو بعد میں امر بالجلوس کے قرار پایا۔ (زرقانی)

۱۸ ـ **عَنْ:** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا أَجْمَعُوْنَ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری سے بیٹھ کر اور لوگوں نے کھڑے ہو کر پڑھنا شروع کیا تب اشارہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہ بیٹھ جاؤ پھر جب فارغ ہوئے نماز سے فرمایا امام اسلئے مقرر ہوا ہے کہ اسکی پیروی کی جائے تو جب امام رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

۱۹ ـ **عَنْ:** عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ مَرَضِهِ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ أَبَا بَكْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَاسْتَأْخَرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِ أَبِيْ بَكْرٍ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلَوٰةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَوٰةِ أَبِيْ بَكْرٍ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے مرض موت میں سو آئے مسجد میں اور پایا ابوبکر کو نماز پڑھا رہے تھے کھڑے ہو کر تو پیچھے ہٹنا چاہا حضرت ابوبکرؓ نے پس اشارہ کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور بیٹھ گئے آپ برابر پہلو میں ابوبکر کے تو ابوبکر حضرت کی نماز کی پیروی کرتے تھے اور لوگ ابوبکر کی پیروی کرتے تھے۔

ف : یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ بطور مکبر کے ہوگئے بوجہ ضعف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سب مقتدیوں کو نہ پہنچتی اس واسطے ابوبکر زور سے تکبیر کہتے فی الحقیقت امام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے - اس حدیث کو اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ ناسخ ہے پہلی حدیث کی امام احمد اور اسحٰق نسخ کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر پڑھنا چاہیے اگرچہ وہ قیام پر قادر ہوں امام احمد نے کہا کہ ایسا ہی کیا چار صحابیوں نے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور وہ جابر اور ابو ہریرہ اور اسید بن حضیر اور قیس بن فہد ہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصلی کو اشارہ کر دینا درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام بدل جائے تو نماز میں خلل نہیں ہوتا -

۶- بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْقَآئِمِ عَلٰى صَلٰوةِ الْقَاعِدِ

(کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان بیٹھ کر پڑھنے سے)

۲۰- عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ وَهُوَ قَاعِدٌ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ قَائِمٌ ٭ (اخرجہ مسلم والنسائی وابن ماجۃ)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھا ثواب ہے بہ نسبت کھڑے ہو کر پڑھنے کے -

ف : یعنی نفل نماز کو اگر بیٹھ کر ادا کرے گا اور کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہے تو آدھا ثواب ہوگا لیکن فرض بیٹھ کر پڑھنا اسی صورت میں درست ہے جب کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو -

۲۱- عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ نَالَنَا وَبَاءٌ مِّنْ وَعْكِهَا شَدِيْدٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فِيْ سُبْحَتِهِمْ قُعُوْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْقَاعِدِ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوةِ الْقَائِمِ ٭

ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ جب آئے ہم مدینہ میں تو بخار وبائی بہت سخت ہوگیا ہم کو پس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس اور وہ نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھ رہے تھے سو فرمایا آپ نے جو بیٹھ کر پڑھے گا اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا -

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ فِي النَّافِلَةِ (نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان)

۲۲- عَنْ : حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ صَلّٰى فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا وَيَقْرَاُ بِالسُّوْرَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ اَطْوَلَ مِنْ

ترجمہ : حضرت ام المؤمنین حفصہ سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے کبھی مگر وفات سے ایک سال پہلے آپ نفل بیٹھ کر پڑھتے اور سورت کو اس قدر خوبی سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ بڑی سے

أَطْوَلَ مِنْهَا ۔ (اخرجہ مسلم)

بڑی ہو جاتی ۔

۲۳- عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى أَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلٰثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ اٰيَةً ثُمَّ رَكَعَ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے مگر جب سن آپ کا زیادہ ہو گیا تو بیٹھ کر پڑھنے لگے جب بھی تیس یا چالیس آیتیں رکوع سے پہلے کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع کرتے ۔

ف: یعنی پہلے بیٹھ کر پڑھنا شروع کرتے جب رکوع قریب ہوتا تو کچھ آیتیں کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع کرتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل نماز میں بیٹھے سے کھڑے ہو جانا درست ہے اسی طرح کھڑے سے بیٹھ جانا بھی درست ہے ۔

۲۴- عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلٰثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تو پڑھا کرتے کلام اللہ کو بیٹھے بیٹھے جب تیس یا چالیس آیتیں باقی رہتیں تو کھڑے ہو کر اُن کو پڑھتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے اور دوسری رکعت میں اسی طرح کرتے ۔

۲۵- عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَا يُصَلِّيَانِ النَّافِلَةَ وَهُمَا مُحْتَبِيَانِ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا عروہ بن الزبیر اور سعید بن المسیب سے کہ وہ نفل نماز پڑھتے بیٹھ کر دونوں پاؤں کو کھڑا کر کے اور سُرین زمین سے لگا کر ۔

ف: نفل نماز میں بیٹھنے کی کوئی صورت خاص مقرر نہیں جس طرح بیٹھے خواہ نماز فرض کے قعدہ کی طرح یا چار زانو یا سُرین پر۔ دار قطنی نے روایت کیا عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے چار زانو بیٹھ کر قاضی عبدالوہاب نے کہا یہی صورت افضل ہے ۔

۸- بَابُ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (نماز وسطیٰ کا بیان)

۲۶- عَنْ: أَبِي يُونُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا ثُمَّ قَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّي حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

ترجمہ: ابو یونس سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ نے کلام کے لکھنے کا اور کہا کہ جب تم اس آیت پر پہنچو۔ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ الآیہ تو مجھ سے خبر کر دینا پس جب پہنچا میں اس آیت کو تو خبر دے دی میں نے اُن کو کہا انہوں نے یوں لکھو حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ وصلوٰۃ العصر یعنی محافظت

وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ثُمَّ قَالَتْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (اخرجہ مسلم)

کرو نمازوں پر اور وسطےٰ نماز پر اور عصر کی نماز پر پھر کہا عائشہ نے کہ میں نے سُنا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز نہیں ہے لیکن یہ روایت یوں بھی آئی ہے والصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر بغیر واو عطف کے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عطف تفسیری ہے ۔ نووی نے کہا کہ احادیث صحیحہ اس امر پر ناطق ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے اور بعضوں کے نزدیک ظہر کی نماز اور بعضوں کے نزدیک مغرب کی اور بعضوں کے نزدیک عشا کی اور بعضوں کے نزدیک جمعہ کی اور بعضوں کے نزدیک وتر کی اور بعضوں کے نزدیک عیدین کی لیکن ان سب اقوال میں صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے اور یہی مذہب ہے حنابلہ اور حنفیہ کا پھر یہ قول کہ صبح کی نماز ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور مالکیہ کا بعضوں نے کہا ہے صلوٰۃ وسطیٰ ہر شخص کی نسبت مختلف ہے ۔ جو شخص جس نماز میں سستی کرتا ہے اور وہ اس پر شاق ہوتی ہے اسکے حق میں وہی وسطےٰ ہے اور مصلحت صلوٰۃ وسطیٰ کی پوشیدہ رکھنے میں وہی ہے جو ساعۃ جمعہ اور شبقدر کے مخفی رکھنے میں ہے تاکہ لوگ نماز کی محافظت کو لازم جانیں۔

۲۷۔ عَنْ : عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ مُصْحَفًا لِحَفْصَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَتْ اِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّيْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَاَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ۔ (هٰذ ٤) (الحدیث ۳۰۱ مالک موقوفا)

ترجمہ : عمرو بن رافع سے روایت ہے کہ میں کلام اللہ لکھتا تھا حضرت ام المؤمنین حفصہ کے واسطے تو کہا انہوں نے جب تم اس آیت کو پہنچو حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ تو مجھے اطلاع کرنا پس جب پہنچا میں اس آیت پر خبر کی میں نے اُن کو تو لکھوایا انہوں نے اس طرح حافظوا علے الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ وصلوٰۃ العصر وقوموا للہ قانتین یعنے محافظت کرو نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر اور عصر کی نماز پر اور کھڑے ہو اللہ کے سامنے چپ اور خاموش۔

۲۸۔ عَنْ : عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ يَرْبُوْعٍ الْمَخْزُوْمِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ اَلصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الظُّهْرِ ۔ (رواہ ابوداؤد عنہ مرفوعا)

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے سُنا زید بن ثابت سے کہتے تھے صلوٰۃ الوسطےٰ ظہر کی نماز ہے۔

۲۹۔ عَنْ : مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَقُوْلَانِ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الصُّبْحِ ۔

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس سے وہ دونوں صاحب فرماتے تھے کہ صلوٰۃ وسطیٰ صبح کی نماز ہے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے اور قول حضرت علی اور عبداللہ بن عباس کا سب روایتوں میں مجھے زیادہ پسند ہے۔

۹۔ باب الرُّخْصَةِ فِي الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ (ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان)

۳۰۔ عَنْ : عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ : عمرو بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں لپیٹے تھے آپ اُس کو اور دونوں کنارے اُسکے دونوں کندھوں پر تھے حضرت اُم سلمہ کے گھر میں۔

ف : دونوں کنارے اُس کے دونوں کندھوں پر تھے اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک کنارہ آپ نے داہنے ہاتھ کے نیچے سے لے کر بائیں کندھے پر ڈال لیا اور دوسرا کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے کر داہنے کندھے پر ڈال لیا اس کو زبان عربی میں توشیح اور اضطباع بھی کہتے ہیں۔

۳۱۔ عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نماز درست ہے ایک کپڑے میں فرمایا آپ نے کیا تم میں ہر کسی کو دو کپڑے ملتے ہیں۔

ف : یعنی ہر شخص کے پاس دو کپڑے نہیں ہوتے اور نماز پڑھنا فرض ہے پھر خواہ ایک کپڑے سے پڑھے گا اس سے معلوم ہوگیا کہ ایک کپڑے سے پڑھنا درست ہے۔

۳۲۔ عَنْ : سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَلْ يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ هَلْ تَفْعَلُ أَنْتَ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ إِنِّي لَأُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَإِنَّ ثِيَابِي لَعَلَى الْمِشْجَبِ ۞

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ پوچھے گئے ابوہریرہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے تو کہا درست ہے پس کہا گیا اُن سے کیا تم بھی ایسا کرتے ہو جواب دیا ہاں میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہوں باوجود اس بات کے کہ میرے کپڑے تپائی پر رکھے ہوتے ہیں۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود کپڑے موجود ہونے کے ایک کپڑے سے نماز درست ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں سے پڑھے خصوصاً مسجدوں میں جانا اچھے کپڑے پہن کر اولیٰ ہے فرمایا اللہ جل جلالہ نے خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ یعنی لے لو زینت اپنی ہر مسجد میں جاتے وقت۔

۳۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ۞

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ جابر بن عبداللہ انصاری نماز پڑھتے تھے ایک کپڑے میں۔

ف : روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اور زیادہ کیا کہ جابر نے کہا دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ جابر نے نماز پڑھی ایک تہ بند میں اور کپڑے اُن کے تپائی پر رکھے ہوئے تھے پس بولا ایک شخص کیا تم نماز پڑھتے ہو ایک تہ بند میں۔ جابر نے جواب دیا کہ میں نے یہ امر اسلئے کیا تھا کہ تجھ سا بے وقوف مجھے دیکھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگوں میں سے کس کے پاس دو کپڑے تھے۔ (زرقانی)

۳۴۔ عَنْ : رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ كَانَ يُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ ۞

ترجمہ : ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم نماز پڑھتے تھے صرف کرتہ پہن کر۔

۳۵۰۔ عَنْ: جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ ثَوْبَيْنِ فَلْيُصَلِّ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهٖ فَاِنْ كَانَ الثَّوْبُ قَصِيْرًا فَلْيَتَّزِرْ بِهٖ (۱) اخرجہ البخاری ومسلم

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نہ پائے دو کپڑے تو نماز پڑھے ایک کپڑا لپیٹ کر اگر کپڑا چھوٹا ہو تو اس کی تہ بند کرے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جو شخص نماز پڑھے ایک قمیص میں تو اس کو چاہیے کہ اپنے مونڈھوں پر کوئی کپڑا ڈال لے۔

ف: کیونکہ بخاری نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ نماز پڑھے کوئی تم میں سے ایک کپڑا پہن کر مونڈھے کھول کر قمیص سے مراد اس مقام میں شاید وہ قمیص ہے جس میں باہیں نہیں ہوتیں مثل صدریہ کے بنایا جاتا ہے اسلئے مونڈھے چھپانے کا حکم کیا یا وہ قمیص جس کے چاک مونڈھے پر ہوں اور چھپ نہ سکتے ہوں۔

۱۰۔ بَابُ الرُّخْصَةِ فِي صَلٰوةِ الْمَرْاَةِ فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ

(عورت کی نماز فقط کرتے اور سر بندھن میں ہو جانے کا بیان)

ف: اس باب میں مجاہد کے قول کا رد منظور ہے انہوں نے کہا کہ عورت کی نماز چار کپڑوں سے کم میں نہیں ہو سکتی ایک کرتہ دوسرے خمار جس کو سربندھن کہتے ہیں تیسرے ازار چوتھے دوپٹہ ابن منذر نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک عورت کو کرتہ اور سربندھن ہونا ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس کا تمام بدن اور سر نماز میں چھپا رہے پس اگر ایک ہی کپڑا اس قدر بڑا ہو کہ سر سمیت سارا بدن ڈھپ جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔ (زرقانی)

۳۶۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُصَلِّيْ فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت ام المومنین عائشہ نماز پڑھتی تھیں کرتہ اور سربندھن میں۔

ف: مگر وہ کرتہ اتنا لمبا ہوتا تھا جس سے سارا بدن ڈھپ جاتا تھا یہاں تک کہ پاؤں بھی ڈھپے رہتے تھے جیسا کہ آگے کی حدیث میں آتا ہے۔

۳۷۔ عَنْ: اُمِّ حَرَامٍ اَنَّهَا سَاَلَتْ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تُصَلِّيْ فِيْهِ الْمَرْاَةُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَتْ فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ اِذَا غَيَّبَ ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا (۱) اخرجہ ابوداؤد

ترجمہ: ام حرام سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت ام سلمہ سے کہ عورت کسقدر کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے تو جواب دیا کہ خمار اور کرتہ میں مگر وہ کرتہ ایسا لمبا ہو کہ اس سے پاؤں ڈھپ جائیں۔

۳۸۔ عَنْ: عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ وَكَانَ فِي حِجْرِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مَيْمُوْنَةَ كَانَتْ تُصَلِّيْ فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ لَيْسَ عَلَيْهَا اِزَارٌ۔

ترجمہ: عبیداللہ خولانی جو پالک تھے حضرت میمونہ ام المومنین کے ان سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ نماز پڑھتی تھیں کرتہ اور خمار یعنی سربندھن میں اور ازار نہیں پہنی ہوتی تھیں۔

۳۹۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ امْرَاَةً اسْتَفْتَتْهُ

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے ایک عورت نے پوچھا کہ ازار

عَيْنَ تَبُوْكَ وَاِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحِيَ النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَهَا فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَّاءِهَا شَيْئًا حَتّٰى اٰتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا اِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ تَبِصُّ بِشَيْءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَسَاَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَّاءِهَا شَيْئًا فَقَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ غَرَفُوْا بِاَيْدِيْهِمْ مِّنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتَّى اجْتَمَعَ فِيْ شَيْءٍ ثُمَّ غَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ اَعَادَهٗ اِلَيْهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ كَثِيْرٍ فَاسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ اَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا ۔ (اخرجہ مسلم)

گئے یہاں تک کہ دن چڑھ جائے گا اگر تم میں سے کوئی اس چشمہ پر پہنچے تو اس میں کا پانی نہ چھوئے جب تک میں نہ آؤں پھر پہنچے ہم اس چشمہ پر اور ہم سے آگے دو شخص وہاں پہنچ چکے تھے اور چشمہ میں کچھ تھوڑا سا پانی چمک رہا تھا پس پوچھا ان دونوں شخصوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا چھوا تم نے اس کا پانی بولے ہاں سو خفا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں پر سخت کہا ان کو اور جو منظور تھا اللہ کو وہ کہا ان سے پھر لوگوں نے چلّوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی چشمہ سے نکال کر ایک برتن میں اکٹھا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ اور ہاتھ دونوں اس میں دھو کر وہ پانی پھر اس چشمہ میں ڈال دیا پس چشمہ خوب بھر کر بہنے لگا سو پیا لوگوں نے پانی اور پلایا جانوروں کو بعد اس کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے اے معاذ اگر زندگی تیری زیادہ ہو تو دیکھے گا تو یہ پانی بھر دے گا باغوں کو۔

ف: یہ پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچ ہوئی معاذ نے اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ اس کا پانی باغوں میں بھرا جاتا تھا۔ ابن وضاح نے کہا کہ میں نے خود جا کر اس مقام کو دیکھا چشمہ کے گرد تمام باغ سرسبز ہونے لگے اور شاید قیامت تک ایسا ہی رہے۔

٢- عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی چلنا سفر میں منظور ہوتا تو جمع کر لیتے مغرب اور عشاء کو۔

٣- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اُرٰى ذٰلِكَ كَانَ فِيْ مَطَرٍ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ پڑھیں ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر ایک ساتھ (یعنے جمع کیا انکو) اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ (یعنے جمع کیا انکو) بغیر خوف اور بغیر سفر کے امام مالک نے کہا کہ میرے نزدیک شاید یہ واقعہ بارش کے وقت ہوگا۔

ف: یہ خیال امام مالک کا صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ صحیح مسلم اور اصحاب سنن کی روایت میں من غیر خوف ولا مطر موجود ہے یہی حدیث دلیل ہے محققین اہل حدیث کی اس باب میں کہ جمع کرنا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کا حضر میں حاجت دینیہ یا دنیویہ کے لئے درست ہے اگرچہ ائمہ اربعہ اس کے خلاف ہیں پھر جب حدیث صحیح موجود ہو تو خلاف ائمہ اربعہ بلکہ سارے جہان کے ائمہ اور علماء

کا منکر نہیں کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطا نہیں ہوسکتی اور سارے جہان کے مولوی اور علماء خطا کر سکتے ہیں بعض لوگوں نے اس کے خلاف میں جو استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں میں سوا اس نے ایک کبیرہ گناہ کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ استدلال بالکل نادرست ہے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے بہ اجماع محدثین پھر کیونکر معارض ہوگی حدیث صحیح کے۔

۵۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا جَمَعَ الْاُمَرَآءُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ فِي الْمَطَرِ جَمَعَ مَعَهُمْ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جمع کر لیتے حاکموں کے ساتھ مغرب اور عشاء میں بارش کے وقت۔

۶۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سَاَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ نَعَمْ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اَلَمْ تَرَ اِلٰى صَلٰوةِ النَّاسِ بِعَرَفَةَ۔

ترجمہ: ابن شہاب نے پوچھا سالم بن عبداللہ بن عمر سے کیا سفر میں ظہر اور عصر جمع کی جائیں بولے کچھ حرج نہیں ہے کیا تم نے عرفات میں نہیں دیکھا ظہر اور عصر کو جمع کرتے ہیں۔

۷۔ عَنْ: عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّسِيْرَ يَوْمَهُ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّسِيْرَ لَيْلَهُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ۔

ترجمہ: امام زین العابدین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دن کو چلنا چاہتے ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اور جب رات کو چلنا چاہتے مغرب اور عشا کو جمع کر لیتے۔

ف: بعض حنفیہ نے اس جمع کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ مراد جمع سے جمع صوری ہے نہ حقیقی یعنے ظہر کی تاخیر کرنا اس قدر کہ جب نماز ظہر کی پڑھ لیں تو عصر کا وقت ہو جائے پھر عصر پڑھ لیں تو صورۃً یعنی ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نمازوں کا جمع ہوا مگر نفس الامر اور حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ایک نماز اپنے وقت میں ہے لیکن یہ توجیہ مردود ہے اس لئے کہ جمع مشروع ہوا ہے واسطے آسانی اور رفع حرج کے چنانچہ ابن عباس سے جب سوال ہوا اس کا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع سے یہ قصد کیا کہ میری اُمت کو حرج نہ ہو اور جمع صوری میں تو بڑی دقت اور نہایت حرج ہے کیونکہ اول و آخر وقت کا کسی کو آسانی سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ سوائے اخص الخواص کے بہت خواص اور تمام عوام اس کی دریافت سے عاجز ہیں۔

۲۔ بَابُ قَصْرِ الصَّلٰوةِ (سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان)

عَنْ: اُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ اُسَيْدٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَجِدُ صَلٰوةَ الْخَوْفِ وَصَلٰوةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْاٰنِ وَلَا نَجِدُ صَلٰوةَ السَّفَرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا ابْنَ اَخِيْ اِنَّ اللّٰهَ

ترجمہ: امیہ بن عبداللہ نے پوچھا عبداللہ بن عمر سے کہ ہم پاتے ہیں خوف کی نماز اور حضر کی نماز کو قرآن میں اور نہیں پاتے ہیں ہم سفر کی نماز کو قرآن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ اے بھتیجے میرے اللہ جل جلالہٗ نے بھیجا ہماری طرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس

تَعَالٰی بَعَثَ اِلَیْنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَیْئًا فَاِنَّا نَفْعَلُ کَمَا رَاَیْنَاهُ یَفْعَلُ۔ (اخرجہ النسائی وابن ماجۃ)

وقت میں کہ ہم کچھ نہ جانتے تھے پس کرتے ہیں ہم جس طرح ہم نے دیکھا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے۔

ف: یعنی کلام اللہ میں قصر کا ذکر موجود ہے لیکن اسی شرط سے جب خوف ہو کفار کا اور بغیر خوف کے سفر میں قصر کرنے کا کلام اللہ میں ذکر نہیں ہے یہ حدیث ثابت ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت نے یہ صدقہ ہے اللہ کا قبول کرو اس کو اور ابن عباس سے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے بیچ میں دو دو رکعتیں پڑھیں اور ہم امن سے تھے کسی طرح کا خوف نہ تھا۔

۹۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِیْدَ فِی صَلٰوةِ الْحَضَرِ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے نمازیں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں حضر اور سفر میں بعد اُسکے سفر کی نماز اپنے حال پر رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔

ف: بخاری کی روایت میں ہے کہ نماز پہلے دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں پھر جب ہجرت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو چار ہوگئیں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ حضر اور سفر میں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں لیکن جب آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اور اطمینان ہوگیا تو حضر کی نمازیں دو دو رکعتیں اور بڑھا دی گئیں اور فجر کی نماز اپنے حال پر رہی تاکہ اُس میں قرأت طول کی جائے اور مغرب کی نماز اپنے حال پر رہی کیونکہ وہ وتر ہے دن کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں چار رکعتیں پوری پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ اصل سفر کی نماز دو ہی رکعتیں شروع ہوئی ہیں اور بعض ائمہ کے نزدیک سفر میں قصر کرنا رخصت ہے اور تمام کرنا افضل ہے۔ (زرقانی)

۱۰۔ عَنْ: یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ قَالَ لِسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَا اَشَدَّ مَا رَاَیْتَ اَبَاكَ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ فِی السَّفَرِ فَقَالَ سَالِمٌ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ بِذَاتِ الْجَیْشِ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ بِالْعَقِیْقِ۔

ترجمہ: یحیٰی بن سعید نے کہا سالم بن عبداللہ سے کہ تم نے اپنے باپ کو کہاں تک دیر کرتے دیکھا مغرب کی نماز میں سفر میں سالم نے کہا آفتاب ڈوب گیا تھا اور ہم اُس وقت ذات الجیش میں تھے پھر نماز پڑھی مغرب کی عقیق میں۔

ف: حالانکہ ذات الجیش سے عقیق بارہ میل ہے اور ابن وضاح نے کہا سات میل ہے اور ابن وہب نے کہا چھ میل ہے بہرحال مغرب کو دیر کرکے عشاء کے وقت میں عشاء کے ساتھ پڑھا۔ اس سے جمع کرنا سفر میں ثابت ہوا۔

۳۔ بَابُ مَا یَجِبُ فِیْهِ قَصْرُ الصَّلٰوةِ (قصر کی مسافت کا بیان)

علماء نے اختلاف کیا ہے اس میں بعض کہتے ہیں دو دن کی راہ میں قصر کرنا چاہئے بعض کہتے ہیں ایک دن کی راہ میں بعض کہتے ہیں تین دن کی راہ میں مگر محققین اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ جس کو عرف عام میں سفر کہیں اُس میں قصر کرنا چاہئے اور جس کو سفر نہ کہیں اس میں قصر نہ کیا جائے اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مدت خاص تصریح اِس باب میں منقول نہیں ہے اور وہ جو حدیث ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اہلِ مکہ نہ قصر کرو تم نماز

کا چار بُرد سے کم میں تو یہ حدیث ضعیف ہے قابل اعتماد کے نہیں ہے روایت کیا اس کو دارقطنی اور ابن ابی شیبہ نے اور اللہ جل جلالہٗ کا کلام وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ مطلق ہے شامل ہے ہر قسم کے سفر کو واللہ اعلم ۔

۱۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا قَصَرَ الصَّلٰوةَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب مدینہ سے نکلتے مکہ کو حج یا عمرہ کے لئے تو قصر کرتے نماز کا ذوالحلیفہ سے ۔

ف: ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے چھ میل پر وہی میقات ہے اہل مدینہ کا ۔

۱۲۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى رِيمٍ فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عبداللہ بن عمر مدینہ سے سوار ہوئے ریم کو جانے کے لئے تو قصر کیا نماز کو راہ میں ۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کہ ریم مدینہ سے چار بُرد کے فاصلے پر ہے ۔

ف: بُرد برید کی جمع ہے ایک برید چار فرسخ کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ تین میل کا تو چار برید کے اڑتالیس میل ہوئے اور اڑتالیس میل کے چوبیس کوس ہوتے ہیں جو ہندوستان کی دو منزلیں ہوئیں اس سے دو منزل کی مسافت میں قصر کرنا ثابت ہوتا ہے ۔

۱۳۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَكِبَ إِلَى ذَاتِ النُّصُبِ فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر سوار ہوئے مدینہ سے ذات النصب کو تو قصر کیا نماز کو راہ میں ۔

کہا مالک نے ذات النصب مدینہ سے چار برد ہوگا ۔

۱۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ إِلَى خَيْبَرَ فَيَقْصُرُ الصَّلٰوةَ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سفر کرتے تھے مدینہ سے خیبر کا تو قصر کرتے تھے نماز کا ۔

ف: مدینہ سے خیبر ۹۶ میل ہے عبدالرزاق نے نافع سے روایت کیا کہ ادنیٰ مسافت قصر کی اس قدر تھی عبداللہ بن عمر کے نزدیک ۔ (زرقانی)

۱۵۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ الْيَوْمَ التَّامَّ ۔

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر قصر کرتے تھے نماز کا پورے ایک دن کی مسافت میں ۔

۱۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْبَرِيدَ فَلَا يَقْصُرُ ۔

ترجمہ: نافع سفر کرتے تھے عبداللہ بن عمر کے ساتھ ایک برید کا تو نہیں قصر کرتے تھے نماز کا ۔

۱۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس قصر کرتے تھے نماز کا اسقدر مسافت میں جتنے مکہ اور طائف کے بیچ میں ہے اور جتنے مکہ اور عسفان کے بیچ میں ہے اور جتنے مکہ

مَكَّةَ وَجُدَّةَ ؛　　اور جدّہ کے بیچ میں ہے ۔

کہا مالک نے یہ روایت مجھے بہت پسند ہے مجھے قصر کے باب میں اور یہ سب مسافتیں چار چار برُد کی ہونگی ۔

کہا مالک نے نہ قصر کرے مسافر نماز کا جب تک نکل نہ جائے آبادی سے شہر کے اور نہ ترک کرے قصر کو جب تک آبادی میں شہر کی داخل نہ ہو یا اس کے قریب نہ ہو جائے ۔

ف : زرقانی نے کہا کہ یہ امر اجماعی ہے لیکن جب سفر کو نکلنے لگے تو قصر کہاں سے شروع کرے ۔ اس میں اختلاف ہے ۔ بعض سلف نے یہ کہا ہے کہ جب ارادہ سفر کا کرلے تو اپنے گھر سے قصر کرسکتا ہے ابن منذر نے اس کو رد کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جتنی روایتیں ہیں سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بعد مدینہ کے باہر ہو جانے کے آپ نے قصر کیا ۔

۴۔ بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ إِذَا لَمْ يُجْمِعْ مُكْثًا

(مسافر جب نیت اقامت کی نہ کرے اور یونہی ٹھہر جائے تو قصر کرنیکا بیان)

۱۸۔ عَنْ : سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ أُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ مَا لَمْ أُجْمِعْ مُكْثًا وَإِنْ حَبَسَنِيْ ذٰلِكَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ لَيْلَةً ؛

ترجمہ : سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے میں نماز قصر کیا کرتا ہوں جب تک نیت نہیں کرتا اقامت کی اگرچہ بارہ راتوں تک پڑا رہوں ۔

ف : ترمذی نے کہا اجماع کیا اہل علم نے کہ اگر مسافر نیت اقامت کی نہ کرے مگر کسی باعث سے ٹھہر جائے تو وہ قصر کیا کرے اگرچہ کئی سال اسی طرح گزر جائیں ۔

۱۹۔ عَنْ : نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ لَيَالٍ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ إِلَّا أَنْ يُّصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فَيُصَلِّيْهَا بِصَلٰوتِهٖ ؛

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر مکہ میں دس رات تک ٹھہرے رہے اور نماز کا قصر کرتے رہے مگر جب امام کیساتھ پڑھتے تو پوری پڑھ لیتے ۔

۵۔ بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ إِذَا أَجْمَعَ مُكْثًا

(مسافر جب نیت اقامت کی کرے تو اس کا بیان)

۲۰۔ عَنْ : عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مَنْ أَجْمَعَ إِقَامَةَ أَرْبَعِ لَيَالٍ وَهُوَ مُسَافِرٌ أَتَمَّ الصَّلٰوةَ ؛

ترجمہ : سعید بن المسیب کہتے تھے جو شخص نیت کرے چار رات کے رہنے کی تو وہ پورا پڑھے نماز کو ۔

کہا مالک نے مجھے یہ پسند ہے ۔

ف : اور شافعی اور ابو ثور اور داؤد اور ایک جماعت علماء کا یہی مذہب ہے دلیل اُن کی حدیث ہے ۔ علاء بن حضرمی کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے مہاجر بعد ادا کرنے ارکان حج کے مکہ میں تین دن اس سے معلوم ہوا کہ اگر چار دن ٹھہرے گا تو مکہ کا مقیم ہو جائے گا اور مہاجرین مدینہ کو اُس زمانے میں مکہ کی اقامت درست نہ تھی ۔ ثوری اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک پندرہ روز کی اقامت کی نیت نہ کرے قصر کرتا رہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن عمر اور ابن عباس سے طحاوی

نے کہا کہ مخالفت ان دونوں صحابہ کی اور صحابیوں کی جانب سے ثابت نہیں ہے تو ضرور ہے عمل کرنا ان کے قول پر۔ امام محمد نے موطا میں کہا کہ ہم اس روایت سعید بن المسیب سے جو مالک نے نقل کی ہے اخذ نہیں کرتے بلکہ ہمارے نزدیک جب تک مسافر پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ کرے قصر کیے جائے اور یہی قول ہے ابن عمر اور ابن المسیب کا۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ ابن عمر جب پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرتے تو نماز پوری پڑھتے (محلی و زرقانی) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے قیدی کی نماز کا تو جواب دیا کہ قیدی مثل مقیم کے نماز پڑھے مگر جب مسافر ہو تو قصر کرے۔

۶۔ بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ اِذَا كَانَ اِمَامًا اَوْ وَرَآءَ اِمَامٍ

(مسافر کا امام ہونا یا امام کے پیچھے نماز پڑھنا)

۲۱۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ ؂

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب جب مدینہ سے مکہ آتے تو جماعت کے ساتھ دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیتے پھر کہتے اے مکہ والو تم اپنی نماز پوری پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

ف: ترمذی نے اس حدیث کو مرفوعاً عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ میں حاضر ہوا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ میں تو آپ نے اقامت کی مکہ میں اٹھارہ راتوں تک نہیں پڑھتے تھے آپ مگر دو رکعتیں پھر فرما دیتے تھے اے شہر والو تم پڑھ لو چار رکعتیں کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ زرقانی نے کہا کہ اسناد اس کی ضعیف ہے۔

۲۲۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ وَرَآءَ الْاِمَامِ بِمِنًى اَرْبَعًا فَاِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ؂

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر امام کے پیچھے منا میں چار رکعتیں پڑھتے تھے اور جب اکیلے پڑھتے تھے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

۲۳۔ عَنْ: صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ يَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ صَفْوَانَ فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَاَتْمَمْنَا ؂

ترجمہ: صفوان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر عیادت کرنے آئے عبداللہ بن صفوان کے پاس تو دو رکعتیں پڑھائیں پھر جب انہوں نے سلام پھیرا ہم اٹھے اور پورا کیا نماز کو۔

۷۔ بَابُ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ فِي السَّفَرِ بِالنَّهَارِ وَاللَّيْلِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى الدَّآبَّةِ

(سفر میں رات اور دن کو نفل پڑھنے کا بیان اور جانور پر نماز پڑھنے کا بیان)

۲۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّيْ مَعَ صَلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ فِي السَّفَرِ شَيْئًا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا اِلَّا مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سفر میں فرض کے ساتھ نفل نہیں پڑھتے تھے نہ آگے فرض کے نہ بعد فرض کے مگر رات کو زمین پر اتر کے اور کبھی اونٹ ہی پر نفل پڑھتے تھے اگرچہ

كَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْاَرْضِ وَعَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ ۔

منہ اونٹ کا قبلہ کی طرف نہ ہوتا ۔

ف : صحیح مسلم میں حفص بن عاصم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ہوا مکہ کی راہ میں تو ظہر کی دو رکعتیں فرض کی پڑھ کر چلے آئے اور ہم بھی اُن کے ساتھ چلے آئے پھر دیکھا لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے پوچھا کیا پڑھتے ہیں لوگوں نے کہا سنت پڑھتے ہیں ۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ میں ساتھ رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ان میں سے کوئی دو رکعتوں فرض سے زیادہ نہ پڑھتا تھا پھر اس آیت کو پڑھا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ زرقانی نے کہا کہ بعض احادیث میں کبھی کبھی نفل پڑھنا سفر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ۔ ابوداؤد و ترمذی نے براء بن عازب سے روایت کیا کہ میں نے اٹھارہ سفر کئے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کبھی ترک نہیں کی آپ نے دو رکعتیں سنت کی قبل ظہر کے اور تمام سلف سے جواز سنتوں کے پڑھنے کا سفر میں ثابت ہے ۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے مشائخ کا طریقہ سفر میں یہ ہے کہ سوا فجر کی سنتوں اور ایک رکعت وتر کے کوئی سنت نہیں پڑھتے بلکہ صرف فرض پڑھ لیتے ہیں اور ظہر عصر اور مغرب عشاء کو جمع کرتے ہیں کبھی جمع تقدیم کبھی جمع تاخیر رضی اللہ عنہم ۔

۲۵ ۔ عَنْ : مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ قَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَاَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانُوْا يَتَنَفَّلُوْنَ فِي السَّفَرِ ۔

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن الزبیر اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن نفل پڑھا کرتے تھے سفر میں ۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے سفر میں نفل پڑھنے کا تو جواب کہ کچھ قباحت نہیں ہے اور بعض اہل علم سے مجھے پہنچا ہے کہ وہ نفل پڑھتے تھے سفر میں ۔

۲۶ ۔ عَنْ : نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرٰى ابْنَهٗ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَنَفَّلُ فِي السَّفَرِ فَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ اپنے بیٹے عبیداللہ کو سفر میں نفل پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے پھر کچھ انکار نہ کرتے تھے اُن پر ۔

ف : اس اثر سے جواز ثابت ہوا اور اس میں کسی کو کلام نہیں ہے غرض ہماری اولویت سے ہے ۔

۲۷ ۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَهُوَ عَلٰى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰى خَيْبَرَ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے گدھے پر اور رُخ آپ کا خیبر کی جانب تھا ۔

ف : رکوع اور سجود اشارہ سے کرتے تھے ۔ (زرقانی)

۲۸ ۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اونٹ پر سفر میں جس طرف اونٹ کا منہ ہوتا تھا اُسی طرف اپنا منہ کرتے تھے عبداللہ بن دینار نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا کرتے تھے ۔

ف : یعنے نفل نماز پڑھتے تھے اسلئے کہ فرض بغیر عذر کے سواری پر درست نہیں ہیں اوپر کی حدیث میں عبداللہ بن عمرؓ نے

جو بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ سفر میں فرض پر زیادہ نہ کرتے تھے اس سے یہ غرض ہے کہ نوافل کو زمین پر نہیں پڑھتے تھے بلکہ اونٹ پر یا سواری پر پڑھ لیتے تھے پس اب وہ روایت اس روایت کی مخالف نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

۲۹- عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ سَفَرٍ وَّهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَّهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ اِيْمَاءً مِّنْ غَيْرِ اَنْ يَّضَعَ وَجْهَهٗ عَلٰى شَيْءٍ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت انس کو نماز پڑھتے تھے سفر میں گدھے پر اور منہ ان کا قبلہ کی طرف نہ تھا رکوع اور سجدہ اشارہ سے کر لیتے تھے بغیر اس امر کے کہ منہ اپنا کسی چیز پر رکھیں۔

ف: بخاری و مسلم نے زیادہ کیا کہ انس کہتے تھے اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں نہ کرتا۔

۸- بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰى

(چاشت کی نماز کا بیان جسکو اشراق کی نماز بھی کہتے ہیں وقت اسکا آفتاب کے بلند ہونے سے دوپہر تک ہے)

۳۰- عَنْ: اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ۔ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: ام ہانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سال مکہ فتح ہوا آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں ایک کپڑا اوڑھ کر۔

۳۱- عَنْ: اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ فَقَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ؟ فَقُلْتُ اُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّيْ عَلِيٌّ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا اَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ وَذٰلِكَ ضُحًى ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ام ہانی سے روایت ہے کہ میں گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس سال فتح ہوا مکہ تو پایا میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے اور فاطمہ بیٹی آپ کی چھپائے ہوئے تھیں آپ کو ایک کپڑے سے کہا ام ہانی نے سلام کیا میں نے آپ کو تو پوچھا آپ نے کون ہے میں نے کہا ام ہانی بیٹی ابوطالب کی تب فرمایا آپ نے خوشی ہو ام ہانی کو پھر جب فارغ ہوئے آپ غسل سے کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں ایک کپڑا اپہن کر جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میرے بھائی علی کہتے ہیں میں مار ڈالوں گا اس شخص کو جس کو تو نے پناہ دی ہے وہ شخص فلانا بیٹا ہبیرہ کا ہے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم نے پناہ دی اس شخص کو جس کو تو نے پناہ دی اے ام ہانی کہا ام ہانی نے اس وقت چاشت کا وقت تھا۔

ف: اس حدیث سے آٹھ رکعتیں ضحیٰ کی معلوم ہوئیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امان دینا عورت کا صحیح ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا۔

۴۲۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا وَإِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ بِالشَّيْءِ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ۔ (أخرجه البخاري)

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز چاشت کی پڑھتے ہوئے کبھی مگر میں پڑھتی ہوں اس کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ ایک بات کو دوست رکھتے تھے مگر اُس کو نہیں کرتے تھے اس خوف سے کہ لوگ بھی اُس کو کرنے لگیں اور وہ فرض ہو جائے۔

ف: اور صحابہ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز ضحیٰ پڑھنا ثابت ہے۔ اس صورت میں حضرت عائشہ کا نہ دیکھنا مضر نہیں کرتا چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر کو بھی اس نماز کا علم نہ تھا اور نہ وہ اُس کو پڑھتے تھے لیکن مسلم نے روایت کیا عائشہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز ضحیٰ کی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور زیادہ کرتے تھے جس قدر اللہ چاہتا مگر یہ حدیث اُس حدیث کے منافی نہیں ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے پس جائز ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنی آنکھوں سے اُسے نہ دیکھا ہو مگر جس شخص نے دیکھا تھا اُس سے سُن کر پڑھنے کا حال اُن کو معلوم ہوا جب تو حضرت عائشہ نے کہا میں اس کو پڑھا کرتی ہوں اگر بالکل حضرت سے اُسے نہ پڑھا ہوتا تو حضرت عائشہ کب پڑھتیں۔

۴۳۔ عَنْ: عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي الضُّحٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ لَوْ نُشِرَ لِي أَبَوَايَ مَا تَرَكْتُهُنَّ۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتیں پھر کہتیں اگر میری ماں اور باپ جی اُٹھیں تو بھی میں ان رکعتوں کو نہ چھوڑوں۔

۹۔ باب جامع سُبْحَةِ الضُّحٰى

۴۴۔ عَنْ: أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا فَلِأُصَلِّيَ لَكُمْ قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ (أخرجه البخاري ومسلم)

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ اُن کی نانی ملیکہ نے دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کھایا آپ نے کھانا پھر فرمایا کہ کھڑے ہو تا کہ میں نماز پڑھوں تمہارے واسطے کہا انس نے پس کھڑا ہوا میں ایک بوریہ لے کر جو سیاہ ہو گیا تھا بوجہ پُرانا ہونے کے تو بھگویا میں نے اُس کو پانی سے اور کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر اور صف باندھی میں نے اور یتیم نے پیچھے آپ کے اور بڑھیا نے پیچھے ہمارے تو پڑھائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پھر چلے گئے آپ۔

ف: یہ دعوت طلوع آفتاب کے بعد تھی اس وجہ سے یہ نماز ضحیٰ کی سمجھی گئی۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے عورت کی دعوت قبول کر لینا، پُرانے فرش پر جس کی نجاست اور طہارت کا حال معلوم نہ ہو نماز پڑھ لینا، نفل نمازوں کو باجماعت پڑھنا اور ایک مرد ایک لڑکے کا پیچھے امام کے صف باندھ کر کھڑے ہونا، عورت کا مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا۔

۴۵۔ عَنْ: عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ

ترجمہ: عبیداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ میں گیا عمر بن

قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْهَاجِرَةِ فَوَجَدْتُهُ يُسَبِّحُ فَقُمْتُ وَرَاءَهُ فَقَرَّبَنِي حَتَّى جَعَلَنِي حِذَاءَهُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا جَاءَ يَرْفَا تَأَخَّرْتُ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ ؏

الخطاب کے پاس گرمی کے وقت تو پایا میں نے اُن کو نفل پڑھتے ہوئے بس کھڑا ہو نے لگا میں پیچھے اُن کے سو قریب کر لیا اُنھوں نے مجھ کو اور کھڑا کیا آپ نے برابر داہنی طرف بعد اس کے جب آیا یرفا تو پیچھے ہٹ گیا میں اور صف باندھی ہم دونوں نے پیچھے حضرت عمرؓ کے ۔

ف : یرفا حضرت عمرؓ کے غلام کا نام تھا ۔ اس حدیث سے بھی نوافل میں امامت اور جماعت کا جائز ہونا معلوم ہوا ۔

۱۰- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي أَنْ يَمُرَّ أَحَدٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

(نمازی کے سامنے سے چلے جانے کا بیان)

۲۶- عَنْ : أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ ؏

ترجمہ : ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے جانے نہ دے اگر کوئی جانا چاہے تو اس کو اشارہ سے منع کرے اگر نہ مانے تو پھر زور سے منع کرے اسلئے کہ وہ شیطان ہے ۔

ف : یعنے شیطان کا سا کام کرتا ہے کیونکہ باوصف منع کرنے کے بُرے کام سے باز نہیں آتا بعضوں نے کہا فَلْيُقَاتِلْهُ سے مراد یہ ہے کہ بعد نماز کے اس سے لڑے اور جھگڑا کرے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرنا درست ہے ۔

۲۷- عَنْ : أَبِي جُهَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً ؏ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ : ابو جہیم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گزر جانے والا سامنے سے نمازی کے کہ کتنا عذاب ہے اُس پر البتہ چالیس (دن یا مہینے یا برس) کھڑا رہے تو بہتر معلوم ہو اُس کو گزر جانے سے شک ہے اس روایت میں ابو النضر کو ۔

ف : ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ سو برس تک کھڑا رہے تو بہتر معلوم ہو اُس کو اس ایک قدم سے ۔ اس حدیث سے نمازی کے سامنے سے چلے جانے کی بڑی وعید ثابت ہوئی مگر افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگ اس فعل کو آسان سمجھتے ہیں علی الخصوص حرمین شریفین میں تو بلا تکبیر نمازی کے سامنے سے آتے جاتے ہیں وہاں کے علماء کو بھی اس طرف توجہ نہیں ہے کہ عوام کو منع کرتے رہیں ۔

۲۸- عَنْ : عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ

ترجمہ : عطا بن یسار سے روایت ہے کہ کعب الاحبار نے کہا جو شخص گزرتا ہے نمازی کے سامنے سے اگر اس کو معلوم

أَنْ يُخْسَفَ بِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ٭

ہو عذاب اُس فعل کا البتہ اگر دھنس جائے زمین میں تو اچھا معلوم ہو اُس کو سامنے گزر جانے سے ۔

۳۹ عَنْ : نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدٍ وَلَا يَدَعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ ٭

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نہیں گذرتے تھے نمازی کے سامنے سے اور نہ اپنے سامنے سے کسی کو گذرنے دیتے تھے ۔

۱۱- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

(نمازی کے سامنے سے گذر جانے کی اجازت)

۴۰ عَنْ : عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لِلنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ ٭ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور سن میرا قریب بلوغ کے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے منا میں تو گذر گیا میں تھوڑی صف کے سامنے سے پھر اترا میں اور چھوڑ دیا گدھی کو وہ چرتی رہی اور میں صف میں شریک ہو گیا بعد نماز کے کسی نے کچھ برا نہ مانا ۔

ف : اس وجہ سے کہ امام کے سامنے سترہ ہوگا اور امام کا سترہ مقتدیوں کو کفایت کرتا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گدھے کا سامنے سے گذرنا نماز کو نہیں توڑتا اور ایسا ہی عورت اور سیاہ کتے کا سامنے سے گذر جانا نماز کو فاسد نہیں کرتا لیکن امام احمدؒ کے نزدیک اگر سیاہ کتا نمازی کے سامنے سے گذر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی ۔

۴۱ عَنْ : مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعْدَ ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصُّفُوْفِ وَالصَّلٰوةُ قَائِمَةٌ ٭

ترجمہ : امام مالکؒ کو پہنچا سعد بن ابی وقاصؓ صفوں کے سامنے سے گذر جاتے تھے نماز میں ۔

کہا مالکؒ نے میں اس فعل کو جائز جانتا ہوں اس صورت میں کہ نماز کھڑی ہو جائے اور امام تکبیر تحریمہ کہہ لے اور آدمی کو اندر جانے کی جگہ نہ ملے بغیر صفوں کے سامنے سے جاتے ہوئے ۔

ف : لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ اندر جانے کی کوئی ضرورت واقع ہو مثلاً پہلی صف میں کچھ جگہ خالی ہو یا اور کوئی باعث ہو ورنہ جائز نہیں الا اس صورت میں کہ امام کے سامنے سترہ ہو ۔

۴۲ عَنْ : مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي ٭

ترجمہ : امام مالکؒ کو پہنچا حضرت علیؓ سے کہتے تھے نماز کے سامنے سے کوئی چیز بھی گذر جائے مگر نماز اُس کی نہیں ٹوٹتی ۔

ف : اس حدیث کو سعید بن منصور نے حضرت علیؓ اور عثمانؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے (زرقانی)

۴۳- عَنْ: سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ ۔

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ نمازی کے سامنے سے کوئی چیز بھی گذر جائے مگر اُس کی نماز نہیں ٹوٹتی ۔

ف: دارقطنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد ضعیف ہے ابوداؤد نے ابوسعید سے اور دارقطنی نے انس اور ابی امامہ سے مثل اس کی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں جابر سے ایسا ہی اخراج کیا ہے مگر اسناد ان سب روایتوں کی ضعیف ہے یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور ابوحنیفہ اور جمہور علماء کا اور ایک قوم کے نزدیک عورت یا گدھے یا سیاہ کتے کے سامنے سے نکل جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ ابوذر کی حدیث میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے نماز کو کھڑا ہو تو اپنے سامنے کوئی چیز پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر رکھ لے ورنہ توڑ دے گی نماز اس کی عورت اور گدھا اور سیاہ کتا الحدیث روایت کیا اس کو مسلم نے اور بھی مسلم نے مرفوعاً ابوہریرہ سے روایت کیا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے عورت اور گدھے اور کتے کے سامنے گذر جانے سے اور اگر سامنے کوئی چیز مثل پالان کے لکڑی کے ہو تو ان سب فسادات سے نماز بچ جاتی ہے ۔ محققین اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ حدیثیں نماز ٹوٹ جانے کی عورت اور گدھے اور کتے کے گذر جانے سے صحیح ہیں اور حدیث نہ ٹوٹنے نماز کی کسی چیز سے ضعیف ہے اس قابل نہیں کہ معارض ہو ان احادیث صحیحہ کے پس اخذ کرنا احادیث صحیحہ سے بہتر ہے علی الخصوص جبکہ اس میں احتیاط بھی ہو واللہ اعلم ۔ قاضی شوکانی نے نیل الاوطار میں اس مقام پر بہت بسط کیا ہے خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ سیاہ کتے اور عورت حائض کے گذر جانے سے بیشک نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عورت غیر حائض اور کتے سے جو سیاہ نہیں ہے نماز ٹوٹنے میں کلام ہے ۔

۱۲- بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ (سفر میں سترہ کا بیان)

۴۴- عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَسْتَتِرُ بِرَاحِلَتِهٖ اِذَا صَلّٰى ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر اپنے اونٹ کو سترہ بنا لیتے جب نماز پڑھتے سفر میں ۔

ف: صحیحین میں یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ۔

۴۵- عَنْ: هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِي الصَّحْرَاءِ اِلٰى غَيْرِ سُتْرَةٍ ۔

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ اُن کے باپ نماز پڑھتے تھے صحرا میں بغیر سترہ کے ۔

ف: اس وجہ سے کہ وہاں کسی کے آنے یا گذرنے کا احتمال نہ ہوتا ایسے مقام پر سترہ لگانا بھی کچھ ضرور نہیں ہے سترہ وہاں چاہئے جہاں کسی کے گذرنے کا احتمال ہو ۔

۱۳- بَابُ مَسْحِ الْحَصْبَاءِ فِي الصَّلٰوةِ (نماز میں کنکروں کا ہٹانا)

۴۶- عَنْ: اَبِيْ جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اِذَا اَهْوٰى لِيَسْجُدَ مَسَحَ الْحَصْبَاءَ لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهٖ مَسْحًا خَفِيْفًا ۔

ترجمہ: ابوجعفر قاری سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عبداللہ بن عمر کو جب جھکتے تھے سجدہ کرنے کے لئے اور اپنے سجدہ کے مقام سے ہلکے سے کنکریوں کو ہٹا دیتے تھے ۔

۴۷ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُوْلُ مَسْحُ الْحَصْبَاءِ مَسْحَةً وَّاحِدَةً وَتَرْكُهَا خَيْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ ۞ (واخرجہ ابوبکر والفرسی فی والنسائی وابن ماجۃ)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ پہنچا ان کو کہ ابوذر کہتے تھے کنکریوں کا ایک بار ہٹانا درست ہے اور نہ ہٹانا سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

ف: احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوذر سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے کھڑا ہو جائے تو رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے پس نہ ہٹائے کنکریوں کو اور عبدالرزاق نے ابوذر سے روایت کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر چیز کو پوچھا یہاں تک کہ کنکریاں ہٹانے کو بھی پوچھا تو آپ نے ایک بار کی اجازت دی پھر کہا چھوڑ دے اور امام احمد نے جابر سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنکریاں ہٹانے کو پوچھا تو آپ نے ایک بار کی اجازت دی اور کہا کہ اگر تو باز رہے اس سے تو بہتر ہے سو اونٹوں کال آنکھ والوں سے اور جن صحابہ سے کنکریاں ہٹانا ثابت ہے وہ اسی موقع پر ہے کہ سجدہ نہ ہو سکتا ہو اگر سجدہ ہو سکتا ہو تو نہ ہٹانا اولیٰ ہے۔

۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ (صفیں برابر کرنے کا بیان)

۴۸ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَاْمُرُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَاِذَا جَاءُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ اَنْ قَدِ اسْتَوَتْ كَبَّرَ ۞

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم دیتے تھے جب وہ لوگ لوٹ کر خبر دیتے کہ صفیں برابر ہو گئیں اس وقت تکبیر کہتے۔

ف: ابوداؤد اور ابن خزیمہ اور حاکم نے بہ اسناد صحیح روایت کیا ابن عمر سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر کرو صفوں کو اور کندھے سے کندھا ملاؤ اور بیچ میں جگہ جو خالی ہو اس کو بند کرو اور بیچ میں خالی جگہ شیطان کے واسطے نہ چھوڑو اور بخاری نے انس سے روایت کیا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر کرو صفوں کو کیونکہ برابر کرنا نماز کے قائم کرنے سے ہے اور ایک روایت میں مسلم اور ابوداؤد کے ہے کہ نماز کے تمہ سے ہے اور ایک روایت میں بخاری کے ہے کہ صفیں اپنی برابر کرو ورنہ اللہ جل جلالہٗ تمہارے بیچ میں پھوٹ ڈال دے گا اسی طرح بے شمار حدیثیں صفیں برابر کرنے کی تاکید میں آئی ہیں مگر افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کو جیسا چاہیئے ویسا اس کا خیال نہ رہا۔ اللہ ان کو ہدایت کرے۔

۴۹ عَنْ: مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ الْاَصْبَحِيِّ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَامَتِ الصَّلٰوةُ وَاَنَا اُكَلِّمُهٗ فِيْ اَنْ يَّفْرِضَ لِيْ فَلَمْ اَزَلْ اُكَلِّمُهٗ وَهُوَ يُسَوِّي الْحَصْبَاءَ بِنَعْلَيْهِ حَتّٰى جَاءَهٗ رِجَالٌ قَدْ كَانَ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الصُّفُوْفَ قَدِ اسْتَوَتْ فَقَالَ لِيْ اِسْتَوِ فِي الصَّفِّ ثُمَّ كَبَّرَ ۞

ترجمہ: مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ تھا میں عثمان بن عفان کے ساتھ اتنے میں تکبیر ہوئی نماز کی اور میں ان سے باتیں کرتا رہا اسلئے کہ میرا کچھ وظیفہ مقرر کریں اور وہ برابر کر رہے تھے کنکریوں کو اپنے جوتوں سے یہاں تک کہ آن پہنچے وہ لوگ جن کو صفیں برابر کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اور انہوں نے خبر دی ان کو اس بات کی صفیں برابر ہو گئیں تو کہا مجھ سے کہ شریک ہو جا صف میں پھر تکبیر کہی۔

ف: اس اثر سے باتیں کرنے کا جواز تکبیر کے وقت ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو بعد تکبیر کے تھوڑا وقفہ کرنا چاہیئے جب تک صفوں کے برابر کرنے کی خبر نہ آ جائے۔

۱۵- بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ إِحْدٰهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فِي الصَّلٰوةِ
(نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا)

۵۰- عَنْ: عَبْدِ الْكَرِيْمِ اَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فِي الصَّلٰوةِ يَضَعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَتَعْجِيْلُ الْفِطْرِ وَالْاِسْتِينَاءُ بِالسُّحُوْرِ ۔ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: عبد الکریم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبوت کی باتوں میں سے یہ بات ہے کہ جب تجھے حیا نہ ہو تو جو جی چاہے کر اور نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا اور روزہ جلدی افطار کرنا اور سحری کھانے میں دیر کرنا (یعنی صبح کے قریب کھانا)

ف: زرقانی نے کہا کہ یہ امر اتفاقی ہے مگر اس کے مقام میں اختلاف ہے کوئی موضع معروف نہیں ہے۔ عبد الوہاب نے کہا شافعی کا مذہب یہ ہے کہ سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناف کے نیچے رکھے اور امام مالک سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں ہاتھ باندھے اور ایک روایت میں چھوڑ دے لیکن روایت ثانی کی کوئی دلیل احادیث اور افعال صحابہ سے پائی نہیں جاتی اور ابن منذر نے امام مالک سے اس کو نقل نہیں کیا مگر اکثر اصحاب مالک کے ارسال کی طرف گئے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ صحیح ابن خزیمہ میں بہ اسناد صحیح مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سینے پر باندھے اور ابو داؤد میں حضرت علی کا قول مذکور ہے کہ سنت ہے ایک کف کا دوسرے کف پر رکھنا ناف کے نیچے اور ابن ابی شیبہ نے وائل بن حجر سے مرفوعاً تحت السرۃ کو نقل کیا ہے اور سب واسع ہے اہل تحقیق کے نزدیک مگر ہاتھ چھوڑنا بالکل مرجوح ہے اصحاب مالکیہ کو اس پر عمل نہ کرنا چاہیئے اور احادیث صحیحہ پر جو ہاتھ باندھنے میں طرق متعددہ سے وارد ہیں عمل کرنا چاہیئے علی الخصوص اس صورت میں کہ امام مالک نے موطا میں بھی ہاتھ باندھنے کو ثابت کیا ہے۔

۵۱- عَنْ: سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ وَّلَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهٗ يَنْمِيْ ذٰلِكَ ۔ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حکم کئے جاتے تھے نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کا کہا ابو حازم نے کہ میں سمجھتا ہوں سہل اس حدیث کو مرفوع کرتے تھے۔

ف: زرقانی نے کہا ابن خزیمہ نے وائل سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ سینے پر باندھے اور بزار نے روایت کیا کہ نزدیک سینے کے باندھے اور زیادات مسند میں ہے حضرت علی کی حدیث سے کہ انہوں نے ہاتھ نیچے ناف کے باندھے مگر اسناد اس کی ضعیف ہے۔

۱۶- بَابُ الْقُنُوْتِ فِي الصُّبْحِ (صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان)

۵۲- عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْنُتُ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر قنوت نہیں

فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ ؕ — پڑھتے تھے کسی نماز میں ۔

ف : احادیث صحیحہ سے قنوت پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبح کی نماز میں بعد رکوع کے ثابت ہے اور ترک بھی ثابت ہے صحیح یہ ہے کہ اکثر آپ نے ترک کیا کبھی کبھی پڑھا ہے بددعا کے لئے کفار پر امام ہمام ابن القیم نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ احادیث متفق ہوگئیں اس پر کہ آپ نے قنوت پڑھا بعد رکوع کے اور وہ بھی کسی عارضہ سے پھر چھوڑ دیا جس کو امام احمد نے کہا کہ احادیث صحیحہ اکثر اسی طرف ہیں کہ آپ نے وتر میں بھی قنوت بعد رکوع کے پڑھا ہے تو عمل اس پر اولیٰ ہے اور قبل رکوع کے بھی جائز ہے وتر میں جو قنوت صحیح طور سے ثابت ہے وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ آخر تک اور یہ قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الی آخرہ بسند ضعیف ابن مسعود سے موقوفاً مروی ہے صحاح میں اس کا ذکر نہیں ہے ۔ ابن القیم نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ عبدوس بن مالک عطار نے سوال کیا امام احمد بن حنبل سے کہ میں ایک شخص مسافر ہوں بصرہ کا رہنے والا اور ہمارے ہاں لوگوں نے چند امور میں اختلاف کیا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے پوچھیں کہا انہوں نے کہ میں نے کہا کہ بصرہ میں بعض لوگ نماز میں قنوت پڑھا کرتے ہیں اُن کے پیچھے نماز درست ہے ۔ امام احمد نے جواب دیا کہ ہاں درست ہے اگلے زمانے میں لوگ نماز پڑھا کرتے تھے اُن لوگوں کے پیچھے جو قنوت پڑھا کرتے تھے اور جو نہیں پڑھتے تھے البتہ اگر قنوت میں کوئی حرف یا دعا اپنی طرف سے زیادہ کریں جیسے اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ یا عَذَابَکَ بِالْجِدِّ یا نَحْوَہا تو اپنی نماز کو توڑ کر الگ ہو جا انتہی مترجم کہتا ہے کہ اس قول سے امام احمد کے ثابت ہوتا ہے کہ اللھم انا نستعینک ونستغفرک اس قنوت کی کوئی اصل صحیح حدیث سے نہیں پائی جاتی مگر جزری نے حصن حصین میں ابن السنی کی اذکار اور ابن ابی شیبہ کی مصنف اور بیہقی کی سنن کبیر سے اس قنوت کو کسی قدر مرفوعاً اور کسیقدر موقوفاً ابن مسعود اور عمر بن الخطاب سے نقل کیا ہے اور ابتدائے کتاب میں جزری نے لکھا ہے اَرْجُوْا اَنْ یَّکُوْنَ جَمِیْعُ مَافِیْہِ صَحِیْحًا اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسنادبھی اس کی صحیح ہو آئندہ العلم عند اللہ ۔ ہمارے مشائخ دعائے قنوت میں اللھم اھدنی فیمن ہدیت الخ جو سند صحیح سے مروی ہے پڑھا کرتے ہیں ۔

۱۷ - بَابُ النَّھْیِ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَالْاِنْسَانُ یُرِیْدُ حَاجَتَہٗ

(پائخانہ یا پیشاب کی حاجت کے وقت نماز نہ پڑھنا)

۵۳ عَنْ : عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْاَرْقَمِ کَانَ یَؤُمُّ اَصْحَابَہٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ یَوْمًا فَذَھَبَ لِحَاجَتِہٖ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلْیَبْدَاْ بِہٖ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ ؕ (اخرجہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ)

ترجمہ : عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن الارقم امامت کرتے تھے اپنے لوگوں کی تو ایک دن نماز تیار ہوئی چلے گئے حاجت کو پھر آئے اور بولے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب قصد کرے کوئی تم میں سے پائخانہ کا تو پہلے پائخانہ کر لے پھر نماز پڑھے ۔

۵۴ عَنْ : زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

ترجمہ : حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی تم میں نماز نہ پڑھے

قَالَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ضَامٌّ بَيْنَ وَرِكَيْهِ ۔ جب وہ روکے ہو پیشاب یا پاخانہ کو ۔

۱۸ - بَابُ اِنْتِظَارِ الصَّلٰوةِ وَالْمَشْيِ اِلَيْهَا

(نماز کے انتظار کرنے کا اور نماز کو جانے کا ثواب)

۵۵ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے دعا کرتے ہیں اُس شخص کے لئے جو بیٹھا رہے اُس جگہ میں جہاں وہ نماز پڑھ چکا ہے جب تک اُس کو حدث نہ ہو کہتے ہیں اے اللہ بخش دے اُس کو رحم کر اُس پر ۔

ف : یعنی ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے ۔
کہا مالک نے حدث سے مراد وہ امر ہے جس سے وضو ٹوٹ جائے ۔

۵۶ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ اَنْ يَنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهِ اِلَّا الصَّلٰوةُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں رہتا ہے وہ شخص جس کو نماز گھر جانے سے روکے رہے ۔

ف : یعنی ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے اور اپنے گھر کو نہ جائے صرف نماز کے واسطے تو اُس کے لئے ثواب نماز کا لکھا جائیگا اگرچہ وہ خالی بیٹھا رہے ۔

۵۷ عَنْ : سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اَوْ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيْدُ غَيْرَهُ لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا اَوْ لِيُعَلِّمَهُ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى بَيْتِهِ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَجَعَ غَانِمًا ۔

ترجمہ : ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے تھے جو شخص صبح کو یا سہ پہر کو جائے مسجد میں نیک امر سیکھنے کو یا سکھانے کو پھر لوٹ آئے اپنے گھر میں تو گویا جہاد سے غنیمت لے کر لوٹا ۔

ف : طبرانی نے اس حدیث کو مرفوعاً سہل بن سعد اور ابی امامہ سے روایت کیا ہے لیکن ابی امامہ کی روایت میں ہے کہ اُس کو ایک پورے حج کا ثواب ملے گا ۔

۵۸ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ ثُمَّ جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ فَاِنْ قَامَ مِنْ مُصَلَّاهُ فَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ لَمْ يَزَلْ فِيْ صَلٰوةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ ۔

ترجمہ : ابوہریرہ کہتے تھے جو شخص تم میں سے نماز پڑھ کر وہیں بیٹھا رہے تو ملائکہ دُعا کرتے ہیں اُس کے لئے یا اللہ بخش دے اُس کو رحم کر اُس پر اگر کھڑا ہو گیا اُس جگہ سے لیکن بیٹھا رہا مسجد میں نماز کے انتظار میں تو گویا وہ نماز ہی میں ہے جب تک نماز پڑھے ۔

۵۹۔ عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَا یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ بتاؤں میں تم کو وہ چیزیں جو دور کرتی ہیں گناہوں کو اور بڑھاتی ہیں درجوں کو پورا کرنا وضو کا تکلیف کے وقت[1] اور قدم بہت ہونا مسجد تک[2] اور انتظار کرنا نماز کا بعد ایک نماز کے یہی رباط ہے یہی رباط ہے یہی رباط[3]

ف[1]: یعنی وضو کے اعضاء کو سنت کے موافق دھونا اس میں کمی نہ کرنا تکلیف کے وقت مثلاً سردی یا ہوا کے وقت یا بیماری کے وقت۔ ف[2]: یعنی مکان دور ہو مسجد سے وہاں سے مسجد کو آنا اور جانا بنی سلمہ نے جب ارادہ کیا کہ مسجد نبوی کے پاس آرہیں کیونکہ ان کے مکان دور تھے تو فرمایا آپ نے دِیَارَکُمْ تُکْتَبُ اٰثَارُکُمْ اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔ ف[3]: یعنی اللہ جل جلالہ نے جو فرمایا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا تو رَابِطُوْا سے یہ امور مراد ہیں رباط سے نماز پر مواظبت کرنا مقصود ہے اور اصل میں رباط کہتے ہیں دشمن کے فکر میں رہنے کو مورچہ میں دشمن کے انتظار کرنے کو۔

۶۰۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ یُقَالُ لَا یَخْرُجُ اَحَدٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ النِّدَاءِ اِلَّا اَحَدٌ یُرِیْدُ الرُّجُوْعَ اِلَیْهِ اِلَّا مُنَافِقٌ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا کہتے ہیں مسجد سے بعد اذان کے جو نکل جائے اور پھر آنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ منافق ہے۔

ف: مقصود یہ ہے کہ یہ کام اس کا منافقوں کا سا ہے اگر نماز جماعت سے پڑھ چکا ہے تو تکبیر شروع ہونے کے اول نکل سکتا ہے اگر تکبیر ہو جائے تو پھر پڑھ لے۔

۱۹۔ بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْجُلُوْسِ لِمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ

(جو شخص مسجد میں جائے تو بغیر دو رکعتیں نفل پڑھے ہوئے نہ بیٹھے)

۶۱۔ عَنْ: اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوقتادہ انصاری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے۔

ف: اس کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں اگر مسجد حرام میں جائے تو وہاں طواف شروع کرے اور دوگانہ طواف کا تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گا۔

۶۲۔ عَنْ: اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ اَلَمْ اَرَ صَاحِبَكَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ یَجْلِسُ قَبْلَ

ترجمہ: ابوالنضر سے روایت ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے میں نہیں دیکھتا تمہارے صاحب یعنی عمر بن عبید اللہ کو تحیۃ المسجد پڑھتے ہوئے جب آتے ہیں مسجد

اَنْ يَرْكَعَ قَالَ اَبُو النَّضْرِ يَعْنِي بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيُعِيبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ اَنْ يَجْلِسَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ اَنْ يَرْكَعَ ؏

کر تو بیٹھ جاتے ہیں بغیر دو رکعتیں پڑھے ہوئے۔ ابوالنضر نے کہا کہ ابو سلمہ عیب کرتے تھے اس امر کا عمر بن عبیداللہ پر۔

کہا مالک نے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

ف: باتفاق ائمہ اربعہ کے اور ظاہریہ کے نزدیک واجب ہے مگر ابن حزم نے عدم وجوب لکھا ہے زرقانی نے کہا اس میں کچھ اشکال نہیں ہے اگرچہ ابن حزم ظاہری ہیں مگر بعض مسائل میں خلاف کرنا کچھ ممنوع نہیں ہے جیسے بہت مقلدین ائمہ اربعہ میں ہیں کہ بعض مسائل میں خلاف اپنے آئمہ کا کرتے ہیں۔

۲۰۔ بابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلٰى مَا يُوضَعُ عَلَيْهِ الْوَجْهُ فِي السُّجُودِ

(جس چیز پر سجدہ کرے اُس پر دونوں ہاتھ رکھے)

ف: یعنی اگر سجدہ زمین پر کرے تو ہاتھ بھی زمین پر رکھے یہ نہ کرے کہ ہاتھ سستی کے مارے کپڑے میں سے باہر نہ نکالے۔

۶۳۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ وَجْهَهُ قَالَ نَافِعٌ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْبَرْدِ وَاِنَّهُ لَيُخْرِجُ كَفَّيْهِ مِنْ تَحْتِ بُرْنُسٍ لَهُ حَتّٰى يَضَعَهُمَا عَلَى الْحَصْبَاءِ ؏

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب سجدہ کرتے تھے تو جس چیز پر سجدہ کرتے تھے اُسی پر ہاتھ رکھتے تھے نافع نے کہا کہ سخت جاڑے کے دن میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا اپنے ہاتھ نکالتے تھے جُبّہ سے اور رکھتے تھے اُن کو کنکریلی زمین پر۔

۶۴۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْاَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ ؏

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے جو شخص پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی زمین پر رکھے پھر منہ اُٹھائے تو ہاتھ بھی اُٹھائے اس لئے کہ ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے منہ سجدہ کرتا ہے۔

۲۱۔ بابُ الْاِلْتِفَاتِ وَالتَّصْفِيقِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ

(نماز میں کسی طرف دیکھنا یا دستک دینا وقت حاجت کے)

۶۵۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلٰى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ وَحَانَتِ

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے بنی عمرو بن عوف کے پاس اُن میں صلح کرنے کو اور وقت آ گیا نماز کا تو مؤذن ابوبکر صدیق کے

الصَّلٰوةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلٰى أَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّىْ لِلنَّاسِ فَأُقِيْمُ فَقَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِى الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِى الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِىْ صَلٰوتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِيْقِ الْتَفَتَ أَبُوْبَكْرٍ فَرَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ حَتَّى اسْتَوٰى فِى الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا أَبَابَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِىْ قُحَافَةَ أَنْ يُّصَلِّىَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِىْ رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيْقِ مَنْ نَابَهُ شَىْءٌ فِىْ صَلٰوتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سُبِّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

پاس آکر بولا اگر تم نماز پڑھاؤ تو میں تکبیر کہوں بولے اچھا پس شروع کی نماز ابوبکر نے اور آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے سو آپ صفوں کو چیر کر پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے ف۱ پس دستک دی لوگوں نے مگر ابوبکر نماز میں کسی طرف دھیان نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے بہت زور سے دستکیں دینا شروع کیں تب دیکھا ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ارادہ کیا پیچھے ہٹنے کا پس اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ پر رہو تو دونوں ہاتھ اٹھا کر ابوبکرؓ نے خدا کا شکر کیا اس بات پر کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے اُن کو امام رہنے کا حکم دیا ف۲ پھر پیچھے ہٹ آئے ابوبکر اور آگے بڑھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھا کر فارغ ہوئے ف۳ پھر فرمایا اے ابوبکر تم کیوں اپنی جگہ پر کھڑے نہ رہے جب میں نے تم سے اشارہ کیا تھا ابوبکر نے کہا بھلا ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ پہنچتا ہے کہ نماز پڑھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے ف۴ تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے تم نے اسقدر دستکیں کیوں بجائیں جس شخص کو نماز میں کچھ حادثہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے لوگ اس طرف دیکھ لیں گے اور دستک دینا عورتوں کے لئے ہے ف۵

ف۱ : کیونکہ دو آدمی اُن میں سے آپس میں لڑتے تھے پتھروں سے۔ ف۲ : اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کو چیر کر صف اول میں جانا درست ہے جب وہاں جگہ خالی ہو یا وہ شخص امام ہو۔ ف۳ : اس سے ثابت ہوا کہ دونوں ہاتھ اُٹھانا دعا یا ثنا کے لئے نماز میں درست ہے ف۴ : اس سے ثابت ہوا کہ ایک نماز دو اماموں کے پیچھے درست ہے اور اگر امام غائب ہو تو دوسرے کو امامت کرنا درست ہے پھر اگر اصلی امام آجائے تو اُس کو اختیار ہے چاہے اقتداء کرے یا خود امام ہو جائے اور جو شخص پہلے کھڑا ہو گیا تھا وہ پیچھے آجائے ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ امر اور امام کے لئے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ خصائص میں سے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کیا اجماع کا اس فعل کے عدم جواز پر زرقانی نے کہا کہ دعویٰ اجماع غلط ہے بلکہ شافعیہ کے نزدیک صحیح مشہور یہ ہے کہ یہ فعل جائز ہے اور نماز فاسد نہ ہوگی ف۵ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نام کو تواضع اور انکسار کی راہ سے بیان نہیں کیا۔ ابوقحافہ حضرت ابوبکر کے باپ کی کنیت ہے اور نام اُن کا عثمان بن عامر ہے اگر کوئی کہے ابوبکر نے مخالفت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی کیونکہ آپ نے حکم کیا تھا کہ اپنی جگہ پر رہو اور الامر فوق الادب کا لحاظ نہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر نے قرینہ حال سے پہچان لیا کہ یہ امر اختیاری تھا نہ وجوبی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد نماز

پڑھانے کا تھا ورنہ نہیں جبرکر آپ نہ آتے۔ از زرقانی) ف: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بغیر ضرورت کے نماز میں داہنے بائیں دیکھنا مکروہ ہے اور اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے۔ بہ دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے التفات یعنی دائیں بائیں دیکھنا نماز میں شیطان کی اُچک ہے اُچک لیتا ہے نماز میں سے اور حدیث ابی ذر کی کہ اللہ تعالیٰ متوجہ رہتا ہے بندہ کی طرف نماز میں جب تک وہ قبلہ کی طرف دیکھتا رہے پھر جب وہ قبلہ سے منہ پھیرتا ہے تو اللہ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ نماز میں التفات تین قسم ہے ایک یہ کہ بغیر گردن موڑے ہوئے صرف گوشۂ چشم سے اِدھر اُدھر دیکھے یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے۔ دوسرے یہ کہ گردن موڑ کر اِدھر اُدھر دیکھے یہ مکروہ ہے تیسرے یہ کہ سینہ موڑ کر دیکھے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

۶۶۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَلْتَفِتُ فِي صَلٰوتِهِ ؛

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نماز میں التفات نہیں کرتے تھے۔

۶۷۔ عَنْ: اَبِيْ جَعْفَرِنِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَرَآئِيْ وَلَا اَشْعُرُ بِهٖ فَالْتَفَتُّ فَغَمَزَنِيْ ؛

ترجمہ: ابوجعفر قاری سے روایت ہے کہ میں پڑھتا تھا اور عبداللہ بن عمر میرے پیچھے تھے مجھے خبر نہ تھی میں نے اُن کو دیکھا تو دبا دیا انہوں نے مجھ کو (یعنے منع کیا التفات سے)

بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ جَآءَ وَالْاِمَامُ رَاكِعٌ (جو شخص آیا اور امام کو رکوع میں پایا وہ کیا کرے)

۶۸۔ عَنْ: اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ النَّاسَ رُكُوْعًا فَرَكَعَ ثُمَّ دَبَّ حَتّٰى وَصَلَ الصَّفَّ ؛

ترجمہ: ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے کہ زید بن ثابت مسجد میں آئے تو امام کو رکوع میں پایا پس رکوع کر لیا پھر آہستہ چل کر صف میں مل گئے۔

۶۹۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَدِبُّ رَاكِعًا ؛

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا عبداللہ بن مسعود سے کہ وہ رکوع میں آہستہ چلتے تھے صف میں مل جانے کو۔

ف: مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو خیال ہو کہ جب تک صف میں جا کر پہنچوں گا تو امام رکوع سے کھڑا ہو جائے گا اور ایک رکعت فوت ہو جائے گی۔ وہ جہاں پر ہو وہیں رکوع کر کے آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر صف میں شریک ہو جائے شافعی نے اس فعل کو مستحب کہا ہے اور ابوحنیفہ نے مکروہ کہا ہے ایک شخص کے واسطے اور جائز رکھا ہے جماعت کے واسطے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (درود شریف کے بیان میں)

۷۰۔ عَنْ: اَبِيْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

ترجمہ: ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ کیونکر درود بھیجیں آپ پر تو فرمایا آپ نے کہو اے پروردگار رحمت اُتار اپنی محمد اور اُن کی بی بیوں اور آل پر جیسے رحمت کی تو

وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

نے ابراہیم پر اور برکت اتار محمدؐ اور اُن کی بی بیوں پر اور آل پر جیسے تو نے برکت اتاری ابراہیم کی اولاد پر بیشک تو تعریف کے لائق اور بڑا ہے۔

۷۱۔ عَنْ: أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہمارے پاس سعد بن عبادہ کے مکان میں تو کہا آپ سے بشیر بن سعد نے حکم کیا ہم کو اللہ جل جلالہٗ نے درود بھیجنے کا آپ پر تو کیونکر درود بھیجیں آپ پر پس چپ ہو رہے آپ یہاں تک کہ ہم کو تمنا ہوئی کہ کاش نہ پوچھتے آپ سے پھر فرمایا آپ نے کہو:

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید اور سلام بھیجنے کی ترکیب جیسے تم جان چکے ہو۔

ف: یعنی السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

۷۲۔ عَنْ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ۔

ترجمہ: عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا عبد اللہ بن عمر کو کھڑے ہوتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پھر درود بھیجتے تھے آپ پر اور ابوبکر اور عمر پر۔

ف: یعنی آپ پر درود بھیج کر اُن دونوں کے لئے دُعا کرتے تھے یا ابوبکر اور عمر پر بھی ساتھ ہی آپ کے نام کے درود بھیجتے تھے اور غیر نبی پر درود بھیجنا نبی کی متابعت سے درست ہے مثلاً یوں کہتے اللہم صل علی محمد و علی صاحبیہ ابی بکر و عمر۔

۲۴۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي جَامِعِ الصَّلٰوةِ (متفرق حدیثیں نماز کی)

۷۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ظہر کے اول دو رکعتیں اور بعد ظہر کے دو رکعتیں اور بعد مغرب کے دو رکعتیں اپنے گھر میں اور بعد عشا کے دو رکعتیں اور نہیں پڑھتے تھے بعد جمعہ کے مسجد میں یہاں تک کہ گھر میں آتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

ف : امام بخاری نے روایت کیا عائشہؓ سے کہ رسول اللہ علیہ وسلم ظہر کے اول چار رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے غرض یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ظہر کی اول دو سنتیں بھی ثابت ہیں اور چار بھی ثابت ہیں ۔ امام ہمام ابن قیم نے کتاب الصلوٰۃ میں چار سنتیں ظہر کے اول اختیار کی ہیں سب سنتیں دن رات میں بارہ ہوئیں دو قبل فجر کے اور چار قبل ظہر کے اور دو بعد اُس کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور قبل عصر کے سنتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں مگر اصحاب سنن نے مرفوعاً روایت کیا کہ رحم کرے اللہ تعالےٰ اُس شخص پر جو عصر کے اول چار رکعتیں پڑھ لے اسی طرح جمعہ کے اول سنتوں کا پڑھنا حدیث صحیح سے ثابت نہیں مگر چند ضعیف حدیثیں آئی ہیں اور بعد جمعہ کے ایک روایت میں دو سنتیں اور ایک روایت میں چار آئی ہیں مگر اِن سنتوں کو حضرتؐ نے گھر میں پڑھا ہے ۔

۴۷۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَرَوْنَ قِبْلَتِي هَهُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ مِنْ خُشُوعِكُمْ وَلَا رُكُوعِكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم دیکھتے ہو میرا منہ قبلے کی طرف قسم خدا کی مجھ سے چھپا نہیں ہے خشوع تمہارا نماز میں اور رکوع تمہارا میں دیکھتا ہوں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے ۔

ف : یعنی وحی سے تمہارا احوال معلوم کر لیتا ہوں یا التفات کر کے تمہیں دیکھ لیتا ہوں یا خلاف عادت بطور معجزہ کے پیچھے سے بھی تم کو دیکھتا ہوں یہی اخیر قول صحیح ہے ۔

۴۷۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آتے تھے قبا میں سوار ہو کر اور پیدل ۔

ف : ہر ہفتہ کے دن باجی نے کہا کہ قبا کو سوار ہو کر آنا حدیث لاتشد الرحال کے منافی نہیں ہے اس واسطے کہ وہ حدیث دُور دراز سفر کی ممانعت میں ہے اور اپنے شہر کی مسجدوں میں سوار ہو کر جانا کچھ ممنوع نہیں ہے البتہ اگر کوئی قبا کی نیت کر کے اور کسی شہر سے آئے تو ممنوع ہے ۔

۴۷۶۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ فِيهِمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ وَأَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ صَلَاتَهُ قَالُوا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا ۔ (رواہ احمد والدارمی نحوہ)

ترجمہ : نعمان بن مرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا رائے ہے تمہاری اس شخص میں جو شراب پیئے اور چوری کرے اور زنا کرے اور تھا یہ امر قبل اترنے حکم کے اُن کے باب میں تو کہا صحابہ نے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا آپ نے یہ بُرے کام ہیں اُن کی سزا ضرور ہے اور سب چوریوں میں بُری نماز کی چوری ہے پوچھا صحابہ نے نماز کا چور کیونکر ہے فرمایا آپ نے نماز کا چور وہ ہے جو رکوع اور سجدہ کو پورا نہ کرے ۔

ف : اِس حدیث کو بہت ائمہ حدیث نے مسند ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ نماز کا چور وہ ہے جو رکوع اور سجدہ اور خشوع پورا نہ کرے ۔ رکوع میں اچھی طرح جھکنا اور پیٹھ کو اور سر کو برابر کرنا

اور اقل مرتبہ تین بار سبحان ربی العظیم کہنا پھر رکوع سے سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہو جانا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہنا اچھی طرح اطمینان سے پھر سجدہ کرنا اور ہر سجدہ میں کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ اور دو سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح بیٹھنا اور اطمینان اور وقار اور سہولت سے سب ارکان ادا کرنا اسکا نام تعدیل ارکان ہے بعض کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور بعض ائمہ اور محققین کے نزدیک فرض ہے اور رکن ہے نماز کا بغیر اس کے نماز ادا نہ ہوگی بلکہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا امام ابن قیم نے تعدیل ارکان کی فرضیت کو احادیث متعددہ سے کتاب الصلوٰۃ میں خوب ثابت کیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی رسالہ صلوٰۃ میں اس کو خوب لکھا ہے۔ بخوف تطویل ان دونوں کتابوں کے مضامین یہاں نہیں لکھے۔

۷۷۔ عَنْ: عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ایک حصہ اپنی نماز میں سے اپنے گھروں میں ادا کرو۔

ف: تاکہ گھر مثل قبرستان کے نہ ہو جائیں۔ دوسرے حدیث میں ہے کہ افضل نماز آدمی کی وہ ہے جو اپنے گھر میں ہو مگر فرض کہ وہ مسجد میں جماعت سے ادا کرنا چاہئے اور نوافل کا گھر میں پڑھنا اولیٰ ہے۔

۷۸۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيْضُ السُّجُوْدَ اَوْمٰى بِرَاْسِهٖ اِيْمَاءً وَلَمْ يَرْفَعْ اِلٰى جَبْهَتِهٖ شَيْئًا۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے بیمار کو اگر سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو سر سے اشارہ کرے لیکن کوئی چیز اپنی پیشانی کے سامنے اونچی نہ رکھے۔

ف: مثل تکیہ وغیرہ کے تاکہ اُس پر سجدہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے اکثر علماء کے نزدیک اور ابن عباس اور عروہ بن الزبیر اور ام سلمہ کے نزدیک درست ہے۔

۷۹۔ عَنْ: رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا جَاءَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى النَّاسُ بَدَاَ بِصَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا شَيْئًا۔

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب آتے مسجد میں اور معلوم ہوتا کہ جماعت ہو چکی ہے تو فرض شروع کرتے اور سنتیں نہ پڑھتے۔

۸۰۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا فَرَجَعَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ اِذَا سُلِّمَ عَلٰى اَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلَا يَتَكَلَّمْ وَلْيُشِرْ بِيَدِهٖ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر گذرے ایک شخص پر اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو سلام کیا اُس کو اُس نے جواب دیا زبان سے پھر لوٹے عبداللہ بن عمر اور کہا اُس سے جب کوئی سلام کرے تم پر اور تم نماز پڑھتے ہو تو زبان سے جواب نہ دو بلکہ ہاتھ سے اشارہ کر دو۔

ف: کیونکہ زبان سے جواب سلام کا دینا فاسد کرتا ہے نماز کو ائمہ اربعہ کے نزدیک اور قتادہ اور حسن اور ایک جماعت تابعین کے نزدیک فاسد نہیں کرتا بلکہ زبان سے جواب دینا نماز میں درست ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ مصلی کو سلام کرنا بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک نادرست ہے اور دلیل جواز کی حدیث ہے انصار کی کہ وہ آتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے پس سلام کرتے تھے انصار اور آپ جواب دیتے تھے اشارہ سے بعضوں نے اسکی تاویل یوں کی ہے کہ آپ اشارہ سے منع کرتے تھے کہ پھر ایسا نہ کریں (زرقانی) یہ تاویل ظاہر متبادر کے بالکل خلاف ہے

اسلئے کہ اگر مقصود آپ کو منع ہوتا تو بعد نماز کے ایک بار منع کر دیتے تاکہ انصار پھر ایسا نہ کرتے مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ انصار جب آتے تھے تو آپ نماز میں ہوتے تھے تو سلام کرتے تھے ۔

۸۱ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا اِلَّا وَهُوَ مَعَ الْاِمَامِ فَاِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ نَسِيَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَهَا الْاُخْرٰى ؛

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے جو شخص بھول جائے نماز کو پھر یاد کرے اور وہ دوسری نماز میں امام کے پیچھے ہو تو جب امام سلام پھیرے تو چاہیئے کہ اُس نماز کو پڑھ کر جو نماز امام کے ساتھ پڑھی ہے اس کا اعادہ کرے ۔

ف: مثلاً ظہر کی نماز پڑھنا بھول گیا اور عصر کی نماز جماعت سے پڑھ رہا تھا جب اُس کو یاد آیا کہ ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو بعد امام کے فراغت کے ظہر کی نماز پڑھے اور پھر عصر کو دوبارہ پڑھے اس لئے کہ عصر اُس کی درست نہیں ہوئی بوجہ ترتیب فوت ہو جانے کے ائمہ ثلٰثہ یعنے ابوحنیفہ اور مالک اور احمد کا یہی قول ہے اور شافعی کے نزدیک ظہر پڑھ لے اور عصر کا اعادہ نہ کرے ۔

۸۲ عَنْ: وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلٰى جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلٰوتِيْ انْصَرَفْتُ اِلَيْهِ مِنْ قِبَلِ شِقِّي الْاَيْسَرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَنْصَرِفَ عَنْ يَمِيْنِكَ قَالَ فَقُلْتُ رَاَيْتُكَ فَانْصَرَفْتُ اِلَيْكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَاِنَّكَ قَدْ اَصَبْتَ اِنَّ قَائِلًا يَقُوْلُ انْصَرِفْ عَنْ يَمِيْنِكَ فَاِذَا كُنْتَ تُصَلِّيْ فَانْصَرِفْ حَيْثُ شِئْتَ اِنْ شِئْتَ عَنْ يَمِيْنِكَ وَاِنْ شِئْتَ عَنْ يَسَارِكَ ؛

ترجمہ: واسع بن حبان سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور عبداللہ بن عمر قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے بیٹھے تھے تو جب نماز سے میں فارغ ہوا بائیں طرف سے مُڑ کر اُن کے پاس گیا تو عبداللہ بن عمر نے کہا تو داہنی طرف سے مُڑ کر کیوں نہ آیا میں نے کہا کہ آپ کو دیکھ کر بائیں طرف سے مُڑ کر چلا آیا ۔ عبداللہ نے کہا تو نے اچھا کیا ایک صاحب کہتے ہیں کہ جب نماز پڑھ چکے تو داہنی طرف سے مڑ مگر تو جب نماز پڑھے تو جدھر سے چاہے مُڑ کر جا داہنی طرف سے یا بائیں طرف سے ۔

ف: آنحضرتؐ سے دونوں فعل ثابت ہیں اسواسطے عبداللہ بن عمر نے انکار کیا اُس شخص پر جو داہنی طرف سے مُڑنے کو لازم جانتا تھا ۔

۸۳ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَمْ يَرَ بِهٖ بَاْسًا اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اُصَلِّيْ فِيْ عَطَنِ الْاِبِلِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ صَلِّ فِيْ مُرَاحِ الْغَنَمِ ؛ (اخرجہ ابوداؤد)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ایک شخص نے پوچھا کیا نماز پڑھوں میں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں کہا نہیں لیکن پڑھ لے بکری کے تھانوں میں ۔

ف: یہ حدیث اسانید متعددہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے اُونٹوں کے اجتماع کی جگہ میں نماز کو منع فرمایا اسلئے کہ وہاں نماز کے ٹوٹ جانے کا یا نمازی کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے برخلاف بکریوں کے اور ایک روایت میں ابوداؤد کے ہے کہ

اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں شیاطین ہیں اور بکریوں کی جگہ میں برکت ہے تو وہاں نماز پڑھو۔

۸۴- عَنْ : سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ مَا صَلٰوةٌ يُجْلَسُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ مِّنْهَا ثُمَّ قَالَ سَعِيْدٌ هِيَ الْمَغْرِبُ إِذَا فَاتَتْكَ مِنْهَا رَكْعَةٌ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا کہ وہ کون سی نماز ہے جس میں ہر رکعت کے بعد بیٹھنا پڑے پھر خود ہی کہا وہ نماز مغرب کی ہے جب ایک رکعت فوت ہو جائے امام کے ساتھ۔

کہا مالک نے یہی طریقہ ہے کل نمازوں کا۔

ف: یعنی ہر نماز میں جسقدر فوت ہو جائے اُس کو آخر نماز میں سمجھنا اور جسقدر ملے اُس کو اول اپنی نماز کا جاننا اسی واسطے اگر کسی شخص کو مغرب کی ایک رکعت ملے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ کر بیٹھے کیونکہ اب اُس کی دو رکعتیں ہوئیں اس سے معلوم ہوا کہ جو رکعت اس نے پائی تھی وہ ابتداء ہے اُس کی نماز کی ورنہ اگر اخیر ہوتی تو دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا پڑتا یہی حکم ہر نماز میں ہے اور بعضوں نے اس عبارت کے معنے یہ کہتے ہیں کہ ہر نماز میں یہ سوال پورا ہو سکتا ہے دوگانہ نماز جیسے فجر کی اس میں تو ظاہر ہے اور چار رکعتی نماز میں اس طور سے کہ ایک شخص نے امام کے پیچھے اقتدا کی اور وہ ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو اب ایک رکعت پڑھ کے امام کے ساتھ بیٹھا پھر اُس کی نکسیر پھوٹی اور وضو کر کے آیا جب تک امام نماز پڑھ چکا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ کر بیٹھے گا پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھول کے بیٹھ گیا اب وہ چوتھی رکعت پڑھ کر پھر بیٹھے گا تو ہر رکعت کے بعد قعدہ ہوا۔

۲۵- بَابُ جَامِعِ الصَّلٰوةِ

۸- عَنْ : اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ الشَّمْسِ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوقتادہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اپنی نواسی امامہ کو جو بیٹی زینب کی تھیں ابوالعاص سے اٹھائے ہوئے تو جب سجدہ کرتے آپ بٹھا دیتے انکو زمین پر جب کھڑے ہوتے اٹھا لیتے۔

ف: زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی تھیں شوہر اُن کے ابوالعاص بن ربیعہ کافر تھے پھر اسلام لائے قبل فتح کے اور ہجرت کی تو دے دیا آنحضرت نے زینب کو اُنہی کو اور مریں زینب اُن کے نکاح میں امام مالک نے تاویل اس حدیث کی یہ کی ہے کہ یہ فعل نوافل میں تھا کیونکہ یہ عمل کثیر ہے عمل کثیر فاسد کرتا ہے نماز کو مگر یہ تاویل صحیح نہیں اسلئے کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت کرتے تھے لوگوں کی اور امامہ اُن کے کندھے پر تھیں اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ظہر یا عصر کی نماز میں تھا نووی نے کہا کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث کو منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے بعضوں نے یہ کہا ہے یہ فعل خصائص میں سے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ بعضوں نے کہا بسبب ضرورت کے تھا اور یہ سب دعوے باطل اور مردود ہیں اور حق یہ ہے کہ اسقدر عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (زرقانی باختصار)

۔ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے جاتے رہتے ہیں فرشتے تمہارے پاس رات کے جدا اور دن کے جدا اور جمع ہو جاتے ہیں سب

صَلٰوۃِ الْعَصْرِ وَصَلٰوۃِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْأَلُھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِھِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ ؕ (اخرجہ البخاری ومسلم)

عصر کی اور فجر کی نماز میں پھر وہ فرشتے جو رات کو تمہارے ساتھ رہتے ہیں چڑھ جاتے ہیں اور پس پوچھتا ہے اُن سے پروردگار اور خوب جانتا ہے کس حال میں چھوڑا تم نے میرے بندوں کو کہتے ہیں ہم نے چھوڑا اُن کو نماز میں اور جب ہم گئے تھے جب بھی نماز پڑھتے تھے۔

ف: یعنی دن کے فرشتے الگ مقرر ہیں اور رات کے الگ مگر فجر کی نماز کے وقت رات کے فرشتے جانے کا قصد کرتے ہیں اتنے میں دن کے فرشتے آجاتے ہیں تو آپس میں ملاقات ہو جاتی ہے اسی طرح عصر کی نماز میں دن کے فرشتے جانے کا قصد کرتے ہیں اتنے میں رات کے فرشتے آجاتے ہیں پس باہم ملاقات ہو جاتی ہے یہ جو فرمایا آپ نے کہ فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور جب اُن سے پروردگار پوچھتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پروردگار جل شانہٗ ہمارے اوپر اپنے عرش مقدس پر ہے نہ نیچے ہمارے یا ہر جگہ جیسے بعض ملحدوں کا اعتقاد ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِکَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُکَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَقُلْتُ لِحَفْصَۃَ قُوْلِیْ لَہٗ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ اِذَا قَامَ فِیْ مَقَامِکَ لَمْ یُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُکَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَۃُ لِعَائِشَۃَ مَا کُنْتُ لِاُصِیْبَ مِنْکِ خَیْرًا ؕ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: حضرت اُم المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا مرض موت میں ابوبکر کو نماز پڑھانے کا تو کہا میں نے یا رسول اللہ ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو روتے روتے اُن کی آواز نہ نکلے گی تو حکم کیجئے عمر کو نماز پڑھانے کا فرمایا آپ نے کہو ابوبکر سے نماز پڑھانے کو کہا عائشہ نے کہ میں نے حفصہ سے کہا تم کہو آنحضرتؐ سے ابوبکر جب آپ کی جگہ میں کھڑے ہوں گے تو روتے روتے اُن کی آواز نہ نکلے گی پس حکم کیجئے عمر کو نماز پڑھانے کا سو کہا حفصہ نے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم یوسف کے ساتھی عورتوں کی طرح ہو کہو ابوبکر سے نماز پڑھانے کو پس کہا حفصہ نے عائشہ سے تم سے مجھے بھلائی نہ ہوئی ف

ف: اسلئے کہ وہ نرم دل ہیں (عینی) **ف:** یوسف کے ساتھیوں سے زلیخا مراد ہے جس نے دل میں کچھ مطلب رکھا تھا اور ظاہر میں کچھ۔ دل میں تو یہ غرض تھی کہ یہ عورتیں حضرت یوسف کا حُسن وجمال دیکھ کر مجھے اُن کے عشق میں معذور رکھیں اور ظاہر میں دعوت کا بہانہ کیا تھا۔ اسی طرح یہاں پر یوسف کے ساتھیوں سے صرف حضرت عائشہ مقصود ہے۔ ظاہر میں انہوں نے ابوبکر کے دل کی نرمی اور رقت بیان کرکے دو دو تین تین بار حضرت سے پوچھ لیا اور اصل غرض یہ تھی کہ ابوبکر کی امامت مضبوط ہو جائے اور کسی کو عذر کی گنجائش اُس میں نہ رہے۔ اس حدیث سے ابوبکر کی فضیلت حضرت عمر بلکہ تمام صحابہ پر پائی گئی کیونکہ امامت صغریٰ قرینہ ہے امامت کبریٰ کا اور تصریح سے آپ نے امامت کبریٰ کو واسطے ابوبکر کے ثابت نہ کیا اس لئے کہ اس بارے

میں کوئی وحی نہیں ہوئی تھی مگر دل سے آپ ابوبکر کا خلیفہ ہونا چاہتے تھے ۔ (زرقانی)

۸۸- عَنْ : عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَلَمْ يُدْرَ مَا سَارَّهُ بِهِ حَتّٰى جَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ يَسْتَاْذِنُهُ فِيْ قَتْلِ رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَهَرَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ الرَّجُلُ بَلٰى وَلَا شَهَادَةَ لَهُ قَالَ اَلَيْسَ يُصَلِّيْ قَالَ بَلٰى وَلَا صَلٰوةَ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَهَانِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔

ترجمہ : عبیداللہ بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے لوگوں میں اتنے میں ایک شخص آیا اور کان میں کچھ بات آپ کے کہنے لگا ہم کو خبر نہیں ہوئی کیا کہتا ہے یہاں تک کہ آپ پکار کر بول اُٹھے تب معلوم ہوا کہ وہ شخص حضرت سے ایک منافق کے قتل کی اجازت چاہتا تھا تو جب پکار اُٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ شخص گواہی نہیں دیتا اس امر کی کہ کوئی معبودِ حق نہیں ہے سوا خدا کے اور محمد بیشک اُس کے رسول ہیں اُس شخص نے کہا ہاں مگر اُس کی گواہی کا کچھ اعتبار نہیں تب فرمایا آپ نے کیا وہ نماز نہیں پڑھتا بولا ہاں پڑھتا ہے لیکن اُس کی نماز کا کچھ اعتبار نہیں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے قتل سے منع کیا ہے مجھ کو اللہ نے ۔

ف : جو اللہ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل ہوں اور نماز پڑھتے ہوں اُن کا قتل دین کی وجہ سے درست نہیں ہے البتہ قصاصاً یا حدًا درست ہے ۔

۸۹- عَنْ : عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ ۔

ترجمہ : عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے پروردگار مت بنا قبر میری کو بُت کہ لوگ اُس کو پوجیں بہت بڑا غضب اللہ کا اُن لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ۔

ف : وثن کہتے ہیں اُس چیز کو جو پوجی جائے سوا اللہ کے چاہے جھاڑ ہو چاہے پہاڑ لکڑی ہو یا پتھر، قبر یا تابوت جھنڈا ہو یا نیزہ، جگہ ہو یا درگاہ فرمایا اللہ جل جلالہ نے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۔ بچو تم بتوں کی نجاست سے اور جھوٹ بولنے سے ۔ بتوں کی نجاست شریک کرنا ہے ان کا اللہ جل جلالہ کے ساتھ صفات میں پھر یہ جو فرمایا کہ اُن لوگوں نے اپنے اپنے نبی کی قبروں کو مسجد بنا لیا تھا اُس کے چند معنے ہیں ایک یہ کہ مسجد جگہ عبادت اور نماز کی ہے اُن لوگوں نے اپنے اپنے انبیاء کی قبروں پر عبادت اور نماز شروع کی تھی دوسرے یہ کہ مسجدوں کی طرح قبروں کی طرف سجدہ کرتے تھے تیسرے یہ کہ قبروں کو سجدہ کی جگہ سمجھ کر وہاں سجدہ کرتے تھے چوتھے یہ کہ مسجدوں کی طرح قبروں پر آمد و رفت کرتے تھے دوسری روایت میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالےٰ اُن لوگوں پر جنہوں نے اپنے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا ۔ زرقانی نے کہا کہ جب یہ افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ممنوع ہوئے تو تمام آثار شریفہ کا یہی حال ہوگا بلکہ امام مالک نے مکروہ رکھا ہے ڈھونڈنا ایسے مقامات کا جیسے ڈھونڈنا شجرہ رضوان کی جگہ کا تاکہ مخالفت ہو یہود اور نصاریٰ کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرہ رضوان کو کٹوا ڈالا جب سُنا کہ لوگ اُس کی زیارت کو آنے جانے ہیں بہرحال اس حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ جو

شخص کسی نبی یا ولی کی قبر کو سجدہ کرے یا نماز میں اُس طرف منہ کرے جیسے بعض لوگ حضرت غوث الاعظمؒ کے مزار کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں یا اُن کی پرستش اور عبادت کی نیت سے وہاں رکوع کرے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مغضوب علیہ اور ملعون ہے ۔ معاذ اللہ من ذلک ۔ امام ہمام ابن القیم نے اغاثۃ اللہفان میں اس حدیث کی خوب تحقیق کی ہے جس کو منظور ہو دیکھ لے ۔

٩٠ عَنْ: مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمَى وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالْمَطَرُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى قَالَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: محمود بن لبید انصاری سے روایت ہے کہ عتبان بن مالک امامت کرتے تھے اپنی قوم کی اور اُن کی بینائی میں ضعف تھا کہا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی اندھیرا یا پانی یا بہاؤ ہوتا ہے اور میری بینائی میں فرق ہے تو آپ میرے گھر میں کسی مقام پر نماز پڑھ دیجئے تاکہ میں اُس جگہ کو اپنا مصلیٰ بناؤں پس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا کہ کس جگہ تم پسند کرتے ہو نماز میری انہوں نے ایک جگہ بتا دی آپ نے وہاں نماز پڑھ دی ۔

ف: محمود بن لبید یحییٰ کی غلطی ہے صحیح محمود بن الربیع ہے ۔ (زرقانی)

٩١ عَنْ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى

ترجمہ: عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چت لیٹے ہوئے تھے مسجد میں ایک پاؤں آپ کا دوسرے پاؤں پر تھا ۔ (اخرجہ البخاری)

ف: صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منع کیا آپ نے اس سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ منع اس صورت میں ہے جب ستر گاہ کے کھلنے کا خوف ہو ورنہ درست ہے ۔

٩٢ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يَفْعَلَانِ ذَلِكَ ۞

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان ایسا کیا کرتے تھے (یعنی ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر چت لیٹتے تھے)

٩٣ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ لِإِنْسَانٍ إِنَّكَ فِي زَمَانٍ كَثِيرٌ فُقَهَاؤُهُ قَلِيلٌ قُرَّاؤُهُ تُحْفَظُ فِيهِ حُدُودُ الْقُرْآنِ وَتُضَيَّعُ حُرُوفُهُ قَلِيلٌ مَنْ يَسْأَلُ كَثِيرٌ مَنْ يُعْطِي يُطِيلُونَ فِيهِ الصَّلَاةَ وَيَقْصُرُونَ الْخُطْبَةَ يُبَدُّونَ أَعْمَالَهُمْ قَبْلَ أَهْوَائِهِمْ وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ كَثِيرٌ قُرَّاؤُهُ تُحْفَظُ فِيهِ حُرُوفُ الْقُرْآنِ وَتُضَيَّعُ حُدُودُهُ

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک شخص سے تم ایسے زمانے میں ہو کہ عالم اس میں بہت ہیں صرف لفظ پڑھنے والے کم ہیں عمل کیا جاتا ہے قرآن کے حکموں پر اور لفظوں کا ایسا خیال نہیں کیا جاتا پوچھنے والے کم ہیں جواب دینے والے بہت ہیں یا بھیک مانگنے والے کم ہیں اور دینے والے بہت ہیں لمبا کرتے ہیں نماز کو اور چھوٹا کرتے ہیں خطبہ کو نیک عمل پہلے کرتے ہیں اور نفس کی خواہش کو مقدم نہیں کرتے اور قریب ہے کہ ایک

كَثِيرٌ مَنْ يَسْأَلُ قَلِيلٌ مَنْ يُعْطِي يُطِيلُونَ فِيهِ الْخُطْبَةَ وَيُقَصِّرُونَ الصَّلٰوةَ يَبْدَءُونَ فِيهِ أَهْوَاءَهُمْ قَبْلَ أَعْمَالِهِمْ ؛

زمانہ ایسا آئے گا کہ کم ہوں گے عالم اُس وقت میں الفاظ پڑھنے والے بہت ہوں گے یاد کئے جائیں گے الفاظ قرآن کے اور اُس کے حکموں پر عمل نہ کیا جائے گا پوچھنے والے اور مانگنے والے بہت ہوں گے اور جواب دینے والے اور دینے والے بہت کم ہوں گے لمبا کریں گے خطبہ کو اور چھوٹا کریں گے نماز کو اپنی خواہش نفس پر چلیں گے اور عمل نیک نہ کریں گے ۔

ف : وہ وقت اب آیا ہے کہ قرآن شریف کو یاد کرنے والے بہت لوگ ہیں مگر اُس کے معانی سمجھنے والے اور اُس پر عمل کرنے والے کم ہیں بلکہ بعض شیاطین ایسے پیدا ہوئے ہیں جو قرآن شریف اور حدیث کے معنے پڑھانے سے اور اُس کا ترجمہ عوام کو سکھانے سے منع کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ قرآن کے ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے معاذ اللہ من ذلک ۔

۹۴۔ عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَوَّلَ مَا يُنْظَرُ فِيهِ مِنْ عَمَلِ الْعَبْدِ الصَّلٰوةُ فَإِنْ قُبِلَتْ مِنْهُ نُظِرَ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عَمَلِهِ وَإِنْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لَمْ يُنْظَرْ فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ ؛ (اخرجہ ابوداؤد)

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ پہنچا اُن کو قیامت کے دن پہلے نماز دیکھی جائے گی اگر نماز قبول ہو گئی تو پھر اور عمل اُس کے دیکھے جائیں گے ورنہ کوئی عمل پھر نہ دیکھا جائے گا ۔

ف : طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سب عملوں سے نماز دیکھی جائے گی اگر وہ اچھی نکلی تو سب عمل اچھے ہوں گے ورنہ سب خراب ہوں گے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی مانند اس کی روایت کیا ہے ۔

۹۵۔ عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ ؛ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ : حضرت اُم المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کام بہت پسند تھا جو ہمیشہ آدمی اُس کو کرتا ہے ۔

ف : دوسری روایت میں ہے کہ پسند کام اللہ جل جلالہ کے نزدیک وہ ہے جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے اگرچہ قلیل ہی ہو ۔

۹۶۔ عَنْ : سَعِيدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ أَخَوَانِ فَهَلَكَ أَحَدُهُمَا قَبْلَ صَاحِبِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَذُكِرَتْ فَضِيلَةُ الْأَوَّلِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يَكُنِ الْآخَرُ مُسْلِمًا قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَانَ لَا بَأْسَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكُمْ مَا بَلَغَتْ بِهِ صَلٰوتُهُ إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلٰوةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ عَذْبٍ غَمْرٍ بِبَابِ

ترجمہ : سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ دو بھائی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اُن میں سے ایک دوسرے سے چالیس دن پہلے مر گیا تو لوگوں نے تعریف کی اُس کی جو پہلے مرا تھا تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دوسرا بھائی مسلمان نہ تھا بولے ہاں مسلمان تھا وہ بھی کچھ بُرا نہ تھا تب فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کیا جانو دوسرے کی نماز نے اُس کو کس درجہ پر پہنچایا نماز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نہر میٹھے پانی کی بہت گہری کسی کے دروازے پر بہتی ہو اور وہ اُس میں پانچ وقت

اَحَدِكُمْ يَغْتَسِمُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا تَرَوْنَ ذٰلِكَ يُبْقِيْ مِنْ دَرَنِهٖ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا بَلَغَتْ بِهٖ صَلٰوتُهٗ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

غوطہ لگایا کرے کیا اُس کے بدن پر کچھ میل رہے گا پھر تم کیا جانو کہ نماز نے دوسرے بھائی کا مرتبہ کس درجہ کو پہنچایا۔

ف: یعنی چالیس دن تک کی نمازیں اُس کی زائد ہوئیں پہلے بھائی کی نمازوں سے پھر اُسی قدر اُس کا درجہ اللہ جل جلالہٗ نے بڑھایا ہوگا یا اللہ تو ہمارے اعمال کو قبول فرما اور ہماری نماز کو پسند کرے اور ہم کو توفیق دے اچھی طرح دل لگا کر نماز پڑھنے کی اور بچادے ہم کو شیطان کے وسوسوں سے۔

۹۷۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَطَاءَ ابْنَ يَسَارٍ كَانَ اِذَا مَرَّ عَلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَبِيْعُ فِي الْمَسْجِدِ دَعَاهُ فَسَاَلَهٗ مَا مَعَكَ وَمَا تُرِيْدُ فَاِنْ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَبِيْعَهٗ قَالَ عَلَيْكَ بِسُوْقِ الدُّنْيَا وَاِنَّمَا هٰذَا سُوْقُ الْاٰخِرَةِ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عطا بن یسار جب دیکھتے کسی شخص کو جو سودا بیچتا ہے مسجد میں پھر بلا تے اُس کو پھر پوچھتے اُس سے کیا ہے تیرے پاس اور تو کیا چاہتا ہے اگر وہ بولتا کہ میں بیچنا چاہتا ہوں تو کہتے جا تو دنیا کے بازار میں یہ تو آخرت کا بازار ہے۔

ف: یعنی یہاں آخرت کا سودا ہوتا ہے دُنیا کی چیزیں بیچنے کا یہاں کیا موقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شخص کو تم مسجد میں بیچتے دیکھو تو کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب کسی کو مسجد میں اپنی چیز ڈھونڈتے دیکھو تو بولو اللہ کرے تیری چیز نہ ملے اور فرمایا حضرت نے کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں واسطے ذکر الٰہی کے۔

۹۸۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَنٰى رَحْبَةً فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ وَقَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَلْغَطَ اَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا اَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهٗ فَلْيَخْرُجْ اِلٰى هٰذِهِ الرَّحْبَةِ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمرؓ نے ایک جگہ بنا دی مسجد کے کونے میں اُس کا نام بطیحا تھا اور کہہ دیا تھا کہ جو کوئی بک بک کرنا چاہے یا اشعار پڑھنا چاہے یا پکارنا چاہے تو اُس جگہ کو چلا جائے۔

ف: تاکہ مسجد کی تعظیم کی جائے اسلئے کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں نماز اور ذکر الٰہی کے لئے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مسجد میں اشعار پڑھنے سے اور بیع وشرا سے مگر اگر شعر کا مضمون اچھا ہو جس سے اللہ جل جلالہٗ کی اطاعت اور عبادت کا شوق اور ذوق زیادہ ہو تو بعضوں نے پڑھنا جائز رکھا ہے اور دلیل اُن کی حدیث ہے ابوہریرہ کی کہ حضرت عمر نے منع کیا حسان کو شعر پڑھنے سے مسجد میں تو حسان نے جواب دیا کہ میں نے شعر پڑھے اُس شخص کے سامنے جو تم سے بہتر تھا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر صحیح یہ ہے کہ اگر شعر اچھے مضمون کے بھی ہوں جب بھی مسجد میں نہ پڑھنا اولےٰ ہے۔

۲۶۔ بَابُ جَامِعِ التَّرْغِيْبِ فِي الصَّلٰوةِ

۹۹۔ عَنْ: طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس نجد کا رہنے والا اُس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنائی دیتی تھی لیکن اُس کی بات سمجھ میں نہ آتی تھی یہاں تک کہ قریب آیا تو وہ پوچھتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے

وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلعم الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلعم أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ ؕ (اخرجہ البخاری ومسلم)

مجھ نے فرمایا آپ نے پانچ نمازیں پڑھنا رات دن میں تب وہ شخص بولا سوا ان کے اور بھی کوئی نماز مجھ پر ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر نفل پڑھنا چاہے تو تو پڑھ فرمایا آپ نے اور روزے رمضان کے بولا سوا ان کے اور بھی کوئی روزہ مجھ پر ہے فرمایا آپ نے نہیں مگر اگر نفل رکھے تو پھر ذکر کیا آپ نے زکوٰۃ کا وہ شخص بولا اس کے سوا بھی کچھ صدقہ مجھ پر فرض ہے مگر اگر تو دل سے چاہے تو دے پس پیٹھ موڑ کر چلا وہ شخص تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیڑا اُس کا پار ہوا اگر سچ بولا۔

ف: یعنی ان سب باتوں پر عمل کیا تو اُس کو نجات ہو جائے گی۔

۱۰۰- عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ ؕ

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آدمی سو جاتا ہے تو باندھتا ہے شیطان اُس کی گُدّی پر تین گرہیں ہر گرہ مار کر کہتا جاتا ہے کہ ابھی تجھ کو بڑی رات باقی ہے تو سو رہ پس اگر جاگتا ہے آدمی اور یاد کرتا ہے اللہ جل جلالہٗ کو کھل جاتی ہے ایک گرہ اگر وضو کرتا ہے کھل جاتی ہے دوسری گرہ پھر اگر نماز پڑھتا ہے صبح کی کھل جاتی ہے تیسری گرہ پس رہتا ہے وہ شخص اُس دن خوشدل اور خوش مزاج ورنہ رہتا ہے بدنفس مجہول۔

كِتَابُ الْعِيدَيْنِ

۱- بَابُ الْعَمَلِ فِي غُسْلِ الْعِيدَيْنِ (عیدین کے غسل کا بیان)

۱- کہا مالک نے کہ میں نے سُنا ہے بہت علماء سے کہتے تھے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں اذان اور اقامت نہ تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب تک مالک نے کہا ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ف: بخاری اور مسلم میں ابن عباس اور جابر سے مروی ہے کہ اذان نہیں ہوتی تھی عیدین کی نماز کے لئے اور نہ اقامت اور نسائی نے روایت کیا ابن عمر سے اور ابوداؤد نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی عید کی بغیر اذان اور اقامت کے۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ اول جس نے اذان نکالی عید میں معاویہ ہیں اور شافعی نے کہا کہ حجاج نے نکالا اذان کو جب حاکم ہوا مدینہ کا اور ابن منذر نے روایت کیا کہ زیاد نے بصرہ میں اس فعل کو ایجاد کیا اور داؤد نے کہا کہ مروان نے نکالا اس فعل کو اور ابن حبیب نے کہا کہ ہشام اور ابن منذر نے روایت کیا ابوقلابہ سے کہ اول اس کو عبداللہ بن الزبیر نے نکالا جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ عیدین میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔

۲- عَنْ: نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر غسل کرتے

پڑھا نماز کے اول اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے حضرت عمر سے ایسا ہی نقل کیا معارض ہے اُس روایت کے یہ روایات صحیح تو عمل ان پر اولے ہے علی الخصوص اُس صورت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی ثابت ہے فرمایا اللہ جل جلالہ نے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تم کو رسول اللہ کی پیروی اچھی ہے ۔ زرقانی نے کہا کہ اس حدیث سے عید کی نماز پڑھنا بغیر امام کے ثابت ہوا تو جمعہ پڑھنا بطریق اولی درست ہوگا اسلئے کہ عثمان محصور تھے اور علی بن ابی طالب اُس وقت تک امام نہ ہوئے تھے لیکن ابوحنیفہ نے جمعہ اور عیدین کو مثل حدود کے کر دیا کہ بغیر سلطان کے ادا نہیں ہوسکتیں ۔

۳۔ بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَكْلِ قَبْلَ الْغُدُوِّ فِي الْعِيدِ

(عید الفطر میں نماز کو جانے کے اول کچھ کھا لینا)

۶۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ ۔ (اخرجه البخاری)

ترجمہ : عروہ بن الزبیر عید الفطر کے روز کھانا کھا لیتے قبل نماز کو جانے کے ۔

ف : بخاری نے روایت کیا انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جاتے تھے نماز کو عید الفطر کے دن جب تک کہ کھا لیتے تھے چند کھجوریں طاق عدد سے (یعنی تین یا پانچ یا سات یا نو ۔

۷۔ عَنْ : سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُؤْمَرُونَ بِالْأَكْلِ قَبْلَ الْغُدُوِّ ۔

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہوتا تھا کھانا کھا لینے کا قبل نماز کو جانے کے ۔

مالکؒ نے کہا کہ میں کھانا کھانا لازم نہیں دیکھتا عید الضحٰی میں قبل نماز کے ۔

ف : بلکہ نہ کھانا افضل ہے ۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کیا بریدہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھاتے تھے عید الضحٰی کو جب تک نماز نہ پڑھتے ۔

۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

(عیدین کی تکبیرات اور قرأت کا بیان)

۸۔ عَنْ : عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ بِقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۔ (اخرجه مسلم)

ترجمہ : عمر بن الخطاب نے پوچھا ابو واقد لیثی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسی سورتیں پڑھتے تھے عیدین میں بولے سورۂ قاف اور سورۂ قمر ۔

ف : اور اکثر روایات میں یہ ہے کہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے ۔

۹۔ عَنْ : نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی عید الضحٰی

شَهِدْتُ الْاَضْحٰى وَالْفِطْرَ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْاٰخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ۔ (اخرجہ ابوداؤد)

اور عید الفطر کی ساتھ ابوہریرہؓ کے تو پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں قبل قرأت کے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قبل قرأت کے ۔

کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے ۔

ف : احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مرفوعاً کہ تکبیریں نماز عید الفطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ ہیں دوسری رکعت میں اور دونوں رکعتوں میں قبل قرأت کے ترمذی نے علل میں کہا کہ میں نے بخاری سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے کہا صحیح ہے **کہا** مالک نے اگر کوئی شخص پہنچا عیدگاہ میں اور دیکھا کہ لوگ فارغ ہو گئے ہیں عید کی نماز سے تو وہ نماز عید کی نہ پڑھے نہ عیدگاہ میں نہ اپنے گھر میں اس پر بھی اگر اس نے پڑھ لی عیدگاہ میں یا اپنے گھر میں تو کچھ قباحت نہیں ہے لیکن پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہے قبل قرأت اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قرأت کے ۔ اور سفیان ثوری اور احمد کے نزدیک اگر اکیلے نماز عید کی پڑھے تو چار رکعتیں پڑھے کیونکہ روایت کیا سعید بن منصور نے کہ جس شخص کی فوت ہو جائے نماز عید امام کے ساتھ تو وہ چار رکعتیں پڑھے عید کی نماز ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے اور یہی صحیح ہے ۔

۵۔ بَابُ تَرْكِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيْدَيْنِ وَبَعْدَهُمَا

(عیدین کی نماز کے اول اور بعد نفل نہ پڑھنا)

۱۰۔ **عَنْ** نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّيْ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا بَعْدَهَا ۔ (اخرجہ الشافعی ومسلم)

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نہیں نفل پڑھتے تھے قبل نماز عید کے اور نہ بعد نماز کے ۔

ف : صحیحین میں ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نکلے دن عید فطر کے تو پڑھیں دو رکعتیں اور نماز نہیں پڑھی قبل اس کے نہ بعد اس کے اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابی سعید سے روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہیں نفل پڑھتے تھے عید کی نماز کے پہلے لیکن جب نماز سے فارغ ہو کر گھر میں آتے تو دو رکعتیں پڑھتے ۔

۱۱۔ **عَنْ** مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَغْدُوْ اِلَى الْمُصَلّٰى بَعْدَ اَنْ يُّصَلِّيَ الصُّبْحَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ ۔

ترجمہ: مالک کو پہنچا کہ سعید بن المسیب عیدگاہ کو جاتے تھے نماز صبح کی پڑھ کر قبل طلوع آفتاب کے ۔

ف : ابن الساعاتی نے شرح مجمع میں روایت کیا کہ ایک شخص نے نماز پڑھی عید کی اول نفل تو منع کیا اس کو حضرت علی نے اس نے کہا اے علی میں جانتا ہوں کہ اللہ جل جلالہٗ مجھے عذاب نہ کرے گا نماز پڑھنے پر حضرت علی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نہیں پڑھا قبل نماز عید کے اور تو پڑھتا ہے تو یہ تیرا پڑھنا مخالفت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس اللہ جل جلالہٗ عذاب کرے گا تجھ کو اس پر ۔

۶۔ بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيْدَيْنِ وَبَعْدَهُمَا

(قبل نماز عید کے اور بعد اس کے نفل پڑھنے کی اجازت)

۱۲۔ عَنْ: عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّ اَبَاهُ الْقَاسِمَ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ اَنْ يَغْدُوَ اِلَى الْمُصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ٭

ترجمہ: قاسم بن محمد قبل عیدگاہ جانے کے چار رکعتیں نفل اپنے گھر میں پڑھ کر جاتے تھے۔

ف: اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عیدگاہ میں نہ پڑھنا ثابت ہے تو یہ اثر اُس حدیث کے منافی نہیں ہے۔

۱۳۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ ٭

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ وہ نفل پڑھتے تھے قبل نماز عید کے مسجد میں۔

ف: زرقانی نے کہا کہ اپنے محلہ کی مسجد میں قبل عیدگاہ جانے کے۔

۷۔ بَابُ غُدُوِّ الْاِمَامِ يَوْمَ الْعِيْدِ وَانْتِظَارِ الْخُطْبَةِ

(امام کا نماز عید کو جانے کا وقت اور انتظار کرنا خطبے کا)

۱۴۔ کہا مالک نے وہ سنت جس میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے یہ کہ امام عید الفطر اور عید الضحیٰ کے لئے اُس وقت گھر سے نکلے کہ عیدگاہ تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت آجائے۔

ف: ابن ابی شیبہ نے روایت کیا نافع سے کہ عبداللہ بن عمر نماز صبح کی پڑھ کر عیدگاہ کو چلے جاتے عید کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک ہے بہ اجماع فقہا لیکن اول وقت پڑھنا اُس کا اولیٰ و افضل ہے۔

۱۵۔ کہا مالک نے جس شخص نے نماز پڑھ لی عید الفطر کی امام کے ساتھ اُس کو جائز نہیں ہے کہ قبل خطبہ سُننے کے چلا آئے بلکہ جب امام لوٹے تو وہ بھی لوٹے۔

كِتَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

۱۔ بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ (نماز خوف کا بیان)

۱۔ عَنْ مَنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَصَفَّتْ طَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ ٭ (اخرجہ البخاری و مسلم و ابوداؤد)

ترجمہ: روایت ہے اُس شخص سے جس نے نماز پڑھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں خوف کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لوگ کھڑے ہوئے نماز کو اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے رہے تو پہلے آپ نے ایک رکعت پڑھی اُن لوگوں کے ساتھ پھر آپ کھڑے رہے اور وہ لوگ اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور جو لوگ دشمن کے سامنے تھے وہ آئے اُن کے ساتھ آپ نے ایک رکعت پڑھی پھر آپ بیٹھے رہے اور اُن

لوگوں نے ایک رکعت اور پڑھی جب آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

۲۔ عَنْ: سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ إِنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ وَمَعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ فَيَرْكَعُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَيَسْجُدُ بِالَّذِينَ مَعَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَإِذَا اسْتَوَى قَائِمًا ثَبَتَ وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُونَ وَيَنْصَرِفُونَ وَالْإِمَامُ قَائِمٌ فَيَكُونُونَ وِجَاهَ الْعَدُوِّ ثُمَّ يُقْبِلُ الْآخَرُونَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُكَبِّرُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُونَ ؞

(اخرجہ البخاری)

ترجمہ: سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نماز خوف کی اس طرح پر ہے کہ امام کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ نماز کو کھڑا کرے اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے رہیں تو امام ایک رکعت پڑھے اور سجدہ کرے جب سجدہ سے کھڑا ہو تو امام کھڑا رہے اور مقتدی اپنی ایک رکعت جو باقی ہے پڑھ کر سلام پھیر کر چلے جائیں دشمن کے سامنے اور دشمن کے سامنے جو لوگ تھے وہ آکر تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہوں تو امام رکوع اور سجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیر دے اور لوگ کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیریں۔

ف: امام مالک کا عمل اس حدیث پر ہے۔

۳۔ عَنْ: نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ وَلَمْ يُصَلُّوا فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَلَا يُسَلِّمُونَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُومُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّوْا رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا ؞ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے جب سوال ہوتا نماز خوف کا کہتے امام آگے بڑھے نماز کو اور کچھ لوگ اس کے پیچھے ہوں تو ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھائے اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے ہوں تو جب وہ لوگ جو امام کے پیچھے تھے ایک رکعت پڑھ چکیں دشمن کے سامنے چلے جائیں اور سلام نہ پھیریں اور وہ لوگ چلے آئیں جنہوں نے نماز نہیں شروع کی اب وہ لوگ امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھیں پھر امام سلام پھیر دے اور باری باری ہر ہر گروہ کے لوگ آکر ایک ایک رکعت اور پڑھ کر نماز اپنی تمام کریں تاکہ ہر ایک گروہ کی دو دو رکعتیں ہو جائیں اور اگر خوف بہت سخت ہو تو کھڑے کھڑے پیادے نماز پڑھ لیں اور اشارے سے اور سوار سواری پر اگرچہ منہ ان کا قبلہ کی طرف نہ ہو۔

ف۱: جمہور ائمہ کا مذہب اسی حدیث پر ہے محمد نے کہا کہ ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے کہا مالک نے کہا نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی ف۲ جیسا کہ ابن ماجہ نے اس حدیث کو باسناد

صحیح مرفوعاً ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔

۴۔ عَنْ : سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّہٗ قَالَ مَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز نہیں پڑھی جنگ خندق میں یہاں تک کہ ڈوب گیا آفتاب۔

ف : کیونکہ لڑائی سے فرصت نہیں ہوئی بعض روایتوں میں ہے کہ مغرب بھی قضا ہو گئی بعض روایتوں میں ہے کہ چار نمازیں فوت ہو گئیں۔ اس حدیث کو اس باب میں لانے سے یہ غرض ہے کہ اگر خوف بہت سخت ہو اور لڑائی سے فرصت نہ ہو تو نماز کی تاخیر کی جائے۔ **کہا** مالک نے میرے نزدیک روایت قاسم بن محمد کی صالح بن خوات سے صلوٰۃ الخوف میں اچھی ہے۔ اور وہ سہل بن ابی حثمہ کی حدیث ہے جو اوپر گذری۔

کِتَابُ صَلٰوۃِ الْخُسُوْفِ

اَسْبَابُ الْعَمَلِ فِیْ صَلٰوۃِ کُسُوْفِ الشَّمْسِ (نماز کسوف کا بیان)

۱۔ عَنْ : عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ وَھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ وَھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیٰوتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَادْعُوا اللّٰہَ وَکَبِّرُوْا وَتَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ وَّاللّٰہِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰہِ اَنْ یَّزْنِیَ عَبْدُہٗ اَوْ تَزْنِیَ اَمَتُہٗ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ وَّاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ گہن لگا سورج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو نماز پڑھائی آپ نے ساتھ لوگوں کے پس کھڑے ہوتے بہت دیر تک پھر رکوع کیا بڑی دیر تک پھر کھڑے ہوئے بڑی دیر تک لیکن اول سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن اول رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھایا رکوع سے پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو گیا تھا، پھر خطبہ پڑھا اور حمد وثنا کی اللہ جل جلالہٗ کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں نشانیاں ہیں پروردگار کی نشانیوں سے کسی کی موت یا زیست کے واسطے ان میں گہن نہیں لگتا تو جب دیکھو تم گہن پس دعا کرو اللہ سے اور تکبیر کہو اور صدقہ دو پھر فرمایا آپ نے اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم خدا کی اللہ جل جلالہٗ سے کسی کو زیادہ غیرت نہیں ہے اس امر میں کہ اس کا بندہ یا اس کی لونڈی زنا کرے اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں البتہ ہنستے تم تھوڑا اور روتے بہت۔

ف : اس قول سے آپ نے رد کیا ان لوگوں پر جو کہتے تھے کہ ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کے انتقال کرنے سے سورج کو گہن لگا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور ابن حبان اور احمد اور نسائی و ابن ماجہ نے اور ان کی روایت میں

ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں سورج اور چاند کو نہیں گہن لگتا مگر کسی بڑے کی موت سے اور یہ خیال غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند اور سورج کے گہن سے جو بعض احمق یہ سمجھا کرتے ہیں کہ فلانے بادشاہ یا ملک پر آفت آئے گی یہ بالکل غلط اور لغو ہے ف ۲ اسلئے کہ نیکیاں کم ہیں اور برائیاں بے شمار اور منزل نہایت سخت اور دور دراز ہے اس حدیث پر عمل کیا ہے ائمہ ثلثہ نے کسوف میں اور ہر رکعت میں دو دو رکوع ثابت کئے ہیں اور نخعی اور ثوری اور ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف کی دو رکعتیں ہیں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع ہے موافق اور نمازوں کے۔

۲۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَہٗ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا نَحْوًا مِّنْ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ قَالَ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا وَھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیٰوتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْنَاکَ تَنَاوَلْتَ شَیْئًا فِیْ مَقَامِکَ ھٰذَا ثُمَّ رَاَیْنَاکَ تَکَعْکَعْتَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَنَّۃَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْھَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُہٗ لَاَکَلْتُمْ مِنْہُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا وَرَاَیْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا النِّسَاءَ قَالُوْا لِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُفْرِھِنَّ قِیْلَ یَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ قَالَ وَیَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ وَیَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدٰھُنَّ الدَّھْرَ کُلَّہٗ ثُمَّ رَاَتْ مِنْکَ شَیْئًا قَالَتْ مَا رَاَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ گہن لگا سورج میں تو نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں نے ساتھ آپ کے پھر کھڑے ہوئے آپ بہت دیر تک جیسے سورۂ بقر پڑھنے میں دیر ہوتی ہے۔ پھر رکوع کیا ایک لمبا رکوع پھر سر اٹھایا پھر کھڑے ہوئے آپ بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا ایک رکوع لمبا لیکن اول رکوع سے کچھ کم پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے آپ بڑی دیر تک لیکن اول قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا لمبا رکوع لیکن اول رکوع سے کم پھر سر اٹھایا پھر کھڑے ہوئے بڑی دیر تک لیکن اول قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا ایک لمبا رکوع لیکن اول رکوع سے کچھ کم پھر سجدہ کیا تو فارغ ہوئے آپ نماز سے اور آفتاب روشن ہو گیا تھا پس فرمایا آپ نے سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نہیں گہن لگتا ان میں کسی کی زندگی اور موت سے جب تم ایسا دیکھو تو ذکر کرو اللہ کا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو دیکھا نماز میں آپ آگے بڑھے کسی چیز کو لینے کے لئے پھر پیچھے ہٹ آئے آپ تو فرمایا آپ نے دیکھا میں نے جنت کو پس لینا چاہا میں نے اس میں سے ایک گچھا (خوشہ) اگر میرے ہاتھ لگ جاتا تو تم اس میں سے کھایا کرتے جب تک دنیا باقی رہتی۔ اور میں نے دیکھا جہنم کو ایسی ہولناک اور مہیب صورت میں کہ کبھی میں نے ایسی صورت نہ دیکھی تھی اور میں نے دیکھا کہ جہنم میں عورتیں زیادہ ہیں صحابہ نے کہا کیوں یا رسول اللہ فرمایا آپ نے عورتوں کی ناشکری نے ان کو جہنم میں ڈالا۔ کہا صحابہ نے کیا کفر کرتی ہیں ساتھ اللہ کے فرمایا آپ نے اور کفر کرتی ہیں یعنی ناشکری کرتی ہیں خاوند کی اور بھول جاتی ہیں احسان کو اگر کسی عورت کے ساتھ

ساری عمر احسان کرو پھر کوئی رنج اس کو پہنچے تو کہنے لگتی ہے خاوند سے مجھے کبھی تجھ سے بھلائی نہیں پہنچی ف۳

ف۱ : زرقانی نے کہا کہ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ قرأت آپ کی آہستہ تھی کسوف میں اور یہ جو بعض لوگوں نے تاویل کی ہے کہ ابن عباس صغیر السن تھے اس وجہ سے صفوں کے پیچھے کھڑے ہوں گے تو اُن کو آواز نہ آئی ہوگی مردود ہے ابن عباس کے قول سے کہ میں کھڑا ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مگر ایک حرف بھی قرأت کا میں نے نہ سُنا۔

ف۲ : کیونکہ جنت کے پھل کبھی فنا نہیں ہوتے فرمایا اللہ تعالیٰ نے أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا کھانے اُس کے ہمیشہ رہیں گے اور فرمایا لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ کبھی تمام نہ ہوں گے اور نہ کبھی روکے جائیں گے ف۳ اس حدیث سے بھی ہر ایک رکعت میں دو دو رکوع ثابت ہوئے اور مسلم نے جابر سے تین رکوع ہر رکعت میں روایت اور ابن عباس سے چار رکوع ہر رکعت میں اور ابو داؤد نے ابی بن کعب سے اور بزار نے علی سے پانچ رکوع ہر رکعت میں روایت کئے۔

۳ - عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ٭ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : حضرت اُم المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت آئی اُن کے پاس مانگنے کو تو کہا اُس نے اللہ بچائے تم کو قبر کے عذاب سے پس پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا لوگوں کو عذاب ہوگا قبروں میں فرمایا آپ نے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے اس عذاب سے پھر سوار ہوئے آپ ایک دن سواری پر سو گہن لگا آفتاب کو اور لوٹے آپ حجروں کے پیچھے سے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر قیام کیا آپ نے بڑی دیر تک پھر سر اُٹھایا اور قیام کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اُٹھا کر سجدہ کیا پھر قیام کیا بڑی دیر تک لیکن اول رکعت کے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا لمبا رکوع لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اُٹھایا اور قیام کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اُٹھا کر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہو کر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا باتیں کیں پھر حکم کیا اُن کو کہ پناہ مانگیں اللہ سے قبر کے عذاب سے۔

۲- بَابُ مَاجَاءَ فِي صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ (اس چیز کا بیان جو نماز کسوف کے باب میں آئی ہے)

۴- **عَنْ:** اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ وَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِي الْمَاءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ (اخرجه البخاري ومسلم)

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ میں آئی عائشہ کے پاس جس وقت گہن لگا آفتاب کو تو دیکھا میں نے لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے اور عائشہ بھی کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی تھیں تو میں نے کہا کیا ہوا لوگوں کو تو اشارہ کیا حضرت عائشہؓ نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اور سبحان اللہ کہا میں نے کہا کوئی نشانی ہے انہوں نے اشارہ سے کہا ہاں کہا اسماء نے تو میں کھڑی ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو غشی آنے لگی اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی اللہ کی اور ثنا کی اس کی پھر فرمایا جو چیز میں نے نہ دیکھی تھی وہ آج میں نے دیکھ لی اس جگہ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھے وحی سے معلوم ہوا کہ قبر میں تم فتنہ میں پڑ جاؤ گے مثل فتنہ دجال کے یا اس کے قریب معلوم نہیں اسماء نے کیا کہا آئیں گے اس کے پاس فرشتے تو پوچھیں گے اُس سے تو کیا سمجھتا ہے اس شخص کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) تو جو ایمان رکھتا ہے یا یقین رکھتا ہے یا یقین رکھتا ہے معلوم نہیں کیا کہا اسماء نے وہ کہے گا یہ شخص محمد ہیں اللہ جل جلالہ کے بھیجے ہوئے ہمارے پاس کھلی کھلی نشانیاں اور ہدایت یعنی کلام اللہ لے کر ہیں قبول کیا ہم نے اور ایمان لائے ہم اور پیروی کی ہم نے اُن کی تب فرشتے اُس سے کہیں گے سو رہ اچھی طرح ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو مومن ہے اور منافق جس کو شک ہے حضرت کی رسالت میں معلوم نہیں کیا کہا اسماء نے وہ کہے گا میں نہیں جانتا لوگوں سے میں نے جو سنا وہ کہا۔

ف: تب فرشتے کہیں گے تو نے کچھ نہ جانا نہ پڑھا اور ماریں گے اُس کو لوہے کی گرزوں سے اگر پہاڑ پر اُس گرز سے ماریں تو پہاڑ خاک ہو جائے۔ عبدالرزاق ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے تقلید کی بڑی مذمت ثابت ہوئی اس لئے کہ وہ منافق یا شک کرنے والا یہ کہے گا کہ میں نے لوگوں سے جو سنا وہ کہا اس پر فرشتے اس کو ماریں گے یہی حال مقلدوں کا ہے وہ کہتے ہیں ہم قرآن اور حدیث کو کیا جانیں جو کچھ اگلے لوگ لکھ گئے ہیں ہم کو وہ کافی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تقلید کوئی اچھی چیز نہیں ہے بلکہ مجبوری کی راہ سے جب کوئی نص آیت یا حدیث سے نہ ملے تو اس وقت تقلید کسی مجتہد کی کرنے

پھر اس وقت بھی تقلید اچھی نہیں ہے بلکہ ہر شخص کو چاہیئے کہ قرآن و حدیث کی بخوبی تحصیل کر کے آپ خود وہ لیاقت پیدا کرے جو اگلے لوگوں کو تھی اور ان میں سے احکام نکالے بعض بیوقوف یہ سمجھتے ہیں کہ اس زمانے میں مجتہد کا ہونا محال ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس زمانے میں مجتہد ہونا بہت سہل ہے چنانچہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کیا کہ پچھلے مجتہد وسعت اور کثرت علم میں اگلے مجتہد سے ممتاز ہوئے مثلاً مالک کو ابوحنیفہ کی نسبت زیادہ حدیثیں ملیں پھر شافعی کو مالک کی نسبت پھر امام احمد حنبل تو سب مجتہدین اور محدثین کے پیشوا ہوئے اتنی حدیثیں کسی مجتہد کو ان سے پہلے حاصل نہیں ہوئی تھیں پھر ان کے بعد امام بخاری کو ان سے بھی زیادہ علیٰ ہذا القیاس متاخر کو متقدم سے زیادہ علم حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے اخیر زمانے میں امام ہمام ابن تیمیہ اور امام ہمام ابن القیم وہ شیخ اتنے بڑے درجہ کے گذرے جنہوں نے قرآن و حدیث کی بہت خدمت کی اور بہت مسائل مختلف فیہ میں حق کو ظاہر کیا۔ اللہ ان سب بزرگواروں سے راضی ہو اور ہمارا بھی خاتمہ بخیر کرے۔

کِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ۔ بَابُ الْعَمَلِ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ (استسقاء کا بیان)

۱۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدِنِ الْمَازِنِیِّ یَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَاسْتَسْقٰی وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ حِیْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ۔ (اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن زید مازنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے نماز استسقاء کے لئے اور الٹا آپ نے اپنی چادر کو جس وقت منہ کیا قبلہ کی طرف۔

ف: شیخین کی روایت میں ہے کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور جہر کیا ان میں قرأت کو۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ پھر کھڑے ہوئے آپ اور دعا کی پھر منہ کیا قبلہ کی طرف اور چادر کو الٹا۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ چادر اس واسطے الٹی تاکہ حال زمانے کا الٹ جائے یعنے قحط و گرانی موقوف ہو کر بارش و ارزانی ہو جائے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ نماز استسقاء کی کتنی رکعتیں ہیں تو جواب دیا کہ دو رکعتیں ہیں اور امام کو چاہیئے کہ پہلے نماز پڑھے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اور دعا مانگے قبلہ کی طرف اور جب منہ کرے قبلہ کی طرف تو چادر کو الٹے اور دونوں رکعتوں میں جہر سے قرأت کرے اور چادر کو اس طرح الٹے کہ داہنی طرف کا کنارہ بائیں طرف کرے اور بائیں طرف کا داہنی طرف اور مقتدی بھی اسی طرح اپنی اپنی چادروں کو بدلیں۔ جب امام پلٹے اور منہ قبلہ کی طرف کریں بیٹھے بیٹھے۔

ف: یعنے جب فارغ ہو خطبہ سے یا خطبہ ہی میں۔

ف: کیونکہ روایت کیا امام احمد نے عبداللہ بن زید سے کہ لوگوں نے بھی چادریں اپنی الٹیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (زرقانی)

۲۔ عَنْ : عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اسْتَسْقٰی قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَهِیْمَتَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ ۔ (اخرجه ابوداؤد)

ترجمہ: عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے پانی برسنے کے واسطے تو فرماتے یا اللہ پانی پلا اپنے بندوں اور جانوروں کو اور پھیلا دے اپنی رحمت کو اور جلا دے اپنے مرے ہوئے ملک کو۔

ف: مرا ہوا ملک وہ ہے جس میں پانی نہ برسا اور زمین وہاں کی خشک ہو گئی۔

۳۔ عَنْ : اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکَتِ الْمَوَاشِیْ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰہَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَۃِ اِلَی الْجُمُعَۃِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ ظُھُوْرَ الْجِبَالِ وَالْاٰکَامِ وَبُطُوْنَ الْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتَ الشَّجَرِ قَالَ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِیْنَۃِ اِنْجِیَابَ الثَّوْبِ ۔

(اخرجہ البخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا اُس نے اے رسول اللہ کے مر گئے جانور اور بند ہو گئے راستے سو دُعا کیجئے اللہ سے پس دُعا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو برسا کیا پانی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پھر ایک شخص آیا اور اُس نے کہا اے رسول خدا کے گر پڑے گھر اور بند ہو گئیں راہیں اور مر گئے جانور تب دُعا کی آپ نے یا اللہ برسا پہاڑوں پر اور ٹیلوں پر اور نالوں پر اور درختوں کے ارد گرد کہا اُس نے جب یہ دعا کی آپ نے تو پھٹ گیا ابر مدینہ سے جیسے پھٹ جاتا ہے پُرانا کپڑا ۔

ف[۱]: بوجہ نہ ملنے پانی کے اور ضعیف ہو جانے اونٹوں کے ف[۲]: پانی کی کثرت سے ۔

کہا مالک نے اگر کسی کو نماز استسقاء کی نہ ملے لیکن خطبہ مل جائے تو اُس کو اختیار ہے چاہے دو رکعتیں استسقا کی مسجد میں پڑھے یا گھر میں اگر پڑھ لے یا نہ پڑھے کیونکہ نماز استسقا کی نفل ہے ۔

۲-باب الْاِسْتِمْطَارِ بِالنُّجُوْمِ (ستاروں کی گردش سے پانی برسنے کا اعتقاد رکھنا)

۴-عَنْ: زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُھَنِیِّ اَنَّہٗ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَۃِ عَلٰۤی اَثَرِ سَمَآءٍ کَانَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَکَافِرٌ بِیْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَکَذَا فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ ؛

(اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی حدیبیہ میں اور رات کو پانی پڑ چکا تھا تو جب نماز سے فارغ ہوئے متوجہ ہوئے لوگوں کی طرف اور فرمایا کہ تم جانتے ہو جو کہا تمہارے پروردگار نے کہا اللہ اور اُس کے رسول کو معلوم ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے صبح کو میرے بندے دو قسم کے تھے ایک وہ جو ایمان لایا میرے اوپر دوسرے وہ جس نے کفر کیا ساتھ میرے جس شخص نے کہا کہ پانی برسا اللہ کے فضل اور رحمت سے تو وہ میرے اوپر ایمان لایا تاروں پر اعتقاد نہ رکھا اور جو بولا کہ پانی برسا فلاں تارہ کی گردش سے تو اُس نے کفر کیا میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر ۔

ف: یعنی تاروں کو جس نے مؤثر سمجھا اور یہ خیال کیا کہ پانی برسانا اُس کا فعل ہے وہ کافر ہو گیا دائرہ ایمان سے نکل گیا۔ پانی برسانا روزی دینا یہ سب کام اللہ جل جلالہ کے ہیں کسی کو اس میں دخل نہیں ہے ۔

۵-عَنْ: مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا اَنْشَاَتْ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُٹھے ابر سمندر کی طرف سے پھر شام کی طرف جانے

بَحْرِيَّةً ثُمَّ تَشَاءَمَتْ فَتِلْكَ عَيْنٌ غُدَيْقَةٌ ۔

لگے تو جانو کہ ایک چشمہ ہے بھرپور ۔

ف : مدینہ کی جانب سے سمندر پچھان کی طرف ہے اور شام اُتر کی طرف مطلب یہ ہے کہ جب ابر پچھان کی طرف سے اُٹھے اور اُتر کو جانے لگے تو وہ خوب برسے گا ۔

۶۔ عَنْ : مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ وَقَدْ مُطِرَ النَّاسُ مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْفَتْحِ ثُمَّ يَتْلُوا هٰذِهِ الْآيَةَ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۔

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ ابوہریرہ کہتے تھے جب صبح ہوتی تھی اور پانی برس جاتا تھا پانی برسا اللہ کے حکم سے پڑھتے تھے اس آیت کو مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الآیۃ یعنی اللہ جل جلالہ اگر لوگوں پر رحمت کرنا چاہے تو کوئی اُس کو روک نہیں سکتا اور جو روکنا چاہے تو کوئی چھوڑ نہیں سکتا ۔

كِتَابُ الْقِبْلَةِ

۱۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْإِنْسَانُ يُرِيدُ حَاجَتَهُ

(قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا پاخانہ یا پیشاب کے وقت)

۱۔ عَنْ : أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُولُ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَابِيسِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ لِغَائِطٍ أَوْ لِبَوْلٍ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِفَرْجِهِ ۔ (۱) اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ : ابو ایوب انصاری سے روایت ہے جو صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ مصر میں کہتے تھے قسم خدا کی میں کیا کروں ان پاخانوں کو حالانکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جائے کوئی تم میں سے پاخانہ یا پیشاب کو تو نہ منہ کرے قبلہ کی طرف اور نہ پیٹھ کرے ۔

۲۔ عَنْ : رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى أَنْ تُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةُ لِبَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ ۔

ترجمہ : ایک مرد انصاری سے روایت ہے اُس نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے تھے آپ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پیشاب یا پاخانہ میں ۔

۲۔ بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِبَوْلٍ أَوْ لِغَائِطٍ

(پاخانہ یا پیشاب قبلہ کی طرف منہ کرنے کی اجازت)

۳۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے تھے بعض لوگ کہتے ہیں جب تو اپنی حاجت کو جائے تو منہ نہ کر قبلہ اور بیت المقدس کی طرف عبداللہ بن عمر نے کہا میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹوں پر حاجت ادا کر رہے ہیں منہ اُن کا بیت المقدس کی طرف ہے پھر کہا عبداللہ بن عمر

الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ عَلَى أَوْرَاكِهِمْ قَالَ قُلْتُ لَا أَدْرِي وَاللَّهِ قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِي يَسْجُدُ وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْأَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْأَرْضِ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

واسع بن حبان سے شاید تو اُن لوگوں میں ہے جو اپنے سرینوں پر نماز پڑھتے ہیں واسع نے کہا میں نہیں سمجھا کہا مالک نے اس قول کی تفسیر میں وہ لوگ ہیں جو سجدہ میں زمین سے لگ جاتے ہیں اور اپنی پیٹھ کو سرین سے جدا نہیں رکھتے۔

ف: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ فعل ناسخ ہے حدیث نہی کا بعض کہتے ہیں ممانعت صحرا میں ہے نہ مکانوں میں بعض کہتے ہیں ہر جا ممانعت ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے بوجہ خلاف ادب کے اسی وجہ سے ترک بھی اس کا درست ہے۔

۳۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْقِبْلَةِ (قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت)

۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللَّهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھوک پڑا ہے قبلہ کی دیوار پر سو چھڑا یا اس کو پھر متوجہ ہوئے لوگوں پر اور فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اسلئے کہ اللہ اس کے سامنے ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہے۔

ف: خطابی نے کہا اس سے یہ غرض ہے کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے قصد کرتا ہے اپنے پروردگار کا تو گویا پروردگار اسکے سامنے ہے بعضوں نے کہا عظمت اللہ کی یا رحمت اس کی اس کے سامنے ہے اور استدلال جہمیہ اور معتزلہ کا اس حدیث سے اس امر پر کہ پروردگار ہر مکان میں ہے باطل ہے کیونکہ اسی حدیث میں یہ موجود ہے کہ تھوک لے اپنے قدموں کے نیچے پس اگر اللہ ہر مکان میں ہوتا تو کہیں تھوکنا درست نہ ہوتا۔ بلکہ پروردگار عالم اپنے عرش معلّی پر ہے اور علم وقدرت اس کی ہر شے سے متعلق ہے۔ یہی اعتقاد ہے سلف اہل سنت اور جماعت کا اور تفصیل اس مسئلہ کی انتہائی الاستوا میں ہے۔

۵۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ بُصَاقًا أَوْ مُخَاطًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اُم المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا دیوار میں قبلہ کے تھوک یا رینٹ یا بلغم تو چھڑا دیا اس کو۔

ف: یعنی مل دیا اس کو ہاتھ سے یا لکڑی سے۔ مسجد میں تھوکنا ممنوع ہے مگر جب اس کو دفن کر دے اس طرح کہ زمین مسجد کی کچی ہو۔ تھوک کو مٹی کے اندر کر دے ورنہ کپڑے میں تھوک لے۔

۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ (قبلہ کا بیان)

۶۔ عَنْ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے مسجد قبا میں صبح کی اتنے میں ایک شخص آکر

اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اللَّیْلَۃَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ الْکَعْبَۃَ فَاسْتَقْبِلُوْھَا وَکَانَتْ وُجُوْھُھُمْ اِلَی الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَی الْکَعْبَۃِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

بولا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو قرآن اُترا اور حکم ہوا کعبہ کی طرف منہ کرنے کا پھر گئے وہ لوگ نمازہی میں کعبہ کی طرف اور پہلے منہ اُن کے شام کی طرف تھے ۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس قدر عمل نماز کو فاسد نہیں کرتا اور نماز میں کسی کا کلام سُننا اور اس پر عمل کرنا درست ہے ۔

۷۔ عَنْ : سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّہٗ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنْ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ سِتَّۃَ عَشَرَ شَھْرًا نَحْوَ بَیْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ حُوِّلَتِ الْقِبْلَۃُ قَبْلَ بَدْرٍ بِشَھْرَیْنِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد مدینہ میں آنے کے سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف پھر قبلہ بدل گیا دو مہینے اول جنگ بدر سے ۔

۸۔ عَنْ : نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَۃٌ اِذَا تُوُجِّہَ قِبَلَ الْبَیْتِ ۞

ترجمہ : حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہے جب منہ کرے خانہ کعبہ کی طرف ۔

ف : یہ اہل مدینہ کے واسطے ہے کیونکہ اُن کا قبلہ جنوب کی طرف ہے اور یہ جو قید لگائی کہ منہ کعبہ کی طرف کرے اس سے یہ غرض ہے کہ مشرق اور مغرب کے بیچ میں سمت شمالی بھی واقع ہے لیکن اُس طرف منہ کرنے سے کعبہ کی طرف پیٹھ ہو گی اس قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ اور ملکوں میں واقع ہیں جہاں سے کعبہ نظر نہیں آتا اُن کو عین کعبہ کی طرف توجہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جہت کعبہ کافی ہے ۔ معرفت قبلہ کے کئی طور سے ہو سکتی ہے ۔ ایک روایت کعبہ سے دوسری دلیل عقلی قطعی سے تیسری مسجد کی محرابوں سے چوتھی سچے آدمی کے کہنے سے پانچویں اپنی رائے سے اجتہاد کرنے سے یہ دلائل ظنیہ چھٹی تقلید سے اُس شخص کے جس نے قبلہ کو پہچانا ہوا اجتہاد سے لیکن جب تک اول کے تین امور ملیں تو چوتھے اور پانچویں کی طرف التفات نہ کرے اور جب چوتھا اور پانچواں امر ملے تو چھٹے کی طرف نہ جائے اور صحیح یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے نیا اجتہاد ضروری نہیں ہے مگر جب کوئی شبہ عارض ہو ۔ سب سے سہل طریقہ قبلہ پہچاننے کا یہ ہے کہ جن مسجدوں کو اگلے لوگوں نے بنایا ہے اُن میں جا کر زوال کے وقت سایہ کا امتحان کریں کہ قبلہ سے کس جانب پڑتا ہے اُس کو یاد رکھیں اور جنگل میں آفتاب کی روشنی میں کھڑے ہو کر سایہ دیکھیں اور اس سے قبلہ کی سمت پہچان لیں اور مغرب اور عشا اور فجر میں طلوع اور غروب اور شفق کا لحاظ رکھیں کہ قبلہ سے کس جانب ہوتا ہے لیکن یہ اندازہ جب تک چلے گا کہ اُن مسجدوں سے بہت دُور نہ گئے ہوں مثلاً جب دس بارہ منزل وہاں سے دُور ہو جائیں تو وہاں کی مسجدوں سے پھر اندازہ کریں ۔

(مصنف)

—۰—

۵- بَابُ مَا جَآءَ فِی الْمَسْجِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(مسجد نبوی کی فضیلت کا بیان)

۹- عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ؁ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجد میں سوائے مسجد حرام کے۔

ف: یعنے خانہ کعبہ کے وہاں ایک نماز میں لاکھ نماز کا ثواب ہے۔ امام احمد اور ابن حبان نے روایت کیا عبداللہ بن الزبیر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجد میں سوا مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا بہتر ہے سو نمازوں سے میری مسجد میں اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا بہتر ہے لاکھ نمازوں سے دوسری مسجد میں اور بزار اور طبرانی نے ابوالدرداء سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھنا مسجد حرام میں لاکھ نماز کے برابر ہے اور ایک نماز میری مسجد میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے اور بیت المقدس میں ایک نماز پانچسو نمازوں کے برابر ہے۔

۱۰- عَنْ: أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلٰى حَوْضِي ؁ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے اور منبر میرا میرے حوض پر ہے۔

ف: دوسری روایت میں یہ ہے کہ میری قبر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے مگر قبر آپ کی وہیں ہے جہاں آپ کا گھر تھا یعنے حجرہ حضرت ام المومنین عائشہؓ کا اس حدیث کے معنوں میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے اس کو ظاہر پر رکھا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قیامت کے دن اس مقام پر باغیچہ ہوگا اور منبر میرا حوض کوثر پر رکھا جائے گا اور بعضوں نے کہا کہ اس حدیث سے تشبیہ منظور ہے یعنے جیسے روضہ جنت میں قلب کو راحت اور وسعت ہوگی ویسے ہی اس مقام میں مردمومن کو خوشی اور راحت ہوتی ہے واللہ اعلم۔

۱۱- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ؁ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغچوں میں سے۔

ف: امام اعظم سے کسی شخص نے پوچھا اگر کوئی حلف کرے کہ اگر میں جنت میں نماز نہ پڑھوں تو زوجہ اس کی طالق ہے وہ کیا کرے تو جواب دیا کہ روضہ شریف اور منبر شریف کے درمیان نماز پڑھ لے۔

۶۔ بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَی الْمَسَاجِدِ (عورتوں کو مسجد جانے کا بیان)

۱۲۔ **عَنْ** : عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰہِ مَسَاجِدَ اللّٰہِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت منع کرو اللہ جل جلالہٗ کی لونڈیوں کو مسجدوں میں آنے سے ۔

ف : ابن خزیمہ نے زیادہ کیا کہ گھر اُن کے بہتر ہیں اُن کے لئے ۔

۱۳۔ **عَنْ** : بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَھِدَتْ اِحْدٰکُنَّ صَلٰوۃَ الْعِشَآءِ فَلَا تَمَسَّنَّ طِیْبًا ۞ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ : بُسر بن سعید سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی عورت عشا کی جماعت میں آئے تو خوشبو لگا کر نہ آئے ۔

۱۴۔ **عَنْ** : عَاتِکَۃَ بِنْتِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ اِمْرَاَۃِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّھَا کَانَتْ تَسْتَاْذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِلَی الْمَسْجِدِ فَیَسْکُتُ فَتَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَاَخْرُجَنَّ اِلَّا اَنْ تَمْنَعَنِیْ فَلَا یَمْنَعُھَا ۞

ترجمہ : حضرت عمر بن الخطاب کی بی بی عاتکہ اجازت مانگتی تھیں حضرت عمرؓ سے مسجد جانے کی تو چپ ہو جاتے حضرت عمرؓ پس کہتیں عاتکہ میں تو قسم خدا کی جاؤں گی جب تک تم منع نہ کرو گے تو نہیں منع کرتے تھے حضرت عمرؓ اُن کو ۔

ف : بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سے ۔

۱۵۔ **عَنْ** : عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ لَوْ اَدْرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَھُنَّ الْمَسْجِدَ کَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ قَالَ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ فَقُلْتُ لِعَمْرَۃَ اَوَ مُنِعَ نِسَآءُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ الْمَسْجِدَ قَالَتْ نَعَمْ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : حضرت ام المومنین عائشہؓ نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے جو اس زمانے میں عورتوں نے نکالا ہے البتہ روک دیتے اُن کو مسجدوں میں جانے سے جیسے روک دی گئی تھیں عورتیں بنی اسرائیل کی کہا یحییٰ بن سعید نے میں نے پوچھا عمرہ سے کیا بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئی تھیں مسجدوں سے کہا ہاں ۔

ف : خوشبو لگانا آرائش کرنا اچھی طرح ستر نہ کرنا منکرات میں جانا ۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے تمسک کیا ہے اس امر پر کہ عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے مگر یہ تمسک تمام نہیں کیونکہ یہ قول حضرت عائشہؓ کا برسبیل ظن ہے اور ایسا قول کسی حکم شرعی کو مفید نہیں ہو سکتا رہی افضلیت تو وہ اسی میں ہے کہ عورت اپنے گھر میں نماز پڑھے ۔

کِتَابُ الْقُرْاٰنِ

۱۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالْوُضُوْءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْاٰنَ

(قرآن چھونے کے واسطے باوضو ہونا ضروری ہے)

۱۔ **عَنْ** : عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّ فِی الْکِتَابِ الَّذِیْ کَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَلَّا یَمَسَّ الْقُرْاٰنَ

ترجمہ : عبداللہ بن ابی بکر بن حزمؒ سے روایت ہے کہ جو کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھی تھی عمرو بن حزم کے واسطے اُس میں یہ بھی تھا کہ قرآن نہ چھوئے مگر جو شخص

اِلَّا طَاهِرٌ ۔ با وضو ہو۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے کوئی شخص کلام اللہ کو فیتہ پکڑ کر یا تکیہ پر رکھ کر نہ اٹھائے مگر وضو سے ۔

ف : اسی طرح غلاف اس کا جلد اس کی نہ چھوئے بغیر وضو کے اور یہی قول ہے شافعی کا مگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر چیز کلام اللہ سے الگ ہو سکے مثل غلاف یا فیتہ وغیرہ کے اس کا بے وضو چھونا درست ہے اور جلد کا بے وضو چھونا درست نہیں ہے۔ کہا مالک نے اگر فیتہ پکڑ کر یا تکیہ پر رکھ کر بے وضو اٹھانا درست ہوتا تو جلد کو بھی بے وضو چھونا درست ہوتا اور بے وضو چھونا کلام اللہ کا اسلئے مکروہ ہے کہ اس کی عظمت اور شان کے خلاف ہے نہ اس لئے کہ اٹھانے والے کے ہاتھ میں کوئی نجاست ہو اور وہ مصحف میں لگ جائے ۔ **ف** کیونکہ اگر اس سلئے مکروہ ہوتا تو جب ہاتھ صاف ہوں تو چاہئے کہ بے وضو چھونا درست ہو جائے ۔ کہا مالک نے احسن اس باب میں یہ آیت ہے لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ نہیں چھوئیں اس کو مگر پاک لوگ اور یہ آیت قریب ہے اس آیت کے جو عَبَسَ وَتَوَلّٰی میں ہے کَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ کلام اللہ ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے بڑے بڑے عزت والے جلدوں میں جو پاک ہیں بڑے بزرگ نیک پیغمبروں کے ہاتھ میں ۔

۲-بَابُ الرُّخْصَةِ فِیْ قِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ

(کلام اللہ بے وضو پڑھنے کی اجازت)

۲-عَنْ : مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ فِیْ قَوْمٍ وَهُمْ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ یَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتَقْرَاُ وَلَسْتَ عَلٰی وُضُوْءٍ فَقَالَ عُمَرُ مَنْ اَفْتَاكَ بِهٰذَا اَمُسَیْلِمَةُ ۔

ترجمہ : محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ لوگوں میں بیٹھے اور لوگ قرآن پڑھ رہے تھے پس گئے حاجت کو اور پھر آکر قرآن پڑھنے لگے ایک شخص نے کہا آپ کلام اللہ پڑھتے ہیں بغیر وضو کے حضرت عمرؓ نے کہا تجھ سے کس نے کہا کہ یہ منع ہے کیا مسیلمہ نے کہا۔

ف : یہ شخص تھا بنی حنیفہ سے پہلے مسیلمہ کذاب پر جو جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کرتا تھا ایمان لایا تھا پھر توبہ کر کے مسلمان ہوا تھا اسی واسطے حضرت عمرؓ نے یہ کہا کہ یہ فتویٰ تجھ کو مسیلمہ نے دیا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے وضو کلام اللہ پڑھا کرتے تھے ۔ ان کا تو فتویٰ نہیں ہے شاید مسیلمہ کذاب کا ہو۔

۳-بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَحْزِیْبِ الْقُرْاٰنِ (کلام اللہ کا ورد مقرر کرنا)

۳-عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ فَاتَهٗ حِزْبُهٗ مِنَ اللَّیْلِ فَقَرَاَهٗ حِیْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ اِلٰی صَلٰوةِ الظُّهْرِ فَاِنَّهٗ لَمْ یَفُتْهُ اَوْ كَاَنَّهٗ اَدْرَكَهٗ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس کسی کا ورد رات کا ناغہ ہو جائے اور وہ دوسرے دن زوال تک ظہر کی نماز تک پڑھ لے تو گویا فوت نہیں ہوا بلکہ اس نے پا لیا ۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ صحیح روایت ابن شہاب کی ہے اور اُس میں یہ ہے کہ جس کسی کا وظیفہ رات کو نہ ہو سکے پھر وہ فجر اور ظہر کے درمیان میں اُس کو پڑھ لے تو لکھا جائے گا کہ اُس نے رات کو پڑھا اور بعض اصحاب ابن شہاب نے اُس کو مرفوع کیا ہے۔ (زرقانی)

۴- عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ جَالِسَيْنِ فَدَعَا مُحَمَّدٌ رَجُلًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ أَبِيكَ فَقَالَ الرَّجُلُ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ أَتَى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ تَرَى فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي سَبْعٍ فَقَالَ زَيْدٌ حَسَنٌ وَلَأَنْ أَقْرَأَهُ فِي نِصْفِ شَهْرٍ أَوْ عِشْرِينَ أَحَبُّ إِلَيَّ وَسَلْنِي لِمَ ذَالِكَ قَالَ فَإِنِّي أَسْأَلُكَ قَالَ زَيْدٌ لِكَيْ أَتَدَبَّرَهُ وَأَقِفَ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں اور محمد بن یحییٰ بن حبان بیٹھے ہوئے تھے سو محمد نے ایک شخص کو بلایا اور کہا تم نے جو اپنے باپ سے سنا ہے اُس کو بیان کرو اُس شخص نے کہا میرا باپ گیا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس اور اُن سے پوچھا کہ سات روز میں کلام اللہ تمام کرنا کیسا ہے بولے اچھا ہے میرے نزدیک پندرہ روز یا بیس روز میں تمام کرنا بہتر ہے پوچھو مجھ سے کیوں کہا انہوں نے میں پوچھتا ہوں کیوں تو زید نے کہا تاکہ میں اُس کو سمجھتا جاؤں یاد رکھتا جاؤں۔

ف: اور یہ امر جلدی پڑھنے میں حاصل نہ ہوگا فرمایا اللہ تعالیٰ نے لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ تاکہ سوچیں اس کی آیتوں کو اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا آہستہ آہستہ پڑھ کلام اللہ کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کلام اللہ کو تین دن سے کم میں پڑھا وہ اُس کو نہ سمجھا اور فرمایا کہ نہ ختم کیا جائے قرآن تین روز سے کم میں۔ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کا عمل یہ ہے کہ اگر فرصت اور فراغت اور بے فکری ہو تو سات روز میں کلام اللہ ختم کیا جائے ورنہ پندرہ روز میں بہتر ہے ہمارا بھی عمل اسی پر ہے ہم پندرہ روز میں ایک ختم کیا کرتے ہیں اور اس سے کم میں خوف رکھتے ہیں بھول جانے کا مگر یہ حافظوں کے واسطے ہے ناظرہ خواں کو اختیار ہے کہ جب تک جی لگے غور اور فکر اور شوق اور ذوق سے جتنا جی چاہے پڑھے۔

۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ (قرآن کے بیان میں)

۵- عَنْ: عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الَّذِي أَقْرَأَنِيهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ

ترجمہ: عبدالرحمن بن عبد القاری سے روایت ہے کہ میں نے سنا عمر بن الخطاب سے کہتے تھے میں نے ہشام بن حزام کو پڑھتے سنا سورۂ فرقان کو اور طرح سوا اُس طور کے جس طرح میں پڑھتا تھا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی پڑھایا تھا اس سورۃ کو قریب ہوا کہ میں جلدی کر کے اُن پر غصہ نکالوں لیکن میں چپ رہا یہاں تک کہ وہ فارغ ہوئے نماز سے تب میں انہی کی چادر اُن کے گلے میں ڈال کر لے آیا اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا میں نے یا رسول اللہ میں نے اُن کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا اور طور

عَلٰی غَیْرِ مَا اَقْرَأَنِیْہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْہُ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ فَقَرَأَ الْقِرَاءَۃَ الَّتِیْ سَمِعْتُہٗ یَقْرَءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰکَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِیْ اقْرَأْ فَقَرَأْتُہَا فَقَالَ ھٰکَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مِنْہُ مَا تَیَسَّرَ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

برخلاف اُس طور کے جس طرح آپ نے مجھے پڑھایا ہے تب فرمایا آپ نے چھوڑ دو اُن کو پھر فرمایا اُن سے پڑھو تو پڑھا ہشام نے اُسی طور سے جس طرح میں نے اُن کو پڑھتے ہوئے سُنا تھا تب فرمایا آپ نے اسی طرح اُتری ہے یہ سورۃ پھر ارشاد کیا آپ نے کہ تو پڑھ پھر میں نے پڑھی ۔ پھر فرمایا ، قرآن شریف اُترا ہے سات حرف پر تو پڑھو جس طرح سے آسان ہو ۔

ف : اس حدیث کی تفسیر میں محدثین کا بڑا اختلاف ہے ۔ قریب چالیس قول کے اس میں منقول ہیں ابو جعفر نحوی نے کہا کہ یہ حدیث مشکلات میں سے ہے اس کے معنے معلوم نہیں ہوتے لیکن سب معنوں میں دو قول صحیح ہیں ایک یہ کہ قرآن شریف سات لغتوں میں اُترا ہے جیسے لغت حجاز اور بنی تمیم وغیرہ ۔ دوسرے یہ کہ سات لفظوں کے ساتھ اُترا ہے لیکن معنے اُن سب کے ایک ہیں جیسے اقبل و تعال و ہلم و عجل و اسرع ان سب الفاظ کے معنے ایک ہیں یعنے (آ) مگر یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی خواہش سے ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ مرادف رکھ لے بلکہ ضرور ہے سُننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ بھی اُس زمانے میں تھا جب تک کلام اللہ جمع اور مرتب نہ ہوا تھا اب جو جمع اور ترتیب حضرت عثمانؓ کے عہد میں ہوئی اس کا خلاف نہ کرنا چاہیے ۔ بعض لوگوں نے کہا کہ سات حرفوں سے مراد سات قرائتیں ہیں قراء سبعہ کی ان میں سے ہر ایک قرأت کے طور پر پڑھنا کلام اللہ کا درست ہے لیکن یہ توجیہ اہل علم کے نزدیک مقبول نہیں ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ سوا ان قرأت کے جو ائمہ راشدین سے الفاظ ثابت ہیں بلکہ وہ قرآن شریف میں داخل نہ ہوں بلکہ صحیح وہ ہے جو طبری نے کہا ہے کہ یہ ساتوں قرأتیں ایک حرف میں داخل ہیں ۔ (ملتقطاً من الزرقانی)

۶ ۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ کَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَۃِ اِنْ عَاھَدَ عَلَیْہَا اَمْسَکَہَا وَاِنْ اَطْلَقَہَا ذَھَبَتْ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حافظ قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے اونٹ والے کی جب تک اونٹ کو بندھا رکھے گا وہ رہے گا جب چھوڑ دے گا چلا جائے گا ۔

ف : اسی طرح حافظ قرآن جب تک قرآن پڑھتا رہے گا تو یاد رہے گا جب چھوڑ دے گا تو بھول جائے گا ۔ ایک حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فرمایا آپ نے سب گناہ میری اُمت کے مجھ پر پیش کئے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہ دیکھا کہ کسی شخص کو ایک آیت یا سورۃ یاد ہو پھر وہ اس کو بھلا دے ۔ ہمارے مشائخ کا یہ طریقہ ہے کہ مہینے میں دو ختم کلام اللہ کے کیا کرتے ہیں اور اس سے کم میں خوف رکھتے ہیں بھول جانے کا ۔

۷ ۔ عَنْ : عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ ھِشَامٍ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ یَاْتِیْکَ الْوَحْیُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْیَانًا یَاْتِیْنِیْ فِیْ مِثْلِ صَلْصَلَۃِ الْجَرَسِ

ترجمہ : حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح وحی آتی ہے آپ پر فرمایا آپ نے کبھی آتی ہے جیسے گھنٹے کی آواز اور وہ نہایت سخت ہوتی ہے میرے اوپر پھر جب

وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَاَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

موقوف ہوجاتی ہے تو میں یاد کرلیتا ہوں جو کہتا ہے فرشتہ آدمی کی شکل بن کر مجھ سے باتیں کرتا ہے تو میں یاد کرلیتا ہوں جو کہتا ہے حضرت ام المومنین عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب وحی اُترتی تھی آپ پر سخت جاڑے کے دن پھر موقوف ہوتی تھی تو پیشانی سے آپ کے پسینہ بہتا تھا۔

ف : وحی کی سختی سے اور شاید یہ پہلی قسم میں ہو جس کے آواز مثل گھنٹے کے ہوتی تھی سوا اِن دو صورتوں کے اور بھی وحی کے طریقے تھے مثلاً دل میں الہام ہونا، خواب میں دیکھنا بلا واسطہ شب معراج میں اللہ جل شانہٗ سے کلام کرنا، فرشتے کو اپنی صورت اصلی پر دیکھنا اور اس کا کلام سُننا۔ حلیمی نے کہا ہے کہ وحی آپ پر چھیالیس قسم سے آتی تھی۔

۸۔ **عَنْ :** عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ اُنْزِلَتْ عَبَسَ وَتَوَلّٰى فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ جَاءَ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ اسْتَدْنِنِي وَعِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْاٰخَرِ وَيَقُولُ يَا اَبَا فُلَانٍ هَلْ تَرٰى بِمَا اَقُولُ بَاْسًا فَيَقُولُ لَا وَالدِّمَاءِ مَا اَرٰى بِمَا تَقُولُ بَاْسًا فَاُنْزِلَتْ عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰى ۔ (وصلہ الترمذی عن عائشۃ)

ترجمہ : عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہا انہوں نے عبس وتولّٰی اُترا ہے عبداللہ بن ام مکتوم میں وہ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہنے لگے اے محمد بتاؤ مجھ کو کوئی جگہ قریب اپنے تاکہ بیٹھوں میں وہاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس وقت ایک شخص بیٹھا تھا بڑے آدمیوں میں سے مشرکوں کے (ابی بن خلف یا عتبہ بن ربیعہ) تو آپ توجہ نہ کرتے تھے عبداللہ کی طرف بلکہ متوجہ ہوتے تھے اُس شخص کی طرف اور کہتے تھے اے باپ فلاں کے کیا میں جو کہتا ہوں اس میں کچھ حرج ہے وہ کہتا تھا نہیں قسم ہے بتوں کی تمہارے کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے تب یہ آیتیں اُتریں عَبَسَ وَتَوَلّٰى۔

ف : یعنے تُرش رُو ہوا اور منہ پھیر لیا اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰى اس سبب سے کہ اندھا اُس کے پاس آیا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكّٰى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اور تجھیں کیا معلوم ہے شاید وہ پاک ہوجائے یا نصیحت قبول کرے اور اسکے کام آئے اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى جو شخص بے پرواہی کرتا ہے (ابی ابن خلف) اُسی کا تو قصد کرتا ہے وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى اور تیرے اوپر کیا ہے اگر اس کو ہدایت نہ ہو وَاَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى اور جو تیرے پاس دوڑ کر آتا ہے دوڑتا ہوا تو تو اس سے غفلت کرتا ہے یعنی عبداللہ بن ام مکتوم سے ان آیات سے اللہ جل جلالہٗ نے عتاب فرمایا اپنے رسول پر اس واسطے کہ رسول نے اندھے کی طرف خیال نہ کیا جو صدق دل سے آیا تھا اور ہدایت کا راستہ ڈھونڈتا تھا اور متوجہ ہوئے ایک دنیا دار کی طرف جو دل سے طالب اور شائق ہدایت کا نہ تھا اگرچہ غرض رسول کی اس سے یہ تھی کہ اندھے کی ہدایت بعد اس کے بھی ممکن ہے اور دُنیا دار کو اگر ہدایت ہو جائے تو اس کے سبب سے دین کی بڑی ترقی ہوگی مگر یہ غرض پوری ہونے والی نہ تھی اللہ جل جلالہٗ کو اس کا علم تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نوعی عتاب ہوا ابو یعلی نے انس سے روایت کیا کہ بعد ان آیات اُترنے کے آپ عبداللہ کی بہت تعظیم کرتے

اور ابن عباس کی روایت میں ہے کہ جب اُن کو آتے دیکھتے تو پہلے سے چادر بچھا دیتے اُن کے بیٹھنے کے لئے اور جب مدینہ سے آپ باہر جاتے تو اُن کو خلیفہ کر جاتے نماز پڑھانے کے لئے۔ حضرت ام المومنین عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ نے اس سورت میں عتاب فرمایا اپنے نبی پر اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ چھپاتے تو یہ آیتیں چھپاتے۔

۹ - عَنْ : أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي حَتّٰى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۞ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ : اسلم عدوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سفر میں سوار ہو کر چل رہے تھے اور عمر بن الخطاب بھی ان کے ساتھ تھے پس حضرت عمرؓ نے ایک بات پوچھی آپ سے تو جواب نہ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھی جب بھی جواب نہ دیا پھر پوچھی جب بھی جواب نہ دیا اُس وقت حضرت عمرؓ نے دل میں کہا کاش تو مر گیا ہوتا اے عمرؓ تین بار تو نے گڑگڑا کر پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کسی بار میں آپ نے جواب نہ دیا۔ عمر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ کو تیز کیا اور آگے بڑھ گیا لیکن میرے دل میں یہ خوف تھا کہ شاید میرے باب میں کلام اللہ اُترے گا تو تھوڑی دیر میں ٹھہرا تھا اتنے میں میں نے ایک پکارنے والے کو سُنا جو مجھ کو پکارتا ہے اُس وقت مجھے اور زیادہ خوف ہوا اس بات کا کہ کلام اللہ میرے باب میں اُترا ہوگا سو آیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور سلام کیا میں نے تب آپ نے (جواب دے کر) ارشاد فرمایا کہ رات کو میرے اوپر ایک سورت ایسی اُتری ہے جو ساری دنیا کی چیزوں سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے پھر پڑھا آپ نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا۔

ف : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق اس درجہ کا تھا کہ آپ ادنٰی لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور اُن کو جواب دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ تو آپ کے خاص رفیق تھے اور مصاحب تھے لیکن اُس وقت آپ نے اس وجہ سے جواب نہ دیا کہ یہ سورت اُتر رہی تھی اور آپ اُس کے سُننے میں مشغول تھے تو ایسی حالت میں جواب دینا ناممکن تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ آخر کیسے ہی درجہ اور قدر اور منزلت کے آدمی تھے لیکن بشر تھے لوازم بشریت سے پاک نہ تھے انھوں نے یہ خیال کیا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات کو قابلِ جواب نہ سمجھا اسلئے اعتناء نہ کی تو دل میں اُن کے ایک خفیف سا ملال ہوا اسی باعث اونٹ اپنا بڑھا کر آگے لے گئے مگر قوتِ ایمانیہ کی وجہ سے دل میں یہی خیال رہا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ جل جلالہٗ اس وسوسہ کے اوپر بھی مواخذہ کرے میری نسبت بھی کچھ عتاب کلام اللہ میں اُتارے جب سورت اِنَّا فَتَحْنَا سُنی تو دل کو تسکین ہوئی پریشانی دُور ہوئی۔

۱۰ - عَنْ : أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ

ترجمہ : ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ سُنا میں نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَاَعْمَالَكُمْ مَعَ اَعْمَالِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ تَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا وَتَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا وَتَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا وَتَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نکلیں گے تم میں سے کچھ لوگ جو حقیر جانیں گے تمہاری نماز کو اپنی نماز کے مقابلے میں اور تمہارے روزوں کو اپنے روزوں کے مقابلہ میں اور تمہارے اعمال کو اپنے اعمال کے مقابلے میں پڑھیں گے کلام اللہ کو اور نہ اُترے گا ان کے حلقوں کے نیچے نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر اُس جانور میں سے جو شکار کیا جائے آر پار ہو کر صاف اگر پیکان کو دیکھے اُس میں بھی کچھ نہ پائے۔ اگر تیر کی لکڑی کو دیکھے اُس میں بھی کچھ نہ پائے اگر پر کو دیکھے اُس میں بھی کچھ نہ پائے اور سوفار میں شک ہو کر کچھ لگا ہے یا نہیں ف

ف : یعنی دلوں تک نہ پہنچے گا اور تاثیر نہ کرے گا **ف** : مطلب یہ ہے کہ اُن لوگوں کی مثال دین سے نکل جانے کی ایسی ہے جیسے تیر نہایت زور سے مارا جائے اور وہ جانور کو لگ کر فی الفور صاف نکل جائے تو اُس تیر میں کچھ نہیں لگا رہتا نہ گوشت نہ خون ایسی ہی مثال اُن لوگوں کی ہے۔ یہ پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوارج کے باب میں تھی جنھوں نے حضرت امیر المومنین علیؓ سے مقابلہ کیا تھا ظاہر میں بہت دینداری کی باتیں کرتے تھے نماز اور روزہ اچھی طرح سے ادا کرتے تھے لیکن دل میں ایمان کا نور ذرا بھی نہ تھا۔

۱۱۔ **عَنْ** : مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَكَثَ عَلٰى سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثَمَانِيَ سِنِيْنَ يَتَعَلَّمُهَا ۔

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر سورۂ بقر آٹھ برس تک سیکھتے رہے۔

ف : یہ غرض نہیں ہے کہ اُن کی قوتِ حافظہ میں قصور تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ سورۂ بقر کے فرائض اور احکام اور اُس کے متعلقات میں آٹھ برس تک غور کرتے رہے۔ اِس اثر کو ابن سعد نے طبقات میں مسلسل اخراج کیا ہے اور خطیب نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمر نے سیکھا سورۂ بقر کو بارہ سال میں جب ختم ہوئی تو ایک اونٹ قربانی کیا۔

۵۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

(سجدہائے تلاوت کے بیان میں سجدۂ تلاوت سنت ہے یا مستحب اور حنفیہ کے نزدیک واجب ہے)

۱۲۔ **عَنْ** : اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَرَاَ لَهُمْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيْهَا ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ نے پڑھا سورۂ اذا السماء انشقت کو تو سجدہ کیا اور جب فارغ ہوئے سجدہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اُس میں۔

۱۳۔ عَنْ: نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سُوْرَةَ الْحَجِّ فَسَجَدَ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فُضِّلَتْ بِسَجْدَتَيْنِ ؛

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مصر والوں میں سے خبر دی مجھ کو کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ حج کو پڑھا تو اس میں دو سجدے کئے پھر فرمایا کہ یہ سورۃ فضیلت دی گئی بسبب دو سجدوں کے۔

۱۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَجَدَ فِيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ ؛

ترجمہ: عبداللہ بن دینار سے روایت ہے انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمرؓ کو سورۂ حج میں دو سجدے کرتے ہوئے۔

ف: اور حدیث مرفوع بھی موجود ہے کہ سورۂ حج میں دو سجدے ہیں باوجود ان دلائل کے حنفیہ کا یہ کہنا کہ سورۂ حج میں ایک سجدہ ہے قابلِ اعتبار نہیں ہو سکتا۔

۱۵۔ عَنْ الْاَعْرَجِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ بِالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى فَسَجَدَ فِيْهَا ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ اُخْرٰى ؛

ترجمہ: اعرج سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى سے پڑھ کر سجدہ کیا پھر سجدہ سے کھڑے ہو کر ایک اور سورۃ پڑھی۔

ف: طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ سورۃ اِذَا زُلْزِلَتْ تھی تاکہ رکوع بعد قرأت کے ہو جائے یہ امر مستحب ہے۔ (زرقانی)

۱۶۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سَجْدَةً وَّهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ ثُمَّ قَرَأَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَتَهَيَّأَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ عَلٰى رِسْلِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكْتُبْهَا عَلَيْنَا اِلَّا اَنْ نَّشَاءَ فَلَمْ يَسْجُدْ وَمَنَعَهُمْ اَنْ يَّسْجُدُوْا ؛ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آیت سجدہ کی منبر پر پڑھی جمعہ کے روز اور منبر پر سے اُتر کر سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی اُن کے ساتھ سجدہ کیا پھر دوسرے جمعہ میں اُس کو پڑھا اور لوگ مستعد ہوئے سجدہ کو تب کہا حضرت عمرؓ نے اپنے حال پر رہو اللہ جل جلالہٗ نے سجدۂ تلاوت کو ہمارے اوپر فرض نہیں کیا ہے مگر جب ہم چاہیں تو سجدہ کریں پس سجدہ نہ کیا حضرت عمرؓ نے اور منع کیا اُن کو سجدہ کرنے سے۔

ف: اور کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا زرقانی نے کہا کہ اس سے اجماع ثابت ہوا صحابہ کا سجدہ کے واجب نہ ہونے پر بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ جو سجدہ کرے تو اُس نے اچھا کیا اور جو سجدہ نہ کرے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں ہے **کہا** مالک نے ہمارا مذہب اس پر نہیں ہے کہ اگر امام منبر پر آیت سجدہ کی پڑھے تو منبر سے اُتر کر سجدہ کرے۔

ف: امام شافعی نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس پر کچھ قباحت نہیں ہے اور حنفیہ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ روایت کیا حاکم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ص کو منبر پر پڑھا پھر منبر سے اُتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا **کہا** یحییٰ نے کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مؤکد سجدے قرآن میں گیارہ ہیں اُن میں سے مفصل میں کوئی نہیں ہے **ف** یعنے مفصل کی سورتوں میں کوئی سجدہ مؤکد اور ضروری نہیں ہے ورنہ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ میں سجدہ ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور سورۂ والنجم میں سجدہ ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا **کہا** مالک نے کسی شخص کو نہ چاہیئے کہ بعد نماز عصر کے اور فجر کے آیت سجدہ کی پڑھے اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع ہو آفتاب اور منع کیا نماز سے بعد عصر کے یہاں تک کہ

غروب ہو آفتاب اور سجدۂ تلاوت بھی بمنزلہ نماز کے ہے تو کسی شخص کو نہیں چاہئے کہ آیت سجدہ کی ان دونوں وقتوں میں پڑھے ۔
ف اور حنفیہ کے نزدیک آیت سجدہ کی پڑھے مگر سجدہ نہ کرے بعد طلوع یا غروب کے کرے ۔ **سوال** ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص نے آیت سجدہ کی پڑھی اور ایک عورت حائضہ نے سُنا کیا وہ عورت بھی سجدہ کرے تو جواب دیا مالک نے کہ نہیں مرد یا عورت دونوں کو سجدہ جب ہی درست ہے کہ وہ دونوں با وضو ہوں ف ابن عبدالبر نے اس پر اجماع ثابت کیا ہے لیکن بخاری نے روایت ابن عمر سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے بغیر وضو کے اور معارض ہے اسکے جو روایت کیا بیہقی نے باسناد صحیح ابن عمر سے کہ نہ سجدہ کرے کوئی شخص مگر جب طاہر ہو (زرقانی) **کہا** یحیٰی نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک عورت نے آیت سجدہ کی پڑھی اور کسی مرد نے اُس کو سُنا کیا وہ مرد بھی سجدہ کرے عورت کے ساتھ جواب دیا نہیں بلکہ سجدہ سُننے والے پر جب واجب ہوتا ہے کہ وہ سُننے والے مقتدی ہوں اُس شخص کے جو آیت سجدہ کی پڑھتا ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص آیت سجدہ کی کسی سے سُنے اور وہ مقتدی نہ ہو پڑھنے والے کا تو وہ سجدہ کرے ف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک سُننے والے پر ہر حال میں سجدہ واجب ہوتا ہے دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زید بن اسلم سے کہ ایک لڑکے نے آیت سجدہ کی پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور انتظار کیا کہ آپ سجدہ کریں لیکن آپ نے سجدہ نہ کیا تب اُس لڑکے نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اُس میں سجدہ نہیں ہے بولے ہاں لیکن تو اگر امام ہوتا تو ہم پر سجدہ واجب ہوتا زرقانی نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے لیکن رجال اس کے ثقات ہیں اور زید بن اسلم نے عطا بن یسار سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے ۔ (زرقانی)

۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ

(قل ہو اللہ احد اور تبارک الذی کی فضیلت کا بیان)

۱۷- **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ ۔

(اخرجہ البخاری)

ترجمہ: ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ میں نے سُنا ایک شخص کو قل ہو اللہ احد بار بار پڑھتے ہوئے تو جب صبح ہوئی آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا اُن سے یہ امر اور ابو سعید اپنی دانست میں کم جانتے تھے اس سُورت کو پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ سُورت برابر ہے تہائی قرآن کے ۔

ف : اس وجہ سے یہ سورت شامل ہے اعظم مقاصد اور اہم مطالب کو یعنے توحید اور اثبات صفات اور تنزیہ کو ۔

۱۸- **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ فَسَأَلْتُهُ مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہتے تھے آیا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو سُنا آپ نے ایک شخص کو قل ہو اللہ احد پڑھتے ہوئے فرمایا واجب ہوئی پوچھا میں نے کیا چیز فرمایا جنت کہا ابوہریرہ نے میں چاہا کہ اس

الْجَنَّةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ إِلَى الرَّجُلِ فَأُبَشِّرَهُ ثُمَّ فَرِقْتُ أَنْ تَفُوتَنِي الْغَدَاءُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآثَرْتُ الْغَدَاءَ ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ فَوَجَدْتُهُ قَدْ ذَهَبَ ۔ (اخرجہ الترمذی)

شخص کو جا کر خوشخبری دُوں لیکن میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ میرا صبح کا کھانا جاتا رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو میں نے پہلے کھانا کھایا پھر گیا میں تو دیکھا کہ وہ شخص چلا گیا تھا ۔

۱۹۔ عَنْ : حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَأَنَّ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا ۔

ترجمہ : حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ قل ہو اللہ احد برابر ہے تہائی قرآن کے اور تبارک الذی بیدہ الملک لڑے گی اپنے پڑھنے والے کی طرف سے ۔

ف : اصحاب سنن اور امام احمد نے اور حاکم نے روایت کیا ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک سورۃ ہے کلام اللہ میں تیس آیتوں کی شفاعت کی اس نے ایک شخص کی یہاں تک کہ بخشا گیا وہ اور روایت کیا ابن مردویہ اور طبرانی نے انس سے مرفوعاً کہ ایک سورت نے جھگڑا کیا اپنے پڑھنے والے کی طرف سے یہاں تک کہ داخل کرایا اس کو جنت میں وہ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک ہے اور عبد اللہ بن حمید اور طبرانی نے روایت کیا ابن عباس سے کہ انہوں نے کہا ایک شخص سے پڑھ تبارک الذی بیدہ الملک کیونکہ یہ سورت نجات دینے والی ہے قبر کے عذاب سے اور بحث کرنے والی ہے اپنے رب کے پاس پڑھنے والے کی طرف سے یہ چاہے گی کہ اپنے پڑھنے والے کو عذاب نہ ہو اور چھوٹ جائے گا اس کا پڑھنے والا اس کے باعث سے قبر کے عذاب سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں چاہتا ہوں کہ یہ سورت ہر مسلمان کے دل میں ہو ایک روایت میں ہے کہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک عذاب فرشتوں کو روکے گی جب وہ قبر میں آئیں گے سر اور پاؤں اور ہر طرف سے ۔ (زرقانی)

۷۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى (ذکرِ الٰہی کی فضیلت کا بیان)

۲۰۔ عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ایک روز میں سو بار تو گویا اس نے دس غلام آزاد کئے اور سو نیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس کی مٹائی جائیں گی اور وہ اس دن بھر شیطان کے شر سے بچا رہے گا یہاں تک کہ شام ہو اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہ لائے گا مگر جو اس سے بھی زیادہ عمل کرے ۔

۲۱۔ عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کہا سبحان اللہ وبحمدہ ایک دن

يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

میں سو بار مٹائے جائیں گے گناہ اُس کے اگرچہ ہوں مثل سمندر کی پھین کے ۔

۲۲۔ عَنْ: اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبَّرَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَحَمِدَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَخَتَمَ الْمِائَةَ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ نے کہا جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ کہے تینتیس بار اور اللہ اکبر کہے تینتیس بار اور الحمد للہ کہے تینتیس بار اور ختم کرے سو کے عدد کو لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علٰی کل شئ قدیر پر بخش دیئے جائیں گے گناہ اُس کے اگرچہ ہوں مثل سمندر کی پھین کے ۔

ف: یہ حدیث مرفوعاً بھی بہت طرق سے مروی ہے ۔ ایک روایت میں گیارہ گیارہ بار ہے اور ایک روایت میں دس دس بار بھی ۔

۲۳۔ عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِي الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ اِنَّهَا قَوْلُ الْعَبْدِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا کہ باقیات صالحات یہ کلمے ہیں اللہ اکبر سبحان اللہ والحمد للہ لا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

۲۴۔ عَنْ: اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ لَكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

ترجمہ: ابوالدرداء نے کہا کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ کام جو تمہارے سب کاموں سے بہتر ہے تمہارے لئے اور درجہ میں سب سے زیادہ بلند ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب کاموں سے زیادہ عمدہ ہے اور بہتر ہے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اور بہتر ہے اِس سے کہ تم اپنے دشمن سے بھڑ کر اسکی گردن مارو اور وہ تمہاری گردن مارے کہا صحابہ نے ہاں بتاؤ کہا انہوں نے ذکر اللہ سبحانہٗ کا ۔

ف: یہ سب کاموں سے بڑھ کر ہے اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن عبدالبر نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابوالدرداء سے اور بیہقی نے ابن عمر سے (زرقانی و محلی)

۲۵۔ عَنْ: اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ قَالَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

ترجمہ: معاذ بن جبل نے کہا آدمی کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو زیادہ نجات دینے والا ہو اُس کو اللہ کے عذاب سے سوا ذکر الٰہی کے ۔

ف: اس حدیث کو امام احمد اور ابن عبدالبر اور بیہقی نے طرق متعددہ سے معاذ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔

۲۶۔ عَنْ: رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّيْ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: رفاعہ بن رافع سے روایت ہے کہ ہم ایک روز نماز پڑھ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے

۴۰۔ عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَالَمْ یَعْجَلْ فَیَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا قبول ہوتی ہے جب تک دعا مانگنے والا جلدی نہ کرے اور یہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی سو دعا میری قبول نہ ہوئی۔

ف: کیونکہ یہ کلمہ یاس کا ہے اور نا امیدی کا اپنے مالک سے نا امید نہ ہونا چاہئیے وہ اپنے غلاموں کی ... اور بہتری کو خوب جانتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پروردگار عالم کسی مومن کی دعا کو بے کار نہیں کرتا یا دنیا میں بسر کرتا ہے یا آخرت کے لئے رکھ چھوڑتا ہے۔

۴۱۔ عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ فَیَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ وَمَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ وَمَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اترتا ہے رب ہمارا ہر رات کو آسمان دنیا تک جب تہائی رات کی باقی رہتی ہے سو فرماتا ہے کون شخص ہے جو دعا کرے مجھ سے اور قبول کروں میں دعا اس کی۔ کون شخص ہے مانگے مجھ سے پس دوں میں اس کو۔ کون شخص ہے جو بخشش چاہے مجھ سے سو بخشش دوں اس کو۔

ف: یہ حدیث نہایت صحیح ہے ذہبی نے کہا کہ اس حدیث کو کچھ اوپر بیس صحابیوں نے روایت کیا ہے صابونی اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ یہ حدیث بہ اسانید صحیحہ ابوہریرہ اور عبادہ بن الصامت اور جابر بن عبداللہ اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء اور ابن عباس اور عائشہ اور ام سلمہؓ وغیرہم سے مروی ہے اور ہم نے ان سب طریقوں کو اپنی کتاب جس کا نام انتصار ہے جمع کیا ہے امام ہمام شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب النزول میں اس حدیث کو ثابت کر کے خوب تفصیل کی ہے اور بڑا رد کیا ہے جہمیہ اور معتزلہ پر جو ایسی حدیثوں کی تاویل بعید کر کے ان کے معانی اور ظاہری کا انکار کرتے ہیں۔ صابونی نے اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ اہل حدیث پروردگار عالم کا اترنا ہر رات کو ثابت کرتے ہیں بغیر تشبیہ اور تمثیل اور تکییف کے اور جاری کرتے ہیں حدیث صحیح کو ظاہر پر بعض لوگوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس کا حکم اترتا ہے یا رحمت اس کی اترتی ہے اور منسوب کیا ہے اس تاویل کو امام مالک کی طرف لیکن یہ تاویل بالکل لغو اور مردود ہے بہ چند وجوہ **اول** یہ کہ نسبت اس قول کی امام مالک کی طرف غلط ہے بہ سند صحیح ان سے یہ تاویل ثابت نہیں ہے **دوسری** یہ کہ یہ حدیث بہ سند صحیح اس طرح سے بھی مروی ہے۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّنْزِلَ عَنْ عَرْشِهٖ نَزَلَ بِذَاتِهٖ یعنی جب پروردگار عرش سے اترنا چاہتا ہے تو اترتا ہے اپنی ذات سے اب یہ تاویل چل نہیں سکتی **تیسری** یہ کہ اس حدیث کے بعض طرق میں سے لا اسْاَلُ عَنْ عِبَادِیْ غَیْرِیْ اور ظاہر ہے یہ امر کہ ایسا کلام امر اور رحمت کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا **چوتھی** یہ کہ دعا کا قبول کرنا گناہوں کا بخش دینا جو مانگے سو دینا امر اور رحمت سے نہیں ہو سکتا **پانچویں** یہ کہ اس کے امر اور رحمت کا اترنا اوپر سے دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ خدا وند عالم اوپر ہے اور یہ تاویل کرنے والا اس امر کا منکر ہے اسی واسطے اسحاق بن راہویہ نے ایک جہمی سے یہ پوچھا کہ اچھا امر اور رحمت کس شخص کے پاس سے اترتی ہے حالانکہ تیرے نزدیک تو اوپر کوئی ہے ہی نہیں **چھٹی** یہ کہ کئی طریقوں میں موجود ہے کہ یہ امر فجر کے وقت تک رہتا ہے پھر پروردگار چڑھ جاتا ہے **ساتویں** یہ کہ امر

اور رحمت اُس کی اگر آسمان تک اُتر کر رہ جائے تو ہمارا اُس میں کیا فائدہ ہے بلکہ رحمت کو مرحوم تک پہنچنا چاہیے آٹھویں یہ کہ امر اور رحمت اُس کی ہر وقت اُترا کرتی ہے اس وقت کی خصوصیت کیا ہے نویں یہ کہ امر اور رحمت کی تاویل سے بھی معنے صحیح نہیں ہوسکتے اس لئے کہ امر اور رحمت کوئی جسم نہیں ہے جو نزول کے لائق ہو پھر امر اور رحمت کی زبان نہیں ہے جو بندوں سے خطاب کرے یا ہاتھ نہیں ہے جو پھیلا رسے پھر تاویل در تاویل لازم ہوگی دسویں یہ کہ جب ذات کا اترنا یا چڑھنا کسی آیت یا حدیث سے باطل ہوجائے اس وقت اس تاویل کی ضرورت ہے ورنہ محض فضول ہے۔ بعضوں نے یہ تاویل کی ہے کہ ایک فرشتہ اُترتا اور یہ مضمون کہتا ہے مگر یہ تاویل پہلی تاویل سے بھی زیادہ لوچ ہے اس واسطے کہ فرشتہ یہ کہاں کہہ سکتا ہے کہ میں اپنے بندوں سے کچھ نہیں چاہتا سوا اپنے یا جو مانگے گا سو دوں گا، دعا قبول کروں گا گناہ بخش دوں گا یہ امور تو سوائے ذات الٰہی کے کسی کے امکان میں نہیں ہیں زیادہ تفصیل اس مقام کی یہاں نہیں ہوسکتی جس کا جی چاہے ہماری کتاب انتہائی الاستوا یا کتاب النزول ابن تیمیہ کی ملاحظہ کرے۔

۴۲۔ عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ بِيَدِي فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَبِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ ۞ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: محمد بن ابراہیم سے روایت ہے ام المؤمنین عائشہ نے کہا میں سو رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سو نہ پایا میں نے اُن کو پس چھوا میں نے آپ کو تو رکھا میں نے ہاتھ آپ کے قدموں پر اور آپ سجدہ میں تھے فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں تیری رضامندی کی تیرے غصے سے اور تیری عفو کی تیرے عقاب سے اور تیری تجھ سے میں تیری تعریف نہیں کرسکتا تو ایسا ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔

ف: سبحان اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسا ارشاد فرمائیں اور لوگ یہ کہیں کہ پروردگار کیسے اُترتا ہے کیسے چڑھتا ہے اُسکے ہاتھ کیونکر ہوں گے اُس کی آنکھ کیونکر ہوگی ان سب لوگوں کا جواب دندان شکن یہی ہے کہ پروردگار اپنی ذات اور لوازم ذات کو تم سے زیادہ جانتا ہے پھر جب وہ خود اپنی ذات کے واسطے ان امورات کو ثابت کرتا ہے تو تم کو کیا خبط ہوگیا ہے کہ اوہام باطلہ لگا کر ان امورات سے اس کو منزہ سمجھتے ہو۔

۴۳۔ عَنْ: طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ۞ (اخرجہ الترمذی مرفوعا عن عمرو بن شعیب)

ترجمہ: طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل دعاؤں میں دعا دن عرفہ کی ہے اور افضل اُن سب کلمات میں جو میں نے کہے ہیں اور اگلے پیغمبروں نے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ہے۔

۴۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاتے تھے اُن کو یہ دعا جیسے سکھاتے تھے اُن کو ایک سورت قرآن کی فرماتے

يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ۞ (اخرجہ مسلم)

تھے اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری جہنم کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

ف: دجال کو مسیح اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مسح کرے گا تمام زمین پر یعنے ساری زمین پر پھرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ جس بیمار یا روگی پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ اچھا ہو جاتا دجال کا فتنہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ زندگی کا فتنہ بری صحبتیں اور ملحدوں کی باتیں ہیں جن سے آدمی کا دین بگڑ جائے ۔ موت کا فتنہ وہاں کی تکالیف اور عذاب ہیں یا منکر نکیر کا سوال ۔

۳۵- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَاَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے نماز کو عین رات میں فرماتے یا اللہ تجھ کو سزاوار ہے سب تعریف تو نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا تجھی کو سب تعریف سزاوار ہے اور تو ہی قائم رکھنے والا ہے آسمانوں اور زمینوں کا تجھی کو سب تعریف سزاوار ہے تو ہی پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان کا جو آسمان اور زمین کے بیچ میں ہیں تو حق ہے تیرا قول سچا ہے تیرا وعدہ برحق ہے تجھ سے ملنا حق ہے جنت حق ہے جہنم حق ہے قیامت حق ہے اے پروردگار تیرے حکم کا میں تابعدار ہوں اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف سے متوجہ ہوا اور تیری مدد سے میں لڑا کفار سے اور تجھی کو میں نے حاکم بنایا جب اختلاف ہوا سو بخش دے میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے گناہ تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔

ف: یعنی تیرے سبب سے آسمان اور زمین منور ہیں یا تو پاک ہے ہر عیب سے۔ (زرقانی)

۳۶- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ اَنَّهُ قَالَ جَاءَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِيْ بَنِيْ مُعٰوِيَةَ وَهِيَ قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْاَنْصَارِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِكُمْ هٰذَا فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ وَاَشَرْتُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنْهُ فَقَالَ لِيْ هَلْ تَدْرِيْ مَا الثَّلَاثُ الَّذِيْ

ترجمہ: عبداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر ہمارے پاس آئے بنی معاویہ میں اور وہ ایک گاؤں ہے انصار کے گاؤں میں سے تو پوچھا مجھ سے تم کو معلوم ہے کس جگہ پر نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں تمہاری میں نے کہا ہاں معلوم ہے اور ایک کونے کو میں نے بتایا پھر پوچھا مجھ سے تم کو معلوم ہے وہ تین دعائیں کونسی ہیں جو مانگی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے

دَعَا بِهِنَّ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاخْبِرْنِي بِهِنَّ فَقُلْتُ دَعَا بِاَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ وَاَنْ لَا يُهْلِكَهُمْ بِالسِّنِينَ فَاُعْطِيَهُمَا وَدَعَا بِاَنْ لَا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمُنِعَهَا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَنْ يَزَالَ الْهَرْجُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ؕ

کہا ہاں عبداللہ بن عمرؓ نے کہا بتاؤ مجھ کو میں نے کہا دُعا کی آپ نے اس امر کی کہ مسلمانوں پر کوئی دشمن ان کی غیر قوم کا یعنے کافروں میں سے مسلط نہ کرے اور اُن کو قحط سے ہلاک نہ کرے تو یہ دونوں دعائیں قبول ہوگئیں تیسری دعا یہ ہے کہ مسلمانوں کے آپس میں کشت وخون اور جنگ نہ ہو تو یہ دُعا قبول نہ ہوئی۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا سچ کہا تو نے پھر کہا کہ اب قیامت تک فساد آپس میں چلا جائے گا۔ (رجالہ موثوق عن سعد بن ابی وقاص اخرجہ مسلم)

ف ۱: مطلب ان دعاؤں کا یہ ہے کہ تمام مسلمان مغلوب نہ ہوجائیں اور ایسا دشمن اُن پر مسلط نہ ہو جو بالکل ان کا استیصال کرے اسی طرح ایسے قحط میں مبتلا نہ ہوں جس سے سب تباہ ہوجائیں۔

ف ۲: یہ پیشین گوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور دعائیں سچی ہوئیں اب تک مسلمانوں پر کوئی ایسا دشمن غالب نہیں ہوا جو بالکل سب کو تباہ کردے نہ ایسا قحط آیا البتہ آپس میں لڑائیاں ہوئیں اور قیامت تک ہوتی چلی جائیں گی۔

۳۷۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُوْا اِلَّا كَانَ بَيْنَ اِحْدَى ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ وَاِمَّا اَنْ يُدَّخَرَ لَهُ وَاِمَّا اَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ ؕ

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے وہ کہتے تھے جو شخص دعا کرتا ہے تو اُس کی دعا تین حال سے خالی نہیں ہوتی یا قبول ہو جاتی ہے یا رکھ چھوڑی جاتی ہے قیامت کے دن پر یا گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے۔

ف: ابی جریر اور ابن ابی شیبہ نے ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا کہ دُعا مسلمان کی ردّ نہیں کی جاتی جب تک گناہ یا قطع رحم کے لئے دعا نہ کرے یا دنیا میں اُس کی دُعا قبول ہوجائے گی یا آخرت کے لئے رکھی جائے گی یا اُس کے گناہ مٹا دئے جائیں گے۔ (زرقانی)

۹۔ بَابُ الْعَمَلِ فِى الدُّعَاءِ (دُعا کی ترکیب)

۳۸۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ رَاٰنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَدْعُوْا وَاُشِيْرُ بِاِصْبَعَيْنِ اِصْبَعٍ مِنْ كُلِّ يَدٍ فَنَهَانِي ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ دیکھا مجھ کو عبداللہ بن عمرؓ نے دُعا کرتے ہوئے اور میں دو انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا ایک ایک ہاتھ کی ایک ایک انگلی تو منع کیا مجھ کو۔

ف: اسلئے کہ یہ امر خلاف سنت ہے دعا میں سنت تو یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر دعا کرے یا اگر اشارہ کرے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے تاکہ دلالت کرے توحید الٰہی پر۔ (زرقانی)

۳۹۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهِ مِنْ بَعْدِهِ ؕ وَقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ فَرَفَعَهُمَا ؕ

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے بیشک آدمی کا درجہ بلند ہو جاتا ہے اُس کے لڑکے کے دُعا کرنے سے بعد اس کے مر جانے کے اور اشارہ کیا آپ نے دونوں ہاتھوں سے آسمان کی طرف پھر اُٹھایا اُن کو۔

ف: ابن عبدالبر نے بسند صحیح روایت کیا ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کا درجہ بلند ہوگا جنت میں سو وہ کہے گا کس سبب سے اے رب میرا درجہ بلند ہوا کہا جائے گا اس سے کہ تیرے لڑکے نے تیرے بعد دعا کی تیرے لئے اور ایک روایت میں ہے کہ تیرے لڑکے کی استغفار کے سبب سے تیرا درجہ بلند ہوا۔ (زرقانی)

۴۰۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا فِي الدُّعَاءِ ۔ (وصلہ البخاری عن عائشۃ)

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت ولا تجہر بصلوتک الآیۃ دعا میں اتری ہے۔

ف: یعنے دعا نہ بہت پکار کر مانگو نہ آہستہ بلکہ درمیان میں مانگنا چاہیئے بعضوں نے کہا ہے نماز میں کلام اللہ نہ بہت آہستہ پڑھے نہ بہت پکار کر اسی میں یہ آیت اتری ہے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ نماز فرض میں دعا مانگنا کیسا ہے بولے کچھ حرج نہیں ہے ف: خواہ شروع نماز میں مانگے یا بیچ میں یا آخر میں فرض میں یا نفل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر بعد تکبیر تحریمہ کے اور کبھی رکوع میں اور کبھی سجدہ میں اور کبھی جب رکوع سے سر اٹھاتے اور کبھی بعد تشہد کے دعا مانگتے اور یہ دعا عام ہے خواہ دین کے کاموں کے لئے ہو یا دنیا کی اور ابوحنیفہ کے نزدیک ضرور ہے کہ یہ دعا مشابہ نہ ہو آدمیوں کی باہمی گفتگو کے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محلی وزرقانی)

۴۱۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِي النَّاسِ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے یا اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے نیک کام کرنا اور برے کاموں کا چھوڑنا اور محبت غریبوں کی اور جب تو کسی بلا کو لوگوں میں اتارنا چاہے تو مجھے اپنے پاس بلالے اس بلا سے بچا کر۔

۴۲۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُوْا اِلٰى هُدًى اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ مَنِ اتَّبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُوْا اِلٰى ضَلَالَةٍ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ اَوْزَارِهِمْ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہدایت کی طرف بلائے تو اس کو مثل اس کے ثواب ملے گا جو اس کی پیروی کرے کچھ کم نہ ہوگا اس کے ثواب سے اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا پیروی کرنے والے پر ہوگا کچھ کم نہ ہوگا پیروی کرنے والے کے گناہ سے۔

ف: یعنی پیروی کرنے والے کا علیحدہ پورا ثواب ہوگا اور اس کے برابر ہدایت کا راستہ بتلانے والے کو بھی اجر ملے گا یہ نہ ہوگا کہ پیروی کرنے والے کا ثواب کم ہو کر اس کو مل جائے۔

۴۳۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے یا اللہ مجھ کو متقیوں کا پیشوا بنا۔

ف: یہ ترجمہ ہے اس آیت کا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اے پروردگار ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا تا کہ ان کے اعمال کا بھی ثواب ہاتھ آئے۔

۴۴- عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَقُومُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَيَقُولُ نَامَتِ الْعُيُونُ وَ غَارَتِ النُّجُومُ وَأَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ ابو درداء جب اُٹھتے تھے رات کو کہتے تھے سوگئیں آنکھیں اور غائب ہوگئے تارے اور تو اے پروردگار زندہ ہے بیدار ہے۔

۱۰- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

(بعد صبح اور عصر کے نماز پڑھنے کی ممانعت)

۴۵- عَنْ: عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ ۔ (اخرجہ النسائی وابن ماجۃ)

ترجمہ: عبداللہ صنابحی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اُس کے نزدیک ہوتا ہے اور جب بلند ہوجاتا ہے تو اُس سے الگ ہوجاتا ہے پھر جب سر پر آجاتا ہے نزدیک ہوجاتا ہے پھر جب ڈھل جاتا ہے تو الگ ہوجاتا ہے پھر جب ڈوبنے لگتا ہے تو نزدیک ہوجاتا ہے پھر جب ڈوب جاتا ہے الگ ہوجاتا ہے اور منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ساعتوں میں نماز پڑھنے سے۔

۴۶- عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيبَ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کنارہ آفتاب کا نکلے تو نماز میں توقف کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب نکل آئے اور جب کنارہ آفتاب کا ڈوب جائے تو توقف کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب ڈوب جائے۔

۴۷- عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلٰوةِ أَوْ ذَكَرَهَا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِينَ يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ أَوْ عَلٰى قَرْنِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ہم گئے انس بن مالک کے پاس بعد ظہر کے تو کھڑے ہوئے وہ نماز عصر کے واسطے پس جب فارغ ہوئے نماز سے بیان کیا ہم نے یا انہوں نے نماز جلد پڑھنے کا حال تو کہا انس نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے یہ نماز منافقوں کی ہے کہ بیٹھے رہتے ہیں جب آفتاب زرد ہوجاتا ہے اور شیطان کے سر کی دونوں جانبوں کے بیچ میں ہوتا ہے یا اُن کے اوپر ہوتا ہے تو کھڑے ہو کر چار ٹھونگے لگا لیتا ہے اُس میں نہیں یاد کرتا ہے اللہ کو مگر تھوڑا۔

ف: اس طرح پر کہ شیطان غروب کے قریب آفتاب کے سامنے جا کر کھڑا ہوتا ہے اور آفتاب اُس کے سامنے ہوتا ہے تاکہ

مشرکین جب آفتاب کو سجدہ کریں تو وہ سجدہ شیطان کے لئے ہو جائے۔

۴۸۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتَحَرّٰی اَحَدُکُمْ فَیُصَلِّیْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِہَا ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے قصد کر کے نماز نہ پڑھے آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت۔

۴۹۔ عَنْ: اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد عصر کے یہاں تک کہ ڈوب جائے آفتاب اور بعد صبح کے یہاں تک کہ نکل آئے آفتاب۔

۵۰۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَقُوْلُ لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِکُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَھَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَطْلُعُ قَرْنَاہُ مَعَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَیَغْرُبَانِ مَعَ غُرُوْبِھَا وَکَانَ یَضْرِبُ النَّاسَ عَلٰی تِلْکَ الصَّلٰوۃِ ۔ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قصد کر کے نماز کا آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت کیونکہ شیطان کے دو جانب سر کے ساتھ نکلتے ہیں آفتاب کے اور ساتھ ہی ڈوبتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ مارتے تھے لوگوں کو اس وقت نماز پڑھنے پر۔

۵۱۔ عَنْ: السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ اَنَّہٗ رَاٰی عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَضْرِبُ الْمُنْکَدِرَ فِی الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ ۔

ترجمہ: سائب بن یزید نے دیکھا حضرت عمر کو مارتے تھے منکدر کو اس لئے کہ انہوں نے نماز پڑھی تھی بعد عصر کے۔

کِتَابُ الْجَنَائِزِ
کتاب جنازوں کے احکام میں

۱۔ بَابُ غُسْلِ الْمَیِّتِ (مردہ کو غسل دینے کا بیان)

۱۔ عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُسِّلَ فِیْ قَمِیْصٍ ۔

ترجمہ: امام محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیئے گئے ایک قمیص میں۔

ف: جو قمیص آپ پہنے ہوئے تھے اسی میں غسل دیئے گئے یہ حکم خاص ہے آپ سے جب لوگوں نے ارادہ آپ کے کپڑے اتارنے کا تو ایک آواز سنی کہ قمیص آپ کا مت اتارو بلکہ اسی طرح غسل دو اور لوگوں کا حکم یہ ہے کہ غسل کے وقت ان کے کپڑے اتارے جائیں اور ستر کسی کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔

۲۔ عَنْ: اُمِّ عَطِیَّۃَ الْاَنْصَارِیَّۃِ اَنَّھَا قَالَتْ

ترجمہ: ام عطیہ انصاریہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ

ف: سحول ایک بستی کا نام ہے ملک یمن میں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفید کپڑا کفن کے لئے بہتر ہے۔ اصحاب سنن اور حاکم نے روایت کیا ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سفید کپڑے پہنا کرو اور اسی میں کفن دیا کرو اپنے مُردوں کو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تین کپڑوں سے زیادہ کپڑے کفن میں شریک کرنا مکروہ ہے علی الخصوص عمامہ جس کو متاخرین حنفیہ اور مالکیہ نے تجویز کیا ہے یہ بالکل بدعت ہے۔

۵۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِىْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَّةٍ ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیئے گئے تین سفید کپڑوں میں جو سحول کے بنے ہوئے تھے۔

۶۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِىْ اَنَّ اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقَ قَالَ لِعَائِشَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ فِىْ كَمْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِىْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَّةٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ خُذُوْا هٰذَا الثَّوْبَ عَلَيْهِ قَدْ اَصَابَهُ مِشْقٌ اَوْ زَعْفَرَانٌ فَاغْسِلُوْهُ ثُمَّ كَفِّنُوْنِىْ فِيْهِ مَعَ ثَوْبَيْنِ اٰخَرَيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا هٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَلْحَىُّ اَحْوَجُ اِلَى الْجَدِيْدِ مِنَ الْمَيِّتِ وَاِنَّمَا هٰذَا لِلْمُهْلَةِ ۔ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے پہنچا کہ ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا اپنی بیماری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کتنے کپڑوں میں کفن دئے گئے تھے کہا عائشہ نے سفید تین کپڑوں میں سحول کے تب ابوبکر صدیق نے کہا کہ یہ کپڑا جو میں پہنے ہوں اس میں گیرو یا زعفران لگا ہوا تھا اس کو دھو کر اور دو کپڑے لے کر مجھے کفن دے دینا۔ حضرت عائشہ بولیں یہ کیا بات ہے (کیا اور کپڑے نہیں ہیں) ابوبکر بولے کہ مردے سے زیادہ زندے کو کپڑے کی حاجت ہے کفن تو پیپ اور خون کے لئے ہے۔

ف: یعنی زندہ کو کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے مُردے کو کچھ آرائش مقصود نہیں ہے کیسا ہی عمدہ کفن ہوگا پیپ اور خون میں مل کر خاک میں مل جائے گا۔

۷۔ عَنْ: عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ قَالَ الْمَيِّتُ يُقَمَّصُ وَيُؤَزَّرُ وَيُلَفُّ بِالثَّوْبِ الثَّالِثِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ كُفِّنَ فِيْهِ ۔

ترجمہ: عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ مُردہ قمیص پہنایا جائے اور ازار بند پہنایا جائے پھر تیسرے کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسی میں کفن دیا جائے۔

۳۔ بَابُ الْمَشْىِ اَمَامَ الْجَنَازَةِ (جنازہ کے آگے چلنے کا بیان)

۸۔ عَنْ: ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقَ وَعُمَرَ كَانُوْا يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ وَالْخُلَفَاءُ هَلُمَّ جَرًّا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ۔ (وصلہ اصحاب السنن موصولاً عن ابن عمر)

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر بن الخطاب اور تمام خلفاء آگے جنازے کے چلتے تھے اور عبداللہ بن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

ف: معارض ہے اس کے جو روایت کیا عبدالرزاق نے طاؤس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا دم وفات جنازہ کے پیچھے چلتے رہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت علی جنازہ کے پیچھے چلتے رہے۔ (محلی)

۹۔ عَنْ: رَبِیْعَۃَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْھُدَیْرِ اَنَّہٗ رَاٰی عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقْدُمُ النَّاسَ اَمَامَ الْجَنَازَۃِ فِیْ جَنَازَۃِ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ۔

ترجمہ: ربیعہ بن عبداللہ بن الہدیر سے روایت ہے انہوں نے دیکھا حضرت عمرؓ کو آگے چلتے تھے زینب بنت جحش کے جنازے میں۔

۱۰۔ عَنْ: ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ اَنَّہٗ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَبِیْ فِیْ جَنَازَۃٍ قَطُّ اِلَّا اَمَامَھَا قَالَ ثُمَّ یَاْتِی الْبَقِیْعَ فَیَجْلِسُ حَتّٰی یَمُرُّوْا عَلَیْہِ۔

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ عروہ کو ہمیشہ جنازہ کے آگے چلتے دیکھا یہاں تک کہ وہ بقیع میں آجاتے اور بیٹھے رہتے یہاں تک کہ جنازہ آکر گذر جاتا۔

۱۱۔ عَنْ: اِبْنِ شِھَابٍ قَالَ الْمَشْیُ خَلْفَ الْجَنَازَۃِ مِنْ خَطَاِ السُّنَّۃِ۔

ترجمہ: ابن شہاب نے کہا جنازہ کے پیچھے چلنا خطا ہے یعنی خلاف سنت ہے۔

ف: یہ کیونکر مسلّم ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی سے اس کا خلاف ثابت ہے۔

اَلنَّھْیُ اَنْ تُتْبَعَ الْجَنَازَۃُ بِنَارٍ (جنازے کے پیچھے آگ لے جانے کی ممانعت)

۱۲۔ عَنْ: اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّھَا قَالَتْ لِاَھْلِھَا اَجْمِرُوْا ثِیَابِیْ اِذَا مِتُّ ثُمَّ حَنِّطُوْنِیْ وَلَا تَذُرُّوْا عَلٰی کَفَنِیْ حِنَاطًا وَلَا تَتْبَعُوْنِیْ بِنَارٍ۔

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر نے کہا اپنے گھر والوں سے میں جب مر جاؤں تو میرے کپڑوں کو خوشبو سے بسانا پھر میرے بدن پر خوشبو لگانا لیکن میرے کفن پر نہ چھڑکنا اور میرے جنازہ کے ساتھ آگ نہ رکھنا۔

۱۳۔ عَنْ: اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ نَھٰی اَنْ یُّتْبَعَ بَعْدَ مَوْتِہٖ بِنَارٍ۔

ترجمہ: ابوہریرہ نے منع کیا کہ اُن کے جنازے کے ساتھ آگ رکھی جائے۔

کہا یحییٰ نے امام مالک بھی بُرا جانتے تھے اس فعل کو۔

۵۔ بَابُ التَّکْبِیْرِ عَلَی الْجَنَائِزِ (جنازے کی تکبیرات کا بیان)

۱۴۔ عَنْ: اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَی النَّجَاشِیَّ لِلنَّاسِ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَخَرَجَ بِھِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِھِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی (بادشاہ حبش) کا انتقال ہوا اُسی روز آپ نے لوگوں کو خبر دی اُس کی موت کی اور نکلے مصلے کو اور صف کھڑی کر کے نماز پڑھی جنازے کی اور تکبیریں کہیں۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کی میت غائب پر درست ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اکثر سلف کا۔

۱۵۔ عَنْ: اَبِیْ اُمَامَۃَ بْنِ سَھْلِ بْنِ حُنَیْفٍ اَنَّ مِسْکِیْنَۃً مَرِضَتْ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

ترجمہ: ابوامامہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مسکین بیمار ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور آپ کو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرَضِهَا قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُ الْمَسَاكِيْنَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَتْ فَاٰذِنُوْنِيْ بِهَا فَخُرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا فَكَرِهُوْا أَنْ يُوْقِظُوْا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَأْنِهَا فَقَالَ أَلَمْ آمُرْكُمْ أَنْ تُؤْذِنُوْنِيْ بِهَا فَقَالُوْا يَا رَسُولَ اللهِ كَرِهْنَا أَنْ نُخْرِجَكَ لَيْلًا وَّنُوْقِظَكَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلٰى قَبْرِهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

اُس کی خبر ہوئی اور آپ کا قاعدہ یہ تھا کہ بیمار پرسی کرتے تھے مسکینوں کی اور اُن کا حال پوچھتے تھے سو فرمایا آپ نے جب مر جائے یہ عورت تو مجھے خبر کرنا سو رات کو اُس کا جنازہ نکلا اور صحابہ نے ناپسند کیا کہ جگائیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب صبح ہوئی تو اُس کی کیفیت معلوم ہوئی فرمایا آپ نے میں نے تو تم سے کہہ دیا تھا کہ مجھے خبر کر دینا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کو آپ کا جگانا اور رات کو باہر نکالنا ناگوار ہوا سو نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صف باندھی اُس کی قبر پہ اور چار تکبیریں کہیں ۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ دوبارہ نماز جنازہ کی پڑھنا قبر پر درست ہے ۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک درست نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ امر خاص تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے امام احمد نے کہا کہ قبر پہ نماز جنازہ پڑھنا چھ طریقوں سے ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابن عبد البر نے کہا نو طریقوں سے وہ سب طریقے حسن ہیں ۔ (زرقانی)

۱۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ يُدْرِكُ بَعْضَ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَيَفُوْتُهُ بَعْضُهُ قَالَ يَقْضِيْ مَا فَاتَهُ مِنْ ذٰلِكَ ۞

ترجمہ: امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ جس شخص کو بعض تکبیریں جنازہ کی ملیں اور بعض نہ ملیں وہ کیا کرے کہا جس قدر نہ ملیں اُن کی قضا کر لے ۔

۶۔ بَابُ مَا يَقُوْلُ الْمُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ (جنازہ کی دُعا کا بیان)

۱۷۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ تُصَلِّيْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللهَ وَصَلَّيْتُ عَلٰى نَبِيِّهِ ثُمَّ أَقُوْلُ اللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ

ترجمہ: ابوسعید مقبری نے پوچھا ابوہریرہ سے کس طرح تم نماز پڑھتے ہو جنازہ کی کہا ابوہریرہ نے قسم ہے اللہ جل جلالہ کے بقا کی میں تمہیں خبر دوں گا میں جنازہ کے ساتھ ہوتا ہوں اس کے گھر سے پھر جب رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور پیغمبر پر اُس کے درود بھیجتا ہوں پھر کہتا ہوں یا اللہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا اور تیری لونڈی کا بیٹا اُس بات کی گواہی دیتا تھا کہ کوئی معبود سچا سوا تیرے نہیں ہے اور بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ

إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ ٭

وسلّم تیرے بندے اور تیرے پیغمبر ہیں اور تو اُس کا حال خوب جانتا ہے اے پروردگار اگر وہ نیک ہو تو زیادہ کر اجر اُس کا اور جو گنہگار ہو تو درگزر کر اُس کے گناہوں سے اے پروردگار مت محروم کر ہم کو اس کے ثواب سے ۔ اور مت فتنہ میں ڈال ہم کو بعد اُس کے ۔

ف : یعنے اُس کے جنازہ پر نماز پڑھنے کے ثواب سے یا اُس کی موت پر صبر کرنے کے ثواب سے ۔

۱۸۔ عَنْ : سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلٰى صَبِيٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيْئَةً قَطُّ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ٭

ترجمہ : سعید بن المسیب کہتے تھے نماز پڑھی میں نے ابوہریرہ کے پیچھے ایک لڑکے پر جو بے گناہ تھا تو سُنا میں نے اُن سے کہتے تھے اے اللہ بچا اس کو قبر کے عذاب سے ۔

ف : قبر کے عذاب سے مراد وحشت اور تنہائی کی مصیبت ہے نہ وہ عذاب جو بڑوں کو ہوتا ہے ۔

۱۹۔ عَنْ : نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ ٭

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر قرآن نہیں پڑھتے تھے جنازہ کی نماز میں ۔

ف : یعنے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے یہی قول ہے ابوحنیفہ اور مالک کا اور بخاری نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے سورۂ فاتحہ پڑھی جنازہ کی نماز میں اور کہا میں نے اس لئے پڑھا تاکہ تم کو معلوم ہو کہ یہ سنت ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد کا ۔

۷۔ بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

(نماز جنازہ بعد نماز صبح اور نماز عصر کے پڑھنے کا بیان)

۲۰۔ عَنْ : مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ حَرْمَلَةَ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ تُوُفِّيَتْ وَطَارِقٌ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فَأُتِيَ بِجَنَازَتِهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَوُضِعَتْ بِالْبَقِيْعِ قَالَ وَكَانَ طَارِقٌ يُغَلِّسُ بِالصُّبْحِ قَالَ ابْنُ أَبِيْ حَرْمَلَةَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لِأَهْلِهَا إِمَّا أَنْ تُصَلُّوْا عَلٰى جَنَازَتِكُمُ الْآنَ وَإِمَّا أَنْ تَتْرُكُوْهَا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ ٭

ترجمہ : محمد بن ابی حرملہ سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ (حضرت ام المومنین ام سلمہ کی بیٹی پہلے خاوند سے) مرگئیں اور اس زمانے میں طارق حاکم تھے مدینہ کے تو لایا گیا جنازہ اُن کا بعد نماز صبح کے اور رکھا گیا بقیع میں اور طارق نماز پڑھا کرتے تھے صبح کی اندھیرے میں ابن ابی حرملہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر سے سُنا وہ کہتے تھے زینب کے لوگوں سے یا تو تم جنازہ کی نماز اب پڑھ لو یا رہنے دو یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے ۔

ف : اندھیرے میں قبل روشنی کے ۔

۲۱۔ عَنْ : نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ يُصَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ إِذَا صُلِّيَتَا

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا نماز جنازہ کی پڑھی جائے بعد عصر کے اور بعد صبح کے جب یہ دونوں نمازیں

لِوَقْتِهَا ۔ اپنے وقت میں پڑھی جائیں ۔

ف : یعنے صبح اندھیرے میں پڑھی جائے اور عصر قبل زرد ہونے آفتاب کے ۔

۸۔ بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَی الْجَنَائِزِ فِی الْمَسْجِدِ

(مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا بیان)

۲۲۔ عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَمَرَتْ اَنْ يُّمَرَّ عَلَيْهَا بِسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْمَسْجِدِ حِيْنَ مَاتَ لِتَدْعُوَ لَهٗ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا اَسْرَعَ النَّاسَ مَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ ۔ (رواہ مسلم موصولا)

ترجمہ : حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم دیا کہ سعد بن ابی وقاص کا جنازہ مسجد میں سے ہو کر اُن کے حجرہ پر سے جائے تاکہ میں دعا کروں اُن کے لئے سو لوگوں نے اُس پر اعتراض کیا تب کہا آپ نے کیا جلدی لوگ بھول گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد میں ۔

ف : جمہور علماء کے نزدیک نماز جنازہ کی مسجد میں درست ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک مکروہ ہے ۔

۲۳۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ صُلِّیَ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِی الْمَسْجِدِ ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی گئی مسجد میں ۔

ف : ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ابوبکرؓ پر مسجد میں اور صہیب نے نماز پڑھی عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں اور جنازہ منبر کے سامنے رکھا گیا ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ فعل صحابہ کے حضور میں واقع ہوا اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اس سے اجماع سکوتی نکل آیا ۔

۹۔ بَابُ جَامِعِ الصَّلٰوةِ عَلَی الْجَنَائِزِ (نماز جنازہ کے احکام)

۲۴۔ عَنْ : مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَاَبَا هُرَيْرَةَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَی الْجَنَائِزِ بِالْمَدِيْنَةِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَيَجْعَلُوْنَ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِی الْاِمَامَ وَالنِّسَاءَ مِمَّا يَلِی الْقِبْلَةَ ۔

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ عثمان بن عفان اور عبداللہ بن عمر نماز پڑھتے تھے عورتوں اور مردوں پر ایک ایک بار میں تو مردوں کو امام کے نزدیک رکھتے تھے اور عورتوں کو قبلہ کے نزدیک ۔

۲۵۔ عَنْ : نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا صَلّٰی عَلَی الْجَنَائِزِ يُسَلِّمُ حَتّٰی يُسْمِعَ مَنْ يَّلِيْهِ ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب نماز پڑھ چکتے تھے جنازہ کی سلام پھیرتے تھے پکار کر یہاں تک کہ اُن کے نزدیک جو لوگ ہوتے تھے وہ سن لیتے تھے ۔

۲۶۔ عَنْ : نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے جنازہ

لَا یُصَلِّی الرَّجُلُ عَلَی الْجَنَازَۃِ اِلَّا وَھُوَ طَاھِرٌ۔ کی نماز بغیر وضو کے کوئی نہ پڑھے۔

کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالک سے کہتے تھے میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا جو ولد الزنا یا اس کی ماں پر نماز جنازہ پڑھنے کو منع کرتا ہو۔

ف: امام محمد نے کہا سب اہل قبلہ پر نماز پڑھی جائے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ کا لیکن جو شخص خودکشی کرے اس پر نماز نہ پڑھیں۔ ابویوسف کے نزدیک اور ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک پڑھیں۔

١٠۔ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ دَفْنِ الْمَیِّتِ (مردہ کے دفن کے بیان میں)

٢٧۔ **عَنْ:** مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّیَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَدُفِنَ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَصَلَّی عَلَیْهِ النَّاسُ اَفْذَاذًا لَا یَؤُمُّهُمْ اَحَدٌ فَقَالَ نَاسٌ یُدْفَنُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ یُدْفَنُ بِالْبَقِیْعِ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّیْقُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا دُفِنَ نَبِیٌّ قَطُّ اِلَّا فِیْ مَكَانِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَحُفِرَ لَهٗ فِیْهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ غُسْلِهٖ اَرَادُوْا نَزْعَ قَمِیْصِهٖ فَسَمِعُوْا صَوْتًا یَقُوْلُ لَا تَنْزِعُوا الْقَمِیْصَ وَغُسِّلَ وَھُوَ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کی دوشنبہ کے روز اور دفن کیے گئے منگل کے روز اور نماز پڑھی آپ پر لوگوں نے اکیلے اکیلے کوئی اُن کا امام نہ تھا پھر کہا بعض لوگوں نے دفن کئے جائیں آپ منبر کے پاس اور بعض نے کہا بقیع میں تو آئے حضرت ابوبکر صدیق اور کہا سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہیں دفن کیا گیا کوئی نبی مگر اس مقام میں جہاں اُس کی وفات ہوئی پھر کھودی گئی قبر اسی مقام میں جہاں آپ نے وفات کی تھی جب غسل کا وقت آیا تو لوگوں نے آپ کا کُرتہ اُتارنا چاہا سو ایک آواز سُنی مت اُتارو کُرتے کو بس نہ اُتارا گیا کُرتہ آپ کا اور غسل دے گئے کُرتہ پہنے ہوئے۔

٢٨۔ **عَنْ:** عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ بِالْمَدِیْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا یَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا یَلْحَدُ فَقَالُوْا اَیُّهُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهٗ فَجَاءَ الَّذِیْ یَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (اخرجہ ابن ماجۃ)

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ دو آدمی قبر کھودنے والے تھے ایک اُن میں سے بغلی بناتا تھا اور دوسرا نہیں بناتا تھا لوگوں نے کہا جو پہلے آئے گا وہی اپنا کام شروع کرے گا تو پہلے وہی آیا جو بغلی بناتا تھا پس قبر آپ کی بغلی بنائی۔

ف: اس حدیث سے بغلی قبر کی فضیلت بہ نسبت صندوقی کے ثابت ہوئی ابوداؤد نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا کہ بغلی قبر ہمارے لئے ہے اور صندوقی اوروں کے لئے ہے مگر یہ حدیث ضعیف ہے اور اس سے ممانعت صندوقی کی مقصود نہیں ہے۔ (زرقانی)

٢٩۔ **عَنْ:** مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُوْلُ مَا صَدَّقْتُ بِمَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ بی بی اُم سلمہ کہتی تھیں مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا یقین نہیں ہوا یہاں تک کہ میں نے کدالوں کے مارنے کی آواز سنی۔

وَسَلَّمَ حَتّٰی سَمِعْتُ وَقْعَ الْكَرَازِينِ ؛

ف : یعنے جب قبر کھدنے لگی اور پھاوڑے کی آواز آئی اُس وقت یقین ہوا یا مرسبب حیرت اور دہشت اور تعجب کے تھا اور کسی سبب سے جیسے حضرت عمرؓ کو ابتدا میں حضرتؐ کی وفات میں شبہ ہوا تھا پھر جب حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت کریمہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ سنائی تو دل کو تسکین ہوئی وحشت جاتی رہی اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عمرؓ کو اس آیت سے اطلاع نہ تھی بلکہ قلق اور صدمہ میں اکثر آدمی کے ہوش و حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور یاد ہوئی چیز بھول جاتی ہے ۔

۳۰۔ عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ رَاَيْتُ ثَلٰثَةَ اَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حُجْرَتِيْ فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِهَا قَالَ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ هٰذَا اَحَدُ اَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا ؛

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند گر پڑے سو میں نے اس خواب کو ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن ہو چکے تھے ابوبکرؓ نے کہا کہ اُن تین چاندوں میں سے ایک چاند آپ ہیں اور یہ تینوں چاندوں میں بہتر ہیں ۔

۳۱۔ عَنْ : غَيْرِ وَاحِدٍ مِّمَّنْ يَّثِقُ بِهٖ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَسَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ تُوُفِّيَا بِالْعَقِيْقِ وَحُمِلَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَدُفِنَا بِهَا ؛

ترجمہ : کئی ایک معتبر لوگوں سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زیدؓ کی وفات ہوئی عقیق میں (ایک موضع ہے قریب مدینہ کے) اور اُن کا جنازہ اٹھ کر مدینہ میں آیا اور وہاں دفن ہوئے ۔

ف : تاکہ نماز جنازہ میں بہت سے لوگ شریک ہوں یا قبر کی زیارت لوگ کیا کریں اور دعا ہوا کرے ۔ جنازہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانا مختلف فیہ ہے ۔ بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے بعضوں کے نزدیک مستحب ہے ۔ (زرقانی)

۳۲۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ بِالْبَقِيْعِ لَاَنْ اُدْفَنَ فِيْ غَيْرِهٖ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُدْفَنَ فِيْهِ اِنَّمَا هُوَ اَحَدُ رَجُلَيْنِ اِمَّا ظَالِمٌ فَلَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ مَعَهٗ وَاِمَّا صَالِحٌ فَلَا اُحِبُّ اَنْ تُنْبَشَ لِيْ عِظَامُهٗ ؛

ترجمہ : عروہ بن الزبیرؓ نے کہا مجھے بقیع میں دفن ہونا پسند نہیں ہے اگر میں کہیں اور دفن ہوں تو اچھا ہے اسلئے کہ بقیع میں جہاں پر میں دفن ہوں گا وہاں پر کوئی گنا ہگار شخص دفن ہو چکا ہے تو اُس کے ساتھ مجھے دفن ہونا منظور نہیں ہے اور یا کوئی نیک شخص دفن ہو چکا ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میرے لئے اس کی ہڈیاں کھودی جائیں ۔

۱۱۔ بَابُ الْوُقُوْفِ لِلْجَنَائِزِ وَالْجُلُوْسِ عَلَى الْمَقَابِرِ

(جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جانا اور بیٹھنا قبروں پر)

عَنْ : عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ فِي الْجَنَائِزِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ ۞ (اخرجہ مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوجاتے تھے جنازوں میں پھر بیٹھنے لگے بعد اُس کے ۔

ف : جنازہ میں دو وقت کھڑے ہوتے کے تھے ایک جو شخص جنازہ کو دیکھے تو اُٹھ کھڑا ہو ۔ دوسرے جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو وہ کھڑا رہے جب تک جنازہ زمین میں رکھا جائے ۔ یہ دونوں حکم اس حدیث سے منسوخ ہوگئے ابتدا میں آپ کا عمل ایسا ہی تھا پھر یہود کی مشابہت سے آپ نے ترک کیا ۔ (زرقانی)

۳۴ **عَنْ :** مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْقُبُوْرَ وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا ۞

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تکیہ لگاتے تھے قبروں پر اور لیٹ جاتے تھے اُن پر ۔

ف : امام احمد نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں پر بیٹھنے سے اور مسلم نے روایت کیا کہ فرمایا آپ نے نہ بیٹھو قبروں پر نہ نماز پڑھو قبروں کی طرف اور فرمایا آپ نے اگر کوئی تم میں سے آگ پر بیٹھے اور اُس کے کپڑے جل کر کھال تک آگ پہنچے تو بہتر ہے اس سے کہ قبروں پر بیٹھے یہ حدیثیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل کے مخالف نہیں اس واسطے امام مالک نے یہ توجیہ کی ۔

کہا مالک نے قبروں پر بیٹھنا منع ہے حاجت کے واسطے یعنی پیشاب اور پائخانہ کے لئے ۔

ف : اور اُن حدیثوں میں ممانعت سے یہی مقصود ہے امام اعظم کا بھی قول یہی ہے ۔

۳۵ **عَنْ :** اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ كُنَّا نَشْهَدُ الْجَنَائِزَ فَمَا يَجْلِسُ اٰخِرُ النَّاسِ حَتّٰى يُؤْذَنُوْا ۞

ترجمہ : ابو امامہ کہتے تھے ہم جنازوں میں جاتے تھے تو اخیر کا شخص بھی بدون اذن کے نہ بیٹھتا تھا ۔

ف : یعنی جب نماز کے بعد اُن کو اذن ہوجاتا اُس وقت بیٹھتے یا چلے جاتے ۔ بعض علماء کا یہی مذہب ہے کہ میت کے لوگوں سے اجازت لے کر جانا چاہئے اور اکثر علماء کے نزدیک جب جنازہ دفن ہوجائے تو اجازت لینا ضروری نہیں ہے ۔

۱۲ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (میت پر رونے کی ممانعت)

۳۶ **عَنْ :** جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ يَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا اَبَا الرَّبِيْعِ فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ جَابِرُ بْنُ عَتِيْكٍ يُسَكِّتُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُنَّ فَاِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوُجُوْبُ قَالَ اِذَا مَاتَ فَقَالَتِ

ترجمہ : جابر بن عتیک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ثابت کی عیادت کو آئے تو دیکھا اُن کو بیماری کی شدت میں سو پکارا آپ نے اُن کو اُنھوں نے جواب نہ دیا پس آپ نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور فرمایا ہم مغلوب ہوئے تمہارے پر اے ابوالربیعؓ ۔ پس رونا شروع کیا عورتوں نے چلا کر اور جابر بن عتیک اُن کو چپ کرانے لگے سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی عورتوں کو رونے دو جب آن پڑے تو اُس وقت کوئی نہ روئے رونے والی صحابہ نے پوچھا کیا مطلب ہے آن پڑنے

اِبْنَتُهُ وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ شَهِيْدًا فَاِنَّكَ قَدْ كُنْتَ قَضَيْتَ جِهَازَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْقَعَ اَجْرَهُ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهِ وَمَا تَعُدُّوْنَ الشَّهَادَةَ قَالُوا الْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَآءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْغَرِقُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْحَرِقُ شَهِيْدٌ وَالَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدَمِ شَهِيْدٌ وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدٌ (اخرجه ابوداؤد والنسائی)

کا فرمایا جب مر جائے۔ف اتنے میں عبداللہ بن ثابت کی بیٹی نے کہا مجھے اُمید تھی کہ تم شہید ہو گے کیونکہ تم سامان جہاد کا کر چکے تھے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ اُس کو اجر دے گا موافق اُس کی نیت کے تم کس چیز کو شہادت سمجھتے ہو بولے اللہ جل جلالہ کی راہ میں مارے جانے کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اُس کے سات شہید اور ہیں ایک وہ جو طاعون سے مر جائےف دوسرے وہ جو ڈوب کر مر جائے تیسرے وہ جو ذات الجنب سے مر جائےف چوتھے جو پیٹ کے عارضہ سے مر جائےف پانچویں وہ جو آگ سے جل کر مر جائے چھٹے وہ جو دب کر مر جائےف ساتویں وہ عورت جو زچگی سے مر جائےف۔

ف: ابوالربیع کنیت ہے جابر بن عتیک کی ف۲: اس حدیث سے پکار کر رونے کا جواز قبل موت کے ثابت ہوا لیکن بعد موت کے پکار کر رونا درست نہیں ہے آہستہ رونا درست ہے۔ یہی مذہب ہے جماعت علماء کا آنحضرت صلعم اپنے صاحبزادے ابراہیمؑ پر اور اپنی صاحبزادی زینبؓ پر روئے لیکن چلا کر نوحہ کرنا میت کے اوصاف بیان کر کے رونا حرام ہے ف۳: طاعون کہتے ہیں اس بیماری کو جو عام ہو جائے جیسے وبا یا اُس پھوڑے کو جو بغل میں نکلتا ہے ف۴: ذات الجنب ایک بیماری ہے مشہور پسلی میں درد ہوتا ہے ف۵: خلا دستوں سے یا استسقاء سے یا قولنج سے۔ ف۶: مثلاً مکان یا دیوار گر پڑے ف۷: یا قبل زچگی کے اُس کے درد سے مر جائے اور بچہ پیٹ ہی میں رہ جائے۔ (زرقانی)

۳۔ عَنْ عَمْرَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقُوْلُ وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ اَوْ اَخْطَاَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُوْدِيَّةٍ تَبْكِيْ عَلَيْهَا اَهْلُهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا (اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے انہوں نے سنا حضرت عائشہ سے جب اُن کے سامنے بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں مُردہ عذاب کیا جاتا ہے زندے کے رونے سے خدا بخشے ابا عبدالرحمٰن کو انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا چوک گئے اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ایک یہودن پر جو مر گئی تھی اور لوگ اس پر روتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ اُس پر روتے ہیں اور اس پر عذاب قبر میں ہو رہا ہے ف

ف: اس سے عبداللہ بن عمرؓ یہ سمجھے کہ لوگوں کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے درحقیقت ایسا نہیں ہے جس کا عمل اُسی کے ساتھ اللہ جل جلالہ نے فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ایک کا بوجھ دوسرے پر نہ لادا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس حدیث کا مطلب یہی سمجھا تھا جو عبداللہ بن عمرؓ نے سمجھا واقع میں یہ دھوکا تھا اس کو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کر دیا واللہ اعلم ف۲: ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے عبداللہ بن عمرؓ کی۔

الحِسبَةِ فِی المُصِیبَةِ (مصیبت کے وقت صبر کرنے کا ثواب)

۴۸۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے تین بچے مرجائیں پھر وہ جہنم میں جائے یہ ممکن نہیں مگر قسم پورا کرنے کو۔

ف: یہ وہ قسم ہے وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا یعنے کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے جو جہنم پہ سے نہ جائے اس لئے کہ پل صراط جہنم کے اوپر بنا ہے اسی پہ سے ہو کر سب جائیں گے مسلمان پار پہنچ کر جنت میں جائیں گے اور کافر کٹ کر جہنم میں گر جائیں گے۔

۴۹۔ عَنْ اَبِی النَّضْرِ السَّلَمِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَیَحْتَسِبُهُمْ اِلَّا کَانُوْا لَهٗ جُنَّةً مِّنَ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَاَةٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِ اثْنَانِ قَالَ اَوِ اثْنَانِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوالنضر سلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے تین لڑکے مرجائیں اور وہ صبر کرے تو قیامت کے روز وہ لڑکے بچائیں گے اس کو جہنم سے ایک عورت نے پوچھا یارسول اللہ اگر دو مرجائیں آپ نے فرمایا وہ بھی۔

ف: صحیح روایتوں میں دو سے کم نہیں ہیں لیکن طبرانی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس شخص نے تین لڑکوں کو دفن کیا پھر صبر کیا تو جنت واجب ہوئی اُس کے لئے۔ اُم ایمن نے کہا یا رسول اللہ اگر دو کو دفن کیا فرمایا وہ بھی پھر اُس نے کہا اگر ایک کو دفن کیا فرمایا ایک بھی اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے آگے بھیجے تین لڑکے نابالغ تو وہ ایک مضبوط قلعہ ہو جائیں گے اس کے لئے جہنم سے ابوذر نے کہا میں نے دو بھیجے آپ نے فرمایا دو بھی ابی بن کعب نے کہا میں نے ایک بھیجا آپ نے فرمایا ایک ہی سہی اور ابن عباس سے بھی ایسا ہی روایت کیا مگر یہ حدیثیں ضعیف ہیں البتہ بخاری نے روایت کیا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرماتا ہے اللہ جل جلالہ جب میں اپنے بندے کے بچے کو بلا لیتا ہوں اور پھر وہ صبر کرتا ہے تو اس کی کوئی جزا نہیں سوا جنت کے اور یہ حدیث صحیح ہے شامل ہے ایک لڑکے اور دو اور تین سب کو ایک صحیح حدیث میں یہ ہے کہ یہ لڑکے نابالغ ہوں کیونکہ نابالغ پر شفقت زیادہ ہوتی ہے۔

۵۰۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یَزَالُ الْمُؤْمِنُ یُصَابُ فِیْ وَلَدِهٖ وَحَامَّتِهٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ وَلَیْسَتْ لَهٗ خَطِیْئَةٌ ۞

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ مسلمان کو مصیبت پہنچتی ہے اس کی اولاد اور عزیزوں میں یہاں تک کہ ملتا ہے اپنے پروردگار سے اور کوئی گناہ اُس کا نہیں ہوتا۔

ف: یعنی گناہ اس کے بوجہ مصیبت اور رنج کے معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۴۔ باب جامع الحسبة فی المصیبة (مصیبت میں صبر کرنے کی مختلف حدیثیں)

۴۱ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيُعَزِّ الْمُسْلِمِيْنَ فِیْ مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيْبَةُ بِیْ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن القاسم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تمام مصیبتیں ہلکی ہوجاتی ہیں میری مصیبت کو یاد کرکے۔

ف: یعنی آپ کی وفات سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے تمام دکھ اور رنج اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

۴۲ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ فَقَالَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِيْبَتِیْ وَاَعْقِبْنِیْ خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا فَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهٖ قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّیَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ ذٰلِكَ ثُمَّ قُلْتُ وَمَنْ خَيْرٌ مِّنْ اَبِیْ سَلَمَةَ فَاَعْقَبَهَا اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَوَّجَهَا۔

ترجمہ: حضرت بی بی اُم سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ جیسا اُس کو خدا نے حکم کیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون کہ کر کہے اے پروردگار مجھ کو اس مصیبت میں اجر دے اور اس سے بہتر نیک بدلہ مجھے عنایت فرما تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کے ساتھ ایسا ہی کرے گا اُم سلمہ کہتی ہیں جب میرے خاوند نے وفات پائی تو میں نے یہی دعا مانگی پھر میں نے اپنے جی میں کہا ابوسلمہ سے کون بہتر ہوگا سو اللہ تعالےٰ نے اُس کا بدلہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا۔

۴۳ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ هَلَكَتِ امْرَاَةٌ لِّیْ فَاَتَانِیْ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِیُّ يُعَزِّيْنِیْ بِهَا فَقَالَ اِنَّهٗ كَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ رَجُلٌ فَقِيْهٌ عَالِمٌ عَابِدٌ مُجْتَهِدٌ وَكَانَتْ لَهُ امْرَاَةٌ وَكَانَ بِهَا مُعْجَبًا وَلَهَا مُحِبًّا فَمَاتَتْ فَوَجَدَ عَلَيْهَا وَجْدًا شَدِيْدًا وَلَقِیَ عَلَيْهَا اَسَفًا حَتّٰی خَلَا فِیْ بَيْتٍ وَغَلَّقَ عَلٰی نَفْسِهِ الْبَابَ وَاحْتَجَبَ مِنَ النَّاسِ فَلَمْ يَكُنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهِ اَحَدٌ وَاِنَّ امْرَاَةً سَمِعَتْ بِهٖ فَجَاءَتْهُ فَقَالَتْ اِنَّ لِیْ اِلَيْهِ حَاجَةً اَسْتَفْتِيْهِ فِيْهَا لَيْسَ يُجْزِئُنِیْ فِيْهَا اِلَّا مُشَافَهَتُهٗ فَذَهَبَ النَّاسُ وَلَزِمَتْ بَابَهٗ وَقَالَتْ مَا لِیْ مِنْهُ بُدٌّ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ اِنَّ هٰهُنَا امْرَاَةً اَرَادَتْ اَنْ تَسْتَفْتِيَكَ وَقَالَتْ اِنْ اَرَدْتُ اِلَّا مُشَافَهَتَهٗ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ

ترجمہ: قاسم بن محمد روایت ہے کہ میری زوجہ مرگئی سو آئے محمد بن کعب قرظی تعزیت دینے مجھ کو اور کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص فقیہ عالم عابد مجتہد تھا اور اُس کی ایک بیوی تھی جس پر وہ نہایت شیفتہ تھا اور اُس کو بہت چاہتا تھا اتفاق سے وہ عورت مرگئی تو اس شخص کو نہایت رنج ہوا اور بڑا افسوس ہوا اور وہ ایک گھر میں دروازہ بند کرکے بیٹھ رہا اور لوگوں سے ملاقات چھوڑ دی تو اس کے پاس کوئی نہ جاتا تھا ایک عورت نے یہ قصہ سُنا اور اُس کے دروازے پر جا کر کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے میں اُنہی سے پوچھوں گی بغیر اُس سے ملے ہوئے یہ کام نہیں ہوسکتا تو اور جتنے لوگ آئے تھے وہ چلے گئے اور وہ عورت دروازے پر جمی رہی اور کہا کہ بغیر اس سے ملے کوئی علاج نہیں ہے سو ایک شخص نے اندر جا کر اُس کو اطلاع دی اور بیان کیا کہ ایک عورت مسئلہ پوچھنے کو تم سے آئی ہے اور وہ کہتی ہے

وَهِيَ لَا تُفَارِقُ الْبَابَ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهَا فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي جِئْتُكَ أَسْتَفْتِيكَ فِي أَمْرٍ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ إِنِّي اسْتَعَرْتُ مِنْ جَارَةٍ لِي حُلِيًّا فَكُنْتُ أَلْبَسُهُ وَأُعِيرُهَا زَمَانًا ثُمَّ إِنَّهُمْ أَرْسَلُوا إِلَيَّ فِيهِ أَفَأُؤَدِّيهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ وَاللَّهِ فَقَالَتْ إِنَّهُ قَدْ مَكَثَ عِنْدِي زَمَانًا فَقَالَ ذَلِكَ أَحَقُّ لِرَدِّكِ إِيَّاهُ إِلَيْهِمْ حِينَ أَعَارُوكِيهِ زَمَانًا قَالَ فَقَالَتْ أَيْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ أَفَتَأْسَفُ عَلَى مَا أَعَارَكَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهُ مِنْكَ وَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْكَ فَأَبْصَرَ مَا كَانَ فِيهِ وَنَفَعَهُ اللَّهُ بِقَوْلِهَا ۔

کہ میں تم سے ملا چاہتی ہوں تو سب لوگ چلے گئے مگر وہ عورت دروازہ چھوڑ کر نہیں جاتی تب اُس شخص نے کہا اچھا اُس کو آنے دو میں آئی وہ عورت اُس کے پاس اور کہا کہ میں ایک مسئلہ تجھ سے پوچھنے کو آئی ہوں وہ بولا کیا مسئلہ ہے اس عورت نے کہا میں نے اپنے ہمسایہ میں ایک عورت سے کچھ زیور مانگ کر لیا تھا تو میں نے ایک مدت تک اسکو کو پہنا اور لوگوں کو مانگنے پر دیا اب اُس عورت نے وہ زیور مانگ بھیجا ہے کیا میں اُسے پھیر دے دوں اس شخص نے کہا ہاں قسم خدا کی پھیر دے عورت نے کہا کہ وہ زیور ایک مدت تک میرے پاس رہا ہے اس شخص نے کہا کہ اس سبب سے اور زیادہ وہ تجھے پھیرنا ضروری ہے کیونکہ ایک زمانے تک تجھے اس نے مانگے پر دیا عورت بولی اے فلانے خدا تجھ پر رحم کرے تو کیوں افسوس کرتا ہے اس چیز پر جو اللہ جل جلالہٗ نے تجھے مستعار دی تھی پھر تجھ سے لے لی اللہ جل جلالہٗ زیادہ حقدار ہے تجھ سے جب اُس شخص نے غور کیا اور عورت کی بات سے اللہ تعالیٰ نے اس کو نفع دیا۔

ف: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مثال کے طور پر کوئی بات کرنا جھوٹ نہیں ہوتا۔

۱۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِخْتِفَاءِ وَهُوَ النَّبْشُ (کفن چوری کے بیان میں)

۴۴- عَنْ: عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخْتَفِيَ وَالْمُخْتَفِيَةَ يَعْنِي نَبَّاشَ الْقُبُورِ ۔

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر جو کفن چورائے اور اُس عورت پر جو کفن چرائے۔

۴۵- عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ كَسْرُ عَظْمِ الْمُسْلِمِ مَيِّتًا كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ ۔ يعني في الاثم اخرجه احمد و ابوداؤد و ابن ماجه

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی تھیں کہ میت مسلمان کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنا۔

کہا امام مالک نے یعنے گناہ میں دونوں برابر ہیں۔

ف: اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عائشہ صدیقہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۱۶- بَابُ جَامِعِ الْجَنَائِزِ (جنازوں کے احکام میں مختلف حدیثیں)

۴۶- عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کے پیشتر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى صَدْرِهَا وَاَصْغَتْ اِلَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

جب آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے حضرت عائشہ کے سینے پر اور حضرت عائشہ کان لگائی ہوئی تھیں آپ کی طرف فرماتے تھے یا اللہ رحم کر مجھ پر اور ملا دے مجھ کو اونچے درجے کے رفیقوں سے ۔

ف : یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین سے اور بعضوں نے کہا رفیق اعلٰے سے مراد جبریل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں اور بعضوں نے کہا جنت مراد ہے اور بعضوں نے کہا خود اللہ جل جلالہٗ کی ذات مقدس مراد ہے۔

۴۷۔ عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوْتُ حَتّٰى يُخَيَّرَ قَالَتْ فَسَمِعْتُهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ ذَاهِبٌ ۞ (وصلہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : حضرت بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کوئی پیغمبر نہیں مرتا ہے جب تک کہ اس کو اختیار دیا جاتا ہے کہا حضرت عائشہ نے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے یا اللہ میں نے اختیار کیا بلند رفیقوں کو جب میں نے جانا کہ آپ جانے والے ہیں دنیا سے ۔

ف۱ : دنیا میں یا دنیا سے جانے میں ف۲ : ابو الاسود نے مغازی میں روایت کیا کہ جبرئیل علیہ السلام اترے آپ پر حالت مرض میں اور مرض مبارک کو دریافت کیا اور امام احمد نے روایت کیا کہ فرمایا آپ نے مجھے دنیا کے اور جنت کے خزانوں کی کنجیاں ملیں اور مجھے اختیار دیا گیا کہ دنیا کو لوں یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو اور جنت کو تو میں نے اختیار کیا اپنے رب کی ملاقات کو اور جنت کو (زرقانی)

۴۸۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ يُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح اور شام اس کو مقام اس کا بتایا جاتا ہے اگر جنت والوں میں سے ہے تو جنت میں اور جو دوزخ والوں میں سے ہے تو دوزخ میں کہا جاتا ہے کہ یہ ٹھکانا ہے تیرا جب تجھے اٹھائے گا اللہ جل جلالہٗ دن قیامت کے ۔

۴۹۔ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ الْاَرْضُ اِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ ۞

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام بدن کو آدمی کے زمین کھا جاتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کو اسی سے پیدا ہوا اور اسی سے پیدا کیا جائے گا دن قیامت کے ۔

ف : اس حدیث سے انبیاء اور شہداء کے بدن مستثنیٰ ہیں ان کے بدنوں کو زمین نہیں کھاتی ۔

۵۰۔ عَنْ : كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ

ترجمہ : کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندہ کی شکل

يَعْلَقُ فِي شَجَرَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ إِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ ۞

ہیں کر جنت کے درخت سے لٹک رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ جل جلالہٗ پھر اس کو لوٹا دے گا اسکے بدن کی طرف جس دن اُس کو اُٹھائے گا۔

ف : بعض علماء نے کہا ہے کہ مراد اس مومن سے وہ مومن ہے جو شہید ہو کر مرے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر مومن مراد ہے۔ (زرقانی)

عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهٗ ۞ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے جب میرا بندہ میری ملاقات چاہتا ہے تو میں بھی اسکی ملاقات چاہتا ہوں اور جب وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے تو میں بھی اس سے نفرت کرتا ہوں۔

ف : صحیحین میں ہے کہ جب آپ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی موت کو بُرا جانتے ہیں آپ نے فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب مومن کی موت قریب آتی ہے تو اس کو خوشخبری دی جاتی ہے اللہ جل جلالہٗ کی رضامندی اور کرامت کی تو وہ سب چیزوں سے زیادہ چاہتا ہے اللہ جل جلالہٗ سے ملنے کو اور کافر کی جب موت قریب آتی ہے تو اس کو اطلاع دی جاتی ہے اللہ جل جلالہٗ کے عذاب اور عقوبت سے تو وہ سب چیزوں سے بُرا جانتا ہے اللہ جل جلالہٗ سے ملنے کو۔ (زرقانی)

عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهٖ إِذَا مَاتَ فَأَحْرِقُوهُ ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهٗ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهٗ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ بِهٖ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَغَفَرَ لَهٗ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی جب وہ مرنے لگا تو اپنے لوگوں سے بولا کہ بعد مرنے کے مجھے جلانا اور میری راکھ کے دو حصے کر کے ایک حصہ خشکی میں ڈال دینا اور ایک حصہ دریا میں اسلئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پا لیا تو ایسا عذاب کرے گا کہ سارے جہان میں ویسا عذاب کسی کو نہ کرے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اللہ جل جلالہٗ نے خشکی کو حکم دیا اس نے تمام راکھ اکٹھی کر دی پھر دریا کو حکم کیا اُس نے بھی اکٹھی کر دی بعد اس کے اللہ جل جلالہٗ نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا وہ بولا تیرے خوف سے اے پروردگار اور تو خوب جانتا ہے پس بخشدیا اس کو اللہ جل جلالہٗ نے۔

عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ أَوْ يُنَصِّرَانِهٖ كَمَا تُنَاتَجُ الْإِبِلُ مِنْ بَهِيمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّ مِنْ جَدْعَاءَ قَالُوا يَا رَسُولَ

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بچہ پیدا ہوتا ہے دین اسلام پر پھر ماں باپ اس کے اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں جیسے اونٹ پیدا ہوتا ہے صحیح سلامت جانور سے بھلا اس میں کوئی کنکٹا بھی ہوتا ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ جو بچے

اللّٰہِ اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَمُوْتُ وَھُوَ صَغِیْرٌ قَالَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

چھوٹے پن میں مر جائیں اُن کا کیا حال ہوگا فرمایا آپ نے اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے بڑے ہو کر۔ ف

ف ۱: یعنے آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی طبیعت قابل ہوتی ہے ہدایت کے مگر ماں باپ کی صحبت سے جس دین پر وہ ہوتے ہیں اُسی طریقہ پہ وہ بھی ہو جاتا ہے ف ۲: پھر لوگ اُس کا کان کاٹ کر کن کٹا کر دیتے ہیں وہ تو صحیح الاعضا پیدا ہوتا ہے ف ۳: اسلئے اُن کا حال معلوم نہیں تو نہ اُن کو جنتی کہہ سکتے ہیں نہ دوزخی شاید یہ حدیث کافروں کے بچوں میں ہے ورنہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں بہ اجماع علماء کافروں کے بچوں میں علماء کا بہت اختلاف ہے اُس میں دس قول ہیں ذکر کیا اُن کو زرقانی نے بعضوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہیں چاہے جنتی کرے چاہے دوزخی بعضوں کے نزدیک اپنے والدین کے تابع ہیں بعضوں کے نزدیک جنت اور دوزخ کے بیچ میں رہیں گے بعضوں کے نزدیک جنتیوں کے خادم ہوں گے بعضوں کے نزدیک خاک ہو جائیں گے ۔ بعضوں کے نزدیک جہنم میں جائیں گے بعضوں کے نزدیک اُن کا آخرت میں امتحان ہوگا ۔ بعضوں کے نزدیک اس میں توقف ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے ۔ بعضوں کے نزدیک زبان کو اس مسئلہ میں روکنا چاہیے بعضوں کے نزدیک جنت میں جائیں گے واللہ اعلم (زرقانی) مخفی نہ رہے کہ توقف کرنا اور زبان کو روکنا دونوں ایک ہیں ۔ فرق کرنا ان میں مشکل ہے ہکذا فی فتح الباری۔

۵۴۔ عَنْ : اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَا لَیْتَنِیْ مَکَانَہٗ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے سامنے سے نکل کر کہے گا کاش کر میں اس کی جگہ قبر میں ہوتا۔

ف: بہ سبب ظاہر ہو جانے فتنوں کے اور زوال دین کے خوف سے یا معاصی کے ظہور سے اور کثرت فسق و فجور سے یا بلیات اور مصائب کی کثرت سے ۔

۵۵۔ عَنْ : اَبِیْ قَتَادَۃَ بْنِ رِبْعِیٍّ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَیْہِ بِجَنَازَۃٍ فَقَالَ مُسْتَرِیْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْہُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْمُسْتَرِیْحُ وَمَا الْمُسْتَرَاحُ مِنْہُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ یَسْتَرِیْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْیَا وَاَذَاھَا اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ یَسْتَرِیْحُ مِنْہُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ابوقتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرا ایک جنازہ تو فرمایا آپ نے مستریح ہے یا مستراح منہ صحابہ نے پوچھا مستریح کسے کہتے ہیں اور مستراح منہ کسے کہتے ہیں فرمایا بندۂ مومن مستریح ہے یعنے جب مر جاتا ہے تو دنیا کی تکلیفوں اور اذیتوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں راحت پاتا ہے اور بندہ فاسق مستراح منہ ہے جب وہ مر جاتا ہے تو لوگوں کو بستیوں کو اور درختوں کو اور جانوروں کو اس سے راحت ہوتی ہے۔

ف: اسی واسطے کہ وہ اپنی زندگی میں لوگوں پر ظلم کرتا تھا شہروں کو بستیوں کو اُجاڑتا تھا۔ درختوں کو کاٹتا تھا جانوروں سے طاقت سے زیادہ محنت لیتا تھا۔

۵۶۔ عَنْ : اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ

ترجمہ: ابو النضر نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَمُرَّ بِجَنَازَتِهِ ذَهَبْتَ وَلَمْ تَلَبَّسْ مِنْهَا بِشَيْءٍ ؕ

جب گذرا ان پر جنازہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چلے گئے تم دنیا سے اور نہیں لیا اس میں کچھ۔

ف: یعنی وہ جو خدا سے غافل کر دے کیونکہ دنیا اسی کا نام ہے۔

بیت: چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

۵۔ **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ قَالَتْ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيْرَةَ تَتْبَعُهُ فَتَبِعَتْهُ حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيْعَ فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِيْرَةُ فَأَخْبَرَتْنِي فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنِّي بُعِثْتُ إِلٰى أَهْلِ الْبَقِيْعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ ؕ

(اخرجہ النسائی)

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو اور کپڑے پہنے پھر چلے آپ تو کہا میں نے اپنی لونڈی بریرہ سے کہ پیچھے پیچھے جائے آپ کے تو گئی وہ یہاں تک کہ آپ پہنچے بقیع کو اور کھڑے ہوئے قریب اس کے جب تک خدا کو منظور تھا آپ کا کھڑا رہنا پھر لوٹے آپ تو بریرہ آپ سے اول میرے پاس آن کر پہنچ گئی اور میں نے کچھ ذکر آپ سے نہیں کیا یہاں تک کہ صبح ہوئی پھر میں نے ذکر کیا اس کا حضرت سے تو فرمایا مجھے حکم ہوا تھا بقیع والوں کے پاس جانے کا تاکہ دعا کروں ان کے لئے۔

ف: بقیع قبرستان ہے مدینہ منورہ کا اللھم اجعلہ مدفنی یارب العالمین۔

۶۔ **عَنْ** نَافِعٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَسْرِعُوْا بِجَنَائِزِكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ خَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهُ إِلَيْهِ أَوْ شَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ ؕ

(اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جلدی کرو جنازہ کو لئے ہوئے چلنے میں اس لئے کہ اگر وہ اچھا ہے تو جلدی اس کو بہتری کی طرف لے جاتے ہو اور اگر برا ہے تو جلدی اپنے کندھوں سے اتارتے ہو۔

ف: مراد یہ ہے کہ معمولی چال سے ذرا تیز چلے اور یہ امر استحبابی ہے نہ وجوبی لیکن ابن حزم کے نزدیک وجوبی ہے اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ تَمَّ كِتَابُ الْجَنَائِزِ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ تمام ہوئی کتاب جنازوں کے احکام کی شکر ہے خدائے کریم کا اور تمام ہوا ترجمہ اس کا۔

كِتَابُ الصِّيَامِ

(کتاب روزہ کے بیان میں)

۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الْهِلَالِ لِلصِّيَامِ وَالْفِطْرِ فِي رَمَضَانَ

(رمضان کا چاند دیکھنے کا بیان اور رمضان میں روزہ افطار کرنے کا بیان)

۱۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهُ۔

(اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا رمضان کا تو فرمایا نہ روزہ رکھو تم یہاں تک کہ چاند دیکھو رمضان کا اور نہ روزے موقوف کرو یہاں تک کہ چاند دیکھو شوال کا سو اگر چاند چھپ جائے ابر سے پس گن لو دن رمضان کے۔

ف: یعنے تیس دن پورے کرلو۔

۲۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهُ۔

(اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی مہینہ انتیس روز کا ہوتا ہے تو نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھو اور نہ روزہ موقوف کرو جب تک چاند نہ دیکھو پس اگر ابر ہو تو شمار کرلو۔

ف: یعنی تیس دن پورے کرلو جب ابر ہو تو رمضان کے چاند کے واسطے ایک گواہ عادل یا دو گواہ کافی ہیں اور شوال کے چاند کے واسطے دو گواہ ضروری ہیں۔ یہ ابوحنیفہ اور شافعی علیہما الرحمۃ والغفران کا قول ہے اور امام احمد اور مالک کے نزدیک رمضان کے چاند کے واسطے بھی دو گواہ ضروری ہیں۔

۳۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعَدَدَ ثَلٰثِيْنَ۔ (وقد وصله ابوداؤد والترمذی والنسائی)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کرکے نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور نہ روزے موقوف کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اگر ابر ہو تو تیس روزے پورے کرلو۔

۴۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْهِلَالَ رُئِيَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِعَشِيٍّ فَلَمْ يُفْطِرْ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں چاند دکھائی دیا تیسرے پہر

عُثْمَانُ حَتّٰى اَمْسٰى وَغَابَتِ الشَّمْسُ ؎ کو تو روزہ نہ توڑا حضرت عثمان نے یہاں تک کہ شام ہو گئی اور آفتاب ڈوب گیا۔

ف : کیونکہ یہ چاند گذشتہ رات کا نہ تھا بلکہ آئندہ رات کا تھا البتہ اگر قبل زوال کے دکھائی دے تو گذشتہ رات کا ہے بعضوں کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک آئندہ رات کا ہے یہی صحیح ہے۔

کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالک سے کہتے تھے جو شخص اکیلا آپ ہی رمضان کا چاند دیکھے وہ روزہ رکھے اس لئے کہ اس کو افطار کرنا درست نہیں جب وہ جانتا ہے کہ یہ دن رمضان کا ہے اور جس نے آپ ہی شوال کا چاند دیکھا وہ روزہ نہ توڑے اس واسطے کہ لوگ بدنام کریں گے کہ ہم میں سے وہ شخص جس کا اعتبار نہیں ہے روزہ نہیں رکھتا اور جب ان لوگوں پر چاند ہونا کھل جائے تو کہے کہ میں نے چاند دیکھا تھا۔ اور جس نے دن ہی سے شوال کا چاند دیکھا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ تمام کرے اس لئے کہ وہ چاند اس رات کا ہے جو آنے والی ہے۔

ف : مگر میں نے نہیں کہا۔ یہ قول ابو حنیفہ اور احمد کا ہے اور شافعی اور ابو ثور کے نزدیک روزہ نہ رکھے البتہ اگر تہمت کا خوف ہو تو رکھے مگر نیت افطار کی رکھے۔ یحییٰ نے سنا میں نے مالک سے کہ اگر لوگوں نے عید کے روز روزہ رکھا اس گمان سے کہ وہ رمضان کا دن ہے پھر ایک معتبر آیا اور اس نے کہا کہ تمہارے روزہ رکھنے سے پیشتر ایک روز چاند دکھائی دیا اور یہ دن اکتیسواں ہے تو وہ روزہ توڑ ڈالیں جس وقت ان کو یہ خبر پہنچے مگر جب زوال ہو گیا ہو تو نماز عید کی نہ پڑھیں۔

ف : اس روز بلکہ دوسرے روز پڑھیں اگر قبل زوال کے خبر پہنچے تو روزہ توڑ کر عید کی نماز پڑھ لیں۔

۲۔ بَابُ مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ (فجر سے پہلے روزہ کی نیت کا بیان)

۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اِلَّا مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ ؎ ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ نے کہا روزہ کسی شخص کا درست نہیں ہوتا جب تک کہ نیت نہ کرے قبل صبح صادق کے۔

ف : خواہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا یہی مذہب مشہور اور صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک نفل روزے کی نیت زوال کے قبل درست ہے۔

۶۔ عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ؎ (اخرجہ ابو داؤد والترمذی والنسائی) ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَعْجِيْلِ الْفِطْرِ (روزہ جلد افطار کرنے کا بیان)

۷۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ ؎ (اخرجہ البخاری و مسلم) ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ اچھے رہیں گے اپنے دین میں جب تک روزہ جلدی افطار کریں گے۔

ف : یعنے جب آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے دیکھنے سے یا شہادت سے تو روزہ کھولنے میں دیر نہ

کرے۔ ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے زیادہ بیان کیا اسلئے کہ یہود اور نصاریٰ دیر کرتے ہیں روزہ کھولنے میں تارے دکھائی دینے تک یہ حکم استحبابی ہے اگر کوئی قصداً تاخیر کو افضل سمجھ کر دیر کرے گا تو مکروہ ہے اور یہ سمجھ کر تاخیر کرے کہ روزہ پورا ہوگیا غروب آفتاب سے تو مکروہ نہیں ہے افسوس ہے اس زمانے میں برعکس معاملہ ہوگیا سحری کھانے میں دیر کرنا چاہئے اُس کو جلدی بہت رات رہتے ہوئے کھا لیتے اور روزہ جلد کھولنا چاہئے اس میں دیر کرتے ہیں اسی واسطے اُن کا دین اچھا نہ رہا یہ پیشنگوئی آپ کی ٹھیک ہوئی۔

۸۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ ؛

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ اچھے رہیں گے جبتک روزہ جلدی کھولیں گے۔

۹۔ عَنْ: حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ ؛

ترجمہ: حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ نماز پڑھتے تھے مغرب کی رمضان میں جب سیاہی ہوتی تھی پچھان کی طرف پھر بعد نماز کے روزہ کھولتے تھے۔

ف: کیونکہ مغرب کی نماز جلدی پڑھتے تھے اس وجہ سے روزہ کا وقت مکروہ نہ ہوتا تھا ابن ابی شیبہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے مغرب کی قبل افطار کے اگرچہ ایک ہی گھونٹ پانی کا ہو۔ پس پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدم ہے حضرت عمر اور حضرت عثمان کی پیروی سے اور شاید یہ فعل اُن کا کسی عذر کے سبب سے ہو۔

۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ الَّذِي يُصْبِحُ جُنُبًا

(جو شخص جنب ہو اور صبح ہو جائے اسکے روزہ کا بیان)

۱۰۔ عَنْ: عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الْبَابِ وَأَنَا أَسْمَعُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ فَأَغْتَسِلُ وَأَصُومُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کھڑے ہوئے تھے دروازہ پر اور میں سن رہی تھی اے رسول اللہ صبح ہو جاتی ہے اور میں جنب ہوتا ہوں روزہ کی نیت سے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بھی جنب ہوتا ہوں اور صبح ہو جاتی ہے روزہ کی نیت سے تو میں غسل کرتا اور روزہ رکھتا ہوں بولا وہ شخص یا رسول اللہ آپکا کیا کہنا آپ ہم جیسے تھوڑی ہیں اللہ جل جلالہٗ نے آپ

فَاَخْبَرَتْهَا اُمُّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَرَجَعَتْ اِلٰى زَوْجِهَا فَاَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ ذٰلِكَ شَرًّا وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ يُحِلُّ لِرَسُوْلِهِ مَا يَشَاءُ ثُمَّ رَجَعَتِ امْرَاَتُهُ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَوَجَدَتْ عِنْدَهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِهٰذِهِ الْمَرْاَةِ فَاَخْبَرَتْهُ اُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَخْبَرْتِيْهَا اَنِّيْ اَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ قَدْ اَخْبَرْتُهَا فَذَهَبَتْ اِلٰى زَوْجِهَا فَاَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ ذٰلِكَ شَرًّا وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِلُّ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ مَا شَاءَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِهٖ ؎

صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے ہیں روزے میں تب وہ اپنے خاوند پاس گئی اور اُس کو خبر دی پس اور زیادہ رنج ہوا اس کے خاوند کو اور کہا اس نے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نہیں ہیں اللہ اپنے رسول کے لئے جو چاہتا ہے حلال کر دیتا ہے پھر آئی اس کی عورت اُم سلمہ کے پاس اور دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں موجود ہیں سو پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوا اُس عورت کو تو بیان کیا آپ سے اُم سلمہ نے سو فرمایا آپ نے تو نے کیوں نہ کہدیا اس سے کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں (یعنی روزہ میں بوسہ لیتا ہوں) اُم سلمہ نے کہا میں نے کہدیا لیکن وہ گئی اپنے خاوند کے پاس اور اس کو خبر کی سو اُس کو اور زیادہ رنج ہوا اور وہ بولا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نہیں ہیں حلال کرتا ہے اللہ جل جلالہٗ جو چاہتا ہے اپنے رسول کے لئے غصہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا آپ نے قسم خدا کی میں تم سب سے زیادہ ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور تم سب سے زیادہ پہچانتا ہوں اس کی حدوں کو۔ ف

ف : اس خیال سے کہ شاید بڑا گناہ ہے ف : یعنی فرائض اور ارکان دین اور حلال و حرام کو تم سب سے زیادہ پہچانتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوسہ لینا جوان اور بوڑھے دونوں کو درست ہے لیکن جوان کو جب مکروہ ہے کہ خوف جماع کا ہو اگر صرف بوسہ پر اُس نے قناعت کی تو روزے میں کچھ نقصان نہیں البتہ اگر انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔

۱۵۔ عَنْ : عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ اَزْوَاجِهٖ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَضْحَكُ ؎ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : حضرت اُم المؤمنین عائشہؓ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیتے تھے اپنی بعض بی بیوں کو اور وہ روزہ دار ہوتے تھے پھر ہنستی تھیں۔

ف : اسلئے کہ بعض بیبیوں سے وہی خود آپ مراد تھیں لیکن بوجہ شرم کے تصریح نہیں کرتی تھیں۔

۱۶۔ عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عَاتِكَةَ بِنْتَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ امْرَاَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تُقَبِّلُ رَاْسَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَا يَنْهَاهَا

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عاتکہ بیوی حضرت عمرؓ کی بوسہ دیتی تھیں سر کو حضرت عمرؓ کے اور حضرت عمرؓ روزہ دار ہوتے تھے لیکن اُن کو منع نہیں کرتے تھے۔

۱۷۔ عَنْ : عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا هُنَالِكَ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ

ترجمہ : عائشہ بنت طلحہ سے روایت ہے کہ وہ اُم المؤمنین عائشہ کے پاس بیٹھی تھیں اتنے میں اُن کے خاوند عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق (بھتیجے حضرت عائشہ کے) آئے اور وہ روزہ دار

الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ ثُمَّ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ مَعَهُ وَكَانُوا يَأْخُذُونَ بِالْأَحْدَثِ فَالْأَحْدَثِ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

میں تو روزہ رکھا یہاں تک کہ پہنچے کدید کو پھر افطار کیا تو لوگوں نے بھی افطار کیا اور صحابہ کا یہ قاعدہ تھا کہ نئے کام کو لیتے تھے پھر اس سے نئے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں سے ۔

ف : کدید ایک مقام ہے سات منزل پر مدینہ سے وہاں سے مکہ تین منزل رہ جاتا ہے ف۲ یعنی اس فعل پر عمل کیا کرتے تھے جو جدید ہوتا تھا اور قدیم کو چھوڑ دیتے تھے پھر جدید کے بعد دوسرا کام جو اس سے بھی جدید ہوتا اس پر عمل کرتے ۔ کدید پر جا کر آپ نے روزہ کھول ڈالا اسلئے کہ آپ کو خبر پہنچی روزہ کے شاق ہونے کی لوگوں پر ۔

۲۳ ۔ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ النَّاسَ فِي سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بِالْفِطْرِ وَقَالَ تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ وَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ الَّذِي حَدَّثَنِي لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ الْحَرِّ ثُمَّ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ طَائِفَةً مِنَ النَّاسِ قَدْ صَامُوا حِينَ صُمْتَ قَالَ فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَدِيدِ دَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ : بعضے صحابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا لوگوں کو سفر میں جس سال مکہ فتح ہوا ہے روزہ نہ رکھنے کا فرمایا آپ نے تاکہ تم قوی رہو دشمن کے مقابلہ میں اور روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے مجھ سے بیان کیا اس صحابی نے جس نے حدیث بیان کی مجھ سے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرج[1] میں کہ پانی ڈالا جاتا تھا آپ کے سر پر پیاس کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے پھر کہا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بعض لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہے آپ کے روزہ رکھنے کے سبب سے تو جب پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدید میں ایک پیالہ پانی کا منگایا اور پانی پیا تب لوگوں نے بھی روزہ کھول ڈالا ۔

۲۴ ۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہم نے سفر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان میں تو نہ عیب کیا روزہ دار نے روزہ کھولنے والے پر اور نہ بے روزہ دار نے روزہ دار پر ۔

ف : اس واسطے کہ دونوں امر درست ہیں ۔

۲۵ ۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ

ترجمہ : عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں روزہ رکھا کرتا ہوں تو کیا روزہ رکھوں سفر میں آپ نے فرمایا تیرا جی چاہے تو روزہ رکھ چاہے نہ رکھ ۔

[1] عرج ایک مقام کا نام ہے جو تین منزل پر ہے مدینہ منورہ سے ۔

کتنی کھجور ہوگی اُس ٹوکرے میں یوے پندرہ صاع سے بیس صاع تک ف: یعنی ایک سو بیس رطل سے لے کر ایک سو آٹھ رطل تک کیونکہ ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے کہا یحیٰی نے کہا مالک نے سنا میں نے اہل علم سے کہتے تھے جو شخص رمضان کی قضا کا روزہ توڑ ڈالے جماع سے یا اور کسی امر سے تو اس پر یہ کفارہ نہیں ہے بلکہ اس پر قضا ہے اُس دن کی اور یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو۔

۱۰۔ بَابُ حِجَامَةِ الصَّائِمِ (روزدار کو پچھنے لگانے کا بیان)

۳۱۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَ ذٰلِكَ بَعْدُ فَكَانَ اِذَا صَامَ لَمْ يَحْتَجِمْ حَتّٰى يُفْطِرَ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ وہ پچھنے لگاتے تھے روزے میں پھر اس کو چھوڑ دیا تو جب روزہ دار ہوتے پچھنے نہ لگاتے یہاں تک روزہ افطار کرتے۔

ف: اس واسطے کہ پہلے طاقت تھی تو پچھنے لگانے سے روزہ میں ضعف کا خوف نہ تھا پھر جب طاقت گھٹ گئی تو موقوف کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ پچھنے لگانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں مگر ضعف کے خوف سے نہ لگانا چاہیئے۔ ایک حدیث مرفوع میں ہے اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ یعنے پچھنے لگانے والے اور جس کے پچھنے لگائی جائیں دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا یہ حدیث منسوخ ہے اور احادیث سے اور بعضوں نے کہا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی کو پچھنے لگانا یا لگوانا منظور ہو تو روزہ نہ رکھے کیونکہ پچھنے لگانے والے کے منہ میں اکثر خون وغیرہ چلا جاتا ہے اور لگوانے والے کو ضعف ہو جاتا ہے تو روزہ توڑنا پڑتا ہے۔

۳۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَا يَحْتَجِمَانِ وَهُمَا صَائِمَانِ۔

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر پچھنے لگاتے تھے روزے میں۔

۳۳۔ عَنْ: عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ لَا يُفْطِرُ قَالَ وَمَا رَاَيْتُهُ احْتَجَمَ قَطُّ اِلَّا وَهُوَ صَائِمٌ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر پچھنے لگاتے تھے روزے میں پھر افطار نہیں کرتے تھے کہا ہشام نے میں نے کبھی نہیں دیکھا عروہ کو پچھنے لگاتے ہوئے مگر وہ روزے سے ہوتے تھے۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے پچھنے لگانا روزہ دار کو مکروہ نہیں ہے مگر اس خوف سے کہ ضعیف ہو جائے اور اگر ضعف کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے ــــ پس اگر ایک شخص نے پچھنے لگائے رمضان میں پھر روزہ توڑنے سے بچ گیا تو اُس پر کچھ لازم نہیں ہے نہ اس کو اس دن کی قضا کا حکم ہے کیونکہ پچھنے لگانا مکروہ ہے جب روزہ ٹوٹ جانے کا خوف ہو پس اگر پچھنے لگائے اور روزہ توڑنے سے بچا یہاں تک کہ شام ہو گئی تو اُس پر کچھ لازم نہیں نہ اس پر قضا ہے اُس دن کی۔

۱۱۔ بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ (عاشوراء کے روزہ کا بیان)

ف: عاشوراء نویں تاریخ ہے محرم کی یا دسویں تاریخ اسی واسطے ان دونوں تاریخوں میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔

۳۴۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت اُم المومنین عائشہؓ سے روایت ہے انہوں

أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيْضَةَ وَتُرِكَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ ۔

(اخرجہ البخاری و مسلم)

نے کہا عاشوراء کے دن لوگ روزہ رکھتے تھے جاہلیت میں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے زمانۂ جاہلیت میں پھر جب آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تو روزہ رکھا آپ نے اس دن اور لوگوں کو بھی حکم کیا اس دن روزہ رکھنے کا پھر جب فرض ہوا رمضان تو رمضان ہی کے روزے فرض رہ گئے اور عاشوراء کا روزہ چھوڑ دیا گیا سو جس کا جی چاہے اس دن روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۳۵۔ عَنْ: حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِهٰذَا الْيَوْمِ هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَآءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُفْطِرْ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے انہوں نے سنا معاویہ بن ابی سفیان سے کہتے تھے جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے اے اہل مدینہ کہاں ہیں علماء تمہارے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اس دن کو یہ دن عاشورہ کا ہے اس دن روزہ تمہارے اوپر فرض نہیں ہے اور میں روزہ دار ہوں سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۳۶۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْسَلَ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ غَدًا يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ فَصُمْ وَأْمُرْ أَهْلَكَ أَنْ يَصُوْمُوْا ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب نے کہلا بھیجا حارث بن ہشام کو کہ کل عاشورے کا روزہ ہے تو روزہ رکھ اور حکم کر اپنے گھر والوں کو وہ روزہ رکھیں۔

ف: یہ حکم استحبابًا تھا نہ کہ وجوبًا۔

۱۲۔ بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى وَالدَّهْرِ

(عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کا اور سدا روزہ رکھنے کا بیان)

۳۷۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دن روزہ رکھنے سے ایک یوم الفطر دوسرے یوم الاضحیٰ میں۔

ف: ان دونوں دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اسی طرح ایام تشریق یعنے ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے کہا امام مالک نے میں نے سنا اہل علم سے سدا روزہ رکھنا کچھ برا نہیں ہے جب اُن دنوں میں روزہ نہ رکھے جن دنوں

میں منع کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے اور وہ تین دن ہیں منا میں رہنے کے یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذیحجہ اور ایک یوم الفطر اور ایک یوم الاضحیٰ اور یہ ہم کو بہت پسند ہے۔ ف بعض علماء کے نزدیک صوم الدہر یعنے سدا روزہ رکھنا مکروہ ہے بلکہ ایک دن روزہ رکھتا اور ایک دن افطار کرنا جس کو صوم داؤدی کہتے ہیں افضل ہے۔

۱۲- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصِّيَامِ (تہہ کے روزوں کی ممانعت کا بیان)

۳۸- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ فَقَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى ؕ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تہہ کے روزے رکھنے سے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ رکھتے ہیں فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

ف: اللہ جل جلالہ کے پاس سے مراد اس سے جنت کے کھانے اور پانی ہیں اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا یا یہ مراد ہے کہ مجھے غذائے روحانی جو ذکر الٰہی اور محبت الٰہی سے حاصل ہے اس وجہ سے مجھ کو ضعف نہیں ہوتا۔

۳۹- عَنْ: اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ ؕ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم تہہ کے روزے رکھنے سے لوگوں نے کہا آپ رکھتے ہیں یا رسول اللہ فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے رات کو میرا رب کھلا دیتا ہے اور پلا دیتا ہے۔

۱۳- بَابُ صِيَامِ الَّذِيْ يَقْتُلُ خَطَاً اَوْ يَتَظَاهَرُ

(کفارہ قتل خطا اور کفارہ ظہار کے روزوں کا بیان)

کہا یحییٰ نے سنا میں نے امام مالک سے فرماتے تھے جس شخص پر دو مہینے کے روزے پے درپے واجب ہوں قتل خطا یا ظہار میں۔ اور وہ روزے شروع کرے پھر بیچ میں کوئی مرض ایسا اس کو لاحق ہو جس کی وجہ سے روزوں کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو جب اس مرض سے اچھا ہو اور روزہ پر قادر ہو فی الفور روزہ شروع کرے اور جتنے روزے رکھ چکا ہے اُن پر بنا کرے یعنی وہ روزے حساب میں رہیں گے۔ اسی طرح ایک عورت بسبب قتل خطا کے دو مہینے کے روزے لازم ہوئے اور اس نے روزے رکھنے شروع کئے لیکن بیچ میں حیض آگیا تو وہ حیض سے پاک ہوتے ہی روزے شروع کر دے اور اگلے روزوں پر بنا کرے یعنے وہ روزے حساب میں رہیں گے اور جس شخص پر دو مہینے کے روزے لگاتار فرض ہوں تو اس کو بیچ میں افطار کرنا درست نہیں مگر بیماری یا حیض کی وجہ سے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ سفر کرے اور اس کی وجہ سے افطار کرے۔

ف: قتل خطا یہ ہے کہ زید کو شکار سمجھ کر مارا یا شکار کو مارتا تھا حربہ زید کو لگ گیا اور ظہار یہ ہے کہ اپنی بی بی کو اپنے محرم کے کسی عضو سے تشبیہ دے مثلاً یوں کہے تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ دونوں میں کفارہ لازم ہے۔

ف: تو اگر مرض سے اچھا ہوتے ہی اور روزہ کی طاقت ہوتے ہی اس نے روزے شروع نہ کئے بلکہ کچھ دنوں تاخیر کی تو اب

نئے سرے سے پھر دو مہینے کے روزے رکھنا شروع کرے اور جتنے روزے رکھ چکا ہے ان کا حساب نہ ہوگا۔
کہا یحییٰ نے کہا مالک نے یہ قول اچھا ہے جو سُنا میں نے اس باب میں ۔

۱۵۔ بَابُ مَا يَفْعَلُ الْمَرِيضُ فِي صِيَامِهِ (مریض کے روزے کا بیان)

کہا یحییٰ نے سُنا میں نے مالک سے کہتے تھے میں نے جو سُنا اہل علم سے وہ یہ ہے کہ مریض کو جب ایسا مرض لاحق ہو جس کی وجہ سے روزہ رکھنا اس پر شاق ہو جائے اور روزہ اس کو تکلیف پہنچائے اور وہ مرض اس درجہ پہنچ جائے تو اُس کو افطار کرنا درست ہے اسی طرح جب مریض کو کھڑا ہونا دشوار ہو نماز میں اور یہ مرض اُس درجہ کو پہنچ جائے کہ عذر گِنا جاتا ہے اللہ جل جلالہٗ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ اُس کو زیادہ جانتا ہے بندے سے اور اسی مرض میں سے بعض ایسا ہے جو اس درجہ کا نہیں ہے بہر حال جب مرض اس درجہ کو پہنچے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے کیونکہ دین اللہ تعالیٰ کا آسان ہے اور اللہ جل جلالہٗ نے مسافر کو رخصت دی روزہ نہ رکھنے کی حالانکہ وہ زیادہ قادر ہے روزہ پر مریض سے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے اپنی کتاب مقدس میں جو شخص تم میں سے مریض ہو یا مسافر ہو تو وہ اُتنے روز شمار کر کے دوسرے دنوں میں روزہ رکھ لے پس رخصت دی اللہ جل جلالہٗ نے مسافر کو افطار کی حالانکہ وہ زیادہ قادر ہے روزے پر مریض سے اور یہ بہت پسند ہے مجھ کو اُن اقوال میں جن کو سُنا میں نے اس باب میں اور ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی اور مجمع علیہ ہے ۔

۱۶۔ بَابُ النَّذْرِ فِي الصِّيَامِ وَالصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ

(روزہ نذر کا بیان اور میّت کی طرف سے روزہ رکھنے کا بیان)

۱۔ **عَنْ** مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ صِيَامَ شَهْرٍ هَلْ لَهُ أَنْ يَتَطَوَّعَ فَقَالَ سَعِيدٌ لِيَبْدَأْ بِالنَّذْرِ قَبْلَ أَنْ يَتَطَوَّعَ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نذر کی ایک مہینے روزے رکھنے کی اب اس کو نفل روزہ رکھنا درست ہے جواب دیا کہ پہلی نذر کے روزے رکھ لے پھر نفل رکھے ۔

ف: اس واسطے کہ نذر کا پورا کرنا فرض ہے **کہا** مالک نے مجھ کو سلیمان بن یسار سے بھی ایسا ہی پہنچا ہے **کہا** یحییٰ نے کہا مالک نے جو شخص مر جائے اور اس پر نذر ہو ایک بردہ آزاد کرنے کی یا روزہ رکھنے کی یا صدقہ دینے کی یا قربانی کرنے کی پھر وہ وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے یہ نذر ادا کرنا تو ثلث مال سے ادا کی جائے اور اُس کا ادا کرنا اور وصیتوں پر مقدم سمجھا جائے مگر جو وصیت مثل اُس کے واجب ہو کیونکہ اور وصیتیں جو نفل ہیں مثل اس وصیت کے نہیں ہو سکتیں جیسے نذر وغیرہ ہے اسلئے کہ یہ واجب ہے اور یہ وصیت تہائی مال میں اس واسطے خاص ہوئی کہ اگر کل مال میں نافذ ہو تو ہر شخص ایسے امورات جو اس پر واجب ہیں دیر کرے اپنی موت پر رکھے گا جب موت قریب ہوگی اور مال اُس کے وارثوں کا حق ہوگا تو اس وقت وہ اُن چیزوں کو بیان کرے گا خاص کر ایسی چیزوں کو جن کا تقاضا کرنے والا کوئی نہ تھا اور شاید کہ یہ چیزیں اُس کے سارے مال کو گھیر لیں اور وَرَثَہ محروم رہ جائیں اس واسطے کل مال میں اُس کو اختیار نہیں ہے ۔

أَحَدُهُمَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ وَقَالَ الْآخَرُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا قَالَ يُفَرِّقُ بَيْنَهُ وَلَا أَيُّهُمَا قَالَ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ ۔

کہا کہ رمضان کے روزوں کی قضا پے درپے رکھنا ضروری نہیں دوسرے نے کہا پے درپے رکھنا ضروری ہے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کس نے ان دونوں میں سے پے درپے رکھنے کو کہا اور کس نے یہ کہا کہ پے درپے رکھنا ضروری نہیں۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ معلوم نہیں ہے ابن شہاب نے یہ روایت کس سے سُنی ابن عباس اور ابوہریرہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ انھوں نے رمضان کی قضا کو جُدا جُدا رکھنا جائز کیا ہے اس واسطے کہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اور متتابعات کی قید نہیں لگائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پہلے یوں اترا تھا فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ مُتَتَابِعَاتٍ پھر متتابعات کا لفظ ساقط ہوگیا۔ (زرقانی)

۴۵ **عَنْ:** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے جو شخص قصداً قے کرے روزے میں تو اس پر قضا واجب ہے اور جس کو خود بخود قے آجائے تو اس پر قضا نہیں ہے۔

ف: مگر یقین ہوجائے اس امر کا کہ منہ میں کوئی چیز آن کر پھر حلق میں چلی گئی تو قضا کرے۔ (زرقانی)

۴۶ **عَنْ:** يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْأَلُ عَنْ قَضَاءِ رَمَضَانَ فَقَالَ سَعِيدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ لَا يُفَرَّقَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَأَنْ يُوَاتَرَ ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے سُنا سعید بن المسیب سے وہ پوچھے گئے رمضان کی قضا سے تو کہا سعید نے میرے نزدیک یہ بات اچھی ہے کہ رمضان کی قضا پے درپے رکھے۔

کہا یحییٰ نے سُنا میں نے مالک سے کہتے تھے جو شخص جدا جدا رمضان کی قضا رکھے تو اس پر اعادہ لازم نہیں ہے بلکہ وہ قضا کافی ہوجائے گی مگر بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ پے درپے رکھے **کہا** یحییٰ نے سُنا میں نے مالک سے کہتے تھے جو شخص رمضان میں بھول چوک کر کھالے یا پی لے یا اور کسی روزے میں جو اس پر واجب ہے تو اس پر قضا ہے اس روزے کی۔

ف: محققین کا مذہب اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک بھولے سے کھانے یا پینے میں روزہ نہیں جاتا اور حدیث مرفوع مؤید ہے ان کے۔

۴۷ **عَنْ:** حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ مُجَاهِدٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَجَاءَهُ إِنْسَانٌ فَسَأَلَهُ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ الْكَفَّارَةِ أَمُتَتَابِعَاتٌ أَمْ يَقْطَعُهَا قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ يَقْطَعُهَا إِنْ شَاءَ قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَقْطَعُهَا فَإِنَّ فِي قِرَاءَةِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ ۔

ترجمہ: حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ساتھ تھا مجاہد کے اور طواف کر رہے تھے خانہ کعبہ کا اتنے میں ایک آدمی آیا اور پوچھا کہ قسم کے کفارے کے روزے پے درپے چاہئیں یا جُدا جُدا حمید نے کہا ہاں جُدا جُدا بھی رکھ سکتا ہے اگر چاہے مجاہد نے کہا نہیں کیونکہ اُبی بن کعب کی قراءت میں ہے ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ یعنی روزے تین دن کے پے درپے۔

کہا امام مالک نے جتنے روزوں کا ذکر اللہ جل جلالہٗ نے اپنے کلام میں کیا ہے ان سب کا پے درپے رکھنا بہتر ہے۔

ف: مگر کفارۂ قتل اور ظہار کے روزوں کا پے درپے رکھنا واجب ہے۔ **کہا** یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالک اس عورت سے

جو صبح کو روزہ دار اٹھے رمضان میں پھر یکایک تازہ اور خالص خون دیکھے اور وہ حیض کے دن نہ ہوں پھر شام تک انتظار کرے مگر کچھ نہ دیکھے پھر دوسرے دن جب صبح ہو تو یکایک خون دیکھے مگر پہلے روزے سے کچھ کم پھر وہ خون موقوف ہو جائے اور یہ واقعہ حیض کے ایام سے پیشتر ہو تو اس کے روزہ اور نماز کا کیا حکم ہے امام مالک نے جواب دیا کہ یہ خون حیض کا ہے تو جب اُس کو دیکھے روزہ کھول ڈالے اور قضا کرے اس روزہ کی پھر جب خون موقوف ہو جائے تو غسل کر کے روزہ رکھے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے جو شخص مسلمان ہو شام کو رمضان میں کچھ دن رہتے ہوئے کہا اُس پر پورے رمضان کی قضا لازم ہے یا اُس دن کی جس دن مسلمان ہوا۔ امام مالک نے جواب دیا کہ گذشتہ روزوں کی قضا اس پر لازم نہیں ہے بلکہ آئندہ سے روزے رکھے اور اگر اُس دن کی بھی قضا کرے جس دن وہ مسلمان ہوا تو بہتر ہے۔

۱۸۔ بَابُ قَضَاءِ التَّطَوُّعِ (نفل روزے کی قضا کا بیان)

۴۸۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَاُهْدِيَ لَهُمَا طَعَامٌ فَاَفْطَرَتَا عَلَيْهِ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَبَدَرَتْنِي بِالْكَلَامِ وَكَانَتْ بِنْتَ اَبِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي اَصْبَحْتُ اَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَاُهْدِيَ لَنَا طَعَامٌ فَاَفْطَرْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِيَا مَكَانَهُ يَوْمًا اٰخَرَ ۔ (وصلہ ابوداؤد والترمذی)

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت اُم المومنین عائشہؓ اور اُم المومنین حفصہؓ صبح کو انہیں نفل روزہ رکھ کر پھر کھانے کا حصہ آیا تو انہوں نے روزہ کھول ڈالا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عائشہ فرماتی ہیں کہ حفصہ نے کہنا شروع کر دیا مجھے بولنے نہ دیا آخر اپنے باپ کی بیٹی تھیں۔ یا رسول اللہ میں اور عائشہ صبح کو انہیں نفل روزہ رکھ کر تو ہمارے پاس حصہ آیا کھانے کا ہم نے روزہ کھول ڈال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس کے عوض میں ایک روزہ قضا کا رکھو۔

ف: یعنی جیسے اُن کے باپ دین کی بات پوچھنے میں دیر نہ کرتے تھے ویسی ہی اُن کی بیٹی تھیں۔

ف: کیونکہ نفل روزہ رکھ کر توڑ ڈالنے سے قضا اُس کی واجب ہو جاتی ہے۔ یہ قول امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا ہے اور شافعی اور احمد اور اسحاق کے نزدیک قضا واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے۔ کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالک سے کہتے تھے جو شخص نفل روزے میں بھول چوک سے کھا پی لے تو اُس پر قضا نہیں ہے اور چاہئے کہ اُس روزے کو پورا کرے کیونکہ اُس کا روزہ نہیں گیا اور نفلی روزہ میں اگر کوئی امر غیر اختیاری ایسا پیش آئے جس سے روزہ ٹوٹ جائے (مثلاً حیض آجائے یا مرض) تو اُس کی قضا واجب نہیں جب اُس نے عذر سے روزہ کھول ڈالا ہو نہ قصداً اسی طرح اگر کسی نے نفل نماز کو شروع کر کے توڑ ڈالا حدث غیر اختیاری سے تو اُس پر قضا نہیں ہے کہا مالک نے جو شخص کوئی نیک کام نفل شروع کرے مثلاً نماز یا روزہ یا حج یا اور کوئی کام مشابہ اس کے جن کو لوگ نفلی طور سے بجا لایا کرتے ہیں پھر اُس کو توڑ ڈالے تو اُس کو تمام کرنا چاہئے تو جب تکبیر تحریمہ کہے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جب روزہ رکھے تو اس کو پورا کرے اور جب لبیک کہے حج کا تو حج کو تمام کرے اور جب طواف شروع کرے تو سات پھیرے پورے کرے اسی طرح جو کام شروع کرے تو اس کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ ادا کرے مگر جب کوئی عارضہ ایسا پیش آئے جس کے سبب سے لوگ مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اپنی کتاب میں کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ

دکھلائی دے تم کو سفید دھاری سیاہ دھاری سے یعنی فجر ہو جائے تمام کرو روزوں کو رات تک پس تمام کرنا روزے کا واجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا پورا کرو حج اور عمرہ کو خدا کے واسطے سو اگر کسی شخص نے احرام باندھا حج کا نفل اور فرض حج ادا کر چکا ہے اس کو چھوڑ دینا چاہئے جب شروع کر چکا ہے اور یہ نہ کرنا چاہئے کہ راستہ سے احرام کھول کر چلا آئے اسی طرح جو شخص کوئی نفل عبادت شروع کرے اُس کو پورا کرنا لازم ہے جیسے فرض کا پورا کرنا اور یہ تقریر بہت پسند ہے مجھ کو اپنی سنی ہوئی باتوں میں۔

۱۹۔ بَابُ فِدْيَةِ مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ

(جو شخص رمضان میں روزے نہ رکھ سکے اُسکے فدیہ کا بیان)

۴۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَبِرَ حَتَّى كَانَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصِّيَامِ فَكَانَ يَفْتَدِي ؕ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ انس بن مالک بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ روزہ نہ رکھ سکتے تھے تو فدیہ دیتے تھے۔

ف: یعنی ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا دیتے تھے یا ایک مُد دیتے تھے اور مُد دو رطل کا ہوتا ہے اور ایک روایت میں نصف صاع بھی آیا ہے۔ صاع چار مُد کا ہوتا ہے اور کبھی تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیتے تھے اور کبھی تین سو مسکینوں کو ایک ہی بار کھلا دیتے تھے۔ (زرقانی)

کہا مالک نے میرے نزدیک فدیہ دینا واجب نہیں ہے مگر جو شخص فدیہ دینے کی قدرت رکھتا ہو اُس کو دینا بہتر ہے سو جو شخص فدیہ دے تو ہر روزے کے بدلے میں ایک مُد کھانا دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے۔

ف: مُد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک رطل اور تہائی رطل کا تھا اور اہل عراق کا مُد دو رطل کا ہوتا ہے جب مُد میں فرق ہوا تو صاع میں بھی فرق ہوگا کیونکہ صاع چار مُد کا ہوتا ہے۔ یہ فدیہ دینا امام مالک کے نزدیک سُنّت ہے اور ائمہ کے نزدیک واجب ہے۔

۵۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ إِذَا خَافَتْ عَلَى وَلَدِهَا وَاشْتَدَّ عَلَيْهَا الصِّيَامُ فَقَالَ تُفْطِرُ وَتُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؕ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر سے سوال ہوا کہ حاملہ عورت اگر خوف کرے اپنے حمل کا اور روزہ نہ رکھ سکے تو کہا انہوں نے روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو ایک مُد گیہوں دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے۔

کہا مالک نے اہل علم نے کہا ہے اُس پر قضا لازم ہے نہ فدیہ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں سے بیمار یا مسافر ہو تو وہ اور دنوں میں قضا کرے اور یہ حمل کا خوف بھی ایک مرض ہے امراض میں سے۔ ف: مگر ابن عمر کے نزدیک عورت حاملہ اور مرضعہ پر جب وہ فدیہ دے چکے روزے کی قضا نہیں ہے اور یہ بھی ایک روایت ہے امام مالک سے باقی ائمہ کے نزدیک عورت حاملہ اور مرضعہ کو اگر اپنے لڑکے کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں پھر اُس کی قضا کرلیں فدیہ دینا ضروری نہیں ہے۔ (زرقانی)

۵۱۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ عَلَيْهِ قَضَآءُ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقْضِهِ وَهُوَ قَوِيٌّ عَلٰى صِيَامِهٖ حَتّٰى جَآءَ رَمَضَانُ اٰخَرُ فَاِنَّهٗ يُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا مُدًّا مِّنْ حِنْطَةٍ وَعَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْقَضَآءُ۔

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے وہ کہتے تھے جس شخص پر رمضان کی قضا لازم ہو پھر وہ قضا نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آجائے اور وہ قادر رہا ہو روزے پر تو ہر روزے کے بدلے میں ایک ایک مسکین کو ایک ایک مُد گیہوں کا دے اور قضا بھی رکھے۔

۵۲۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ: امام مالک کو سعید بن جبیر سے بھی ایسا ہی پہنچا۔

ف: مگر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک وہ شخص دوسرے رمضان کے روزے ادا کرکے پھر پہلے رمضان کے روزوں کی قضا کرے اور بعضوں کے نزدیک دوسرے رمضان کے روزے رکھ لے اور اگلے رمضان کے روزوں کا فدیہ دے اور قضا اس پر نہیں ہے امام اعظم کے نزدیک فدیہ دینا ضروری نہیں ہے صرف قضا کرلینا کافی ہے وہ کہتے ہیں کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف قضا کا حکم کیا ہے کھانا کھلانے کا نہیں ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کلام اللہ میں ذکر نہ ہونا مضر نہیں کرتا جب حدیث سے فدیہ ثابت ہے مگر حدیث مرفوع بھی کوئی اس باب میں نہیں پائی جاتی البتہ دارقطنی نے ابوہریرہ سے اور سعید بن منصور نے ابن عباس سے اور عبدالرزاق نے عمر بن الخطاب سے فدیہ کو نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہا کہ فدیہ دینا چھ صحابیوں سے منقول ہے اور اُن کا خلاف کسی سے ثابت نہیں ہے۔

۲۰۔ بَابُ جَامِعِ قَضَاءِ الصِّيَامِ (روزوں کی قضا کے بیان میں)

۵۳۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ اِنْ كَانَ لَيَكُوْنُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَصُوْمَهٗ حَتّٰى يَاْتِيَ شَعْبَانُ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: اُم المؤمنین عائشہ فرماتی ہیں میرے اوپر روزے ہوتے تھے رمضان کے اور میں قضا رکھ نہیں سکتی تھی یہاں تک کہ شعبان آجاتا۔

ف: آپ کو قضا رکھنا اس واسطے ممکن نہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بہت محبت فرماتے اور اکثر مخالفت کرتے اور شعبان میں حضرتؐ بھی روزے رکھتے تھے جب آپ بھی رکھ لیتیں۔

۲۱۔ بَابُ صِيَامِ الْيَوْمِ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ (یوم شک کے روزے کا بیان)

امام مالک نے اہل علم سے سُنا وہ منع کرتے تھے شک کے دن روزہ رکھنے سے شعبان میں جب نیت رمضان کی ہو اور وہ یہ کہتے تھے کہ اگر کسی نے روزہ رکھا شعبان میں شک کے روز بغیر چاند دیکھے ہوئے پھر کسی معتبر شخص نے گواہی دی کہ وہ دن رمضان کا تھا تو اُس پر قضا اُس روزہ کی لازم ہے البتہ نفل روزے رکھنے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ امام مالک نے کہا کہ ہم نے اپنے شہر میں اہل علم کو یہی کہتے ہوئے پایا۔ ف: اصحاب سنن نے عمار بن یاسر سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے شک کے دن روزہ رکھا تو اس نے نافرمانی کی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ابوالقاسم کنیت ہے رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کی ۔ اس حدیث سے مطلق روزہ کی ممانعت شک کے روز معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے اُس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے ایسا ہی رمضان کے استقبال یا تعظیم کے واسطے ایک دن یا دو دن پیشتر سے روزہ رکھنا مکروہ ہے صحیحین میں مرفوعًا مروی ہے کہ رمضان کا استقبال مت کرو ایک دن یا دو دن پہلے روزہ رکھ کر ۔

۲۲۔ بَابُ جَامِعِ الصِّيَامِ (روزے کے مختلف مسائل کا بیان)

۴۔ عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: اُم المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب افطار نہ کریں گے اور پھر افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں سوا رمضان کے اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے ۔

۵۔ عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے تو جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیئے کہ بیہودہ نہ بکے اور جہالت نہ کرے اگر کوئی شخص اُسے گالیاں بکے یا لڑے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں ۔

ف: روزہ کو ڈھال اس لئے کہا جیسے ڈھال لڑائی میں صدموں سے بچاتی ہے اسی طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے کیونکہ شہوت کو کم کرتا ہے ۔

۶۔ عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ إِنَّمَا يَذَرُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ مِنْ أَجْلِي فَالصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَّا الصِّيَامَ فَهُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو زیادہ پسند ہے مشک کی بو سے اللہ جل جلالہٗ کے نزدیک کیونکہ وہ چھوڑ دیتا ہے اپنی خواہشوں کو اور کھانے کو اور پانی کو میرے واسطے تو وہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دونگا جو نیکی ہے اُس کا ثواب دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ملے گا مگر روزہ وہ میرے واسطے ہے اور اُس کا ثواب بھی میں ہی دوں گا ف

ف۱: بعضوں نے کہا مراد اس بو سے وہ بو ہے جو قیامت کے روز روزہ داروں کے منہ سے آئے گی اور ایک حدیث ضعیف میں یہ مضمون آیا ہے اور بعضوں نے کہا دنیا آخرت دونوں جگہ کی بو مقصود ہے ۔ ف۲: یہ اللہ جل جلالہٗ کا کلام ہے

ہے یعنے میرے حکم کے ادا کرنے کے لئے **ف۲** : اور نیکیوں کا ثواب سات سو تک اتنی رہے گا اور روزہ کا ثواب اس سے بھی زیادہ فرمایا اللہ تعالٰی نے اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ یہاں پر صابروں سے صائموں یعنی روزہ دار مراد ہیں ۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اگرچہ سب نیک اعمال خدا ہی کے لئے ہیں اور وہی اُن کا بدلہ دے گا مگر روزے کے فعل میں ریا نہیں یا وہ سب اعمال سے درجے میں زیادہ مقدم ہے اس وجہ سے اس کو خاص کیا اور فرمایا وہ میرے لئے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا ۔

۵۷ **عَنْ** : اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ ؛ (اخرجہ البخاری موصولا ومسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ نے کہا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطان باندھے جاتے ہیں ۔

ف : یعنے مومنین کو تکلیف نہیں پہنچا سکتے یا اُن کو معاصی کی طرف متوجہ نہیں کر سکتے امام **مالک** نے کہا میں نے سُنا اہل علم سے کہ مسواک کرنا روزہ دار کو مکروہ نہیں ہے کسی وقت ہو اوّل روز یا آخر روز میں اور میں نے کسی اہل علم سے نہیں سُنا جو مسواک کرنا مکروہ جانتا ہو یا اُس کو منع کرتا ہو **ف** : بلکہ مسواک کرنا روزے میں مستحب جانتے ہیں اور عطا اور شافعی اور مجاہد اور اسحاق اور ابوثور نے آخر روز میں مسواک کو مکروہ کہا ہے روزہ دار کے واسطے کہا یحیٰی نے سُنا میں نے مالک سے کہتے تھے رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنا ۔ میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا جو یہ روزے رکھتا ہو اور نہ سلف سے مجھے یہ پہنچا بلکہ اہل علم مکروہ جانتے ہیں ان روزوں کو اور خوف کرتے ہیں اس بدعت سے کہ ایسا نہ ہو لوگ رمضان کے روزوں میں ان روزوں کو ملا دیں ۔ اگر اہل علم سے رخصت پائیں اور اُن کو یہ روزے رکھتے ہوئے دیکھیں **ف۱**

ف۱ : جس کو لوگ شش عید یعنی ستۃ شوال کہتے ہیں ۔

ف۲ : یہ تقریر امام مالک کی مُسلّم نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ صحیح مُسلم میں اور سُنن میں ابوایوب انصاری سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے پھر چھ روزے اور رکھے شوال میں تو گویا اُس نے تمام عمر روزے رکھے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ امام مالک نے ان روزوں کو اس لئے مکروہ کہا کہ لوگ اُن کو واجب سمجھ کر رمضان میں نہ ملا دیں اور جو کوئی شخص صرف ثواب کے لئے نفل سمجھ کر رکھے تو مکروہ نہیں ہیں ۔ اس تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر کسی کام کی اصل شرع سے ثابت بھی ہو اور لوگ اُس کو حد سے بڑھا دیں نفل کو فرض کر دیں یا مباح کو ثواب سمجھیں تو اس سے ممانعت کرنا چاہیئے ۔ افسوس ہے کہ روزہ کی سی عبادت جس کے ثواب کا یہ حال ہے اور حدیث صحیح سے بھی ثابت ہے اس خوف سے علماء دین اس کو مکروہ جانیں اور اُس کے کرنے سے منع کریں اور اس زمانے کے لوگ اپنے دل سے نکالی ہوئی باتوں کو یا اپنے پیروں کے بے اصل تراشے ہوئے کاموں کو جزو دین سمجھتے ہیں اور اُس کے نہ کرنے والے کو بُرا جانتے ہیں **کہا یحیٰی** نے سُنا میں نے مالک سے کہتے تھے میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا جو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرتا ہو بلکہ جمعہ کے روز روزہ رکھنا بہتر ہے اور بعض اہل علم کو میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھتے دیکھا بلکہ میں نے دیکھا کہ وہ جمعہ کا خیال رکھتے تھے روزہ کے واسطے

ف : جمعہ کے روز روزہ رکھنا مستحب ہے ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے یعنے ۱۳ ۔ ۱۴ ۔ ۱۵ کو اور کم ایسا ہوتا تھا کہ روزہ نہ رکھیں ابن عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جمعہ کے روز بے روزہ نہ دیکھا مگر بعض علماء نے اکیلا روزہ جمعہ کا مکروہ رکھا ہے بسبب اس حدیث کے جو صحیحین میں مروی ہے

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تم میں سے روزہ نہ رکھے جمعہ کے روز مگر یہ کہ روزہ رکھے ایک دن قبل اس کے یا بعد اس کے اور جابر سے مروی ہے کہ منع کیا آنحضرتؐ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے (زرقانی) صحیح یہ ہے کہ اکیلا روزہ جمعہ کا مکروہ ہے اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحٰق کا۔

۲۳۔ بابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (شب قدر کا بیان)

۵۸۔ عَنْ: اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْوُسْطَ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰى اِذَا كَانَ لَيْلَةَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ يَخْرُجُ فِيْهَا مِنْ صُبْحِهَا مِنْ اِعْتِكَافِهٖ قَالَ مَنْ كَانَ اِعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ وَقَدْ رَاَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَسْجُدُ مِنْ صُبْحِهَا فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَاَمْطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَاَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ وَعَلٰى جَبِيْنِهٖ وَاَنْفِهٖ اَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صُبْحِ لَيْلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے بیچ دہے میں رمضان کے تو ایک سال اعتکاف کیا جب اکیسویں رات آئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر آیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا جس شخص نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو چاہیے اور دس دن تک اخیر دہے میں اعتکاف کرے اور میں نے شب قدر کو معلوم کیا تھا پھر میں بھلا دیا گیا میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ میں شب قدر کی صبح کو سجدہ کرتا ہوں کیچڑ اور پانی میں پس ڈھونڈو تم اس کو اخیر دہے میں ہر طاق رات میں ابوسعید خدری نے کہا کہ اسی رات پانی برسا اور مسجد کی چھت پتوں اور شاخوں کی تھی تو ٹپکی مسجد ابوسعید نے کہا میری دونوں آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز سے فارغ ہوئے اور پیشانی اور ناک مبارک پر آپ کے مٹی اور پانی کا نشان تھا اکیسویں شب کی صبح کو۔

ف: تو معلوم ہوا کہ وہی رات شب قدر ہے اس لئے کہ نشانی اس کی صبح نکلی آپ نے فرمایا تھا کہ میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں ایسا ہی ہوا۔

۵۹۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔ (اخرجہ البخاری موصولا)

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈو تم شب قدر کو رمضان کی اخیر دس راتوں میں۔

۶۰۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈو تم شب قدر کو رمضان کے آخر کی سات راتوں میں۔

۶۱۔ عَنْ: اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

ترجمہ: ابوالنضر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن انیس جہنی

اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اُنَیْسٍ الْجُھَنِیَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ رَجُلٌ شَاسِعُ الدَّارِ فَمُرْنِیْ لَیْلَۃً اَنْزِلُ لَھَا فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْزِلْ لَیْلَۃَ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ مِنْ رَّمَضَانَ ۔ (وصلہ مسلم)

نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ میرا گھر دور ہے تو ایک رات مقرر کیجئے کہ اُس رات میں اس مسجد میں رہوں اور عبادت کروں فرمایا آپ نے تیئیسویں شب کو رمضان میں ۔

۴۱- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّہٗ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اُرِیْتُ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ فِیْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَلَاحَی الرَّجُلَانِ فَرُفِعَتْ فَالْتَمِسُوْھَا فِی التَّاسِعَۃِ وَالسَّابِعَۃِ وَالْخَامِسَۃِ ۔ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اور فرمایا کہ مجھے شب قدر معلوم ہو گئی تھی مگر دو آدمیوں نے غل مچایا تو میں بھول گیا پس ڈھونڈو اُس کو اکیسویں اور تئیسویں اور پچیس شب میں یا انتیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں ۔

۴۲- عَنْ مَالِكٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَاَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیَھَا فَلْیَتَحَرَّھَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ چند صحابہ نے شب قدر کو دیکھا خواب میں رمضان کی اخیر سات راتوں میں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں دیکھتا ہوں کہ خواب تمہارا موافق ہوا میرے خواب کے رمضان کی اخیر سات راتوں میں سو جو کوئی تم میں سے شب قدر کو ڈھونڈنا چاہے تو ڈھونڈے اخیر کی سات راتوں میں ۔

۴۳- عَنْ مَالِكٍ اَنَّہٗ سَمِعَ مَنْ یَّثِقُ بِہٖ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ یَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرِیَ اَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَہٗ اَوْ مَا شَآءَ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِكَ فَکَاَنَّہٗ تَقَاصَرَ اَعْمَارَ اُمَّتِہٖ عَنْ اَنْ لَّا یَبْلُغُوْا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِیْ بَلَغَ غَیْرُھُمْ فِیْ طُوْلِ الْعُمُرِ فَاَعْطَاہُ اللّٰہُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ۔

ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے سُنا ایک شخص عالم معتبر سے کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلے لوگوں کی عمریں بتلائی گئیں جتنا اللہ کو منظور تھا تو آپ نے اپنی اُمت کی عمروں کو کم سمجھا اور خیال کیا کہ یہ لوگ اُن کے برابر عمل نہ کر سکیں گے پس دی آپ کو اللہ تعالیٰ نے شب قدر جو بہتر ہے ہزار مہینے سے ۔

ف: مگر اس شب قدر کو چھپایا ظاہر نہیں کیا تا کہ لوگ مشتاق رہیں اور ہر شب کو عبادت کریں جیسے صلوٰۃ وسطیٰ اور ساعۃ جمعہ کو چھپایا یہ حدیث اُن چار حدیثوں میں سے ہے جو سوا موطا کے اور کتابوں میں نہیں پائی جاتی ۔

۴۴- عَنْ مَالِكٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ شَھِدَ الْعِشَآءَ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَقَدْ اَخَذَ بِحَظِّہٖ مِنْھَا ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا سعید بن المسیب کہتے تھے جو شخص حاضر ہوا عشاء کی جماعت میں شب قدر کو تو اُس نے ثواب شب قدر کا حاصل کر لیا ۔

ف: اس حدیث کو بیہقی اور طبرانی اور خطیب نے مرفوعًا ابوہریرہ اور ابوامامہ اور انسؓ سے روایت کیا ہے شب قدر میں چالیس قول ہیں سب میں صحیح یہ ہے کہ شب قدر رمضان میں ہے اور پھر رمضان کی اخیر راتوں میں ہے اور پھر اخیر دس راتوں

میں ستائیسویں شب ہے باقی اقوال اور کتابوں میں مذکور ہیں کَمُلَ الصِّیَامُ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَعَوْنِہٖ پوری ہوئی کتاب روزہ کی شکر خدا کا اُس کی مدد سے ؎

کِتَابُ الْاِعْتِکَافِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱- بَابُ ذِکْرِ الْاِعْتِکَافِ (اعتکاف کا بیان)

۱- عَنْ: عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَکَفَ یُدْنِیْ اِلَیَّ رَأْسَہٗ فَاُرَجِّلُہٗ وَکَانَ لَا یَدْخُلُ الْبَیْتَ اِلَّا لِحَاجَۃِ الْاِنْسَانِ ؛ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اُم المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف میں ہوتے تو جھکا دیتے سر اپنا میری طرف سو میں کنگھی کر دیتی اور گھر میں نہ آتے مگر حاجت ضروری کے واسطے۔

ف: جیسے پیشاب پاخانہ یا غسل جمعہ کیونکہ بے ضرورت اگر کوئی مسجد سے نکل جائے تو اعتکاف اُس کا باطل ہو جاتا ہے۔

۲- عَنْ: عَمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَۃَ کَانَتْ اِذَا اعْتَکَفَتْ لَا تَسْئَلُ عَنِ الْمَرِیْضِ اِلَّا وَھِیَ تَمْشِیْ لَا تَقِفُ ؛

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عائشہؓ جب اعتکاف کرتیں تو بیمار پُرسی نہ کرتیں مگر چلتے چلتے ٹھہرتی نہیں۔

کہا یحییٰ نے کہا مالک نے جو شخص اعتکاف کرے وہ کسی کام کو نہ نکلے اور نہ جائے اور نہ مدد کرے کسی کی مگر حاجت ضروری کے واسطے نکلے اور اگر معتکف کو کسی کام کے لئے نکلنا درست ہوتا تو چاہیئے تھا کہ بیمار پُرسی یا نماز جنازہ یا دفن کے واسطے نکلنا درست ہوتا کہا یحییٰ نے کہا مالک نے اعتکاف درست نہیں ہوتا جب تک معتکف بیمار پُرسی نماز جنازہ گھروں میں جانے سے نہ بچے۔ اور نہ نکلے مگر حاجت ضروری کے لئے۔

۳- عَنْ: مَالِکٍ اَنَّہٗ سَأَلَ ابْنَ شِھَابٍ عَنِ الرَّجُلِ یَعْتَکِفُ ھَلْ یَدْخُلُ لِحَاجَتِہٖ تَحْتَ سَقْفٍ فَقَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِذٰلِکَ ؛

ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے پوچھا ابن شہاب سے کہ معتکف کو چھتے ہوئے مکان میں حاجت ضروری کو جانا درست ہے بولے ہاں درست ہے کچھ حرج نہیں۔

ف: یہی مذہب ہے مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ کا اور بعض لوگوں کے نزدیک اگر چھت دار مکان میں پاخانہ یا پیشاب کو جائیگا تو اعتکاف باطل ہو گا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں کہ اعتکاف اُس مسجد میں مکروہ نہیں ہے جس میں جمعہ ہوتا ہے اور جن میں جمعہ نہیں ہوتا اُن میں اعتکاف اسی وجہ سے مکروہ ہے کہ نماز جمعہ کے لئے نکلنا پڑے

گویا جمعہ ترک کرنا ہوگا سو اگر کوئی شخص ایسا ہو جس پر جمعہ فرض نہیں ہے اور وہ اعتکاف کرے اُس مسجد میں جس میں جمعہ نہیں ہوتا کچھ قباحت نہیں ہے اسلئے کہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ اور کسی مسجد کو خاص نہیں کیا کہا مالک نے اسی وجہ سے جس پر جمعہ واجب نہیں ہے اُس کو اعتکاف کرنا اُس مسجد میں جہاں جمعہ نہیں ہوتا درست ہے کہا مالک نے معتکف رات کو نہ رہے مگر مسجد میں جہاں اُس نے اعتکاف کیا ہے البتہ اگر اُس کا خیمہ مسجد کے صحن میں ہو تو وہاں رہنا درست ہے کہا مالک نے میں نے یہ نہیں سُنا کہ معتکف خیمہ کھڑا کرتے رات کے رہنے کے لئے مگر مسجد یا اُس کے صحن میں اور اُس پر دلالت کرتا ہے قول حضرت عائشہ کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو گھر میں نہ جاتے مگر حاجت ضروری کے واسطے کہا مالک نے مسجد کی چھت پر یا مینار پر اعتکاف کرنا درست نہیں ہے۔ کہا مالک نے جس شخص کو اعتکاف کرنا کسی جگہ منظور ہو تو قبل غروب آفتاب کے وہاں داخل ہو جائے تاکہ جس رات اس کو اعتکاف کرنا منظور ہے وہ پوری پوری ہاتھ آئے۔ ف: اور اوزاعی اور لیث ثوری کے نزدیک بعد نماز فجر کے داخل ہو اسواسطے کہ صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرتے رمضان کے اخیر دہے میں تو آپ کے لئے ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ نماز فجر کی پڑھ کر اُس میں چلے جاتے کہا مالک نے معتکف کو سوا اپنے اعتکاف کے دوسرا شغل مثل تجارت وغیرہ کے درست نہیں ہے البتہ اگر کسی کام کی ضرورت ہو تو اپنے لوگوں سے کہہ سکتا ہے مثلاً کوئی بات متعلق ہو اپنے پیشہ یا تجارت کے یا خانگی کوئی کام ہو یا کوئی چیز بیچنا ہو یا اور کچھ کام تو دوسروں سے کہہ سکتا ہے اس طرح پر کہ دل اُس کا اُس میں مشغول نہ ہو جائے اور وہ کام خفیف ہو کہا مالک نے میں نے کسی اہل علم سے نہیں سُنا جو اعتکاف میں کسی شرط کو لگاتا ہو بلکہ اعتکاف بھی ایک عمل ہے اعمال خیر میں سے مثل نماز اور روزہ اور حج کے فرائض ہوں یا نوافل تو جو شخص کوئی عمل خیر کرے تو چاہیے کہ طریقہ سنت کا اختیار کرے اور یہ بات درست نہیں ہے کہ کوئی طریقہ نیا نکالے جو اگلے مسلمانوں میں نہ تھا نہ کوئی شرط ایجاد کرے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا اور مسلمانوں نے آپ کے اعتکاف کو دیکھ کر اُس کا طریقہ پہچان لیا کہا مالک نے اعتکاف اور جوار ایک ہیں اسی طرح اعتکاف صحرائی اور شہری آدمی کا یکساں ہے تمام احکام میں۔

۲ باب مَا لَا یَجُوْزُ الْاِعْتِکَافُ اِلَّا بِہٖ (جس کے بدوں اعتکاف درست نہیں اُسکا بیان)

۴۔ عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَنَافِعًا مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَا لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا بِصِیَامٍ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہٖ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ فَاِنَّمَا ذَکَرَ اللّٰہُ الْاِعْتِکَافَ مَعَ الصِّیَامِ ؕ

ترجمہ: قاسم بن محمد اور نافع مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ کے دونوں کہتے تھے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست نہیں ہے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اپنی کتاب میں کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاری معلوم ہونے لگے سیاہ دھاری سے فجر کی تمام کرو روزوں کو رات تک اور نہ چھوؤ اپنی عورتوں سے جب تم اعتکاف سے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا اللہ جل جلالہٗ نے اعتکاف کا روزے کے ساتھ۔

کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست نہیں ہے۔

ف: عبدالرزاق نے بہ اسناد صحیح ابن عمر اور ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا اور یہی قول ہے حضرت عائشہؓ اور عروہ اور شعبی اور زہری اور ابو حنیفہ کا اور علی اور ابن مسعود اور ایک جماعت تابعین کے نزدیک اعتکاف بدون روزے کے بھی درست ہے۔

۳۔ بابُ خُرُوجِ الْمُعْتَكِفِ إِلَى الْعِيدِ (معتکف کا نماز عید کے لئے نکلنا)

۵۔ عَنْ: سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اعْتَكَفَ فَكَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقِيفَةٍ فِي حُجْرَةٍ مُغْلَقَةٍ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ ثُمَّ لَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَشْهَدَ الْعِيدَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ۔

ترجمہ: سُمی مولیٰ ابن بکر سے روایت ہے کہ ابو بکر بن عبدالرحمٰن اعتکاف کرتے تو جاتے وقت حاجت ضروری کے واسطے ایک چھت دار کوٹھری میں جو بند رہتی خالد بن الولید کے گھر میں پھر نہ نکلتے اعتکاف سے یہاں تک کہ حاضر ہوتے عید میں ساتھ مسلمانوں کے۔

ف: یعنے جب عید آتی تو اعتکاف ختم کرتے اور عید کی نماز پڑھ کر اپنے گھر میں آتے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ اعتکاف کو ختم کرے بعد غروب آفتاب کے اخیر دن میں رمضان کے۔ **کہا** امام مالک نے کہ میں نے دیکھا بعض اہل علم کو جب اعتکاف کرتے رمضان کے اخیر دہے میں تو اپنے گھروں میں نہ آتے یہاں تک کہ عید الفطر کی نماز مسلمانوں کے ساتھ ادا کر لیتے کہا مالک نے مجھ کو ایسا ہی پہنچا ہے۔ اہل علم اور اہل فضل سے جو گذر گئے ہیں اور یہ قول مجھ کو نہایت پسند ہے۔

۴۔ بابُ قَضَاءِ الْاِعْتِكَافِ (اعتکاف کی قضا کا بیان)

۶۔ عَنْ: عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ وَجَدَ أَخْبِيَةً خِبَاءَ عَائِشَةَ وَخِبَاءَ حَفْصَةَ وَخِبَاءَ زَيْنَبَ فَلَمَّا رَآهَا سَأَلَ عَنْهَا فَقِيلَ لَهُ هٰذَا خِبَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا اعتکاف کا جب آئے آپ اُس جگہ میں جہاں اعتکاف کرنا چاہتے تھے پائے آپ نے کئی خیمے ایک خیمہ عائشہؓ کا اور ایک خیمہ حفصہؓ کا اور ایک خیمہ زینبؓ کا تو پوچھا آپ نے یہ کن کے خیمے ہیں لوگوں نے کہا عائشہ اور حفصہ اور زینب کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم نیکی کا گمان کرتے ہو ان عورتوں کے ساتھ پھر لوٹ گئے آپ اور اعتکاف نہ کیا اور شوال کے دس روز میں اعتکاف کیا۔

ف: مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے خیمہ اپنا توڑ ڈالا آپؐ نے سب بیبیوں کو اعتکاف کی اجازت نہیں دی تھی اور وہاں سب جمع ہوگئیں تو آپؐ خفا ہوئے یا یہ غرض ہے کہ معلوم نہیں ان عورتوں کی نیت خالص ہے یعنے خدا کی عبادت مقصود ہے یا میری نزدیکی چاہنے کی وجہ سے یہاں پر جمع ہوئی ہیں بعض کہتے ہیں آپؐ نے اعتکاف نہ کیا اور خیمہ اُکھاڑ ڈالا اس وجہ سے کہ اگر آپؐ وہاں رہتے تو مردوں کا زیادہ اجتماع ہوتا اور بیبیوں کو آنے جانے میں دِقت ہوتی بعض کہتے ہیں کہ

اعتکاف سے مقصود یہ ہے کہ آدمی اپنے مال واسباب بیبیوں سے جُدا ہو کر مسجد میں رہے اور چونکہ سب بیبیاں وہاں جمع تھیں اس وجہ سے مقصود اعتکاف کا حاصل نہ ہوتا تھا سو آپ نے اعتکاف نہ کیا یا مسجد میں تنگی ہو جانے کا خوف تھا اور نمازیوں کو تکلیف ہونے کا خیال تھا اس وجہ سے آپ نے اعتکاف نہ کیا واللہ اعلم بالصواب (زرقانی) کہا گیا مالک سے جو شخص رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف شروع کرے پھر ایک یا دو دن کے بعد بیمار ہو جائے اور مسجد سے چلا جائے تو کیا وہ قضا کرے اُن دنوں کی جتنے دن باقی رہے تھے جب تندرست ہو جائے یا قضا نہ کرے اور جو قضا کرے تو کس مہینے میں تو مالک نے جواب دیا کہ قضا کرے اُن دنوں کی جب اچھا ہو جائے رمضان میں یا اور کسی مہینے میں کہا مالک نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا کہ آپ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پھر آپ لوٹ آئے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ بعد رمضان کے اعتکاف کیا شوال میں دس روز تک کہا مالک نے اعتکاف نفل اور فرض کا ایک حال ہے جو کام درست ہیں دونوں میں درست ہیں اور جو منع ہیں دونوں میں منع ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے یہی پہنچا کہ اعتکاف آپ کا نفل تھا کہا مالک نے اگر عورت اعتکاف کرے پھر اس کو حیض آجائے تو وہ اپنے گھر چلی آئے پھر جب پاک ہو مسجد میں جائے اور دیر نہ کرے اور بنا کرے پہلے اعتکاف پر کہا مالک نے ایسے ہی جس عورت پر دو ماہ کے روزے پے درپے واجب ہوں اور اس کو حیض آجائے تو روزے نہ رکھے مگر حیض سے پاک ہوتے ہی پھر روزے شروع کر دے اور دیر نہ کرے۔

۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ فِي الْبُيُوْتِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ ٭

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت ضروری کے لئے گھروں میں آتے تھے اعتکاف کی حالت میں۔

کہا مالک نے معتکف جنازہ کے ساتھ نہ جائے اگرچہ اُس کے ماں باپ کا جنازہ ہو یا کسی اور کا۔

۵۔ بَابُ النِّكَاحِ فِي الْاِعْتِكَافِ (اعتکاف میں نکاح کا بیان)

کہا مالک نے اگر معتکف اعتکاف کی حالت میں اپنا عقد کرے تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر مساس درست نہیں ہے اسی طرح عورت بھی حالتِ اعتکاف میں صرف عقد کر سکتی ہے نہ مساس اور معتکف کو اپنی بی بی سے جو کام دن میں منع ہے وہی رات کو بھی منع ہے۔ ف: یعنے بشہوت اپنی عورت کو چھونا یا اُس سے جماع کرنا نہ دن کو درست ہے نہ رات کو البتہ بلا شہوت کسی کام کے واسطے چھو سکتا ہے کیونکہ اوپر حدیث گذری کہ حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھیں اور آپ اعتکاف کی حالت میں ہوتے کہا مالک نے معتکف کو درست نہیں کہ اپنی بی بی سے جماع کرے یا اُس سے کسی طرح کی لذت اُٹھائے مثلاً بوسہ لے یا اور کچھ کرے کہا مالک نے میں نے کسی سے نہیں سُنا جو اس امر کو منع کرتا ہو کہ معتکف مرد اور معتکفہ عورت اپنا نکاح پڑھائیں اعتکاف میں البتہ یہ ضرور ہے کہ جماع نہ کریں اسی طرح روزہ دار کو درست ہے کہ روزے میں نکاح کرلے اور معتکف اور محرم میں یعنے جو شخص احرام باندھے حج یا عمرہ کا فرق یہ ہے کہ محرم کھائے اور پیئے اور بیمار پرسی کو جائے اور جنازہ کے ساتھ جائے اور خوشبو نہ لگائے اور معتکف خوشبو لگائے تیل ڈالے اگر چاہے تو بال کتروائے مگر جنازہ کے ساتھ نہ جائے اور نماز نہ پڑھے جنازہ کی اور نہ بیمار پرسی

کرے تو ان دونوں کا حکم نکاح میں بھی مختلف ہے کہا مالک نے یہ احکام اس طریقے کے بموجب ہیں جو سلف میں تھا نکاح محرم اور معتکف اور صائم میں۔ الحمد للہ کہ کتاب الاعتکاف بھی پوری ہوئی اور اس کتاب کے پورے ہونے سے ایک ربع موطا کا پورا ہو گیا اللہ جل جلالہ سے یہ دعا ہے کہ اسی طرح تمام کتاب کو پوری کرنے کی توفیق دے اور مترجم اور مولف اور اس کتاب کے طبع کرنے والے اور لکھنے والے کو اپنے فضل و کرم سے بخش دے علی الخصوص جناب نواب والا جاہ امیر الملک مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر جن کے حکم سے یہ کتاب کا ترجمہ شروع ہوا اور ان کی اعانت اور خبر گیری سے مجھ محتاج اور بیکس کی ہجرت حرمین شریفین میں قائم ہوئی اللہ جل جلالہ ان کے جاہ و اقبال میں ترقی کرے اور ہمیشہ اعمال خیر اور طاعت اور عبادت میں مصروف رکھے اور ان کے صاحبزادوں کو توفیق و ترویج علوم دینیہ کے اور عمل کی قرآن و حدیث پر عنایت فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الزَّكٰوةِ

(کتاب زکوٰۃ کے بیان میں)

ف: جب نماز اور روزے سے فراغت ہوئی تو زکوٰۃ کا بیان شروع کیا اس واسطے کہ نماز اور روزہ دونوں عبادت بدنی ہیں اور زکوٰۃ عبادت مالی اور بدنی مقدم ہے مالی پر۔

۱۔ بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ (جن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کا بیان)

۱۔ عَنْ: أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیوں سے جو چاندی کم ہو اُس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے جو غلہ کم ہو اُس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

ف: ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوئے جس کی ساڑھے باون تولہ چاندی ہوتی ہے اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔

۲۔ عَنْ: أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ

ترجمہ: ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھجور پانچ وسق سے کم ہو اُس میں

خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ ﴿اخرجہ البخاری﴾

زکوٰۃ نہیں ہے اور جو چاندی پانچ اوقیہ سے کم ہو اُس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۳۔ عَنْ : مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عَامِلِهِ عَلَى دِمَشْقَ فِي الصَّدَقَةِ إِنَّمَا الصَّدَقَةُ فِي الْعَيْنِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ ؛

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا اپنے عامل کو دمشق میں کہ زکوٰۃ سونے چاندی اور زراعت اور جانوروں میں ہے۔

کہا مالک نے صدقہ نہیں ہوتا مگر تین چیزوں میں زراعت اور سونا چاندی اور جانوروں میں۔

۲۔ بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الْعَيْنِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ
(سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان)

۴۔ عَنْ : مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مُكَاتَبٍ لَهُ قَاطَعَهُ بِمَالٍ عَظِيمٍ هَلْ عَلَيْهِ فِيهِ زَكٰوةٌ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ لَمْ يَكُنْ يَأْخُذُ مِنْ مَالٍ زَكٰوةً حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِذَا أَعْطَى النَّاسَ أَعْطِيَاتِهِمْ يَسْأَلُ الرَّجُلَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيهِ الزَّكٰوةُ فَإِنْ قَالَ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِهِ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ وَإِنْ قَالَ لَا سَلَّمَ إِلَيْهِ عَطَاءَهُ وَلَمْ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا ؛

ترجمہ : محمد بن عقبہ نے پوچھا قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ میں نے اپنے مکاتب سے مقاطعت کی ہے ایک مال عظیم پر تو کیا زکوٰۃ اُس میں واجب ہے۔ قاسم بن محمد نے کہا کہ ابوبکر صدیق کسی مال میں سے زکوٰۃ نہ لیتے تھے جب تک ایک سال اُس پر نہ گزرتا اور ابوبکر صدیق جب لوگوں کو اُن کے وظیفے دیتے تو پوچھ لیتے کہ تم پر کسی مال کی زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ کہتا ہاں تو اُس وظیفے میں سے زکوٰۃ نکال لیتے اور جو کہتا نہیں تو اس کو وظیفہ دے دیتے اور کچھ اُس میں سے نہ لیتے تھے

ف : مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ (مالک) یہ کہے کہ اگر تو مجھے اتنا مال اتنی مدت میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے اور وہ غلام اس کو قبول کرے اور مقاطعت یہ ہے کہ بعوض اس مال کے کسی قدر مال پر جو نقد ٹھہرے راضی ہو جائے۔

ف : یعنے سالانہ تنخواہیں جب تقسیم ہوتیں تو تنخواہ والوں سے رقم زکوٰۃ مجرا لیتے اگر ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی اور یہ رقم زکوٰۃ اُس مال کی زکوٰۃ تھی جو اُن کے پاس پہلے سے تھا نہ اُس تنخواہ کی زکوٰۃ کیونکہ مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اُس پر ایک سال پورا نہ گذرے۔

۵۔ عَنْ : قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُونٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ إِذَا جِئْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَقْبِضُ عَطَائِي سَأَلَنِي هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ فِيهِ الزَّكٰوةُ قَالَ

ترجمہ : قدامہ بن مظعون سے روایت ہے کہ جب میں عثمان بن عفان کے پاس اپنی سالانہ تنخواہ لینے آتا تو مجھ سے پوچھتے کہ تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو اگر میں کہتا ہاں

فَإِنْ قُلْتُ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِي زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ وَإِنْ قُلْتُ لَا دَفَعَ إِلَيَّ عَطَائِي ۔

تو تنخواہ میں سے زکوٰۃ اُس مال کی مجرا لیتے اور جو کہتا نہیں تو تنخواہ دے دیتے ۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَجِبُ فِي مَالٍ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے کسی مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اُس پر پورا سال نہ گذرے ۔

ف: اس حدیث کو ابن عبدالبر نے تمہید میں مرفوعًا ابن عمر سے روایت کیا ہے مگر رفع اس کا ضعیف ہے اور وقف صحیح ہے لیکن اجماع کیا مجتہدین نے اس امر پر اور یہ اجماع بے پرواہ کرتا ہے رفع سے (زرقانی)

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَعْطِيَةِ الزَّكٰوةَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ ۔

ترجمہ: ابن شہاب نے کہا کہ سب سے پہلے معاویہؓ نے تنخواہوں میں سے زکوٰۃ لی ۔

ف: یعنے تنخواہ کی زکوٰۃ تقسیم کے وقت لے لیتے یہ امر خلفائے راشدین سے منقول نہیں ہے اور خلاف ہے حدیث کے اور اجماع صحابہ کے اس بواسطے اس پر عمل نہیں ہوا کہا مالک نے ہمارے نزدیک سنت اتفاقی یہ ہے کہ زکوٰۃ جیسے دوسو درہم میں واجب ہوتی ہے ویسا ہی بیس دینار میں سونے کے واجب ہوتی ہے کہا مالک نے اگر بیس دینار مقدار وزن میں ہلکے ہوں کہ ان کی قیمت پوری بیس دینار کو نہ پہنچے تو اُس میں زکوٰۃ نہیں ہے اگر بیس سے زیادہ ہوں اور قیمت اُن کی پورے بیس دینار کی ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے اور بیس دینار سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے کہا مالک نے اسی طرح اگر دوسو درہم اسی وزن میں کم ہوں کہ اُن کی قیمت پورے دوسو درہم کو نہ پہنچے تو اُن میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے البتہ اگر دوسو سے زیادہ ہوں اور پورے پورے دوسو درہموں کے برابر ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب ہے لیکن اگر یہ دینار اور درہم جو وزن میں ہلکے ہوں پورے دینار اور درہم کے برابر چلتے ہوں تو اُن میں زکوٰۃ واجب ہے کہا مالک نے ایک شخص کے پاس ایک سو ساٹھ درہم پورے ہیں اور اس کے شہر میں آٹھ درہم کو ایک دینار ملتا ہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی کیونکہ زکوٰۃ جب واجب ہوتی ہے جب اس کے پاس بیس دینار یا دوسو درہم موجود ہوں **ف** اگرچہ ساٹھ درہم کے بحساب اس نرخ کے بیس دینار ہو گئے کہا مالک نے ایک شخص کے پاس پانچ دینار تھے سو اس نے اُس میں تجارت کی اور سال ختم نہیں ہوا تھا کہ وہ اس مقدار کو پہنچ گئے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا پڑے گی اگرچہ سال کے ختم ہونے کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد وہ دینار اس مقدار کو پہنچے ہوں پھر اُس میں زکوٰۃ نہ ہوگی جب تک دوسرا سال ختم نہ ہوگا **ف:** یہ قول امام مالک کا ہے اور دوسرے مجتہدین اس کے خلاف میں ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس تاریخ کو نصاب پورا ہوا اس تاریخ سے لے کر ایک سال کے بعد زکوٰۃ دینا ہوگی کہا مالک نے ایک شخص کے پاس دس دینار تھے اس میں اُس نے تجارت کی اور سال گذرتے گذرتے وہ بیس دینار کو پہنچ گئے تو اُس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یہ نہ ہوگا کہ وہ انتظار کرے ۔ ایک سال گذرنے کا جب سے بیس دینار کو پہنچے ہیں کیونکہ سال اُس پر جب گذرا تو اُس کے پاس بیس دینار تھے پھر دوبارہ اُس میں زکوٰۃ نہ ہوگی جب تک دوسرا سال نہ گذرے ۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ امر اجماعی ہے کہ غلاموں کی مزدوری اور کرایہ میں اور مکاتب کے بدل کتابت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے قلیل ہو کثیر جب تک مالک کے قبضے میں یہ چیزیں نہ آجائیں اور اُس پر ایک سال نہ گذر جائے کہا مالک نے سونا اور چاندی میں اگر کئی حصے دار ہوں تو جس کا حصہ بیس دینار یا دوسو درہم تک پہنچے گا اس پر زکوٰۃ واجب

ہوگی اور جس کا حصہ اس سے کم ہوگا اُس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور جو سب کے حصے نصاب ہوں لیکن کسی کا حصہ زیادہ کسی کا کم ہو تو ہر ایک سے زکوٰۃ اُس کے حصے کے موافق لی جائے گی بشرطیکہ ہر ایک کا حصہ نصاب کو پہنچے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے کہا مالک نے یہ قول مجھے بہت پسند ہے۔
کہا مالک نے اگر کسی شخص کا چاندی اور سونا متفرق لوگوں کے پاس ہو تو وہ سب کو جمع کر کے اُس کی زکوٰۃ نکالے۔
کہا مالک نے جس شخص نے سونا چاندی کمایا تو اُس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک ایک سال نہ گذرے جس روز سے اُس کو کمایا ہے۔

۳- بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الْمَعَادِنِ (کانوں کی زکوٰۃ کا بیان)

۸- عَنْ: غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا اِلَى الْيَوْمِ اِلَّا الزَّكٰوةُ ٭ (وصلہ ابوداؤد)

ترجمہ: کئی ایک لوگوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جاگیر کر دی تھیں بلال بن حارث مزنی کو کانیں قبیلہ کی جو فرع کی طرف ہیں تو اُن کانوں سے آج تک کچھ نہیں لیا جاتا سوا زکوٰۃ کے۔

کہا مالک نے میں تو یہ جانتا ہوں کہ کانوں میں سے جو مال برآمد ہو اُس میں سے کچھ نہ لیا جائے جب تک قیمت اُس کی بیس دینار یا دو سو درہم کو نہ پہنچے البتہ جب اسقدر مال نکلے تو اس میں زکوٰۃ لی جائے اور جو اس سے بھی زیادہ کا ہو تو اُس کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے جب تک کان سے آمدنی جاری ہو اور جب آمدنی بند ہو جائے پھر شروع ہو تو زکوٰۃ بھی پھر شروع ہوگی جیسے پہلے آمدنی میں شروع ہوئی تھی کہا مالک نے کان مثل زراعت کے ہے جیسے زراعت میں جب مال پیدا ہو تو زکوٰۃ لی جائے اسی طرح کان میں جب مال برآمد ہو زکوٰۃ لی جائے سال گذرنا ضروری نہیں ہے۔
ف: مگر فرق یہ ہے کہ زراعت میں دسواں حصہ یا بیسواں حصہ لیا جاتا ہے۔ اور کان میں چالیسواں حصہ لیا جائے گا۔

۴- بَابُ زَكٰوةِ الرِّكَازِ (دفینہ کی زکوٰۃ کا بیان)

۹- عَنْ: اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ ٭ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکاز میں پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

کہا مالک نے اس میں کچھ اختلاف ہمارے نزدیک نہیں ہے اور میں نے اہل علم سے بھی سُنا ہے کہ رکاز دفینہ ہے کافروں کے دفینوں میں سے جب وہ بغیر محنت کثیر اور روپیہ خرچ کئے ہوئے مل جائے سو اگر روپیہ خرچ ہو کر یا بڑی محنت سے ملے اور کبھی ملتا ہو کبھی نہ ملتا ہو تو اس کو رکاز نہ کہیں گے۔
ف: پس اس میں خمس واجب نہ ہوگا بلکہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۵۔ بَابُ مَا لَا زَكٰوةَ فِيْهِ مِنَ الْحُلِيِّ وَالتِّبْرِ وَالْعَنْبَرِ

(بیان اُن چیزوں کا جن میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسے زیور اور سونے چاندی کا ڈلا اور عنبر)

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَلِيْ بَنَاتِ اَخِيْهَا يَتَامٰى فِيْ حَجْرِهَا لَهُنَّ الْحُلِيُّ فَلَا تُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكٰوةَ ؛

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ پرورش کرتی تھیں اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کی یتیم بیٹیوں کو اور اُن کے پاس زیور تھے تو نہیں نکالتی تھیں اس میں سے زکوٰۃ۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَلِّيْ بَنَاتِهِ وَجَوَارِيَهُ الذَّهَبَ ثُمَّ لَا يُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكٰوةَ ؛

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر اپنی بیٹیوں اور لونڈیوں کو سونے کا زیور پہناتے تھے اور اُن کے زیور میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔

ف: کیونکہ زیور میں زکوٰۃ نہیں ہے یہی مذہب ہے ائمہ ثلثہ کا اور اکثر علماء کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک اس کی زکوٰۃ واجب ہے اور اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے بوجہ صغیر کے۔

کہا مالک نے جس کے پاس سونے یا چاندی کا ڈلا ہو اور اُس سے نفع نہ لیا جاتا ہو مثل پہننے وغیرہ کے تو اُس کی زکوٰۃ واجب ہے ہر سال اُس میں سے چالیسواں حصہ لیا جائے گا مگر جب بیس دینار یا دو سو درم سے وزن میں کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بلکہ زکوٰۃ اُسی صورت میں ہوگی جب نصاب کے مقدار ہو اور اُس سے منفعت نہ لی جائے لیکن وہ ڈلا جس سے زیور بنانا منظور ہو یا ٹوٹا ہوا زیور جس کا درست کرنا منظور ہو تو وہ مثل اسباب خانگی کے ہے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے کہا امام مالک نے موتی اور مشک اور عنبر میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۶۔ بَابُ زَكٰوةِ اَمْوَالِ الْيَتٰمٰى وَالتِّجَارَةِ لَهُمْ فِيْهَا

(یتیم کے مال کی زکوٰۃ کا بیان اور اس میں تجارت کرنے کا ذکر)

عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اتَّجِرُوْا فِيْ اَمْوَالِ الْيَتٰمٰى لَا تَاْكُلُهَا الزَّكٰوةُ ؛

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا تجارت کرو یتیموں کے مال میں تاکہ زکوٰۃ اُن کو تمام نہ کرے۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ قَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلِيْنِيْ اَنَا وَاَخَالِيْ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِهَا

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ پرورش کرتی تھیں میری اور میرے بھائی کی دونوں

فَكَانَتْ تُخْرِجُ مِنْ أَمْوَالِنَا الزَّكٰوةَ ؕ

یتیم تھے اُن کی گود میں تو نکالتی تھیں ہمارے مالوں میں سے زکوٰۃ ۔

ف : اس حدیث سے وہ تاویل جو ابوحنیفہ نے زیور کی زکوٰۃ نہ نکالنے میں کی تھی رد ہوگئی ۔

۱۴۔ عَنْ : مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُعْطِي أَمْوَالَ الْيَتَامٰى مَنْ يَتَّجِرُ لَهُمْ فِيهَا ؕ

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ حضرت اُم المومنین عائشہ یتیموں کا مال تجار کو دیتی تھیں تا کہ وہ اُس میں تجارت کریں ۔

۱۵۔ عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ اشْتَرٰى لِبَنِي أَخِيهِ يَتَامٰى فِي حَجْرِهِ مَالًا فَبِيعَ ذٰلِكَ الْمَالُ بَعْدُ بِمَالٍ كَثِيرٍ ؕ

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ اُنھوں نے اپنے بھائی کے یتیم لڑکوں کے واسطے کچھ مال خریدا پھر وہ مال بڑی قیمت کو بکا ۔

کہا مالک نے یتیم کے مال میں تجارت کرنا کچھ بُرا نہیں ہے جب ولی یتیم کا معتبر دیانت دار ہو اور اُس پر تاوان لازم نہ ہوگا اگر نقصان ہو ۔

۷۔ بَابُ زَكٰوةِ الْمِيرَاثِ (ترکہ کی زکوٰۃ کا بیان)

۱۶۔ کہا مالک نے ایک شخص مرگیا اور اُس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دی تو اُس کے تہائی مال سے زکوٰۃ وصول کی جائے نہ زیادہ اس سے اور یہ زکوٰۃ مقدم ہوگی اُس کی وصیتوں پر کیونکہ زکوٰۃ مثل دین کے ہے اُس پر اسی واسطے وصیت پر مقدم کی جائے گی مگر یہ حکم جب ہے کہ میت نے وصیت کی ہو زکوٰۃ ادا کرنے کی اگر وہ وصیت نہ کرے لیکن وارث اس کے ادا کریں تو بہتر ہے مگر اُن کو ضروری نہیں کہا مالک نے ہمارے نزدیک سنت اتفاقی یہ ہے کہ وارث پر زکوٰۃ واجب نہیں اُس مال کی جو وارث کی رُو سے اُس کو پہنچا نہ دین میں نہ اسباب میں نہ گھر میں نہ غلام میں نہ لونڈی میں البتہ ترکے میں سے جب کسی شے کو بیچے اور اُس کی بیع پر یا زر ثمن کے وصول پر ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی کہا امام مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ وارث پر اُس مال کی جو وراثت کی رُو سے اس کو پہنچا زکوٰۃ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ ایک سال اُس پر گذر جائے ۔

۸۔ بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الدَّيْنِ (دین کی زکوٰۃ کا بیان)

۱۷۔ عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ هٰذَا شَهْرُ زَكٰوتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ حَتّٰى تَحْصُلَ أَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّونَ مِنْهَا الزَّكٰوةَ ؕ

ترجمہ : سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان فرماتے تھے یہ مہینہ تمہاری زکوٰۃ کا ہے تو جس شخص پر کچھ قرض ہو تو چاہیے کہ اپنا قرض ادا کر دے اور باقی جو مال بچ رہے اُس کی زکوٰۃ ادا کرے ۔

ف : یعنے رمضان کا مہینہ ۔ جو شخص مدیون ہو اس کا یہی حکم ہے کہ بعد ادائے دین کے جس قدر مال اُس کے پاس بچے اُس کی زکوٰۃ ادا کرے ۔

۱۸۔ عَنْ: اَيُّوبَ بْنِ اَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ فِي مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا يَأْمُرُ بِرَدِّهِ اِلَى اَهْلِهِ وَتُؤْخَذُ زَكَاتُهُ لِمَا مَضَى مِنَ السِّنِينَ ثُمَّ عَقَّبَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِكِتَابٍ اَنْ لَا تُؤْخَذَ مِنْهُ اِلَّا زَكَاةٌ وَاحِدَةٌ فَاِنَّهُ كَانَ ضِمَارًا ؎

ترجمہ: ایوب بن ابی تیمیہ سختیانی سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا ایک مال کے باب میں جس کو بعض حکام نے ظلم سے چھین لیا تھا کہ پھیر دیں اُس کو مالک کو اور اس میں سے زکوٰۃ اُن برسوں کی جو گذر گئے وصول کر لیں اس کے بعد ایک نامہ لکھا کہ زکوٰۃ اُن برسوں کی نہ لی جائے کیونکہ وہ مال ضمار تھا

ف: ضمار اُس مال کو کہتے ہیں جس کے وصول کی اُمید نہ رہے جیسے وہ مال جس کو حاکم ظالم چھین لے یا کوئی شخص قرض لے کر مُکر جائے اور گواہ نہ ہوں ایسے مال میں یہ حکم ہے کہ جب وصول ہو اُس وقت سے جب ایک سال گزرے زکوٰۃ واجب ہوگی اور پیشتر سال ہائے گذشتہ کی جن میں وہ مال ضمار تھا زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

۱۹۔ عَنْ: يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ اَنَّهُ سَأَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مِثْلُهُ اَعَلَيْهِ زَكَاتُهُ قَالَ لَا ؎

ترجمہ: یزید بن خصیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا سلیمان بن یسار سے ایک شخص کے پاس مال ہے لیکن اُس پر اُسی قدر قرض ہے کیا زکوٰۃ اُس پر واجب ہے بولے نہیں۔

۲۰۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس حکم میں اختلاف نہیں کہ قرض کی زکوٰۃ واجب نہیں جب تک وہ وصول نہ ہو جائے سو اگر قرض قرض دار پر کئی برس تک رہا پھر وصول ہوا تو ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر جتنا قرض وصول ہوا ہے وہ نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مگر اس صورت میں کہ اُس شخص کے پاس اور مال بھی ہو سو اُس میں ملا کر اُس کی بھی زکوٰۃ دے اگر اُس کے پاس اور کوئی مال نقد نہ ہو لیکن مدیون پر اور قرض باقی ہو تو ابھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی لیکن جس قدر وصول ہوا ہے اس کو یاد رکھے بعد اُس کے اگر اتنا وصول ہوا کہ نصاب پورا ہو گیا اُس وقت زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اگر اُس نے اُس مال کو جو پیشتر وصول ہوا تھا تلف کر دیا تب بھی زکوٰۃ واجب ہوگی جب بعد کو اس قدر وصول ہو گیا کہ اس سے نصاب پورا ہو جائے پھر جب اس کو بیس دینار یا دو سو درم کے موافق وصول ہو گیا تو زکوٰۃ لازم ہوگی اب اُس کے بعد کسی قدر قلیل یا کثیر وصول کرے زکوٰۃ اُس کے حساب سے بڑھتی جائے گی کہا مالک نے جو ہم نے بیان کیا کہ دین کئی برس تک وصول نہیں ہوتا پھر وصول ہو تو ایک سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی اُس پر دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال تجارت برسوں تک رہتا ہے جب اس کو بیچتا ہے تو اُس کے زرِ ثمن پر ایک ہی زکوٰۃ واجب ہوگی اسلئے کہ صاحب دین یا صاحب مال پر یہ امر لازم نہیں کہ زکوٰۃ اُس مال یا دین کی دوسرے مال سے نکالے بلکہ زکوٰۃ ہر مال کی اُسی مال میں سے نکالی جائے نہ یہ کہ زکوٰۃ ایک شے کی دوسری شے میں سے دی جائے۔ کہا مالک نے جس حکم میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس اسباب اسقدر ہے جو اس کے ادائے دین کو کافی ہے اور نقد روپیہ اس کے سوا ہے تو وہ نقد روپیہ کی زکوٰۃ دے۔ کہا مالک نے اگر نقد اور جنس ملا کر دونوں اُس کے قرض کے برابر ہوں تو زکوٰۃ اُس پر واجب نہ ہوگی جب تک کہ نقد اس کے دین سے فاضل نہ ہو اور نصاب نہ ہو۔ جب ایسا ہو تو اُس کے لئے زکوٰۃ دے۔

۹- بَابُ زَكٰوةِ الْعُرُوْضِ (اموالِ تجارت کی زکوٰۃ کا بیان)

۱۴۱- عَنْ: زُرَيْقِ بْنِ حَيَّانَ وَكَانَ زُرَيْقٌ عَلٰى جَوَازِ مِصْرَ فِي زَمَانِ الْوَلِيْدِ وَسُلَيْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَذَكَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنِ انْظُرْ مَنْ مَرَّ بِكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَخُذْ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ اَمْوَالِهِمْ مِمَّا يُدِيْرُوْنَ بِهٖ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا دِيْنَارًا فَمَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَبْلُغَ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا فَاِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِيْنَارٍ فَدَعْهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا وَمَنْ مَرَّ بِكَ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَخُذْ مِمَّا يُدِيْرُوْنَ بِهٖ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا دِيْنَارًا فَمَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَبْلُغَ عَشَرَةَ دَنَانِيْرَ فَاِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِيْنَارٍ فَدَعْهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا وَاكْتُبْ لَهُمْ بِمَا تَأْخُذُ مِنْهُمْ كِتَابًا اِلٰى مِثْلِهٖ مِنَ الْحَوْلِ۔

ترجمہ: زریق بن حیان سے روایت ہے اور وہ مقرر تھے مصر کے محصول خانہ پر ولید اور سلیمان بن عبد الملک اور عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھا ان کو جو شخص گذرے اوپر تیرے مسلمانوں میں سے تو جو مال اُن کا ظاہر ہو اموالِ تجارت میں سے تو لے اس میں سے ہر چالیس دینار میں سے ایک دینار یعنے چالیسواں حصہ اور جو چالیس دینار سے کم ہو تو اسی حساب سے بیس دینار تک اگر بیس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو اس مال کو چھوڑ دے اس میں سے کچھ نہ لے اور جو تیرے اوپر کوئی ذمی[1] گذرے تو اس کے مالِ تجارت میں سے ہر بیس دینار میں سے ایک دینار لے جو کم ہو اُسی حساب سے دس دینار تک اگر دس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو کچھ نہ لے اور جو کچھ تو لے اس کی ایک رسید سال تمام تک کے واسطے لکھدے۔

ف: تاکہ پھر اُس پر محصول نہ لگے یہی قول ہے شافعی اور ابو حنیفہ کا اور امام مالک کے نزدیک جب محصول خانہ پر گذر کرے اگرچہ ایک ہی سال میں کئی بار تو اُس سے محصول لیا جائے مسلمانوں سے چالیسواں حصہ محصول لیا جاتا ہے اور کافران ذمی سے بیسواں حصہ اور کفار حربی سے دسواں حصہ لینا چاہئے ایسا ہی حضرت عمر بن خطاب نے حکم دیا تھا کہا مالک نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ ایک بار جب تاجر نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی پھر اس مال کے عوض میں اسباب کپڑا یا لونڈی غلام وغیرہ خرید کیا پھر ایک سال پورا ہونے سے اوّل اُس کو بیچ ڈالا زکوٰۃ دینے کی تاریخ سے اور جو اس نے اس مال کو کئی سال تک نہ بیچا تو اُس پر زکوٰۃ نہ ہوگی جب بیچے گا تو ایک ہی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ کہا مالک علیہ الرحمۃ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے سونے یا چاندی کے عوض میں گیہوں یا کھجور خریدے تجارت کے واسطے پھر مال پڑا رہا یہاں تک کہ سال گذر گیا جب مال بکا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر نصاب کے مقدار ہو اس کی مثال زراعت کی یا میوہ توڑنے کی سی نہ ہوگی۔

ف: کیونکہ زراعت جب کاٹی جائے اور میوہ درخت کا جب تیار ہو کر اتارا جائے اُس میں دسواں حصہ دینا پڑے گا اگرچہ سال میں دو دو بار ہو۔ کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جس تاجر کے پاس مال تجارت ہے لیکن نقد اس کے پاس اس قدر جمع نہیں ہوتا کہ اُس میں زکوٰۃ واجب ہو تو برس میں ایک مہینہ کے اندر اسباب کی قیمت اور نقد دونوں کو ملا کر دیکھیں گے اگر نصاب کے مقدار ہو تو اُس میں زکوٰۃ واجب ہوگی کہا مالک نے خواہ کوئی تجارت کرے خواہ نہ کرے مال میں ہر سال ایک

[1] ذمی وہ کافر ہوتا ہے جس کو اسلامی سلطنت میں امان دی گئی ہو اور اس سے اس کے بدلے کچھ مال بطور محصول و خراج لیا جاتا ہے ۱۲ منہ

ہی بار زکوٰۃ لازم ہوگی۔

۱۰۔ بَابُ مَا جَآءَ فِی الْکَنْزِ (کنز کے بیان میں)

۲۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ سُئِلَ عَنِ الْکَنْزِ مَا هُوَ فَقَالَ هُوَ الْمَالُ الَّذِیْ لَا تُؤَدّٰی مِنْهُ الزَّکٰوةُ۔

ترجمہ: عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ انہوں نے سُنا عبداللہ بن عمر سے کسی نے پوچھا کنز کسے کہتے ہیں جواب دیا کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

ف: کلام اللہ میں ایسے مال والے پر دُکھ کی مار لکھی ہے وہ مال جلایا جائے گا آگ میں اور اس سے صاحب مال داغا جائے گا۔ معاذ اللہ

۲۱۔ عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ عِنْدَهٗ مَالٌ لَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَهٗ مُثِّلَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَقْرَعَ لَهٗ زَبِیْبَتَانِ یَطْلُبُهٗ حَتّٰی یُمْکِنَهٗ یَقُوْلُ اَنَا کَنْزُكَ۔ (اخرجہ البخاری مرفوعاً)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہتے تھے جس شخص کے پاس مال ہوا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے تو قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی صورت بنے گا جس کی دو آنکھوں پر سیاہ داغ ہوں گے اور ڈھونڈے گا اپنے مالک کو یہاں تک کہ پائے گا اس کو پھر کہے گا اس سے میں تیرا مال ہوں جس کی زکوٰۃ تو نے نہیں دی تھی۔

ف: بخاری نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا۔

۱۱۔ بَابُ صَدَقَةِ الْمَاشِیَةِ (زکوٰۃ چارپایوں کی)

۲۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ قَرَاَ کِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِی الصَّدَقَةِ قَالَ فَوَجَدْتُ فِیْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هٰذَا کِتَابُ الصَّدَقَةِ فِیْ اَرْبَعٍ وَعِشْرِیْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَدُوْنَهَا الْغَنَمُ فِیْ کُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ وَفِیْ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰی خَمْسٍ وَثَلٰثِیْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَکَرٌ وَفِیْ مَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰی خَمْسٍ وَاَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِیْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰی سِتِّیْنَ حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْفَحْلِ وَفِیْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰی خَمْسٍ وَسَبْعِیْنَ جَذَعَةٌ وَفِیْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰی تِسْعِیْنَ بِنْتَا لَبُوْنٍ وَفِیْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلٰی عِشْرِیْنَ وَمِائَةٍ حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْفَحْلِ فَمَا زَادَ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الْاِبِلِ فَفِیْ کُلِّ

ترجمہ: امام مالک نے پڑھا حضرت عمر بن الخطاب کی کتاب کو صدقہ اور زکوٰۃ کے باب میں اس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ کتاب ہے صدقہ کی چوبیس اونٹوں تک ہر پانچ میں ایک بکری لازم ہے جب چوبیس سے زیادہ ہوں پینتیس تک ایک برس کی اونٹنی ہے اگر ایک برس کی اونٹنی نہ ہو تو دو برس کا ایک اونٹ ہے اس سے زیادہ میں پینتالیس اونٹ تک دو برس کی اونٹنی ہے اس سے زیادہ میں ساٹھ اونٹ تک تین برس کی اونٹنی ہے جو قابل ہو جفتی کے اس سے زیادہ میں پچھتر اونٹ تک چار برس کی اونٹنی ہے اس سے زیادہ میں نوّے اونٹ تک دو اونٹنیاں ہیں دو دو برس کی اس سے زیادہ میں ایک سو بیس اونٹ تک تین تین برس کی دو اونٹنیاں ہیں جو قابل ہوں جفتی کے اس سے زیادہ میں ہر چالیس اونٹ میں دو برس کی اونٹنی ہے اور ہر

أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٌ وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلَى ثَلٰثِ مِائَةٍ ثَلٰثُ شِيَاهٍ فَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَلَا هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَفِي الرِّقَةِ إِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ أَوَاقٍ رُبُعُ الْعُشْرِ

پچاس اونٹ میں تین برس کی اونٹنی ہے بکریاں جو جنگل میں چرتی ہوں جب چالیس تک پہنچ جائیں ایک بکری زکوٰۃ کی لازم ہوگی اس سے زیادہ میں تین سو بکریوں تک تین بکریاں بعد اس کے ہر سیکڑے میں ایک بکری دینا ہوگی اور زکوٰۃ میں بکرا نہ لیا جائے گا اسی طرح بوڑھے اور عیب دار مگر جب زکوٰۃ لینے والے کی رائے میں مناسب ہو اور جدا جدا اموال ایک نہ کئے جائیں گے اسی طرح ایک مال جدا جدا نہ کیا جائیگا زکوٰۃ کے خوف سے اور جو دو آدمی شریک ہوں تو وہ آپس میں رجوع کرلیں برابر کا حصّہ لگا کر اور چاندی میں جب پانچ اوقیہ ہو تو چالیسواں حصّہ لازم آئے گا۔

ف: مثلاً ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں تھیں اس پر ایک بکری لازم تھی جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو چالیس کو دو جگہ کر دیا تاکہ زکوٰۃ دینا نہ پڑے یا چالیس چالیس بکریاں دو آدمیوں کی تھیں اُن میں دو بکریاں زکوٰۃ کی چاہئیں جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو دونوں کو ایک جگہ کر دیا تاکہ ایک ہی بکری لازم آئے۔

۱۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الْبَقَرِ (گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان)

۲۵۔ عَنْ: طَاؤُسٍ الْيَمَانِيِّ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخَذَ مِنْ ثَلٰثِينَ بَقَرَةً تَبِيعًا وَمِنْ أَرْبَعِينَ بَقَرَةً مُسِنَّةً وَأُتِيَ بِمَا دُونَ ذٰلِكَ فَأَبٰى أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا وَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا حَتّٰى أَلْقَاهُ فَأَسْأَلَهُ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ۝

ترجمہ: طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نے تیس گایوں میں سے ایک گائے ایک برس کی لی اور چالیس گایوں میں دو برس کی ایک گائے لی اور اس سے کم میں کچھ نہ لیا اور کہا کہ نہیں سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ تو پوچھوں گا آپ سے پس وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کے آنے سے پہلے۔

۲۶۔ کہا مالک نے جس شخص کی بکریاں دو چرواہوں کے پاس یا زیادہ کے پاس مختلف شہروں میں ہوں تو وہ سب کو جوڑ کر اکٹھی زکوٰۃ دے اسی طرح اگر کسی شخص کا سونا چاندی مختلف لوگوں کے پاس ہو تو وہ سب جوڑ کر اکٹھی زکوٰۃ دے کہا مالک نے ایک شخص کے پاس بھیڑ اور بکریاں دونوں ہیں تو سب کو ایک ساتھ گن لیں گے اگر نصاب کے موافق ہو تو زکوٰۃ ہوگی کیونکہ بھیڑ بھی بکریوں ہی کے شمار میں ہیں اور حضرت عمر بن الخطابؓ کی کتاب میں موجود ہے چرنے والی بکریوں میں ہر چالیس میں ایک بکری ہے تو اگر بھیڑیں زیادہ ہوں اور بکریاں کم ہوں اور اُس کے مالک پر ایک راس زکوٰۃ کی واجب ہو تو بھیڑ لی جائے گی اور جو بکریاں زیادہ ہوں اور بھیڑیں کم ہوں تو بکری لی جائے گی اگر بھیڑ اور بکریاں برابر ہوں تو زکوٰۃ لینے والے کو اختیار ہے جس میں سے چاہے ایک راس لے لے کہا مالک نے اسی طرح عربی اور بختی اونٹ دونوں کو ملا کر زکوٰۃ

لیں گے کیونکہ دونوں قسم کے اُونٹ اُونٹ میں داخل ہیں اگر عربی زیادہ ہوں اور اُس کے مالک پر ایک مہار واجب ہو تو عربی لیں گے اور جو بختی زیادہ ہوں تو بختی لیں۔ اگر دونوں برابر ہوں اختیار ہے جس میں سے چاہے لیں۔ ف: عربی وہ اونٹ ہے جس کے ماں باپ دونوں عرب کے ہوں اور بختی وہ اونٹ جس کی ماں عجمی اور باپ عربی یا باپ عجمی اور ماں عربی ہو منسوب ہے طرف بخت نصر کے اور بعضوں نے اس کو بخی پڑھا ہے بخیب سے یعنے بہتر اونٹ **کہا** مالک نے اسی طرح گائے بھینس دونوں ایک جنس ہیں دونوں کو ملا کر اکٹھی زکوٰۃ لینا چاہیے لیکن اگر گائے زیادہ ہوں اور بھینس کم ہوں اور مالک پر ایک راس واجب ہو تو گائے لینا چاہیے اور جو بھینس زیادہ ہوں تو بھینس لینا چاہیے اور جو دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے جس میں سے چاہے لے اور جو گائے بھی بقدر نصاب ہوں اور بھینس بھی بقدر نصاب تو دونوں میں سے زکوٰۃ لینا چاہیے۔ ف: مثلاً ایک شخص کے پاس تیس گائیں ہیں اور تیس بھینسیں تو ایک گائے ایک سال کی اور ایک بھینس ایک سال کی لی جائے۔ **کہا** مالک نے جس شخص نے جانور حاصل کیے اونٹ یا گائے یا بکری تو اُس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک ایک سال نہ گزر جائے اُس روز سے جس روز سے وہ جانور اُس کے پاس آئے ہوں مگر جب پہلے سے اُس کے پاس جانور بقدر نصاب موجود ہوں مثلاً پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں تو اگر کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں تھیں اب اُس نے اور اونٹ اور بکریاں حاصل کیں خرید یا ہبہ یا میراث سے تو وہ اُن کی زکوٰۃ اپنے پہلے جانوروں کے ساتھ دے اگرچہ ان پچھلے جانوروں پر ایک سال نہ گذرے البتہ اگر پہلے جانوروں کے زکوٰۃ دے چکنے کے بعد یہ جانور خریدے یا ترکہ میں آئے تو اب زکوٰۃ ان کی نہ دے بلکہ سال آئندہ جب اگلے جانوروں کی زکوٰۃ دے گا اُن کی ساتھ اُن کی بھی زکوٰۃ دے **کہا** مالک نے اس کی مثال چاندی کی سی ہے ایک شخص نے اُس کی زکوٰۃ دے کر اُس کے بدلے میں کچھ سامان خرید کیا اب جس نے سامان بیچا اُس پر بھی زکوٰۃ واجب تھی اُس نے پھر اُس چاندی کی زکوٰۃ دی تو مشتری نے آج زکوٰۃ دی اور بائع نے کل زکوٰۃ دی **کہا** مالک نے اگر کسی شخص کے پاس نصاب سے کم بکریاں تھیں پھر اس نے اور بکریاں خریدیں یا میراث میں پائیں جو نصاب سے زیادہ ہو گئیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک ایک سال نہ گذر جائے خرید یا ترکہ پانے کی تاریخ سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کے پاس اس قدر جانور ہوں اونٹ یا گائے یا بکریاں جس میں زکوٰۃ نہیں ہے تو یہ نصاب شمار نہ کیا جائے گا جب تک ہر قسم کے جانور نصاب کے مقدار نہ ہوں۔ اگر نصاب کے مقدار ہوں گے تو اس کے ساتھ جتنے جانور اُس قسم کے ملیں گے اُن کی زکوٰۃ اُس نصاب کے ساتھ دینا پڑے گی خواہ یہ جانور قلیل ہوں یا کثیر۔ ف: حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر بکریاں یا گائے یا اونٹ نصاب کے موافق ہوں تو اب جتنی گائے یا اونٹ نئے آئیں گے ان کی زکوٰۃ اپنے ہمجنس نصاب کے ساتھ دینا ہوگی اگرچہ اس نئی آمدنی پر سال نہ گذرے برخلاف اس کے اگر جانور نصاب سے کم کسی کے پاس ہوں اور پھر نئی آمدنی اسقدر ہو کہ نصاب پورا ہو جائے یا نصاب سے بڑھ جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک ایک سال کامل اس نئی آمدنی پر نہ گذرے **کہا** مالک نے اگر کسی شخص کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں نصاب کے موافق ہوں پھر نئی آمدنی ہو تو ان کی زکوٰۃ بھی اس نصاب کے ساتھ جو پہلے سے ہے دینا پڑے گا **کہا** مالک نے یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو **کہا** مالک نے جس قسم کا جانور کسی پر زکوٰۃ میں واجب ہو پھر اس قسم کا جانور اُس کے پاس سے نہ نکلے مثلاً اگر ایک برس کی اونٹنی واجب ہو اور وہ نہ نکلی تو دو برس کا اونٹ لے لیا جائے اور جو دو برس یا تین برس یا چار برس کی اونٹنی واجب ہو اور وہ نہ نکلے تو خرید کر کے دیوے اور قیمت کا دینا میرے نزدیک اچھا نہیں ہے۔ **کہا** مالک نے جو اونٹ پانی سینچتے ہیں یا جو بیل چرس کھینچتے ہیں یا ہل چلاتے ہیں اگر مقدار نصاب کے ہوں تو

اُن میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۱۲۔ بابُ صَدَقَۃِ الْخُلَطَآءِ (شرکت کے مال کی زکوٰۃ کا بیان)

۲۷۔ **کہا مالک** نے اگر دو آدمی شریک ہوں جانوروں میں اس طرح چرواہا ایک ہو اور نر جانور بھی ایک ہوں اور جانوروں کے رہنے کا مکان بھی ایک ہو اور پانی پلانے کا ڈول بھی ایک ہو تو اُن دونوں آدمیوں کو خلیطان کہیں گے اگر ہر ایک اُن میں سے مال کو پہچانتا ہو اور جو کوئی اپنے مال کو دوسرے کے مال سے تمیز نہ کر سکتا ہو تو اُن کو شریکان کہیں گے **کہا** مالک نے خلیطان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک ہر ایک کا مال بقدر نصاب کے نہ ہو **کہا** مالک نے اس مسئلہ کی تفسیر یہ ہے مثلاً ایک خلیط کی چالیس بکریاں یا زیادہ ہیں اور دوسرے خلیط کی چالیس سے کم ہیں تو جس کی چالیس یا زیادہ ہیں اسی پر زکوٰۃ واجب ہے اور جس کی چالیس سے کم ہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے **کہا** مالک نے اگر ہر خلیط کی بکریاں نصاب کے موافق ہوں تو دونوں سے ملا کر زکوٰۃ لی جائے گی اور اگر ایک خلیط کی ہزار بکریاں یا کم ہیں اور دوسرے کی چالیس بکریاں یا زیادہ ہیں تو دونوں خلیطان میں آپس میں زیادتی دوسرے سے پھیر لیں گے اپنے اپنے مال کے موافق ہزار بکریوں پر اس کے موافق زکوٰۃ کا حصّہ ہوگا اور چالیس بکریوں پر اس کے موافق حصّہ ہوگا **ف** اپس اگر زکوٰۃ لینے والے نے دس بکریاں زکوٰۃ کی ہزار بکریوں والے سے لیں تو وہ چالیس بکریوں والے سے دس حصے چھبیس حصّوں میں سے پھیر لے گا اس واسطے کہ ایک ہزار چالیس بکریاں کل ہیں اُن کے چھبیس چالیسے ہوئے اس میں سے ایک حصّہ چالیس والے پر لازم ہے اور پچیس حصّے ہزار والے پر تو ہر بکری کے چھبیس حصّے کئے گئے اور پچیس پچیس حصّے ہر ایک میں سے ہزار والے کے ہوئے اور ایک ایک حصّہ چالیس والے کا دس بکریاں دی گئیں تو دس حصّے چالیس والے پر چھبیس حصّوں میں سے ایک بکری کے پڑے اب فرض کیجئے کہ ایک ایک بکری کی قیمت ۲۶-۲۶ آنے تھی تو کل دام ہزار بکریوں والے پر پڑے مگر دس آنے وہ چالیس بکری والے سے پھیر لے گا اور جو زکوٰۃ لینے والے نے دس بکریاں چالیس والے سے لیں تو وہ نو بکریاں اور سولہ حصّے چھبیس حصّوں میں سے ایک بکری کے ہزار والے سے پھیر لے گا۔ (محلی) زرقانی نے یہ لکھا ہے کہ اگر ہزار والے سے دس بکریاں لی گئیں تو وہ ایک بکری چالیس والے سے پھیر لے گا اور چالیس والے سے دس بکریاں لی گئیں تو وہ نو بکریاں ہزار والے سے پھیر لے گا مگر یہ حساب صحیح نہیں ہو سکتا البتہ یہ بات ابو حنیفہ کے مذہب پر بن جاتی ہے جو کہتے ہیں ہر ایک سے جدا زکوٰۃ لی جائے گی اور خلط کا کچھ اثر نہ ہوگا شاید یہ سہو ہے زرقانی سے واللہ اعلم والحکم بالصواب **کہا** مالک نے اونٹوں میں خلیطان کا حکم مثل بکریوں کے خلیطان کے ہے دونوں سے زکوٰۃ اکٹھی لی جائے گی جب ہر ایک کے پاس اونٹ بقدر نصاب کے ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ چرنے والی بکریوں میں جب چالیس ہو جائیں تو ایک بکری ہے **کہا** مالک نے یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جدا جدا مال اکٹھے نہ کئے جائیں اور اکٹھا جدا جدا نہ کئے جائیں زکوٰۃ کے خوف سے یہ حکم جانوروں کے مالکوں کو ہے **کہا** مالک نے تفسیر اس قول کی یہ ہے کہ مثلاً تین آدمیوں کی چالیس چالیس بکریاں تھیں تو ہر ایک پر ایک ایک بکری واجب تھی جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو اُن تینوں نے اپنی بکریوں کو یکجا کر دیا تھا کہ ایک ہی بکری دینا پڑے اس بات سے ممانعت ہوئی اور مثلاً خلیطان میں سے ہر ایک کی ایک سو ایک ایک سو ایک بکریاں ہیں تو سب ملا کر دو سو دو بکریاں ہیں اُن میں تین بکریاں لازم آتی ہیں جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو اُن دونوں نے اپنی اپنی بکریوں کو جدا کر دیا تاکہ

ایک ہی ایک بکری لازم آئے اس سے ممانعت ہوئی ۔

۱۴-باب مَا جَاءَ فِيمَا يُعْتَدُّ بِهِ مِنَ السَّخْلِ فِي الصَّدَقَةِ

(بکریوں کی تعداد میں بچوں کو بھی شمار کرنے کا بیان)

۲۸-عَنْ : سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَكَانَ يَعُدُّ عَلَى النَّاسِ بِالسَّخْلِ فَقَالَ تَعُدُّ عَلَيْنَا بِالسَّخْلِ وَلَا تَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ نَعُدُّ عَلَيْهِمْ بِالسَّخْلَةِ يَحْمِلُهَا الرَّاعِي وَلَا نَأْخُذُهَا وَلَا نَأْخُذُ الْأَكُولَةَ وَلَا الرُّبَّى وَلَا الْمَاخِضَ وَلَا فَحْلَ الْغَنَمِ وَلَا نَأْخُذُ الْجَذَعَةَ وَالثَّنِيَّةَ وَذٰلِكَ عَدْلٌ بَيْنَ غِذَاءِ الْغَنَمِ وَخِيَارِهِ ۔

ترجمہ : سفیان بن عبداللہ کو عمر بن الخطاب نے متصدق (یعنے زکوٰۃ وصول کرنے والا) کر کے بھیجا تو وہ بکریوں میں بچے کو بھی شمار کرتے تھے لوگوں نے کہا تم بچوں کو شمار میں داخل کرتے ہو لیکن بچہ نہیں لیتے ہو تو جب آئے وہ عمر بن الخطاب کے پاس بیان کیا اُن سے یہ امر تو کہا حضرت عمرؓ نے ہاں ہم گنتے ہیں بچوں کو بلکہ اُس بچے کو جس کو چرواہا اٹھا کر چلتا ہے لیکن نہیں لیتے اُس کو نہ موٹی بکری کو جو کھانے کے واسطے موٹی کی جائے اور نہ اس بکری کو جو اپنے بچے کو پالتی ہو اور نہ حاملہ کو اور نہ نر کو اور لیتے ہیں ہم ایک سال یا دو سال کی بکری کو جو متوسط ہے نہ بچہ ہے نہ بوڑھی ہے نہ بہت عمدہ ہے ۔

۲۹-کہا مالک نے اگر کسی شخص کی بکریاں نصاب سے کم ہوں اور مصدق کے آنے سے ایک دن پہلے وہ بکریاں بچہ جنیں اور نصاب پورا ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی اسلئے کہ اولاد بکری کی بکریوں میں داخل ہے اور یہ مسئلہ مخالف ہے اُس مسئلہ کے کہ ایک شخص کے پاس نصاب سے کم بکریاں ہوں پھر خرید یا میراث یا ہبہ کی وجہ سے اور بکریاں آجائیں نظیر اس مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس کسی قسم کا اسباب ہو جس کی قیمت نصاب سے کم ہو پھر وہ اس کو اسقدر نفع سے بیچے جو نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ نفع کی راس المال کے ساتھ لازم آئے گی اور اگر نفع اس کا ہبہ یا میراث ہوتا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوتی جب تک اُس پر ایک سال نہ گذرتا یا میراث کے روز سے **کہا** مالک نے سو بچے بکریوں کے بکریوں میں داخل ہیں جیسے کہ نفع مال کا اُس مال میں داخل ہے **کہا** مالک نے ایک اور اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس سونا یا چاندی نصاب کے موافق ہو پھر وہ اور مال کمائے تو اُس فائدہ کی زکوٰۃ دینا لازم نہ آئے گی جب تک اس پر ایک سال نہ گزرے اور اگر کسی کے پاس بکریاں یا گائیں یا اونٹ ہر ایک قسم مقدار نصاب کے ہو پھر اور بکریاں یا گائیں یا اونٹ حاصل کرے تو اُن کی زکوٰۃ پہلے ہمجنس جانوروں کے ساتھ مل کر لازم آئے گی **کہا** مالک نے یہ تقریر بہت اچھی ہے اس باب میں جو میں نے سُنا سب تقریروں سے ۔

۱۵- بَابُ الْعَمَلِ فِي صَدَقَةِ عَامَيْنِ إِذَا اجْتَمَعَتَا

(جب دو سال کی زکوٰۃ کسی پر واجب ہو جائے اُس کے طریقے کا بیان)

۳۰- کہا مالک نے کسی شخص کے پاس سو اونٹ ہوں اور زکوٰۃ لینے والا اُس کے پاس نہ آئے یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر جائے اُس وقت زکوٰۃ لینے والا آئے اور تمام اونٹ اس کے مر چکے ہوں مگر پانچ اونٹ باقی رہ جائیں تو زکوٰۃ لینے والا ان پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ دو سال کی لے گا یعنے دو بکریاں لے گا اس واسطے کہ زکوٰۃ اُس مال کی دینا ہوتی ہے جو زکوٰۃ کے روز موجود ہو تو اگر اس کے جانور مر جائیں یا بڑھ جائیں تو زکوٰۃ اُسی حساب سے لی جائے گی اور جو صاحب مال پر کئی سال کی زکوٰتیں واجب ہو جائیں تو مصدق اسی قدر مال کی زکوٰۃ لے گا جتنا اُس کے پاس باقی رہا ہو اگر اس کے تمام جانور ہلاک ہو گئے یا اسی قدر ہلاک ہو گئے کہ باقی ماندہ نصاب سے کم رہ گئے تو اُس پر نہ زکوٰۃ ہوگی نہ تاوان لازم ہوگا سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ کا۔

۱۶- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّضْيِيقِ عَلَى النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

(زکوٰۃ میں لوگوں کو تنگ کرنے کی ممانعت)

۳۱- عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مُرَّ عَلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ بِغَنَمٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَرَأَى فِيهَا شَاةً حَافِلًا ذَاتَ ضَرْعٍ عَظِيمٍ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ فَقَالُوا شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْطَى هٰذِهِ أَهْلُهَا وَهُمْ طَائِعُونَ لَا تَفْتِنُوا النَّاسَ لَا تَأْخُذُوا حَزَرَاتِ الْمُسْلِمِينَ نَكِّبُوا عَنِ الطَّعَامِ ؛

ترجمہ: حضرت اُم المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس بکریاں آئیں زکوٰۃ کی اس میں ایک بکری دیکھی بہت دودھ والی تو پوچھا آپ نے یہ بکری کیسی ہے لوگوں نے کہا زکوٰۃ کی بکری ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اُس کے مالک نے کبھی اس کو خوشی سے نہ دیا ہوگا۔ لوگوں کو فتنے میں نہ ڈالو ان کے بہترین اموال نہ لو اور باز آؤ اُن کے رزق چھین لینے سے۔

ف: یعنے دودھ والی بکری پر گویا اُن کا رزق موقوف ہے اسی دودھ پر اُن کی گذر ہے وہ نہ لیا کرو۔

۳۲- عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ أَشْجَعَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَأْتِيهِمْ مُصَدِّقًا فَيَقُولُ لِرَبِّ الْمَالِ أَخْرِجْ إِلَيَّ صَدَقَةَ مَالِكَ فَلَا يَقُودُ إِلَيْهِ شَاةً فِيهَا وَفَاءٌ مِنْ حَقِّهِ إِلَّا قَبِلَهَا ؛

ترجمہ: محمد بن یحییٰ ابن حبان سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو دو شخصوں نے قبیلہ اشجع سے کہ محمد بن مسلمہ انصاریؓ آتے تھے زکوٰۃ لینے کو تو کہتے تھے صاحب مال سے لاؤ میرے پاس زکوٰۃ اپنے مال کی پھر وہ جو بکری لے کر آتا اگر وہ زکوٰۃ کے لائق ہوتی تو قبول کر لیتے۔

۳۳- کہا مالک نے ہمارے نزدیک سنت یہ ہے اور اسی پر ہم نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا کہ زکوٰۃ لینے میں مسلمانوں پر

تنگی نہ کی جائے اور جو وہ دیں قبول کیا جائے۔
ف: بشرطیکہ وہ زکوٰۃ کے قابل ہو۔

۱۷۔ بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ يَجُوزُ لَهُ أَخْذُهَا

(صدقہ لینا اور جن لوگوں کو لینا درست ہے اُن کا بیان)

۳۴۔ عَنْ: عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ لِغَارِمٍ أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِينِ فَأَهْدَى الْمِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ ۞ (وصلہ ابوداؤد وابن ماجۃ)

ترجمہ: عطا ابن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ درست نہیں مالدار کو مگر پانچ آدمیوں کو درست ہے پہلے غازی جو جہاد کرتا ہو اللہ کی راہ میں دوسرے جو عامل ہو زکوٰۃ کا یعنے زکوٰۃ کو وصول اور تحصیل کرتا ہو تیسرے مدیوں یعنے جو قرضدار ہو چوتھے جو زکوٰۃ کے مال کو خرید لے اپنے مال کے عوض میں پانچویں جو مسکین ہمسایہ کے پاس سے بطور ہدیہ کے آئے۔

۳۵۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک زکوٰۃ کی تقسیم کا یہ حکم ہے کہ یہ کام حاکم کی رائے پر موقوف ہے جس قسم کے لوگ زیادہ حاجت رکھتے ہوں یا شمار میں زیادہ ہوں اُن کو دے جب تک اُس کی رائے میں مناسب ہو پھر سال دو سال یا زیادہ کے بعد دوسرے قسم کے لوگوں کو بھی دے سکتا ہے بہر حال اہلِ حاجت اور عدد کو مقدم رکھے جہاں ہو میں نے اپنے ملک میں اہل علم کو اسی پر پایا۔

ف: کلام اللہ میں آٹھ قسم کے لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے پہلے فقراء دوسرے مساکین تیسرے عاملین زکوٰۃ یعنے تحصیل کرنے والے زکوٰۃ کے چوتھے وہ کفار جن کو ملانے کے لئے کچھ دینا ضرور پڑتا ہے اُن کو مؤلفۃ القلوب کہتے ہیں پانچویں قرضدار چھٹے غازی ساتویں مسافر آٹھویں مکاتب ائمہ ثلاثہ کے نزدیک امام کو اختیار ہے کہ ان قسموں میں سے جس قسم کے لوگوں کو زیادہ حاجتمند اور مستحق پائے اُن کو زکوٰۃ دے مگر شافعیؒ کے نزدیک آٹھوں قسم کے لوگوں کو دینا چاہیئے کہا مالک نے عامل کا کچھ حصہ مقرر نہیں ہے زکوٰۃ میں بلکہ حاکم کو اختیار ہے کہ جس قدر مناسب ہو دے۔

۱۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الصَّدَقَاتِ وَالتَّشْدِيدِ فِيهَا

(زکوٰۃ دینے والوں پر سختی کا بیان)

۳۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر نہ دیں گے رسّی بھی اُونٹ باندھنے کی تو میں جہاد کروں گا اُن پر۔

ف: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چند لوگ عرب کے کافر ہو گئے اور دین اسلام سے باہر ہو گئے اُنہوں

نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا مگر اور دین کی باتوں کا اقرار کرتے تھے حضرت ابوبکر نے فرمایا خدا کی قسم میں لڑوں گا اُس شخص سے جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے قسم خدا کی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایک رسی دیتے تھے اور اب نہ دیں گے تو اُن پر جہاد کروں گا یہ روایت صحیحین میں موجود ہے۔

۳۷۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فَأَعْجَبَهُ فَسَأَلَ الَّذِي سَقَاهُ مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَرَدَ عَلٰى مَاءٍ قَدْ سَمَّاهُ فَإِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُونَ فَحَلَبُوا لِي مِنْ أَلْبَانِهَا فَجَعَلْتُهُ فِي سِقَائِي فَهُوَ هٰذَا فَأَدْخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَدَهُ فَاسْتَقَاءَهُ ؏

ترجمہ: زید بن اسلمؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے دودھ پیا تو بھلا معلوم ہوا پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا جو لایا تھا وہ بولا کہ میں ایک پانی پر گیا تھا اور اس کا نام بیان کیا وہاں پر جانور زکوٰۃ کے پانی پی رہے تھے لوگوں نے اُن کا دودھ نچوڑ کر مجھے دیا میں نے اپنی مشک میں رکھ لیا وہ یہی دودھ تھا جو آپ نے پیا تو حضرت عمرؓ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈال کر قے کی۔

ف: اس واسطے کہ وہ دودھ زکوٰۃ کا تھا اور زکوٰۃ مالدار کو درست نہیں ہے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی اُس چیز کو جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے روکے اور مسلمانوں کو لینے نہ دے تو مسلمانوں پر جہاد کرنا اُس شخص سے لازم ہے یہاں تک کہ لے لیں اُس حق کو۔

۳۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا مَنَعَ زَكَاةَ مَالِهِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ دَعْهُ وَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ زَكَاةً مَعَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَأَدَّى بَعْدَ ذٰلِكَ زَكَاةَ مَالِهِ فَكَتَبَ عَامِلُ عُمَرَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ ذٰلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ خُذْهَا مِنْهُ ؏

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ ایک عامل نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا عمر نے جواب میں لکھا کہ چھوڑ دے اُس کو اور مسلمانوں کے ساتھ اور زکوٰۃ نہ لیا کر اُس سے یہ خبر اُس شخص کو پہنچی اُس کو بُرا معلوم ہوا اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی بعد اُس کے عامل نے حضرت عمر کو اطلاع دی اُنھوں نے جواب میں لکھا کہ لے لے زکوٰۃ کو اُس شخص سے۔

۱۹۔ بَابُ زَكٰوةِ مَا يُخْرَصُ مِنْ ثِمَارِ النَّخْلِ وَالْأَعْنَابِ

(پھلوں اور میووں کی زکوٰۃ کا بیان)

۳۹۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ وَالْبَعْلُ الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ ؏ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: سلیمان بن یسار اور بسر بن سعید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارانی اور زیر چشمہ یا تالاب کی زمین میں اور اس کھجور میں جس کو پانی کی حاجت نہ ہو دسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے اور جو زمین پانی سینچ کر تر کی جائے اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے۔

۴۰۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ لَا يُؤْخَذُ فِي

ترجمہ: ابن شہاب زہری نے کہا کہ کھجور کی زکوٰۃ میں جعرور

صَدَقَتِهِ الْتَّمْرُ الْجُعْرُوْرُ وَلَا مُصْرَانُ الْفَارَةِ وَلَا عِذْقُ بْنِ حُبَيْقٍ قَالَ وَهُوَ مِثْلُ الْغَنَمِ يُعَدُّ عَلٰى صَاحِبِ الْمَالِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ۔

(ایک قسم کی خراب کھجور ہے جو سوکھنے سے کوڑا ہو جاتی ہے) اور مصران الفارہ اور عذق بن جبیق نہ لی جائیں گی اور مثال اُن کی بکریوں کی سی ہے کہ صاحب مال کے مال کے شمار میں سب قسم کی شمار کی جائیں گی لیکن لی نہ جائیں گی۔

ف : مصران الفارہ اور عذق بن جبیق بھی ردی کھجوروں کی قسم ہیں **کہا** مالک نے مثال اس کی بکریوں کی ہے کہ بکریوں کے شمار میں بچوں کو بھی گن لیں گے مگر بچے زکوٰۃ میں نہ لئے جائیں گے اور کبھی پھل ایسے ہوتے ہیں جو زکوٰۃ میں لینے کے قابل نہیں سمجھتے بوجہ عمدگی کے جیسے کھجور میں سے برونی اور جو مشابہ ہے اُس کے اسی طرح جو پھل خراب ہوں وہ بھی نہیں لئے جائیں گے بلکہ متوسط قسم کا مال لیا جائے گا **کہا** مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ کسی پھل کا تخمینہ نہ کیا جائے گا مگر کھجور اور انگور کا اُن کا تخمینہ کیا جائے گا جب وہ نکل آئیں اور اُن کی پیدائش کا بہتری کے ساتھ حال معلوم ہو جائے اور بیع اُن کی درست ہو جائے ف اس کی وجہ یہ ہے کہ کھجور اور انگور پکنے کے بعد کھائے جاتے ہیں تو اُس کا اندازہ کر لیں گے تاکہ لوگوں کو دقت نہ ہو اور اس کے مالک کو سپرد کر دیں گے کھائیں اس کو بابیچیں پھر زکوٰۃ ادا کریں گے اُس حساب سے۔

ف : عربی میں اس تخمینے کو خرص کہتے ہیں یعنے جب پھل درخت پر پکے ہوں اُن کا اندازہ کر لینا کہ بعد پکنے اور سوکھنے کے اس قدر ہوں گے بعد اس کے مالک مال کو اجازت دینا کہ پھلوں کو اپنے کام میں صرف کرلے پھر اس تخمینے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کردے **کہا** مالک نے جو پھل ایسے ہیں کہ کچے کھائے نہیں جاتے بلکہ بعد کٹنے کے کھائے جاتے ہیں اُن کا اندازہ کرنا درست نہیں بلکہ جب مالک اُن کو کاٹ کوٹ کر صاف کر کے دانے نکالیں تو جو واجبی طور سے اس کی زکوٰۃ ہو لی جائے **کہا** مالک نے ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے **کہا** ہمارے نزدیک اتفاقی مسئلہ یہ ہے کہ کھجور کا تخمینہ کیا جائے جب وہ درخت میں لگی ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کی پیدائش کا بہتری کے ساتھ حال معلوم ہو جائے اور اس کی بیع درست ہو جائے پھر لی جائے زکوٰۃ اُس کی جب کٹنے کا موسم آئے اگر بعد تخمینے کے اُن پھلوں پر کوئی آفت آئے جس سے تمام پھل تلف ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی البتہ اگر پانچ وسق کے مقدار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صاع سے باقی رہ جائیں تو اُس مقدار کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور جس قدر تلف ہو گئے اُن کی زکوٰۃ نہ ہوگی **کہا** مالک نے انگور کا بھی یہی حکم ہے **کہا** مالک نے اگر کسی شخص کے متفرق قطعات ہوں یا متفرق اموال میں کئی شریک ہوں اور ہر شریک یا قطعہ کا اس مقدار کو نہ پہنچا ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اگر ہر شریک کے سب حصے یا تمام قطعات ملا کر نصاب کو پہنچیں تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ واجب نہ ہوگی۔

۲۰۔ بَابُ زَكٰوةِ الْحُبُوْبِ وَالزَّيْتُوْنِ (غلوں اور زیتون کی زکوٰۃ کا بیان)

۴۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الزَّيْتُوْنِ فَقَالَ فِيْهِ الْعُشْرُ۔

ترجمہ: امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ زیتون میں کیا واجب ہے بولے دسواں حصہ۔

ف : زیتون سے مراد اُس کے دانے ہیں جس میں سے تیل نکلتا ہے اور تیل کو زیت کہتے ہیں۔

۴۲۔ **کہا** مالک نے زیتون مثل کھجور کے ہے اگر وہ باران یا چشمہ سے پیدا ہوتا ہو یا خود بخود پیدا ہو اور اس میں پانی کی حاجت نہ ہو تو اس میں دسواں حصہ لازم ہوگا اور جو پانی سینچ کر اُس میں دیا جائے تو بیسواں حصہ لازم ہوگا اور زیتون کا خرص کرنا جب

وہ درخت میں لگا ہو درست ہے کہا جتنے قسم کے غلے ہیں جن کو لوگ کھاتے ہیں یا رکھ چھوڑتے ہیں اگر بارش سے یا چشمہ کے پانی سے پیدا ہوں یا اُن کو پانی کی احتیاج نہ ہو اُس میں دسواں حصّہ لازم ہے اور جن میں پانی سینچ کر دیا جائے اُن میں بیسواں حصّہ لازم ہے جب وہ پانچ وسق کے مقدار ہوں ہر وسق ساٹھ صاع کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع سے اور جو اُس سے زیادہ ہوں تو بھی اُسی کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے کہا مالک نے جن غلّوں میں زکوٰۃ واجب ہے وہ یہ ہیں گیہوں اور جو پوست دار اور بے پوست اور جوار اور چنا اور چاول اور مسور اور ماش اور لوبیا اور تل اور جو مشابہ ہوں اُن غلّوں میں سے جو کھائے جاتے ہیں تو ان سب میں سے زکوٰۃ لی جائے گی جب وہ کٹ کر تیار ہوں اور دانے صاف ہو جائیں کہا مالک نے ان چیزوں کی زکوٰۃ میں اُن کے قول کی تصدیق ہوگی اور جس قدر دیں گے قبول کر لیا جائے گا کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ زیتون کا دسواں حصّہ کب نکالا جائے گا قبل خرچ کے یا بعد خرچ کے انہوں نے جواب دیا کہ خرچ اخراجات کو دیکھنا کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے مالک سے پوچھیں گے جیسے غلّہ کے مالک سے پوچھتے ہیں وہ جو کہیں گے اُن کی تصدیق ہوگی۔

پس جو شخص اپنے زیتون سے پانچ وسق یا زیادہ دانے پائے گا اس سے دسواں حصّہ تیل کا لیا جائے گا اور جو اس سے کم پائے گا اُس سے کچھ نہ لیا جائے گا کہا مالک نے جب کھیت پک کر تیار ہو جائے اور مالک اُس کو بیچ ڈالے تو مالک پر زکوٰۃ ہوگی نہ خریدار پر کہا مالک نے کھیت کا بیچنا درست نہیں ہے جب تک پک کر پھل بالیوں میں سوکھ نہ جائیں اور پانی دینے کی احتیاج نہ ہے کہا مالک نے یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ یعنے دو حق غلّے کا وقت کاٹنے کے مُراد اس سے زکوٰۃ ہے اور میں نے سُنا ایک شخص سے جو یہ کہتے تھے کہا مالک نے جس شخص نے اپنا باغ بیچا یا زمین بیچی اور اُس میں کوئی کھیت ہے یا پھل ہیں جن کی بہتری کا حال معلوم نہیں تو زکوٰۃ اس کی خریدار پر ہے اگر وہ کھیت یا پھل ایسا ہے کہ اُس کی بہتری کا حال معلوم ہو گیا اور بیع اُس کی درست ہوئی تو زکوٰۃ اُس کے بائع پر ہے مگر یہ کہ بائع شرط کرے خریدار سے کہ زکوٰۃ اس کی خریدار دے تو خریدار پر لازم ہوگی۔

۲۱ باب مَا لَا زَكٰوةَ فِيْهِ مِنَ الثِّمَارِ (جن پھلوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اُن کا بیان)

۲۳۔ کہا مالک نے اگر کوئی شخص اس قدر مال رکھتا ہو کہ چار وسق کھجور کے اُس میں سے نکلیں اور چار وسق انگور کے اور چار وسق گیہوں کے اور چار وسق اور کسی غلّے کے تو ان غلّوں کو جمع کر کے اُس پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی جب تک کہ ایک ہی قسم کھجور یا انگور یا گیہوں وغیرہ پانچ وسق کے مقدار نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع سے کیونکہ فرمایا آپ نے پانچ وسق سے جو کھجور کم ہو اُس میں زکوٰۃ نہیں ہے کہا مالک نے اگر کھجوریں کئی قسم کی ہوں جن کا نام جُدا جُدا ہو تو اُن سب کو جمع کریں گے اگر پانچ وسق کو پہنچیں تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہ ہوگی کہا مالک نے اس طرح زرد اور سفید گیہوں اکٹھا جوڑ کئے جائیں گے اور جو پوست دار اور بے پوست ایک ہی سمجھے جائیں گے جب پانچ وسق سب ملا کر ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ واجب نہ ہوگی کہا مالک نے اسی طرح انگور سیاہ اور سُرخ اکٹھا جوڑے جائیں گے جب پانچ وسق نکلیں گے تو اُن میں زکوٰۃ واجب ہوگی اس سے کم میں زکوٰۃ نہ ہوگی کہا مالک نے اسی طرح قطنیہ وہ ایک قسم شمار کی جائے گی اگرچہ اُس کے نام اور اقسام مختلف ہوں قطنیہ کہتے ہیں چنا اور مسور اور لوبیا اور ماش کو جو چیزیں اُن کی مثل میں جن کو لوگ قطنیہ سمجھیں یہ سب چیزیں مل کر اگر پانچ وسق کو پہنچیں گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع سے تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی اگرچہ یہ قطنیہ کئی قسم ہوں ایک قسم نہ ہوں مگر سب

اکٹھا جوڑ لی جائیں گی اور زکوٰۃ لازم ہوگی کہا مالک نے حضرت عمرؓ نے فرق کیا گیہوں اور قطنیہ میں جب محصول لیا نبطیوں کے نصاریٰ سے انہوں نے قطنیہ کو ایک ہی قسم رکھا اور اُس میں سے دسواں حصہ لیا اور گیہوں اور انگور میں سے بیسواں حصہ لیا تاکہ گیہوں اور انگور کی آمدنی زیادہ ہو کہا مالک نے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ قطنیہ کی سب قسموں کو زکوٰۃ میں ایک ہی قسم مقرر کیا حالانکہ ربوا کے باب میں وہ علیحدہ قسمیں سمجھی جاتی ہیں اس لئے کہ ماش کے ایک سیر کے بدلے میں دو سیر مسور لینا نقد درست ہے مگر گیہوں البتہ ایک قسم ہے کیونکہ ایک سیر زرد گیہوں کے بدلے میں دو سیر سفید گیہوں لینا درست نہیں ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ زکوٰۃ اور ربوا کا حال یکساں نہیں ہے دیکھو چاندی سونا زکوٰۃ میں ایک ہی جگہ جوڑ کر زکوٰۃ دیتے ہیں حالانکہ ایک اشرفی کے بدلے میں کئی حصے اُس سے زیادہ چاندی لے سکتے ہیں کہا مالک نے اگر دو آدمی کھجور میں شریک ہوں اور ایک کے حصے میں چار وسق کھجور اور دوسرے کے حصے میں بھی اسی قدر آئے تو زکوٰۃ کسی پر واجب نہیں ہے البتہ اگر ایک کے بھی حصے میں پانچ وسق کھجور آئے تو اُس پر زکوٰۃ واجب ہوگی مگر جس کے حصے میں اس سے کم آئے اُس پر واجب نہ ہوگی کہا مالک نے اسی طرح اور پھلوں اور دانوں میں حکم ہے جب ہر شریک کے حصے میں پانچ وسق کھجور یا انگور کے یا گیہوں کے آئیں تو زکوٰۃ واجب ہوگی اور جس کے حصے میں اس سے کم آئے اُس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی کہا مالک نے ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ جن غلوں کی زکوٰۃ مالک دے چکے مثل کھجور اور گیہوں اور انگور وغیرہ کے بعد اُس کے کئی برس تک اُن کو مالک رکھ چھوڑے پھر بیچے تو اُس کی قیمت میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک اُس قیمت پر ایک سال پورا نہ گذرے یہ اُس صورت میں ہے کہ وہ غلہ ہبہ یا میراث سے اُس کے قبضے میں آیا ہو اور تجارت کا مال نہ ہو کیونکہ اُس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے پاس کھانا یا دانے یا اسباب ہو پھر وہ اُس کو کئی برس تک رکھ چھوڑے پھر اُس کو بیچے سونے یا چاندی کے عوض میں تو زرِ ثمن کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک ایک سال اُس پر نہ گذرے بیع کی تاریخ سے البتہ اگر یہ اجناس تجارت کے ہوں تو بیچتے وقت اس کے مالک پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر ایک سال تک اُس کو روک رکھا ہو بعد زکوٰۃ کے۔

۲۲- بابُ مَا لَا زَكٰوةَ فِيْهِ مِنَ الْفَوَاكِهِ وَالْقَضْبِ وَالْبُقُوْلِ

(جن میووں اور ساگوں اور ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اُن کا بیان)

کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس سنت میں اختلاف نہیں اور ہم نے یہی سنا اہل علم سے کہ کسی میوے میں زکوٰۃ نہیں ہے انار اور شفتالو اور انجیر میں اور جو ان کے مشابہ ہیں میووں میں سے اسی طرح زکوٰۃ نہیں ہے ساگوں اور ترکاریوں نہ اُس کی زرِ قیمت میں جب تک کہ اُس پر ایک سال نہ گذرے بیع کے روز سے اور قبض ثمن کے روز سے۔

۲۳- بابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الرَّقِيْقِ وَالْخَيْلِ وَالْعَسَلِ

(غلام لونڈی اور گھوڑوں اور شہد کی زکوٰۃ کا بیان)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ ؞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے مسلمان پر اپنے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ۔

۴۶۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَهْلَ الشَّامِ قَالُوا لِأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ خُذْ مِنْ خَيْلِنَا وَرَقِيقِنَا صَدَقَةً فَأَبَى ثُمَّ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَبَى عُمَرُ ثُمَّ كَلَّمُوهُ أَيْضًا فَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ إِنْ أَحَبُّوا فَخُذْهَا مِنْهُمْ وَارْدُدْهَا عَلَيْهِمْ وَارْزُقْ رَقِيقَهُمْ ؞

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ شام کے لوگوں نے ابوعبیدہ بن الجراحؓ سے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ لیا کرو انہوں نے انکار کیا اور حضرت عمر بن الخطاب کو لکھ بھیجا حضرت عمرؓ نے بھی انکار کیا پھر لوگوں نے دوبارہ ابوعبیدہؓ سے کہا انہوں نے حضرت عمرؓ کو لکھا حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ لوگ ان چیزوں کی زکوٰۃ دینا چاہیں تو اُسے اُن سے لے کر اُنہی کے فقیروں کو دے دے اور اُن کے غلاموں اور لونڈیوں کی خوراک میں صرف کر۔

۴۷۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي وَهُوَ بِمِنًى أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنَ الْعَسَلِ وَلَا مِنَ الْخَيْلِ صَدَقَةً ؞

ترجمہ: عبداللہ بن ابی حزمؒ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا نامہ میرے باپ کے پاس آیا جب وہ منیٰ میں تھے کہ شہد اور گھوڑے کی زکوٰۃ کچھ نہ لے۔

۴۸۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ صَدَقَةِ الْبَرَاذِينِ فَقَالَ سَعِيدٌ وَهَلْ فِي الْخَيْلِ صَدَقَةٌ ؞

ترجمہ: عبداللہ بن دینارؒ سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے سعید بن المسیب سے کہ ترکی گھوڑوں کی زکوٰۃ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہے۔

ف: یعنے گھوڑوں میں زکوٰۃ ہی نہیں ہے تو ترکی گھوڑے میں بھی نہ ہوگی۔

۲۴۔ بَابُ جِزْيَةِ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمَجُوْسِ (یہود نصاریٰ اور مجوس کے جزیہ کا بیان)

ف: یہود اور نصاریٰ کو اہلِ کتاب کہتے ہیں کیونکہ یہودیوں کے پاس توریت اور نصاریٰ کے پاس انجیل موجود ہے اور دونوں اللہ جل جلالہٗ کے کلام ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام پر اُتری تھیں اور مجوس وہ قومیں ہیں کفار کی جن کے پاس کوئی کتاب آسمانی جس کو مسلمان تسلیم کرتے ہوں نہ ہو جیسے آتش پرست اور ہندو اور بدھ اور سیہ کا فراور سکھ راجپوت وغیرہ۔

۴۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ الْبَحْرَيْنِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ فَارِسَ وَأَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَخَذَهَا مِنَ الْبَرْبَرِ ؞ (البخاری والترمذی)

ترجمہ: ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ پہنچا مجھ کو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے اور عمر بن الخطابؓ نے جزیہ لیا فارس کے مجوس سے اور عثمان بن عفانؓ نے جزیہ لیا بربر سے۔

ف: بحرین ایک مقام ہے درمیان میں بصرہ اور عمان کے نجد کے بلاد میں سے اور بربر ایک ملک ہے مغرب میں۔

۵ ۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ذَكَرَ الْمَجُوسَ فَقَالَ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي أَمْرِهِمْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سُنُّوا بِهِمْ سُنَّةَ أَهْلِ الْكِتَابِ ۔

ترجمہ: امام محمد باقرؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ذکر کیا مجوس کا اور کہا کہ میں نہیں جانتا کیا کروں اُن کے باب میں تو کہا عبدالرحمٰن بن عوف نے گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے آپ اُن سے وہ طریقہ برتو جو اہلِ کتاب سے برتتے ہو۔

ف: مگر دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ مجوس کے ہاتھ کے جانور ذبح کئے ہوئے درست نہیں ہیں دوسرے یہ کہ مجوسی عورتوں سے نکاح درست نہیں ہے اور اہلِ کتاب کے ذبیحے اور عورتیں دونوں درست ہیں اور سعید بن المسیب کے نزدیک مجوس کے بھی ذبیحے درست ہیں۔

۵۱ ۔ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا مَعَ ذٰلِكَ أَرْزَاقُ الْمُسْلِمِينَ وَضِيَافَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۔

ترجمہ: اسلم سے جو مولیٰ ہیں عمر بن الخطاب کے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے مقرر کیا جزیہ کو سونے والوں پر ہر سال میں چار دینار اور چاندی والوں پر ہر سال میں چالیس درم اور ساتھ اس کے یہ بھی تھا کہ بھوکے مسلمانوں کو کھانا کھلائیں اور جو کوئی مسلمان اُن کے یہاں آن کر اُترے تو اُس کی تین روز تک ضیافت کریں۔

۵ ۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ فِي الظَّهْرِ نَاقَةً عَمْيَاءَ فَقَالَ عُمَرُ ادْفَعْهَا إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَنْتَفِعُونَ بِهَا قَالَ فَقُلْتُ وَهِيَ عَمْيَاءُ فَقَالَ عُمَرُ يَقْطُرُونَهَا بِالْإِبِلِ قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ تَأْكُلُ مِنَ الْأَرْضِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَمِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ هِيَ أَمْ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ فَقُلْتُ بَلْ مِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ فَقَالَ عُمَرُ أَرَدْتُمْ وَاللّٰهِ أَكْلَهَا فَقُلْتُ إِنَّ عَلَيْهَا وَسْمَ نَعَمِ الْجِزْيَةِ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَنُحِرَتْ وَكَانَتْ عِنْدَهُ صِحَافٌ تِسْعٌ فَلَا تَكُونُ فَاكِهَةٌ وَلَا طُرَيْفَةٌ إِلَّا جَعَلَ مِنْهَا فِي تِلْكَ الصِّحَافِ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَكُونُ الَّذِي يَبْعَثُ بِهِ إِلَى حَفْصَةَ ابْنَتِهِ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ

ترجمہ: اسلم عدویؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر بن الخطاب سے کہ شترخانے میں ایک اندھی اونٹنی ہے تو فرمایا حضرت عمرؓ نے وہ اونٹنی کسی گھر والوں کو دے دے تاکہ وہ اس سے نفع اٹھائیں میں نے کہا وہ اندھی ہے حضرت عمرؓ نے کہا اس کو اونٹوں کی قطار میں باندھ دیں گے میں نے کہا وہ چارہ کیسے کھائے گی حضرت عمرؓ نے کہا وہ جزیے کے جانوروں میں سے ہے یا صدقے کے میں نے کہا جزیے کے حضرت عمرؓ نے کہا واللہ تم لوگوں نے اُس کے کھانے کا ارادہ کیا ہے میں نے کہا نہیں اس پر نشانی جزیہ کی موجود ہے تو حکم کیا حضرت عمرؓ نے اور وہ نحر کی گئی اور حضرت عمرؓ کے پاس نو پیالے تھے جو میوہ یا اچھی چیز آتی آپ اُن میں رکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کو بھیجا کرتے اور سب سے آخر اپنی بیٹی حفصہؓ کے پاس بھیجتے اگر وہ چیز کم ہوتی تو کمی حفصہؓ کے حصے

نُقْصَانٌ كَانَ فِي حَظِّ حَفْصَةَ قَالَ فَجَعَلَ فِي تِلْكَ الصِّحَافِ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ فَصُنِعَ فَدَعَا عَلَيْهِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ ؞

میں ہوتی تو پہلے آپ نے گوشت نو پیالوں میں کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کو روانہ کیا بعد اُس کے پکانے کا حکم کیا اور سب مہاجرین اور انصار کی دعوت کر دی۔

کہا مالک نے ہمارے نزدیک جزیہ کے جانور اُن کافروں سے لئے جائیں گے جو جانور والے ہوں جزیہ میں۔

۵۳- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ يَضَعُوا الْجِزْيَةَ عَمَّنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ حِيْنَ يُسْلِمُوْنَ ؞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھ بھیجا اپنے عاملوں کو جو لوگ جزیہ والوں میں سے مسلمان ہوں اُن کا جزیہ معاف کریں۔

۵۴- کہا مالک نے یہ سنت جاری ہے کہ جزیہ اہل کتاب کی عورتوں اور بچوں سے نہ لیا جائے گا بلکہ جوان مردوں سے لیا جائے گا کہا مالک نے ذمیوں اور مجوسیوں کی کھجور کے درختوں سے اور انگور کی بیلوں سے اور اُن کی زراعت اور مواشی سے زکوٰۃ نہ لی جائے گی اس لئے کہ زکوٰۃ مسلمانوں پر مقرر ہوئی اُن کے اموال پاک کرنے کو اور اُن کے فقیروں کے دینے کو اور جزیہ اہل کتاب پر مقرر ہوا اُن کے ذلیل کرنے کو تو جب تک وہ لوگ اپنی اُس بستی میں رہیں جہاں پر اُن سے صلح ہوئی تو سوا جزیہ کے اور کچھ اُن سے نہ لیا جائے گا مگر اس صورت میں کہ تجارت کریں مسلمانوں کے شہروں میں اور اُن میں آئیں جائیں تو اُن سے دسواں حصہ لیا جائے گا اُن اموال میں سے جو لئے پھرتے ہیں تجارت کے واسطے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اُن پر جزیہ مقرر ہوا تھا اور صلح ہوئی تھی اس امر پر کہ وہ اپنے شہر میں رہیں اور اُن کے دشمن سے اُن کی حفاظت کی جائے تو جو شخص اُن میں سے اپنے ملک سے نکل کر اور کہیں تجارت کو جائے گا اُس سے دسواں حصہ لیا جائے گا مثلاً مصر والے شام کو جائیں اور شام والے عراق کو اور عراق والے مدینہ کو یا یمن کو تو اُن سے دسواں حصہ لیا جائے اور اہل کتاب اور مجوسیوں کے مواشی اور پھلوں اور زراعت میں زکوٰۃ نہیں ہے ایسا ہی سنت جاری ہے اور اُن کافروں کو اپنے اپنے دین اور ملت پر قائم رہنے دیں گے اور اُن کے مذہب میں دخل نہ دیا جائے گا اور جو یہ کافر سال میں کئی بار دار الاسلام میں مال تجارت لے کر آئیں تو جب آئیں گے اُن سے دسواں حصہ لیا جائے اس واسطے کہ اس بات پر اُن سے صلح نہیں ہوئی تھی نہ یہ شرط ہوئی تھی کہ محصول مال تجارت کا نہ لیا جائے گا اسی طریقہ پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا۔

۲۵- بَابُ عُشُوْرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ (ذمیوں کے دسویں حصہ کا بیان)

۵۵- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ النَّبَطِ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالزَّيْتِ نِصْفَ الْعُشْرِ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَكْثُرَ الْحَمْلُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَيَأْخُذُ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ الْعُشْرَ ؞

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نبط کے کافروں سے گیہوں اور زیتون کا بیسواں حصہ لیتے تھے تاکہ مدینہ میں اُس کی آمدنی زیادہ ہو اور قطنیہ سے دسواں حصہ لیتے تھے۔

۵۶- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ عَامِلًا

ترجمہ: سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں عامل تھا

مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَلٰی سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَكُنَّا نَأْخُذُ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ ؛

عبداللہ بن عتبہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے بازار کا تو ہم لیتے تھے نبط کے کفار سے دسواں حصہ۔

۵۷۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَلٰی اَيِّ وَجْهٍ كَانَ يَأْخُذُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ مِنْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَلْزَمَهُمْ ذٰلِكَ عُمَرُ ؛

ترجمہ: امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ حضرت عمرؓ کفار نبط سے دسواں حصہ کیسے لیتے تھے تو ابن شہاب نے کہا کہ ایام جاہلیت میں اُن لوگوں سے دسواں حصہ لیا جاتا تھا حضرت عمر نے وہی قائم رکھا اُن پر۔

۲۶۔ بَابُ اِشْتِرَاءِ الصَّدَقَةِ وَالْعَوْدُ فِيْهَا

(زکوٰۃ دے کر پھر اُس کو خرید کرنے یا پھیرنے کا بیان)

۵۸۔ عَنْ: اَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ عَتِيْقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكَانَ الرَّجُلُ الَّذِيْ هُوَ عِنْدَهٗ قَدْ اَضَاعَهٗ فَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهٗ مِنْهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ بَائِعُهٗ بِرُخْصٍ قَالَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَاِنْ اَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ ؛ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: اسلم عدوی سے روایت ہے کہ سنا میں نے عمر بن الخطابؓ سے کہتے تھے میں نے ایک شخص کو عمدہ گھوڑا دے دیا خدا کی راہ میں مگر اُس شخص نے اُس کو تباہ کیا تو میں نے قصد کیا کہ پھر اُس سے خرید لوں اور میں یہ سمجھا کہ وہ سستا بیچ ڈالے گا سو پوچھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مت خرید اس کو اگرچہ وہ ایک درم کو تجھے دے دے اسلئے کہ صدقہ دے کر پھر اُس کو لینے والا ایسا ہے جیسا کتا قے کرکے پھر اُس کو کھالے۔

ف: جمہور علماء کے نزدیک یہ امر مکروہ ہے اور ظاہر اہل حدیث کے نزدیک حرام ہے۔

۵۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰی فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَرَادَ اَنْ يَبْتَاعَهٗ فَسَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ ؛ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ایک گھوڑا دیا خدا کی راہ میں پھر قصد کیا اُس کے خریدنے کا تو پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مت خرید اُس کو اور نہ پھیر صدقہ کو۔

کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص نے صدقہ دیا پھر اُس کو بکتا ہوا پایا اور کسی شخص کے پاس سوا اُس شخص کے جس کو صدقہ دیا تھا خرید کرے یا نہیں خرید نہ کرنا بہتر ہے میرے نزدیک۔

۲۷۔ بَابُ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ زَكٰوةُ الْفِطْرِ (جن لوگوں پر صدقۂ فطر واجب ہے اُن کا بیان)

۶۱۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ عَنْ غِلْمَانِهِ الَّذِيْنَ بِوَادِي

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر صدقہ فطر نکالتے اپنے غلاموں کی طرف سے جو وادی قریٰ

اَلْقُرٰی وَبِخَیْبَرَ۔ اور خیبر میں تھے ۔

ف : وادی قریٰ ایک مقام ہے قریب مدینے کے اور خیبر چار دن کی راہ پر ہے مدینہ سے شام کی طرف ۔

۶۱۔ کہا مالک نے جو بہتر سُنا ہے اس باب میں وہ یہ ہے کہ آدمی اس شخص کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے جس کا نان و نفقہ اس پر واجب ہے اور اُس پر خرچ کرنا ضروری ہے اور اپنے غلام اور مکاتب اور مدبر سب کی طرف سے صدقہ ادا کرے خواہ یہ غلام حاضر ہوں یا غائب مگر شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوں تجارت کے واسطے ہوں یا نہ ہوں اور جو اُن میں مسلمان نہ ہو اُس کی طرف سے صدقۂ فطر نہ دے کہا مالک نے اگر کسی کا غلام مفرور ہو تو اگر مالک اُس کے پتے اور نشان کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو لیکن بھاگنا اس کا قریب ہو یعنے تھوڑا عرصہ اُس کے بھاگنے پر گذرا ہو اور اُس کی زندگی اور مراجعت کی توقع ہو تو میرے نزدیک اُس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے اور جو اُس کے بھاگنے کو بہت زمانہ گذر چکا ہو اور اُس کے آنے کی پھر توقع نہ ہو تو صدقۂ فطر اس کی طرف سے نہ دے ۔ کہا مالک نے صدقۂ فطر شہر اور دیہات دونوں جگہ کے رہنے والوں پر واجب ہے اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا صدقۂ فطر کو آزاد اور غلام کے اور ہر مرد اور عورت کے مسلمانوں میں سے ۔

۲۸۔ بَابُ مَکِیْلَةِ زَکٰوةِ الْفِطْرِ (صدقہ فطر کی مقدار کا بیان)

۶۲۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَکٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَی النَّاسِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ عَلٰی کُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر مقرر کیا لوگوں پر ایک صاع کھجور کا اور ایک صاع جَو کا ہر آزاد اور ہر غلام پر مرد ہو یا عورت مسلمانوں میں سے ۔

۶۳۔ عَنْ : عِیَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ کُنَّا نُخْرِجُ زَکٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِیْبٍ وَّذٰلِکَ بِصَاعِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عیاض بن عبد اللہ نے سُنا ابو سعید خدریؓ سے ہم نکالتے تھے صدقہ فطر ایک صاع گیہوں سے یا ایک صاع جَو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع انگور خشک سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صاع سے ۔

ف : اور وہ چار مُد کا ہے اور ہر مُد ایک رطل اور تہائی رطل کا یہی مذہب ہے جمہور علماء کا اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا اور مُد دو رطل کا چاہیئے ۔

۶۴۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یُخْرِجُ فِیْ زَکٰوةِ الْفِطْرِ اِلَّا التَّمْرَ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً فَاِنَّهٗ اَخْرَجَ شَعِیْرًا ۞

ترجمہ : نافعؓ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ صدقۂ فطر میں ہمیشہ کھجور دیا کرتے تھے مگر ایک بار جَو دئے ۔

۶۵۔ کہا مالک نے جتنے کفارے اور صدقے اور زکوٰتیں ہیں وہ سب چھوٹے مُد کے حساب سے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

مُدسے ہیں مگر ظہار کا کفارہ بڑے مُد سے ہے جو ہشام بن عبد الملک کا ہے۔

۲۹۔ بابُ وَقْتِ اِرْسَالِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ (صدقۂ فطر بھیجنے کا وقت)

۶۶۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ اِلَى الَّذِيْ يُجْمَعُ عِنْدَهٗ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ ۔

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ صدقۂ فطر بھیج دیا کرتے تھے عید سے دو تین روز پہلے اُس شخص کے پاس جہاں صدقۂ فطر جمع ہوا کرتا تھا۔

۶۷۔ کہا مالکؒ نے میں نے دیکھا اہل علم کو وہ مستحب جانتے تھے صدقۂ فطر کا نکالنا جب فجر ہو عید کی قبل نماز کے۔ (بخاری مسلم)

۶۸۔ کہا مالک نے یہ امر واسع ہے چاہے قبل نماز کے جانے کے دے چاہے بعد دے۔

۳۰۔ بابُ مَنْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ زَكٰوةُ الْفِطْرِ (صدقۂ فطر جس پر واجب نہیں اُس کا بیان)

۶۹۔ کہا مالک نے اپنے غلام کے غلاموں کا اور اپنے نوکر کا اور اپنی جورو کے غلام کا صدقۂ فطر اُس شخص پر واجب نہیں ہے مگر جو اُن میں سے اُس کی خدمت کرتا ہو تو اُس کا صدقہ واجب ہوگا۔ کہا مالک نے جو غلام کافر ہوں اُن کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں جب تک مسلمان نہ ہوں تجارت کے ہوں یا نہ ہو۔ کتاب زکوٰۃ کی تمام ہوئی شکر اللہ کا۔

كِتَابُ الْحَجِّ

کتاب حج کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ بابُ الْغُسْلِ لِلْاِهْلَالِ (احرام کے لئے غسل کرنے کا بیان)

۱۔ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ بِالْبَيْدَآءِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتُهِلَّ ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے جنا محمد بن ابی بکر کو بیدا میں تو ذکر کیا ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفاس والی عورت کو اور حائضہ کو احرام حج کا باندھنا درست ہے مگر نماز نہ پڑھے۔

۲- عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَمَرَهَا أَبُو بَكْرٍ أَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ لِتُهِلَّ ٭

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس نے جنا محمد بن ابی بکر کو ذو الحلیفہ میں تو حکم کیا ان کو ابوبکرؓ نے غسل کر کے احرام باندھنے کا۔

ف: بیداء اور ذو الحلیفہ دونوں مقاموں کے نام ہیں قریب مدینہ کے اور اسماء بنت عمیس بی بی تھیں حضرت ابوبکرؓ کی۔

۳- عَنْ: نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِدُخُولِهِ مَكَّةَ وَلِوُقُوفِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ ٭

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ غسل کرتے تھے احرام کے واسطے احرام باندھنے سے پہلے اور غسل کرتے تھے مکہ میں داخل ہونے کے واسطے اور غسل کرتے تھے نویں تاریخ عرفات میں ٹھہرنے کے واسطے۔

۲- بَابُ غُسْلِ الْمُحْرِمِ (محرم کے غسل کرنے کا بیان)

ف: محرم اُس شخص کو کہتے ہیں جو احرام باندھے ہو حج کا یا عمرہ کا اور حلال اُس شخص کو جو احرام نہ باندھے ہو۔

۴- عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ لَا يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَقَالَ أَرْسَلَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ٭ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن حنین سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ اور مسور بن مخرمہ نے اختلاف کیا ابواء میں (جو ایک مقام ہے درمیان میں حرمین کے) تو کہا عبداللہ بن عباسؓ نے محرم اپنا سر دھو سکتا ہے مسور بن مخرمہ نے کہا نہیں دھو سکتا ہے کہا عبداللہ بن حنین نے بھیجا مجھ کو عبداللہ بن عباس نے ابوایوب انصاری کے پاس تو پایا میں نے اُن کو غسل کرتے ہوئے دو لکڑیوں کے بیچ میں جو کنوئیں پر لگی ہوتی ہیں اور وہ پردہ کیے ہوئے تھے ایک کپڑے کا تو سلام کیا میں نے اُن کو۔ پوچھا اُنہوں نے کون ہے یہ۔ میں نے کہا میں عبداللہ بن حنین ہوں مجھ کو بھیجا ہے عبداللہ بن عباسؓ نے تاکہ تم سے پوچھوں کس طرح غسل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ محرم ہوتے تھے تو ابوایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر سر سے کپڑا ہٹا کر جھکا یہاں تک کہ اُن کا سر مجھ کو دکھائی دینے لگا پھر کہا انہوں نے ایک آدمی سے جو پانی ڈالتا تھا اُن پر کہ پانی ڈال تو پانی ڈالا اُس نے اُن کے سر پر اور انہوں نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے ملا کر آگے لائے پھر پیچھے لے گئے اور کہا کہ ایسا ہی دیکھا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے۔

۵۔ عَنْ : عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِیَعْلَی بْنِ مُنْیَةَ وَھُوَ یَصُبُّ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَاءً وَھُوَ یَغْتَسِلُ اُصْبُبْ عَلٰی رَأْسِیْ فَقَالَ یَعْلٰی اَتُرِیْدُ اَنْ تَجْعَلَھَا بِیْ اِنْ اَمَرْتَنِیْ صَبَبْتُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُصْبُبْ فَلَنْ یَزِیْدَہُ الْمَاءُ اِلَّا شَعَثًا ؕ

ترجمہ: عطا ابن ابی رباح سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے کہا یعلٰی بن منیہ کو اور وہ پانی ڈالا کرتے جب حضرت عمر غسل کرتے تھے کہ پانی ڈال میرے سر پر یعلٰی نے کہا تم چاہتے ہو کہ گناہ مجھ پر ہو اگر تم حکم کرو تو میں ڈالوں حضرت عمرؓ نے کہا ڈال کیونکہ پانی ڈالنے سے اور کچھ نہ ہوگا مگر بال اور زیادہ پریشان ہوں گے۔

ف: حضرت عمرؓ احرام باندھے ہوئے تھے تو یعلٰی سمجھے کہ احرام میں سر دھونا منع ہے دو تہرے یہ کہ سر دھونے سے شاید جوئیں مر جائیں یا بال ٹوٹیں تو حضرت عمرؓ نے پانی ڈالنے کا حکم کیا اسلئے کہ صرف پانی ڈالنے سے جوئیں مرتی ہیں نہ بال ٹوٹتے ہیں نہ آرائش ہوتی ہے بلکہ بال اور زیادہ بکھر جاتے ہیں اور احرام میں یہی مقصود ہے کہ زیب و زینت نہ ہو صورت پریشان رہے غربت برستی ہو البتہ خطمی وغیرہ سے دھونا یا کنگھی کرنا درست نہیں کیونکہ اُس میں جوئیں مرنے اور بال ٹوٹنے کا احتمال ہے۔

۶۔ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا دَنَا مِنْ مَّکَّةَ بَاتَ بِذِیْ طُوًی بَیْنَ الثَّنِیَّتَیْنِ حَتّٰی یُصْبِحَ ثُمَّ یُصَلِّی الصُّبْحَ ثُمَّ یَدْخُلُ مِنَ الثَّنِیَّةِ الَّتِیْ بِاَعْلٰی مَکَّةَ وَلَا یَدْخُلُ اِذَا خَرَجَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا حَتّٰی یَغْتَسِلَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ اِذَا دَنَا مِنْ مَّکَّةَ بِذِیْ طُوًی وَیَاْمُرُ مَنْ مَّعَہٗ فَیَغْتَسِلُوْنَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلُوْا مَکَّةَ ؕ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: نافعؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب نزدیک نزدیک ہوتے مکہ کے ٹھہر جاتے ذی طوی میں (جو ایک موضع ہے قریب باب مکہ کے) دو گھاٹیوں کے بیچ میں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تو نماز پڑھتے صبح کی پھر داخل ہوتے مکہ میں اُس گھاٹی کی طرف سے جو مکہ کے اوپر کی جانب میں ہے اور جب حج یا عمرہ کے ارادے سے آتے تو مکہ میں داخل نہ ہوتے جب تک غسل نہ کر لیتے ذی طوی میں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہوتے اُن کو بھی غسل کا حکم کرتے قبل مکہ میں داخل ہونے کے۔

ف: جنتہ المعلٰی کی طرف سے محصب کے پہلو میں ہے۔

۷۔ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَغْسِلُ رَأْسَہٗ وَھُوَ مُحْرِمٌ اِلَّا مِنَ الْاِحْتِلَامِ ؕ

ترجمہ: نافعؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نہیں دھوتے تھے اپنے سر کو احرام کی حالت میں مگر جب احتلام ہوتا۔

ف: کیونکہ اس وقت دھونا ضروری ہے کہا مالک نے سُنا میں نے اہل علم سے کہتے تھے کچھ قباحت نہیں ہے اس میں کہ آدمی اپنا سر دھوئے خطمی اور کھلی وغیرہ سے بعد رمی کرنے جمرہ عقبہ کے قبل منڈوانے سر کے کیونکہ جب وہ رمی کر چکا جمرہ عقبہ کے تو حلال ہو گیا اُس کو مارنا جوں کا اور منڈوانا سر کا اور میل چھڑانا اور پہننا کپڑوں کا سوائے جماع کے اور جب طواف الافاضہ جس کو طواف الزیارۃ بھی کہتے ہیں کر چکا تو اب سب چیزیں درست ہو گئیں جن کا استعمال حالت احرام میں ممنوع تھا یہاں تک کہ جماع بھی درست ہو گیا۔

۳۔ بَابُ مَا یُنْهٰی عَنْهُ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ فِی الْاِحْرَامِ
(جن کپڑوں کا احرام میں پہننا ممنوع ہے اُن کا بیان)

۸۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محرم کون سے کپڑے پہنے تو فرمایا آپ نے نہ پہنو قمیص اور نہ باندھو عمامہ اور نہ پہنو پائجامہ اور نہ ٹوپی اور نہ موزہ مگر جس کو چپل نہ ملے تو وہ اپنے موزوں کو پہن لے اور اُن کو کاٹ ڈالے اس طرح کہ ٹخنے کھلے رہیں اور نہ پہنو اُن کپڑوں کو جن میں زعفران لگی ہو اور ورس۔

ف: ورس ایک گھاس ہے جو خوشبودار ہوتی ہے اور اُس میں کپڑے رنگتے ہیں۔ سائل نے یہ سوال کیا تھا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے۔ جواب میں یہ ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں کپڑے نہ پہنے اس وجہ سے کہ جن کپڑوں کا پہننا ممنوع ہے اُن کا بیان سہل ہے اس سے معلوم ہو جائے گا کہ ان کے سوا اور کپڑوں کو پہنے یہی قاعدہ بلغاء اور فصحاء کا ہے اور جن کپڑوں کا پہننا درست ہے وہ ہزاروں قسم کے کپڑے ہیں اُن کا بیان کہاں تک درست ہے کہا یحیٰی نے سوال ہوا امام مالک سے کہ یہ جو حدیث مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص تہ بند نہ پائے تو وہ پائجامہ پہن لے کیا پائجامہ پہن لینا درست ہے جب تہ بند نہ ملے تو جواب دیا امام مالک نے کہ میں نے اس حدیث کو نہیں سُنا اور میرے نزدیک محرم کو پائجامہ پہننا نہ چاہیئے اس واسطے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پائجامہ پہننے سے اور اس کو استثنا نہ کیا جیسا کہ موزوں کو استثنا کیا۔

ف: حالانکہ روایت کیا اس کو مسلم نے جابرؓ سے اور بخاری مسلم نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے پائجامہ اُس شخص کے لئے ہے جو تہ بند نہ پائے اور موزے اُس کے لئے ہیں جو نعلین نہ پائے مگر امام مالک کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور انہوں نے سُنی بھی نہ تھی اسی سے معلوم ہوا کہ مجتہد کو تمام حدیث کا پہنچنا ضروری نہیں علی الخصوص ائمہ اربعہ کو جن کے زمانے میں کتب کی تدوین بخوبی نہیں ہوئی تھی اور حدیثیں منتشر اور لوگوں کو برزبان تھیں پس جب کوئی حدیث مخالف کسی مجتہد کے قول کے ملے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اُس مجتہد کو اس حدیث کی خبر نہ تھی ورنہ خلاف اُس کے کبھی اجتہاد نہ کرتا اور حدیث پر عمل کرنا چاہیئے اور مجتہد کے قول کو بالائے طاق رکھنا چاہیئے اور یہ فائدہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

بَابُ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ فِی الْاِحْرَامِ (احرام میں رنگین کپڑے پہننے کا بیان)

۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ

ترجمہ: عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کہ محرم رنگا ہوا کپڑا زعفران

ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ﴿ اخرجہ البخاری و مسلم﴾

ہیں یا ورس میں پہنے اور فرمایا آپ نے جس کو نعلین نہ ملیں وہ موزے پہن لے مگر اُس کو ٹخنوں سے بچا کر کے کاٹ لے۔

۱۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوغُ يَا طَلْحَةُ فَقَالَ طَلْحَةُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا هُوَ مَدَرٌ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الرَّهْطُ أَئِمَّةٌ يَقْتَدِي بِكُمُ النَّاسُ فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَأَى هٰذَا الثَّوْبَ لَقَالَ إِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَدْ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُصَبَّغَةَ فِي الْإِحْرَامِ فَلَا تَلْبَسُوا أَيُّهَا الرَّهْطُ شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے انہوں نے سُنا اسلم سے جو مولیٰ تھے عمر بن الخطابؓ کے حدیث بیان کرتے تھے عبداللہ بن عمر سے کہ عمر بن الخطابؓ نے دیکھا طلحہ بن عبید اللہ کو رنگین کپڑے پہنے ہوئے احرام میں تو پوچھا حضرت عمرؓ نے کیا ہے یہ کپڑا رنگا ہوا اے طلحہ، طلحہ نے کہا اے امیرالمؤمنین یہ مٹی کا رنگ ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم لوگ پیشوا ہو لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں اگر کوئی جاہل جو اس رنگ سے واقف نہ ہو اس کپڑے کو دیکھے تو یہی کہے گا کہ طلحہ بن عبید اللہ رنگین کپڑے پہنتے تھے احرام میں تو نہ پہنو تم لوگ ان رنگین کپڑوں میں سے کچھ۔

۱۱۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَاتِ الْمُشَبَّعَاتِ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ لَيْسَ فِيهَا زَعْفَرَانٌ ۔

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکرؓ خوب گہرے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں احرام میں لیکن زعفران اُس میں نہ ہوتی تھی۔

ف: سعید بن منصور نے قاسم بن محمد سے روایت کیا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ بھی کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں احرام میں اور اسناد اس کی صحیح ہے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا احرام میں درست نہیں ہے وہ کہتے ہیں کسم بھی ایک خوشبو ہے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ اگر کسی کپڑے میں خوشبو لگی ہو پھر اس کی بو جاتی رہے تو احرام میں پہننا اُس کا درست ہے کہا ہاں جب رنگ اُس میں باقی نہ ہو زعفران کا یا ورس کا۔ ف: اگر بو جاتی رہی ہو لیکن رنگ موجود ہو تو بھی درست نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک درست ہے۔

۵۔ بَابُ لُبْسِ الْمُحْرِمِ الْمِنْطَقَةَ (محرم کو پیٹی باندھنے کا بیان)

۱۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ لُبْسَ الْمِنْطَقَةِ لِلْمُحْرِمِ ۔

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ مکروہ جانتے تھے پیٹی کا باندھنا واسطے محرم کے۔

ف: اور ایک روایت میں اُن سے جواز ثابت ہے شاید انہوں نے رجوع کیا کراہت سے۔

۱۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ فِي الْمِنْطَقَةِ يَلْبَسُهَا الْمُحْرِمُ تَحْتَ ثِيَابِهِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا جَعَلَ طَرَفَيْهَا

ترجمہ: یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب کہتے تھے کہ اگر محرم اپنے کپڑوں کے نیچے پیٹی باندھے تو کچھ قباحت نہیں ہے جب اُس کے دونوں کناروں میں تسے ہوں

جَمِیْعًا سُیُوْرًا یَعْقِدُ بَعْضَھَا اِلٰی بَعْضٍ ۔ — وہ ایک دوسرے سے باندھ دئے جاتے ہوں ۔

کہا مالک نے یہ روایت میں نے بہت اچھی سنی ہے اس باب میں ۔

۶۔ بَابُ تَخْمِیْرِ الْمُحْرِمِ وَجْھَهٗ (محرم کو اپنا منہ ڈھانپنا کیسا ہے)

۱۴۔ عَنِ الْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَیْرٍ الْحَنَفِیِّ اَنَّهٗ رَاٰی عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ یُغَطِّیْ وَجْھَهٗ وَھُوَ مُحْرِمٌ ۔

ترجمہ: فرافصہ بن عمیر حنفی سے روایت ہے انہوں نے دیکھا عثمان بن عفان کو عرج میں (ایک گاؤں کا نام ہے تین منزل پر مدینہ سے) ڈھانپتے تھے منہ اپنا احرام میں ۔

ف: گرمی کی شدت سے ابن عباس اور ابن عوف اور ابن الزبیر اور زید بن ثابت اور جابر کا یہی قول ہے کہ محرم کو منہ ڈھانپنا درست ہے اور یہی مذہب ہے شافعیؒ کا اور مالک اور ابوحنیفہ کا اور محمد بن الحسن کے نزدیک درست نہیں ہے ۔

۱۵۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ یَقُوْلُ مَا فَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّاْسِ فَلَا یُخَمِّرْهُ الْمُحْرِمُ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے ٹھوڑی کے اوپر سر میں داخل ہے محرم اس کو نہ چھپائے ۔

۱۶۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَفَّنَ ابْنَهٗ وَاقِدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِمًا وَقَالَ لَوْلَا اَنَّا حُرُمٌ لَطَیَّبْنَاهُ وَخَمَّرَ رَاْسَهٗ وَوَجْھَهٗ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کفن دیا اپنے بیٹے واقد بن عبداللہ کو اور وہ مر گئے تھے جحفہ میں احرام کی حالت میں اور کہا کہ اگر ہم احرام نہ باندھے ہوتے تو ہم اسکو خوشبو لگاتے اور ڈھانپ دیا سر اور منہ اُن کا ۔

کہا مالک نے اسواسطے کہ سب تکالیف شرعیہ زندگی تک ہیں جب آدمی مر گیا تو اُس کا عمل بھی تمام ہو گیا ۔

ف: ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کا یہی قول ہے لیکن یہ مخالف ہے اُس حدیث صحیح کے جو مروی ہے صحیحین میں ابن عباس سے کہ ایک شخص احرام کی حالت میں مر گیا اور خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا آپ نے غسل دو اُس کو اور کفن پہناؤ اُس کو اور مت ڈھانپو سر اُس کا اور نہ خوشبو لگاؤ اُس کو کیونکہ وہ قیامت کے روز لبیک کہتا ہوا اُٹھے گا ۔

۱۷۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ یَقُوْلُ لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَۃُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَیْنِ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو وہ نقاب نہ ڈالے منہ پر اور دستانے نہ پہنے ۔

ف: یعنی منہ نہ چھپائے مگر کپڑا منہ پر ڈال سکتی ہے اس طرح سے کہ کپڑا الگ رہے منہ سے نہ لگے ۔

۱۸۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّھَا قَالَتْ كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْھَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ فَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ فَلَا تُنْكِرُهٗ عَلَیْنَا ۔

ترجمہ: فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ ہم اپنے منہ ڈھانپتی تھیں احرام میں اور ہم ساتھ تھیں اسماء بنت ابی بکر صدیق کے سو انہوں نے منع نہ کیا ہم کو ۔

ف: ڈھانپنے سے مراد وہی کپڑا ڈالنا ہے ۔

فَقَالَ عُمَرُ مِمَّنْ رِيحُ هٰذَا الطِّيبِ فَقَالَ كَثِيرٌ مِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَأَرَدْتُ أَنْ لَا أَحْلِقَ فَقَالَ عُمَرُ فَاذْهَبْ إِلَى شَرَبَةٍ فَادْلُكْ رَأْسَكَ حَتَّى تُنَقِّيَهُ فَفَعَلَ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ ۔

تھے تو کہا عمرؓ نے کس میں سے یہ خوشبو آتی ہے کثیر نے کہا مجھ میں سے میں نے اپنے بال جمائے تھے کیونکہ میرا ارادہ سر منڈانے کا نہ تھا بعد احرام کھولنے کے حضرت عمرؓ نے کہا شربہ کے پاس جا اور سر کو مل کر دھو ڈال تب ایسا ہی کیا کثیر بن الصلت نے ۔

ف : احرام کے وقت اگر بالوں کے پریشان ہونے یا گرد و غبار پڑنے کا خوف ہوتا ہے یا جوؤں کے پڑنے کا تو بالوں کو گوند وغیرہ سے جما لیتے ہیں ۔ اس کو تلبید کہتے ہیں کثیر نے بھی کہا کہ میرا ارادہ سر منڈانے کا نہ تھا اسلئے بالوں کی حفاظت کی گئی کہا مالک نے شربہ اُس گڑھے کو کہتے ہیں جو کھجور کے درخت کے پاس ہوتا ہے اور اس میں پانی بھرا رہتا ہے ۔

۲۳- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَرَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ سَأَلَ سَالِمًا بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ بَعْدَ أَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ وَحَلَقَ رَأْسَهُ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ عَنِ الطِّيبِ فَنَهَاهُ سَالِمٌ وَأَرْخَصَ لَهُ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید اور عبداللہ بن ابی بکر اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک نے پوچھا سالم بن عبداللہ اور خارجہ بن زید سے کہ بعد کنکریاں مارنے کے اور سر منڈانے کے قبل طواف الافاضہ کے خوشبو لگانا کیسا ہے تو منع کیا سالم نے اور جائز رکھا خارجہ بن زید بن ثابت نے ۔

ف : ابوحنیفہؒ کا قول خارجہ کا سا ہے اور مالک کا قول سالم کا سا ہے کہا مالک نے اگر کوئی شخص ایسا تیل لگائے جس میں خوشبو نہ ہو قبل احرام کے یا قبل طواف الافاضہ کے بعد کنکریاں مارنے کے تو کچھ قباحت نہیں ہے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ محرم اُس کھانے کو کھائے جس میں زعفران پڑی ہو بشرطیکہ آگ سے پکا ہو تو درست ہے ورنہ درست نہیں ف : بلکہ حرام ہے اور اُس پر فدیہ لازم ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک کھانے میں اگر زعفران ہو تو مطلقاً درست ہے البتہ صرف زعفران کھانا درست نہیں اور صاحبین کے نزدیک درست ہے اور شافعیہ کے نزدیک مطلقاً ممنوع ہے ۔ (محلّی)

۸- بَابُ مَوَاقِيتِ الْإِهْلَالِ (احرام باندھنے کے میقاتوں کا بیان)

۲۴- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ ۔ (اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ احرام باندھیں اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے اور اہل شام جحفہ سے اور اہل نجد قرن سے کہا عبداللہ بن عمرؓ نے پہنچا مجھ کو کہ فرمایا آپ نے احرام باندھیں اہل یمن یلملم سے ۔

۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّھِلُّوْا مِنْ ذِی الْحُلَیْفَۃِ وَاَھْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَۃِ وَاَھْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اَمَّا ھٰؤُلَآءِ الثَّلٰثُ فَسَمِعْتُھُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُخْبِرْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَیُھِلُّ اَھْلُ الْیَمَنِ مِنْ یَلَمْلَمَ ؕ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کو ذوالحلیفہ سے احرام باندھنے کا اور اہل شام کو جحفہ سے اور اہل نجد کو قرن سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ان تینوں کو تو سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مجھے خبر پہنچی کہ آپ نے فرمایا احرام باندھیں اہل یمن یلملم سے۔

ف: ان مقامات سے بغیر احرام کے آگے بڑھنا حرام ہے۔ اگر ان سے آگے جا کر احرام باندھا تو دم لازم آئے گا البتہ اگر پھر میقات کو لوٹ کر وہاں سے احرام باندھے تو اکثر علماء کے نزدیک دم ساقط ہوگا۔

۲۶۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اَھَلَّ مِنَ الْفُرْعِ ؕ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے احرام باندھا فرع سے۔

ف: فرع ایک مقام ہے آگے ذوالحلیفہ سے مکہ کی طرف ابن عبدالبر نے کہا شاید اس وجہ سے ہوگا کہ پہلے اُن کا ارادہ احرام کا نہ ہوگا اس واسطے ذوالحلیفہ سے آگے بڑھ گئے جب فرع میں آئے تو قصد ہوا وہیں سے احرام باندھ لیا امام محمدؒ نے کہا کہ ذوالحلیفہ سے آگے بھی ایک میقات ہے جحفہ اسواسطے انہوں نے پیشقدمی کی مگر ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا بہتر ہے **مترجم** کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے خود یہ حدیث روایت کی ہے کہ میقات اہل مدینہ کا ذوالحلیفہ ہے پھر اُس کا خلاف کسی سبب سے ہوگا اور کسی کو درست نہیں کہ ذوالحلیفہ سے بدون احرام کے آگے بڑھے جب کہ وہ قصد رکھتا ہو مکہ میں آنے کا۔

۲۷۔ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الثِّقَۃِ عِنْدَہٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اَھَلَّ مِنْ اِیْلِیَآءَ ؕ

ترجمہ: مالکؒ نے ایک معتبر شخص سے سنا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے احرام باندھا بیت المقدس سے۔

ف: یعنے میقات سے پہلے احرام باندھ لیا یہ امر افضل ہے ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک۔

۲۸۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَھَلَّ مِنَ الْجِعْرَانَۃِ بِعُمْرَۃٍ ؕ (اخرجہ ابوداؤد والترمذی والنسائی)

ترجمہ: امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا عمرہ کا جعرانہ سے۔

ف: جعرانہ ایک مقام ہے درمیان میں طائف اور مکہ کے اُس کو لوگ اب بڑا عمرہ کہتے ہیں اور معروف جگہ عمرہ کے واسطے احرام کے تنعیم ہے جو تین میل پر ہے مکہ سے وہیں سے لوگ اب اکثر عمرہ کا احرام باندھتے ہیں اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے مسنداً محرش کعبی سے روایت کیا ہے۔

باب التَّلْبِيَةِ وَالْعَمَلِ فِي الْإِهْلَالِ (لبیک کہنے کا بیان اور احرام کی ترکیب کا بیان)

۲۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيْدُ فِيْهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک یہ تھی لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک اور عبداللہ بن عمرؓ اس میں زیادہ کرتے لبیک لبیک لبیک وسعدیک والخیر بیدیک لبیک والرغباء الیک والعمل۔

ف: معنے اس کے یہ ہیں کہ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار اے پروردگار حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت کے واسطے بار بار سارے جہاں کی تعریف اور نعمت تجھی کو ہے اور سلطنت بھی تجھی کو ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے جو زیادہ کیا اس کے یہ معنے ہیں حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار اطاعت کرتا ہوں تیری بار بار تیرے ہاتھ میں بہتری ہے حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار میری توجہ تیری طرف ہے اور میرے عمل سے مقصود تو ہی ہے اگر کہا جائے کہ ابن عمرؓ نے تلبیہ میں زیادت کس طرح کی یہ تو احداث فی الدین ہوا حالانکہ ابن عمرؓ میں بہت اتباع سنت تھا تو جواب یہ ہے کہ ابن عمرؓ شاید یہ سمجھے کہ تلبیہ کلمات ماثورہ پر مقصود نہیں ہے بلکہ اس جنس کے جو کلمات ہوں ان کے ساتھ تلبیہ جائز ہے جیسا کہ اکثر ادعیہ و اذکار کا یہی حال ہے گو اقتصار کلمات ماثورہ افضل ہے۔

۳۰۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ اَهَلَّ ۞ (اخرجہ البخاری موصولا ومسلم)

ترجمہ: عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ذو الحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں پھر جب اونٹ پر سوار ہو جاتے لبیک پکار کرتے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لبیک کہنا بعد اونٹ پر سوار ہونے کے مسنون ہے نہ کہ بعد نماز احرام کے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی اور جمہور کا اور حنفیہ کے نزدیک بعد رکعتیں احرام کے لبیک پکارنا بہتر ہے۔

۳۱۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُوْلُ بَيْدَاءُكُمْ هٰذِهِ الَّتِيْ تَكْذِبُوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: سالم بن عبداللہ نے سنا اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے کہتے تھے کہ یہ میدان ہے جس میں تم جھوٹ باندھتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ نے احرام باندھا وہاں سے حالانکہ نہیں لبیک کہی آپ نے مگر ذو الحلیفہ کی مسجد کے پاس سے۔

۳۲۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ

ترجمہ: عبید بن جریج سے روایت ہے انہوں نے کہا

بْنِ عُمَرَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَاَيْتُكَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا لَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَاَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُكَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ وَّيَتَوَضَّاُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ ؃ (اخرجه البخاري ومسلم)

عبداللہ بن عمر سے اے ابوعبدالرحمٰن میں نے تم کو چار باتیں ایسی کرتے ہوئے دیکھیں جو تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں کرتا عبداللہ بن عمر نے کہا کون سی باتیں بتاؤ اے ابن جریج انہوں نے کہا میں نے دیکھا تم کو نہیں چھوتے ہو تم طواف میں مگر رکن یمانی اور حجر اسود کو اور میں نے دیکھا تم کو کر پہنتے ہو تم جوتیاں ایسے چمڑے کی جس میں بال نہیں رہتے اور میں نے دیکھا خضاب کرتے ہو تم زرد اور میں نے دیکھا تم کو جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں اور تم نہیں باندھتے مگر آٹھویں تاریخ کو عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا ارکان کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی رکن کو چھوتے نہیں دیکھا سوائے حجر اسود اور رکن یمانی کے اور جوتیوں کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے چمڑے کی جوتیاں پہنتے دیکھا جس میں بال نہیں رہتے آپ وضو کر کے بھی اُن کو پہن لیتے تو میں بھی اُن کا پہننا پسند کرتا ہوں اور زرد رنگ کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کا خضاب کئے ہوئے دیکھا تو میں بھی اُسکو پسند کرتا ہوں اور احرام کا حال یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لبیک نہیں پکارتے تھے یہاں تک کہ اونٹ آپ کا سیدھا کھڑا ہو جانا چلنے کے واسطے۔

ف: اور یہ امر آٹھویں تاریخ کو ہوتا ہے اسی واسطے میں آٹھویں تاریخ کو احرام باندھتا ہوں۔

۳۰۔ **عَنْ** نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَرْكَبُ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ اَحْرَمَ ؃

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نماز پڑھتے ذوالحلیفہ کی مسجد میں پھر نکل کر سوار ہوتے اُس وقت احرام باندھتے۔

۳۱۔ **عَنْ** مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ اَهَلَّ مِنْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ وَاَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ اَشَارَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ ؃

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبدالملک بن مروان نے لبیک پکارا ذوالحلیفہ کی مسجد سے جب اونٹ اُن کا سیدھا ہوا چلنے کو اور ابان بن عثمان نے یہ حکم کیا تھا اُن کو۔

۱۰۔ بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْاِهْلَالِ (لبیک بلند آواز سے کہنے کا بیان)

۳۵۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِيْ اَوْ مَنْ مَّعِيَ اَنْ يَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ اَوْ بِالْاِهْلَالِ يُرِيْدُ اَحَدَهُمَا ؛ (اخرجہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ)

ترجمہ: سائب بن خلاد انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئے میرے پاس جبرئیل اور کہا کہ حکم کروں میں اپنے اصحاب کو بلند آواز سے لبیک پکارنے کا۔

۳۶۔ کہا مالک نے میں نے سُنا اہلِ علم سے کہتے تھے یہ حکم عورتوں کو نہیں ہے بلکہ عورتیں آہستہ سے لبیک کہیں اس طرح کر آپ ہی سُنیں کہا مالک نے محرم اپنی آواز کو بلند کرے جامع مسجدوں میں بلکہ اس طرح کہے کہ آپ سُنے اور پاس والا سُنے مگر مسجد منا اور مسجد الحرام میں یہاں بلند آواز سے لبیک کہے۔ کہا مالک نے میں نے سُنا اہلِ علم سے وہ مستحب جانتے تھے لبیک کہنا ہر نماز کے بعد اور ہر چڑھاؤ پر چڑھنے کے وقت۔

۱۱۔ بَابُ اِفْرَادِ الْحَجِّ (حج افراد کا بیان)

۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ؛ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اُم المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے سال تو ہم میں سے بعض لوگوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور بعضوں نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعضوں نے صرف حج کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا سو جس نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اُس نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور جس نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا یا صرف حج کا اُس نے احرام نہ کھولا دسویں تاریخ تک۔

ف: حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر جانا پھر ایام حج میں مکہ سے احرام حج کا باندھ لینا اس کو تمتع کہتے ہیں کیونکہ اس سے آدمی فائدہ اُٹھا سکتا ہے عمرہ کا احرام کھول کر اور میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ساتھ باندھنا اس کو قران کہتے ہیں اس میں آدمی عمرہ کر کے احرام باندھے ہوئے مکہ میں بیٹھا رہتا ہے حج کر کے احرام کھولتا ہے اور میقات سے صرف حج کا احرام باندھنا اس کو افراد کہتے ہیں۔

۳۸۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ ؛ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے افراد کیا حج کا۔

۳۹۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ ؛

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افراد کیا حج کا۔

کہا مالک نے میں نے سُنا اہل علم سے کہتے تھے جس شخص نے احرام باندھا حج مفرد کا پھر اُس کا جی چاہا عمرہ کا احرام باندھنے کا تو یہ جائز نہیں ہے کہا مالک نے میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا۔

۱۲۔ بَابُ الْقِرَانِ فِي الْحَجِّ (قران کا بیان)

۱۰۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ دَخَلَ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ يَنْجَعُ بَكَرَاتٍ لَهُ دَقِيْقًا وَّخَبَطًا فَقَالَ لَهُ هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَنْهٰى عَنْ اَنْ يُّقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ عَلِيٌّ وَّعَلٰى يَدَيْهِ اَثَرُ الدَّقِيْقِ وَالْخَبَطِ فَمَآ اَنْسٰى اَثَرَ الدَّقِيْقِ وَالْخَبَطِ عَلٰى ذِرَاعَيْهِ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ اَنْتَ تَنْهٰى عَنْ اَنْ يُّقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ ذٰلِكَ رَأْيِيْ فَخَرَجَ عَلِيٌّ مُغْضَبًا وَّهُوَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ مَّعًا۔

ترجمہ: امام محمد باقر سے روایت ہے کہ مقداد بن الاسودؓ آئے حضرت علیؓ کے پاس اور وہ پلا رہے تھے اپنے اونٹ کے بچوں کو گھلا ہوا آٹا اور چارہ پانی میں تو کہا مقداد نے یہ عثمان بن عفان منع کرتے ہیں قران سے درمیان حج اور عمرہ کے پس نکلے علیؓ اور اُن کے ہاتھوں میں آٹے کے نشان تھے سو میں اب تک اُس آٹے کے نشانوں کو جو اُن کے ہاتھ پر تھے نہیں بھولا اور گئے حضرت عثمان بن عفان کے پاس اور کہا کیا تم منع کرتے ہو قران سے درمیان حج اور عمرہ کے انہوں نے کہا ہاں میری رائے یہی ہے تو حضرت علی غصے سے باہر نکلے کہتے تھے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ مَّعًا۔

ف: اُن کے سامنے یہ الفاظ کہے تاکہ معلوم ہو کہ قران درست ہے اُس میں کوئی قباحت نہیں ہے نسائی اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ عثمان نے کہا میں تو منع کرتا ہوں لوگوں کو قران سے اور تم کرتے ہو حضرت علی نے جواب دیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کسی کے کہنے سے نہ چھوڑوں گا اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان نے رجوع کیا ممانعت سے کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی قران کرے تو اپنے بال نہ کترائے اور جو چیزیں احرام میں منع ہیں اُن کا استعمال نہ کرے یہاں تک کہ ہدی کو نحر کرے اگر اُس کے ساتھ ہدی ہو اور یوم النحر کو منا میں احرام کھولے۔

۱۱۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ خَرَجَ اِلَى الْحَجِّ فَمِنْ اَصْحَابِهِ مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّمِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحْلِلْ وَاَمَّا مَنْ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ۔

ترجمہ: سلیمان بن یسارؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حجۃ الوداع کے سال میں حج کرنے کو تو اُن کے بعض اصحاب نے احرام باندھا حج کا اور بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے صرف عمرہ کا سو جس شخص نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ دونوں کا اُس نے احرام نہ کھولا اور جس نے عمرہ کا صرف احرام باندھا تھا اس نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا۔

امام مالک نے سُنا بعض اہل علم سے کہتے تھے جس نے عمرہ کا احرام باندھا پھر اُس کو یہ بھلا معلوم ہوا کہ حج کا بھی احرام عمرہ کے ساتھ باندھ لے یہ جائز ہے جب تک اُس نے طواف خانہ کعبہ کا اور سعی صفا مروہ میں نہ کی ہو اور عبداللہ

بن عمر نے ایسا ہی کیا ہے جب انھوں نے کہا اگر میں روکا جاؤں گا خانہ کعبہ سے تو جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ویسا ہی میں بھی کروں گا پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حج اور عمرہ کا حال یکساں ہے تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی نیت بھی کر لی۔

ف : یعنی پہلے عبداللہ بن عمر نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اس خیال سے کہ شاید حج نصیب نہ ہوا اور خانہ کعبہ تک پہنچنا نہ ہو سکے کیونکہ اس زمانے میں وہاں فساد اور ہنگامہ تھا پھر یہ خیال کیا کہ جیسا احصار کی حالت میں عمرہ والا احرام کھول سکتا ہے ویسا ہی حج والا بھی۔ **کہا** مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حجۃ الوداع کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج کا بھی احرام باندھ لے پھر احرام نہ کھولے یہاں تک کہ حج اور عمرہ دونوں سے فارغ ہو۔

۱۳۔ بَابُ قَطْعِ التَّلْبِيَةِ (لبیک موقوف کرنے کا وقت)

۴۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: محمد بن ابی بکر نے پوچھا انسؓ بن مالک سے جب وہ دونوں صبح کو جا رہے تھے منیٰ سے عرفہ کو تم کیا کرتے تھے آج کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بولے بعض لوگ ہم میں سے آج کے روز لبیک کہتے تھے پکار کر تو کوئی منع نہ کرتا بعض لوگ تکبیر کہتے تو کوئی منع نہ کرتا۔

ف : خطابی نے کہا کہ علما نے اجماع کیا اس حدیث کے خلاف پر اور سنت کہا ہے لبیک پکارنے کو اس روز اور بعضوں نے اس حدیث پر بھی عمل کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث منافی نہیں ہے اور احادیث کی کیونکہ احتمال ہے کہ لبیک اور تکبیر دونوں کہتے ہوں آپ نے دونوں کو جائز رکھا۔

۴۳۔ عَنْ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يُلَبِّي فِي الْحَجِّ حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ ۞

ترجمہ: محمد باقرؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ لبیک کہتے تھے حج میں مگر جب زوال ہوتا آفتاب کا عرفہ کے روز تو موقوف کرتے لبیک کو۔

کہا مالک نے ہمارے شہر کے اہل علم اسی پر عمل کرتے چلے آتے ہیں۔

ف : ابن عمرؓ اور عائشہؓ اور ایک جماعت صحابہ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ لبیک کہا کرے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کرے یوم النحر کے روز اس وقت موقوف کرے کیونکہ صحیحین میں مروی ہے فضل بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے تھے یہاں تک کہ پہنچے جمرہ عقبہ کے پاس لیکن اصحاب الرائے اور سفیان ثوری اور شافعیؒ کے نزدیک اول کنکری سے لبیک موقوف کرے اور امام احمد اور اسحٰق کے نزدیک جب رمی سے فارغ ہو اس وقت موقوف کرے۔ ابن خزیمہ نے اسی حدیث کو فضل بن عباس سے اس طرح روایت کیا ہے کہ آپ لبیک کہا کرتے اور تکبیر کہا کرتے ہر کنکری مارنے پر پھر موقوف کرتے لبیک کو آخری کنکری سے ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اس میں تفسیر ہے روایت

سابق کی اور رفع ہے اسکے ابہام کا سو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ (زرقانی)

۴۴۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ تَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ اِذَا رَجَعَتْ اِلَى الْمَوْقِفِ ❊

ترجمہ: ام المومنین عائشہؓ موقوف کرتی تھیں لبیک کو جب جاتی تھیں عرفات کو۔

۴۵۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْحَجِّ اِذَا انْتَهَى اِلَى الْحَرَمِ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُلَبِّي حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى اِلَى عَرَفَةَ فَاِذَا غَدَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ وَكَانَ يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ اِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ ❊ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ موقوف کرتے تھے لبیک کہنے کو حج میں جب پہنچتے حرم میں طواف اور سعی تک پھر لبیک کہنے لگتے یہاں تک کہ صبح کو منا سے چلیں عرفہ کو سو جب عرفات کو چلتے لبیک موقوف کرتے اور عمرہ میں موقوف کرتے لبیک کو جب داخل ہوتے حرم میں۔

۴۶۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَا يُلَبِّيْ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ❊

ترجمہ: ابن شہاب کہتے تھے کہ عبداللہ بن عمرؓ طواف میں لبیک نہ کہتے تھے۔

۴۷۔ عَنْ: عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا كَانَتْ تَنْزِلُ مِنْ عَرَفَةَ بِنَمِرَةَ ثُمَّ تَحَوَّلَتْ اِلَى الْاَرَاكِ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُهِلُّ مَا كَانَتْ فِي مَنْزِلِهَا وَمَنْ كَانَ مَعَهَا فَاِذَا رَكِبَتْ فَتَوَجَّهَتْ اِلَى الْمَوْقِفِ تَرَكَتِ الْاِهْلَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَعْتَمِرُ بَعْدَ الْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ فِي ذِي الْحِجَّةِ ثُمَّ تَرَكَتْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ قَبْلَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ حَتّٰى تَاْتِيَ الْجُحْفَةَ فَتُقِيْمُ بِهَا حَتّٰى تَرَى الْهِلَالَ فَاِذَا رَاَتِ الْهِلَالَ اَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ ❊

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ جب عرفات میں آتیں تو نمرہ میں اترتیں پھر اراک میں اترنے لگیں اور عائشہؓ اپنے مکان میں جب تک ہوتیں تو بھی اور ان کے ساتھی لبیک کہا کرتے جب سوار ہوتیں تو لبیک کہنا موقوف کرتیں اور عائشہؓ بعد حج کے عمرہ ادا کرتیں مکہ سے احرام باندھ کر ذالحجہ میں پھر یہ چھوڑ دیا اور محرم کے چاند سے پہلے جحفہ میں آکر ٹھہرتیں جب چاند ہوتا تو عمرہ کا احرام باندھتیں۔

ف: اسواسطے کہ عمرہ سوائے حج کے مہینوں کے اور دنوں میں کرنا اولیٰ ہے نمرہ ایک مقام کا نام ہے عرفات کے قرب میں اور اراک بھی ایک موضع ہے عرفات میں۔

۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ غَدَا يَوْمَ عَرَفَةَ مِنْ مِنًى فَسَمِعَ التَّكْبِيْرَ عَالِيًا فَبَعَثَ الْحَرَسَ يَصِيْحُوْنَ فِي النَّاسِ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهَا التَّلْبِيَةُ ❊

ترجمہ: یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ صبح کو چلے نویں تاریخ کو منیٰ سے عرفہ کو تو بلند آواز سے تکبیر سنی انہوں نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر کہلوایا کہ اے لوگو یہ وقت لبیک کہنے کا ہے۔

۱۴- بَابُ إِهْلَالِ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ بِهَا مِنْ غَيْرِهِمْ

(اہلِ مکہ کے احرام کا اور جو لوگ مکہ میں ہوں اور ملک والے اُن کے بھی احرام کا بیان)

۴۹- عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ يَأْتُونَ شُعْثًا وَأَنْتُمْ مُدَّهِنُونَ أَهِلُّوا إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ ؞

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے کہا اے مکہ والو، لوگ تو بال بکھرے ہوئے پریشان یہاں آتے ہیں اور تم تیل لگائے ہوتے ہو جب چاند دیکھو ذی الحجہ کا تو تم بھی احرام باندھ لیا کرو۔

ف: کیونکہ پہلے سے احرام باندھ لینا افضل ہے لیکن عبداللہ بن عمر احرام نہ باندھتے جب تک آٹھویں تاریخ نہ آتی اب بھی رواج ہے کہ مکہ والے اور جو لوگ مکہ میں اور ملکوں کے ہوتے ہیں وہ آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھتے ہیں۔

۵۰- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَامَ بِمَكَّةَ تِسْعَ سِنِينَ يُهِلُّ بِالْحَجِّ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ؞

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن الزبیر نو برس مکے میں رہے جب چاند دیکھتے ذی الحجہ کا تو احرام باندھ لیتے اور عروہ بن الزبیر بھی ایسا ہی کرتے۔

۵۱- کہا مالک نے جو لوگ مکہ کے رہنے والے ہیں یا مکہ میں پہلے سے مقیم ہیں مگر وہاں کے باشندے نہیں تو وہ حرم سے احرام باندھیں۔ کہا مالک نے جو شخص مکہ سے احرام حج کا باندھے تو وہ طواف اور سعی نہ کرے جب تک منا سے نہ لوٹے اور ایسا ہی عبداللہ بن عمرؓ نے کیا تھا کہا یحییٰ نے جو لوگ اور ملک کے رہنے والے ہیں انھوں نے اگر احرام حج کا مکہ سے باندھا تو وہ فرض طواف (طواف الزیارۃ) کی تاخیر کریں اور وہ طواف ہے جس کے بعد سعی ہوتی ہے صفا اور مروہ کے درمیان میں اور نفل طواف جتنا چاہے کیا کرے لیکن ہر طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرے اور ایسا ہی کیا ہے اُن صحابہ نے احرام حج کا مکہ سے باندھا سو انھوں نے تاخیر کی طواف اور سعی کی یہاں تک کہ لوٹے منا سے اور ایسا ہی کیا عبداللہ بن عمرؓ نے وہ بھی ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر احرام باندھتے تھے حج کا مکہ سے اور تاخیر کرتے طواف اور سعی کی منا سے لوٹنے تک کہا مالک نے مکہ والے کو عمرہ کا احرام باندھنا حرم سے درست نہیں ہے بلکہ حل سے احرام باندھنا ضروری ہے۔

۱۵- بَابُ مَا لَا يُوجِبُ الْإِحْرَامَ مِنْ تَقْلِيدِ الْهَدْيِ

(ہدی کے جانور کے گلے میں کچھ لٹکانے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا)

ف: ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو کہ مکہ میں روانہ کیا جائے قربانی کے واسطے اور تقلید کہتے ہیں اُس جانور کے گلے میں جوتی وغیرہ کوئی اور چیز لٹکانے کو جس سے نشانیات معلوم ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے۔

۵۲- عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ زِيَادَ بْنَ

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زیاد بن

أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتَّى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِهَدْيِي فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ أَوْ مُرِي صَاحِبَ الْهَدْيِ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ ؛

ابی سفیان نے لکھا اُم المومنین عائشہؓ کو عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں جو شخص ہدی روانہ کرے تو اُس پر حرام ہوگئیں وہ چیزیں جو حرام ہیں محرم پر یہاں تک کہ ذبح کی جائے ہدی سو میں نے ایک ہدی تمہارے پاس روانہ کی ہے تم مجھے لکھ بھیجو اپنا فتویٰ یا جو شخص ہدی لے کر آتا ہے اُس کے ہاتھ کہلا بھیجو۔ عمرۃؓ نے کہا عائشہؓ بولیں ابن عباسؓ جو کہتے ہیں ویسا نہیں ہے میں نے خود اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے ہار بٹے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لٹکائی اور اس کو روانہ کیا میرے باپ کیساتھ سو آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی اُن چیزوں میں سے جن کو حلال کیا تھا اللہ نے ان کیلئے یہاں تک کہ ذبح ہوگئی ہدی۔

ف: تو صرف ہدی روانہ کرنے سے محرم نہیں ہوتا بلکہ اگر خود اُس کے ساتھ ہوجائے تو محرم ہوجاتا ہے یہی قول ہے ابوحنیفہؒ اور محمدؒ اور اکثر علماء کا۔

۵۳- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الَّذِي يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ وَيُقِيمُ هَلْ يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ لَا يَحْرُمُ إِلَّا مَنْ أَهَلَّ وَلَبَّى ؛

ترجمہ: یحییٰؒ بن سعیدؒ سے روایت ہے انہوں نے پوچھا عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے کہ جو شخص ہدی روانہ کرے مگر خود نہ جائے کیا اُس پر کچھ لازم ہوتا ہے وہ بولیں میں نے سُنا عائشہؓ سے کہتی تھیں محرم نہیں ہوتا مگر جو شخص احرام باندھے اور لبیک کہے۔

۵۴- عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا مُتَجَرِّدًا بِالْعِرَاقِ فَسَأَلَ النَّاسَ عَنْهُ فَقَالُوا أَمَرَ بِهَدْيِهِ أَنْ يُقَلَّدَ فَلِذٰلِكَ تَجَرَّدَ قَالَ رَبِيعَةُ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ بِدْعَةٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ؛

ترجمہ: ربیعہ بن عبد اللہ نے دیکھا ایک شخص کو عراق میں کپڑے اتارے ہوئے (وہ ابن عباس تھے) تو پوچھا لوگوں سے اس کا سبب لوگوں نے کہا اُس نے حکم کیا ہے اپنی ہدی کی تقلید کا سو اس لئے سیے ہوئے کپڑے اتار ڈالے ربیعہ نے کہا میں نے ملاقات کی عبد اللہ بن الزبیر سے اور یہ قصہ بیان کیا اُنھوں نے کہا قسم کعبے کے رب کی یہ امر بدعت ہے۔

۵۵- کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص ہدی لے کر آپ نکلا سو اُس نے اشعار کیا۔ اور تقلید کی ذو الحلیفہ میں لیکن احرام نہ باندھا یہاں تک کہ آگیا جحفہ میں تو جواب دیا امام مالک نے کہ میرے نزدیک یہ اچھا نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اُس نے خطا کی بلکہ اُس کو چاہئے کہ اشعار اور تقلید احرام کے ساتھ کرے البتہ جو شخص ہدی کے ساتھ جانے کا قصد نہیں رکھتا وہ بدوں احرام کے ہدی روانہ کرے اور آپ اپنے گھر بیٹھا رہے۔

ف: اشعار کہتے ہیں اونٹ کے کوہان کو چیر دینے کو داہنی طرف یا بائیں طرف سے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ جانور ہدی کا ہے۔ یہ فعل سنت ہے اور ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ ابوحنیفہ نے اس کو مکروہ جانا کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ہدی کو بدون احرام کے لے کر چل سکتا ہے بولے ہاں کچھ قباحت نہیں (مگر جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھ لے بلا احرام کے آگے نہ بڑھے) کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ کوئی شخص تقلید کرے اپنی ہدی کی مگر اس کا قصد نہ ہو حج یا عمرہ کا تو وہ محرم ہوگا یا نہیں مالک نے جواب دیا کہ ہم اس مسئلہ میں ام المؤمنین عائشہؓ کے قول کو لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی روانہ کی اور آپ ٹھہرے سو آپ پر کوئی چیز حرام نہیں ہوئی حلال چیزوں میں سے یہانتک کہ ہدی ذبح ہوگئی۔

۱۶۔ بَابُ مَا تَفْعَلُ الْحَائِضُ فِي الْحَجِّ (جس عورت کو حج میں حیض آجائے اس کا بیان)

۵۶۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْمَرْاَةُ الْحَائِضُ الَّتِيْ تُهِلُّ بِالْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اِنَّهَا تُهِلُّ بِحَجِّهَا اَوْ عُمْرَتِهَا اِذَا اَرَادَتْ وَ لٰكِنْ لَّا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ وَهِيَ تَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَعَ النَّاسِ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ وَلَا تَقْرَبُ الْمَسْجِدَ حَتّٰى تَطْهُرَ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو حج یا عمرہ کا پھر اس حیض تو وہ لبیک کہا کرے جب اس کا جی چاہے اور طواف نہ کرے اور سعی نہ کرے صفا مروہ کے درمیان میں باقی سب ارکان ادا کرے لوگوں کے ساتھ فقط طواف اور سعی نہ کرے اور مسجد میں نہ جائے جب تک کہ پاک نہ ہو۔

ف: اصل طواف ممنوع ہے کیونکہ اُس میں مسجد جانا ہوتا ہے اور سعی ممنوع نہیں ہے اسلئے کہ سعی کے واسطے طہارت شرط نہیں ہے مگر حائض سعی اسواسطے نہ کرے کہ طواف پر مقدم کرنا سعی کا درست نہیں۔

۱۷۔ بَابُ الْعُمْرَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ (حج کے مہینوں میں عمرہ کرنیکا بیان)

۵۷۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ ثَلَاثًا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ وَ عَامَ الْقَضِيَّةِ وَعَامَ الْجِعِرَّانَةِ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے ادا کئے ایک حدیبیہ کے سال اور ایک عمرہ قضا کے اور ایک عمرہ جعرانہ کے سال۔

۵۸۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْتَمِرْ اِلَّا ثَلَاثًا اِحْدَاهُنَّ فِيْ شَوَّالٍ وَاثْنَتَيْنِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں عمرہ کیا مگر تین بار ایک شوال میں اور دو ذیقعدہ میں۔

۵۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ اَعْتَمِرُ قَبْلَ اَنْ اَحُجَّ فَقَالَ سَعِيْدٌ نَعَمْ قَدِ اعْتَمَرَ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا سعید بن المسیب سے کہ میں عمرہ کروں قبل حج کے انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ ۔

علیہ وسلم نے عمرہ کیا قبل حج کے ۔

عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ اسْتَاْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنْ يَّعْتَمِرَ فِيْ شَوَّالٍ فَاَذِنَ لَهٗ فَاعْتَمَرَ ثُمَّ قَفَلَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَلَمْ يَحُجَّ ۔ (اخرجہ البخاری موصولا عن ابن عمر)

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ عمر بن ابی سلمہ نے اجازت مانگی حضرت عمرؓ سے عمرہ کرنے کی شوال میں تو اجازت دی آپ نے تو وہ عمرہ کر کے لوٹ آئے اپنے گھر کو اور حج نہ کیا۔

ف: حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ایام جاہلیت میں لوگ بُرا سمجھتے تھے یہ بات لغو ٹھہری ابن حبان نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا ذی الحجہ میں تا کہ مشرکین کی مخالفت ہو۔

۱۸۔ بَابُ قَطْعِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ (عمرہ میں لبیک کب موقوف کرے)

۶۰۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ اِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیرؓ لبیک موقوف کرتے تھے عمرہ میں جب داخل ہو جاتے حرم میں۔

کہا مالک نے جو شخص احرام باندھے عمرہ کا احرام تنعیم سے باندھے وہ لبیک موقوف نہ کرے جب تک کہ خانہ کعبہ نہ دیکھے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ جو شخص احرام باندھے عمرہ کا میقات سے اور وہ مدینہ یا کسی اور شہر کا رہنے والا ہے تو لبیک کب موقوف کرے۔ مالک نے جواب دیا کہ جو شخص میقات سے احرام باندھے وہ زمین حرم میں داخل ہوتے ہی لبیک موقوف کر دے اور مجھے عبداللہ بن عمر سے ایسا ہی پہنچا وہ ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ (تمتع کا بیان)

۶۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ عَامَ حَجَّ مُعٰوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ جَهِلَ اَمْرَ اللّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اَخِيْ فَقَالَ الضَّحَّاكُ فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهٗ ۔ (اخرجہ البخاری عن ابی موسیٰ ومسلم)

ترجمہ: محمد بن عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے انہوں نے سُنا سعد بن ابی وقاص اور ضحاک بن قیس سے جس سال معاویہ بن ابی سفیان نے حج کیا ہے اور وہ دونوں ذکر کر رہے تھے تمتع کا تو ضحاک بن قیس نے کہا کہ تمتع وہی کرے گا جو خدا کے احکام سے ناواقف ہو سعد نے کہا بُری بات کہی تم نے اے بھتیجے میرے۔ ضحاک نے کہا کہ عمر بن الخطابؓ نے منع کیا تمتع سے سعد نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کیا۔

ف: بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے تمتع کو مکروہ جانا اس سبب سے کہ حج کے قرب میں آدمی کا لذت اٹھانا عورتوں سے اور زینت کرنا بُرا سمجھا اور بعضوں نے کہا کہ مراد حضرت عمرؓ کی تمتع سے یہ تھی کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ سے بدل دے

اور بعضوں نے کہا مراد اشہر حج میں عمرہ کرنا ہے بہر حال اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اگر تمتع سے یہی تمتع عرفی مراد ہو یعنے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا اور مکہ میں ٹھہرے رہنا پھر آٹھویں تاریخ مکہ سے احرام حج کا باندھنا اور دلیل اس امر کی مراد تمتع سے یہی تمتع عرفی تھا نہ کہ فسخ حج وہ ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ عمرؓ نے کہا میں نے جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب نے تمتع کیا ہے اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے یہی تمتع عرفی کیا تھا پس حضرت عمرؓ نے جو اس سے منع کیا اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ناسخ سنا ہوگا جیسے متعۂ نساء کو منع کیا اسلئے کہ اس کی علت منسوخ ہوگئی تھی واللہ اعلم۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عمرؓ کی ممانعت کا خیال نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا ہے تو معلوم ہوا کہ جس فعل کا جواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا اور کوئی مجتہد یا شیخ یا عالم کیسے ہی بڑے درجے کا ہو اُس کو منع کرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت ثابت ہو اور وہ جائز رکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کرنی چاہیئے اور اُس مولوی یا مشائخ یا مجتہد کے کلام کو ترک کرنا چاہیئے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا سے معصوم تھے اور وہ خطا سے معصوم نہیں ہے۔ اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیئے۔

۲۶۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ وَ اللّٰهِ لَاَنْ اَعْتَمِرَ قَبْلَ الْحَجِّ وَ اُهْدِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَعْتَمِرَ بَعْدَ الْحَجِّ فِيْ ذِي الْحَجَّةِ ؛

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے قسم خدا کی مجھ کو قبل حج کے عمرہ کرنا اور ہدی لے جانا بہتر معلوم ہوتا ہے اس بات سے کہ عمرہ کروں بعد حج کے ذی الحجہ میں۔

۲۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنِ اعْتَمَرَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ فِيْ شَوَّالٍ اَوْ ذِي الْقَعْدَةِ اَوْ ذِي الْحِجَّةِ قَبْلَ الْحَجِّ ثُمَّ اَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ اِنْ حَجَّ وَعَلَيْهِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ ؛

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے جس شخص نے عمرہ کیا حج کے مہینوں میں شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں قبل حج کے پھر ٹھہرا رہا مکہ میں یہاں تک کہ پالیا اُس نے حج کو اُس نے تمتع کیا اگر حج کرے اور اُس پر ہدی لازم ہے جیسے میسر ہو اگر ہدی نہ میسر ہو تو تین روزے حج میں رکھے اور سات روزے جب حج سے لوٹے تو رکھے۔

۲۴۔ کہا مالک نے یہ جب ہے کہ عمرہ کر کے مکہ میں ٹھہرا رہے حج تک پھر حج کرے کہا مالک نے ایک شخص مکہ کا باشندہ تھا اب وہ کہیں اور جا کر رہا پھر اشہر حج میں عمرہ کرنے آیا اور عمرہ کر کے وہاں ٹھہرا رہا پھر حج کیا تو وہ متمتع ہوگا اور اُس پر ہدی واجب ہے اگر ہدی نہ مل سکے تو روزے رکھے اور اُس کا حکم مکہ والوں کا سا نہ ہوگا۔

ف: کیونکہ مکہ والوں کو تمتع جائز نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہ تمتع اُس کو درست ہے جس کا گھر بار مسجد الحرام میں نہ ہو کہا مالک نے ایک شخص اور ملک والا عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں مکہ آیا اور اُس کی نیت مکہ میں رہنے کی ہے تا کہ حج بھی کرے کیا وہ متمتع ہے بولے ہاں وہ متمتع ہے اہل مکہ کے مثل نہیں ہو سکتا اگرچہ اُس نے مکہ میں اقامت کی نیت کی کیونکہ وہ جب مکہ میں آیا تھا تو وہ وہاں کا رہنے والا نہ تھا پس اُس پر ہدی یا روزے واجب ہوں گے اور اُس شخص نے جو مکہ میں رہنے کا ارادہ کیا ہے تو اُس کا حال معلوم نہیں کہ آئندہ کیا امر پیدا ہو

اس لئے وہ اہل مکہ میں سے نہیں ہو سکتا۔

۶۵۔ عَنْ: یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ مَنِ اعْتَمَرَ فِیْ شَوَّالٍ اَوْ ذِی الْقَعْدَۃِ اَوْ ذِی الْحِجَّۃِ ثُمَّ اَقَامَ بِمَکَّۃَ حَتّٰی یُدْرِکَہُ الْحَجُّ فَھُوَ مُتَمَتِّعٌ اِنْ حَجَّ وَعَلَیْہِ مَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَۃٍ اِذَا رَجَعَ ؏

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعید بن المسیب سے کہتے تھے جس نے عمرہ کیا شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں پھر مکہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ حج پایا تو وہ متمتع ہے اگر حج کرے اُس پر ہدی لازم ہوگی اگر میسر ہے ورنہ تین روزے حج میں اور سات جب لوٹے رکھنے ہوں گے۔

۲۰۔ بَابُ مَا لَا یَجِبُ فِیْہِ التَّمَتُّعُ (جس صورت میں آدمی متمتع نہ ہو اُس کا بیان)

۶۶۔ کہا مالک نے جس شخص نے عمرہ کیا شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں پھر لوٹ آیا اپنے ملک کو پھر حج کیا اُسی سال جا کر تو اس پر ہدی لازم نہ ہوگی کیونکہ وہ متمتع نہیں ہے بلکہ ہدی اُسی پر لازم ہے جو حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مکہ میں ٹھہرا رہے حج تک پھر حج کرے کہا مالک نے جو شخص اور ملک میں سے آن کر مکہ میں رہنے لگا اُس نے پھر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا بعد اس کے حج کیا اور وہ متمتع نہ ہوگا نہ اس پر ہدی ہے نہ روزے ہیں بلکہ وہ اہل مکہ کی مانند ہے جب کہ وہاں کا رہنا اُس نے اختیار کیا۔

۶۷۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص مکہ کا باشندہ جہاد کے واسطے یا اور کسی کام کو سفر میں گیا پھر لوٹ کر مکہ میں آیا اور اس کی نیت وہیں رہنے کی ہے خواہ اُسکے گھر والے وہاں ہوں یا نہ ہوں اور وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں گیا ہے پھر اُس نے بعد عمرہ کے وہیں حج بھی کیا برابر ہے کہ اُس نے عمرہ کا احرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میقات سے باندھا ہو یا اور کسی میقات سے تو وہ متمتع ہے یا نہیں امام مالک نے جواب دیا کہ وہ متمتع نہیں ہے اور اُس پر ہدی یا روزے واجب نہیں۔ کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَھْلُہٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

ف: یعنی یہ تمتع اُس کو درست ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔

۲۱۔ بَابُ جَامِعِ مَا جَآءَ فِی الْعُمْرَۃِ (عمرہ کی متفرق حدیثوں کا بیان)

۶۸۔ عَنْ: اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَۃُ اِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِّمَا بَیْنَھُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ ؏ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے اُن گناہوں کا جو اُن دونوں کے بیچ میں ہوں اور حج مبرور کا کوئی بدلہ نہیں ہے سوائے جنت کے۔

ف: ابن عبد البر نے کہا حج مبرور وہ ہے جس میں ریا اور فریب اور فسق و فجور اور فحش باتیں نہ ہوں اور حلال مال سے کیا جائے اور بعضوں نے کہا حج مبرور حج مقبول کو کہتے ہیں علامت اُس کی یہ ہے کہ حج کے وہ آدمی پہلے سے بہتر ہو جائیں اور پھر گناہوں میں نہ پھنسیں۔

۶۹۔ عَنْ: اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ جَآءَتِ

ترجمہ: ابوبکر بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہتے تھے ایک

امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي كُنْتُ تَجَهَّزْتُ لِلْحَجِّ فَاعْتُرِضَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ كَحَجَّةٍ ۞ (رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا میں نے تیاری کی تھی حج کی پھر کوئی عارضہ مجھ کو ہو گیا تو حج ادا نہ کر سکی آپ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ ایک عمرہ رمضان میں ایک حج کے برابر ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ افْصِلُوا بَيْنَ حَجِّكُمْ وَعُمْرَتِكُمْ فَإِنَّ ذٰلِكُمْ أَتَمُّ لِحَجِّ أَحَدِكُمْ وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِهِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ ۞

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے جدائی کرو حج اور عمرہ میں تاکہ حج بھی پورا ادا ہو اور عمرہ بھی پورا ادا ہو اور وہ اس طرح کہ حج کے مہینوں میں نہ کرے بلکہ اور دنوں میں کرے۔

ف: حج کے تین مہینے ہیں شوال ذیقعدہ ذی الحجہ۔

۱۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ إِذَا اعْتَمَرَ رُبَّمَا لَمْ يَحْطُطْ عَنْ رَاحِلَتِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان بن عفانؓ جب عمرہ کرتے تو کبھی اپنے اونٹ سے نہ اترتے یہاں تک کہ لوٹ آتے مدینہ کو۔

ف: اسواسطے کہ اُن کے نزدیک تمتع منع تھا یا یہ کہ امور خلافت کی وجہ سے مکہ میں ٹھہرنے کی مہلت نہ تھی۔ (زرقانی)

۱۲۔ کہا مالک نے عمرہ سنت ہے اور ہم نے کسی مسلمان کو نہیں دیکھا جو اس کے ترک کی اجازت دیتا ہو۔ ف: ابو حنیفہؒ کا بھی یہی قول اور شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک عمرہ واجب ہے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک کسی کو درست نہیں ہے کہ ایک سال میں کئی بار عمرہ کرے۔ ف: اور جمہور علماء کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں سال میں جتنی بار چاہے عمرہ کرے ابن عبد البر نے کہا کہ جس شخص نے کہا کہ جس شخص نے عمرہ ایک سال میں کئی بار مکروہ کہا ہے اُس کی کوئی دلیل میں کتاب اور سنت سے نہیں پاتا کہا مالک نے اگر کسی شخص نے عمرہ کے احرام میں جماع کیا اپنی عورت سے تو اُس پر ہدی لازم ہے اور اُس عمرہ کی قضا واجب ہے اور جو عمرہ جماع سے فاسد ہوا ہے اُس کو پورا کر کے فوراً قضا شروع کرے اور عمرہ قضا کا احرام وہیں سے باندھے جہاں سے اُس عمرہ کا باندھا تھا جس کو فاسد کر دیا البتہ جس صورت میں کہ اُس عمرہ کا احرام میقات سے پہلے باندھا تھا تو اُس کا احرام میقات سے باندھنا کافی ہے کہا مالک نے جو شخص مکہ میں داخل ہو عمرہ کا احرام باندھ کر اور اُس نے طواف کیا اور سعی کی صفا مروہ میں جنابت سے یا بے وضو پھر جماع کیا اپنی عورت سے بھول کر پھر یاد آیا تو وہ غسل یا وضو کر کے دوبارہ طواف اور سعی کرے اور دوسرا عمرہ قضا کرے اور ہدی دے اور اگر عورت بھی احرام باندھے تھی تو اُس کا حکم بھی مثل مرد کے ہے۔

۱۳۔ کہا مالک نے تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے لیکن جس کا جی چاہے حرم سے باہر جا کر عمرہ کا احرام باندھ لے یہ کافی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اُس میقات سے عمرہ کا احرام باندھے جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے اور وہ دُور ہے تنعیم سے۔

ف: جیسے جعرانہ اور حدیبیہ۔

۲۲- بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ (محرم کے نکاح کا بیان)

۷۴- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا رَافِعٍ مَوْلَاهُ وَرَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَزَوَّجَاهُ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ ؛

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولی ابو رافع اور ایک شخص انصاری کو بھیجا اُن دونوں نے نکاح کر دیا اُن کا میمونہ بنتِ حارث سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے قبل نکلنے کے۔

ف: تو نکاح کیا اُن سے حالت احلال میں نہ احرام میں ترمذی اور ابو خزیمہ نے ابو رافع سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا اور وہ حلال تھے اور زفاف کیا اُن سے اور آپ حلال تھے اور میں ان دونوں میں سفیر تھا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ حالت احلال میں نکاح ہونے کی روایت متواتر ہے ابو رافع اور سلیمان بن یسار اور یزید بن الاصم نے ایسا ہی روایت کیا لیکن ابن عباسؓ نے روایت کیا کہ نکاح کیا آپ نے میمونہ سے حالت احرام میں سعید بن المسیب نے کہا کہ یہ وہم ہے ابن عباسؓ سے اگرچہ میمونہ اُن کی خالہ تھیں۔

۷۵- عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَخِيْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَرْسَلَ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَاَبَانُ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْحَاجِّ وَهُمَا مُحْرِمَانِ اِنِّيْ قَدْ اَرَدْتُّ اَنْ اُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ ابْنَةَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ فَاَرَدْتُّ اَنْ تَحْضُرَ ذٰلِكَ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ اَبَانُ وَقَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ ؛ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: نُبَیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے بھیجا اُن کو ابان بن عثمان کے پاس اور ابان اُن دنوں میں امیر تھے حاجیوں کے اور دونوں احرام باندھے ہوئے تھے کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ نکاح کروں طلحہ بن عمر کا شیبہ بن جبیر کی بیٹی سے سو تم بھی آؤ ابان نے اس پر انکار کیا اور کہا کہ سنا میں نے عثمان بن عفانؓ سے انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے آپ نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ غیر کا اور نہ پیام بھیجے نکاح کا۔

۷۶- عَنْ اَبِيْ غَطَفَانَ بْنِ طَرِيْفٍ الْمُرِّيِّ اَنَّ اَبَاهُ طَرِيْفًا تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَّهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِكَاحَهُ ؛

ترجمہ: ابو غطفان بن طریف سے روایت ہے کہ اُن کے باپ طریف نے نکاح کیا ایک عورت سے احرام میں تو باطل کر دیا اُس کو حضرت عمرؓ نے۔

۷۷- عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى نَفْسِهِ وَلَا عَلٰى غَيْرِهٖ ؛

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے نہ نکاح کرے محرم اور نہ پیام بھیجے اپنا اور نہ غیر کا۔

۷۸- عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلُوْا

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن المسیب اور سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا محرم کے

عَنْ نِکَاحِ الْمُحْرِمِ فَقَالُوْا لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ ‏۞

نکاح کا تو اُن سبھوں نے کہا کہ محرم نہ نکاح کرے اپنا نہ پرایا۔

کہا مالک نے محرم اپنی عورت سے رجعت کرسکتا ہے اگر چاہے جب وہ عورت عدت میں ہو۔

۲۳۔ بَابُ حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ (محرم کو پچھنے لگانے کا بیان)

۷۹۔ عَنْ : سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوْقَ رَاْسِهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِلَحْيِيْ جَمَلٍ مَوْضِعٍ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ ‏۞

ترجمہ : سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے احرام میں اپنے سر پر لحیی جمل میں جو ایک مقام ہے مکّہ کی راہ میں۔

۸۰۔ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ اِلَّا اَنْ يَضْطَرَّ اِلَيْهِ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ ‏۞

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے محرم پچھنے نہ لگائے مگر جب لاچار ہو کسی ضرورت سے (تو لگا سکتا ہے)

مالک نے بھی ایسا ہی کہا کہ محرم صرف ضرورت کے وقت پچھنے لگا سکتا ہے۔

۲۴۔ بَابُ مَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ

(جس شکار کا محرم کو کھانا درست ہے اُس کا بیان)

ف : محرم کو شکار کرنا خشکی کا ممنوع ہے اسی طرح شکار کو بتانا یا اُس کے قتل میں اعانت کرنا فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا حرام ہے تم پر شکار کرنا خشکی کا جب تک تم احرام باندھے ہو اور فرمایا وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ مت مارو شکار کو جب تک تم احرام باندھے ہو لیکن دریا کا شکار کرنا درست ہے۔

۸۱۔ عَنْ : اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهِ فَسَاَلَ اَصْحَابَهُ اَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهُ فَاَبَوْا عَلَيْهِ فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهُ فَاَبَوْا فَاَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ

ترجمہ : ابوقتادہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سو ایک راستے میں مکہ کے پیچھے رہ گئے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے تھے لیکن ابوقتادہ احرام نہیں باندھے تھے انہوں نے ایک گورخر دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ساتھیوں سے کوڑا مانگا اُنھوں نے انکار کیا پھر برچھا مانگا اُنھوں نے انکار کیا آخر انہوں نے خود برچھا لے کر حملہ کیا گورخر پر اور قتل کیا اُس کو، اور بعض صحابہ نے وہ گوشت کھایا اور بعضوں نے انکار کیا جب رسول اللہ

فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا وہ ایک کھانا تھا جو کھلایا تم کو اللہ جل جلالہ نے ۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو اُس شکار کا گوشت کھانا درست ہے جس میں اس نے شرکت اور اعانت نہ کی ہو ورنہ حرام ہوگا ۔

۸۲ عَنْ : هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ كَانَ يَتَزَوَّدُ صَفِيْفَ الظِّبَاءِ فِي الْاِحْرَامِ قَالَ مَالِكٌ وَالصَّفِيْفُ الْقَدِيْدُ ۔

ترجمہ : عروہ بن الزبیرؓ سے روایت ہے کہ زبیر بن العوامؓ ناشتہ کرتے تھے ہرن کے بھُونے ہوئے گوشت کا جس کو قدید کہتے ہیں ۔

ف : قدید اُس گوشت کو کہتے ہیں جو نمک لگا کر دھوپ میں خشک کیا جائے یا آگ پر ۔ (زرقانی)

۸۳ عَنْ : عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عطاء بن یسار نے ابوقتادہ کی حدیث گورخر مارنے کی ویسی ہی روایت کی جیسے اوپر بیان ہوئی مگر اس حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس گوشت میں سے کچھ تمہارے پاس باقی ہے ۔

ف : صحیحین میں ہے کہ اُس کی ران موجود تھی آپ نے اُس میں سے کھایا ۔

۸۴ عَنِ الْبَهْزِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُرِيْدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ اِذَا حِمَارٌ وَحْشِيٌّ عَقِيْرٌ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهُ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ صَاحِبُهُ فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَاْنَكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ فَاَمَرَ اَبَا بَكْرٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْاُثَايَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ اِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِيْ ظِلٍّ وَفِيْهِ سَهْمٌ فَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا يَقِفُ عِنْدَهُ لَا يَرِيْبُهُ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى يُجَاوِزُوْهُ ۔ (اخرجہ النسائی)

ترجمہ : زید بن کعب بہزی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے مکہ کے قصد سے احرام باندھے ہوئے جب روحا میں پہنچے (روحا ایک موضع ہے درمیان میں مکہ اور مدینہ کے) تو ایک گورخر زخمی دیکھا تو بیان کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اُس کو پڑا رہنے دو اُس کا مالک آجائے گا اتنے میں بہزی آیا وہی اُس کا مالک تھا وہ بولا اے رسول اللہ اس گورخر کے آپ مختار ہیں آپ نے ابوبکرؓ کو حکم کیا انہوں نے اُس کا گوشت تقسیم کیا سب ساتھیوں کو پھر آپ آگے بڑھے جب اثایہ میں پہنچے درمیان میں رُوَیثہ اور عرج کے (اثایہ اور رُوَیثہ اور عرج سب مقاموں کے نام ہیں) تو دیکھا کہ ایک ہرن اپنا سر جھکائے ہوئے سائے میں کھڑا ہے اور ایک تیر اُس کو لگا ہوا ہے تو کہا بہزی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھڑا رہے اس کے پاس تاکہ کوئی اس کو نہ چھیڑے یہاں تک کہ لوگ آگے بڑھ جائیں ۔

۸۵ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ اَقْبَلَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى

ترجمہ : ابوہریرہؓ جب آئے بحرین سے تو جب پہنچے ربذہ

إِذَا كَانَ بِالرَّبَذَةِ وَجَدَ رَكْبًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مُحْرِمِينَ فَسَأَلُوهُ عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوهُ عِنْدَ أَهْلِ الرَّبَذَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهِ قَالَ ثُمَّ إِنِّي شَكَكْتُ فِيمَا أَمَرْتُهُمْ بِهِ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَاذَا أَمَرْتَهُمْ بِهِ قَالَ أَمَرْتُهُمْ بِأَكْلِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ أَمَرْتَهُمْ بِغَيْرِ ذَلِكَ لَفَعَلْتُ بِكَ يَتَوَاعَدُهُ ۔

۸۶ عن: سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّهُ مَرَّ بِهِ قَوْمٌ مُحْرِمُونَ بِالرَّبَذَةِ فَاسْتَفْتَوْهُ فِي لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوا نَاسًا أَحِلَّةً يَأْكُلُونَهُ فَأَفْتَاهُمْ بِأَكْلِهِ قَالَ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ بِمَا أَفْتَيْتَهُمْ قَالَ فَقُلْتُ أَفْتَيْتُهُمْ بِأَكْلِهِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ أَفْتَيْتَهُمْ بِغَيْرِ ذَلِكَ لَأَوْجَعْتُكَ ۔

۸۷ عن: كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَنَّهُ أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ فِي رَكْبٍ مُحْرِمِينَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ وَجَدُوا لَحْمَ صَيْدٍ فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ بِأَكْلِهِ قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ قَالَ مَنْ أَفْتَاكُمْ بِهَذَا قَالُوا كَعْبٌ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أَمَّرْتُهُ عَلَيْكُمْ حَتَّى تَرْجِعُوا ثُمَّ لَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ مَرَّتْ بِهِمْ رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ أَنْ يَأْخُذُوهُ وَيَأْكُلُوهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ قَالَ وَمَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ أَفْتَيْتَهُمْ بِهَذَا فَقَالَ هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيكَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

میں چند سوار ملے عراق کے احرام باندھے ہوئے تو پوچھا انھوں نے ابوہریرہؓ سے شکار کے گوشت کا حال جو ربذہ والوں کے پاس تھا ابوہریرہؓ نے ان کو کھانے کی اجازت دی پھر کہا کہ مجھ کو شک ہوا اس حکم میں تو جب آیا میں مدینہ کو ذکر کیا میں نے عمر بن خطاب سے حضرت عمرؓ نے پوچھا تم نے کیا حکم دیا اُن کو میں نے کہا کہ میں نے حکم دیا کھانے کا حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم ان کو کچھ اور حکم دیتے تو میں تمہارے ساتھ ایسا کرتا یعنی ڈرانے لگے ۔

ترجمہ: سالم بن عبداللہؓ نے سنا ابوہریرہ سے وہ کہتے تھے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ مجھ کو ملے کچھ لوگ احرام باندھے ہوئے ربذہ میں تو پوچھا انہوں نے شکار کے گوشت کی بابت جو حلال لوگوں کے پاس موجود ہو وہ کھاتے ہوں اُس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کھانے کی اجازت دی کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب میں آیا مدینہ کو حضرت عمرؓ کے پاس میں نے ان سے بیان کیا انہوں نے کہا تو نے کیا فتویٰ دیا میں نے کہا میں نے فتویٰ دیا کھانے کا حضرت عمرؓ نے کہا اگر تو اور کسی بات کا فتویٰ دیتا تو میں تجھے سزا دیتا ۔

ترجمہ: کعب الاحبار جب آئے شام سے تو چند سوار ان کے ساتھ تھے احرام باندھے ہوئے راستے میں انہوں نے شکار کا گوشت دیکھا تو کعب الاحبار نے ان کو کھانے کی اجازت دی جب مدینہ میں آئے تو انہوں نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا آپ نے کہا تمہیں کس نے فتویٰ دیا بولے کعب نے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے کعب کو تمہارے اوپر حاکم کیا یہاں تک کہ تم لوٹو پھر ایک روز مکہ کی راہ میں ٹڈیوں کا جھنڈ ملا کعب نے فتویٰ دیا کہ پکڑ کر کھائیں جب وہ لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے ان سے بیان کیا آپ نے کعب سے پوچھا کہ تم نے یہ فتویٰ کیسے دیا کعب نے کہا کہ ٹڈی دریا کا شکار ہے حضرت عمرؓ بولے کیونکر کعب بولے اے امیرالمومنین قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ هِيَ إِلَّا نَثْرَةُ حُوتٍ يَنْثُرُهُ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّتَيْنِ ۔

کہ ٹڈی ایک مچھلی کی چھینک سے نکلتی ہے جو ہر سال میں دو بار چھینکتی ہے۔

ف: ابن ماجہ نے مرفوعاً انس سے اور ابو داؤد و ترمذی نے ابو ہریرہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے اسواسطے اکثر علماء کے نزدیک ٹڈی کا شکار احرام میں درست نہیں ہے اور جو کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ راہ میں جو گوشت شکار کا ملے محرم اس کو خریدے یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شکار حجاج کے واسطے کیا جائے تو میں اس کو مکروہ جانتا ہوں البتہ اگر محرم کے واسطے شکار نہ کیا ہو لیکن اس کو مل جائے تو اس کے خریدنے میں کچھ حرج نہیں ہے کہا مالک نے اگر کسی شخص نے احرام باندھا اور اس کے پاس شکار کا جانور ہے جو اس نے پکڑا ہے یا مول لیا ہے تو کچھ ضروری نہیں کہ اس کو چھوڑ دے بلکہ اس کو اپنے گھر میں رکھ جائے کہا مالک نے مچھلیوں کا شکار دریا اور ندیوں اور تالابوں میں محرم کے واسطے حلال ہے۔

۲۵۔ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ

(جس شکار کا محرم کو کھانا درست نہیں ہے اُس کا بیان)

۸۸۔ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي وَجْهِي قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: صعب بن جثامہ لیثی سے روایت ہے کہ انہوں نے تحفہ بھیجا ایک گورخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ ابواء یا ودان میں تھے (دونوں مقاموں کے نام ہیں) آپ نے پھیر دیا صعب کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے کا حال دیکھا (یعنے پھیر دینے کی وجہ سے مجھ کو ملال ہوا آپ نے چہرے کا حال دیکھ کر دریافت کرلیا) تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے اسواسطے پھیر دیا کہ ہم احرام باندھے ہیں۔

ف: اور محرم کو صید کا گوشت کھانا حرام ہے مطلقاً بعض علماء کے نزدیک اور جمہور علماء کے نزدیک جب حرام ہے کہ محرم کے واسطے شکار کیا جائے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب حرام ہے کہ محرم کے حکم یا شرکت یا اعانت سے اس کا شکار ہوا ہو۔ (زرقانی)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ قَدْ غَطَّى وَجْهَهُ بِقَطِيفَةِ أُرْجُوَانٍ ثُمَّ أُتِيَ بِلَحْمِ صَيْدٍ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا فَقَالُوا أَوَلَا تَأْكُلُ أَنْتَ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنَّمَا

ترجمہ: عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا عثمان بن عفانؓ کو عرج میں گرمی کے روز انہوں نے ڈھانپ لیا تھا منہ اپنا سرخ کمبل سے اتنے میں شکار کا گوشت آیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کھاؤ انہوں نے کہا آپ نہیں کھاتے آپ نے فرمایا میں تمہاری

صَیْدَ مِنْ اَجْلِیْ ﴿
مثل نہیں ہوں میرے واسطے تو شکار ہوا ہے۔

ف: کیونکہ حضرت عثمانؓ ان دنوں میں خلیفہ تھے۔ اس اثر سے معلوم ہوا کہ جس محرم کے واسطے شکار کیا جائے اس کو کھانا اس کا درست نہیں لیکن اوروں کو درست ہے اور بعضوں کے نزدیک اوروں کو بھی درست نہیں۔

۹۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ لَهُ يَا ابْنَ اُخْتِيْ اِنَّمَا هِيَ عَشْرُ لَيَالٍ فَاِنْ تَخَلَّجَ فِيْ نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ تَعْنِيْ اَكْلَ لَحْمِ الصَّيْدِ ﴿

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ نے فرمایا عروہ بن الزبیر سے کہ اے بیٹے میرے بھائی کے یہ دس راتیں ہیں احرام کی اگر تیرے جی میں شک ہو تو بالکل چھوڑ دے شکار کا گوشت۔

ف: یعنی اگر شکار کی حلت یا حرمت میں شک ہو اس صورت میں سہل طریقہ یہ ہے کہ کچھ بہت دن نہیں اگر چاند ذیحجہ کا دیکھتے ہی احرام باندھا تو دس دن تک پرہیز کافی ہے کیونکہ دسویں تاریخ ذیحجہ کے احرام کھل جاتا ہے اگر آٹھویں ذیحجہ سے احرام باندھے تو تین ہی روز ہیں۔ کہا مالک نے اگر کسی محرم کے واسطے شکار کیا جائے اور وہ یہ جان کر کھائے کہ میرے واسطے شکار کیا گیا ہے تو اس پر اس کی جزا لازم ہے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص مضطر ہو جائے اس درجہ کو مردہ اس پر حلال ہو جائے اور وہ احرام باندھے ہو تو شکار کر کے کھائے یا مردہ کھائے۔ امام مالک نے جواب دیا کہ مردہ کھائے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے محرم کو شکار کی رخصت نہیں دی کسی حال میں اور مردہ کھانے کی رخصت دی ہے بروقت ضرورت کے کہا مالک نے جس شکار کو مارا یا ذبح کیا تو اس کا کھانا کسی کو درست نہیں نہ محرم کو نہ حلال کو اسلئے کہ وہ مذبوح نہیں ہوا برابر ہے کہ بھولے سے مارا ہو یا قصد سے کسی صورت میں درست نہیں۔ کہا مالک نے میں نے یہ مسئلہ بہت لوگوں سے سنا ہے کہا مالک نے جو شخص شکار مار کر کھائے تو اس پر ایک ہی کفارہ ہوگا مثل اس شخص کے جو شکار مارے لیکن کھائے نہیں۔

۲۶۔ بَابُ اَمْرِ الصَّيْدِ فِي الْحَرَمِ (حرم کے شکار کا بیان)

۹۱۔ کہا مالک نے جو جانور شکار کیا جائے حرم میں یا کتا شکاری جانور پر حرم میں چھوڑا جائے لیکن وہ حل میں جا کر اس کو مارے تو وہ شکار کھانا حلال نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس پر جزا لازم ہے لیکن جو کتا حل میں شکار پر چھوڑے اور وہ اس کو حرم میں لے جا کر مارے اس کا کھانا درست نہیں مگر جزا لازم نہ ہوگی۔ اس صورت میں کہ اس نے حرم کے قریب کتے کو چھوڑا ہو اس صورت میں جزا لازم ہوگی۔

۲۷۔ بَابُ الْحُكْمِ فِي الصَّيْدِ (شکار کی جزا کا بیان)

۹۲۔ کہا مالک نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے "اے ایمان والو مت مارو شکار جب تم احرام باندھے ہو اور جو کوئی تم میں سے قصداً شکار مارے تو اس پر جزا ہے اس کی مثل جانور کے حکم کریں اس کا دو پرہیزگار شخص خواہ وہ جزا ہدی ہو یا کعبہ میں پہنچے یا کفارہ ہو مسکینوں کو کھلانا یا اسقدر روزے تاکہ چکھے وبال اپنے کام کا" کہا مالک نے جو شخص شکار کرے اور وہ حلال ہو پھر احرام کی حالت میں اس کو مارے تو وہ اس کے مثل ہے کہ محرم شکار کو خرید کر اس کو مارے اللہ نے منع

کیا ہے اس کے مارنے سے تو اس پر اس کی جزا لازم ہے کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو شخص احرام کی حالت میں شکار مارے گا اس پر حکم لگایا جائے گا جزا کا کہا مالک نے میں نے بہت اچھا اس باب میں یہ سنا ہے کہ جو شخص شکار مارے تو اس شکار کی قیمت لگائیں گے اور حساب کریں گے کہ اس کی قیمت میں سے کتنا غلہ آتا ہے تو ہر مد ایک مسکین کو دے یا ہر مد کے بدلے میں ایک روزہ رکھے اور مساکین کے شمار کو دیکھ لے اگر دس ہوں تو دس روزے اور اگر بیس ہوں تو بیس روزے رکھے اگرچہ ساٹھ مسکینوں سے بڑھ جائیں کہا مالک نے جو شخص حرم میں شکار مارے اور وہ حلال ہو تو اس کا حکم ایسا ہی ہے جو احرام کی حالت میں شکار مارے حرم میں۔

۲۸- بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَآبِّ

(محرم کو کون سے جانور مارنے درست ہیں)

عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَآبِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ اَلْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں محرم کو ان کا قتل منع نہیں ہے کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور کٹنا کتا۔

عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَآبِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحِدَاَةُ وَالْغُرَابُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو کوئی ان کو احرام کی حالت میں مار ڈالے تو کچھ گناہ نہیں ہے ایک بچھو دوسرے چوہا تیسرے کٹنا کتا چوتھے چیل پانچویں کوا۔

عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ ۔ (وصلہ مسلم)

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ناپاک ہیں قتل کئے جائیں گے حل اور حرم میں چوہا اور بچھو اور کوا اور چیل اور کٹنا کتا۔

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فِي الْحَرَمِ ۔

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا سانپوں کے مارنے کا حرم میں۔

کہا مالک نے کٹنے کتے سے جس کے مارنے کا حرم میں حکم ہوا ہے مراد یہ ہے کہ جو جانور لوگوں کو کاٹے یا اُن پر حملہ کرے یا ڈرائے جیسے شیر اور چیتا اور ریچھ اور بھیڑیا اس کو مار ڈالنا درست ہے اور وہ کٹنے کتے میں داخل ہے البتہ جو درندے حملہ نہیں کرتے جیسے بجو اور لومڑی اور بلی اور جو ان کے مشابہ ہیں ان کو محرم نہ مارے اگر مارے گا تو اس پر

فدیہ لازم ہوگا کہا مالک نے جو درندے نقصان پہنچاتے ہیں محرم ان کو نہ مارے مگر جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا ہے کوّے اور چیل کو اگر ان دونوں کے سوا اور کسی پرندہ کو محرم مارے گا تو اس پر جزا لازم ہوگی۔

۲۹ باب مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَفْعَلَهُ (جو کام محرم کو درست ہیں اُن کا بیان)

۹۸۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهُدَيْرِ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَرِّدُ بَعِيرًا لَهُ فِي طِينٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مَالِكٌ وَأَنَا أَكْرَهُهُ ۔

ترجمہ: ربیعہ بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے دیکھا حضرت عمر بن الخطابؓ کو جوئیں نکالتے تھے اپنے اونٹ کی اور پھینک دیتے تھے جوؤں کو خاک میں موضع سقیا میں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے مالک نے کہا میں اس کام کو مکروہ جانتا ہوں۔

ف: کیونکہ ابن عمر نے اس کو مکروہ جانا اور شافعی اور ابوحنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے وہ کہتے ہیں عمر کا فعل مقدم ہے ابن عمر کے قول پر۔

۹۹۔ عَنْ مُرْجَانَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسْأَلُ عَنِ الْمُحْرِمِ يَحُكُّ جَسَدَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ فَلْيَحْكُكْهُ وَلْيَشْدُدْ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ رُبِطَتْ يَدَايَ وَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رِجْلَيَّ لَحَكَكْتُ ۔

ترجمہ: مرجانہ نے سُنا حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ سے ان سے سوال ہوا کہ محرم اپنے بدن کو کھجائے لوہیں ہاں کھجائے اور زور سے کھجائے اور اگر میرے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور پاؤں قابو میں ہوں تو اسی سے کھجاؤں۔

۱۰۰۔ عَنْ: أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي الْمِرْآةِ لِشَكْوٍ كَانَ بِعَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ۔

ترجمہ: ایوب بن موسیٰ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے آئینہ میں دیکھا بسبب کسی مرض کے جو ان کی آنکھ میں تھا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

۱۰۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَنْزِعَ الْمُحْرِمُ حَلَمَةً أَوْ قُرَادًا عَنْ بَعِيرِهِ ۔ کہا مالک نے مجھے یہ قول پسند ہے۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر مکروہ جانتے تھے اپنے اونٹ کی جوں یا کلیکھ نکالنے کو۔

۱۰۲۔ عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ ظُفْرٍ لَهُ انْكَسَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ سَعِيدٌ اقْطَعْهُ ۔

ترجمہ: محمد بن عبداللہ بن ابی مریم نے پوچھا سعید بن المسیب سے کہ میرا ایک ناخن ٹوٹ گیا ہے اور احرام باندھے ہوں سعید نے کہا کاٹ ڈال اس کو۔

۱۰۳۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ محرم کے کان میں درد ہو تو وہ اپنے کان روغن بان جس میں خوشبو نہ ہو ڈالے جواب دیا کچھ قباحت نہیں ہے اگر منہ میں بھی ڈالے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

۱۰۴۔ کہا مالک نے اگر محرم اپنے پھوڑے کو چیرے یا آبلہ پھوڑے یا فصد کھولے ضرورت کے وقت تو کچھ حرج نہیں ہے۔

۳۰- بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ يُحَجُّ (دوسرے کی طرف سے حج کرنے کا بیان)

۱۰۵- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ❊ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ فضل بن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے اتنے میں ایک عورت آئی خثعم سے (خثعم ایک قبیلہ کا نام ہے) مسئلہ پوچھنے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فضل اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھنے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ اور طرف پھیرنے لگے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ حج اللہ کا فرض ہوا میرے باپ پر ایسے وقت میں کہ میرا باپ بڈھا ہے اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں فرمایا آپ نے ہاں اور یہ قصہ حجۃ الوداع میں ہوا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص زندگی میں عاجز ہو جائے حج سے تو اس کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور میت کی طرف سے بالاتفاق درست ہے۔

۳۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أُحْصِرَ بِعَدُوٍّ (احصار کا بیان)

ف: احصار کہتے ہیں آدمی کے روکے جانے کو حج یا عمرہ سے کسی دشمن کی وجہ سے بعد احرام کے۔

۱۰۶- کہا مالک نے جس شخص کو احصار ہوا دشمن کے باعث سے اور وہ اس کی وجہ سے بیت اللہ تک نہ جا سکا تو وہ احرام کھول ڈالے اور اپنی ہدی کو نحر کرے اور سر منڈائے جہاں پر اس کو احصار ہوا ہے اور قضا اس پر نہیں ہے۔ ف: یہی مذہب ہے شافعی اور جمہور علماء کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک قضا ہے۔

۱۰۷- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ فَنَحَرُوا الْهَدْيَ وَحَلَقُوا رُءُوسَهُمْ وَحَلُّوا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَقَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ الْهَدْيُ ثُمَّ لَمْ نَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ وَلَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ أَنْ يَقْضُوا شَيْئًا وَلَا يَعُودُوا لِشَيْءٍ ❊

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے (جب روکا ان کو کفار نے) تو احرام کھول ڈالا حدیبیہ میں اور نحر کیا ہدی کا اور سر منڈائے اور حلال ہو گئے ہر شے سے قبل طواف خانہ کعبہ اور قبل پہنچ جانے ہدی کے بیت اللہ کو پھر ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہو کسی کو اپنے اصحاب اور ساتھیوں میں سے دوبارہ قضا یا اعادہ کرنے کا۔

ف[۱] معلوم ہونا چاہئے کہ حج اس پر فرض ہے جو کعبہ تک جا سکتا ہو مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۱۲ مصحح

۱۰۸- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي اَمْرِهِ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ نَفَذَ حَتّٰى جَاءَ الْبَيْتَ فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَرَاٰى ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَاَهْدٰى۔

(اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ جب نکلے مکہ کی طرف عمرہ کی نیت سے جس سال فساد درپیش تھا (یعنی حجاج بن یوسف لڑنے کو آیا تھا عبداللہ بن الزبیرؓ سے جو حاکم تھے مکہ کے) تو کہا اگر میں روکا جاؤں گا بیت اللہ جانے سے تو کروں گا جیسا کیا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جب روکا تھا آپ کو کفار نے) تو عبداللہ بن عمرؓ نے احرام باندھا تھا عمرہ کا اس خیال سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیبیہ کے سال میں احرام باندھا تھا عمرہ کا پھر عبداللہ بن عمرؓ نے سوچا تو یہ کہا کہ عمرہ اور حج دونوں کا حکم احصار کی حالت میں یکساں ہے پھر متوجہ ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف اور کہا کہ حج اور عمرہ کا حال یکساں ہے میں نے تم کو گواہ کیا کہ میں نے اپنے اوپر حج بھی واجب کر لیا عمرہ کے ساتھ پھر چلے گئے عبداللہ یہاں تک کہ آئے بیت اللہ میں اور ایک طواف کیا اور اس کو کافی سمجھا اور نحر کیا ہدی کو۔

ف: قران میں شافعی اور مالک کے نزدیک ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے اور ابوحنیفہ کے دو طواف اور دو سعی درکار ہیں کہا مالک نے ہمارے نزدیک جس کو دشمن کی وجہ سے احصار ہو اس کا یہی حکم ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب نے کیا کہا مالک نے جو سوائے دشمن کے اور کسی وجہ سے رُک جائے وہ حلال نہ ہوگا بدون بیت اللہ جائے ہوئے ف: شافعی اور احمد اسحاق اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک مرض وغیرہ موانع سے بھی احصار ہوتا ہے۔

۳۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ اُحْصِرَ بِغَيْرِ عَدُوٍّ

(جو شخص سوائے دشمن کے اور کسی سبب سے رُک جائے اسکا بیان)

۱۰۹- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ اَلْمُحْصَرُ بِمَرَضٍ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاِنِ اضْطُرَّ اِلٰى لُبْسِ شَيْءٍ مِنَ الثِّيَابِ الَّتِي لَا بُدَّ لَهُ مِنْهَا اَوِ الدَّوَاءِ صَنَعَ ذٰلِكَ وَافْتَدٰى۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ نے کہا جو شخص بیماری کی وجہ سے رُک جائے تو وہ حلال نہ ہوگا یہاں تک کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں اگر ضرورت ہو کسی کپڑے کے پہننے کی یا دوا کی (جو احرام کی حالت میں منع ہے) تو اس کا استعمال کرے اور جزا دے۔

۱۱۰۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ الْمُحْرِمُ لَا يُحِلُّهُ إِلَّا الْبَيْتُ ۔

ترجمہ: ام المومنین عائشہ نے فرمایا کہ محرم حلال نہیں ہوتا بغیر خانہ کعبہ پہنچے ہوئے ۔

۱۱۱۔ عَنْ: أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ كَانَ قَدِيمًا أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ كُسِرَتْ فَخِذِي فَأَرْسَلْتُ إِلَى مَكَّةَ وَبِهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَالنَّاسُ فَلَمْ يُرَخِّصْ لِي أَحَدٌ أَنْ أَحِلَّ فَأَقَمْتُ عَلَى ذَلِكَ الْمَاءِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ حَتَّى أَحْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ ۔

ترجمہ: ایوب بن ابی تمیمہ سے روایت ہے انہوں نے سنا ایک شخص سے جو بصرہ کا رہنے والا پرانا آدمی تھا (نام اس کا ابو قلابہ بن زید ہے) اس نے کہا کہ میں چلا مکہ کو راستے میں میرا کولھا ٹوٹ گیا تو میں نے مکہ میں کسی کو بھیجا وہاں عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور اور لوگ بھی تھے ان میں سے کسی نے مجھ کو اجازت نہ دی احرام کھول ڈالنے کی یہاں تک کہ میں وہیں پڑا رہا سات مہینے تک جب اچھا ہوا تو عمرہ کر کے احرام کھولا ۔

۱۱۲۔ عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ حُبِسَ دُونَ الْبَيْتِ بِمَرَضٍ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے کہا جو شخص خانہ کعبہ نہ جا سکے بیماری کی وجہ سے تو اس کا احرام نہ کھلے گا یہاں تک کہ طواف کرے بیت اللہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں ۔

۱۱۳۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ حُزَابَةَ الْمَخْزُومِيَّ صُرِعَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَسَأَلَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ فَوَجَدَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَمَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَذَكَرَ لَهُمُ الَّذِي عَرَضَ لَهُ فَكُلُّهُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَتَدَاوَى بِمَا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ وَيَفْتَدِيَ فَإِذَا صَحَّ اعْتَمَرَ فَحَلَّ مِنْ إِحْرَامِهِ ثُمَّ عَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٌ وَيُهْدِي مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۔

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سعید بن حزابہ مخزومی گر پڑے مکہ کو آتے ہوئے راہ میں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے تو جہاں پانی دیکھ کر ٹھہرے تھے وہاں پوچھا تو عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن الزبیر اور مروان بن الحکم ملے ان سے بیان کیا اس عارضے کو ان سبھوں نے کہا جیسے ضرورت ہو ویسے دوا کرے اور فدیہ دے جب اچھا ہو تو عمرہ کر کے احرام کھولے پھر سال آئندہ حج کرے اور موافق طاقت کے ہدی دے ۔

۱۱۴۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے جو روکا جائے کسی وجہ سے سوائے دشمن کے کہا مالک نے حضرت عمر بن الخطاب نے حکم کیا ابو ایوب انصاری اور ہبار بن الاسود کو جب ان کا حج فوت ہو گیا اور وہ دسویں تاریخ آئے کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں اور چلے آئیں پھر سال آئندہ حج کریں اور ہدی بھیجیں اگر ہدی میسر نہ ہو تو تین روزے حج میں اور سات روزے بعد اس کے رکھیں جب اپنے گھر میں آئے کہا مالک نے جو شخص حج سے رک جائے بعد احرام کے مرض کی وجہ سے یا اور کسی باعث سے مثلاً تاریخ کے شمار میں غلطی ہو جائے یا چاند معلوم نہ ہو تو اس کا حکم مثل محصر کے ہے جیسے محصر کو احصار ہو حج سے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے اور ہدی دے ۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص مکہ کا رہنے والا اس نے احرام باندھا حج کا پھر اس کا پاؤں ٹوٹ گیا یا پیٹ چلنے لگا یا عورت کو درد زہ شروع ہوا تو جواب دیا کہ ان کا حکم

محصر کا سا ہے جیسے باہر والوں کا حکم ہے جب ان کو احصار ہو کہا مالک نے ایک شخص مکہ کو آیا عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں اور عمرہ ادا کر کے پھر حج کا احرام باندھا مکہ سے بعد اس کے اس کا پاؤں ٹوٹ گیا یا کوئی اور صدمہ ایسا پہنچا جس کی وجہ سے وہ عرفات میں نہ جا سکا تو وہ ٹھہرا رہے جب تندرست ہو اس وقت حرم کے باہر جا کر لوٹ آئے مکہ کو اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے پھر سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے کہا مالک نے جو شخص احرام باندھے حج کا مکہ سے پھر طواف کرے خانہ کعبہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کی بیچ میں بعد اس کے بیمار ہو جائے اور لوگوں کے ساتھ عرفات پر نہ جا سکے تو جب فوت ہو جائے حرم کے باہر اگر ہو سکے نکل کر عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آئے اور طواف سعی کر کے احرام کھول ڈالے کیونکہ پہلا طواف اور سعی عمرہ کا نہ تھا پھر سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے کہا مالک نے اگر وہ شخص مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور کسی مرض کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور طواف اور سعی کر چکا ہو تو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے لیکن عمرہ کے لئے دوبارہ طواف اور سعی کرے اس واسطے کہ پہلا طواف اور سعی عمرہ سے متعلق نہ تھا بلکہ حج کی نیت سے تھا اب سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔

۳۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي بِنَاءِ الْكَعْبَةِ (کعبہ کے بنانے کا حال)

۱۱۵ عَنْ: عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: روایت ہے حضرت ام المومنین عائشہؓ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیری قوم نے جب بنایا کعبہ کو تو ابراہیم علیہ السلام نے جیسا بنایا تھا اُس میں کمی کی حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ آپ ابراہیم علیہ السلام نے جیسا بنایا تھا ویسا کیوں نہیں بنا دیتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کا کفر قریب نہ ہوتا تو میں بنا دیتا عبداللہ بن عمر نے کہا اسی وجہ سے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن شامی اور عراقی کا جو حطیم کے متصل ہیں استلام نہ کیا کیونکہ خانہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کے بنا پر نہ تھا۔

ف: یعنے ابھی زمانہ گذرا کہ قریش کافر تھے اسلام ان کا قدیم نہیں ہے اس وجہ سے احتمال ہے کہ میں کعبہ کو درست کرنے کے واسطے توڑوں اور وہ اور کچھ سمجھیں ف: ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں حطیم کعبہ میں داخل تھا اب حطیم کعبہ سے خارج ہے لیکن طواف میں شریک ہے تو جس قدر دیوار کعبہ کی حطیم سے متصل ہے وہ درحقیقت اپنے اصلی مقام پر نہیں ہے اور دونوں کونے اُس کے یعنے رکن شامی اور عراقی اپنے مقام پر نہیں ہیں اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا استلام (یعنے ہاتھ سے چھونا یا بوسہ دینا) نہ کیا اور رکن یمانی اور حجر اسود جو اصلی مقام پر ہیں ان کا استلام کرتے رہے کعبہ کی اصل صورت یہ ہے:

حجر اسود
رکن عراقی
حطیم
رکن شامی
رکن یمانی

۱۱۶۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ مَا أُبَالِي أَصَلَّيْتُ فِي الْحِجْرِ أَمْ فِي الْبَيْتِ ۞
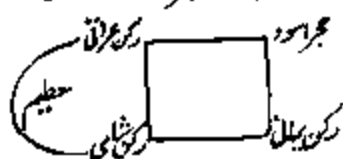
ترجمہ : عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا مجھے کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا اس میں کہ نماز پڑھوں کعبہ کے اندر یا حطیم میں ۔

ف : کیونکہ حطیم بھی درحقیقت کعبہ میں داخل ہے ۔

۱۱۷۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ يَقُولُ سَمِعْتُ بَعْضَ عُلَمَائِنَا يَقُولُ مَا حُجِرَ الْحِجْرُ وَطَافَ النَّاسُ مِنْ وَرَائِهِ إِلَّا إِرَادَةَ أَنْ يَسْتَوْعِبَ النَّاسُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ كُلِّهِ ۞

ترجمہ : ابن شہاب نے بعض علماء سے سنا کہتے تھے حطیم کے گرد دیوار اٹھائی اور طواف میں اس کو شریک کیا اس واسطے کہ پورے خانہ کعبہ کا طواف ہو جائے ۔

۳۴۔ بَابُ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ (طواف میں رمل کا بیان)

ف : رمل کہتے ہیں ذرا جلدی جلدی مونڈھے ہلاتے ہوئے چلنے کو مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو کہا کہ مدینہ کے بخار نے ان کو سست کر دیا اس واسطے آپ نے اس طرح طواف کا حکم دیا تا کہ ان کی چالاکی اور مستعدی اور چستی اور بہادری معلوم ہو ۔

۱۱۸۔ عَنْ : جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ ۞ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ : جابر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رمل کی آپ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں ۔

کہا مالک نے ہمارے شہر کے علماء کا عمل اسی پر ہے ۔

۱۱۹۔ عَنْ : نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمُلُ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ ۞

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رمل کرتے تھے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں اور باقی چار پھیروں میں معمولی چال سے چلتے تھے ۔

۱۲۰۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ يَسْعَى الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنْتَ تُحْيِي بَعْدَ مَا أَمَتَّنَا يَخْفِضُ صَوْتَهُ ۞

ترجمہ : عروہ بن الزبیر جب طواف کرتے خانہ کعبہ کا کود کر چلتے تین پھیروں میں اور آہستہ سے کہتے اے اللہ سوائے تیرے کوئی سچا معبود نہیں اور تو جلا دے گا ہم کو بعد مرنے کے ۔

۱۲۱۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُهُ يَسْعَى حَوْلَ الْبَيْتِ الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ ۞

ترجمہ : عروہ بن الزبیر نے دیکھا عبداللہ بن الزبیر کو انہوں نے احرام باندھا عمرہ کا تنعیم سے پھر دیکھا کہ وہ دوڑ کر چلتے ہیں پہلے تین پھیروں میں گرد خانہ کعبہ کے ۔

۱۲۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَحْرَمَ

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب

اَنْتَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ قَبَّلَهٗ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

حجر اسود کو کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں نہ چومتا تجھ کو پھر چوما حجر اسود کو۔

ف : یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسواسطے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت کا قریب گذرا تھا شرک کے خیالات عام لوگوں کے دلوں سے بالکل محو نہیں ہوئے تھے پتھر کو چومنے سے شاید یہ کوئی خیال کرتا کہ دینِ اسلام میں بھی کوئی پتھر قابلِ تعظیم یا عبادت کے اس قابل ہے کہ اس سے امید نفع اور نقصان کی ہے حضرت عمرؓ نے علی الاعلان موسم حج میں اس کو بیان کر دیا کہ یہ خیال بالکل لغو ہے اس پتھر کا چومنا محض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہے ورنہ یہ پتھر ہمارا کچھ نفع نقصان نہیں کر سکتا پھر جب حجر اسود کا یہ حال ہوا جس کے فضائل احادیث صحیحہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ اور استلام سے ثابت ہیں تو اور بزرگوں کی قبروں یا درگاہوں اور آثار کا کیا درجہ ہوگا۔ کہا مالک نے بعض اہل علم سے میں نے سنا کہ جب رکن یمانی سے ہاتھ لگا کر اٹھائے تو ہاتھ منہ پر رکھ لے مگر اس کو چومے نہیں ف : مگر شافعی کے نزدیک اس کو چوم لے۔

۳۷۔ بَابُ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ (دوگانۂ طواف کا بیان)

۱۲۷۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَجْمَعُ بَيْنَ السَّبْعَيْنِ لَا يُصَلِّيْ بَيْنَهُمَا وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ كُلِّ سَبْعٍ رَكْعَتَيْنِ فَرُبَّمَا صَلّٰى عِنْدَ الْمَقَامِ اَوْ عِنْدَ غَيْرِهٖ ۔

ترجمہ : عروہ بن الزبیر دو طواف ایک ساتھ نہ کرتے تھے اس طرح پر کہ ان دونوں کے بیچ میں دوگانہ طواف ادا نہ کریں بلکہ ہر سات پھیروں کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے مقامِ ابراہیم کے پاس یا اور کسی جگہ۔

۱۲۸۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ اگر کوئی شخص آسان سمجھ کر دو یا تین طواف کرکے سب کے بعد دوگانے ادا کرے تو یہ درست ہے ؟ جواب دیا کہ نہیں ہر سات پھیروں کے بعد اس کا دوگانہ ادا کرے۔ کہا مالک نے ایک شخص نے طواف شروع کیا سو بھول گیا یہاں تک کہ آٹھ یا نو پھیرے کئے تو جب اس کو علم ہوا طواف چھوڑ دے پھر دو رکعتیں پڑھے اور جو زیادہ ہو گیا اس کا اعتبار نہ کرے اور یہ نہ کرے کہ دوسرا طواف بھی پورا کرے دونوں طوافوں کے دوگانے ایک ساتھ ادا کرے کیونکہ سنت یہ ہے کہ ہر طواف کا دوگانہ اس کے بعد ادا ہو۔

۱۲۹۔ کہا مالک نے جو شخص طواف کرکے دوگانہ ادا کرے پھر اس کو شک ہو کہ سات پھیرے پورے نہ ہوئے تھے تو وہ سات پورے کرے اور دوگانہ دوبارہ پڑھے اس لئے کہ دوگانہ جب ادا کرنا چاہئے کہ سات پھیرے ہو جائیں۔

کہا مالک نے جس شخص کا وضو طواف یا سعی کرتے میں ٹوٹ جائے تو وہ وضو کرے اور نئے سرے سے طواف شروع کرے اور سعی کے جس قدر پھیرے باقی تھے وہ ادا کرے کیونکہ سعی وضو ٹوٹ جانے سے باطل نہیں ہوتی مگر جب سعی شروع کرے تو باوضو ہونا چاہئے۔

حَتّٰی اِذَا کُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ فَرَجَعْتُ حَتّٰی ذَهَبَ ذٰلِكَ عَنِّیْ ثُمَّ اَقْبَلْتُ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ فَرَجَعْتُ حَتّٰی ذَهَبَ ذٰلِكَ عَنِّیْ ثُمَّ اَقْبَلْتُ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِنَّمَا ذٰلِكَ رَكْضَةٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ فَاغْتَسِلِیْ ثُمَّ اسْتَثْفِرِیْ بِثَوْبٍ ثُمَّ طُوْفِیْ ۞

کیا خانہ کعبہ کے طواف کا جب مسجد کے دروازے پر آئی تو مجھے خون آنے لگا سو میں چلی گئی جب خون موقوف ہوا تو پھر آئی جب مسجد کے دروازے پر پہنچی خون آنے لگا تو میں چلی گئی جب خون موقوف ہوا پھر آئی جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آنے لگا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یہ لات ہے شیطان کی تو غسل کر پھر کپڑے سے شرمگاہ کو باندھ اور طواف کر۔

ف: عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو حیض کا خون نہ سمجھا اس واسطے کہ وہ متواتر ایک سال آیا کرتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ موقوف ہو پھر شروع ہو یا وہ عورت ایسی تھی جس کو حیض نہیں آتا یا اس کو حیض آچکا تھا اور غسل کا حکم استحباباً ہے واسطے طواف کے کیونکہ مستحاضہ کو نماز اور طواف وغیرہ کے لئے وضو کافی ہے۔

۱۳۹۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ کَانَ اِذَا دَخَلَ مَكَّةَ مُرَاهِقًا خَرَجَ اِلٰی عَرَفَةَ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ یَطُوْفُ بَعْدَ اَنْ یَّرْجِعَ ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ سعد بن ابی وقاص جب مکہ میں آتے اور نویں تاریخ قریب ہوتی تو عرفات کو چلے جاتے قبل طواف اور سعی کے پھر جب وہاں سے پلٹتے تو طواف اور سعی کرتے۔

ف: جب مکہ میں پہنچے اور مہلت ہو تو افضل یہ ہے کہ طوافِ قدوم ادا کرے پھر عرفات کو جائے اور جو مہلت نہ ہو تو سیدھا چلا جائے اس واسطے کہ طوافِ قدوم سنت ہے اور وقوفِ عرفہ فرض ہے کہا مالک نے یہ امر واسع ہے اور سوال ہوا امام مالک سے کہ طواف واجب کرنے میں کسی سے باتیں کرنے کو ٹھہر جانا درست ہے؟ تو جواب دیا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا ف: کیونکہ روایت کیا اصحابِ سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابن عباس سے موقوفاً اور مرفوعاً طواف خانہ کعبہ کا نماز ہے مگر اللہ پاک نے اس میں کلام مباح کیا ہے تو جو کوئی کلام کرے سو بہتر کلام کرے کہا مالک نے کوئی طواف نہ کرے خانہ کعبہ کا اور نہ سعی صفا مروہ کے درمیان میں مگر باوضو۔ ف: مگر طواف میں طہارت واجب ہے اور سعی میں مستحب۔

۴۱۔ بابُ الْبَدْءِ بِالصَّفَا فِی السَّعْیِ (سعی صفا سے شروع کرنے کا بیان)

۱۴۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ حِیْنَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ یُرِیْدُ الصَّفَا وَهُوَ یَقُوْلُ نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ فَبَدَاَ بِالصَّفَا۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے آپ جب نکلے مسجد الحرام سے صفا کی طرف شروع کرتے ہیں ہم اس سے جس سے شروع کیا اللہ جل جلالہ نے تو شروع کی سعی آپ نے صفا سے۔

ف: یعنی اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ "صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں" تو پہلے صفا کا ذکر کیا بعد اس کے مروہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی سعی صفا سے پہلے شروع کی۔

۱۴۱۔ عَنْ: جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلٰثًا وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ يَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُوْا وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے صفا پر تین بار اللہ اکبر کہتے اور فرماتے نہیں ہے کوئی معبود سچا سوائے اللہ پاک کے کوئی اسکا شریک نہیں ہے اسی کی سلطنت ہے اور اسی کو تعریف ہے وہ ہر شے پر قادر ہے تین بار اس کو کہتے تھے اور دعا مانگتے تھے پھر مروہ پر پہنچ کر ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۴۲۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ عَلَى الصَّفَا يَدْعُوْ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاِنِّيْ اَسْاَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ اَلَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّيْ حَتّٰى تَتَوَفَّانِيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: نافع نے سنا عبداللہ بن عمر سے وہ صفا پر دعا مانگتے تھے اے پروردگار تو نے فرمایا کہ دعا کرو میں قبول کروں گا اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے تو نے مجھ کو اسلام کی راہ دکھائی سو مرتے دم تک اسلام مجھ سے نہ چھڑائیو یہاں تک کہ میں مروں مسلمان رہ کر۔

۴۲۔ بَابُ جَامِعِ السَّعْيِ (سعی کی مختلف احادیث کا بیان)

۱۴۳۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَمَا عَلَى الرَّجُلِ شَيْءٌ اَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ

ترجمہ: عروہ بن الزبیر نے کہا کہ میں نے پوچھا اُم المومنین عائشہ سے دیکھو اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے بیشک صفا اور مروہ اللہ کی پاک نشانیوں میں سے ہیں سو جو حج کرے خانہ کعبہ کا یا عمرہ کرے تو کچھ گناہ نہیں ہے اس پر سعی کرنے میں درمیان ان دونوں کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سعی نہ کرے تب بھی بُرا نہیں ہے فقط حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہیں اگر جیسا کہ تم سمجھتے ہو ویسا ہوتا (یعنی سعی نہ کرنا بُرا نہ ہوتا) تو اللہ جل جلالہٗ یوں فرماتا کہ گناہ ہے اس پر جو نہ کرے سعی صفا اور مروہ کے درمیان اور یہ آیت تو انصار کے حق میں اُتری ہے وہ لوگ حج کیا کرتے تھے منات کے واسطے (منات ایک بُت کا نام ہے جس کو عرب لوگ پوجتے تھے قبل اسلام کے) اور منات مقابل قدید کے تھا (قدید ایک قریہ کا نام ہے درمیان میں مکہ اور مدینہ کے منات

شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ (اخرجہ البخاری ومسلم)

اس کے سامنے تھا) وہ لوگ صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کرنا بُرا سمجھتے تھے جب دین اسلام سے مشرف ہوئے تو انہوں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو اس وقت اللہ جل شانہٗ نے اتارا کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا یا عمرہ کرے تو سعی کرنا گناہ نہیں ہے درمیان میں ان دونوں کے ف

ف: حالانکہ حکم اس کے برخلاف ہے کیونکہ سعی کرنا صفا مروہ میں واجب ہے نہ کرے تو بُرا ہے اور آیت شریف سے اس کی اباحت معلوم ہوتی ہے ف: جیسا وہ لوگ گناہ سمجھتے تھے مقصود اس سے رد ہے ان کے قول کا اور ابطال ہے ان کے خیال کا اور یہ مقصود نہیں ہے کہ سعی کرنا واجب نہیں ہے۔

۱۲۴۔ عَنْ: هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَتْ عِنْدَ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَخَرَجَتْ تَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ مَاشِيَةً وَكَانَتِ امْرَاَةً ثَقِيلَةً فَجَاءَتْ حِيْنَ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الْعِشَاءِ فَلَمْ تَقْضِ طَوَافَهَا حَتّٰى نُوْدِيَ بِالْاُوْلٰى مِنَ الصُّبْحِ فَقَضَتْ طَوَافَهَا فِيْمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ وَكَانَ عُرْوَةُ اِذَا رَاٰهُمْ يَطُوْفُوْنَ عَلَى الدَّوَابِّ يَنْهَاهُمْ اَشَدَّ النَّهْيِ فَيَعْتَلُّوْنَ لَهُ بِالْمَرَضِ حَيَاءً مِّنْهُ فَيَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ لَقَدْ خَابَ هٰؤُلَاءِ وَخَسِرُوْا ؕ

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ سودہ بیٹی عبداللہ بن عمر کی نکاح میں تھیں عروہ بن الزبیر کے ایک روز وہ نکلیں سعی کرنے کو صفا اور مروہ کے بیچ میں حج یا عمرہ میں پیدل اور وہ ایک موٹی عورت تھیں تو آئیں سعی کرنے کو جب لوگ فارغ ہوئے عشاء کی نماز سے اور سعی ان کی پوری نہیں ہوئی تھی کہ اذان ہو گئی صبح کی پھر انہوں نے پوری کی سعی اپنی اس درمیان میں ف اور عروہ جب لوگوں کو دیکھتے تھے کہ سوار ہو کر سعی کرتے ہیں تو نہایت منع کرتے تھے وہ لوگ بیماری کا حیلہ کرتے تھے عروہ کی شرم سے تو عروہ کہتے تھے ہم سے اپنے لوگوں کے آپس میں ان لوگوں نے نقصان پایا مُراد کو نہ پہنچے ف

ف: یعنی عشاء کے بعد سے لے کر فجر کے وقت تک باوجود اس کے عروہ نے ان کو سوار ہو کر سعی کرنے کی اجازت نہ دی۔

ف: کیونکہ سعی پیدل کرنا افضل اور مسنون ہے ان لوگوں نے اس کے برخلاف کیا کہا مالک نے جو شخص سعی صفا مروہ کی درمیان میں بھول جائے عمرہ میں پھر یاد نہ آئے یہاں تک کہ مکہ سے دور ہو جائے اور وہ لوٹے اور سعی کرے اور جو جماع کر چکا ہو عورت سے تو لوٹ کر سعی کرے پھر دوسرا عمرہ کرے اور ہدی دے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص سعی کرتے میں کھڑا ہو کر کسی سے باتیں کرنے لگے تو کیسا ہے؟ جواب دیا کہ مجھ کو یہ پسند نہیں ہے کہا مالک نے ایک شخص طواف میں کوئی پھیرا بھول گیا یا اس کو شک ہوا پھر سعی کرتے میں یاد آیا تو وہ سعی کو موقوف کر کے پہلے طواف کرے اور دوگانہ طواف پڑھے پھر سرے سے سعی شروع کرے۔

۱۲۵۔ عَنْ: جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا نَزَلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَشٰى حَتّٰى اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ سَعٰى حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ ؕ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ میں جب آتے تو معمولی چال سے چلتے جب وادی کے اندر آپ کے قدم آتے تو دوڑ کر چلتے یہاں تک کہ وادی سے نکل جاتے۔

ف: اب تو صاف سڑک بن گئی ہے لیکن وادی کے نشان دو میل سبز بائیں طرف مسجد الحرام میں نصب کر دئیے ہیں ان

میلوں کے بیچ میں دوڑ کر چلتے ہیں کہا مالک نے ایک شخص نے نادانی سے سعی کی قبل طواف کے تو وہ لوٹے اور طواف کرے پھر دوبارہ سعی کرے اور جو وہ مکہ سے چلا گیا ہو اور دور نکل گیا ہو تب بھی لوٹے اور طواف کرے پھر سعی کرے اگر اس نے جماع کر لیا عورت سے تو لوٹے اور طواف اور سعی ادا کرے پھر دوسرا عمرہ کرے اور ہدی دے۔

۴۳۔ بابُ صِیَامِ یَوْمِ عَرَفَۃَ (عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان)

۱۴۶۔ عَنْ: اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهٗ ﴿اخرجہ البخاری ومسلم﴾

ترجمہ: اُمّ الفضل سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے سامنے شک کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں عرفہ کے دن بعضوں نے کہا آپ روزے سے ہیں بعضوں نے کہا نہیں تو اُمّ الفضل نے ایک پیالہ دودھ کا آپ کے پاس بھیجا اور آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے عرفات میں تو پی لیا آپ نے اس کو۔

۱۴۷۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَانَتْ تَصُوْمُ يَوْمَ عَرَفَةَ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهَا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ يَدْفَعُ الْاِمَامُ ثُمَّ تَقِفُ حَتّٰى يَبْيَضَّ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ تَدْعُوْ بِشَرَابٍ فَتُفْطِرُ۔

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین عائشہؓ عرفہ کے روز روزہ رکھتی تھیں قاسم نے کہا میں نے دیکھا کہ عرفہ کی شام کو جب امام چلا تو وہ ٹھہری رہیں یہاں تک کہ زمین صاف ہو گئی پھر ایک پیالہ پانی کا منگایا اور روزہ افطار کیا۔

ف: عرفہ کے دن روزہ رکھنا درست ہے مگر حاجی کو نہ رکھنا افضل ہے تاکہ طاقت رہے دعا اور استغفار کی ابن عبدالبر نے ابن عمر سے روایت کیا کہ میں نے حج کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوئی ان میں سے عرفہ کو روزہ نہ رکھتا تھا اور میں بھی نہیں رکھتا۔

۴۴۔ بابُ مَا جَاءَ فِيْ صِيَامِ مِنًى

(منیٰ کے دنوں میں یعنے گیارھویں بارھویں تیرھویں ذی الحجہ کے روزے کے بیان میں)

۱۴۸۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صِيَامِ اَيَّامِ مِنًى ۞

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا منیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنے سے۔

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَبْدَ اللهِ بْنَ حُذَافَةَ اَيَّامَ مِنًى يَطُوْفُ يَقُوْلُ اِنَّمَا هِيَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَشُرْبٍ

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ کو بھیجا منیٰ کے دنوں میں کہ لوگوں میں پھر کر پکار دیں کہ یہ دن کھانے اور پینے اور

وَذِكْرِ اللهِ ۔

خدا کی یاد کے ہیں ۔

۱۵۰۔ عَنْ : اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحٰى ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو دن روزہ رکھنے سے ایک عید الفطر اور دوسرے عید الضحٰی کے دن ۔

۱۵۱۔ عَنْ : عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَوَجَدَهُ يَاْكُلُ قَالَ فَدَعَانِيْ فَقُلْتُ لَهُ اِنِّيْ صَائِمٌ فَقَالَ هٰذِهِ الْاَيَّامُ الَّتِيْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِنَّ وَاَمَرَنَا بِفِطْرِهِنَّ ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن العاص گئے اپنے باپ عمرو بن العاص کے پاس ان کو کھانا کھاتے ہوئے پایا تو انہوں نے بلایا عبداللہ کو عبداللہ نے کہا میں روزے سے ہوں انہوں نے کہا ان دِنوں میں منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے اور حکم کیا ہم کو ان دنوں میں افطار کرنے کا ۔

کہا مالک نے وہ دن ایام تشریق تھے (یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ کے)

۴۵۔ بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْهَدْيِ (جو جانور ہدی کے درست ہے اُس کا بیان)

۱۵۲۔ عَنْ : عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْدٰى جَمَلًا كَانَ لِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ ۔ (اخرجہ ابوداؤد)

ترجمہ : عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی بھیجی ایک اونٹ کی جو ابوجہل بن ہشام کا تھا حج یا عمرہ میں ۔

۱۵۳۔ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ اَوِ الثَّالِثَةِ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو ہانکتا تھا اونٹ ہدی کا آپ نے فرمایا سوار ہو جا اس پر وہ بولا کہ ہدی ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا سوار ہو جا خرابی ہو تیری دوسری یا تیسری مرتبہ میں آپ نے یہ کہا ۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے جانور پر وقت ضرورت کے سوار ہو جانا درست ہے ۔

۱۵۴۔ عَنْ : عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ كَانَ يَرٰى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُهْدِيْ فِي الْحَجِّ بَدَنَتَيْنِ بَدَنَتَيْنِ وَفِي الْعُمْرَةِ بَدَنَةً بَدَنَةً قَالَ وَرَاَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ يَنْحَرُ بَدَنَةً وَهِيَ قَائِمَةٌ فِيْ دَارِ خَالِدِ بْنِ اُسَيْدٍ وَكَانَ فِيْهَا مَنْزِلُهُ قَالَ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ طَعَنَ فِيْ لَبَّةِ بَدَنَتِهِ حَتّٰى خَرَجَتِ الْحَرْبَةُ مِنْ تَحْتِ كَتِفِهَا ۔

ترجمہ : عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر حج میں دو دو اونٹوں کی ہدی کیا کرتے تھے اور عمرہ میں ایک ایک اونٹ کی میں نے دیکھا ان کو کہ وہ نحر کرتے تھے اپنے اونٹ کا اور اونٹ کھڑا ہوا تھا خالد بن اسید کے گھر میں وہیں وہ اُترتے تھے اور میں نے دیکھا ان کو عمرہ میں کہ برچھا مارا انہوں نے اپنے اونٹ کی گردن میں یہاں تک کہ نکل آیا وہ اس کے بازو سے ۔

۱۵۵۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَهْدَى جَمَلًا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ ۞

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہدی بھیجی ایک اونٹ کی حج یا عمرہ میں۔

۱۵۶۔ عَنْ: أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ أَهْدَى بَدَنَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا بُخْتِيَّةٌ ۞

ترجمہ: ابوجعفر قاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عیاش نے دو اونٹوں کو ہدی کیا ایک اونٹ ان میں سے بختی تھا۔

ف: بختی کے معنے کتاب الزکوٰۃ میں گزرے۔

۱۵۷۔ عَنْ: نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا نُتِجَتِ الْبَدَنَةُ فَلْيُحْمَلْ وَلَدُهَا حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ لَهُ مَحْمَلٌ حُمِلَ عَلَى أُمِّهِ حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا ۞

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے جب جنے اونٹنی ہدی کو تو اس کے بچے کو بھی ساتھ لے چلیں اور اپنی ماں کے ساتھ قربانی کریں اگر اس کے لے چلنے کے لئے کوئی سواری نہ ہو تو اپنی ماں پر سوار کر دیا جائے تاکہ اس کے ساتھ نحر کیا جائے۔

۱۵۸۔ عَنْ: هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى بَدَنَتِكَ فَارْكَبْهَا رُكُوبًا غَيْرَ فَادِحٍ قَالَ وَإِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى لَبَنِهَا فَاشْرَبْ بَعْدَ مَا يَرْوَى فَصِيلُهَا فَإِذَا نَحَرْتَهَا فَانْحَرْ فَصِيلَهَا مَعَهَا ۞

ترجمہ: ہشام بن عروہ نے کہا کہ میرے باپ عروہ کہتے تھے کہ اگر تجھ کو احتیاج پڑے تو اپنی ہدی پر سوار ہو جا مگر نہ ایسا کہ اس کی کمر ٹوٹ جائے اور جب ضرورت ہو تجھ کو اس کے دودھ کی تو پی لے جب بچہ اس کا سیر ہو جائے پھر جب تو اس کو نحر کرے تو اس کے بچے کو بھی اس کے ساتھ نحر کرے۔

۴۶۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الْهَدْيِ حِينَ يُسَاقُ (ہدی ہانکنے کی ترکیب کا بیان)

۱۵۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَهْدَى هَدْيًا مِنَ الْمَدِينَةِ قَلَّدَهُ وَأَشْعَرَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يُقَلِّدُهُ قَبْلَ أَنْ يُشْعِرَهُ وَذَلِكَ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ وَهُوَ مُوَجَّهٌ إِلَى الْقِبْلَةِ يُقَلِّدُهُ بِنَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهُ مِنَ الشِّقِّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ يُسَاقُ مَعَهُ حَتَّى يُوقَفَ بِهِ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعُ بِهِ مَعَهُمْ إِذَا دَفَعُوا فَإِذَا قَدِمَ مِنًى غَدَاةَ النَّحْرِ نَحَرَهُ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ أَوْ يُقَصِّرَ وَكَانَ هُوَ يَنْحَرُ هَدْيَهُ بِيَدِهِ يَصُفُّهُنَّ قِيَامًا وَيُوَجِّهُهُنَّ إِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمر جب ہدی لے جاتے مدینہ سے تو تقلید کرتے اس کی (تقلید کے معنے گلے میں کچھ لٹکانے کے ہیں) اور اشعار کرتے اس کا ذوالحلیفہ میں (اشعار ایک طرف سے اونٹ کا کوہان چیر کر خون بہا دینا) مگر تقلید اشعار سے پہلے کرتے لیکن دونوں ایک ہی مقام میں کرتے اس طرح پر کہ ہدی کا منہ قبلہ کی طرف کر کے پہلے اس کے گلے میں دو جوتیاں لٹکا دیتے پھر اشعار کرتے بائیں طرف سے اور ہدی کو اپنے ساتھ لے جاتے یہاں تک کہ عرفہ کے روز عرفات میں سب لوگوں کے ساتھ رہتے پھر جب لوگ لوٹتے تو ہدی بھی لوٹ کر آتی جب منیٰ میں صبح کو یوم النحر میں پہنچتے تو اس کو نحر کرتے قبل حلق یا قصر کے اور عبداللہ بن عمر اپنی ہدی کو آپ نحر کرتے ان کو کھڑا کر کے صف باندھ کر منہ ان کا قبلہ کی طرف کرتے پھر ان کو نحر کرتے

اوران کا گوشت آپ بھی کھاتے دوسروں کو بھی کھلاتے۔

۱۶۰۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا طَعَنَ فِي سَنَامِ هَدْيِهٖ وَهُوَ يُشْعِرُهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب اپنی ہدی کے کوہان میں زخم لگاتے اشعار کے لئے تو کہتے اللہ کے نام سے اللہ بڑا ہے۔

۱۶۱۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْهَدْيُ مَا قُلِّدَ وَاُشْعِرَ وَوُقِفَ بِهٖ بِعَرَفَةَ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہدی وہ جانور ہے جس کی تقلید اور اشعار ہوا اور کھڑا کیا جائے عرفات میں۔

۱۶۲۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُجَلِّلُ بُدْنَهُ الْقَبَاطِيَّ وَالْاَنْمَاطَ وَالْحُلَلَ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا اِلَى الْكَعْبَةِ فَيَكْسُوْهَا اِيَّاهَا۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر اپنے اونٹوں کو جو ہدی کے ہوتے تھے مصری کپڑے اور بچھانے اور جوڑے اوڑھاتے تھے (بعد قربانی کے) ان کپڑوں کو بھیج دیتے تھے کعبہ شریف اوڑھانے کو۔

ف: ان دنوں میں کعبہ شریف کا ایسا غلاف نہ ہوگا ورنہ اوڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ محمد بن الحسن نے کہا کہ ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے قربانی کی نکیل اور رسی اور جھول کو صدقہ میں دیا جائے اور قصاب کی اجرت میں نہ دیا جائے۔

۱۶۳۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دِيْنَارٍ مَا كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَصْنَعُ بِجِلَالِ بُدْنِهٖ حِيْنَ كُسِيَتِ الْكَعْبَةُ هٰذِهِ الْكِسْوَةَ فَقَالَ كَانَ يَتَصَدَّقُ بِهَا۔

ترجمہ: امام مالک نے پوچھا عبداللہ بن دینار سے کہ عبداللہ بن عمر اونٹ کی جھول کو کیا کرتے تھے جب کعبہ شریف کا غلاف بن گیا تھا انہوں نے کہا صدقہ میں دے دیتے تھے۔

۱۶۴۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الثَّنِيُّ فَمَا فَوْقَهٗ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے قربانی کے لئے پانچ برس یا زیادہ کا اونٹ ہونا چاہیئے۔

۱۶۵۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَشُقُّ جِلَالَ بُدْنِهٖ وَلَا يُجَلِّلُهَا حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر اپنے اونٹوں کے جھول نہیں پھاڑتے تھے اور نہ جھول پہناتے تھے یہاں تک کہ منا سے جاتے عرفہ کو۔

۱۶۶۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لِبَنِيْهِ يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ اَحَدُكُمْ لِلّٰهِ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئًا يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُهْدِيَهٗ لِكَرِيْمِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ اَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ وَاَحَقُّ مَنِ اخْتِيْرَ لَهٗ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر اپنے بیٹوں سے کہتے تھے اے بیٹو میرے اللہ کے لئے تم میں سے کوئی ایسا اونٹ نہ دے جو اپنے دوست کو دیتے ہوئے شرمائے اسلئے کہ اللہ جل جلالہ سب کریموں سے کریم ہے اور زیادہ حقدار ہے اس امر کا کہ اس کے واسطے چیز چن کر دی جائے۔

۴۷۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ أَوْ ضَلَّ

(جب ہدی مرجائے یا چلنے سے عاجز ہوجائے یا کھو جائے اُس کا بیان)

۸۶۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ صَاحِبَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْهَدْيِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَدَنَةٍ عَطِبَتْ مِنَ الْهَدْيِ فَانْحَرْهَا ثُمَّ أَلْقِ قِلَادَتَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهَا ؛ (وصلہ ابو داؤد)

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے جانے والے نے پوچھا آپ سے یا رسول اللہ جو ہدی راستے میں ہلاک ہونے لگے اس کو کیا کروں آپ نے فرمایا کہ جو اونٹ ہدی کا ہلاک ہونے لگے اس کو نحر کر اور اس کے گلے میں جو قلادہ پڑا تھا وہ اُس کے خون میں ڈال دے پھر اسکو چھوڑ دے کہ لوگ کھالیں اس کو۔

۸۶۸۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَاقَ بَدَنَةً تَطَوُّعًا فَعَطِبَتْ فَنَحَرَهَا ثُمَّ خَلَّى بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهَا أَوْ أَمَرَ مَنْ يَأْكُلُ مِنْهَا غَرِمَهَا ؛

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا جو شخص ہدی کا اونٹ لے جائے پھر وہ تلف ہونے لگے اور وہ اس کو نحر کر کے چھوڑ دے کہ لوگ اس میں سے کھائیں تو اس پر کچھ الزام نہیں ہے البتہ اگر خود اس میں سے کھائے یا کسی کو کھانے کا حکم دے تو تاوان لازم ہوگا۔

۸۶۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ مِثْلُ ذَلِكَ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس نے ایسا ہی کہا ہے۔

۸۷۰۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدَى بَدَنَةً جَزَاءً أَوْ نَذْرًا أَوْ هَدْيَ تَمَتُّعٍ فَأُصِيبَتْ بِالطَّرِيقِ فَعَلَيْهِ الْبَدَلُ ؛

ترجمہ: ابن شہاب نے کہا جو شخص اونٹ جزا کا یا نذر کا یا تمتع کا لے گیا پھر وہ راستے میں تلف ہوگیا تو اس پر عوض اس کا لازم ہے۔

۸۷۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ أَهْدَى بَدَنَةً ثُمَّ ضَلَّتْ أَوْ مَاتَتْ فَإِنَّهَا إِنْ كَانَتْ نَذْرًا أَبْدَلَهَا وَإِنْ كَانَتْ تَطَوُّعًا فَإِنْ شَاءَ أَبْدَلَهَا وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهَا ؛

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا جو شخص اونٹ ہدی کا لے جائے پھر وہ راستے میں مرجائے یا گم ہوجائے تو اگر نذر کا ہو تو اس کا عوض دے اور جو نفل ہو تو چاہے عوض دے چاہے نہ دے۔

۸۷۲۔ کہا مالک نے میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے مالک ہدی کا نہ کھائے اس ہدی سے جو جزا ہو جنایت کی یا فدیہ ہو۔

ف: لیکن جو ہدی تمتع یا قران کی یا نفل کی ہو اس میں سے کھانا درست ہے۔

۴۸۔ بَابُ هَدْيِ الْمُحْرِمِ إِذَا أَصَابَ أَهْلَهُ

(محرم جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اس کی ہدی کا بیان)

۸۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلُوا عَنْ رَجُلٍ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے

أَصَابَ أَهْلَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالُوا يَنْفُذَانِ يَمْضِيَانِ بِوَجْهِهِمَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ثُمَّ عَلَيْهِمَا الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ وَالْهَدْيُ ؛

جماع کیا اپنی بی بی سے احرام میں وہ کیا کرے ان سبھوں نے جواب دیا کہ وہ دونوں خاوند اور جورو حج کے ارکان ادا کئے جائیں یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے پھر سال آئندہ ان پر حج اور ہدی لازم ہے۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَإِذَا أَهَلَّا بِالْحَجِّ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ تَفَرَّقَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ؛

ترجمہ: حضرت علی نے یہ بھی فرمایا کہ پھر سال آئندہ جب حج کریں تو دونوں جدا جدا رہیں یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے۔

ف : اس خوف سے کہ مبادا پھر صحبت کریں اور حج فاسد ہو جائے ابوحنیفہ نے کہا میرے نزدیک علیحدہ رہنا کچھ ضروری نہیں ہے

۱۷۴- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مَا تَرَوْنَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ الْقَوْمُ شَيْئًا فَقَالَ سَعِيدٌ إِنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَبَعَثَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَسْأَلُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا إِلَى عَامٍ قَابِلٍ فَقَالَ سَعِيدٌ لِيَنْفُذَا لِوَجْهِهِمَا فَلْيُتِمَّا حَجَّهُمَا الَّذِي أَفْسَدَا فَإِذَا فَرَغَا رَجَعَا فَإِنْ أَدْرَكَهُمَا حَجٌّ قَابِلٌ فَعَلَيْهِمَا الْحَجُّ وَالْهَدْيُ وَيُهِلَّانِ مِنْ حَيْثُ أَهَلَّا بِحَجِّهِمَا الَّذِي أَفْسَدَا وَيَتَفَرَّقَانِ حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ؛

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعید بن المسیب سے وہ کہتے تھے لوگوں سے تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے جماع کیا اپنی عورت سے احرام کی حالت میں تو لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا تب سعید نے کہا کہ ایک شخص نے ایسا ہی کیا تھا تو اس نے مدینہ میں کسی کو بھیجا دریافت کرنے کے لئے بعض لوگوں نے کہا کہ خاوند اور جورو میں ایک سال تک جدائی کی جائے۔ سعید نے کہا دونوں حج کرتے چلے جائیں اور اس حج کو پورا کریں جو فاسد کر دیا ہے جب فارغ ہو کر لوٹیں تو دوسرے سال اگر زندہ رہیں تو پھر حج کریں اور ہدی دیں اور دوسرے حج کا احرام وہیں سے باندھیں جہاں سے پہلے حج کا احرام باندھا تھا اور مرد عورت جدا رہیں جب تک فراغت ہو حج سے۔

۱۷۵- کہا مالک نے ہر ایک ان میں سے ایک ایک اونٹ ہدی دے کہا مالک نے جس شخص نے صحبت کی اپنی عورت سے عرفات سے لوٹنے کے بعد اور کنکریاں مارنے سے پہلے تو اس پر ہدی واجب ہوگی اور سال آئندہ پھر حج کرنا ہوگا اگر بعد کنکریاں مارنے کے قبل طواف الزیارۃ کے جماع کیا تو اس پر ایک عمرہ اور ایک ہدی لازم ہوگی اور سال آئندہ حج کرنا ضروری نہیں۔

ف : اور یہی قول ہے شافعی کا کہ شروع حج سے لے کر رمی جمار تک اگر جماع کرے گا تو ہدی لازم ہوگی اور سال آئندہ حج کرنا واجب ہوگا اور امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ اگر قبل وقوف عرفات کے جماع کرے گا تو حج فاسد ہوگا اور سال آئندہ قضا کرنی ہوگی لیکن اگر بعد وقوف عرفات کے جماع کرے تو ایک اونٹ دینا ہوگا اور حج کی قضا واجب نہ ہوگی کہا مالک نے حج یا عمرہ اس صحبت سے فاسد ہوتا ہے جس میں دخول ہو جائے اگرچہ انزال نہ ہو اور جو انزال ہو مباشرت سے بدون دخول کے جب بھی حج فاسد ہوگا لیکن اگر کسی شخص نے دل میں کچھ خیال کیا اور انزال ہو گیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا ف مگر ابوحنیفہ اور شافعی کے نزدیک اگر بوسہ یا مس کرے بشہوت تو انزال ہو یا نہ ہو حج فاسد نہ ہوگا لیکن قربانی واجب ہوگی کہا مالک نے اگر کسی شخص نے بوسہ لیا اپنی عورت کا اور انزال نہ ہوا تو اس پر ہدی لازم ہوگی ف ایک بکری بھی کافی ہو جائے گی کہا مالک نے جس عورت سے اس کے خاوند نے جماع کیا کئی مرتبہ اس کی رضامندی سے اور عورت احرام باندھے تھی حج کا تو عورت پر قضا اس حج کی سال آئندہ میں اور ہدی واجب ہوگی اور جو وہ عورت عمرہ کا احرام باندھے

تھی تو اس پر قضا اس عمرہ کی اور ہدی واجب ہوگی۔

۴۹۔ بَابُ هَدْيِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ (جس شخص کو حج نہ ملے اسکی ہدی کا بیان)

۱۷۶۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ خَرَجَ حَاجًّا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالنَّازِيَةِ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ أَضَلَّ رَوَاحِلَهُ وَإِنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَوْمَ النَّحْرِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اصْنَعْ مَا يَصْنَعُ الْمُعْتَمِرُ ثُمَّ قَدْ حَلَلْتَ فَإِذَا أَدْرَكَكَ الْحَجُّ قَابِلاً فَاحْجُجْ وَأَهْدِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ؛

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ابوایوب انصاری حج کرنے کو نکلے جب نازیہ میں پہنچے مکہ کے راستے میں (نازیہ ایک مقام کا نام ہے قریب صفرا وادی کے) تو ان کا اونٹ گم ہو گیا سو آئے وہ مکہ میں حضرت عمر بن الخطاب کے پاس دسویں تاریخ کو ذیحجہ کی اور بیان کیا ان سے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عمرہ کرلے (یعنی طواف اور سعی جو عمرہ کے ارکان ہیں کرلے) اور احرام کھول ڈال پھر سال آئندہ حج کے دن آئیں تو حج کر اور ہدی دے موافق اپنی طاقت کے۔

ف: ایک بکری بھی کافی ہے یہی حکم ہے ہر شخص کا جو حج کو جائے پھر حج نہ ملے تو طواف اور سعی کرکے احرام کھول ڈالے اور سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے ابوحنیفہ کے نزدیک ہدی واجب نہیں ہے۔

۱۷۷۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ هَبَّارَ بْنَ الْأَسْوَدِ جَاءَ يَوْمَ النَّحْرِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْحَرُ هَدْيَهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَخْطَأْنَا الْعِدَّةَ كُنَّا نَرَى أَنَّ هَذَا الْيَوْمَ يَوْمُ عَرَفَةَ فَقَالَ عُمَرُ اذْهَبْ إِلَى مَكَّةَ فَطُفْ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ وَانْحَرُوا هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ ثُمَّ احْلِقُوا أَوْ قَصِّرُوا وَارْجِعُوا فَإِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَحُجُّوا وَأَهْدُوا فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ ؛

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ہبار بن الاسود آئے یوم النحر کو اور عمر بن الخطابؓ نحر کر رہے تھے اپنی ہدی کا تو کہا انہوں نے اے امیر المومنین ہم نے تاریخ کے شمار میں غلطی کی ہم سمجھتے تھے کہ آج کا روز عرفہ کا روز ہے (یعنی آج نویں تاریخ ہے) حضرت عمرؓ نے کہا مکہ کو جاؤ اور تم اور تمہارے ساتھی سب طواف کرو اگر کوئی ہدی تمہارے ساتھ ہو تو اس کو نحر کر ڈالو پھر حلق کرو یا قصر اور لوٹ جاؤ اپنے وطن کو سال آئندہ آؤ اور حج کرو اور ہدی دو جس کو ہدی نہ ملے وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب لوٹے تب رکھے۔

۱۷۸۔ کہا مالک نے جس شخص نے قران کیا پھر اس کو حج نہ ملا تو وہ سال آئندہ بھی قران کرے اور دو ہدی دے ایک قران کی اور ایک حج کے فوت ہو جانے کی۔

۵۰۔ بَابُ هَدْيِ مَنْ أَصَابَ أَهْلَهُ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ

(جو شخص صحبت کرے اپنی بی بی سے قبل طواف الزیارۃ کے اس کی ہدی کا بیان)

۱۷۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے صحبت کی

وَقَعَ بِاَهْلِهٖ وَهُوَ بِمِنًى قَبْلَ اَنْ يُّفِيْضَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّنْحَرَ بَدَنَةً ۔

اپنی بی بی سے اور وہ منا میں تھا قبل طواف الزیارۃ کے تو حکم کیا اس کو عبداللہ بن عباس نے ایک اونٹ نحر کرنے کا۔

۱۸۰۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ الَّذِيْ يُصِيْبُ اَهْلَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّفِيْضَ يَعْتَمِرُ وَيُهْدِيْ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عباس نے کہا جو شخص صحبت کرے اپنی بی بی سے قبل طواف الزیارۃ کے تو وہ ایک عمرہ کرے اور ہدی دے۔

۱۸۱۔ عَنْ: رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ فِيْ ذٰلِكَ مِثْلَهٗ ۔

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

کہا مالک نے مجھے یہ روایت بہت پسند ہے کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص طواف الزیارۃ بھول کر مکہ سے اپنے شہر چلا آیا تو جواب دیا کہ اگر اس نے صحبت نہیں کی عورت سے تو لوٹ جائے اور طواف الزیارۃ ادا کرے اور اگر صحبت کر چکا تو لوٹ کر طواف ادا کرے پھر عمرہ کرے اور ہدی دے اور یہ نہیں چاہیئے کہ ہدی مکہ سے مول لے کر وہیں نحر کر دے بلکہ اپنے ساتھ ہدی نہ لایا ہو تو مکہ سے ہدی مول لے کر حرم کے باہر جائے اور وہاں سے اس کو ہانکتا ہوا اپنے ساتھ پھر مکہ میں لائے پھر وہاں نحر کرے۔

۵۱۔ بَابُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ (موافق طاقت کے ہدی کیا چیز ہے)

۱۸۲۔ عَنْ: جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاةٌ ۔

ترجمہ: حضرت علی فرماتے تھے کہ ما استیسر من الهدی سے مراد ایک بکری ہے۔

ف: اللہ جل جلالہ نے فرمایا فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الهدی جو شخص فائدہ اٹھائے عمرہ کر کے پھر حج کرنے سے تو اس پر موافق طاقت کے ایک ہدی ہے۔ اس ہدی سے مراد ایک بکری ہے یعنے ادنیٰ درجہ ایک بکری اور اعلیٰ درجہ اونٹ یا بیل یا گائے ہے۔

۱۸۳۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاةٌ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس کہتے تھے ما استیسر من الهدی سے ایک بکری مراد ہے۔

۱۸۴۔ کہا مالک نے یہ روایت مجھے بہت پسند ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں اے ایمان والو مت مارو شکار جب تم احرام باندھے ہو اور جو شخص مارے شکار تم میں سے قصداً تو اس پر جزا ہے مثل اس جانور کے جو مارا اس نے حکم لگا دیں اس کا دو مرد عادل تم میں سے یہ جزا ہدی ہو جو خانہ کعبہ میں پہنچے یا کفارہ ہو مسکینوں کا کھلانا یا برابر اس کے روزے تاکہ چکھے وبال اپنے کام کا۔ سو کبھی جانور کا بدلہ بکری بھی ہوتی ہے اور اللہ جل جلالہ نے اس کو ہدی کہا اس مسئلہ میں ہمارے نزدیک کچھ اختلاف نہیں ہے اور کیونکر کوئی اس میں شک کرے گا اس واسطے کہ جو جانور اونٹ یا بیل کے برابر نہیں اس کی جزا ایک بکری ہی ہوگی اور جو ایک بکری سے کم ہو تو اس میں کفارہ ہوگا روزے رکھے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

۱۸۵۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاةٌ اَوْ بَقَرَةٌ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے ما استیسر من الهدی سے ایک بکری یا گائے مراد ہے۔

۱۸۶۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ مَوْلَاةً لِعَمْرَةَ بِنْتِ

ترجمہ: عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک آزاد لونڈی

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُقَالُ لَهَا رُقَيَّةُ اَخْبَرَتْ اَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِلٰى مَكَّةَ قَالَتْ فَدَخَلَتْ عَمْرَةُ مَكَّةَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَاَنَا مَعَهَا فَطَافَتْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ دَخَلَتْ صُفَّةَ الْمَسْجِدِ فَقَالَتْ اَمَعَكِ مِقَصَّانِ فَقُلْتُ لَا فَقَالَتْ فَالْتَمِسِيهِ لِيْ فَالْتَمَسْتُهُ حَتّٰى جِئْتُ بِهٖ فَاَخَذَتْ مِنْ قُرُوْنِ رَاْسِهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ذَبَحَتْ شَاةً ۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی جس کا نام رقیہ تھا مجھ سے کہتی تھی کہ میں نکلی عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے ساتھ مکہ کو تو آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی عمرہ مکہ میں پہنچیں اور میں بھی ان کے ساتھ تھی تو طواف کیا خانہ کعبہ کا اور سعی کی درمیان میں صفا اور مروہ کے پھر عمرہ مسجد کے اندر گئیں اور مجھ سے کہا کہ تیرے پاس قینچی ہے میں نے کہا نہیں عمرہ نے کہا کہیں سے ڈھونڈ کر لا سو میں ڈھونڈ کر لائی عمرہ نے اپنی لٹیں بالوں کی اس سے کاٹیں جب یوم النحر ہوا تو ایک بکری ذبح کی ۔

ف : بال کاٹنے کا سبب یہ تھا کہ عمرہ نے تمتع کیا تھا سو عمرہ نے عمرہ ادا کر کے قصر کیا پھر حج کیا اور بکری ہدی کی تھی جو تمتع میں واجب ہے ۔

۵۲۔ بَابُ جَامِعِ الْهَدْيِ (مختلف حدیثیں ہدی کے بیان میں)

۱۸۷ ۔ عَنْ : صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ الْمَكِّيِّ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ جَاءَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَدْ ضَفَّرَ رَاْسَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّيْ قَدِمْتُ بِعُمْرَةٍ مُّفْرَدَةٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ كُنْتُ مَعَكَ اَوْ سَاَلْتَنِيْ لَاَمَرْتُكَ اَنْ تَقْرُنَ فَقَالَ الْيَمَانِيُّ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ خُذْ مَا تَطَايَرَ مِنْ رَاْسِكَ وَاَهْدِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ وَمَا هَدْيُهٗ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ هَدْيُهٗ فَقَالَتْ لَهٗ وَمَا هَدْيُهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا اَنْ اَذْبَحَ شَاةً لَكَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَصُوْمَ ۔

ترجمہ : صدقہ بن یسار مکی سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا عبداللہ بن عمرؓ کے پاس اور اس نے بٹ لیا تھا اپنے بالوں کو تو کہا اے ابا عبدالرحمٰن میں صرف عمرہ کا احرام باندھ کر آیا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اگر تو میرے ساتھ ہوتا یا مجھ سے پوچھتا تو میں تجھے قران کا حکم کرتا اس شخص نے کہا اب تو ہو چکا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جتنے بال تیرے پریشان ہیں ان کو کتروا ڈال اور ہدی دے ایک عورت عراق کی رہنے والی بولی اے ابا عبدالرحمٰن کیا ہدی ہے اس کی انہوں نے کہا جو ہدی ہے اس کی اس عورت نے کہا کیا ہدی ہے ۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میرے نزدیک تو یہ ہے کہ اگر مجھے سوا بکری کے کچھ نہ ملے تب بھی بکری ذبح کرنا بہتر ہے روزے رکھنے سے ۔

ف : یعنی تمتع میں روزہ رکھنے کا اس وقت حکم ہے جب ہدی نہ ملے اور بکری بھی ہدی ہو سکتی ہے پھر بکری ملتے ہوئے روزے رکھنا کیا ضروری ہے ۔

۱۸۸ ۔ عَنْ : نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ اِذَا حَلَّتْ لَمْ تَمْتَشِطْ حَتّٰى تَاْخُذَ مِنْ قُرُوْنِ رَاْسِهَا وَاِنْ كَانَ لَهَا هَدْيٌ لَمْ تَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا شَيْئًا حَتّٰى تَنْحَرَ هَدْيَهَا ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو جب احرام کھولے تو کنگھی نہ کرے جب تک اپنے بال کی لٹیں نہ کٹوا دے اور جو اس کے پاس ہدی ہو تو اپنے بال نہ کتروائے جب تک ہدی نحر نہ کرے ۔

مالک نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے کہ مرد اور اس کی عورت دونوں ایک اونٹ میں شریک نہیں ہو سکتے بلکہ ہر ایک کے واسطے

جُدا جُدا اونٹ چاہیے ۔ **سوال** ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص کے ساتھ ہدی روانہ کی گئی تاکہ نحر کرے اس کو حج میں اور اس شخص نے احرام باندھا عمرہ کا تو وہ نحر کرے ہدی کو جب احرام کھولے عمرہ کا یا تاخیر کرے اس کی نحر میں حج تک تو جواب دیا کہ تاخیر کرے ہدی کی نحر میں اور نحر کرے اس کو حج میں اور وہ عمرہ کرے احرام کھول ڈالے **کہا** مالک نے جس شخص پر ہدی کا حکم ہو ازشکار کے عوض یا اور کسی وجہ سے ہدی اس پر واجب ہوئی تو اس کو چاہیے کہ ہدی مکہ میں لے کر آئے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ یعنے ہدی پہنچنے والی ہو کعبہ میں اور جو شکار کے بدلے میں یا ہدی کے عوض میں روزے رکھنا پڑیں یا صدقہ دینا لازم آئے تو اختیار ہے کہ جہاں چاہے روزے رکھے یا صدقہ دے حرم میں یا غیر حرم میں ۔

۱۸۹۔ **عَنْ** : اَبِیْ اَسْمَآءَ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ فَخَرَجَ مَعَهٗ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَمَرُّوْا عَلٰى حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ مَرِيْضٌ بِالسُّقْيَا فَاَقَامَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَتّٰى اِذَا خَافَ الْفَوْتَ خَرَجَ وَبَعَثَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَّ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَهُمَا بِالْمَدِيْنَةِ فَقَدِمَا عَلَيْهِ ثُمَّ اِنَّ حُسَيْنًا اَشَارَ اِلٰى رَاْسِهٖ فَاَمَرَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ بِرَاْسِهٖ فَحُلِقَ ثُمَّ نَسَكَ عَنْهُ بِالسُّقْيَا فَنَحَرَ عَنْهُ بَعِيْرًا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَكَانَ حُسَيْنٌ خَرَجَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِيْ سَفَرِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى مَكَّةَ ؞

ترجمہ: ابو اسماء سے جو مولیٰ ہیں عبداللہ بن جعفر کے روایت ہے کہ عبداللہ بن جعفر کے ساتھ مدینہ سے نکلے (واسطے حج کے) تو گذرے حسین بن علی پر اور وہ بیمار تھے سقیا میں پس ٹھہرے رہے وہاں عبداللہ بن جعفر یہاں تک کہ جب خوف ہوا حج کے فوت ہو جانے کا تو نکل کھڑے ہوئے عبداللہ بن جعفر اور ایک آدمی بھیجدیا حضرت علی کے پاس اور ان کی بی بی اسماء بنت عمیس کے پاس وہ دونوں مدینہ میں تھے تو آئے حضرت علی اور اسماء مدینہ سے امام حسین کے پاس انہوں نے اشارہ کیا اپنے سر کی طرف حضرت علی نے حکم کیا ان کا سر مونڈا گیا سقیا میں پھر قربانی کی ان کی طرف سے ایک اونٹ کی وہیں سقیا میں کہا یحییٰ بن سعید نے کہ امام حسین حضرت عثمان بن عفان کیساتھ نکلے تھے حج کرنے کو ۔

۵۳۔ بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ (عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کا بیان)

۱۹۰۔ **عَنْ** : مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوْا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوْا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ ؞ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفات تمام ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن عرنہ میں نہ ٹھہرو اور مزدلفہ تمام ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن محسر میں نہ ٹھہرو ۔

ف : عبدالرزاق نے اتنا زیادہ کیا کہ تمام منا قربانی کی جگہ ہے اور تمام گلیاں اور راستے مکہ کے قربانی کے مقام ہیں ۔ اگرچہ کل عرفات میں سوا بطن عرنہ کے ٹھہرنا درست ہے مگر صخرات کے پاس جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے تھے اترنا افضل ہے ۔

۱۹۱۔ **عَنْ** : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِعْلَمُوْا اَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا عُرَنَةَ وَاَنَّ الْمُزْدَلِفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ ؞

ترجمہ : عبداللہ بن الزبیر کہتے تھے جانو تم کہ عرفات سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن محسر ۔

۱۹۲۔ کہا مالک نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ نہ رفث ہے نہ فسق ہے نہ جھگڑا ہے

حج میں تو رفث کے معنے جماع کے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے فرماتا ہے اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ حلال ہے تمہارے لئے روزوں کی رات میں جماع اپنی عورتوں سے یہاں پر رفث سے جماع مراد ہے **ف** : بعضوں نے رفث کے معنے فحش باتوں کے لئے ہیں بعضوں نے عورتوں کے سامنے شہوت ناک بات کرنے کو رفث کہا ہے ابن عباس سے یہی منقول ہے ۔

بقیہ قول مالک " اور فسق سے مراد ذبح کرنا ہے جانوروں کا واسطے بتوں کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یا فسق وہ یہ ہے کہ پکارا جانور پر سوا خدا کے اور کسی کا نام اور جھگڑا یہ ہے کہ قریش مزدلفہ میں قزح پاس ٹھہرتے تھے اور باقی سب عرفات میں اترتے تھے تو دونوں فرقے آپس میں لڑتے تھے جھگڑتے تھے یہ کہتے تھے ہم سیدھی راہ اور ٹھیک راستے پر ہیں وہ کہتے تھے ہم صحیح طریقے پر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُسْتَقِيمٍ یعنے ہم نے ہر گروہ کے لئے ایک طریقہ کر دیا وہ اس پر چلتے ہیں تو نہ جھگڑیں تجھ سے دین میں اور بلا تو اپنے پروردگار کی طرف بے شک تو سیدھی راہ پر ہے تو حج میں جھگڑنے کے یہی معنی ہیں واللہ اعلم اور میں نے سنا ہے یہ اہل علم سے ۔

۵۴۔ بَابُ وُقُوفِ الرَّجُلِ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ وَوُقُوفِهِ عَلَىٰ دَابَّتِهِ

(بے وضو عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کا اور سوار ہو کر ٹھہرنے کا بیان)

۱۹۳۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالک سے کہ عرفات میں یا مزدلفہ میں کوئی آدمی بے وضو ٹھہر سکتا ہے یا بے وضو کنکریاں مار سکتا ہے یا بے وضو صفا اور مروہ کے درمیان میں دوڑ سکتا ہے تو جواب دیا کہ جتنے ارکان حائضہ عورت کر سکتی ہے وہ سب کام مرد بے وضو کر سکتا ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں آتا مگر افضل یہ ہے کہ ان سب کاموں میں با وضو ہو اور قصداً بے وضو ہونا اچھا نہیں ہے ۔ سوال ہوا مالک سے کہ عرفات میں سوار ہو کر ٹھہرے یا اتر کر لیوے سوار ہو کر مگر جب کوئی عذر ہو اس کو یا اس کے جانور کو تو اللہ جل جلالہٗ قبول کرنے والا ہے عذر کو ۔ **ف** : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف سوار ہو کر کیا ہے ۔ (مسلم)

۵۵۔ بَابُ وُقُوفِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ (وقوف عرفات کی انتہا کا بیان)

۱۹۴۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ لَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے تھے جو شخص عرفہ میں نہ ٹھہرا یوم النحر کے طلوع فجر تک تو فوت ہو گیا حج اس کا اور جو یوم النحر کے طلوع فجر سے پہلے عرفہ میں ٹھہرا تو اس نے پالیا حج کو ۔

ف : عرفات میں ٹھہرنے کا وقت نویں تاریخ کے زوال سے یوم النحر کی فجر تک ہے اس درمیان میں اگر ساعت بھر عرفات میں ٹھہر جائے گا تو حج مل جائے گا ۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے ۔

۱۹۵۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَدْرَكَهُ

ترجمہ : عروہ بن الزبیر نے کہا کہ جب مزدلفہ کی رات کی صبح ہو

الْفَجْرُ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ وَلَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ ؞

گئی اور وہ عرفہ میں نہ ٹھہرا تو حج اس کا فوت ہوگیا اور جو مزدلفہ کی رات کو عرفہ میں ٹھہر اطلوع فجر سے پہلے تو پالیا اس نے حج کو۔

۱۹۶۔ کہا مالک نے کہ اگر غلام آزاد ہوا عرفات میں تو یہ حج اس کا فرض حج نہ ہوگا مگر جب اس نے احرام نہ باندھا ہو اور بعد آزادی کے احرام باندھ کر یوم النحر کے فجر سے پیشتر عرفات میں ٹھہر جائے تو فرض حج اس کا ادا ہوجائے گا اگر اس نے طلوع فجر تک احرام نہ باندھا تو اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی کا حج فوت ہوگیا اور اس نے وقوف عرفہ مزدلفہ کی شب کے طلوع فجر تک نہ پایا تو اس غلام پر فرض حج کا ادا کرنا لازم رہے گا۔

۵۶۔ بَابُ تَقْدِيمِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ (عورتوں اور لڑکوں کو آگے روانہ کردینے کا بیان)

۱۹۷۔ عَنْ: سَالِمٍ وَعُبَيْدِ اللهِ ابْنَيْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُمَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ أَهْلَهُ وَصِبْيَانَهُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى حَتَّى يُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمِنًى وَيَرْمُوا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ ؞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: سالم اور عبیداللہ سے جو دو بیٹے ہیں عبداللہ بن عمر کے روایت ہے کہ ان کے باپ عبداللہ بن عمرؓ آگے روانہ کر دیتے تھے عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے منا کو تاکہ نماز صبح کی منا میں پڑھ کر لوگوں کے آنے سے اول کنکریاں ماریں۔

ف: کیونکہ جب لوگ منا میں آجاتے ہیں تو ہجوم کی وجہ سے عورتوں اور بچوں کو کنکریاں مارنے میں نہایت تکلیف ہوتی ہے۔

۱۹۸۔ عَنْ مَوْلَاةٍ لِأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ جِئْنَا مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ مِنًى بِغَلَسٍ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ ذٰلِكَ مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ؞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر کی آزاد لونڈی سے روایت ہے کہ ہم اسماء بنت ابی بکر کے ساتھ منا میں آئے اندھیرے منہ تو میں نے کہا کہ ہم منا میں اندھیرے منہ آگئے اسماء نے کہا ہم ایسا ہی کرتے تھے اُس شخص کے ساتھ جو تجھ سے بہتر تھے۔

ف: یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں ساری رات رہنا واجب نہیں ہے بلکہ تھوڑی دیر ٹھہرنا کافی ہے۔

۱۹۹۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ رَمْيَ الْجَمْرَةِ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ وَمَنْ رَمٰى فَقَدْ حَلَّ لَهُ النَّحْرُ ؞

ترجمہ: امام مالک نے سنا بعض اہل علم سے مکروہ جانتے تھے کنکریاں مارنا قبل طلوع فجر کے یوم النحر سے اور جس نے ماریں تو نحر اس کو حلال ہوگیا۔

۲۰۰۔ عَنْ: هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَرَى أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ بِالْمُزْدَلِفَةِ تَأْمُرُ الَّذِي يُصَلِّي لَهَا وَلِأَصْحَابِهَا الصُّبْحَ يُصَلِّي لَهُمُ الصُّبْحَ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ ثُمَّ

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت المنذر کہتی تھیں اسماء بنت ابی بکر کو مزدلفہ میں حکم کرتی تھیں اس شخص کو جو امامت کرتا تھا ان کی ان کے ساتھیوں کی نماز میں کہ نماز پڑھائے صبح کی فجر نکلتے ہی پھر سوار ہو کر منیٰ کو آتی تھیں اور توقف نہ

تَرْكَبُ فَتَسِيرُ إِلَى مِنًى وَلَا تَقِفُ ۔ | کرتی تھیں ۔

۵۷۔ بَابُ السَّيْرِ فِي الدَّفْعَةِ (عرفات سے لوٹتے وقت چلنے کا بیان)

۲۰۱۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ فَقَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً نَصَّ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عروہ بن الزبیر نے کہا کہ سوال ہوا اُسامہ بن زید سے اور میں بیٹھا تھا پاس ان کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج وداع میں کس طرح چلاتے تھے اونٹ کو کہا انھوں نے چلاتے تھے ذرا تیز جب جگہ پاتے تو خوب دوڑا کر چلاتے تھے ۔

ف : ذرا تیز چال کو عربی میں عنق کہتے ہیں جس سے جانور کی گردن ہلے اور اس سے تیز چال کو نص کہتے ہیں کہا مالک نے کہا ہشام نے نص عنق سے زیادہ ہے ۔

۲۰۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَرِّكُ رَاحِلَتَهُ فِي بَطْنِ مُحَسِّرٍ قَدْرَ رَمْيَةٍ بِحَجَرٍ ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر تیز کرتے تھے اپنے اونٹ کو بطن محسر میں ایک ڈھیلے کی مار تک ۔

۵۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّحْرِ فِي الْحَجِّ (حج میں نحر کرنے کا بیان)

۲۰۳۔ عَنْ : مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمِنًى هٰذَا الْمَنْحَرُ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ وَقَالَ فِي الْعُمْرَةِ هٰذَا الْمَنْحَرُ يَعْنِي الْمَرْوَةَ وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ وَطُرُقِهَا مَنْحَرٌ ۔ (اخرجہ عن جابر ابو داؤد وابن ماجہ)

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منا کو نحر کی جگہ یہ ہے اور ساری منا نحر کی جگہ ہے اور عمرہ میں کہا مروہ کو نحر کی جگہ یہ ہے اور سب راستے مکہ کے نحر کی جگہ ہے ۔

۲۰۴۔ عَنْ : عَائِشَةَ تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا نَحَرَ رَسُولُ

ترجمہ : حضرت ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ ہم نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب پانچ راتیں باقی رہی تھیں ذیقعدہ کی اور ہم کو گمان یہی تھا کہ آپ حج کو نکلے ہیں جب ہم نزدیک ہوئے مکہ سے تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جس کے ساتھ ہدی نہ تھی کہ طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے کہا عائشہ نے کہ یوم النحر کے دن ہمارے پاس گوشت آیا گائے کا تو میں نے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کی طرف سے نحر کیا ہے کہا یحییٰ نے میں نے اس حدیث کو بیان کیا قاسم بن محمد سے انھوں نے کہا قسم خدا کی عمرہ نے اس حدیث کو پورا پورا بیان کیا ۔

۲۰۵۔ عَنْ : حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا

ترجمہ : حضرت ام المؤمنین حفصہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا لوگوں نے احرام کھول ڈالا

وَلَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ فَقَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ ﴿اخرجہ البخاری و مسلم﴾

اور آپ نے عمرہ کر کے اپنا احرام نہیں کھولا تو فرمایا آپ نے میں نے تلبید کی اپنے سر کی (تلبید کہتے ہیں سر کے بالوں کو جما لینے کو گوند یا لعاب خطمی وغیرہ سے تا کہ بال پریشان نہ ہوں) اور تقلید کی اپنی ہدی کی تو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک نحر نہ کر لوں گا۔

ف: امام ابوحنیفہ اور امام احمد کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ جو شخص تمتع کرے لیکن ہدی ساتھ لے جائے اس کو عمرہ کر کے احرام کھولنا درست نہیں یہاں تک کہ حج سے فراغت ہو اور ہدی کو نحر کرے اور ایسا ہی جابر کی حدیث میں ہے جو صحیحین میں مروی ہے اور مالکیہ اور شافعیہ نے اس میں خلاف کیا ہے۔

(۵۹) بَابُ الْعَمَلِ فِي النَّحْرِ (نحر کرنے کا بیان)

۲۰۶۔ **عَنْ**: جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ بَعْضَ هَدْيِهٖ بِيَدِهٖ وَنَحَرَ غَيْرُهٗ بَعْضَهٗ ﴿اخرجہ مسلم عن جابر﴾

ترجمہ: حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے بعض جانوروں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بعضوں کو اوروں نے ذبح کیا۔

۲۰۷۔ **عَنْ**: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ نَذَرَ بَدَنَةً فَاِنَّهٗ يُقَلِّدُهَا نَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهَا ثُمَّ يَنْحَرُهَا عِنْدَ الْبَيْتِ اَوْ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَيْسَ لَهَا مَحِلٌّ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَنْ نَذَرَ جَزُوْرًا مِّنَ الْاِبِلِ اَوِ الْبَقَرِ فَلْيَنْحَرْهَا حَيْثُ شَاءَ ؕ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا جو شخص نذر کرے بدنہ کی (بدنہ اونٹ یا گائے یا بیل کو کہتے ہیں جو بھیجا جائے مکہ کو قربانی کے واسطے) تو اس کے گلے میں دو جوتیاں لٹکا دے اور اشعار کرے پھر نحر کرنے اس کو بیت اللہ کے پاس یا منا میں دسویں تاریخ ذیحجہ کی اسکے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہے اور جو شخص نذر کرے قربانی کی اونٹ یا گائے کی اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نحر کرے۔

۲۰۸۔ **عَنْ**: هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يَنْحَرُ بُدْنَهٗ قِيَامًا ؕ

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ نحر کرتے تھے اپنے اونٹوں کو کھڑا کر کے۔

کہا مالک نے کسی کو درست نہیں ہے کہ ہدی کی نحر سے پہلے سر منڈائے اور نہ یہ درست ہے کہ یوم النحر کے طلوع فجر سے پیشتر نحر کرے بلکہ نحر کرنا اور کپڑے بدلنا اور میل چھوڑانا اور سر منڈانا یہ سب کام دسویں تاریخ چاہئیں اس سے پہلے درست نہیں ہیں۔

۶۰۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِلَاقِ (سر منڈانے کا بیان)

۲۰۹۔ **عَنْ**: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرنے والوں پر صحابہ نے کہا اور قصر کرنے والوں پر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرنے والوں پر صحابہ نے کہا اور قصر کرنے والوں پر

قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)
یارسول اللہ آپ نے فرمایا اور قصر کرنے والوں پر۔

ف : حلق کہتے ہیں تمام سر منڈانے کو اور قصر کہتے ہیں بال کم کرنے کو کسی طرف سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حلق افضل ہے قصر سے اور قصر بھی کافی ہے محمد بن الحسن نے کہا کہ یہی قول ہے ابوحنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا۔

۲۱۰۔ عَنْ : عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ لَيْلًا وَهُوَ مُعْتَمِرٌ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَيُؤَخِّرُ الْحِلَاقَ حَتّٰى يُصْبِحَ قَالَ وَلٰكِنَّهٗ لَا يَعُوْدُ اِلَى الْبَيْتِ فَيَطُوْفُ بِهٖ حَتّٰى يَحْلِقَ رَاْسَهٗ قَالَ وَرُبَّمَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاَوْتَرَ فِيْهِ وَلَا يَقْرَبُ الْبَيْتَ ۞

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن القاسم سے روایت ہے کہ ان کے باپ قاسم بن محمد مکہ میں عمرہ کا احرام باندھ کر رات کو آتے اور طواف وسعی کر کے حلق میں تاخیر کرتے صبح تک لیکن جب تک حلق نہ کرتے بیت اللہ کا طواف نہ کرتے اور کبھی مسجد میں آن کر وتر پڑھتے لیکن بیت اللہ کے قریب نہ جاتے۔

ف : کیونکہ جب تک حلق نہیں کیا عمرہ کا احرام نہیں کھلا اگر قبل اس کے طواف کریں تو ایک عمرہ میں دو طواف ہو جائیں۔

۲۱۔ کہا مالک نے (فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولیقضوا تفثہم چاہیے کہ نکالیں تفث اپنا) تفث کہتے ہیں سر منڈانے اور کپڑے پہننے کو۔ اور جو اس سے متعلق ہیں۔

ف : بعضوں نے تفث کے معنے میل کچیل کے رکھے ہیں یعنے دور کریں اپنا میل اور نہائیں کپڑے بدلیں اور بعضوں نے تفث کے معنے حاجت کے رکھے ہیں۔ (محلی)

سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص حلق بھول گیا حج میں کیا وہ مکہ میں حلق کر لے جواب دیا ہاں کر لے لیکن منا میں حلق کرنا اچھا ہے۔

۲۱۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ کوئی شخص سر نہ منڈائے اور بال نہ کتروائے یہاں تک کہ نحر کرے ہدی کو اگر اس کے ساتھ ہو اور جو چیزیں احرام میں حرام تھیں ان کا استعمال نہ کرے جب تک احرام نہ کھولے منا میں یوم النحر کو کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ (مت منڈاؤ سروں کو اپنے جب تک ہدی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔

۶۱۔ بَابُ التَّقْصِيْرِ (قصر کا بیان)

۲۱۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا اَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيْدُ الْحَجَّ لَمْ يَاْخُذْ مِنْ رَاْسِهٖ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يَحُجَّ ۞

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب رمضان کے روزوں سے فارغ ہوتے اور حج کا قصد ہوتا تو سر اور داڑھی کے بال نہ لیتے یہاں تک کہ حج کرتے۔

۲۔ کہا مالک نے یہ امر سب لوگوں پر واجب نہیں ہے۔

۲۱۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا حَلَقَ فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ اَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهٖ وَشَارِبِهٖ ۞

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب حلق کرتے حج یا عمرے میں تو اپنی داڑھی اور مونچھ کے بال لیتے۔

۲۱۰۔ عَنْ : رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلًا

ترجمہ : ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص

أَتَى الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ وَأَفَاضَتْ مَعِيَ أَهْلِي ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى شِعْبٍ فَذَهَبْتُ لِأَدْنُوَ مِنْ أَهْلِي فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُقَصِّرْ مِنْ شَعَرِي بَعْدُ فَأَخَذْتُ مِنْ شَعَرِهَا بِأَسْنَانِي ثُمَّ وَقَعْتُ بِهَا فَضَحِكَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقَالَ مُرْهَا فَلْتَأْخُذْ مِنْ شَعَرِهَا بِالْجَلَمَيْنِ ۞

آیا قاسم بن محمد پاس اور اس نے کہا کہ میں نے طواف الافاضہ کیا اور میرے ساتھ میری بی بی نے بھی طواف الافاضہ کیا پھر میں ایک گھاٹی کی طرف گیا تاکہ صحبت کروں اپنی بی بی سے وہ بولی کہ میں نے ابھی بال نہیں کترواۓ میں نے دانتوں سے اس کے بال کترے اور اس سے صحبت کی قاسم بن محمد ہنسے اور کہا کہ حکم کر اپنی عورت کو کہ بال کترے قینچی سے۔

ف: اور مرد پر کچھ لازم نہیں آیا کیونکہ طواف الافاضہ کے بعد صحبت درست ہے مگر اتنا قصور ہوا کہ عورت کے قصر سے پہلے صحبت کی سو کہا مالک نے کہ میرے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ وہ مرد ایک قربانی کرے کیونکہ عبداللہ بن عباس نے کہا جو شخص ارکان حج سے کوئی رکن بھول جائے تو وہ ایک قربانی کرے۔

۲۱۷۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِهِ يُقَالُ لَهُ الْمُجَبَّرُ قَدْ أَفَاضَ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ جَهِلَ ذٰلِكَ فَأَمَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنْ يَرْجِعَ فَيَحْلِقَ أَوْ يُقَصِّرَ ثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى الْبَيْتِ فَيُفِيضَ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمر اپنے عزیزوں میں سے ایک شخص سے ملے جس کا نام مجبر تھا (وہ بھتیجے تھے عبداللہ بن عمر کے عبدالرحمٰن بن عمر کے بیٹے) انہوں نے طواف الافاضہ کر لیا تھا اور نہ حلق کیا نہ قصر نادانی سے تو حکم کیا ان کو عبداللہ بن عمر نے لوٹ جانے کا اور حلق یا قصر کرکے اور طواف الزیارۃ دوبارہ کرنے کا۔

۲۱۸۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ دَعَا بِالْجَلَمَيْنِ فَقَصَّ شَارِبَهُ وَأَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ وَقَبْلَ أَنْ يُهِلَّ مُحْرِمًا ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر جب ارادہ کرتے احرام کا تو قینچی منگاتے اور مونچھ اور داڑھی کے بال لیتے قبل سواری کے اور قبل لبیک کہنے کے احرام باندھ کر۔

۶۲۔ بَابُ التَّلْبِيْدِ (تلبید کا بیان) اس کے معنی اوپر بیان ہوئے

۲۱۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ ضَفَرَ فَلْيَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالتَّلْبِيْدِ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا جو شخص بال گوندھے (احرام کے وقت) وہ سر منڈا دے (احرام کھولتے وقت) اور اس طرح بال نہ گوندھو کہ تلبید سے مشابہت ہو جاۓ۔

ف: کیونکہ حضرت عمر کے نزدیک جو شخص تلبید کرے اسکو قصر درست ہے مگر جو بال گوندھے اس کو سر منڈانا ضروری ہے تو فرمایا کہ اسطرح سر نہ گوندھو کہ تلبید معلوم ہو حلق سے بچنے کے واسطے۔

۲۲۰۔ عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ عَقَصَ رَأْسَهُ أَوْ ضَفَرَ أَوْ لَبَّدَ فَقَدْ

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا جو شخص جوڑا باندھے یا گوندھے یا تلبید

وَجَبَ عَلَيْهِ الْحِلَاقُ ۔ کرے بالوں کو (احرام کے وقت) تو واجب ہو گیا اس پر منڈانا۔

ف : یہی قول ہے جمہور علماء مثل مالک اور ثوری اور احمد اور شافعی کا اور حنفیہ کے نزدیک اختیار ہے خواہ قصر کرے یا حلق اور شافعی کا قول جدید بھی یہی ہے۔ یہ اثر مخالف ہے اس اثر کے جو ابھی گزرا شاید اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْبَيْتِ وَتَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ وَتَعْجِيْلِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

(بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کا اور عرفات میں نماز قصر کرنے کا اور خطبہ جلدی پڑھنے کا بیان)

۲۲۱۔ **عَنْ** : عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا قَالَ عَبْدُ اللهِ فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَاصَنَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَّسَارِهٖ وَعَمُوْدَيْنِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَّرَآءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبہ شریف کے اندر اور ان کے ساتھ اسامہ بن زید اور بلال بن رباح اور عثمان بن طلحہ تھے تو دروازہ بند کر لیا اور وہاں ٹھہرے رہے عبداللہ نے کہا میں نے بلال سے پوچھا جب نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کہا انہوں نے ایک ستون کو بائیں طرف کیا اور دو ستون داہنی طرف اور تین ستون پیچھے اپنے اور خانہ کعبہ میں ان دنوں چھ ستون تھے پھر نماز پڑھی آپ نے۔

ف : صحیحین میں ہے کہ دو رکعتیں آپ نے پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ باب کعبہ کی طرف آپ نے پشت کی اور دیوار کعبہ سے تین ہاتھ کے فاصلے پر نماز پڑھی۔

۲۲۲۔ **عَنْ** : سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ اَنْ لَّا تُخَالِفَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْحَجِّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَهٗ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَاَنَا مَعَهٗ فَصَاحَ بِهٖ عِنْدَ سُرَادِقِهٖ اَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ عَلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَقَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَانْظُرْنِيْ حَتّٰى اُفِيْضَ عَلٰى مَاءً ثُمَّ اَخْرُجَ فَنَزَلَ عَبْدُ اللهِ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَبِيْ فَقُلْتُ لَهٗ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ

ترجمہ : سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ لکھا عبدالملک بن مروان نے (جب وہ خلیفہ تھا) حجاج بن یوسف (ثقفی ظالم خونخوار) کو جب وہ آیا تھا عبداللہ بن الزبیرؓ سے لڑنے کو اور ان کو شہید کر کے حاکم بنا تھا مکہ کا) کہ نہ خلاف کیجیو عبداللہ بن عمرؓ کا کسی بات میں حج کے کاموں میں سے کہا سالم نے جب عرفہ کا روز ہوا تو عبداللہ بن عمرؓ زوال ہوتے ہی آئے اور میں بھی ان کے ساتھ اور پکارا حجاج کے خیمہ کے پاس کہ کہاں ہے حجاج تو نکلا حجاج ایک چادر کسم میں رنگی ہوئی اوڑھے ہوئے اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اگر سنت کی پیروی چاہتا ہے تو چل حجاج بولا ابھی؟ انہوں نے کہا ہاں ابھی حجاج نے کہا مجھے تھوڑی مہلت دو کہ میں نہالوں

اَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلٰوةَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ صَدَقَ ۔ (اخرجہ البخاری)

پھر نکلا ہوں عبداللہ بن عمر سواری سے اُتر پڑے پھر حجاج نکلا سویرے اور میرے باپ عبداللہ کے بیچ میں آ گیا میں نے اس سے کہا اگر تجھ کو سنت کی پیروی منظور ہو تو آج کے روز خطبہ کو کم کر اور نماز جلدی پڑھ وہ عبداللہ کی طرف دیکھنے لگا تاکہ اُن سے سُنے جب عبداللہ نے یہ دیکھا تو کہا سچ کہا سالم نے ۔

ف : حالانکہ احرام میں کسم کا رنگ ممنوع ہے مگر حجاج ایسا ظالم فاسق فاجر تھا کہ اُس نے حرم محترم کی کچھ رعایت نہ کی اور عبداللہ بن الزبیر کے سے شخص کو جو علاوہ صحابی ہونے کے بہت فضائل اور علوم سے ممتاز تھے ناحق قتل کیا تو اس کو ایسی خفیف ممنوعات کا کیا خیال ہو گا اسی وجہ سے عبداللہ بن عمر نے اُسے منع نہ کیا ۔

۶۴۔ بَابُ صَلٰوةِ مِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَالْجُمُعَةِ بِمِنًى وَعَرَفَةَ

(منا میں آٹھویں تاریخ نمازوں کا بیان اور جمعہ منا اور عرفہ میں آ پڑنے کا بیان)

۲۲۳۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ بِمِنًى ثُمَّ يَغْدُوْ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِلٰى عَرَفَةَ ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نماز پڑھتے تھے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی منا میں پھر صبح کو جب آفتاب نکل آتا تو عرفات کو جاتے ۔

۲۲۴۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ امام ظہر کی نماز میں عرفات میں قرأت کو جہر سے نہ پڑھے اور خطبہ پڑھے عرفہ کے روز اور نماز عرفہ کی درحقیقت وہی ظہر ہے مگر اس میں قصر ہو گیا سفر کی وجہ سے ۔

ف : جو لوگ مکہ کے رہنے والے ہیں وہ بھی قصر کریں عرفات میں اور جو باہر کے رہنے والے ہیں وہ بھی قصر کریں مگر جو منا یا عرفات کے رہنے والے ہیں وہ قصر نہ کریں ۔ یہ مذہب امام مالک کا ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکہ والوں کو عرفات میں قصر درست نہیں ہے کہا مالک نے اگر عرفہ کے دن جمعہ پڑے یا یوم النحر یا ایام التشریق کو جمعہ آ پڑے تو ان دنوں میں نماز جمعہ کی نہ پڑھی جائے ۔ ف : اس واسطے کہ حجۃ الوداع جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حج جمعہ کے دن واقع ہوا تھا تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر کی اور بیچ میں کوئی نفل نہ پڑھا ۔ (مسلم)

۶۵۔ بَابُ صَلٰوةِ الْمُزْدَلِفَةِ (مزدلفہ میں نماز کا بیان)

۲۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی مغرب کی اور عشا کی مزدلفہ میں ملا کر ۔

ف : جیسے عرفات میں ظہر اور عصر کی ملا کر پڑھی تھی ۔

۲۲۶۔ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ : اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ فَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا ؛ (اخرجہ البخاری ومسلم)

علیہ وسلم لوٹے عرفات سے یہاں تک کہ جب پہنچے گھاٹی میں اترے اور پیشاب کیا اور وضو کیا لیکن پورا وضو نہ کیا میں نے کہا نماز یا رسول اللہ آپ نے فرمایا نماز آگے ہے تیرے پھر سوار ہوئے جب مزدلفہ میں آئے اترے اور پورا وضو کیا پھر تکبیر ہوئی تو نماز پڑھی مغرب کی بعد اس کے ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنی جگہ میں بٹھایا پھر تکبیر ہوئی عشا کی آپ نے عشا کی نماز پڑھی بیچ میں ان دونوں کے کوئی نماز نہ پڑھی۔

ف : آپ نے عرفات میں ظہر کے وقت عصر کی نماز بھی پڑھ لی تو یہ جمع تقدیم ہوئی اور مزدلفہ میں عشا کے وقت مغرب کی نماز پڑھی یہ جمع تاخیر ہوئی۔

۲۲۷- عَنْ : أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا ؛ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابو ایوب انصاری نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب اور عشا ملا کر مزدلفہ میں پڑھیں۔

۲۲۸- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا ؛

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر مغرب اور عشا مزدلفہ میں ایک ساتھ پڑھتے تھے۔

۶۶- بَابُ صَلٰوةِ مِنًى (منیٰ کی نماز کے بیان میں)

۲۲۹- کہا مالک نے مکہ کے رہنے والے جب حج کو جائیں تو منا میں قصر کریں دو رکعتیں پڑھیں جب تک حج سے لوٹیں۔

۲۳۰- عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلٰوةَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ شَطْرَ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا بَعْدَ ذٰلِكَ ؛ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں نماز کی منا میں دو رکعتیں پڑھیں (یعنے قصر کیا) اور ابوبکر نے بھی وہاں دو رکعتیں پڑھیں اور عمر بن الخطاب نے بھی دو رکعتیں وہاں پڑھیں اور عثمان بن عفان نے بھی دو رکعتیں پڑھیں منا میں آدھی خلافت تک پھر چار پڑھنے لگے۔

ف : کیونکہ قصر اور اتمام دونوں درست ہیں مسافر کو اتمام میں زیادہ مشقت ہے اس واسطے حضرت عثمان نے اس کو اختیار کیا۔ بعضوں نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے بعد حج کے نیت اقامت کی کرلی تھی۔ بعضوں نے کہا وہاں انہوں نے نکاح کیا تھا۔ بعضوں نے کہا اس سال بدوی لوگ بہت آئے تھے تو پوری نماز پڑھی تاکہ معلوم ہو کہ اصل چار رکعتیں ہیں۔ واللہ اعلم

۲۳۱- عَنْ : سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب جب مکہ میں آئے تو دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے کہا اے مکہ والو تم اپنی نماز پوری کرو کیونکہ ہم مسافر ہیں پھر منا میں بھی حضرت عمر

ثُمَّ صَلّٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا۔

نے وہی رکعتیں پڑھیں لیکن ہم کو یہ نہیں پہنچا کہ وہاں کچھ کہا۔

ف: کیونکہ مکہ میں کہہ چکے تھے ان لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت عمر اور اُن کے ساتھی مسافر ہیں پھر منا میں دوبارہ آگاہ کرنے کی کیا ضرورت تھی علاوہ اس کے امام مالک کے نزدیک مکہ والوں کو بھی منا میں قصر کرنا چاہیئے۔

۲۲۱۔ **عَنْ**: اَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلّٰى لِلنَّاسِ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ ثُمَّ صَلّٰى عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى وَلَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا۔

ترجمہ: اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے مکہ میں دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے کہا اے مکہ والو تم اپنی نماز پوری کرو کیونکہ ہم مسافر ہیں پھر منا میں بھی حضرت عمر نے دو ہی رکعتیں پڑھیں لیکن ہم کو یہ نہیں پہنچا کہ وہاں کچھ کہا ہو۔

سوال ہوا امام مالک سے کہ اہل مکہ عرفات میں چار رکعتیں پڑھیں یا دو رکعتیں اور امیر الحاج بھی اگر مکہ کا رہنے والا ہو تو وہ ظہر اور عصر کی عرفات میں چار رکعتیں پڑھے یا دو رکعتیں اور اہل مکہ جب تک منا میں رہیں تو قصر کریں یا نہیں تو جواب دیا کہ اہل مکہ منا اور عرفات میں جب تک رہیں دو دو رکعتیں پڑھیں اور قصر کرتے رہیں مکہ میں پہنچنے تک اور امیر الحاج اگر مکہ کا رہنے والا ہو تو وہ بھی قصر کرے عرفہ اور منا میں۔ **کہا** مالک نے اگر کوئی منا کا رہنے والا ہو تو وہ قصر نہ کرے بلکہ چار پوری پڑھے جب تک منا میں رہے اسی طرح اگر کوئی عرفات کا رہنے والا ہو وہ بھی وہاں قصر نہ کرے۔

۶۷۔ بَابُ صَلٰوةِ الْمُقِيْمِ بِمَكَّةَ وَمِنًى (مقیم کی نماز کا بیان مکہ اور منا میں)

۲۲۲۔ **کہا** مالک نے جو شخص ذیحجہ کا چاند دیکھتے ہی مکہ میں آگیا اور حج کا احرام باندھا تو وہ جب تک مکہ میں رہے چار رکعتیں پوری پڑھے اس واسطے کہ اس نے چار راتوں سے زیادہ رہنے کی نیت کر لی۔

ف: اور امام مالک کے نزدیک جب چار راتوں سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو اتمام کرنا چاہیئے۔

۶۸۔ بَابُ تَكْبِيْرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ (ایام تشریق کی تکبیروں کا بیان)

۲۲۳۔ **عَنْ**: يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ شَيْئًا فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهٖ ثُمَّ خَرَجَ الثَّانِيَةَ مِنْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهٖ ثُمَّ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهٖ حَتّٰى يَتَّصِلَ التَّكْبِيْرُ وَيَبْلُغَ الْبَيْتَ فَيُعْرَفَ اَنَّ عُمَرَ قَدْ خَرَجَ يَرْمِيْ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب گیارہویں تاریخ نکلے جب کچھ دن چڑھا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی پھر دوسرے دن نکلے جب کچھ دن نکلا اور تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی تاکہ ایک تکبیر دوسری تکبیر سے ملتے ملتے آواز بیت اللہ کو پہنچے اور لوگ جانیں کہ حضرت عمر رمی کرنے کو نکلے۔

کہا مالک نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ ایام تشریق میں ہر نماز کے بعد تکبیر کہی جائے اور شروع کی جائے تکبیر یوم النحر میں ظہر کی نماز کے بعد سے اور ختم ہو تیرہویں تاریخ کی فجر پر اور امام تکبیر کہے اور لوگ اسکے ساتھ تکبیر کہیں جب نماز سے فارغ ہوا اور یہ تکبیر مرد اور عورت سب پر واجب ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا اکیلے پڑھیں منا میں ہوں یا اور ملکوں میں اور حجاج بعید کو چاہیئے کہ منا میں امام الحاج اور حجاج قریب امام کی پیروی کریں۔ رمی جمار و تکبیرات میں کیونکہ اس تقدیر پر جب وہ پڑھیں گے اور احرام تمام ہو جائے گا تو سب حجاج حل میں برابر رہیں گے یعنے مناسب حج سے فارغ ہونے میں یہ سب برابر رہیں گے مگر جو لوگ حاجی نہیں ہیں وہ لوگ حجاج کی پیروی نہ کریں مگر تکبیرات تشریق میں ف[1]: یعنے جب حاجی تکبیر کہیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہہ لیں اور افعال میں مثل رمی جمار وغیرہ کے حاجیوں کی اقتدا نہ کریں۔ مخفی نہ رہے کہ جس عبارت کا یہ ترجمہ ہے کہ حجاج کو چاہیئے کہ منا میں امام الحاج کی پیروی کریں الخ وہ عبارت نسخہ موطا مطبوعہ مطبع احمدی ۱۲۹۶ھ ہجری میں موجود ہے اور زرقانی نے بھی اس کو لیا ہے مگر صاحب محلی اور مصفی نے نہیں لیا ہے اس عبارت کا مطلب بخوبی واضح نہیں ہوتا ہے چند معنے اس عبارت کے ہو سکتے ہیں یہ معنی جو مرقوم ہوئے نسبت سب معانی کے اقرب معلوم ہوتے ہیں۔ گو ان میں بھی فی الجملہ بُعد ہے کہا مالک نے ایام معدودات سے کلام اللہ میں ایام تشریق مراد ہیں ف: فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ترجمہ اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دِنوں میں مُراد ان دنوں سے ایام تشریق ہیں۔

۶۹۔ بَابُ صَلٰوةِ الْمُعَرَّسِ وَالْمُحَصَّبِ (معرس اور محصب کی نماز کا بیان)

۲۲۵ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ؛ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹ بٹھایا بطحا میں جو ذوالحلیفہ میں ہے اور نماز پڑھی وہاں کہا نافع نے اور عبداللہ بن عمر بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

ف: معرس ایک مقام ہے مدینے سے چھ میل پر مکہ کی راہ پر اور بطحا اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کنکریاں زیادہ ہوں اور محصب ایک مقام ہے مکہ سے ایک میل کے فاصلہ پر جب منا سے لوٹ کر آتے ہیں تو تھوڑی دیر وہاں ٹھہرتے ہیں کہا مالک نے جو شخص حج کر کے مدینہ کو لوٹ کر جائے تو وہ معرس میں ٹھہرے اور نماز پڑھے اور جو نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہر جائے جب تک نماز کا وقت آئے پھر جتنی رکعتیں چاہے پڑھے کیونکہ مجھے پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رات کو ٹھہرے اور عبداللہ بن عمرؓ نے بھی وہاں اونٹ بٹھایا۔

۲۲۶ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ اللَّيْلِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ؛

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر ظہر اور عصر اور مغرب محصب میں پڑھتے پھر مکہ میں جاتے رات کو اور طواف کرتے خانہ کعبہ کا۔

۶۸۔ بَابُ الْبَيْتُوْتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى (منا کے دنوں میں رات کو مکہ میں رہنے کا بیان)

۲۲۷ عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ قَالَ زَعَمُوْٓا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر بن

[1] [illegible]

كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يُدْخِلُونَ النَّاسَ مِنْ وَرَآءِ الْعَقَبَةِ ؕ

الخطاب چند آدمیوں کو مقرر کرتے اس بات پر کہ لوگوں کو پھیر دیں منا کی طرف جمرۂ عقبہ کے پیچھے سے۔

ف: بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ۱۱۔۱۲ شب کو مکہ میں جا کر رہیں اور دن کو منا میں رہیں تو حضرت عمرؓ نے کچھ لوگ مقرر کر دئے جمرہ عقبہ پر کہ جو شخص اس ارادے سے مکہ کو جائے اس کو واپس کر دیں۔

۲۲۸۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَبِيْتَنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْحَآجِّ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ وَّرَآءِ الْعَقَبَةِ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کوئی حاجی منا کی راتوں میں جمرۂ عقبہ کے ادھر نہ رہے۔

ف: جمرۂ عقبہ حد ہے منا کی اس سے جب آگے بڑھے تو مکہ کی حد ہے۔

۲۲۹۔ عَنْ: هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ فِي الْبَيْتُوْتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى لَا يَبِيْتَنَّ اَحَدٌ اِلَّا بِمِنًى ؕ

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ بن الزبیر نے کہا کہ منا کی راتوں میں کوئی مکہ میں نہ رہے بلکہ منا میں رہے۔

۷۱۔ بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ (کنکریاں مارنے کا بیان)

۲۴۰۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلًا حَتّٰى يَمَلَّ الْقَآئِمُ ؕ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب ٹھہرتے تھے جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کے پاس بڑی دیر تک کہ تھک جاتا تھا کھڑا ہونے والا۔

ف: بعد رمی کے دعا کرنے کو۔

۲۴۱۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلًا يُكَبِّرُ اللّٰهَ وَيُسَبِّحُهٗ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوا اللّٰهَ وَلَا يَقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ ؕ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کے پاس ٹھہرتے تھے بڑی دیر تک تکبیر کہتے اور تسبیح اور تحمید پڑھتے اور دعا مانگتے اللہ جل جلالہ سے اور جمرۂ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔

۲۴۲۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ؕ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کنکریاں مارتے وقت تکبیر کہتے ہر کنکری مارنے پر۔

۲۴۳۔ کہا مالک نے میں نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے کنکریاں اتنی اتنی ہونی چاہئیں کہ دو انگلیوں سے اس کو ماریں ف۱: اور حدیث میں ایسا ہی وارد ہے کہ علیکم بمثل حصے الخذف لازم ہیں تم پر کنکریاں چھوٹی چھوٹی کہ انگشت شہادت پر رکھ کے انگوٹھے سے ماریں اس کا اندازہ یہ کیا ہے کہ باقلا کے دانوں کے برابر ہوں کہا مالک نے میرے نزدیک ذرا اس سے بڑی ہونی چاہئے ف۲: یہ قول امام مالک کا موجب تعجب ہے کہ حدیث میں جتنی کنکریاں آئی ہیں ان سے بڑی تجویز کرتے ہیں مگر شاید امام مالک کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو زرقانی نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے ورنہ امام مالک حدیث کے خلاف کبھی اختیار نہ کرتے۔

۲۴۴۔ عَنْ: نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے جس کو

مَنْ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ مِنْ اَوْسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَهُوَ بِمِنًى فَلَا يَنْفِرَنَّ حَتّٰى يَرْمِيَ الْجِمَارَ مِنَ الْغَدِ۔

آفتاب ڈوب جائے بارھویں تاریخ منا میں تو وہ نہ جائے جب تک تیرہویں تاریخ رمی نہ کرلے۔

ف : مُستاہے بارھویں تاریخ کو بعد رمی کے مکہ چلے آنا درست ہے لیکن اگر بارھویں کو ٹھہر گیا اور آفتاب ڈوب گیا منٰی میں تو پھر نہیں آسکتا جب تک تیرھویں تاریخ کی رمی نہ کرے۔

۲۴۵ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا اِذَا رَمَوُا الْجِمَارَ مَشَوْا ذَاهِبِيْنَ وَرَاجِعِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ رَكِبَ مُعٰوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ۔

ترجمہ : قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ لوگ جب رمی کرنے جاتے تو پیدل جاتے اور پیدل آتے سب سے پہلے معاویہ بن ابی سفیان رمی کے واسطے سوار ہوئے۔

ف : کیونکہ وہ موٹے آدمی تھے اُن کو ہجوم میں پا پیادہ جانا اور آنا دشوار تھا افسوس ہے کہ اس زمانے میں ایسے مقاموں میں سوار ہونے کو عزت اور افتخار کا باعث سمجھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ جو امر خلاف سنت ہے اس میں آخرت کی ذلت ہے گو دنیا میں عزت ہو۔

۲۴۶ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ مِنْ اَيْنَ كَانَ الْقَاسِمُ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ مِنْ حَيْثُ تَيَسَّرَ۔

ترجمہ : امام مالک نے پوچھا عبدالرحمٰن بن القاسم سے کہ قاسم بن محمد کہاں سے رمی کرتے تھے جمرہ عقبہ کی بولے جہاں سے ممکن ہوتا۔

ف : یعنے اوپر یا نیچے سے مگر نیچے سے رمی کرنا افضل اور مسنون ہے سوال ہوا مالک سے کہ لڑکے اور مریض کی طرف سے رمی کرنا درست ہے جواب دیا ہاں درست ہے مگر مریض اپنے ڈیرے میں اس وقت تکبیر کہے وقت تاک کر اور ایک قربانی کرے پھر اگر وہ مریض ایام تشریق کے اندر اچھا ہو جائے تو اپنے آپ وہ رمی ادا کرے اور ہدی دے کہا مالک نے جو شخص بے وضو کنکریاں مارے یا صفا مروہ کے بیچ میں دوڑے تو اس پر اعادہ لازم نہیں مگر جان بوجھ کر ایسا نہ کرے۔

۲۴۷ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُرْمَى الْجِمَارُ فِي الْاَيَّامِ الثَّلٰثَةِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے تینوں دنوں میں رمی بعد زوال کے کی جائے۔

ف : یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ کو اور دسویں تاریخ زوال سے اول کرے یا بعد جب ممکن ہو لیکن زوال سے پہلے مسنون ہے۔ ابوحنیفہ کے نزدیک ۱۳ کی رمی قبل زوال کے بھی درست ہے۔

۲۷- بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ رَمْيِ الْجِمَارِ (رمی جمار میں رخصت کا بیان)

۲۴۸ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْخَصَ لِرِعَاءِ الْاِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ خَارِجِيْنَ عَنْ مِنًى يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْمُوْنَ الْغَدَ اَوْ مِنْ بَعْدِ الْغَدِ لِيَوْمَيْنِ ثُمَّ يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّفْرِ۔ (اخرجہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ)

ترجمہ : عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اونٹ والوں کو رات اور کہیں بسر کرنے کی سوا منٰی کے۔ وہ لوگ رمی کریں یوم النحر کو پھر دوسرے دن یا تیسرے دن دونوں پھر اگر رہیں تو چوتھے دن بھی رمی کریں۔

ف : کیونکہ ان کو اپنے اونٹ چرانے کے اور اونٹوں کی محافظت کی ضرورت پڑتی ہے اگر وہ منا میں رات کو رہیں تو ان کے

اونٹ چوری ہو جائیں اور اونٹوں کو اپنے ساتھ رکھیں تو آدمیوں کے ہجوم کی وجہ سے آدمیوں کو اور اونٹوں کو تکلیف ہو اس واسطے آپ نے ان کو اجازت دی کہ وہ رات کو اور مقام میں بھی رہ سکتے ہیں اور کسی کو درست نہیں کہ منا کی راتوں میں سوا منا کے اور کہیں رہے۔

۲۴۹۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُرْخِصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا بِاللَّيْلِ يَقُولُ فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ ۞

ترجمہ: عطا بن ابی رباح سے روایت ہے کہ زمانہ اول میں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں) اونٹ چرانے والے کو اجازت تھی رات کو رمی کرنے کی۔

ف: اس خیال سے کہ شاید کاموں کی وجہ سے ان کو دن کو فرصت نہ ہو اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ رمی رات کو جائز ہے کہا مالک نے عاصم بن عدی کی حدیث جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے اونٹ چرانے والوں کو رمی جمار میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ رمی کریں یوم النحر کو پھر جب گیارہویں تاریخ گذر جائے تو بارہویں تاریخ گیارہویں کی رمی کر کے بارہویں کی رمی بھی کریں پھر اگر بارہویں کو ان کا جانا ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ تیرہویں تاریخ کو اگر ٹھہریں تو لوگوں کے ساتھ رمی کر کے جائیں۔

۲۵۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَةَ أَخٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ نُفِسَتْ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَتَخَلَّفَتْ هِيَ وَصَفِيَّةُ حَتَّى أَتَتَا مِنًى بَعْدَ أَنْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ فَأَمَرَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنْ تَرْمِيَا الْجَمْرَةَ حِينَ أَتَتَا مِنًى وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِمَا شَيْئًا ۞

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ صفیہ بنت ابی عبید کی بھتیجی کو نفاس ہوا مزدلفہ میں تو وہ اور صفیہ ٹھہر گئیں یہاں تک کہ منا میں جب پہنچیں آفتاب ڈوب گیا یوم النحر کو تو حکم کیا ان دونوں کو عبداللہ بن عمر نے کنکریاں مارنے کا جب آئیں وہ منا میں اور کوئی جزا اُن پر لازم نہ کی۔

سوال ہوا مالک سے کہ اگر کوئی شخص بھول جائے رمی کرنا کسی جمرہ کی کسی تاریخ میں منا کے دنوں میں سے یہاں تک کہ شام ہو جائے تو جواب دیا کہ جب یاد آئے رات یا دن کو رمی کرے جیسے نماز جو کوئی بھول جائے پھر یاد کرے رات یا دن کو تو پڑھ لے البتہ اگر مکہ میں چلا آیا اس وقت یاد آیا جب منا سے نکل گیا اس وقت خیال آیا تو ہدی واجب ہوگی۔

۷۲۔ بَابُ الْإِفَاضَةِ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ (طواف الزیارۃ کا بیان)

۲۵۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ بِعَرَفَةَ وَعَلَّمَهُمْ أَمْرَ الْحَجِّ وَقَالَ لَهُمْ فِيمَا قَالَ إِذَا جِئْتُمْ مِنًى فَمَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَى الْحَاجِّ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ لَا يَمَسَّ أَحَدٌ نِسَاءً وَلَا طِيبًا حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے خطبہ پڑھا عرفات میں اور سکھائے ان کو ارکان حج کے اور کہا اُن سے جب تم آؤ منا میں اور کنکریاں مار چکو تو سب چیزیں درست ہو گئیں تمہارے واسطے جو حرام تھیں احرام میں مگر عورتوں سے صحبت کرنا اور خوشبو لگانا کوئی شخص تم میں سے صحبت نہ کرے اور نہ خوشبو لگائے جب تک طواف نہ کرلے خانہ کعبہ کا۔

۲۵۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ ثُمَّ حَلَقَ أَوْ قَصَّرَ وَنَحَرَ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَهُ فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَيْهِ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا جو شخص کنکریاں مارے اور سر منڈائے یا بال کترائے اور اسکے ساتھ اگر ہدی ہو تو نحر کرے پس حلال ہو جائیں گے

حَتّٰی یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ ۔

اُس پر وہ چیزیں جو حرام تھیں مگر صحبت کرنا عورتوں سے اور خوشبو لگانا درست نہ ہوگا طواف الزیارۃ تک ۔

۴۔ بَابُ دُخُوْلِ الْحَآئِضِ مَکَّۃَ (حائضہ کو مکہ میں جانے کا بیان)

۲۵۔ عَنْ : عَآئِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّھَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَاَھْلَلْنَا بِعُمْرَۃٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مَعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیُھْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَۃِ ثُمَّ لَا یَحِلُّ حَتّٰی یَحِلَّ مِنْھُمَا جَمِیْعًا قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَکَّۃَ وَاَنَا حَآئِضٌ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَیْتِ وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَشَکَوْتُ ذٰلِکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِیْ رَاْسَکِ وَامْتَشِطِیْ وَاَھِلِّیْ بِالْحَجِّ وَدَعِی الْعُمْرَۃَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَیْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اِلَی التَّنْعِیْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ ھٰذِہٖ مَکَانُ عُمْرَتِکِ فَطَافَ الَّذِیْنَ اَھَلُّوْا بِالْعُمْرَۃِ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِّنًی لِحَجِّھِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَانُوْا اَھَلُّوْا بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے سال میں تو احرام باندھا ہم نے عمرہ کا پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے ساتھ ہدی ہو تو وہ احرام حج اور عمرہ کا ساتھ باندھے پھر احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر حضرت عائشہ نے کہا کہ میں آئی مکہ میں حیض کی حالت میں تو میں نے نہ طواف کیا نہ سعی کی صفا مروہ کی اور شکایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرہ چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے ۔ میں نے ویسا ہی کیا جب ہم حج کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عبدالرحمان بن ابی بکر کے ساتھ کر کے تنعیم کو بھیجا میں نے عمرہ ادا کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرہ عوض ہے تیرے اُس عمرہ کا تو جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ طواف اور سعی کر کے حلال ہوگئے پھر حج کے واسطے دوسرا طواف کیا ۔ جب لوٹ کر آئے منا سے اور جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ کا ایک ساتھ باندھا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا ۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرہ کا احرام باندھ کر جب کوئی عذر ہو تو اُس کو ترک کر کے حج کا احرام باندھ سکتے ہیں اور عذر یہاں یہ تھا کہ عمرہ میں سردست طواف کرنا پڑتا تھا اور وہ حالت حیض میں متعذر تھا برخلاف حج کے اس میں سردست طواف کی ضرورت نہیں ۔ ف : تنعیم ایک مقام ہے مکہ سے چار میل پر مدینہ منورہ کی طرف اب وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا کرتے ہیں ۔ ف : کیونکہ قرآن میں ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور یہی قول ہے اکثر صحابہ کا اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک قارن کو دو طواف اور دو سعی لازم ہیں ۔ نسائی نے حضرت علی سے ایسا ہی روایت کیا ہے ۔

۲۵۴۔ عَنْ : عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَآئِشَۃَ بِمِثْلِ ذٰلِکَ ۔

ترجمہ : عروہ بن الزبیر نے بھی عائشہؓ سے ایسا ہی روایت کیا ۔

۲۵۵۔ عَنْ : عَآئِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ میں آئی

أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنَّكِ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى تَطْهُرِي ۞ (اخرجہ البخاری)

مکہ میں حالت حیض میں اور میں نے طواف نہ کیا خانہ کعبہ کا اور نہ سعی کی صفا اور مروہ کی تو میں نے شکوہ کیا اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کام حاجی کرتے ہیں وہ تو بھی کر فقط طواف اور سعی نہ کر جب تک پاک نہ ہو۔

۷۵۶۔ کہا مالک نے جو عورت عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آئے اور وہ حیض سے ہو اور حج کے دن آجائیں اور طواف نہ کر سکے تو اگر حج کے فوت ہونے کا خوف ہو تو حج کا احرام باندھ لے[1] اور ہدی دے اور اس کا حکم قارن کا سا ہوگا ایک طواف اس کو کافی ہے اور وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور رمی جمار حیض کی حالت میں ادا کر سکتی ہے مگر طواف الزیارۃ نہ کرے جب تک حیض سے پاک نہ ہو۔

۷۵۔ بَابُ إِفَاضَةِ الْحَائِضِ (حائضہ کے طواف الزیارۃ کا بیان)

۷۵۷۔ عَنْ: عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقِيلَ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ فَقَالَ فَلَا إِذًا ۞ (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ صفیہ کو حیض آیا تو بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا وہ ہمارے روکنے والی ہے لوگوں نے کہا وہ طواف الافاضہ کر چکی ہیں آپ نے فرمایا پھر نہیں۔

ف: یعنی اب رُکنے کی کیا ضرورت ہے طواف الوداع اس صورت میں واجب نہیں ہے۔

۷۵۸۔ عَنْ: عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَاخْرُجْنَ ۞ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ صفیہ کو حیض آگیا آپ نے فرمایا شاید وہ ہم کو روکے گی کیا اس نے طواف نہیں کیا خانہ کعبہ کا عورتوں نے کہا ہاں کیا ہے آپ نے فرمایا چلو۔

۷۵۹۔ عَنْ: عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ إِذَا حَجَّتْ وَمَعَهَا نِسَاءٌ تَخَافُ أَنْ يَحِضْنَ قَدَّمَتْهُنَّ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَفَضْنَ فَإِنْ حِضْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ تَنْتَظِرْ بِهِنَّ وَهُنَّ حُيَّضٌ إِذَا كُنَّ قَدْ أَفَضْنَ ۞

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عائشہؓ جب حج کرتیں عورتوں کے ساتھ اور خوف ہوتا ان کو حیض آجانے کا تو یوم النحر کو ان کو روانہ کر دیتیں طواف الافاضہ کے واسطے جب وہ طواف الافاضہ کر چکتیں اب اگر ان کو حیض آتا تو ان کے پاک ہونے کا انتظار نہ کرتیں بلکہ چل کھڑی ہوتیں۔

---

[1] یعنی فقط لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ کہہ لے اور حج کی نیت کر لے یہ ضروری نہیں کہ عمرہ کا احرام کھولے۔ امام مالک کا مذہب یہی ہے۔ انھوں نے حضرت عائشہ کی پہلی حدیث پر عمل نہیں کیا ۱۲

۲۶۰۔ **عَنْ**: عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهَا قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا حَابِسَتُنَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا كَانَتْ قَدْ طَافَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا اِذًا ۔ (اخرجہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا صفیہ کا تو لوگوں نے کہا آپ سے ان کو حیض آگیا آپ نے فرمایا شاید وہ ہمارے روکنے والی ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ طواف کر چکیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کچھ نہیں ۔

۲۶۱۔ **قَالَ**: هِشَامٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَنَحْنُ نَذْكُرُ ذٰلِكَ فَلِمَ يُقَدِّمُ النَّاسُ نِسَاءَهُمْ اِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَا يَنْفَعُهُنَّ وَلَوْ كَانَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ لَاَصْبَحَ بِمِنًى اَكْثَرُ مِنْ سِتَّةِ اٰلَافِ امْرَاَةٍ حَائِضٍ كُلُّهُنَّ قَدْ اَفَاضَتْ ۔

ترجمہ: کہا ہشام نے کہا عروہ نے کہا عائشہؓ نے جب ہم اس کا ذکر کرتے تھے اگر پہلے سے عورتوں کو طواف کے لئے روانہ کر دینا مفید نہیں تو لوگ کیوں بھیج دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ جیسے سمجھتے ہیں کہ طواف الوداع کے لئے ٹھہرنا لازم ہے صحیح ہوتا تو منا میں چھ ہزار عورتوں سے زیادہ حیض کی حالت میں پڑی ہوتیں طواف الوداع کے انتظار میں ۔

۲۶۲۔ **عَنْ**: اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ بِنْتَ مِلْحَانَ اسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاضَتْ اَوْ وَلَدَتْ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ فَاَذِنَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَتْ ۔

ترجمہ: ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام سلیم نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کو حیض آگیا تھا یا زچگی ہوئی تھی بعد طواف الافاضہ کے یوم النحر کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اور وہ چلی گئی ۔

۲۶۳۔ کہا مالک نے جس عورت کو حیض آجائے منا میں تو وہ ٹھہری رہے یہاں تک کہ وہ طواف الافاضہ کرے اور اگر طواف الافاضہ کے بعد اس کو حیض آیا تو اپنے شہر کو چلی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو رخصت پہنچی ہے حائضہ کے واسطے اور اگر حیض آیا طواف الافاضہ سے پہلے پھر خون بند نہ ہوا تو اکثر مدت لگالیں گے ۔

ف: امام مالک کے نزدیک اکثر مدت حیض کی پندرہ روز ہیں ۔

۷۶۔ بَابُ فِدْيَةِ مَا اُصِيْبَ مِنَ الطَّيْرِ وَالْوَحْشِ

(جو شکار مارے پرند چرند کا اس کی جزا کا بیان)

۲۶۴۔ **عَنْ**: اَبِی الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِی الضَّبُعِ بِكَبْشٍ وَفِی الْغَزَالِ بِعَنْزٍ وَفِی الْاَرْنَبِ بِعَنَاقٍ وَفِی الْيَرْبُوْعِ بِجَفْرَةٍ ۔

ترجمہ: ابو الزبیر مکی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حکم کیا بجو کے مارنے میں ایک مینڈھے کا اور ہرن میں ایک بکری کا اور خرگوش میں بکری کے بچے کا جو سال بھر کا ہو اور جنگلی چوہے میں بکری کے چار ماہ بچے کا ۔

۲۶۵۔ **عَنْ**: مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى عُمَرَ

ترجمہ: محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت

بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْرَيْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَرَسَيْنِ إِلَى ثُغْرَةِ ثَنِيَّةٍ فَأَصَبْنَا ظَبْيًا وَنَحْنُ مُحْرِمَانِ فَمَاذَا تَرَى فَقَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ تَعَالَ حَتَّى أَحْكُمَ أَنَا وَأَنْتَ قَالَ فَحَكَمَا عَلَيْهِ بِعَنْزٍ فَوَلَّى الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَحْكُمَ فِي ظَبْيٍ حَتَّى دَعَا رَجُلًا يَحْكُمُ مَعَهُ فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ الرَّجُلِ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ هَلْ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَعْرِفُ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي حَكَمَ مَعِي فَقَالَ عُمَرُ لَوْ أَخْبَرْتَنِي أَنَّكَ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ لَأَوْجَعْتُكَ ضَرْبًا ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ وَهَذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ ؛

عمر بن الخطاب پاس اور کہا کہ میں نے اپنے ساتھی کے ساتھ گھوڑے دوڑائے ایک تنگ گھاٹی میں تو مارا ہم نے ہرن کو اور ہم دونوں احرام باندھے تھے ۔ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو جو ان کے پہلو میں بیٹھا تھا بلایا اور کہا آؤ ہم تم ملکر حکم کر دیں تو دونوں نے مل کر ایک بکری کا حکم کیا ۔ وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہنے لگا یہ امیر المؤمنین ہیں ایک ہرن کا فیصلہ لینے کو کے جب تک ایک اور شخص کو اپنے ساتھ نہ بلایا ۔ حضرت عمرؓ نے یہ بات سن لی تو اس کو پکارا اور کہا کہ تو نے سورۂ مائدہ پڑھی ہے وہ بولا نہیں حضرت عمر بولے تو اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے میرے ساتھ مل کر فیصلہ کیا ۔ اس نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا اگر تو یہ کہتا کہ میں نے سورۂ مائدہ پڑھی ہے تو اس وقت میں تجھے مارتا پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی کتاب میں تجویز کر دیں جزا کو دو عادل تم میں سے وہ ہدی ہو جو پہنچے مکہ میں اور یہ شخص عبد الرحمٰن بن عوف ہیں ۔

ف : اس شخص نے جہالت سے یہ سمجھا کہ حضرت عمرؓ تنہا اس باب میں حکم نہ کر سکے ۔ دوسرے یہ کہ جس شخص کو شریک کیا وہ اس قابل نہ تھا کہ شریک کیا جائے رائے میں تو حضرت عمرؓ نے دونوں باتیں اس کو بتا دیں کہ اللہ کا حکم ایسا ہے کہ دو مرد عادل مل کر جزا تجویز کریں اسلئے میں نے ایک اور شخص شریک کیا اور جس کو شریک کیا وہ بڑے پائے اور اعلیٰ مرتبہ کا شخص ہے یعنے عبد الرحمٰن بن عوف عشرہ مبشرہ میں سے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین ۔

۲۶۶۔ عَنْ : هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْبَقَرَةِ مِنَ الْوَحْشِ بَقَرَةٌ وَفِي الشَّاةِ مِنَ الظِّبَاءِ شَاةٌ ؛

ترجمہ : ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ کہتے تھے کہ نیل گائے میں ایک گائے لازم اور ہرن میں ایک بکری لازم ہے ۔

۲۶۷۔ عَنْ : سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي حَمَامِ مَكَّةَ إِذَا قُتِلَ شَاةٌ ؛

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے وہ کہتے تھے مکہ کے کبوتر میں جب قتل کیا جائے تو ایک بکری لازم ہے ۔

۲۶۸۔ کہا مالک نے ایک شخص مکہ کا رہنے والا احرام باندھے حج یا عمرہ کا اور اس کے گھر میں ایک گھونسلا ہو کبوتر کے بچوں کا وہ گھونسلے کا منہ بند کر دے اور بچے مر جائیں تو ہر بچہ کے بدلے ایک ایک بکری دینا ہوگی ۔ کہا مالک نے میں ہمیشہ سنتا آیا ہوں کہ شتر مرغ کو جب محرم مار ڈالے تو ایک اونٹ واجب ہوگا ۔ کہا مالک نے شتر مرغ کے انڈے میں اونٹ کا دسواں حصہ لازم ہے جیسے آزاد عورت کے پیٹ کے بچے کو کوئی مار ڈالے تو ایک لونڈی یا غلام دینا ہوگا جس کی قیمت پچاس دینار ہو اور پچاس دینار کل دیت کا دسواں حصہ ہے کہا مالک نے نسر[1] اور عقاب اور رخم یہ سب صید ہیں اگر ان کو مارے گا تو جزا دینی ہوگی کہا مالک نے

---

[1] رخم ایک مردار خور جانور ہے ۔ منہ گدھ ۱۲

جس جانور کا جو بدل ہے وہ ہی رہے گا اگرچہ وہ جانور چھوٹا یا بڑا ہو جیسے دیت صغیر اور کبیر کے برابر ہے ف : یعنے چھوٹے ہرن کا بدل بھی ایک بکری ہے اور بڑے ہرن کا عوض بھی ایک بکری ہے جیسے کوئی بڑے آدمی کو مارے تو بھی وہی دیت ہے اور لڑکے کو مارے تب بھی وہی دیت ہے۔

۷۷۔ بَابُ فِدْيَةِ مَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنَ الْجَرَادِ وَهُوَ مُحْرِمٌ

(احرام کی حالت میں اگر ٹڈی مارے تو اُس کی جزا کا بیان)

۲۶۹۔ عَنْ : زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أَصَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسَوْطِي وَأَنَا مُحْرِمٌ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَطْعِمْ قَبْضَةً مِنْ طَعَامٍ ۞

ترجمہ : زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمرؓ کے پاس اور کہا کہ میں نے چند ٹڈیوں کو کوڑے سے مار ڈالا اور میں احرام باندھے تھا آپ نے فرمایا کہ ایک مٹھی بھر کھانا کسی کو کھلا دے۔

۲۷۰۔ عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُ عَنْ جَرَادَةٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ تَعَالَ حَتَّى نَحْكُمَ فَقَالَ كَعْبٌ دِرْهَمٌ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّكَ لَتَجِدُ الدَّرَاهِمَ لَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِنْ جَرَادَةٍ ۞

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمر بن الخطاب پاس اور پوچھا آپ سے میں نے ایک ٹڈی مار ڈالی حالت احرام میں حضرت عمر نے کہا آؤ ہم تم مل کر فیصلہ کریں کعب نے کہا ایک درہم لازم ہے حضرت عمر نے کہا تیرے پاس بہت دراہم ہیں میرے نزدیک ایک کھجور بہتر ہے ایک ٹڈی سے۔

ف : تو ہر ٹڈی کے بدلے میں ایک کھجور صدقہ دینا کافی ہے یا ایک مٹھی اناج کی۔

۷۸۔ بَابُ فِدْيَةِ مَنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَنْحَرَ

(جو شخص قبل نحر کے حلق کرے اُس کے فدیہ کا بیان)

۲۷۱۔ عَنْ : كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَآذَاهُ الْقَمْلُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ وَقَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ لِكُلِّ إِنْسَانٍ أَوِ انْسُكْ شَاةً أَيَّ ذَلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ ۞ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ : کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھے ہوئے ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سر منڈانے کا اور کہا تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو دو دو مد کھانا دے یا ایک بکرا ذبح کر ان میں جو کرے گا کافی ہے۔

۲۷۲۔ عَنْ : كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهِ

ترجمہ : کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَلَّكَ اٰذَاكَ هَوَامُّكَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ اَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ ۞ (اخرجہ البخاری)

علیہ وسلم نے شاید تجھ کو تکلیف دیتی ہیں جوئیں انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا منڈوا ڈال سر اپنا اور تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا یا ایک بکری ذبح کر۔

عَنْ: كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّهُ قَالَ جَاءَنِيْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَنْفُخُ تَحْتَ قِدْرٍ لِاَصْحَابِيْ وَقَدِ امْتَلَأَ رَأْسِيْ وَلِحْيَتِيْ قَمْلًا فَاَخَذَ بِجَبْهَتِيْ ثُمَّ قَالَ احْلِقْ هٰذَا الشَّعْرَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ اَنَّهُ لَيْسَ عِنْدِيْ مَا اَنْسُكُ بِهِ ۞ (اخرجہ البخاری موصولا و مسلم)

ترجمہ: کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ آئے میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میں ہانڈی پھونک رہا تھا اپنے ساتھیوں کی اور میرے سر اور ڈاڑھی کے بال جوؤں سے بھر گئے تھے اور آپ نے میری پیشانی تھام کر فرمایا ان بالوں کو منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میرے پاس قربانی کے واسطے کچھ نہیں ہے۔

ف: اسواسطے آپ نے قربانی کا حکم نہ کیا اور یہ روایت دوسری روایتوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ پہلے آپ نے قربانی کا بھی ذکر کیا جب معلوم ہوا کہ اس کو استطاعت نہیں تو صرف دو چیزوں کو بیان کیا کہا مالک نے کوئی شخص اذی کی جزا نہ دے۔ جب تک قصور نہ کرے کیونکہ قصور کرنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے اور اس کو اختیار ہے کہ جزا قربانی سے دے یا روزے سے یا صدقہ سے مکہ میں خواہ کسی اور شہر میں ف: اذیٰ کہتے ہیں کسی عارضے یا بیماری جیسے سر میں جوئیں پڑ جانا یا اور کوئی مرض ہو جس سے ان کاموں کے کرنے کی حاجت ہو جو احرام میں ممنوع ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جزا صید کی مکہ میں پہنچنا ضروری ہے (زرقانی)

۷۷۴۔ کہا مالک نے محرم کو درست نہیں کہ اپنے بال نوچے یا منڈوالے یا کم کرائے جب تک احرام نہ کھولے مگر اس صورت میں کہ اس کے سر میں کوئی ایذا ہو تو فدیہ لازم ہوگا جیسا اللہ جل جلالہٗ نے حکم کیا اور محرم کو درست نہیں کہ اپنے ناخون کترے یا جوئیں مارے یا سر سے جوئیں نکال کر زمین پر ڈالے یا اپنے بدن یا کپڑے سے جوئیں نکالے اگر ایسا کرے تو ایک مٹھی اناج کی للہ دے

۷۷۵۔ کہا مالک نے جس شخص نے اپنی ناک کے بال اکھاڑے یا بغل کے یا بدن پر نورہ لگایا یا سر میں زخم ہوا اور ضرورت کی وجہ سے سر منڈوایا یا گدی کے بال منڈوائے پچھنے لگانے کے واسطے احرام میں اگرچہ بھولے سے یا نادانی سے یہ کام کرے تو ان سب صورتوں میں اس پر فدیہ ہے اور محرم کو درست نہیں کہ پچھنے لگانے کی جگہ مونڈے کہا مالک نے جو شخص نادانی سے قبل کنکریاں مارنے کے سر منڈائے تو فدیہ دے۔

۷۹۔ بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا (جو شخص کوئی رکن بھول جائے اس کا بیان)

۷۷۶۔ عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا اَوْ تَرَكَهُ فَلْيُهْرِقْ دَمًا قَالَ اَيُّوْبُ لَا اَدْرِيْ اَقَالَ تَرَكَ اَمْ نَسِيَ ۞

ترجمہ: سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا جو شخص اپنے کاموں میں سے کوئی کام بھول جائے یا چھوڑ دے تو ایک دم دے (قربانی) ایوب نے کہا مجھے یاد نہیں سعید نے بھول جائے کہا یا چھوڑ دے کہا۔

کہا مالک نے اس دم میں سے جو ہدی ہو وہ تو خواہ مخواہ مکہ میں جائے گی اور جو کوئی اور عبادت ہو تو اختیار ہے جہاں چاہے کرے۔

۸۰۔ بَابُ جَامِعِ الْفِدْيَةِ (فدیہ کے مختلف مسائل کا بیان)

۲۷۷۔ کہا مالک نے جو شخص چاہے ایسے کپڑے پہننا جو احرام میں درست نہیں ہیں یا بال کم کرنا چاہے یا خوشبو لگانا چاہے بغیر ضرورت کے فدیہ کو آسان سمجھ کر تو یہ جائز نہیں ہے بلکہ رخصت ضرورت کے وقت ہے جو کوئی ایسا کرے فدیہ دے سوال ہوا مالک سے کہ اللہ تعالٰے جو فرمایا فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ تو اس شخص کو اختیار ہے اس میں اور نسک کیا چیز ہے اور طعام کتنا واجب ہے اور کس مُد سے چاہیئے اور روزے کتنے چاہیئں اور اس میں تاخیر کرنا درست ہے یا فی الفور کرنا چاہیئے مالک نے جواب دیا جتنے کفاروں میں اللہ جل جلالہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ یا یہ ہو یا یہ ہو اس میں اختیار ہے جونسا امر چاہے کرے اور نسک سے ایک بکری مراد ہے اور روزے سے تین روزے مقصود ہیں اور طعام سے چھ مسکینوں کو کھلانا منظور ہے ہر مسکین کو دو مُد دینا چاہیئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مُد سے کہا مالک نے اور سنا میں نے بعض اہل علم سے کہتے تھے کہ اگر محرم نے کسی چیز کو کچھ مارا اور وہ کسی جانور چرند یا پرند کو جو شکاری ہے جا لگا اور وہ مر گیا مگر محرم کا ارادہ اس کے مارنے کا نہ تھا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا کیونکہ قصد اور خطا دونوں اس باب میں یکساں ہیں کہا مالک نے اگر چند لوگ مل کر ایک شکار ماریں اور سب احرام باندھے ہوں تو ہر ایک شخص پر ان میں سے جزا لازم ہوگی اور ہر ایک کو پوری جزا دینی ہوگی۔ اگر ان پر ہدی کا حکم ہوگا تو ہر ایک کو ہدی دینا ہوگی اگر روزوں کا حکم ہوگا تو ہر ایک کو روزہ رکھنا ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چند آدمی مل کر ایک شخص کو خطا سے مار ڈالیں تو کفارہ قتل کا یعنے ایک غلام آزاد کرنا ہر ایک پر واجب ہوگا یا دو مہینے پے درپے روزے ہر ایک کو رکھنے ہوں گے کہا مالک نے جس شخص نے شکار مارا بعد کنکریاں مارنے کے اور سر منڈانے کے قبل طواف الافاضہ کے تو اس پر جزا اس شکار کی لازم ہوگی کیونکہ اللہ تعالٰی فرمایا ہے وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا یعنے جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کرو اور جس شخص نے طواف الافاضہ نہیں کیا اس کا پورا احرام نہیں کھلا کیونکہ اس کو صحبت عورتوں سے اور خوشبو لگانا درست نہیں۔ کہا مالک نے اگر محرم حرم کا درخت اکھاڑے تو اس پر کچھ جزا لازم نہ ہوگی مگر یہ فعل بہت برا ہے **ف**: کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اس کو درست نہیں کہ حرم میں خون کرے یا وہاں کا درخت کاٹے امام ابو حنیفہ اور شافعی کے نزدیک جزا لازم ہوگی

۲۷۸۔ کہا مالک نے جو شخص حج میں تین روزے رکھنا بھول جائے یا بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکے یہاں تک کہ اپنے شہر چلا جائے تو اس کو اگر ہدی کی قدرت ہو تو ہدی دے ورنہ تین روزے اپنے گھر میں رکھ کر پھر سات روزے رکھے **ف**: جب کوئی تمتع کرے اور ہدی نہ پائے تو اس پر تین روزے ہیں حج میں اور سات روزے بعد حج کے جیسے کہ اوپر بیان ہوا انھیں روزوں کا یہاں ذکر ہے کہ اگر کسی پر یہ روزے لازم تھے اور وہ بھول گیا یا بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو اس کا یہ حکم ہے۔

۸۱۔ بَابُ جَامِعِ الْحَجِّ (حج کی مختلف احادیث کا بیان)

۲۷۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلنَّاسِ بِمِنًى وَالنَّاسُ يَسْئَلُوْنَهٗ فَجَاءَهٗ

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے منا میں حجۃ الوداع میں اور لوگ مسئلے پوچھتے تھے آپ سے سو ایک شخص آیا اس نے

رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ ثُمَّ جَاءَهُ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

کہا یا رسول اللہ میں نے سر منڈا لیا قبل نحر کے آپ نے فرمایا اب ذبح کر لے کچھ حرج نہیں ہے پھر دوسرا شخص آیا وہ بولا یا رسول اللہ میں نادانی سے نحر کر آیا قبل رمی کے آپ نے فرمایا رمی کر لے کچھ حرج نہیں ہے عبداللہ بن عمرو نے کہا پھر جب سوال ہوا آپ سے کسی چیز کو مقدم یا مؤخر کرنے کا آپ نے فرمایا کرلے اور کچھ حرج نہیں ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسئلہ نہ جان کر کسی رکن کی تقدیم یا تاخیر کرے تو نہ گناہ ہے نہ فدیہ اور بعضوں نے کہا کہ حرج نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ گناہ نہیں ہے لیکن دم لازم آئے گا اور صحیح پہلا قول ہے۔

۲۸۰ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹتے جہاد یا حج یا عمرہ سے تو تکبیر کہتے ہر چڑھاؤ پر تین بار فرماتے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ
وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اللہ کی طرف پوجنے والے ہیں سجدہ کرتے والے ہیں اللہ کو اپنے پروردگار کی طرف کرنے والے ہیں سچا کیا اللہ نے وعدہ اپنا۔ اور مدد کی اپنے بندے کی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور بھگا دیا آپ نے فوجوں کو اکیلے۔

ف: وہ وعدہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں فتح حاصل ہوگی اور یہ وعدہ تھا کہ مسلمان مسجد الحرام میں بے کھٹکے اور بے خوف داخل ہوں گے۔

۲۸۱ عَنْ: كُرَيْبٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِامْرَاَةٍ وَهِيَ فِيْ مِحَفَّتِهَا فَقِيْلَ لَهَا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَتْ بِضَبْعَيْ صَبِيٍّ كَانَ مَعَهَا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: کریب سے جو مولے ہیں عبداللہ بن عباس کے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا ایک عورت پر اور وہ اپنے محافہ میں تھی (محافہ ہودج کی مانند ہوتا ہے مگر اس پر قبہ نہیں ہوتا) تو کہا گیا اس سے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے اپنے لڑکے کے بازو پکڑ کر کہا یا رسول اللہ اس لڑکے کا بھی حج ہے فرمایا ہاں اور تجھ کو اجر ہے۔

۲۸۲ عَنْ: طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ

ترجمہ: طلحہ بن عبیداللہ بن کریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں دیکھا جاتا شیطان کسی روز ذلیل

يَوْمًا هُوَ فِيهِ أَصْغَرُ وَلَا أَدْحَرُ وَلَا أَغْيَظُ مِنْهُ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذٰلِكَ إِلَّا لِمَا رَأَى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ إِلَّا مَا أُرِيَ يَوْمَ بَدْرٍ قِيلَ وَمَا رَأَى يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ يَزَعُ الْمَلٰئِكَةَ

اور منحوس اور غضبناک زیادہ عرفے کے روز سے اس وجہ سے کہ دیکھتا ہے اس دن خدا کی رحمت اترتی ہوئی اور بڑے بڑے گناہ معاف ہوتے ہوئے مگر بدر کے روز بھی شیطان کا یہی حال تھا لوگوں نے کہا اس دن کیا تھا یا رسول اللہ فرمایا آپ نے کہ دیکھا اس نے جبریل کو فرشتوں کی صف باندھتے ہوئے۔

ف: جنگ بدر کے روز شیطان بھی کافروں کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے بھی آئے ہیں تو پیٹھ موڑ کر بھاگا ابن حبان اور حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ فخر کرتا ہے عرفات والوں سے ملائکہ پر اور کہتا ہے دیکھو میرے بندوں کو آئے میرے پاس پریشان حال گرد پڑے ہوئے۔

۲۸۳ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ؏

ترجمہ: عبداللہ بن کریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دعاؤں میں عرفے کی دعا ہے اور بہتر اس میں جو کہا میں نے اور میرے سے پہلے پیغمبروں نے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ہے۔

ف: ابو ہریرہ کی حدیث میں اس قدر زیادہ ہے لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور حضرت علی کی حدیث میں يُحْيِي وَيُمِيتُ نہیں ہے ابن عبد البر نے کہا بہتر سے مراد یہ ہے کہ اس دعا کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔ رزین بن معاویہ نے اس حدیث میں اتنا اور بڑھا دیا ہے کہ افضل سب دنوں میں عرفے کا دن ہے جب جمعہ کو آن پڑے اور وہ حج ستر حجوں سے بہتر ہے جو جمعہ کے دن نہ پڑیں حافظ نے کہا کہ اس حدیث کا حال معلوم نہیں نہ اس کے صحابی کا حال معلوم ہے نہ راوی کا پتا ہے بلکہ موطا کی حدیث میں یہ عبارت بڑھا دی ہے اور موطا کے کسی نسخے میں یہ عبارت نہیں جلپنی ابن قیم نے ہدی میں لکھا ہے کہ یہ عوام میں مشہور ہے کہ جمعہ کے دن جب عرفہ آن پڑے تو وہ حج بہتر حج سے بہتر ہے محض لغو ہے اس کی کچھ اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین سے نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عوام جب عرفہ جمعہ کو آن پڑے تو اس کو حج اکبر کہتے ہیں یہ ایک غلط فہمی ہے۔ حج اکبر اصطلاح شرع میں حج کو کہتے ہیں اور عمرہ کو حج اصغر مگر ملا علی قاری نے اپنے مناسک میں بعض روایات ضعیفہ سے کچھ فضائل اس حج کے جس میں عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو بہ نسبت اور حجوں کے زیادہ بیان کئے ہیں۔

۲۸۴ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهُ قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکے میں جس سال مکہ فتح ہوا آپ کے سر پر خود تھا جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ ابن خطل (ایک کافر تھا جس کا نام عبد العزیٰ تھا آپ نے اس کا خون مباح کر دیا تھا) کعبے کے پردے پکڑے ہوئے لٹک رہا ہے آپ

وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔ نے فرمایا اس کو مار ڈالو۔

ف : آپ نے ابن خطل کے مار ڈالنے کا حکم اسواسطے کیا کہ ابن خطل پہلے مسلمان ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مصدق (زکوٰۃ وصول کرنے والا) بنا کر بھیجا اور ایک غلام مسلمان خدمت کے لئے اس کے ساتھ کر دیا ابن خطل ایک منزل میں اترا اور غلام کو کھانا پکانے کو کہا اور خود سو رہا جب اُٹھا تو دیکھا غلام نے کھانا نہیں پکایا ہے ابن خطل نے اس غلام کو مار ڈالا اور اسلام سے پھر گیا اور مکے میں جاکر دو لونڈیاں رکھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھیں کہا مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن احرام نہیں باندھے تھے **ف** ورنہ خود سر پر کیوں رکھتے مگر یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے اور کسی کو مکے میں بغیر احرام باندھے ہوئے جانا درست نہیں اور ابن خطل نے اگرچہ کعبے کی پناہ لی تھی مگر جو شخص خون کر کے بھاگ آئے اس کو کعبہ پناہ نہیں دیتا ابو حنیفہ کے نزدیک دیتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ابن خطل کا قتل ایسے وقت میں ہوا جب تک قتال آپ کو مباح تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۸۵- عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِقُدَيْدٍ جَاءَهُ خَبَرٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَرَجَعَ فَدَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر آئے مکے سے (مدینے کے قصد سے) جب قدید میں پہنچے تو مدینے کے فساد کی خبر پہنچی پس لوٹ آئے مکے میں بغیر احرام کے۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے میں بغیر احرام کے آنا درست ہے۔ ابن شہاب اور حسن بصری اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک مکے میں بغیر احرام کے آنا درست نہیں ہے البتہ جو لوگ قرب وجوار کے رات دن مکے میں آتے جاتے رہتے ہیں ان کو رخصت ہے۔

۲۸۶- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ : ابن شہاب سے ایسی ہی روایت ہے۔

۲۸۷- عَنْ عِمْرَانَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ عَدَلَ اِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ مَا اَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَقُلْتُ اَرَدْتُ ظِلَّهَا فَقَالَ هَلْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لَا مَا اَنْزَلَنِيْ اِلَّا ذٰلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى وَنَفَخَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَاِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ بِهٖ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُوْنَ نَبِيًّا ۔

ترجمہ : عمران انصاری سے روایت ہے کہ آئے میرے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور میں اترا تھا ایک درخت کے تلے مکے کی راہ میں تو پوچھا انہوں نے کیوں اترا تو اس درخت کے تلے میں نے کہا سایہ کے واسطے انہوں نے کہا اور کسی کام کے واسطے میں نے کہا نہیں میں صرف سایہ کے واسطے اترا ہوں عبداللہ بن عمر نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو منا میں دو پہاڑوں کے بیچ میں پہنچے اور اشارہ کیا ہاتھ سے پورب کی طرف وہاں ایک جگہ ہے جس کو سرر کہتے ہیں وہاں ایک درخت ہے اس کے تلے ستر نبیوں کی نال کاٹی گئی یا ستر نبیوں کو نبوت ملی پس وہ اس سبب سے خوش ہوئے۔

۲۸۸- عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِامْرَاَةٍ مَجْذُوْمَةٍ وَهِيَ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهَا يَا اَمَةَ اللّٰهِ لَا تُؤْذِي النَّاسَ لَوْ جَلَسْتِ فِيْ بَيْتِكِ

ترجمہ : ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ گذرے ایک جذامی عورت پر جو طواف کر رہی تھی خانہ کعبہ کا تو کہا اے خدا کی لونڈی مت تکلیف دے

فَجَلَسَتْ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا إِنَّ الَّذِي كَانَ نَهَاكِ قَدْ مَاتَ فَاخْرُجِي فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُطِيعَهُ حَيًّا وَأَعْصِيَهُ مَيِّتًا ۞

لوگوں کو کاش تو اپنے گھر میں بیٹھی وہ اپنے گھر میں بیٹھی رہی ایک شخص اس سے ملا اور بولا کہ جس شخص نے تجھ کو منع کیا تھا وہ مر گیا اب نکل عورت بولی میں ایسی نہیں کہ زندگی میں بن اس شخص کی اطاعت کروں اور مرنے کے بعد اسکی نافرمانی کروں۔

۲۸۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ الْمُلْتَزَمُ ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس کہتے تھے کہ درمیان میں حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے ملتزم ہے۔

ف: ملتزم سے چمٹ کر دعا مانگتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی حاجت یا مصیبت والا ملتزم سے چمٹ کر دعا مانگے گا اللہ جل جلالہ اس کی حاجت پوری کرے گا اور مصیبت کو دور کرے گا۔

۲۹۰۔ عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَأَنَّ أَبَا ذَرٍّ سَأَلَهُ أَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ أَرَدْتُ الْحَجَّ فَقَالَ هَلْ نَزَعَكَ غَيْرُهُ قَالَ لَا قَالَ فَأْتَنِفِ الْعَمَلَ قَالَ الرَّجُلُ فَخَرَجْتُ حَتَّى قَدِمْتُ مَكَّةَ ثُمَّ مَكَثْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِالنَّاسِ مُنْقَصِفِينَ عَلَى رَجُلٍ قَالَ فَضَاغَطْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ فَإِذَا الشَّيْخُ الَّذِي وَجَدْتُ بِالرَّبَذَةِ يَعْنِي أَبَا ذَرٍّ فَلَمَّا رَآنِي عَرَفَنِي فَقَالَ هُوَ الَّذِي حَدَّثْتُكَ ۞

ترجمہ: محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ ایک شخص گذرا ابوذر رضی اللہ عنہ پر ربذہ میں (ایک مقام کا نام ہے) ابوذر نے پوچھا کہاں کا قصد ہے اس نے کہا حج کا ابوذر نے پوچھا اور کسی نیت سے تو نہیں نکلا بولا نہیں ابوذر نے کہا پس شروع کر کام اس شخص نے کہا میں نکلا یہاں تک کہ مکہ میں آیا اور وہاں ٹھہرا رہا پھر دیکھا میں نے لوگوں کو کہ گھیرے ہوئے ہیں ایک شخص کو تو میں لوگوں کو چیر کے اندر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص جو ربذہ میں مجھ کو ملا تھا موجود ہے یعنی ابوذر انہوں نے مجھ کو دیکھ پہچانا اور کہا تو وہی ہے جس سے حدیث بیان کی تھی میں نے۔

۲۹۱۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْاِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ فَقَالَ أَوَيَصْنَعُ ذٰلِكَ أَحَدٌ وَأَنْكَرَ ذٰلِكَ ۞

ترجمہ: امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ حج میں شرط لگانا درست ہے بولے کیا کوئی ایسا کرتا ہے اور انکار کیا اس سے۔

ف: کیونکہ شرط لگانے سے کیا فائدہ اگر کوئی مانع پیش آئے تو طواف اور سعی کرکے احرام کھول ڈالنا درست ہے مالک اور ابوحنیفہ اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک شرط لگانا درست ہے۔ سوال ہوا امام مالک سے کہ اپنے جانور کے واسطے حرم کی گھاس کاٹنا درست ہے جواب دیا کہ نہیں۔

۲۰۔ بَابُ حَجِّ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ ذِي مَحْرَمٍ (عورت کو بغیر محرم کے حج کرنیکا بیان)

۲۹۲۔ کہا مالک نے جن عورتوں کے خاوند نہیں ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا اگر ان کا کوئی محرم نہ ہو یا ہو لیکن ساتھ نہ جاسکے تو فرض حج کو ترک نہ کرے بلکہ عورتوں کے ساتھ حج کو جائے۔

۸۳- بَابُ صِيَامِ الْمُتَمَتِّعِ (جو شخص تمتع کرے اسکے روزوں کا بیان)

۲۹۳- عَنْ: عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا مَا بَيْنَ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى

ترجمہ: حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ سے روایت ہے وہ کہتی تھیں روزہ اس شخص کے اوپر ہے جو تمتع کرے یعنے عمرہ کر کے حج کرے اور ہدی نہ پائے حج کے احرام سے لے کر عرفے تک روزے رکھے اگر ان دنوں میں نہ رکھے تو منا کے دنوں میں رکھے۔

ف: ہر چند منا کے دنوں میں روزے رکھنا ممنوع ہے مگر ضرورت کی وجہ سے جب حج کے دنوں میں روزے نہ رکھ سکے تو ان دنوں میں رکھے۔

۲۹۴- عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي ذٰلِكَ مِثْلَ قَوْلِ عَائِشَةَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر بھی اس مقدمے میں مثل قول عائشہ کے کہتے۔

كِتَابُ الْجِهَادِ

کتاب جہاد کے بیان میں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

۱- بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الْجِهَادِ (جہاد کی طرف رغبت دلانے کا بیان)

۱- عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلٰوةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دن بھر روزہ رکھے رات بھر عبادت کرے نہ تھکے نماز سے اور نہ روزے سے یہاں تک کہ لوٹے جہاد سے۔

ف: یعنے جب سے آدمی گھر سے جہاد کو نکلے تو لوٹنے تک گویا ہر وقت عبادت میں مصروف ہے اس حدیث سے بہت بڑی فضیلت جہاد کی ثابت ہوئی۔

۲- عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ضامن ہے اس شخص کا جو جہاد کرے اس کی راہ میں اور نہ نکلے گھر سے مگر جہاد کی نیت سے اللہ کے کلام کو سچا جان کر اس بات کا کہ داخل کرے

إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ۔

گا اللہ اُس کو جنت میں یا پھیر لائے گا اس کو اسکے گھر میں جہاں سے نکلا ہے ثواب اور غنیمت کے ساتھ۔

۳۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذَلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ فَهِيَ لَهُ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لِذَلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے ایک شخص کے واسطے اجر ہیں اور ایک شخص کے واسطے درست ہیں اور ایک شخص کے واسطے گناہ ہیں اجر اس کے واسطے ہیں جو باندھے ان کو جہاد کے واسطے پھر لمبی کردے رسی ان کی کسی موضع یا چراگاہ میں تو جس قدر دور تک اس رسی کے سبب سے چرے اس کے واسطے نیکیاں لکھی جائیں گی اگر وہ رسی توڑ کر ایک اونچان یا دو اونچان چڑھیں ان کے ہر قدم اور لید پر نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر وہ کسی نہر پہ جا نکلے اور پانی پیئے اور مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ تھا تب بھی اس واسطے نیکیاں لکھی جائیں اور درست اس کے واسطے ہیں جو تجارت کے واسطے باندھے اور زکوٰۃ ان کی ادا کرے اور گناہ اُس کے واسطے ہیں جو فخر اور ریا اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے باندھے اور سوال ہوا حضرت سے گدھوں کے باب میں آپ نے فرمایا کہ اس مقدمے میں میرے اوپر کچھ نہیں اترا مگر یہ آیت جو کلی تمام نیکیوں کو شامل ہے فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔

ف: یعنے جو کوئی رتی برابر نیکی کرے گا وہ اس کو پائے گا اور جو کوئی رتی برابر برائی کرے گا پائے گا اس بات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تھوڑی سی نیکی بھی تلف نہیں جائے گی سو خدا کی راہ میں گدھوں کا باندھنا اور ان سے کام لینا بیکار نہیں ہوسکتا۔

عَنْ: عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا رَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا بَعْدَهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي غُنَيْمَةٍ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ وَلَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔ (ھذا الحدیث موصول وقد وصلہ الترمذی والنسائی)

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ بتاؤں تم کو میں وہ شخص جو سب سے بڑھ کر درجہ رکھتا ہے وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے جہاد کرتا ہے خدا کی راہ میں کیا نہ بتاؤں میں تم کو جو سب سے بڑھ کر درجہ رکھتا ہے بعد اس کے وہ شخص ہے جو ایک گوشے میں بکریوں کا گلہ لے کر نماز پڑھتا ہے اور اللہ کو پوجتا ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

۵۔ عَنْ: عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ

ترجمہ: عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ بیعت کی ہم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُولَ أَوْ نَقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔

(اخرجہ البخاری و مسلم)

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر آسانی اور سختی میں خوشی اور غم میں اور بیعت کی ہم نے اس بات پر کہ جو مسلمان حکومت کے لائق ہوگا اُس سے نہ جھگڑیں گے اور اس امر پر کہ ہم سچ کہیں گے یا سچ پہ جمے رہیں گے جہاں ہونگے اللہ کے کام میں کسی کے بُرا کہنے سے نہ ڈریں گے۔

۶۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ كَتَبَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَذْكُرُ لَهُ جُمُوعًا مِنَ الرُّومِ وَمَا يَتَخَوَّفُ مِنْهُمْ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ مَهْمَا يَنْزِلْ بِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ مُنْزَلِ شِدَّةٍ يَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَهُ فَرَجًا وَإِنَّهُ لَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ وَأَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراح نے حضرت عمرؓ کو روم کے لشکروں کا اور اپنے خوف کا حال لکھا حضرت عمرؓ نے جواب لکھا کہ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ بندہ مومن پر جب کوئی سختی اُترتی ہے تو اس کے بعد اللہ پاک خوشی دیتا ہے اور ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہوسکتی اور بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی کتاب میں اے ایمان والو صبر کرو مصیبتوں پر اور صبر کرو کفار کے مقابلے میں اور قائم رہو جہاد پر اور ڈرو اللہ سے شاید کہ تم نجات پاؤ۔

ف: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا تحقیق کہ ایک سختی کے ساتھ ایک آسانی ہے بلکہ ایک آسانی اور ہے حاکم نے مستدرک میں حسن سے اور ابن مردویہ نے جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خوش و خرم نکلے ہنستے جاتے تھے اور فرماتے تھے ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہوسکتی ایک سختی کے ساتھ ایک آسانی ہے پھر اسی سختی کے ساتھ ایک اور آسانی ہے۔

۲۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ

دشمن کے ملک میں کلام اللہ لے جانے کی ممانعت ہے

۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کو دشمن کے ملک میں لے جانے سے کہا مالک نے اسواسطے منع کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ دشمن قرآن شریف کو لے کر اسکی توہین کرے۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ تمام فقہا نے اجماع کیا اس امر پر کہ مصحف کو چھوٹی فوج کے ہمراہ جس کی شکست پانے کا خوف ہو نہ لے جائیں اور بڑی فوج کے ساتھ لے جانا بھی مختلف فیہ ہے مالک کے نزدیک ممنوع ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔

۳-باب النهي عن قتل النساء والولدان في الغزو

(بچوں اور عورتوں کو مارنے کی ممانعت لڑائی میں)

۸- عن: عبد الرحمن بن كعب أنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم الذين قتلوا ابن أبي الحقيق عن قتل النساء والولدان قال فكان رجل منهم يقول برحت بنا امرأة ابن أبي الحقيق بالصياح فأرفع عليها السيف ثم أذكر نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأكف ولولا ذلك لاسترحنا منها:

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب سے روایت ہے کہ منع کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو جنہوں نے قتل کیا ابن ابی الحقیق کو عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے ابن کعب نے کہا کہ ایک شخص ان میں سے کہتا تھا کہ ابن ابی الحقیق کی عورت نے چیخ کر ہمارا حال کھول دیا تھا تو میں تلوار اس پر اُٹھاتا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کو یاد کر کے رُک جاتا تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم اُس سے بھی فراغت کرتے۔

ف: ابن ابی الحقیق ایک تاجر کا نام ہے جس کو ابو رافع یہودی کہتے تھے ایک گڑھی (قلعہ خورد) میں رہا کرتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرتا تھا آپ نے پانچ آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور کیا تھا عبداللہ بن عتیک نے اس کو قتل کیا۔

۹- عن نافع أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى في بعض مغازيه امرأة مقتولة فأنكر ذلك ونهى عن قتل النساء والصبيان:

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لڑائیوں میں ایک عورت کو قتل کیے ہوئے پایا تو بُرا کہا اس کو اور منع کیا عورتوں اور بچوں کے قتل سے۔

۱۰- عن: يحيى بن سعيد أن أبا بكر الصديق بعث جيوشا إلى الشام فخرج يمشي مع يزيد بن أبي سفيان وكان أمير ربع من تلك الأرباع فزعموا أن يزيد قال لأبي بكر إما أن تركب وإما أن أنزل فقال أبو بكر ما أنت بنازل وما أنا براكب إني أحتسب خطاي هذه في سبيل الله ثم قال له إنك ستجد قوما زعموا أنهم حبسوا أنفسهم لله فذرهم وما زعموا أنهم حبسوا له وستجد قوما فحصوا أوساط رؤوسهم من الشعر فاضرب ما فحصوا عنه بالسيف وإني موصيك بعشر لا تقتلن امرأة ولا صبيا ولا كبيرا هرما ولا تقطعن شجرا مثمرا ولا تخربن عامرا ولا تعقرن شاة ولا بعيرا إلا لمأكلة ولا تحرقن

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے لشکر بھیجا شام کو تو چلے پیدل یزید بن ابی سفیان کے ساتھ اور وہ حاکم تھے ایک چوتھائی لشکر کے تو یزید نے کہا ابوبکر سے آپ سوار ہو جائیں نہیں تو میں اُترتا ہوں ابوبکر صدیق نے کہا نہ تم اُترو نہ میں سوار ہوں گا میں ان قدموں کو خدا کی راہ میں ثواب سمجھتا ہوں پھر کہا یزید سے کہ تم پاؤ گے کچھ لوگ ایسے جو سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی جانوں کو روک رکھا ہے اللہ کے واسطے سو چھوڑ دے ان کو اپنے کام میں اور کچھ لوگ ایسے پاؤ گے جو بیچ میں سے سر منڈواتے ہیں تو مار ان کے سر پر تلوار سے اور میں تجھ کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں عورت کو مت مارنا اور نہ بچوں کو اور نہ بڈھے پھونس کو اور نہ کاٹنا پھل دار درخت کو اور نہ اجاڑنا کسی بستی کو اور نہ کونچیں کاٹنا کسی بکری اور اونٹ کی مگر کھانے کے واسطے اور مت جلانا کھجور کے درخت

نَخْلًا وَلَا تُغَرِّقَنَّهُ وَلَا تَغْلُلْ وَلَا تَجْبُنْ ٭

کو اور مت ڈہانا اس کو اور غنیمت کے مال میں چوری نہ کرنا اور نامردی نہ کرنا ۔

ف : اس سے مراد راہب ہیں جو لوگوں سے ملاقات نہیں کرتے اور ایک گوشے میں بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں ان لوگوں کے مارنے سے حضرت ابوبکرؓ نے منع کیا اس واسطے کہ وہ لوگ لڑائی نہیں کرتے نہ ان کی تعظیم کی وجہ سے ۔ ف ۲ : یہ مجوس کی عادت تھی کہ بیچ میں سے سر منڈاتے تھے اور باقی سر پر بال رکھتے تھے اب اس فعل کو بعض مسلمانوں نے بھی اختیار کیا ہے ۔

۱۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ اِلٰى عَامِلٍ مِّنْ عُمَّالِهِ اَنَّهُ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً يَقُوْلُ لَهُمْ اغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تُقَاتِلُوْنَ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ لَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَّلَا اٰمُرُ اَلَاّ وَقُلْ ذٰلِكَ لِجُيُوْشِكَ وَسَرَايَاكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ ٭ (اخرجہ مسلم موصولا فی کتاب الجہاد)

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا اپنے ایک عامل کو عاملوں میں سے کہ پہنچا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب فوج روانہ کرتے تھے تو کہتے تھے اُن سے جہاد کرو اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں تم لڑتے ہو ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ چوری کرو نہ اقرار توڑو نہ ناک کان کاٹو نہ مارو بچوں اور عورتوں کو اور کہہ دے یہ امر اپنی فوجوں اور لشکروں سے اگر خدا چاہے اور سلام ہے اوپر تیرے ۔

۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِى الْوَفَاءِ بِالْاَمَانِ (جب کسی کو امان دے تو پورا کرے اقرار کو)

۱۲۔ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عَامِلِ جَيْشٍ كَانَ بَعَثَهُ اِنَّهُ بَلَغَنِىْ اَنَّ رِجَالًا مِّنْكُمْ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْجَ حَتّٰى اِذَا اَسْنَدَ فِى الْجَبَلِ وَامْتَنَعَ قَالَ رَجُلٌ مَتْرَسْ (فارسی ہے) يَقُوْلُ لَا تَخَفْ فَاِذَا اَدْرَكَهُ قَتَلَهُ وَاِنِّىْ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ لَا اَعْلَمُ مَكَانَ اَحَدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ اِلَّا ضَرَبْتُ عُنُقَهُ ٭

ترجمہ : ایک کوفہ کے رہنے والے سے روایت ہے کہ حضرت بن الخطاب نے لکھا ایک افسر کو لشکر کے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ تم میں سے بلاتے ہیں کافر عجمی کو جب وہ پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور لڑائی سے باز آتا ہے تو ایک شخص اس سے کہتا ہے مت ڈر پھر قابو پا کر اس کو مار ڈالتا ہے قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں کسی کو ایسا کرتے جان لوں گا تو اسکی گردن ماروں گا ۔

ف : یہ حضرت عمرؓ نے تہدید اور تخویف کے لئے فرمایا ۔ ہر چند یہ فعل حرام ہے مگر اس میں قصاص نہیں آتا کہا مالک نے اس حدیث پر علماء کا اتفاق نہیں ہے اور نہ اس پر عمل ہے ۔ ف ۲ : کیونکہ دوسری حدیث صحیح اور مرفوع موجود ہے کہ مسلمان کافر کے عوض میں قتل نہ کیا جائے ۔ سوال ہوا امام مالک سے کہ اشارہ سے امان دینا بھی حکم امان رکھتا ہے کہا ہاں اور میری رائے میں یہ ہے کہ فوج کے لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ جس کو اشارہ سے امان دو پھر اس کو مت مارو کیونکہ اشارہ بھی میرے نزدیک مثل زبان سے کہنے کے ہے اور مجھ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس نے کہا کسی قوم نے عہد نہیں توڑا مگر اللہ جل جلالہ نے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا ۔ ف : ابن ماجہ اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزیں بدلہ ہیں پانچ چیزوں کی جو قوم اقرار توڑے گی اللہ اس پر دشمن کو مسلط کرے گا اور جو حکم کرے گا خلاف خدا اور رسول کے اس پر محتاجی آئے

گی اور جن میں زنا پھیلے گا تو اللہ ان میں موت پھیلا دے گا اور جو لوگ ناپ اور تول میں فریب کریں گے اللہ ان پر قحط ڈالے گا اور جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں گے ان پر بارش رُک جائے گی۔

۵۔ بَابُ الْعَمَلِ فِيْمَنْ اَعْطٰى شَيْئًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(جو شخص خدا کی راہ میں کچھ دے اُس کا بیان)

۱۳۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَعْطٰى شَيْئًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ اِذَا بَلَغْتَ وَادِىَ الْقُرٰى فَشَاْنُكَ بِهٖ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر جہاد کے واسطے کوئی چیز دیتے تو کہتے جب پہنچ جائے تو وادی قریٰ میں تو وہ چیز تیری ہے۔

ف: وادی قریٰ ایک مقام ہے قریب خیبر کے وہاں سے شام کی حد شروع ہوتی ہے اس زمانے میں وہ سرزمین جہاد کا گھر تھی۔ یہ اس واسطے فرمایا ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جہاد کو نہ جائے اور وہ چیز رائیگاں ہو تو جب وادی القریٰ میں پہنچ گیا تو ظن غالب ہوا کہ جہاد کرے گا۔

۱۴۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اُعْطِىَ الرَّجُلُ الشَّىْءَ فِى الْغَزْوِ فَبَلَغَ بِهٖ رَاْسَ مَغْزَاتِهٖ فَهُوَ لَهٗ ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب کہتے تھے جب کسی شخص کو جہاد کے واسطے کوئی چیز دی جائے اور وہ دار الجہاد میں پہنچ جائے تو وہ چیز اسی کی ہو گئی۔

سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص نے نذر کی جہاد کی جب تیار ہوا تو اس کے ماں باپ نے منع کیا یا صرف ماں یا باپ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک والدین کی نافرمانی نہ کرے اور جہاد کو سال آئندہ پر رکھے اور جو سامان جہاد کا تیار کیا تھا اس کو رکھ چھوڑے اگر اس کے خراب ہونے کا خوف ہو تو بیچ کر اس کی قیمت رکھ چھوڑے تا کہ سال آئندہ اسی قیمت سے پھر سامان خرید کرے البتہ اگر وہ شخص غنی ہو ایسا کہ جب نکلے سامان خرید کر سکے تو اس کو اختیار ہے اس سامان کو جو چاہے ویسا کرے۔

ف: یعنی کسی کو دے دے یا رکھ چھوڑے یا صرف کر ڈالے۔

۶۔ بَابُ جَامِعِ النَّفْلِ فِى الْغَزْوِ (غنیمت کے بیان میں مختلف حدیثیں)

۱۵۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا اِبِلًا كَثِيْرَةً وَّكَانَ سُهْمَانُهُمْ اِثْنَا عَشَرَ بَعِيْرًا اَوْ اَحَدَ عَشَرَ بَعِيْرًا وَنُفِّلُوْا بَعِيْرًا بَعِيْرًا ۔ (اخرجہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن عمر تھے نجد کی طرف تو غنیمت میں بہت اونٹ حاصل کئے اور حصہ رسد ہر ایک کا بارہ بارہ اونٹ یا گیارہ گیارہ اونٹ تھے اور ایک ایک اونٹ زیادہ دیا گیا۔

ف: جہاد میں جس قدر کافروں کا مال حاصل ہوتا ہے اُس کو غنیمت کہتے ہیں چار حصہ اس مال کے مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں اور ایک حصہ امام رکھ لیتا ہے مگر امام کو اختیار ہے کہ لشکر میں سے کسی جماعت خاص یا شخص خاص کے واسطے کسی کام کے

مصلحت میں علاوہ حصہ غنیمت کے کچھ زیادہ تجویز کرے اس کو نفل کہتے ہیں یہ لشکر جو نجد کی طرف گیا تھا اس میں چار ہزار آدمی تھے ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے تھے مگر وہ ٹکڑا پندرہ آدمیوں کا جن میں عبداللہ بن عمرؓ تھے ان کے لئے ایک ایک اونٹ زیادہ تجویز کیا گیا۔

۱۶۔ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ بْنِ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ کَانَ النَّاسُ فِیْ غَزْوٍ إِذَا اقْتَسَمُوْا غَنَائِمَھُمْ یَعْدِلُوْنَ الْبَعِیْرَ بِعَشْرِ شِیَاہٍ بر رجال موصول فی معنا ہ اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعید بن المسیب سے کہتے تھے جہاد میں جب لوگ غنیمتوں کو بانٹتے تھے تو ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر سمجھتے تھے۔

ف: صحیحین میں روایت ہے رافع بن خدیج سے کہ تھے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تو غنیمت پائی ہم نے اونٹوں اور بکریوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر رکھا۔ کہا مالک نے جہاد میں جو شخص اُجرت پر کام کرتا ہو اگر وہ لڑائی میں مجاہدین کے ساتھ شریک رہے اور آزاد ہو تو غنیمت کے مال سے اس کو حصہ ملے گا ورنہ نہیں ملے گا اور میری رائے میں حصہ اسی کو ملے جو لڑائی میں شریک ہو اور آزاد ہو۔

۷۔ بَابُ مَا لَا یَجِبُ فِیْہِ الْخُمُسُ (جس مال کا پانچواں حصہ نہیں دیا جائیگا اسکا بیان)

۱۷۔ کہا مالک نے جو کفار بندر کے کنارہ پر مسلمانوں کی زمین میں ملیں اور وہ یہ کہیں کہ ہم سوداگر تھے دریا نے ہم کو یہاں پھینک دیا مگر مسلمانوں کو اس امر کی تصدیق نہ ہو البتہ یہ گمان ہو کہ جہاز ان کا ٹوٹ گیا یا پیاس کے سبب سے اُتر پڑے بغیر اجازت مسلمانوں کے تو امام کو ان کے بارے میں اختیار ہے اور جن لوگوں نے گرفتار کیا ان کو خمس نہیں ملے گا۔

۸۔ بَابُ مَا یَجُوْزُ لِلْمُسْلِمِیْنَ اَکْلُہٗ قَبْلَ الْخُمُسِ

(غنیمت کے مال میں سے قبل تقسیم کے جس چیز کا کھانا درست ہے)

۱۸۔ کہا مالک نے جب مسلمان کفار کے ملک میں داخل ہوں اور وہاں کھانے کی چیزیں پائیں تو تقسیم سے پہلے کھانا اس کا درست ہے کہا مالک نے اونٹ بیل بکریاں بھی کھانے کی چیزیں ہیں قبل تقسیم کے کھانا ان کا درست ہے۔ ف: یعنی بقدر ضرورت کے اگر گوشت کی حاجت ہو تو ان جانوروں کا ذبح کرنا درست ہے کہا مالک نے اگر یہ چیزیں نہ کھائی جائیں اور تقسیم کے واسطے لائی جائیں تو لشکر کو تکلیف ہو اس صورت میں کھانا اُن کا درست ہے مگر بقدر ضرورت دستور کے موافق اور یہ درست نہیں کہ ان میں سے کوئی چیز رکھ چھوڑے اور اپنے گھر لے جائے۔ سوال ہوا امام مالک سے اگر کوئی شخص کفار کے ملک میں کھانا پائے اور ان میں سے کھائے کچھ بچ رہے تو اپنے گھر میں لے آنا یا راستے میں بیچ کر اُس کی قیمت لینا درست ہے۔ امام مالک نے جواب دیا اگر جہاد کی حالت میں اس کو بیچے تو قیمت اس کی غنیمت میں داخل کر دے اور جو اپنے شہر میں چلا آئے تو اس صورت میں اس کا کھانا یا اس کی قیمت سے نفع اٹھانا درست ہے جب وہ چیز قلیل اور حقیر ہو۔ ف: مثلاً روٹی یا گوشت وغیرہ ہو اور جو مالیت کی چیز ہو تو درست نہیں۔

۹- بَابُ مَا يُرَدُّ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ الْقَسْمُ مِمَّا أَصَابَ الْعَدُوُّ

(مال غنیمت میں سے قبل تقسیم کے جو چیز دی جائے اُس کا بیان)

۲۱- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَبَقَ وَأَنَّ فَرَسًا لَهُ عَارَ فَأَصَابَهُمَا الْمُشْرِكُونَ ثُمَّ غَنِمَهُمَا الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُصِيبَهُمَا الْمَقَاسِمُ۔ (وصله البخاری فی کتاب الجهاد)

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا ایک غلام عبداللہ بن عمر کا بھاگ گیا تھا اور ایک گھوڑا تو پکڑ لیا ان دونوں کو کافروں نے پھر غنیمت میں پایا ان دونوں کو مسلمانوں نے پس پھیر دیا ان دونوں کو عبداللہ بن عمر پر قبل تقسیم کے۔

۲۲- کہا مالک نے مسلمانوں کے مال اگر کفار پاس ملیں تو ان کے مالکوں کو پھیر دیئے جائیں گے جب تک تقسیم نہ ہو جائیں اگر تقسیم ہو جائیں تو پھر نہ پھیریں گے۔ سوال ہوا مالک سے کہ ایک مسلمان کے غلام کو کفار لے گئے پھر مسلمانوں نے اس کو غنیمت میں پایا تو جواب دیا کہ وہ غلام اسکے مالک کو دیا جائے گا بغیر قیمت کے جب تک کہ تقسیم میں نہ آجائے اور جب تقسیم میں آجائے تو اس کے مالک کو اختیار ہے کہ قیمت دے کر لے لے۔ ف: یہ امام مالک اور ابوحنیفہ کا قول ہے اور شافعی کے نزدیک بعد تقسیم کے بھی مالک کو اختیار ہے کہ اپنی چیز بغیر قیمت کے لے لے اور حضرت علی اور زہری اور عمرو بن دینار اور حسن بصری کے نزدیک کسی صورت میں مالک کو اس چیز کا لینا نہیں پہنچتا کہا مالک نے اگر کسی مسلمان کی ام ولد کو کفار پکڑ لے جائیں پھر مسلمان اس کو غنیمت میں پائیں اور تقسیم ہو جائے پھر اس کا مالک اس کو پہچان لے بعد تقسیم کے تو وہ ام ولد دوبارہ لونڈی نہیں بنائی جائے گی بلکہ امام کو چاہئے کہ مال غنیمت میں سے اس کو چھوڑا کر مالک کے حوالہ کرے اگر امام نہ چھڑائے تو اس کے مالک کو چاہئے کہ فدیہ دے کر اس کو چھوڑا لے ایسا نہ کرے کہ اس کو چھوڑ دے اور جس کے حصے میں وہ ام ولد آئی ہے اس کو جائز نہیں کہ لونڈی بنائے یا اس سے جماع کرے کیونکہ وہ ام ولد مثل آزاد کے ہے۔ اس واسطے کہ ام ولد اگر کسی شخص کو زخمی کرے تو اس کے مالک کو حکم ہو گا کہ فدیہ دے کر چھوڑا لے پس یہاں بھی ایسا ہی حکم ہے کہ مالک اس کا جس طرح بنے اس کو چھڑا لے یہ نہیں کہ اس کو چھوڑ دے وہ لونڈی بنائی جائے اس سے صحبت کی جائے۔ سوال ہوا مالک سے ایک شخص گیا کفار کے ملک میں مسلمانوں کو چھوڑانے یا تجارت کے واسطے وہاں اس نے آزاد اور غلام دونوں کو خریدا یا کفار نے اس کو ہبہ کر دیا۔ امام مالک نے جواب دیا کہ اگر اس شخص نے آزاد کو خریدا تو جسقدر داموں کے بدلے میں خریدا وہ قرض سمجھا جائے گا اور وہ غلام نہ بنے گا اور جو ہبہ میں آیا تو وہ آزاد رہے گا اس کو کچھ دینا نہ ہو گا مگر اس صورت میں کہ ہبہ کے عوض میں اس نے کچھ خرچ کیا ہو اس قدر اس کے ذمہ پر قرض ہو گا گویا اس کے بدلے میں خرید لیا اور جو اس شخص نے غلام کو خریدا تو اس سے پہلے مالک کو اختیار ہے کہ جن داموں کو اس نے خریدا ہے وہ دام دے کر غلام کو لے لے یا نہ لے اسی کے پاس رہنے دے اور جو ہبہ میں آیا تو پہلا مالک اس غلام کو مفت لے لے البتہ اگر ہبہ کے عوض میں خرچ کیا ہو تو پہلے مالک کو ضروری ہے کہ اگر چاہے اُس قدر خرچ ادا کر کے وہ غلام لے لے یا نہ لے۔

۱۰۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَبِ فِي النَّفَلِ (ہتھیاروں کو نفل میں دینے کا بیان)

۲۲ عَنْ: أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قَالَ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ فَاسْتَدَرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي قَالَ فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ فَقَالَ أَمْرُ اللَّهِ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ قَالَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ قَالَ ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ الثَّالِثَةَ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَلَبُ ذَلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَاهَا اللَّهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَدَقَ فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ فَأَعْطَانِيهِ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابی قتادہ بن ربعی سے روایت ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں جب ملے ہم کافروں سے تو مسلمانوں میں گڑبڑ ہوئی[۱]۔ میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ اس نے ایک مسلمان کو مغلوب کیا ہے تو میں نے پیچھے سے آن کر ایک تلوار اس کی گردن پر ماری وہ میری طرف دوڑا اور مجھے آن کر ایسا دبایا گویا موت کا مزہ چکھایا پھر وہ خود مرگیا اور مجھے چھوڑ دیا پھر میں حضرت عمرؓ سے ملا اور میں نے کہا آج لوگوں کو کیا ہوا[۲]۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کا ایسا ہی حکم ہوا پھر مسلمان لوٹے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی شخص کو مارے تو اس کا سامان اس کو ملے گا جب اس پر وہ گواہ رکھتا ہو ابو قتادہ کہتے ہیں جب میں نے یہ سنا اٹھ کھڑا ہوا پھر میں نے یہ خیال کیا کہ گواہ کون ہے تو میں بیٹھ گیا پھر آپ نے فرمایا جو شخص کسی کو مارے گا اس کا سامان اسی کو ملے گا بشرطیکہ گواہ رکھتا ہو تو میں اٹھ کھڑا ہوا پھر میں نے یہ خیال کیا کہ گواہ کہاں ہیں پھر بیٹھ رہا پھر تیسری مرتبہ آپ نے یہی فرمایا میں اٹھ کھڑا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھ کو اے ابو قتادہ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا اتنے میں ایک شخص بولا سچ کہا یا رسول اللہ اور سامان اس کافر کا میرے پاس ہے تو وہ سامان مجھے معاف کرا دیجئے ان سے حضرت ابوبکرؓ نے کہا قسم خدا کی ایسا کبھی نہ ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایسا قصد نہ کریں گے کہ ایک شیر خدا کے شیروں میں سے اللہ و رسول کی طرف سے لڑے اور سامان تجھے مل جائے آنحضرتؐ نے فرمایا ابوبکر سچ کہتے ہیں وہ سامان ابو قتادہ کو دے دے اس نے مجھے دے دیا میں نے زرہ بیچ کر ایک باغ خریدا بنی سلمہ کے محلہ میں اور یہ پہلا مال ہے جو حاصل کیا میں نے اسلام میں۔

ف[۱]: جنگ حنین میں ہر چند مسلمان زیادہ تھے مگر ان کے تعلّی کی وجہ سے ان کو شکست ہوئی اور میدان جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند صحابہ رہ گئے گڑبڑ سے یہی مراد ہے۔

ف[۲]: یعنے مسلمانوں کو کہ سب بھاگ گئے۔

۲۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَّسْئَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْاَنْفَالِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْفَرَسُ مِنَ النَّفَلِ وَالسَّلَبُ مِنَ النَّفَلِ قَالَ ثُمَّ عَادَ لِمَسْاَلَتِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذٰلِكَ اَيْضًا ثُمَّ قَالَ الرَّجُلُ الْاَنْفَالُ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ مَا هِيَ قَالَ الْقَاسِمُ فَلَمْ يَزَلْ يَسْاَلُهٗ حَتّٰى كَادَ يُحْرِجُهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتَدْرُوْنَ مَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ صَبِيْغٍ الَّذِيْ ضَرَبَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؛

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ سنا میں نے ایک شخص کو پوچھتا تھا عبداللہ بن عباس سے نفل کے معنے ابن عباس نے کہا کہ گھوڑا اور ہتھیار نفل میں داخل ہیں پھر اُس شخص نے یہی پوچھا پھر ابن عباس نے یہی جواب دیا پھر اُس شخص نے کہا میں وہ انفال پوچھتا ہوں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے قاسم کہتے ہیں کہ وہ برابر پوچھے گیا یہاں تک کہ تنگ ہونے لگے عبداللہ عباس اور کہا اُنھوں نے تم جانتے ہو اس شخص کی مثال صبیغ کی سی ہے جس کو حضرت بن خطاب نے مارا تھا۔

ف: صبیغ ایک شخص تھا عراق کا رہنے والا مدینہ میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں آیا اور قرآن مجید کی متشابہ آیات میں بحث کرنے لگا حضرت عمرؓ نے اس کو مار کر نکال دیا بصرہ کی طرف اور حکم دیا کہ کوئی اس کی صحبت میں نہ بیٹھے۔

سوال ہوا مالک سے کہ جو شخص کسی کافر کو مار ڈالے کیا اس کا اسباب اس شخص کو ملے گا بغیر حکم امام کے انھوں نے کہا کہ بغیر حکم امام کے نہ ملے گا بلکہ امام کو اختیار ہے کہ اگر اسکی رائے میں آئے تو ایسا حکم دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز جنگ حنین کے مجھے نہیں پہنچا کہ اور کسی جنگ میں ایسا حکم دیا ہو۔

۱۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِعْطَاءِ النَّفَلِ مِنَ الْخُمُسِ (نفل خمس میں سے دئے جانے کا بیان)

۲۵۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُعْطَوْنَ النَّفَلَ مِنَ الْخُمُسِ ؛

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا لوگ نفل کو خمس میں سے دیا کرتے تھے۔

ف: یعنے مال غنیمت میں سے جو پانچواں حصہ امام رکھ لیتا ہے اس میں سے امام کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہے بطور انعام کے دے اور چار حصے تقسیم کر دئے جائیں گے کہا مالک نے یہ روایت بہت اچھی ہے میرے نزدیک سوال ہوا مالک سے کہ نفل پہلے غنیمت میں ہوتا ہے انھوں نے جواب دیا کہ یہ امام کی رائے پر موقوف ہے اس میں کوئی قاعدہ مقرر نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جہاد میں نفل نہیں مقرر کیا بلکہ بعض لڑائیوں میں جیسے حنین میں تو یہ امام کی رائے میں پر موقوف ہے خواہ پہلے غنیمت میں نفل مقرر کرے خواہ بعد اس کے۔

۱۲۔ بَابُ الْقَسْمِ لِلْخَيْلِ فِي الْغَزْوِ (گھوڑے کے حصے کا بیان جہاد میں)

۲۶۔ کہا مالک نے عمر بن عبدالعزیز نے کہا گھوڑے کے دو حصے ہیں اور مرد کا ایک حصہ ہے۔ ف: بخاری نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے دو حصے دئے اور سوار کو ایک حصہ تو سوار کے تین حصے ہوئے اور پیدل کا ایک حصہ اور ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ پیادہ کا ایک حصہ اور سوار کے تین حصے ایک حصہ سوار کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے ائمہ ثلثہ اور اکثر فقہا کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک پیدل کا ایک حصہ ہے اور سوار کے دو حصے ہیں۔

۲۷۔ **کہا مالک** نے میں ہمیشہ ایسا ہی سُنتا ہوا آیا **سوال** ہوا مالک سے کہ ایک شخص اپنے ساتھ بہت سے گھوڑے لے کر آیا تو کیا سب گھوڑوں کو حصے ملے گا؟ جواب دیا کہ نہیں صرف اُس گھوڑے کو ملے گا جس پر سوار ہو کر لڑتا ہے **کہا مالک** نے میرے نزدیک تُرکی اور مُجنّس بھی گھوڑوں میں داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پیدا کیا ہم نے گھوڑوں اور خچروں کو اور گدھوں کو تمہارے سوار ہونے کے لئے **ف** ؛ وجہ استدلال کی یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے سب سواریوں کو بیان کیا ہے جیسا کہ مقتضائے امتنان اور ترکی اور مجنّس پر سوار ہوتے ہیں اور وہ گدھوں اور خچروں میں داخل نہیں ہو سکتا ہے تو لامحالہ گھوڑوں میں داخل ہو گا کیونکہ گھوڑا اس کو بھی کہتے ہیں۔

بقیہ قول مالک : اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیار کرو واسطے کافروں کے جہاں تک کرسکو سامان لڑائی کا اور بندھے ہوئے گھوڑے دوڑانے رہو اُن سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو۔

ف : اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ تُرکی اور مُجنّس گھوڑوں میں داخل ہیں۔

بقیہ قول مالک : "تو میرے نزدیک تُرکی اور مُجنّس گھوڑوں میں شمار کئے جائیں گے جب حاکم ان کو قبول کرے۔
سعید بن المسیب سے کسی نے پوچھا کہ ترکیوں میں زکوٰۃ ہے بولے کہیں گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہوتی ہے"

ف : اس قول سے بھی معلوم ہوا کہ تُرکی گھوڑوں میں داخل ہیں۔ مُجنّس ترکی گھوڑی اور عربی گھوڑے سے پیدا شدہ گھوڑا۔

۱۳۔ بَابُ مَاجَآءَ فِي الْغُلُوْلِ (غنیمت کے مال میں سے چُرانے کا بیان)

۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ صَدَرَ مِنْ حُنَيْنٍ وَهُوَ يُرِيْدُ الْجِعِرَّانَةَ سَأَلَهُ النَّاسُ حَتّٰى دَنَتْ بِهِ نَاقَتُهُ مِنْ شَجَرَةٍ فَتَشَبَّكَتْ بِرِدَآئِهِ حَتّٰى نَزَعَتْهُ عَنْ ظَهْرِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوْا عَلَيَّ رِدَآئِيْ اَتَخَافُوْنَ اَنْ لَّا اُقْسِمَ بَيْنَكُمْ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ سَمُرِ تِهَامَةَ نَعَمًا لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا جَبَانًا وَّلَا كَذَّابًا فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ اَدُّوا الْخَآئِطَ وَالْمِخْيَطَ فَاِنَّ الْغُلُوْلَ عَارٌ وَّنَارٌ وَّشَنَارٌ عَلٰۤى اَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ ثُمَّ تَنَاوَلَ مِنَ الْاَرْضِ وَبَرَةً مِّنْ بَعِيْرٍ اَوْ شَاةٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَالِيْ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَلَا مِثْلَ هٰذِهٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ (رواہ النسائی)

ترجمہ : عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹے حنین سے اور قصد رکھتے تھے آپ جعرانہ کا مانگنے لگے لوگ آپؐ سے کہ اونٹ آپ کا کانٹوں کے درخت کی طرف چلا گیا اور کانٹے آپ کی چادر میں اٹک کر چادر آپ کی پشت مبارک سے اُتر گئی تب آپ نے فرمایا کہ میری چادر مجھ کو دے دو کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں نہ بانٹوں گا وہ چیز تم کو جو اللہ نے تم کو دی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر اللہ تم کو جتنے تہامہ کے درخت ہیں اتنے اونٹ دے تو میں بانٹ دُوں گا تم کو پھر نہ پاؤ گے مجھ کو بخیل نہ بودا نہ جھوٹا پھر جب اُترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لوگوں میں اور کہا کہ اگر کسی نے تاگا اور سُوئی لے لی ہو وہ بھی لاؤ کیونکہ غنیمت کے مال میں سے چُرانا شرم ہے دنیا میں اور آگ ہے اور عیب ہے قیامت کے روز پھر زمین سے ایک بال کا گچھا اُٹھایا اونٹ کا یا بکری کا اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جو مال اللہ پاک نے

تم کو دیا اس میں سے میرا اتنا بھی نہیں ہے مگر پانچواں حصہ اور پانچواں حصہ بھی تمہارے ہی واسطے ہے۔

ف : یعنے تقاضا کرنے لگے کہ مال غنیمت تقسیم کر دیجئے آپ کو ایسا تنگ کیا۔ ف : پانچواں حصہ مال غنیمت میں سے جو امام رکھ لیتا ہے وہ بھی مسلمانوں کے کام میں صرف کیا جاتا ہے جیسے پل بنانا قلعہ تیار کرنا ہتھیار خریدنا۔

۲۹۔ عَنْ : زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَإِنَّهُمْ ذَكَرُوهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّهُ قَالَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذَلِكَ فَقَالَ فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ فَفَتَحْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيهِ خَرَزَاتٍ مِنْ خَرَزِ يَهُودَ مَا يُسَاوِيْنَ دِرْهَمَيْنِ ؛ (اخرجہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ)

ترجمہ : زید بن خالد جہنی نے کہا ایک شخص مر گیا حنین کی لڑائی میں تو بیان کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا آپ نے فرمایا نماز پڑھ لو اپنے ساتھی پر لوگوں کے چہرے زرد ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے مال غنیمت میں چوری کی تھی زید نے کہا ہم نے اس شخص کا اسباب کھولا تو چند منکے یہودیوں کے پائے دو درہم کا مال بھی نہ تھا۔

ف : اس وجہ سے حضرتؐ نے نماز اس پر نہ پڑھی اور لوگوں سے کہا کہ تم پڑھ لو۔

۳۰۔ عَنْ : عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ الْكِنَانِيِّ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى النَّاسَ فِي قَبَائِلِهِمْ يَدْعُو لَهُمْ وَإِنَّهُ تَرَكَ قَبِيلَةً مِنَ الْقَبَائِلِ قَالَ وَإِنَّ الْقَبِيلَةَ وَجَدُوا فِي بَرْدَعَةِ رَجُلٍ مِنْهُمْ عِقْدَ جَزْعٍ غُلُولًا فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ كَمَا يُكَبِّرُ عَلَى الْمَيِّتِ ؛

ترجمہ : عبداللہ بن مغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے لوگوں کی جماعتوں پر تو دعا کی سب جماعتوں کے واسطے مگر ایک جماعت کے واسطے دعا نہ کی کیونکہ اس جماعت میں ایک شخص تھا جس کے بچھونے کے نیچے سے ایک کنٹھا چوری کا نکلا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت پر آئے تو آپ نے تکبیر کہی جیسے جنازے پر کہتے ہیں۔

ف : اس سے یہ مطلب تھا کہ وہ لوگ مثل مردوں کے ہیں جو بھلی بات نہیں سنتے اور حکم نہیں مانتے۔

۳۱۔ عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا إِلَّا الْأَمْوَالَ الْمَتَاعَ وَالثِّيَابَ قَالَ فَأَهْدَى رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ

ترجمہ : ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خیبر کے سال تو غنیمت میں سونا اور چاندی حاصل نہیں کیا بلکہ کپڑے اور اسباب ملے اور رفاعہ بن زید نے ایک غلام کالا ہدیہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کا نام مدعم تھا تو چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القری کی طرف تو جب پہنچے ہم وادی القری میں مدعم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ کی پالان اتار رہا تھا اتنے میں ایک تیر بے نشان اس کے آلگا وہ مر گیا لوگوں نے کہا مبارک ہو جنت کی اس کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَخَذَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مِّنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذٰلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ ؕ (اخرجه البخاری ومسلم)

نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ جو کمل اس نے حنین کی لڑائی میں غنیمت کے مال سے قبل تقسیم کے لے لیا تھا آگ ہو کر اس پر جل رہا ہے جب لوگوں نے یہ سنا ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا آپ نے فرمایا یہ تسمہ یا دو تسمے آگ کے تھے ۔

ف : یعنے یہ تسمہ تو داخل نہ کرتا تو آخرت میں یہی تسمہ آگ ہو کر لپٹتا ۔

۳۲۔ **عَنْ** : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا اُلْقِيَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبُ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ ؕ

ترجمہ : عبد اللہ بن عباس نے کہا جو قوم غنیمت کے مال میں چوری کرتی ہے اُن کے دل بودے ہو جاتے ہیں اور جس قوم میں زنا زیادہ ہو جاتی ہے اُن میں موت بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان کی روزی بند ہو جاتی ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرتی ہے ان میں خون زیادہ ہو جاتا ہے اور جو قوم عہد توڑتی ہے ان پر دشمن غالب ہو جاتا ہے ۔

ف : طبرانی نے اس حدیث کو ابن عباس سے مرفوعاً بیان کیا اُس میں یہ ہے کہ جو قوم زکوٰۃ روکتی ہے اُن سے بارش رُک جاتی ہے ۔

۱۴۔ بَابُ الشُّهَدَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (شہادت کا بیان)

۳۳۔ **عَنْ** : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى فَاُقْتَلُ فَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ ثَلَاثًا اَشْهَدُ بِاللّٰهِ ؕ (اخرجه البخاری ومسلم)

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے چاہی یہ بات کہ اللہ کی راہ میں لڑوں پھر قتل کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں ابوہریرہ کہتے تھے یہ بات تین بار گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ آنحضرتؐ نے ایسا ہی فرمایا ۔

۳۴۔ **عَنْ** : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضْحَكُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُقَاتِلُ

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہنسے گا اللہ قیامت کے دن دو شخصوں پر کہ ایک دوسرے کا قاتل ہوگا اور دونوں جنت میں جائیں گے ۔ ایک شخص نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور مارا گیا بعد اس کے مارنے

فَيُسْتَشْهَدُ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

والے پر اللہ نے رحم کیا وہ مسلمان ہوا اور جہاد کیا اور شہید ہوا۔

۲۵۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ ۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے نہیں زخمی ہوگا کوئی شخص اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو زخمی ہوتا ہے اس کی راہ میں مگر آئے گا دن قیامت کے اور اس کے زخم سے خون جاری ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔

۲۶۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَتْلِي بِيَدِ رَجُلٍ صَلَّى لَكَ سَجْدَةً وَاحِدَةً يُحَاجُّنِي بِهَا عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب فرماتے تھے اے پروردگار مت قتل کرائیو مجھ کو اس شخص کے ہاتھ سے جس نے تجھ کو ایک سجدہ بھی کیا ہو اس سجدہ کی وجہ سے قیامت کے دن تیرے سامنے مجھ سے جھگڑے۔

ف: مقصود حضرت عمرؓ کا یہ تھا کہ قاتل ان کا کافر ہو جو ہمیشہ جہنم میں رہے یہ دعا قبول ہوئی ابولولو مجوسی کے ہاتھ سے آپ شہید ہوئے۔

۲۷۔ عَنْ: أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلَمَّا أَدْبَرَ الرَّجُلُ نَادَاهُ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَنُودِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ كَيْفَ قُلْتَ فَأَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِلَّا الدَّيْنَ كَذٰلِكَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ ۔ (اخرجہ مسلم)

ترجمہ: ابوقتادہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ یارسول اللہ اگر قتل کیا جاؤں میں اللہ کی راہ میں جس حال میں کہ میں صبر کرنے والا ہوں مخلص ہوں منہ سامنے رکھنے والا ہوں پیٹھ موڑنے والا کیا بخش دے گا اللہ گناہ میرے فرمایا آپ نے ہاں جب وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آپ نے اس کو پھر پکارا یا پکڑوایا پھر فرمایا آپ نے کس طرح کہا تو نے اس نے پھر وہی کہا آپ نے فرمایا کہ ہاں مگر قرض ایسا ہی کہا مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے۔

ف: کیونکہ قرض حقوق الناس میں سے ہے اور حقوق الناس بدوں ادا کئے ہوئے یا معاف کروائے ہوئے ساقط نہیں ہوتے۔

۲۸۔ عَنْ: أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِشُهَدَاءِ أُحُدٍ هٰؤُلَاءِ أَشْهَدُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَسْنَا بِإِخْوَانِهِمْ أَسْلَمْنَا كَمَا أَسْلَمُوا وَجَاهَدْنَا كَمَا جَاهَدُوا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ بَلَى وَلَا أَدْرِي مَا تُحْدِثُونَ

ترجمہ: ابوالنضر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدوں کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا میں گواہ ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یارسول اللہ کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے انہوں نے جہاد کیا آپ نے فرمایا ہاں مگر مجھے معلوم نہیں کہ بعد میرے کیا کروگے تورنے

يَعْنِي قَالَ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ بَكَى ثُمَّ قَالَ أَئِنَّا لَكَائِنُونَ بَعْدَكَ ٭

گئے اور فرمایا کہ ہم زندہ رہیں گے بعد آپ کے۔

ف : یعنی ان کی سعی اور کوشش اور صبر پر اور صحت ایمان پر قیامت کے دن میں گواہی دوں گا جنگ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ بعض ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے نو بیٹیاں چھوڑیں اور خوشی سے شہید ہوئے بعضوں نے کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں بعضوں نے یہ آرزو کی کہ ہم پھر لوٹ کر گھر کو نہ جائیں بعضوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کی وجہ سے چھوڑ گئے مگر وہ شہادت کی آرزو میں چلے آئے۔

۳۹۔ **عَنْ** يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَقَبْرٌ يُحْفَرُ فِي الْمَدِينَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا قُلْتَ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا أَرَدْتُ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِثْلَ لِلْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ بُقْعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُونَ قَبْرِي بِهَا مِنْهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ٭

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور قبر کھدر ہی تھی مدینہ میں ایک شخص قبر کو دیکھ کر بولا کیا بُری جگہ ہے مسلمان کی آپ نے فرمایا بُری بات کہی تو نے وہ شخص بولا یا رسول اللہ میرا مطلب یہ تھا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونا اس سے بہتر ہے آپ نے فرمایا بیشک اللہ کی راہ میں قتل ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں مگر ساری زمین میں کوئی مقام ایسا نہیں کہ میں اپنی قبر وہاں ہونا پسند کرتا ہوں مدینہ سے تین بار آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

ف : یہ حدیث بھی دلیل ہے اس بات کی کہ مدینہ مکہ سے بہتر ہے موت کے حق میں۔ (۱۵)

بَابُ مَا تَكُونُ فِيهِ الشَّهَادَةُ

۴۰۔ **عَنْ** زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَوَفَاةً بِبَلَدِ رَسُولِكَ ٭ (وصله البخاري)

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے اے پروردگار میں چاہتا ہوں کہ شہید ہوں تیری راہ میں اور مروں تیرے رسول کے شہر میں۔

ف : حضرت عمر نے یہ دعا مانگی تو لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ دونوں باتیں کیسے ہو سکتی ہیں اسلئے کہ مدینہ میں سب مسلمان ہیں وہاں جہاد نہیں ہو سکتا مگر اللہ جل جلالہٗ نے دعا حضرت عمر کی قبول کی مدینہ میں آپ شہید ہوئے وہیں دفن ہوئے۔

۴۱۔ **عَنْ** يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ كَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاهُ وَدِينُهُ حَسَبُهُ وَمُرُوَّتُهُ خُلُقُهُ وَالْجُرْأَةُ وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللهُ حَيْثُ يَشَاءُ فَالْجَبَانُ يَفِرُّ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَالْجَرِيُّ يُقَاتِلُ عَمَّنْ لَا يَؤُوبُ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ وَالْقَتْلُ حَتْفٌ مِنَ الْحُتُوفِ وَالشَّهِيدُ مَنِ احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللهِ ٭

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب فرمایا کرتے تھے عزت مومن کی تقویٰ میں ہے اور دین اس کی شرافت ہے اور مروت اس کا خلق ہے اور بہادری اور نامردی دونوں خلقی صفتیں ہیں جس شخص میں اللہ چاہتا ہے ان صفتوں کو رکھتا ہے تو نامرد اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس شخص سے لڑتا ہے جس کو جانتا ہے کہ گھر تک نہ جانے دے گا۔ اور قتل ایک موت ہے موتوں میں سے۔ اور شہید وہ ہے جو اپنی جان خوشی سے اللہ کے سپرد کر دے۔

ف: یعنے اس کے مقابلے میں گھر جانا نصیب نہ ہوگا وہیں مرنا ہوگا۔ بعضوں نے اس عبارت کے یہ معنے کئے ہیں کہ نامرد اپنے ماں باپ کو جن کا بڑا حق ہے دشمن کے مقابلے میں چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس شخص کے ساتھ ہو کر لڑتا ہے جس سے یہ توقع نہ ہو کہ اس کا کچھ مال لے کر گھر میں آئے گا۔ ف: جیسے آدمی بیماری وغیرہ سے مرجاتا ہے بچ نہیں سکتا ویسا ہی قتل کو بھی سمجھنا چاہئے۔

۱۶- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ الشُّهَدَآءِ (شہید کے غسل دینے کے بیان میں)

۴۲- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غُسِّلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَكَانَ شَهِيْدًا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر غسل دئے گئے اور کفن پہنائے گئے اور نماز جنازے کی اُن پر پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔

امام مالک کو پہنچا اہل علم سے وہ کہتے تھے کہ شہیدوں کو نہ غسل دینا چاہئے نہ اُن پر نماز پڑھنا چاہئے بلکہ جن کپڑوں میں شہید ہوئے ہیں انہیں کپڑوں میں دفن کر دینا چاہئے۔

ف: اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی یا نہیں بعض روایات میں ہے کہ نماز پڑھی اور بعض میں یہ ہے کہ نہیں پڑھی صرف دُعا کی کہا مالک نے یہ طریقہ ان شہیدوں میں ہے جو معرکہ میں قتل کئے جائیں اور وہیں مر جائیں اور جو معرکہ سے زندہ اُٹھا کر لایا جائے پھر کچھ جی کر مرجائے تو اس کو غسل دیا جائے اور اُس پر نماز پڑھی جائے جیسے حضرت عمرؓ پر کیا گیا۔ ف: حضرت عمر بعد زخمی ہونے کے تین دن زندہ رہے۔

۱۷- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشَّيْءِ يُجْعَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(کونسی بات اللہ کے راستے میں بُری ہے) (یعنی دھوکہ دینا)

۱- عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَحْمِلُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ اَلْفَ بَعِيْرٍ وَيَحْمِلُ الرَّجُلَ اِلَى الشَّامِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَيَحْمِلُ الرَّجُلَيْنِ اِلَى الْعِرَاقِ عَلٰى بَعِيْرٍ فَجَآءَهُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ احْمِلْنِيْ وَسُحَيْمًا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَسُحَيْمٌ زِقٌّ قَالَ نَعَمْ ۞

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ایک برس میں چالیس ہزار اونٹ بھیجتے تھے شام کے جانے والوں کو فی آدمی ایک ایک اونٹ دیتے اور عراق کے جانے والوں کو دو آدمیوں میں ایک اونٹ دیتے تھے۔ ایک شخص عراق کا رہنے والا آیا اور حضرت عمر سے بولا کہ مجھ کو اور سحیم کو ایک اونٹ دیجئے حضرت عمر نے فرمایا میں تجھ کو قسم دیتا ہوں خدا کی سحیم سے تیری مراد مشک ہے وہ بولا ہاں۔

ف: پہلے اس شخص نے اس طرح سے کہا کہ حضرت عمر کو معلوم ہو سحیم کوئی شخص ہے پھر آپ سمجھ گئے کہ سحیم سے مراد مشک ہے۔ (یعنی چالاکی سے اُس نے تنہا ایک اونٹ لینے کی کوشش کی تھی)

۱۸- بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الْجِهَادِ (جہاد کی فضیلت کا بیان)

۴۴ عَنْ: أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ يَشُكُّ إِسْحَاقُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ قَالَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ ⁂

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد قبا کو جاتے تو ام حرام بنت ملحان (خالہ انس بن مالک کی) کے گھر میں آپ تشریف لے جاتے وہ آپ کو کھانا کھلاتیں اور وہ اس زمانے میں عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں ایک روز آپ ان کے گھر میں گئے انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور بیٹھ کر آپ کے سر کے بال دیکھنے لگیں آپ سو گئے۔ پھر آپ جاگے ہنستے ہوئے ام حرام نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کچھ لوگ میری امت کے پیش کئے گئے میرے اوپر جو خدا کی راہ میں جہاد کے لئے سوار ہو رہے تھے بڑے دریا میں جیسے بادشاہ تخت پر سوار ہوتے ہیں ام حرام نے کہا یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ جل جلالہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے آپ نے دعا کی پھر آپ سر رکھ کے سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستے ہیں آپ نے فرمایا کچھ لوگ میری اُمت کے پیش کئے گئے میرے اوپر جو خدا کی راہ میں جہاد کو جاتے تھے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں ام حرام نے کہا یا رسول اللہ آپ دُعا کیجئے اللہ جل جلالہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے آپ نے فرمایا تو تو پہلے لوگوں میں سے ہو چکی[۱]۔ ام حرام معاویہ کے ساتھ دریا میں سوار ہوئیں جب دریا سے نکلیں تو جانور پر سے گر کر مرگئیں[۲]۔

ف[۱]: ام حرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد یا جد امجد کی خالہ تھیں یا آپ کی خالہ رضاعی تھیں بہرحال آپ کی محرم تھیں بعضوں نے کہا کہ آپ کی محرم نہ تھیں اور آپ کو خاص اجنبی عورت سے خلوت کرنا درست تھا کیونکہ آپ معصوم تھے۔ بعضوں نے کہا کہ اس حدیث سے خلوت معلوم نہیں ہوتی شاید ان کا لڑکا یا خاوند بھی اُس وقت موجود ہوتا ہو۔ **ف[۲]:** یہ پیش گوئی آپ کی سچ ہوئی۔ حضرت عثمان کی خلافت میں معاویہ لشکر کے سردار ہو کر کفار روم سے لڑنے کو دریا میں سوار ہو کر گئے۔ **ف[۳]:** یہ پہلا جہاد تھا جو مسلمانوں نے دریا میں کیا۔ دوسرا جہاد قسطنطنیہ پر معاویہ کے زمانے میں جس میں لشکر کا سردار یزید بن معاویہ تھا اس حدیث سے حضرت معاویہ کی تعریف ثابت ہوئی بلکہ یزید کی بھی اور صحیح بخاری کی حدیث میں پہلی جماعت کے حق میں لفظ اَوْجَبُوْا اور دوسری حدیث کے حق میں لفظ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ آیا ہے جس سے اور زیادہ فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ یہ حدیث دلیل قوی ہے

ایمان وحسن خاتمہ معاویہ و یزید پر پس لعنت اُن پر ہرگز نہ چاہیئے یہی مذہب ہے محققین اہل سنت وجماعت کا گو بعض اعمال منسقہ اُن سے صادر ہوئے ہیں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک عصمت خاصہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ صحابہ و اہل بیت ہرگز معصوم نہیں ہیں فضلاً غیرہم بالجملہ جس کے مغفور ہونے کی خبر مخبر صادق نے دی ہے۔ اس کو کافر وملعون کہنا ناجائز ہے۔

۴۵ عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَحْبَبْتُ اَنْ لَّا اَتَخَلَّفَ عَنْ سَرِیَّةٍ تَخْرُجُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ لَّا اَجِدُ مَآ اَحْمِلُهُمْ عَلَیْهِ وَلَا یَجِدُوْنَ مَا یَتَحَمَّلُوْنَ عَلَیْهِ فَیَخْرُجُوْنَ وَیَشُقُّ عَلَیْهِمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا بَعْدِیْ فَوَدِدْتُ اَنِّیْ اُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی فَاُقْتَلُ ۞

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میری اُمت پر شاق نہ ہوتا تو میں کسی لشکر کا جو اللہ کی راہ میں نکلتا ہے ساتھ نہ چھوڑتا۔ مگر نہ میرے پاس اسقدر سواریاں ہیں کہ سب لوگوں کو ان پر سوار کروں نہ ان کے پاس اتنی سواریاں ہیں کہ وہ سب سوار ہو کر نکلیں اگر میں اکیلا جاؤں تو ان کو میرا چھوڑنا شاق ہوتا ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

ف: یعنی جب کچھ لوگ جہاد کو جاتے تو میں بھی جاتا۔

۴۶ عَنْ: یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّاْتِیْنِیْ بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیِّ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبَ الرَّجُلُ یَطُوْفُ بَیْنَ الْقَتْلٰی فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ مَا شَاْنُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ بَعَثَنِیْ اِلَیْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاٰتِیَهٗ بِخَبَرِكَ قَالَ فَاذْهَبْ اِلَیْهِ فَاَقْرِاْهُ مِنِّی السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُ اَنِّیْ قَدْ طُعِنْتُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ طَعْنَةً وَّاَنِّیْ قَدْ اُنْفِذَتْ مَقَاتِلِیْ وَاَخْبِرْ قَوْمَكَ اَنَّهٗ لَا عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اِنْ قُتِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَوَاحِدٌ مِّنْهُمْ حَیٌّ ۞

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون خبر لا کر دیتا ہے مجھ کو سعد بن ربیع انصاری کی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں دوں گا[1]۔ وہ جا کر لاشوں میں ڈھونڈنے لگا[2]۔ سعد نے کہا کہ کیا کام ہے اس شخص نے کہا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری خبر لینے کو بھیجا ہے[3]۔ کہا کہ تم جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور میرا سلام عرض کرو اور کہو کہ مجھے بارہ زخم برچھیوں کے لگے ہیں[4] اور میرے زخم کاری ہیں اور اپنی قوم سے کہو کہ اللہ جل جلالہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا اگر رسول اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے اور تم میں سے ایک بھی زندہ رہا۔

ف[1]: وہ شخص اُبی بن کعب تھے آپ نے اُن سے فرمایا تم جا کر دیکھو سعد بن ربیع زندہ ہیں یا مُردہ اگر زندہ ہوں تو میرا اسلام اُن سے کہو اور میری طرف سے پوچھو کہ تم اپنے تئیں کس حال میں پاتے ہو۔ ف[2]: کئی بار سعد کا نام لے کر پکارا کہیں سے کوئی جواب نہ آیا پھر انہوں نے یہ کہہ کر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا ہے اسلئے کہ میں سعد کی خبر لاؤں۔ ف[3]: کہ تم زندہ ہو یا مُردہ انہوں نے کہا میرا شمار مُردوں میں ہے۔ ف[4]: زید بن ثابت کی روایت میں ہے کہ ان کو ستر زخم برچھیوں اور تیروں کے لگے تھے۔ واقدی کی روایت میں ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو اللہ پاک آپ کو جزائے خیر دے مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔

۴۷۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغَّبَ فِي الْجِهَادِ وَذَكَرَ الْجَنَّةَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَاْكُلُ تَمَرَاتٍ فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ لَحَرِيْصٌ عَلَى الدُّنْيَا اِنْ جَلَسْتُ حَتّٰى اَفْرُغَ مِنْهُنَّ فَرَمٰى مَا فِيْ يَدِهٖ فَحَمَلَ بِسَيْفِهٖ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ؀

ترجمہ: یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رغبت دلائی جہاد میں (بدر کے روز) اور بیان کیا جنت کا حال اتنے میں ایک شخص انصاری (وہی عمیر بن الحمام) کھجوریں ہاتھ میں لئے ہوئے کھا رہا تھا وہ بولا مجھے بڑی حرص ہے دنیا کی اگر میں بیٹھا رہوں اس انتظار میں کہ کھجوریں کھالوں پھر کھجوریں پھینک دیں اور تلوار اٹھا کر لڑائی شروع کی اور شہید ہوا۔

ف: آپ نے فرمایا مستعد ہو جاؤ اُس جنت کے واسطے جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام نے کہا یا رسول اللہ جنت اتنا بڑا باغ ہے آپ نے فرمایا ہاں عمیر نے کہا واہ واہ حضرت نے فرمایا تو نے واہ واہ کیوں کہا۔ عمیر نے کہا قسم خدا کی یا رسول اللہ میں نے اس آرزو سے کہا کہ میں بھی اس باغ کے لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا تو بھی ان میں سے ہے۔

۴۸۔ عَنْ: مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ قَالَ الْغَزْوُ غَزْوَانِ فَغَزْوٌ تُنْفَقُ فِيْهِ الْكَرِيْمَةُ وَيُيَاسَرُ فِيْهِ الشَّرِيْكُ وَيُطَاعُ فِيْهِ ذُو الْاَمْرِ وَيُجْتَنَبُ فِيْهِ الْفَسَادُ فَذٰلِكَ الْغَزْوُ خَيْرٌ كُلُّهٗ وَغَزْوٌ لَا يُنْفَقُ فِيْهِ الْكَرِيْمَةُ وَلَا يُيَاسَرُ فِيْهِ الشَّرِيْكُ وَلَا يُطَاعُ فِيْهِ ذُو الْاَمْرِ وَلَا يُجْتَنَبُ فِيْهِ الْفَسَادُ فَذٰلِكَ الْغَزْوُ لَا يَرْجِعُ صَاحِبُهٗ كَفَافًا ؀

ترجمہ: یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نے کہا جہاد دو قسم کے ہیں ایک وہ جہاد جس میں عمدہ سے عمدہ مال صرف کیا جاتا ہے اور رفیق کے ساتھ محبت کی جاتی ہے اور افسر کی اطاعت کی جاتی ہے اور فساد سے پرہیز رہتا ہے یہ جہاد سب کا سب ثواب ہے اور ایک وہ جہاد ہے جس میں اچھا مال صرف نہیں کیا جاتا اور رفیق سے محبت نہیں ہوتی اور افسر کی نافرمانی ہوتی ہے اور فساد سے پرہیز نہیں ہوتا یہ جہاد ایسا ہے جس میں جو کوئی جائے ثواب تو کیا خالی لوٹ کر چھٹکارا کل ہے۔

ف: یعنے ایسے جہاد میں اگر گناہ سے بچ جائے تو بھی غنیمت ہے ثواب کا کیا ذکر۔

۱۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَيْلِ وَالْمُسَابَقَةِ بَيْنَهُمَا وَالنَّفَقَةِ فِي الْغَزْوِ

(گھوڑوں کا اور گھوڑ دوڑ کا بیان اور جہاد میں صرف کرنے کا بیان)

۴۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؀

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانی میں بہتری اور برکت بندھی ہوئی ہے قیامت تک۔

ف: کیونکہ گھوڑا بڑا ذریعہ ہے جہاد کا اور اشرف ہے اسی وجہ سے تمام حیوانات میں۔

۵۰۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ قَدْ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط لگائی آگے بڑھنے کی اُن گھوڑوں پہ جو تیار

أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا ؛

کئے گئے تھے گھوڑ دوڑ کے لئے حفیہ سے (ایک مقام ہے باہر مدینہ کے) ثنیۃ الوداع تک (پانچ میل ہے حفیاء سے) اور جو گھوڑے تیار نہیں کئے گئے تھے اُن کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک (ایک میل ہے) منفرد کی عبداللہ بن عمر بھی گھوڑ دوڑ میں شریک تھے ۔

۵۱ عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ لَيْسَ بِرِهَانِ الْخَيْلِ بَأْسٌ إِذَا أُدْخِلَ فِيهَا مُحَلِّلٌ فَإِنْ سَبَقَ أَخَذَ السَّبَقَ وَإِنْ سُبِقَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ ؛

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب کہتے تھے گھوڑ دوڑ کی شرط میں کچھ قباحت نہیں ہے ۔ جب دو شخصوں کے بیچ میں ایک اور شخص آجائے اگر وہ آگے بڑھ جائے تو شرط کا روپیہ لے لے اور جب پیچھے رہ جائے کچھ نہ دے ۔

ف : گھوڑ دوڑ میں دو آدمیوں کا اس طرح پر شرط لگانا کہ جو اُن میں سے آگے بڑھ جائے گا وہ روپیہ شرط کا لے لے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ دے گا اتفاقاً ممنوع ہے اور یک طرفہ شرط کرنا یا مفت گھوڑ دوڑ کرنا اتفاقاً جائز ہے ۔ اگر دو آدمی دونوں طرف سے شرط لگا کر گھوڑ دوڑ کریں تو اس کی حلّت کی یہ صورت ہے کہ ایک تیسرے شخص کو شریک کرلیں جس کو محلل کہتے ہیں ۔ اگر یہ محلل آگے بڑھ جائے گا تو دونوں سے شرط کا روپیہ لے لے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا تو محلل کو کچھ دینا نہ ہوگا مگر ان دونوں آدمیوں میں سے جو کوئی آگے بڑھے گا وہ اپنی شرط کا روپیہ دوسرے سے لے لے گا ۔

۵۲ عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُئِيَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّي عُوتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْخَيْلِ ؛

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے دیکھا کہ اپنے گھوڑے کا منہ چادر سے صاف کر رہے ہیں لوگوں نے اُس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ رات مجھ پر عتاب ہوا گھوڑے کی خبر نہ لینے پر ۔

۵۳ عَنْ : أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ أَتَاهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ حَتَّى يُصْبِحَ فَخَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ؛

ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلے خیبر کو پہنچے وہاں رات کو اور آپ جب کسی قوم پر رات کو پہنچتے تو جنگ شروع نہ کرتے یہاں تک کہ صبح ہو ۔ تو خیبر کے یہودی اپنی کودالیں اور زنبیلیں لے کر نکلے جب انہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو کہنے لگے قسم ہے خدا کی محمدؐ ہیں اور پورا لشکر اُن کے ساتھ تھے تو فرمایا آپ نے اللہ اکبر خراب ہوا خیبر اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ

ف ۱ : پورا لشکر وہ ہے جس میں میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ اور قلب اور جناح ہو ۔ ف ۲ : یعنے جب اُترے ہم کسی قوم کے سامنے پس بُری ہوئی صبح ڈرائے گیوں کی آپ نے یہودیوں کے ہاتھ میں کُدالیں دیکھ کر فال نیک لی اس امر کی کہ خیبر تباہ ہو جائے گا

کیونکہ کدال کھودنے کا آلہ ہے۔ بعضوں نے کہا کہ خیبر کے نام سے خرابی نکالی آپ نے۔

۴۹ عَنْ: اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ نُوْدِیَ فِی الْجَنَّةِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّیْقُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰی مَنْ یُّدْعٰی مِنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ ۔

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک جوڑا (مثلاً دو اونٹ یا دو بکریاں یا دو روپے) صرف کرے اللہ کی راہ میں تو قیامت کے روز جنت کے دروازے پر پکارا جائے گا اے بندے اللہ کے یہ خیر ہے تو جو شخص نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص جہادی ہوگا وہ شخص جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص صدقہ دینے والا ہوگا وہ صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص روزے بہت رکھے گا وہ باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ جو شخص کسی ایک دروازے سے بلایا جائے اس کو کچھ حرج نہ ہوگا مگر کوئی ایسا بھی جو سب دروازوں سے بلایا جائے آپ نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہوگے۔

ف: یعنے ان لوگوں میں سے جو سب دروازوں سے بلائے جائیں گے۔

۲۰۔ بَابُ اِحْرَازِ مَنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ اَرْضَهٗ

(ذمیوں میں سے جو کوئی مسلمان ہو جائے اس کی زمین کا بیان)

ف: ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو دار اسلام میں رہتا ہے اور اس سے جزیہ لیا جاتا ہے۔

سوال ہوا امام مالک سے کہ اگر امام نے کسی قوم پر کافروں کا جزیہ مقرر کیا ان کافروں میں سے کوئی شخص مسلمان ہوگیا تو اس کی زمین اور جائداد اسی کو ملے گی یا مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی امام مالک نے جواب دیا کہ اس میں دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ کافر صلح کرکے خوشی سے بدون جنگ کے جزیہ پر راضی ہوگئے ہیں ان میں سے جو کوئی مسلمان ہوگا اس کی زمین اور جائداد اسی کو ملے گی اگر وہ کفار جنگ کرکے تلوار کے زور سے مطیع ہوئے ہوں تو ان کی زمین اور جائداد مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی اگرچہ کوئی ان میں سے مسلمان ہو جائے۔

۱۲۔ بَابُ الدَّفْنِ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ مِنْ ضَرُورَةٍ وَإِنْفَاذِ أَبِي بَكْرٍ عِدَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ

دو آدمیوں یا زیادہ کو ایک قبر میں دفن کرنے کا بیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا بعد آپ کی وفات کے ابوبکر کی وفا کرنے کا بیان

عَنْ: عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوحِ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيَّيْنِ ثُمَّ السَّلَمِيَّيْنِ كَانَا قَدْ حَفَرَ السَّيْلُ قَبْرَهُمَا وَكَانَ قَبْرُهُمَا مِمَّا يَلِي السَّيْلَ وَكَانَا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ وَهُمَا مِمَّنِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فَحُفِرَ عَنْهُمَا لِيُغَيَّرَا مِنْ مَكَانِهِمَا فَوُجِدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا كَأَنَّهُمَا مَاتَا بِالْأَمْسِ وَكَانَ أَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جُرْحِهِ فَدُفِنَ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَأُمِيطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهِ ثُمَّ أُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ وَكَانَ بَيْنَ أُحُدٍ وَبَيْنَ يَوْمِ حُفِرَ عَنْهُمَا سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ سَنَةً ؛

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت ہے کہ عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو انصاری سلمی جو شہید ہوئے تھے جنگ احد میں ان کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے اکھیڑ دیا تھا اور قبر اُن کی بہاؤ کے نزدیک تھی اور دونوں ایک ہی قبر میں تھے تو قبر کھودی گئی تاکہ لاشیں ان کی نکال کر اور جگہ دفن کریں دیکھا تو ان کی لاشیں ویسی ہی ہیں جیسے وہ شہید ہوئے تھے گویا کل مرے ہیں ان میں سے ایک شخص کو جب زخم لگا تھا تو اس نے ہاتھ اپنے زخم پر رکھ لیا تھا جب ان کو دفن کرنے لگے تو ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر ہاتھ پھر وہیں آ لگا جب ان کی لاشیں کھودیں تو جنگ اُحد کو چھیالیس برس گزر چکے تھے۔

کہا مالک نے اگر دو یا تین آدمی ایک قبر میں دفن کئے جائیں ضرورت کے سبب تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر جو سب میں بڑا ہو اس کو قبلہ کے نزدیک رکھیں۔

عَنْ: رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَالٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأْيٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي فَجَاءَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَحَفَنَ لَهُ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ؛

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس روپیہ آیا بحرین سے آپ نے منادی کرائی کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آئے جابر بن عبداللہ انصاری حضرت ابوبکر صدیق نے ان کو تین لپ بھر کر دئے۔

ف: آنحضرت نے اپنی زندگی میں جابر بن عبداللہ سے وعدہ کیا تھا کہ بحرین سے جب روپیہ آئے گا تو تین لپ بھر کر تجھ کو دوں گا ابوبکر صدیق نے بعد آپ کی وفات کے اس وعدے کو پورا کیا۔

كَمُلَ كِتَابُ الْجِهَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

پوری ہوئی کتاب جہاد کی شکر خدا کا

کتاب النذور

کتاب نذروں کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ما یجب من النذور فی المشی (پیدل چلنے کی نذروں کا بیان)

۱۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَۃَ اسْتَفْتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّیْ قَدْ مَاتَتْ وَعَلَیْہَا نَذْرٌ وَّلَمْ تَقْضِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اقْضِہٖ عَنْہَا ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ میری ماں مرگئی اور اس پر ایک نذر واجب تھی اس نے ادا نہیں کی آپ نے فرمایا تو ادا کرو اس کی طرف سے۔

۲۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ عَمَّتِہٖ اَنَّہَا حَدَّثَتْہُ عَنْ جَدَّتِہٖ کَانَتْ جَعَلَتْ عَلٰی نَفْسِہَا مَشْیًا اِلٰی مَسْجِدِ قُبَاءَ فَمَاتَتْ وَلَمْ تَقْضِہٖ فَاَفْتٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْنَتَہَا اَنْ تَمْشِیَ عَنْہَا ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے انہوں نے سنا اپنی پھوپی سے انہوں نے بیان کیا کہ ان کی دادی نے نذر کی مسجد قبا میں پیدل جانے کی پھر مرگئیں اور اس نذر کو ادا نہیں کیا تو عبداللہ بن عباس نے ان کی بیٹی کو حکم کیا کہ وہ ان کی طرف سے اس نذر کو ادا کریں۔

۳۔ کہا مالک نے کوئی کسی کی طرف سے پیدل چلنے کی نذر ادا نہ کرے۔

ف: امام مالک کے نزدیک یہ نذر لازم نہیں سوا مکہ کے پیدل جانے کے اور کہیں پیدل جانے کی نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔

۴۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبَۃَ قَالَ قُلْتُ لِرَجُلٍ وَّاَنَا یَوْمَئِذٍ حَدِیْثُ السِّنِّ مَا عَلَی الرَّجُلِ اَنْ یَّقُوْلَ عَلَیَّ مَشْیٌ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ وَلَمْ یَقُلْ عَلَیَّ نَذْرُ مَشْیٍ فَقَالَ لِیْ رَجُلٌ ھَلْ لَّکَ اَنْ اُعْطِیَکَ ھٰذَا الْجِرْوَ لِجِرْوٍ قِثَّاءٍ فِیْ یَدِہٖ وَتَقُوْلُ عَلَیَّ مَشْیٌ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقُلْتُہٗ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ حَدِیْثُ السِّنِّ ثُمَّ مَکَثْتُ حَتّٰی عَقَلْتُ فَقِیْلَ لِیْ اِنَّ عَلَیْکَ مَشْیًا فَجِئْتُ سَعِیْدَ ابْنَ

ترجمہ: عبداللہ بن ابی حبیبہ سے روایت ہے میں نے کہا ایک شخص سے اور میں کم سن تھا کہ اگر کوئی شخص صرف اتنا ہی کہے کہ علیّ مشیٌ الٰی بیت اللہ یعنے اوپر میرے پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک اور یہ نہیں کہے کہ میرے اوپر نذر ہے پیدل چلنے کی بیت اللہ تک تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا وہ شخص مجھ سے بولا کہ میرے ہاتھ میں یہ ککڑی ہے تجھے دیتا ہوں تو اتنا کہہ دے کہ میرے اوپر پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک میں نے کہا ہاں کہتا ہوں تو میں نے کہہ دیا اور میں کم سن تھا

الْمُسَيَّبِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ عَلَيْكَ مَشْيٌ فَمَشَيْتُ ‎.

پھر ٹھہر کر تھوڑی دیر میں مجھے عقل آئی اور لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تجھ پر پیدل چلنا بیت اللہ تک واجب ہوا میں سعید بن المسیب کے پاس آیا اور اُن سے پوچھا انہوں نے بھی کہا کہ تجھ پر پیدل چلنا واجب ہوا بیت اللہ تک تو میں پیدل چلا بیت اللہ تک۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۲-بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ نَذَرَ مَشْيًا إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ

(جو شخص نذر کرے پیدل چلنے کی بیت اللہ تک اُس کا بیان)

۶-عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أُذَيْنَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَدَّةٍ لِي عَلَيْهَا مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَجَزَتْ فَأَرْسَلَتْ مَوْلًى لَهَا يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَسَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ ثُمَّ لْتَمْشِ مِنْ حَيْثُ عَجَزَتْ ‎.

ترجمہ: عروہ بن اذینہ لیثی سے روایت ہے کہا کہ میں نکلا اپنی دادی کے ساتھ اور اُس نے نذر کی تھی بیت اللہ تک پیدل جانے کی راستے میں تھک گئیں تھیں اپنے غلام کو بھیجا عبداللہ بن عمرؓ کے پاس مسئلہ پوچھنے کو میں بھی ساتھ گیا اس نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ اب سوار ہو جائے پھر دوبارہ جب آئے جہاں سے سوار ہوئی تھی وہاں سے پیدل چلے۔

۷۔ کہا مالکؒ نے اور باوجود اس کے ایک ہدیہ بھی اس پر واجب ہے۔

ف: عبدالرزاق نے ابن عباسؓ سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور محمد بن حسن نے حضرت علیؓ سے روایت کیا کہ جو شخص نذر کرے بیت اللہ تک پیدل جانے کی پھر عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے اور ہدی دے اب دوبارہ جب آئے تو پیدل چلنا ضروری نہیں ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔

۸-عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ‎.

ترجمہ: سعید بن المسیب اور ابا سلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے تھے اس مسئلہ میں جیسا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔

۹-عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ عَلَيَّ مَشْيٌ فَأَصَابَتْنِي خَاصِرَةٌ فَرَكِبْتُ حَتّٰى أَتَيْتُ مَكَّةَ فَسَأَلْتُ عَطَاءَ ابْنَ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرَهُ فَقَالُوا عَلَيْكَ هَدْيٌ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ سَأَلْتُ فَأَمَرُونِي أَنْ أَمْشِيَ مَرَّةً أُخْرٰى مِنْ حَيْثُ عَجَزْتُ فَمَشَيْتُ ‎.

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر کی تھی میری ناف میں درد ہونے لگا میں سوار ہو کر مکے میں آیا اور عطا بن ابی رباح وغیرہ سے پوچھا انہوں نے کہا تجھ کو ہدی لازم ہے جب میں مدینہ آیا وہاں لوگوں سے پوچھا انہوں نے کہا تجھ کو دوبارہ پیدل چلنا چاہیئے جہاں سے سوار ہوا تھا تو پیدل چلا میں۔

۱۰۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک جو شخص یہ کہے کہ مجھ پر پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک اور چلے پھر عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے پھر دوبارہ جب آئے تو جہاں سے سوار ہوا تھا وہاں سے پیدل چلے اگر چلنے کی طاقت نہ ہو تو جہاں تک ہو سکے چلے پھر سوار ہو جائے اور ہدی میں ایک اونٹ یا گائے دے اگر نہ ہو سکے تو بکری دے سوال ہوا امام مالک سے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کہے میں تجھ کو بیت اللہ تک اٹھائے چلوں گا تو کیا حکم ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ میں اپنی گردن پر اٹھا کر لے چلوں گا اور اس کہنے سے صرف اپنے تئیں تکلیف میں ڈالنا منظور تھا تو اس صورت میں کچھ اس پر لازم نہ ہوگا بلکہ پیدل چلے اور ایک ہدی دے اور جو اس نے کچھ نیت نہ کی ہو تو حج کرے سوار ہو کر اپنے ساتھ حج کو اس شخص کو بھی لے جائے کیونکہ اس نے کہا کہ میں تجھ کو بیت اللہ تک اٹھائے چلوں گا البتہ اگر وہ شخص انکار کرے اس کے ساتھ جانے سے تو اس شخص پر کچھ لازم نہیں کیونکہ یہ اپنا کام پورا کر چکا۔ سوال ہوا امام مالک سے کہ اگر کوئی شخص چند نذریں ایسی کرے جن کا پورا کرنا ساری عمر ممکن نہ ہو مثلاً بیت اللہ کو پیدل جاؤں گا۔ اور باپ بھائی سے بات نہ کروں گا تو اسکو کافی ہے ایک نذر ادا کرنا یا سب نذریں پوری کرنا ضروری ہے۔ امام مالک نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تمام نذریں پوری کرنا ضروری ہے جہاں تک اور جب تک ہو سکے چلے اور اللہ جل جلالہٗ سے قرب حاصل کرے نیکیوں سے جہاں تک ہو سکے۔

۲۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الْكَعْبَةِ (کعبہ کی طرف پیدل چلنے کا بیان)

۱۱۔ کہا مالک نے اگر مرد یا عورت قسم کھائے کعبہ شریف کو پیدل جانے کی پھر قسم اس کی ٹوٹے اور اس کو پیدل جانا کعبہ کا لازم آئے تو عمرہ میں جب تک سعی سے فارغ ہو پیدل چلے اور حج میں جب تک طواف الزیارۃ سے فارغ ہو پیدل چلے۔ کہا مالک نے پیدل چلنے کی نذر دو ہی چیزوں میں ہوتی ہے حج یا عمرے میں۔

۴۔ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ النُّذُورِ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ

(جو نذریں درست نہیں جن میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے ان کا بیان)

۱۲۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ وَثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحَدُهُمَا يَزِيدُ فِي الْحَدِيثِ عَلَى صَاحِبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا قَائِمًا فِي الشَّمْسِ فَقَالَ مَا بَالُ هٰذَا فَقَالُوا نَذَرَ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَجْلِسَ وَيَصُومَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ

ترجمہ: حمید بن قیس اور ثور بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا ہوا دیکھا آپ نے اس کا باعث پوچھا لوگوں نے کہا اس نے نذر کی ہے کہ میں کسی سے بات نہ کروں گا نہ سایہ لوں گا نہ بیٹھوں گا اور روزہ سے رہوں گا آپ نے فرمایا کہ اس کو حکم کرو بات کرے سایہ میں آئے بیٹھے روزہ اپنا پورا کرے۔

۱۳۔ کہا مالک نے میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کفارہ دینے کا حکم کیا ہو بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ جو

عبادت سے اس کو پورا کرے اور جو برا ہے اس کو ترک کرے ۔

۱۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ يَقُولُ أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَتْ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ ابْنِي فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تَنْحَرِي ابْنَكِ وَكَفِّرِي عَنْ يَمِينِكِ فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَيْفَ يَكُونُ فِي هٰذَا الْكَفَّارَةُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ جَعَلَ فِيهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ مَا رَأَيْتَ ؕ

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک عورت عبداللہ بن عباس کے پاس آئی اور بولی میں نے نذر کی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی ابن عباس نے کہا مت ذبح کر اپنے بیٹے کو اور کفارہ دے اپنی قسم کا ف ۔ ایک شخص بولا ابن عباس سے اس نذر میں کفارہ کیونکر ہوگا ف ۲ ابن عباس نے جواب دیا کہ ظہار بھی ایک معصیت ہے اور اس میں اللہ نے کفارہ مقرر کیا ۔

ف: یعنے دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا ایک بردہ آزاد کرنا اگر یہ نہ ہوسکے تو تین روزے رکھنا اور بعضوں نے کہا کہ مراد ابن عباس کی کفارے سے فدیہ ہے یعنے ایک بکری ذبح کرنا لازم ہوگا ۔ ابوحنیفہ اور مالک کا یہی قول ہے اور ابویوسف اور شافعی کے نزدیک لغویات ہے ۔ ف۲: کیونکہ یہ نذر معصیت ہے اور نذر معصیت لغو ہے اس میں کفارہ لازم نہیں آتا ۔

۱۵۔ کہا مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا اگر کوئی نذر کرے اللہ کی معصیت کی تو معصیت نہ کرے مراد اس سے یہ ہے کہ مثلاً اگر آدمی نذر کرے شام یا مصر یا جدہ یا ربذہ میں جانے کی یا اور کسی کام کی جو ثواب نہیں ہے اگر ایسے امورات میں اس کی قسم ٹوٹے مثلاً یوں کہے کہ اگر میں زید سے بات کروں تو مصر جاؤں گا پھر زید سے بات کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا بلکہ اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے جس میں ثواب ہو ۔

۵۔ بَابُ اللَّغْوِ فِي الْيَمِينِ (لغو قسم کا بیان)

۱۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ لَغْوُ الْيَمِينِ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلَى وَاللّٰهِ ؕ

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لغو قسم ف یہ ہے جو آدمی باتوں میں کہتا ہے نہیں واللہ ہاں واللہ ۔

ف: یعنے عادت کے طور سے تکیۂ کلام ہو جاتا ہے کہا مالک نے قسم کی تین قسمیں ہیں ۔

ایک لغو قسم وہ ہے کہ آدمی ایک بات کو سچ جان کر اس پر قسم کھائے پھر اس کے خلاف نکلے ۔ ف: اس قسم میں کفارہ نہیں ہوتا ۔

دوسرے منعقدہ قسم ہے جو آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر کھائے مثلاً یوں کہے قسم خدا کی میں اپنا کپڑا دس دینار کو نہ بیچوں گا پھر بیچ ڈالے یا قسم خدا کی میں اس کے غلام کو ماروں گا پھر اس کو نہ مارے اس قسم پر کفارہ لازم آتا ہے ۔

تیسرے غموس ہے کہ آدمی ایک کام کو جانتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا باوجود اس کے قصداً جھوٹ قسم کھائے کہ ایسا ہوا کسی کے خوش کرنے یا عذر قبول کرانے کو یا کسی کا مال مارنے کو اس قسم میں اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کا کفارہ دنیا میں نہیں ہوسکتا ۔

ف: اس قسم کا نام غموس ہے کیونکہ یہ ڈبو دیتی ہے قسم کھانے والے کو جہنم میں ۔

۶۔ بَابُ مَا لَا يَجِبُ فِيهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْأَيْمَانِ

(جن قسموں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا اُن کا بیان)

۱۷۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَ وَاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ لَمْ يَفْعَلِ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْنَثْ ؛

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے جو شخص قسم کھائے اللہ کی پھر کہے انشاء اللہ پھر نہ کرے اُس کام کو جس پر قسم کھائی تھی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی ۔

۱۸۔ کہا مالک نے انشاء اللہ کہنے سے یہ مُراد ہے قسم کے ساتھ کہے اور سلسلہ کلام کا باقی ہو اگر قسم کھا کے چپ ہو رہا پھر انشاء اللہ کہا تو کچھ مفید نہ ہوگا ۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے کہا اگر میں یہ کام کروں تو کافر ہوں یا مشرک ہوں پھر وہ کام کرے تو اُس پر کفارہ نہ ہوگا اور نہ کافر اور مشرک ہو جائے گا جب تک دل میں اس کے شرک اور کفر کا عقیدہ نہ ہو مگر گنہگار ہوگا توبہ کرے اور پھر ایسی بات نہ کہے ۔

۷۔ بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْأَيْمَانِ

(جن قسموں میں کفارہ واجب ہوتا ہے اُن کا بیان)

۱۹۔ عَنْ: اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَرَاَى خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ ؛

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھائے کسی کام پر پھر اُس کے خلاف بہتر معلوم ہو تو کفارہ دے قسم کا اور کرے جو بہتر معلوم ہو ۔

ف: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ قسم دینے سے پہلے دے دینا درست ہے یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد اور اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک قسم ٹوٹنے سے پہلے کفارہ دینا درست نہیں ۔ کہا مالک نے جو شخص یہ کہے میرے اوپر نذر ہے اور یہ کچھ نہ کہے کہ کس بات کی نذر ہے تو اس پر کفارہ قسم کا لازم ہے کہا مالک نے اگر ایک قسم کو چند مرتبہ کہے تو ان سب میں ایک ہی کفارہ لازم آئے گا کہا مالک نے ایک شخص نے یوں قسم کھائی کہ قسم خدا کی میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا اور یہ کپڑا نہیں پہنوں گا اور اُس گھر میں نہ جاؤں گا پھر یہ سب کام کئے تو ایک ہی کفارہ لازم آئے گا ۔ اُس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی اپنی عورت سے کہے کہ تجھ کو طلاق ہے اگر یہ کپڑا تجھ کو پہناؤں اور مسجد جانے کی تجھ کو اجازت دُوں تو یہ ایک کلام گنا جائے گا اب اگر اس میں سے کوئی امر ہو جائے تو طلاق پڑ جائے گی پھر اگر دوسرا امر ہوگا تو دوبارہ طلاق نہ پڑے گی کہا مالک نے عورت کو نذر کرنا درست ہے بغیر خاوند کی اجازت کے جب اُس نذر سے خاوند کو کچھ ضرر نہ ہو اور جو خاوند کو ضرر ہو تو اُس سے منع کر سکتا ہے مگر وہ نذر عورت پر واجب رہے گی جب موقع ملے ادا کرے ۔

۸-بَابُ الْعَمَلِ فِي كَفَّارَةِ الْأَيْمَانِ (قسم کے کفارہ کا بیان)

۲۰-عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَوَكَّدَهَا ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَيْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ اَوْ كِسْوَةُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ وَمَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَلَمْ يُؤَكِّدْهَا فَحَنِثَ فَعَلَيْهِ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِّنْ حِنْطَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے جو شخص قسم کھائے پھر اس کو مکرر سہ کرر کرے پھر قسم توڑے تو اس پر ایک بردے کا آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا لازم آئے گا اگر ایک ہی مرتبہ کہے تو دس مسکینوں کو کھانا دے ہر مسکین کو ایک مُد گیہوں کا اگر اس پر قدرت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

۲۱-عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ اِذَا اَعْطَوْا فِي كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ اَعْطَوْا مُدًّا مِّنْ حِنْطَةٍ بِالْمُدِّ الْاَصْغَرِ وَرَاَوْا ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُمْ ؕ

ترجمہ: سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ جب کفارہ قسم کا دیتے تھے تو ہر ایک مسکین کو ایک ایک مُد گیہوں کا چھوٹے مُد سے دیا کرتے تھے اور اس کو کافی سمجھتے تھے۔

ف: چھوٹا مُد مدینہ کا مُد ہے ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے کہا مالک نے جو شخص قسم کے کفارے میں مسکینوں کو کپڑا پہنائے اگر مسکین مردوں کو دے تو ایک ایک کپڑا دینا کافی ہے اور اگر عورتوں کو دے تو دو کپڑے دے ایک کُرتا اور ایک سر بند جس کو خمار کہتے ہیں کیونکہ اسقدر سے کم میں نماز درست نہیں ہے۔

۲۲-عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُكَفِّرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ بِاِطْعَامِ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِّنْ حِنْطَةٍ وَكَانَ يُعْتِقُ الْمِرَارَ اِذَا وَكَّدَ الْيَمِيْنَ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر جب اپنی قسم کا کفارہ دیتے تھے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہر مسکین کو ایک مُد گیہوں کا دیتے تھے اور جب ایک قسم کو چند بار کہتے تھے تو ایک ہی بردے آزاد کرتے تھے۔

۹-بَابُ جَامِعِ الْاَيْمَانِ (قسم کے بیان میں مختلف حدیثیں)

۲۳-عَنْ: ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْرَكَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ اَوْ لِيَصْمُتْ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے عمر بن خطاب سے اور وہ جا رہے تھے سواروں میں اور قسم کھا رہے تھے اپنے باپ کی فرمایا آپ نے اللہ جل جلالہ منع کرتا ہے تم کو اس بات سے کہ قسم کھاؤ تم اپنے باپوں کی جو شخص تم میں سے قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

ف: ترمذی اور حاکم نے ابن عمر سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھائے سوا خدا کے اور کسی کی تو اس نے کفر کیا یا شرک۔ غیر اللہ کی قسم کھانا مالکیہ یا شافعیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک

حرام ہے اگر سوا اللہ کے اور کسی کی قسم کھائے جیسے پیغمبر یا کعبہ کی یا فرشتوں کی پھر قسم توڑ ڈالے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔

۲۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم مقلب القلوب کی۔

۲۵۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ لَمَّا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَهْجُرُ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهِ الذَّنْبَ وَأُجَاوِرُكَ وَأَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْزِئُكَ مِنْ ذٰلِكَ الثُّلُثُ ۔

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابولبابہ کی توبہ جب اللہ نے قبول کی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا چھوڑ دوں میں اپنی قوم کے گھر کو جس میں میں نے گناہ کیا اور آپ کے قریب رہوں اور اپنے مال میں سے صدقہ نکالوں اللہ و رسول کے واسطے تو فرمایا آپ نے تہائی مال تجھ کو اپنے مال میں سے صدقہ نکالنا کافی ہے۔

ف: ابولبابہ بنی قریظہ کو سمجھانے گئے تھے۔ جب اپنی قوم میں گئے تو ان سے اتنا قصور ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کے رونے پیٹنے کے سبب سے اُن پر رحم کھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اُن کے حق میں تجویز کی تھی اس سے ان کو مطلع کر دیا پھر اس خیانت پر نادم ہوئے اور مسجد کے ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ دیا۔ بہت دنوں تک بندھے رہے صرف پاخانے پیشاب کو ان کی بی بی آن کر کھول دیتیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کا قصور معاف کیا انہوں نے نذر کی کہ میں اپنا مال صدقہ کر دوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہائی مال صدقہ کرنا کافی ہے۔

۲۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ قَالَ مَالِي فِي رِتَاجِ الْكَعْبَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِينَ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ سے سوال ہوا ایک شخص نے کہا مال میرا کعبہ کے دروازے پر وقف ہے انہوں نے کہا اس میں کفارہ قسم کا لازم آئے گا۔

۲۷۔ کہا مالک نے کہا جو شخص یہ کہے کہ مال میرا خدا کی راہ میں ہے تو تہائی مال صدقہ کرے کیونکہ آنحضرتؐ نے ابی لبابہ کو ایسا ہی حکم کیا۔

ف: شافعی اور احمد کے نزدیک قسم کا کفارہ دینا کافی ہے۔ اور ابوحنیفہ کے نزدیک سارا مال صدقہ دینا ضروری ہے۔ پوری ہوئی کتاب نذروں اور قسموں کی۔

کمل کتاب النذور و الایمان

كِتَابُ الذَّبَائِحِ

کتاب ذبیحوں کے بیان میں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١- بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ (ذبیحہ پر بسم اللہ کہنے کا بیان)

١- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَأْتُوْنَنَا بِلُحْمَانٍ وَلَا نَدْرِيْ هَلْ سَمَّوُا اللهَ عَلَيْهَا أَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا اللهَ عَلَيْهَا ثُمَّ كُلُوْهَا ۔

ترجمہ: عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ بدّو لوگ گوشت لے کر ہمارے پاس آتے اور ہم کو نہیں معلوم کہ انہوں نے بسم اللہ کہی تھی یا نہیں ذبح کے وقت آپ نے فرمایا تم بسم اللہ کہہ کے اس کو کھا لو۔

٢- کہا مالک نے یہ حدیث ابتدائے اسلام کی ہے۔ ف: یعنے جب تک یہ آیت نہیں اتری تھی وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ مت کھاؤ اس جانور کو جس پر نہ لیا جائے اللہ کا نام مگر یہ توجیہ ضعیف ہے کیونکہ یہ آیت مکے میں اتر چکی تھی اور یہ حدیث آپ نے مدینہ میں ارشاد فرمائی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اگر گوشت لے کر آئے تو اس کو لے لینا چاہیے اور یہ تردد نہ کرنا چاہیے کہ اس نے بسم اللہ کہی تھی یا نہیں البتہ مشرک سے گوشت لینا درست نہیں۔

٣- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ أَمَرَ غُلَامًا لَهُ أَنْ يَذْبَحَ ذَبِيْحَةً فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَذْبَحَهَا قَالَ لَهُ سَمِّ اللهَ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ قَدْ سَمَّيْتُ فَقَالَ لَهُ سَمِّ اللهَ وَيْحَكَ فَقَالَ لَهُ قَدْ سَمَّيْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَيَّاشٍ وَاللهِ لَا أَطْعَمُهَا أَبَدًا ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے عبداللہ بن عیاش نے حکم کیا اپنے غلام کو ایک جانور ذبح کرنے کا جب وہ ذبح کرنے لگا تو عبداللہ نے کہا بسم اللہ کہہ غلام نے کہا میں کہہ چکا پھر عبداللہ نے کہا بسم اللہ کہہ خرابی تیری غلام نے کہا میں کہہ چکا عبداللہ نے کہا قسم ہے خدا کی میں یہ گوشت کبھی نہیں کھاؤں گا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ذبح کے وقت قصداً بسم اللہ ترک کرے تو ذبیحہ مُردار ہو جاتا ہے یہی قول ہے ابو حنیفہ اور مالک اور اکثر ائمہ کا اور شافعی کے نزدیک وہ ذبیحہ درست ہے۔

۲-بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الذَّكَاةِ عَلٰى حَالِ الضَّرُوْرَةِ (ذکوٰۃ ضروری کا بیان)

ف: ایک ذکاۃ اختیاری ہے جیسے گائے بکری کو ذبح کرنا یا اونٹ کو نحر کرنا دوسری اضطراری اس جانور کی جو اختیار میں نہیں ہے۔

۴-**عَنْ** عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنْ بَنِيْ حَارِثَةَ كَانَ يَرْعٰى لِقْحَةً لَّهٗ بِاُحُدٍ فَاَصَابَهَا الْمَوْتُ فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَاْسٌ فَكُلُوْهَا۔

ترجمہ: عطا بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری اپنی اونٹنی چرا رہا تھا احد میں یکایک وہ مرنے لگی تو اس نے ایک دھار دار لکڑی سے ذبح کر دیا پھر آنحضرت سے پوچھا آپ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں کھاؤ اس کو۔

۵-**عَنْ** مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ اَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَنَّ جَارِيَةً لِّكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لَّهَا بِسَلْعٍ فَاُصِيْبَتْ شَاةٌ مِّنْهَا فَاَدْرَكَتْهَا فَذَكَّتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهَا فَكُلُوْهَا۔

ترجمہ: معاذ بن سعد سے روایت ہے کہ ایک لونڈی کعب بن مالک کی بکریاں چرا رہی تھی سلع میں (ایک پہاڑ ہے مدینہ کے پاس) ایک بکری اس سے مرنے لگی تو اس نے پتھر سے ذبح کر دی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں کھاؤ اس کو۔

ف: بوقت ضرورت کے پتھر یا لکڑی دھار دار سے ذبح کرنا درست ہے اور عورت کا ذبیحہ بھی درست ہے۔

۶-**عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهَا وَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عباس سے سوال ہوا کہ عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں انہوں نے کہا درست ہے بعد اس کے پڑھا اس آیت کو وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ۔

ف: یعنے جو کوئی دوست رکھے کافروں کو وہ انہیں میں سے ہے۔ اس آیت کو ابن عباس نے اس طرح پڑھا کہ اگرچہ ذبیحہ یہود و نصاریٰ کا درست ہے مگر ان سے دوستی کرنا اور اختلاط رکھنا درست نہیں ہے۔

۷-**عَنْ** مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا فَرَى الْاَوْدَاجَ فَكُلْهُ۔

ترجمہ: مالک کو پہنچا ہے کہ عبداللہ بن عباس کہتے تھے جو چیز کاٹ دے رگوں کو پس کھالے اس کو۔

۸-**عَنْ** سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَا ذُبِحَ بِهٖ اِذَا بَضَعَ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا اضْطُرِرْتَ اِلَيْهِ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے جس چیز سے ذبح کیا جائے جب وہ کاٹ دے کچھ حرج نہیں کھانے میں اس کے جب ضرورت ہو۔

۳- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الذَّبِيحَةِ فِي الذَّكَاةِ

(جس ذبیحہ کا کھانا مکروہ ہے اُس کا بیان)

۹- عَنْ : أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ شَاةٍ ذُبِحَتْ فَتَحَرَّكَ بَعْضُهَا فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْكُلَهَا ثُمَّ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَتَتَحَرَّكُ وَنَهَاهُ عَنْ أَكْلِهَا ؞

ترجمہ : ابو مرّہ نے پوچھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بکری ذبح کرتے وقت تھوڑا سا ہلی۔ ابوہریرہ نے اس کے کھانے کا حکم دیا پھر ابو مرّہ نے زید بن ثابت سے پوچھا انہوں نے کہا مُردہ بھی ہلتا ہے اور منع کیا اس کے کھانے سے ۔

ف : یعنے اس بکری کو ایسا صدمہ پہنچا تھا کہ قریب مرگ کے ہوگئی تھی اس حالت میں ذبح کی گئی ذبح کرتے وقت جیسے چاہیئے ویسی حرکت اُس نے نہ کی ۔

سوال ہوا امام مالک سے کہ اگر ایک بکری اوپر سے گری اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے مالک نے یہ حال دیکھ کر اس کو ذبح کر دیا اور ذبح کرتے وقت خون نکلا مگر اس نے حرکت نہ کی تو مالک نے جواب دیا کہ اگر ذبح کرتے وقت اس کا خون جاری ہوا اور اُس کی آنکھ پھرتی رہی تو اُس کو کھالے ۔

۴- بَابُ ذَكَاةِ مَا فِي بَطْنِ الذَّبِيحَةِ (پیٹ کے بچہ کی ذکات کا بیان)

۱۰- عَنْ : عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا نُحِرَتِ النَّاقَةُ فَذَكَاةُ مَا فِي بَطْنِهَا فِي ذَكَاتِهَا إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعْرُهُ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ ذُبِحَ حَتَّى يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ جَوْفِهِ ؞

ترجمہ : عبداللہ بن عمر کہتے تھے جب نحر کی جائے اونٹنی تو اس کے پیٹ کے بچے کی بھی ذکات ہوجائے گی بشرطیکہ اس بچے کے تمام اعضا پورے ہوگئے ہوں اور بال بالکل نکل آئے ہوں اگر وہ بچہ پیٹ سے زندہ نکل آئے تو اُس کا ذبح کرنا ضروری ہے تاکہ خون اس کے پیٹ سے نکل جائے ۔

ف : حنفیہ کے نزدیک پیٹ کا بچہ جو مُردہ نکلے مطلقاً درست نہیں ہے اور شافعی کے نزدیک مطلقاً درست ہے ۔

۱۱- عَنْ : سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ذَكَاةُ مَا فِي الْبَطْنِ فِي ذَكَاةِ أُمِّهِ إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعْرُهُ ؞

ترجمہ : سعید بن المسیب کہتے تھے کہ ذکاۃ پیٹ کے بچے کی اُس کی ماں کی ذکات سے ہوجائے گی جب وہ بچہ پورا ہوگیا ہو اور بال نکل آئے ہوں ۔

كِتَابُ الصَّيْدِ
کتاب شکار کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١۔ بَابُ تَرْكِ أَكْلِ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ وَالْحَجَرُ
(جو جانور لکڑی یا پتھر سے مارا جائے اُسکے نہ کھانے کا بیان)

١۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ رَمَيْتُ طَائِرَيْنِ بِحَجَرٍ وَأَنَا بِالْجُرُفِ فَأَصَبْتُهُمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَمَاتَ فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَمَّا الْآخَرُ فَذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّيهِ بِقَدُومٍ فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُذَكِّيَهُ فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ۞

ترجمہ: نافع نے کہا میں نے دو چڑیاں ماریں پتھر سے جرف میں ایک مرگئی اس کو پھینک دیا عبداللہ بن عمر نے اور دوسرے کو دوڑے ذبح کرنے کو بسولے سے وہ مرگئی ذبح سے پہلے اس کو بھی پھینک دیا عبداللہ بن عمر نے۔

٢۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَكْرَهُ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ وَالْبُنْدُقَةُ ۞

ترجمہ: قاسم بن محمد مکروہ جانتے تھے اُس جانور کا کھانا جو لاٹھی یا گولی سے مارا جائے۔

٣۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقْتَلَ الْإِنْسِيَّةُ بِمَا يُقْتَلُ بِهِ الصَّيْدُ مِنَ الرَّمْيِ وَأَشْبَاهِهِ ۞

ترجمہ: سعید بن المسیب مکروہ جانتے تھے پلے ہوئے جانور کا مارنا اس طرح جیسے شکار کو مارتے ہیں تیر وغیرہ سے۔

ف: اگر پلے ہوئے جانور کو تیر وغیرہ سے مار ڈالے تو اُس کا کھانا درست نہیں ہے۔ مالک کے نزدیک اور ابوحنیفہ کے نزدیک اگر پلا ہوا جانور وحشی ہو جائے آدمیوں سے بھاگنے لگے تو شکار کی طرح اس کو مار کر کھا لینا درست ہے کہا مالک نے جس لاٹھی میں نوکدار لوہا لگا ہوا ہو اگر اس کی نوک شکار پر لگے اور اُس کو زخمی کرے تو اُس کا کھانا درست ہے ف: اور جو وہ لکڑی اپنے عرض کی طرف سے شکار پر جا کر پڑے اور اس کے بوجھ سے شکار مر جائے تو اُس کا کھانا درست نہیں کہا مالک نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان والو اللہ آزمائے گا تم کو اس شکار سے جس کو پہنچیں ہاتھ تمہارے اور تیر تمہارے اور جس جانور کو آدمی اپنے ہاتھوں اور تیروں سے مارے وہ شکار میں داخل ہے کہا مالک نے میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے اگر کسی شخص نے شکار کو زخم پہنچایا پھر اُس شکار کو دوسرا صدمہ بھی پہنچا جیسے پانی میں گر پڑا یا غیر معلّم کتے نے اُس پر چوٹ کی تو اُس شکار کو نہ کھائیں گے مگر اُس صورت میں جب یقین ہو جائے کہ وہ جانور شکار مارنے والے کے زخم سے مرا کہا مالک نے اگر شکار زخم کھا کر غائب ہو جائے پھر ملے اور اس پر نشان ہو

شکاری کتّے کے زخم کا یا شکاری کا تیر اس میں لگا ہوا ہو تو اُس کا کھانا درست ہے البتہ اگر رات گذر گئی ہو تو اُس کا کھانا مکروہ ہے۔

۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْمُعَلَّمَاتِ

(سکھائے ہوئے درندوں کے شکار کے بیان میں)

ف: جو جانور سکھائے جائیں جیسے کتّا یا چیتا یا باز وغیرہ اگر اُن کو بسم اللہ کہہ کے شکار پر چھوڑیں اور وہ شکار کو جا کر ماریں تو اس کا کھانا درست ہے اور تعلیم اُن کی جب پوری ہوگی کہ جب ان کو چھوڑیں تو شکار پر دوڑیں اور جب ڈانٹ دیں تو رُک جائیں اور امام ابوحنیفہ اور شافعی کے نزدیک ایک شرط اور ہے وہ یہ ہے کہ شکار کے جانور میں سے کچھ کھائیں نہیں بلکہ اس کو دبوچ کر رکھ چھوڑیں۔

۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ كُلْ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ إِنْ قَتَلَ وَ إِنْ لَمْ يَقْتُلْ ؛

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے کہ سکھایا ہوا کتّا جس شکار کو پکڑے اس کا کھانا درست ہے خواہ اس شکار کو مار ڈالے یا زندہ پکڑے رہے۔

۵۔ عَنْ نَافِعٍ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ إِنْ أَكَلَ وَإِنْ لَمْ يَأْكُلْ ؛

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں اگرچہ وہ کتّا اس شکار میں سے کچھ کھالے جب بھی اسکا کھانا درست ہے۔

ف: صحیحین میں عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتّا شکار میں سے کھالے تو تُو اس کو نہ کھا امام ابوحنیفہ اور احمد اور اسحٰق وسفیان وعبداللہ بن المبارک وشافعی کا یہی مذہب ہے۔

۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ إِذَا قَتَلَ الصَّيْدَ فَقَالَ سَعْدٌ كُلْ وَإِنْ لَمْ يَبْقَ إِلَّا بَضْعَةٌ وَّاحِدَةٌ ؛

ترجمہ: سعد بن ابی وقاص سے سوال ہوا کہ سیکھتا ہوا کتّا اگر شکار کو مار کر کھالے تو سعد نے کہا کہ کھالے تو جس قدر بچ رہے اگرچہ ایک ہی بوٹی ہو۔

۷۔ کہا مالک نے میں نے سُنا اہل علم سے کہتے تھے کہ باز اور عقاب اور صقر اور جو جانور ان کے مشابہ ہیں اگر ان کو تعلیم دی جائے اور وہ سمجھدار ہو جائیں جیسے سکھائے ہوئے کتّے سمجھدار ہوتے ہیں تو ان کا مارا ہوا جانور بھی درست ہے بشرطیکہ بسم اللہ کہہ کر چھوڑے جائیں کہا مالک نے اگر باز کے پنجے سے یا کتّے کے منہ سے شکار چھوٹ کر مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں

۸۔ کہا مالک نے جس جانور کے ذبح کرنے پر آدمی قادر ہو جائے مگر اس کو ذبح نہ کرے اور باز کے پنجے یا کتّے کے منہ میں رہنے دے یہاں تک کہ باز یا کتّا اس کو مار ڈالے تو اس کا درست نہیں کہا مالک نے کسی طرح اگر شکار کو تیر یا سے پھر اس کو زندہ پائے اور ذبح کرنے میں دیر کرے یہاں تک کہ وہ جانور مر جائے تو اُس کا کھانا درست نہیں کہا مالک نے کہ اگر مسلمان مشرک کے سکھائے ہوئے کتّے کو شکار پر چھوڑے اور وہ شکار کو جا کر مارے تو اس کا کھانا درست ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ مسلمان مشرک کی چھری سے کسی جانور کو ذبح کرے یا اس کی تیر کمان لے کر شکار کرے تو اس جانور کا کھانا درست ہے۔ کہا مالک نے مشرک نے اگر مسلمان کے سکھائے ہوئے کتّے کو شکار پر چھوڑا تو اس شکار کا کھانا درست نہیں جیسے مشرک مسلمان کی چھری سے کسی جانور کو ذبح کرے

یا مسلمان کا تیر کمان سے کر شکار کرے تو اس کا کھانا درست نہیں ۔

۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْبَحْرِ (دریا کے شکار کے بیان میں)

۱۰۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ مَا لَفَظَ الْبَحْرُ فَنَهَاهُ عَنْ اَكْلِهٖ ذٰلِكَ قَالَ نَافِعٌ ثُمَّ انْقَلَبَ عَبْدُ اللّٰهِ فَدَعَا بِالْمُصْحَفِ فَقَرَءَ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ قَالَ نَافِعٌ فَاَرْسَلَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ لَا بَاْسَ بِاَكْلِهٖ ۔

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی ہریرہ نے پوچھا عبداللہ بن عمر سے اس جانور کو جس کو دریا پھینک دے تو منع کیا عبداللہ نے اسکے کھانے سے پھر عبداللہ گھر گیا اور کلام اللہ کو منگوایا اور پڑھا اس آیت کو حلال کیا گیا واسطے تمہارے شکار دریا کا اور طعام دریا کا۔ نافع نے کہا پھر عبداللہ بن عمر نے مجھ کو بھیجا عبدالرحمٰن بن ابی ہریرہ کے پاس یہ کہنے کو کہ اس جانور کا کھانا درست ہے ۔

ف: دریا کے طعام سے وہ جانور مراد ہے جو مر جائے اور دریا اُس کو پھینک دے یا پانی کی کمی سے وہ جانور خود بخود اُٹک جائے ۔

۱۱۔ عَنْ سَعْدٍ الْجَارِيِّ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْحِيْتَانِ يَقْتُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا اَوْ تَمُوْتُ صَرَدًا فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَاْسٌ قَالَ سَعْدٌ ثُمَّ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: سعد الجاری مولیٰ عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں نے پوچھا عبداللہ بن عمر سے جو مچھلیاں ان کو مچھلیاں مار ڈالیں یا سردی سے مر جائیں انہوں نے کہا ان کا کھانا درست ہے پھر میں نے عبداللہ بن عمرو سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

۱۲۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بِمَا لَفَظَ الْبَحْرُ بَاْسًا ۔

ترجمہ: ابوہریرہ اور زید بن ثابت اُس جانور کا کھانا جس کو دریا پھینک دے درست جانتے تھے ۔

۱۳۔ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْجَارِ قَدِمُوْا فَسَاَلُوْا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ عَنْ مَا لَفَظَ الْبَحْرُ فَقَالَ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ وَقَالَ اذْهَبُوْا اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ فَسَلُوْهُمَا ثُمَّ ائْتُوْنِيْ فَاَخْبِرُوْنِيْ مَاذَا يَقُوْلَانِ فَاَتَوْهُمَا فَقَالَا لَا بَاْسَ بِهٖ فَاَتَوْا مَرْوَانَ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَرْوَانُ قَدْ قُلْتُ لَكُمْ ۔

ترجمہ: ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ کچھ لوگ جار کے رہنے والے (جار ایک مقام ہے سمندر کے کنارے پر قریب مدینہ منورہ کے) مروان کے پاس آئے اور پوچھا کہ جس جانور کو دریا پھینک دے اس کا کیا حکم ہے مروان نے کہا اس کا کھانا درست ہے اور تم جاؤ زید بن ثابت اور ابوہریرہ کے پاس اور پوچھو اُن سے پھر مجھ کو آن کر خبر کر دو کیا کہتے ہیں انہوں نے پوچھا ان دونوں سے دونوں نے کہا درست ہے ان لوگوں نے پھر آن کر مروان سے کہا مروان نے کہا میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا۔

۱۴۔ کہا مالک نے مشرک اگر مچھلیوں کا شکار کرے تو ان کا کھانا درست ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریا کا پانی پاک ہے مُردہ اسکا حلال ہے ۔ جب مُردہ دریا کا حلال ہوا تو کوئی شکار کرے اسکا کھانا درست ہے ۔

۴۔ بَابُ تَحْرِيْمِ اَكْلِ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ

(ہر دانت والے درندے کے حرام ہونے کا بیان)

۱۵۔ عَنْ : اَبِىْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكْلُ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ ؕ

ترجمہ : ابو ثعلبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر درندے دانت والے کا کھانا حرام ہے۔

۱۶۔ عَنْ : اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكْلُ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ ؕ

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر درندے دانت والے کا کھانا حرام ہے۔

۵۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ اَكْلِ الدَّوَابِّ (جن جانوروں کا کھانا مکروہ ہے اُن کا بیان)

۱۷۔ کہا مالک نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو نہ کھائیں کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اور پیدا کیا ہم نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو سواری اور آرائش کے واسطے اور فرمایا باقی چارپایوں کے حق میں پیدا کیا ہم نے ان کو تاکہ تم ان پر سوار ہو اور ان کو کھاؤ اور فرمایا اللہ تعالے نے تاکہ لیں نام اللہ کا ان چارپایوں پر جو دیا اللہ نے ان کو سو کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ فقیر اور مانگنے والے کو کہا مالک نے پس اللہ تعالے نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو سواری کے لئے بیان کیا باقی جانوروں کو سواری اور کھانے دونوں کے واسطے بیان کیا۔

۶۔ بَابُ مَا جَاءَ فِىْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ (مُردار کی کھالوں کا بیان)

۱۸۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَّيْتَةٍ كَانَ اَعْطَاهَا مَوْلًى لِّمَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفَلَا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا ؕ

ترجمہ : عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گذرے ایک مُردار بکری پر جو دے دی تھی آپ نے ایک غلام کو میمونہ کے جو بی بی تھیں آپ کی فرمایا آپ نے کیوں کام میں نہ لائے تم کھال اسکی انہوں نے کہا یا رسول اللہ وہ مُردار ہے آپ نے کہا مُردار کا کھانا حرام ہے۔

ف : نہ اس کی کھال سے نفع اٹھانا۔

۱۹۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ ؕ

ترجمہ : عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھال دباغت کی جائے پاک ہو جائے گی۔

۲۰۔ عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جو بی بی آنحضرتؐ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَنْ یُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَیْتَۃِ اِذَا دُبِغَتْ ۔

کی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردار کی کھالوں سے نفع اُٹھانے کو جب دباغت کی جائیں ۔

۷۔ بَابُ مَنْ یُضْطَرُّ اِلَی الْمَیْتَۃِ (جو شخص بے قرار ہو جائے مُردار کے کھانے پر اُسکا بیان)

ف : جب آدمی کو مارے بھوک کے مرنے کا یقین ہو جائے اور حلال چیز نہ ملے اس کو مضطر کہتے ہیں ایسے شخص کو مُردہ کھا لینا درست ہے کہا مالک نے مضطر کو درست ہے کہ مُردہ پیٹ بھر کر کھائے اور اس میں سے کچھ توشہ اُٹھا رکھے لیکن اگر حلال مِل جائے تو اُس توشے کو پھینک دے ۔ سوال ہوا امام مالک سے کہ مضطر مُردار کو کھائے یا کسی شخص کے باغ کے میوے یا کھیت یا بکری کو کھا جائے مالک نے جواب دیا کہ اگر باغ یا کھیت یا بکری کا مالک مضطر کو سچا سمجھے اور چور سمجھ کے اس کا ہاتھ نہ کٹوائے تو ان چیزوں کا کھا لینا مُردار سے بہتر ہے ۔ اگر مضطر کو خوف ہو کہ ان چیزوں کا مالک اس کو سچا نہ سمجھے گا بلکہ چور خیال کر کے اس کا ہاتھ کٹوائے گا تو مُردار کھانا بہتر ہے اور اگر پرایا مال کھا جانا ہر حال میں مُردار سے بہتر ہو تو بدمعاش لوگ پرائے مال اسی بہانے سے چکھ جائیں گے ۔

کِتَابُ الْعَقِیْقَۃِ

(کتاب عقیقے کے بیان میں)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِی الْعَقِیْقَۃِ (عقیقے کا بیان)

۱۔ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ ضَمْرَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِیْقَۃِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَکَاَنَّہٗ اِنَّمَا کَرِہَ الْاِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ یَّنْسُکَ عَنْ وَّلَدِہٖ فَلْیَفْعَلْ ۔

ترجمہ : بنی ضمرہ کے ایک شخص سے روایت ہے اس نے اپنے باپ سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے عقیقے سے آپ نے فرمایا میں عقوق کو پسند نہیں کرتا اور فرمایا جس شخص کا بچہ پیدا ہو اور وہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کرے ۔

ف : عقوق کہتے ہیں والدین کی نافرمانی کرنے کو عقیقہ اور عقوق کا مادہ ایک ہے اس واسطے آپ نے اس نام کو مکروہ جانا ۔

۲۔ عَنْ : مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ نِ الْبَاقِرِ اَنَّہٗ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امام حسن امام حسین اور زینب

شَعْرَ حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ وَّزَيْنَبَ وَاُمِّ كُلْثُوْمٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهٖ ذٰلِكَ فِضَّةً ؀

اور اُم کلثوم کے بال تول کر اُن کے برابر چاندی للّٰہ دی۔

۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ اَنَّهٗ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرَ حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهٖ فِضَّةً ؀

ترجمہ: امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے امام حسن اور حسین کے بال تول کر ان کے برابر چاندی للّٰہ دی۔

۲۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَقِيْقَةِ (عقیقے کی ترکیب کا بیان)

۴۔ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَّسْئَلُهٗ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِهٖ عَقِيْقَةً اِلَّا اَعْطَاهَا اِيَّاهَا وَكَانَ يَعُقُّ عَنْ وَّلَدِهٖ بِشَاةٍ شَاةٍ عَنِ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ ؀

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر سے جو کوئی ان کے گھر والوں میں سے عقیقے کو کہتا وہ دیتے اور اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک ایک بکری عقیقے میں دیتے۔

۵۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَسْتَحِبُّ الْعَقِيْقَةَ وَلَوْ بِعُصْفُوْرٍ ؀

ترجمہ: محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی سے روایت ہے کہ ان کے باپ بہتر جانتے تھے عقیقے کو اگرچہ ایک چڑیا ہی ہو۔

ف: ایک بکری سے کم عقیقہ درست نہیں مگر یہ مبالغے کے واسطے کہا۔

۶۔ عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّهٗ عُقَّ عَنْ حَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ ؀

ترجمہ: حضرت امام حسن اور حسین کا عقیقہ ہوا تھا۔

۷۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَعُقُّ عَنْ بَنِيْهِ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ بِشَاةٍ شَاةٍ ؀

ترجمہ: عروہ بن زبیر اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو خواہ لڑکی ایک ایک بکری کرتے تھے عقیقے میں۔

ف: ترمذی نے حضرت عائشہ سے باسناد صحیح روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عقیقے میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں دینے کا اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری دینے کا کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی ہر ایک کی طرف سے ایک بکری دے اور عقیقہ واجب نہیں ہے مستحب ہے مگر عقیقے کی بکری مثل قربانی کے چاہئے کانی اور دُبلی اور سینگ ٹوٹی اور بیمار نہ ہو اور عقیقے کا گوشت اور کھال بیچنا درست نہیں اور ہڈیاں اسکی توڑنا چاہئے۔ اور عقیقہ کرنے والے عقیقے کے گوشت میں سے کھائیں اور فقیروں کو کھلائیں اور عقیقے کی بکری کا خون بچے کو نہ لگائیں۔

ف: ایام جاہلیت میں لوگ عقیقے کی بکری کی ہڈی توڑنا منحوس جانتے تھے اور ہڈی نہ توڑنا مبارک اور بچے کی حیات کا باعث جانتے تھے۔ ہماری شریعت میں یہ امر لغو ہے اسکی کچھ اصل نہیں۔ (زرقانی)

ف: یہ بھی جاہلیت کا ایک دستور تھا۔

كِتَابُ الضَّحَايَا

کتاب قربانیوں کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ الضَّحَايَا (جن جانوروں کی قربانی کرنا منع ہے)

۱ عَنْ : عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ عَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا فَاَشَارَ بِيَدِهٖ وَقَالَ اَرْبَعٌ وَكَانَ الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ يُّشِيْرُ بِيَدِهٖ وَيَقُوْلُ يَدِيْ اَقْصَرُ مِنْ يَّدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَرْجَآءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوْرَآءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَآءُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ ۔

ترجمہ : براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے قربانی میں کن جانوروں سے بچنا چاہیئے ۔ آپ نے اپنی انگلیوں سے بتایا کہ چار سے بچنا چاہئیے براء بن عازب بھی انگلیوں سے بتایا کرتے اور کہتے کہ میرا ہاتھ چھوٹا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایک لنگڑا جو چل نہ سکے اور کانا جس کا کانا پن کھلا ہو اور بیمار جسکی بیماری ظاہر ہو اور دبلا جس میں گودا نہیں ہے ۔

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَّقِيْ مِنَ الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الَّتِيْ لَمْ تُسِنَّ وَالَّتِيْ نَقَصَ مِنْ خَلْقِهَا ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ ان قربانیوں سے بچتے جو مسنہ نہ ہوتیں اور جس کا کوئی عضو نہ ہوتا ۔

ف : مسنہ ایک برس کی بکری اور تین برس کی گائے اور چھ برس کے اونٹ کو کہتے ہیں اس سے کم سن جانور قربانی میں درست نہیں اور حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک دو برس کی گائے اور پانچ برس کا اونٹ بھی درست ہے ۔ کہا مالک نے مجھے یہ روایت بہت پسند ہے ۔

۲- بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ الضَّحِيَّةِ قَبْلَ انْصِرَافِ الْاِمَامِ

(جب تک امام عید کی نماز سے فارغ نہ ہو قربانی کی ممانعت کا بیان)

۲ عَنْ : بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ اَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ذَبَحَ اُضْحِيَّتَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّذْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَضْحٰى فَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّعُوْدَ بِضَحِيَّةٍ اُخْرٰى فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ لَا اَجِدُ اِلَّا جَذَعًا فَقَالَ

ترجمہ : بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ ابا بردہ بن نیار نے ذبح کی قربانی اپنی قبل اس بات کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذبح کریں تو آپ نے دوسری قربانی کا اُن کو حکم دیا انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے پاس تو اب کچھ نہیں صرف ایک بکری ہے ایک

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ لَّمْ تَجِدْ اِلَّا جَذَعًا فَاذْبَحْهُ ۔

سال کی آپ نے فرمایا اسی کو ذبح کر۔

۳۔ عَنْ: عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ اَنَّ عُوَيْمِرَ بْنَ اَشْقَرَ ذَبَحَ ضَحِيَّةً قَبْلَ اَنْ يَّغْدُوَ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَاَنَّهٗ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعُوْدَ بِضَحِيَّةٍ اُخْرٰى ۔

ترجمہ: عبادہ بن تمیم سے روایت ہے کہ عویمر بن اشقر نے ذبح کی قربانی اپنی دسویں تاریخ کی فجر سے پیشتر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے دوسری قربانی کا حکم دیا۔

ف: اور ایک روایت میں یہ ہے کہ نماز کے اول ذبح کی۔

۲۔ بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا (جس جانور کی قربانی مستحب ہے اس کا بیان)

۴۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ضَحّٰى مَرَّةً بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ نَافِعٌ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَشْتَرِيَ لَهٗ كَبْشًا فَحِيْلًا اَقْرَنَ ثُمَّ اَذْبَحَهٗ يَوْمَ الْاَضْحٰى فِيْ مُصَلَّى النَّاسِ قَالَ نَافِعٌ فَفَعَلْتُ ثُمَّ حُمِلَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَحَلَقَ رَاْسَهٗ حِيْنَ ذُبِحَ الْكَبْشُ وَكَانَ مَرِيْضًا لَّمْ يَشْهَدِ الْعِيْدَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَيْسَ حِلَاقُ الرَّاْسِ بِوَاجِبٍ عَلٰى مَنْ ضَحّٰى وَقَدْ فَعَلَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے قربانی کی ایک بار مدینہ میں تو مجھ کو حکم کیا ایک بکرا سینگ دار خریدنے کا اور اس کے ذبح کرنے کا عیدالضحیٰ کے روز عیدگاہ میں میں نے ایسا ہی کیا پھر وہ بکرا ذبح کیا ہوا بھیجا گیا عبداللہ بن عمر کے پاس جب انہوں نے اپنا سر منڈایا ان دنوں میں وہ بیمار تھے عید کی نماز کو بھی نہیں گئے کہا نافع نے عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ سر منڈانا قربانی کرنے والے پر واجب نہیں ہے مگر عبداللہ بن عمر نے یوں ہی سر منڈایا۔

۳۔ بَابُ اِدِّخَارِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا (قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے کا بیان)

۵۔ عَنْ: جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ كُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا ۔

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے منع کیا تھا قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے سے تین دن سے زیادہ پھر فرمایا بعد اسکے کھاؤ اور اللہ دو اور توشہ بناؤ اور رکھ چھوڑو۔

۶۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: عبداللہ بن واقد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قربانیوں کے گوشت کھانے سے بعد تین دن کے عبداللہ بن ابی بکر نے کہا میں نے یہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے بیان کیا وہ بولیں سچ کہا عبداللہ بن واقد نے میں نے سنا

تَقُوْلُ دَفَّ النَّاسُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰى فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادَّخِرُوْا الثُّلُثَ وَتَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِيَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُوْنَ بِضَحَايَاهُمْ وَيَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْاَسْقِيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ اَوْ كَمَا قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهَيْتَ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ اَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِيْ دَفَّتْ عَلَيْكُمْ حَضْرَةَ الْاَضْحٰى فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا يَعْنِيْ بِالدَّافَّةِ قَوْمًا مَسَاكِيْنَ قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ ۔

حضرت بی بی عائشہؓ سے کہ کچھ لوگ جنگل کے رہنے والے آئے عید الضحٰی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو فرمایا آپ نے تین روز تک کا گوشت رکھ لو اور باقی للہ دے دو بعد اس کے لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قبل اس کے لوگ اپنی قربانیوں سے منفعت اٹھاتے تھے اور چربی ان کی اٹھا رکھتے تھے اور کھالوں کی مشکیں بناتے تھے ۔ آپؐ نے فرمایا کیا مطلب ہے ۔ انھوں نے عرض کیا کہ اب آپؐ نے منع کر دیا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کو آپؐ نے فرمایا میں نے اسواسطے کیا تھا کہ کچھ لوگ مسکین جنگل سے آ گئے تھے اب قربانی کے گوشت کھاؤ اور صدقہ دو اور رکھ چھوڑو ۔

ف : علماء نے اختلاف کیا ہے کہ پیشتر جو آپ نے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کو منع کیا یہ نہی تنزیہی تھی یا تحریمی صحیح یہ تھی کہ یہ ممانعت مصلحت تھی کیونکہ اسوقت میں مسکین زیادہ آ گئے تھے ان کو گوشت پہنچانا منظور تھا ۔ اگر تین روز سے زیادہ اجازت دیتے تو لوگ گوشت بہت رکھ چھوڑتے مسکین بھوکے رہتے ۔ بخاری مسلم نے سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا میں نے اسواسطے منع کیا کہ اس سال لوگوں کو تکلیف تھی ۔

۷۔ عَنْ : اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ اِلَيْهِ اَهْلُهٗ لَحْمًا فَقَالَ انْظُرُوْا اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ فَقَالُوْا هُوَ مِنْهَا فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا قَالُوْا اِنَّهٗ قَدْ كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا بَعْدَكَ اَمْرٌ فَخَرَجَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَسَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فَاُخْبِرَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَنْتِبَاذِ فَانْتَبِذُوْا وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سفر سے آئے اُن کے گھر کے لوگوں نے گوشت سامنے رکھا انھوں نے کہا دیکھو کہیں قربانی کا گوشت نہ ہو انھوں نے کہا قربانی ہی کا تو ہے ابو سعید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا تھا لوگوں نے کہا بعد آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں دوسرا حکم فرمایا ابو سعید گھر سے نکلے اس امر کی تحقیق کرنے کو جب ان کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو منع کیا تھا قربانی کا گوشت کھانے سے بعد تین روز کے لیکن اب کھاؤ اور صدقہ دو اور رکھ چھوڑو اور میں نے تم کو منع کیا تھا نبیذ بنانے سے بعض برتنوں میں اب بناؤ جس برتن میں چاہو لیکن جو چیز نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے اور میں نے تم کو منع

يَعْنِي لَا تَقُوْلُوْا سُوْءًا ؂ کیا تھا قبروں کی زیارت سے اب زیارت کرو قبروں کی مگر منہ سے بُری بات نہ نکالو (یعنے کفر و ناشکری کی باتیں)

۵- بَابُ الشِّرْكَةِ فِي الضَّحَايَا

(ایک قربانی میں کئی آدمیوں کے شریک ہونے کا بیان)

۸- عَنْ: جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّهٗ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ ؂

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم نے نحر کیا حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے ذبح کی سات آدمیوں کی طرف سے۔

ف: ابوحنیفہ اور شافعی اور اکثر علما کا یہی قول ہے۔

۹- عَنْ: عُمَارَةَ بْنِ صَيَّادٍ اَنَّ عَطَاءَ ابْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهٗ قَالَ كُنَّا نُضَحِّيْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ يَذْبَحُهَا الرَّجُلُ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ بَعْدُ فَصَارَتْ مُبَاهَاةً ؂

ترجمہ: عمارہ بن صیاد سے روایت ہے کہ عطاء بن یسار نے خبر دی ان کو ابوایوب انصاری سے سُن کر کہتے تھے کہ ہم قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے بعد اُس کے فخر سمجھ کر ہر ایک کی طرف سے ایک ایک بکری کرنا شروع کی۔

ف: مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا قول یہ ہے کہ ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک کافی نہیں ہے۔

۱۰- کہا مالک نے میں نے جو بہتر سُنا ہے اس باب میں وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک اونٹ یا گائے یا بکری جس کا وہ مالک ہو ذبح کرے اور سب آدمیوں کو ثواب میں شریک کرے لیکن یہ صورت کہ ایک آدمی ایک اونٹ یا گائے یا بکری خرید کرے اور کئی آدمیوں کو قربانی میں شریک کرے یعنے ہر ایک سے حصہ رسد قیمت لے اور اس کے موافق گوشت دے مکروہ ہے ہم نے تو یہ سُنا ہے کہ قربانی میں شرکت نہیں ہوسکتی بلکہ ایک گھر کے لوگوں کی طرف سے ایک قربانی ہوسکتی ہے۔

۱۱- عَنْ: ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ قَالَ مَا نَحَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ اِلَّا بَدَنَةً وَّاحِدَةً اَوْ بَقَرَةً وَّاحِدَةً ؂

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے اور اپنے اہل بیت کی طرف سے ایک اونٹ یا ایک گائے سے زیادہ نہیں قربانی کیا۔

۱۲- کہا مالک نے مجھے یاد نہیں ابن شہاب نے ایک اونٹ کہا یا ایک گائے۔

۶- بَابُ الضَّحِيَّةِ عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ

(جو بچہ پیٹ میں ہو اس کی طرف سے قربانی نہ کرنا)

۱۳- عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ الْاَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحٰى ؕ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا قربانی دو دن تک درست ہے بعد عید الضحٰی کے۔

۱۴- عَنْ: عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مِثْلُ ذٰلِكَ ؕ

ترجمہ: حضرت علی نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔

۱۵- عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّيْ عَمَّا فِيْ بَطْنِ الْمَرْاَةِ ؕ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ پیٹ کے بچے کی طرف سے قربانی نہیں کرتے تھے۔

ف: کیونکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور نہیں معلوم کہ زندہ پیدا ہوگا یا مردہ کہا مالک نے قربانی سنت ہے واجب نہیں ہے اور جو شخص قربانی خرید کر سکتا ہو اس کو ترک کرنا اچھا نہیں ہے۔

تَمَّ كِتَابُ الضَّحَايَا تمام ہوئی کتاب قربانیوں کی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَقَّ حَمْدِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرَتِهٖ مِنْ خَلْقِهٖ وَصَفْوَتِهٖ مِنْ بَرِيَّتِهٖ مُحَمَّدٍ عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى جَمِيْعِ خَلْقِهٖ وَبِتَمَامِهٖ تَمَّ الْجُزْءُ الْاَوَّلُ مِنَ الْمُوَطَّا مِنْ تَجْزِيَةِ مُجَزِّئِيْنَ اللہ کا شکر ہے جیسا اس کو لائق ہے اور رحمت کاملہ نازل ہو اس شخص پر جو اس کی تمام مخلوقات میں بہتر ہے اور افضل اور منتخب ہے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس کے بندے اور رسول ہیں تمام مخلوقات کی طرف۔ تمام ہوا ربع ثانی موطا شریف کا اب نصف کتاب پوری ہوئی اللہ جل جلالہٗ اس کو قبول فرمائے اور نصف اخیر کو بھی تمام کرنا نصیب کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ

تَمَّ النِّصْفُ الْاَوَّلُ

وَيَتْلُوْهُ النِّصْفُ الثَّانِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

كِتَابُ النِّكَاحِ

کتاب نکاح کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِطْبَةِ (نکاح کا پیام دینے کے بیان میں)

۱۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ؛

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیغام بھیجے نکاح کا کوئی تم میں سے اپنے بھائی مسلمان کے پیغام پر۔

۲۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيْهِ؛

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیغام بھیجے نکاح کا کوئی تم میں سے اپنے بھائی کے پیغام پر۔

۳۔ کہا مالک نے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک شخص کی نسبت کسی عورت سے ٹھہر جائے اور عورت کا دل کسی مرد کی طرف مائل ہو جائے اور مہر ٹھہر جائے اب پھر اس عورت کو دوسرا شخص پیام نہ دے اور یہ غرض نہیں کہ کسی شخص نے ایک عورت کو پیام دیا ہو اور اس کا پیام ٹھہرا نہ ہو تو دوسرے کو پیام دینا درست نہیں۔

۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ أَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلْمَرْأَةِ وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا إِنَّكِ عَلَيَّ لَكَرِيْمَةٌ وَإِنِّي فِيْكِ لَرَاغِبٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا وَرِزْقًا وَنَحْوَ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ؛

ترجمہ: قاسم بن محمد کہتے تھے اس آیت کی تفسیر میں ولا جناح علیکم فیما عرضتم الی آخرہ یعنے گناہ نہیں ہے تم پر تعریض کرنا کسی عورت سے جب وہ عدت میں ہو۔ تعریض اس کو کہتے ہیں کہ مرد عورت سے کہلا بھیجے تو مجھے پسند ہے یا میں تجھ سے رغبت کرتا ہوں یا اللہ تجھ کو بہتری اور روزی پہنچانے والا ہے یا ایسی کوئی اور بات کہے۔

ف: یعنے اشارے اور کنائے سے گفتگو کرے صاف صاف یہ کہنا کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں عدت کے اندر منع ہے البتہ بعد عدت کے درست ہے۔

۲۔ بَابُ اِسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ وَالْاَيِّمِ فِي اَنْفُسِهِمَا (عورت بکر اور ثیبہ سے اذن لینے کا بیان)

۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا ؕ

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثیبہ زیادہ حقدار ہے اپنے نفس پر ولی سے اور بکر سے اذن لیا جائے گا اور اذن اُس کا سکوت ہے۔

ف: یعنے ثیبہ پر ولی کا جبر نہیں ہو سکتا بالغہ ہو یا نابالغہ ہو اور بکر پر ہو سکتا ہے۔ اور ابو حنیفہ کے نزدیک بالغہ پر جبر نہیں ہو سکتا بکر ہو یا ثیبہ اور نابالغہ پر جبر ہو سکتا ہے۔

۶۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِيِّهَا اَوْ ذِي الرَّاْيِ مِنْ اَهْلِهَا اَوِ السُّلْطَانِ ؕ

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا نہیں نکاح کیا جائے عورت کا مگر اس کے ولی کے اذن سے یا اس کے کنبے میں جو شخص عقلمند ہو اس کے اذن سے یا بادشاہ کے اذن سے۔

ف: اگر اس کا کوئی ولی نہ ہو مراد حضرت عمر کی عورت سے یہاں بکر ہے کیونکہ ثیبہ اپنے آپ نکاح کر سکتی ہے۔

۷۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَا يُنْكِحَانِ بَنَاتِهِمَا الْاَبْكَارَ وَلَا يَسْتَاْمِرَانِهِنَّ ؕ

ترجمہ: قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ نکاح کرتے تھے اپنی بکر بیٹیوں کا اور نہیں پوچھتے تھے اُن سے۔

ف: کیونکہ بکر سے پوچھنا مستحب ہے نہ واجب کہا مالک نے ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے بکر عورتوں میں کہا مالک نے بکر کو اپنے مال میں تصرف نہیں پہنچتا جب تک اپنے خاوند کے گھر میں نہ آئے اور اس کا حال نہ معلوم ہو۔

۸۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِي الْبِكْرِ يُزَوِّجُهَا اَبُوْهَا بِغَيْرِ اِذْنِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهَا ؕ

ترجمہ: قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کہتے تھے اگر عورت باکرہ کا نکاح اس کے بغیر اذن کے کر دے تو نکاح اُس کا لازم ہو جاتا ہے۔

۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَاقِ وَالْحِبَاءِ (مہر کا اور حبا کا بیان)

ف: حبا کہتے ہیں مفت سلوک کرنے کو۔

۹۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس نے کہا کہ تحقیق بخشی میں نے جان اپنی واسطے آپ کے اور کھڑی رہی دیر تک پھر ایک شخص

زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا إِيَّاهُ فَقَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا قَالَ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ فَقَالَ نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ؛

کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ نکاح کر دو میرا اس سے اگر آپ کو کچھ حاجت نہیں ہے اس سے نکاح کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تیرے پاس کچھ چیز ہے کہ مہر میں دے اس کو وہ شخص بولا سوا اس تہبند کے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تو اپنا تہبند اس کو دے دے گا تو بغیر تہبند کے بیٹھے گا کوئی چیز ڈھونڈ لے اس نے کہا مجھے کچھ نہیں ملتا آپؐ نے فرمایا ڈھونڈ اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ اس نے ڈھونڈا مگر کچھ نہ ملا تب آپؐ نے پوچھا تجھے کچھ قرآن یاد ہے۔ بولا ہاں فلانی فلانی سورت یاد ہے کئی سورتوں کا نام لیا۔ آپؐ نے فرمایا میں نے نکاح کر دیا اس عورت کا تیرے ساتھ اس قرآن کے عوض میں جو تجھ کو یاد ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں جیسے اس کی زیادتی کی حد نہیں۔ اور تعلیم قرآن کے عوض میں نکاح ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ **عَنْ** سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهَا جُنُونٌ أَوْ جُذَامٌ أَوْ بَرَصٌ فَمَسَّهَا فَلَهَا صَدَاقُهَا كَامِلًا وَذَلِكَ لِزَوْجِهَا غُرْمٌ عَلَى وَلِيِّهَا ؛

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کو جنون یا جذام یا برص ہو اور خاوند جماع کرے اس سے تو جان کہ اس عورت کو خاوند پورا مہر دے اور اس کے ولی سے پھیر لے۔

۱۱۔ کہا مالک نے ولی کو مہر اس صورت میں واپس دینا ہو گا جب وہ عورت کا باپ یا بھائی یا ایسا قریب ہو کہ عورت کا حال جانتا ہو اور جو ولی محرم نہ ہو جیسے چچا کا بیٹا یا مولیٰ یا اور کوئی کنبے والا ہو جس کو عورت کا حال معلوم نہ ہو تو اس پر مہر پھیرنا لازم نہ ہوگا بلکہ اس عورت سے مہر پھیر لیا جائے گا صرف اس قدر چھوڑ دیا جائے گا جس سے اس کی فرج حلال ہو۔

ف: یعنی ربع دینار کے موافق۔

۱۲۔ **عَنْ** نَافِعٍ أَنَّ ابْنَةَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأُمُّهَا بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تَحْتَ ابْنٍ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا صَدَاقًا فَابْتَغَتْ أُمُّهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَيْسَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَوْ كَانَ لَهَا صَدَاقٌ لَمْ نُمْسِكْهُ وَلَمْ نَظْلِمْهَا فَأَبَتْ أُمُّهَا أَنْ تَقْبَلَ ذَلِكَ فَجَعَلُوا بَيْنَهُمْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَضَى أَنْ لَا صَدَاقَ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن عمر کی بیٹی جن کی ماں زید بن خطاب کی بیٹی تھیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے نکاح میں آئیں وہ مر گئے مگر انہوں نے اس سے صحبت نہیں کی نہ اس کا مہر مقرر ہوا تھا تو ان کی ماں نے مہر مانگا عبداللہ بن عمر نے کہا مہر کا ان کو استحقاق نہیں اگر ہوتا تو ہم رکھ نہ لیتے نہ ظلم کرتے۔ ان کی ماں نے نہ مانا زید بن ثابت کے کہنے پر رکھا زید نے یہ فیصلہ کیا کہ ان

لَهَا وَلَهَا الْمِيْرَاثُ ۞ — کو مہر نہیں ملے گا البتہ ترکہ ملے گا۔

ف: ابوحنیفہ کے نزدیک اگر مہر مقرر نہ ہو تو مہر مثل دلایا جائے گا۔ یہ مذہب عبداللہ بن مسعود کا ہے۔

۱۳۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ فِيْ خِلَافَتِهِ اِلٰى بَعْضِ عُمَّالِهِ اَنَّ كُلَّمَا اشْتَرَطَ الْمُنْكِحُ مَنْ كَانَ اَبًا اَوْ غَيْرَهُ مِنْ حِبَاءٍ اَوْ كَرَامَةٍ فَهُوَ لِلْمَرْاَةِ اِنِ ابْتَغَتْهُ ۞

ترجمہ: عمر بن عبدالعزیز نے لکھا اپنے عامل کو کہ نکاح کر دینے والا باپ ہو یا کوئی اور اگر شرط کرے خاوند سے کچھ تحفہ یا ہدیہ لینے کی تو وہ عورت کو ملے گا اگر طلب کرے۔

۱۴۔ کہا مالک نے جس عورت کا نکاح اس کا باپ کر دے اور اس کے مہر میں کچھ حبا کی شرط کرے اگر وہ شرط ایسی ہو جس کے عوض میں نکاح ہوا ہے تو وہ حبا اس کی بیٹی کو ملے گا اگر چاہے۔

ف: اور جو نہ چاہے باپ کو مل جائے گا اگر بعد نکاح کے خاوند کچھ حبا اپنی بیوی کے باپ کو دے تو وہ بطور تحفہ کے باپ کا حق ہوگا۔ (ابن قاسم عن مالک)

بقیہ قول مالک: اگر خاوند نے قبل صحبت کے بی بی کو چھوڑ دیا تو خاوند حبا میں سے نصف پھیر لے گا۔

۱۵۔ کہا مالک نے جو شخص اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کرے اور اس لڑکے کا کوئی ذاتی مال نہ ہو تو مہر اس کے باپ پر واجب ہوگا اور اگر اس لڑکے کا ذاتی مال ہو تو اس مال میں سے دلایا جائے گا مگر جس صورت میں باپ مہر کو اپنے ذمے کر لے اور یہ نکاح لڑکی پر لازم ہوگا۔ جب وہ نابالغ ہو اور اپنے باپ کی ولایت میں ہو کہا مالک نے جو شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت کے طلاق دے تو بی بی اس کی بکر ہو اس کا باپ خاوند کو نصف مہر معاف کر دے تو درست ہے اسلئے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اگر طلاق دو تم اپنی عورتوں کو قبل جماع کے اور مہر مقرر کر چکے ہو تو تم کو آدھا مہر دینا ہوگا۔ مگر جس صورت میں کہ عورتیں اپنا مہر معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے اختیار میں نکاح کا عقدہ ہے وہ شخص باپ ہے اپنی بکر بیٹی کا اور مالک اپنی لونڈی کا

۱۶۔ کہا مالک نے میں نے ایسا ہی سنا اہل علم سے اس باب میں میرے نزدیک ایسا ہی حکم ہے کہا مالک نے اگر یہودی کا نکاح یہودیہ سے ہو یا نصرانی کا نصرانیہ سے پھر قبل صحبت کے وہ یہودیہ یا نصرانیہ مسلمان ہو جائے تو اس کو مہر نہ ملے گا۔

۱۷۔ کہا مالک نے میرے نزدیک ربع دینار سے کم مہر نہیں ہو سکتا اور نہ ربع دینار کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

ف: ابوحنیفہ کے نزدیک مہر دس درم سے کم نہیں ہو سکتا اور صحیح یہ ہے کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں جیسے زیادتی کی حد نہیں۔

۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِرْخَاءِ السُّتُوْرِ (خلوت صحیحہ کے بیان میں)

۱۸۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الْمَرْاَةِ اِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ اَنَّهُ اِذَا اُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ ۞

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حکم کیا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور خلوت صحیحہ ہو جائے تو مہر واجب ہو گیا۔

۱۹۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِالْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا صُدِّقَ عَلَيْهَا وَاِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْ بَيْتِهٖ

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے کہ جب مرد عورت کے گھر میں جائے تو مرد کی تصدیق ہوگی اور جو عورت مرد کے گھر میں جائے تو عورت کی

صُدِّقَتْ عَلَيْهِ ۔ — تصدیق ہوگی ۔

۲۰۔ کہا مالک نے مطلب اس کا یہ ہے کہ جب مرد عورت کے گھر میں رہے پھر اختلاف ہو عورت کہے مجھ سے جماع کیا ہے اور مرد کہے نہیں کیا ہے تو مرد کی بات کا اعتبار ہوگا اور جو عورت مرد کے گھر میں رہے پھر اختلاف ہو تو عورت کی بات کا اعتبار ہوگا ۔

۵۔ بَابُ الْمُقَامِ عِنْدَ الْأَيِّمِ وَالْبِكْرِ (ثیبہ اور باکرہ کے پاس رہنے کا بیان)

۲۱۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ وَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ عَلَيْهِنَّ فَقَالَتْ ثَلِّثْ ۔

ترجمہ: ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکاح کیا ام سلمہ سے اور صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا میں ایسا کام نہ کروں گا جس کے سبب سے تو اپنے لوگوں میں ذلیل ہو اگر تجھ کو منظور ہے تو سات دن تک تیرے پاس رہوں گا پھر سات سات دن ہر ایک بی بی کے پاس رہوں گا اور جو تو چاہے تو تین دن تیرے پاس رہوں اور ایک ایک دن سب کے پاس رہ کر آؤں ۔ ام سلمہ نے کہا تین دن رہیئے ۔

ف: جس شخص کی کئی عورتیں ہوں پھر وہ نئی عورت کرے ۔ اگر بکر ہو تو سات دن اس کے پاس رہے اور جو ثیبہ ہو تو تین دن اس کے پاس رہے پھر سب کے برابر اس کے پاس بھی رہا کرے ۔

۲۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ ۔

ترجمہ: انس بن مالک کہتے تھے کہ بکر عورت کے سات دن ہیں اور ثیبہ کے تین دن ۔

۲۳۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہا مالک نے جس عورت سے اس نے نکاح کیا اگر اس کے سوا اور بھی اس کی کئی عورتیں ہوں تو بعد ان دنوں کے پھر سب کے پاس برابر رہا کرے مگر یہ دن نئی عورت کے حساب میں مجرا نہ ہوں گے ۔ اسلئے کہ یہ نئی عورت کا حق ہے ۔

۶۔ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

(جو شرطیں نکاح میں درست نہیں اُن کا بیان)

۲۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَشْتَرِطُ عَلَى زَوْجِهَا أَنَّهُ لَا يَخْرُجُ بِهَا مِنْ بَلَدِهَا فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَخْرُجُ بِهَا إِنْ شَاءَ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ اگر کوئی عورت شرط کرے اپنے خاوند سے کہ میرے شہر سے مجھ کو نہ نکالنا سعید بن المسیب نے جواب دیا کہ باوجود اس کے نکال سکتا ہے ۔

۲۵۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر مرد عورت سے نکاح کرتے وقت اس امر کی شرط کرے کہ میں تیرے اوپر دوسرا

نکاح نہ کروں گا یا لونڈی نہ رکھوں گا تو اس شرط کا پورا کرنا ضروری نہیں البتہ اگر اس نے طلاق یا عتاق کو دوسرے نکاح پر معلق کر دیا ہو تو دوسرے نکاح سے طلاق یا عتاق ضروری ہو جائے گا۔

۷۔ بَابُ نِكَاحِ الْمُحَلِّلِ وَمَا أَشْبَهَهُ (حلالہ کا نکاح اور جو اس کے مشابہ ہے اس کا بیان)

ف: جب کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے دے تو پھر اس عورت سے نکاح درست نہیں جب تک وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔ اب دوسرا شوہر اگر اس کو چھوڑ دے تو پہلے شوہر کو نکاح کر لینا درست ہے لیکن اس نیت سے نکاح کرنا کہ پہلے شوہر کو وہ عورت درست ہو جائے حرام ہے اس کو حلالہ کا نکاح کہتے ہیں۔

۲۵۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الزَّبِيْرِ اَنَّ رِفَاعَةَ بْنَ سِمْوَالٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ تَمِيْمَةَ بِنْتَ وَهْبٍ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا فَنَكَحَتْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ فَاعْتَرَضَ عَنْهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّمَسَّهَا فَفَارَقَهَا فَاَرَادَ رِفَاعَةُ اَنْ يَّنْكِحَهَا وَهُوَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ الَّذِيْ كَانَ طَلَّقَهَا فَذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ عَنْ تَزْوِيْجِهَا وَقَالَ لَا تَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ ؏

ترجمہ: زبیر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رفاعہ بن سموال قرظی نے تین طلاق دی اپنی بی بی تمیمہ بنت وہب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو انہوں نے نکاح کیا عبدالرحمٰن بن زبیر سے مگر عبدالرحمٰن اس پر قادر نہ ہوئے اور جماع نہ کر سکے اس واسطے عبدالرحمٰن نے اس کو چھوڑ دیا اب رفاعہ جو شوہر اول تھے انہوں نے پھر نکاح کرنا چاہا جب آنحضرتؐ سے اس کا ذکر ہوا آپ نے منع کیا اور فرمایا رفاعہ سے کہ وہ عورت تجھ کو حلال نہیں جب تک دوسرے شخص سے جماع نہ کرائے۔

ف: یعنے صرف نکاح کرنا دوسرے شوہر سے حلالہ کے واسطے کافی نہیں صحبت ضروری ہے۔

۲۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ اٰخَرُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا ؏

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے سوال ہوا کہ ایک شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے دے بعد اسکے اس سے دوسرا شخص نکاح کرے پھر طلاق دے دے قبل جماع کرنے کے اب پہلا شوہر اس سے نکاح کر سکتا ہے جواب دیا کہ نہیں کر سکتا جب تک دوسرا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

۲۷۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ اٰخَرُ فَمَاتَ عَنْهَا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا هَلْ يَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ لَا يَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ يُّرَاجِعَهَا ؏

ترجمہ: قاسم بن محمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دی پھر اس سے دوسرے شخص نے نکاح کیا اور مر گیا قبل جماع کرنے کے کیا پہلے شوہر کو اس سے نکاح کر لینا درست ہے جواب دیا نہیں۔

۲۸۔ کہا مالک نے جو شخص حلالہ کی نیت سے نکاح کرے اس کا نکاح فاسد ہے پھر نئے سرے سے نکاح کرے اگر جماع کر

چکا ہے تو مہر اس پر واجب ہو گا۔

۸۔ بَابُ مَا لَا يُجْمَعُ بَيْنَهُ مِنَ النِّسَاءِ (جن عورتوں کا جمع کرنا درست نہیں نکاح میں)

۲۹۔ عَنْ: اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا۔

ترجمہ: ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پھوپی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی میں جمع نہ کرے۔

ف: یعنے جب پھوپی نکاح میں ہو تو بھتیجی سے نکاح کرنا درست نہیں اور خالہ جب نکاح میں ہو تو بھانجی سے نکاح کرنا درست نہیں۔

۳۰۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ يُنْهَى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلَى عَمَّتِهَا اَوْ عَلَى خَالَتِهَا وَاَنْ يَطَاَ الرَّجُلُ وَلِيدَةً وَفِي بَطْنِهَا جَنِينٌ لِغَيْرِهِ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے منع ہے بھتیجے سے پھوپی کے اوپر اور بھانجی سے خالہ کے اوپر اور منع ہے جماع کرنا اس لونڈی سے جو حاملہ ہو کسی اور شخص سے۔

۹۔ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنْ نِكَاحِ الرَّجُلِ اُمَّ امْرَاَتِهِ

(ساس سے نکاح جائز نہ ہونے کا بیان)

۳۱۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ يُصِيبَهَا هَلْ تَحِلُّ لَهُ اُمُّهَا فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَا الْاُمُّ مُبْهَمَةٌ لَيْسَ فِيهَا شَرْطٌ وَاِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا کہ سوال ہوا زید بن ثابت سے ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر چھوڑ دیا اس کو قبل جماع کے کیا اسکی ماں سے نکاح درست ہے۔ بولے نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا حرام ہیں تم پر مائیں تمہاری بیبیوں کی اور اس میں کچھ شرط نہیں لگائی کہ جن بیبیوں سے تم جماع کر چکے ہو بلکہ شرط ربائب میں لگائی ہے۔

ف: ربائب جمع ربیبہ کی ربیبہ اُس لڑکی کو کہتے ہیں جو بی بی پہلے خاوند سے لے کر آئے اس میں اللہ نے قید لگائی فرمایا حرام ہیں تم پر ربائب تمہاری جو تمہاری گودوں میں ان عورتوں سے جن سے تم جماع کر چکے ہو اگر جماع نہیں کیا تو ربائب سے نکاح کرنا گناہ نہیں۔

۳۲۔ عَنْ: غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ اُسْتُفْتِيَ وَهُوَ بِالْكُوفَةِ عَنْ نِكَاحِ الْاُمِّ بَعْدَ الْاِبْنَةِ اِذَا لَمْ تَكُنِ الْاِبْنَةُ مُسَّتْ فَاَرْخَصَ فِي ذٰلِكَ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَسَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ فَاُخْبِرَ اَنَّهُ لَيْسَ كَمَا قَالَ وَاِنَّمَا

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا کوفہ میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر قبل جماع کے اُس کو چھوڑ دیا اب اس کی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے انہوں نے کہا کہ درست ہے پھر ابن مسعود مدینہ میں آئے اور تحقیق کیا معلوم ہوا کہ بی بی کی ماں مطلقاً حرام ہے خواہ بی بی سے صحبت کرے یا نہ کرے

الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ فَرَجَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِلَى الْكُوْفَةِ فَلَمْ يَصِلْ إِلَى مَنْزِلِهِ حَتّٰى أَتَى الرَّجُلَ الَّذِيْ أَفْتَاهُ بِذٰلِكَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّفَارِقَ امْرَأَتَهُ ۔ اور صحبت کی قید ربائب میں ہے جب ابن مسعود کوفہ کو لوٹے پہلے اس شخص کے مکان پر گئے جس کو مسئلہ بتایا تھا کہا اس سے چھوڑ دے اس عورت کو ۔

۲۳۔ کہا مالک نے ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر اس کی ماں سے نکاح کیا اور صحبت کی تو دونوں ماں بیٹی اس کو حرام ہو جائیں گی ہمیشہ ہمیشہ ۔

ف : ماں تو پہلے سے حرام تھی جب وہ بیٹی سے نکاح کر چکا تھا کیونکہ وہ اس کی ساس تھی پھر جب ماں سے صحبت کی تو بیٹی اس کی ربیبہ ہو گئی اب دونوں حرام ہو گئیں ۔

بقیہ قول مالک : "البتہ اگر ماں سے صحبت نہ کرے تو اس کو چھوڑ دے اور بیٹی اس کی حلال رہے گی "

۲۴۔ کہا مالک نے ایک شخص نکاح کرے ایک عورت سے پھر نکاح کرے اس کی ماں سے اور صحبت کرے اس سے تو ماں کی ماں بھی حرام ہو جائے گی اور ماں حرام رہے گی اس شخص کے باپ اور بیٹے پر ۔

ف : کیونکہ اس کے باپ کی بہو ہوگی اور اس کے بیٹے کی سوتیلی ماں ہوگی ۔

بقیہ قول مالک : " اور ماں کی دوسری بیٹی بھی حرام ہو جائے گی اور وہ بیٹی جو پہلے اس کی بی بی تھی وہ بھی حرام ہو جائیگی "

۲۵۔ کہا مالک نے زنا سے حرمت ثابت نہ ہوگی ۔

ف : یعنے اگر کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی ماں یا بیٹی حرام نہ ہوگی کیونکہ دارقطنی نے حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام حلال کو حرام نہیں کرتا ۔

بقیہ قول مالک : " اس واسطے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا حرام ہیں تم پر تمہاری مائیں تمہاری بیبیوں کی تو حرام کیا اللہ نے ماؤں کو ان کی بیبیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ زنا سے تو جب نکاح کیا جائے گا کسی عورت سے اگرچہ وہ ناجائز ہو اس سے حرمت ثابت ہوگی مگر زنا سے نہ ہوگی "

ف : امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک اگر کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی ماں یا بیٹی حرام ہو جائے گی ۔

۱۰۔ بَابُ نِكَاحِ الرَّجُلِ أُمَّ امْرَأَةٍ قَدْ أَصَابَهَا عَلٰى وَجْهِ مَا يُكْرَهُ

(جس عورت سے زنا کرے اس کی ماں سے نکاح درست ہونے کا بیان)

۲۶۔ کہا مالک نے جو شخص زنا کرے ایک عورت سے اور اس کو حد لگائی جائے اب وہ شخص اس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور اس شخص کا بیٹا اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے کہا مالک نے اگر ایک شخص نے عدت کے اندر کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے صحبت کی تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہو جائے گی اور اس عورت سے جو لڑکا پیدا ہوگا اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا اور اس شخص پر اس عورت کی بیٹی حرام ہو جائے گی ۔

اعْتَدَّتْ بِبَقِيَّةِ عِدَّتِهَا مِنَ الْأَوَّلِ ثُمَّ اعْتَدَّتْ مِنَ الْآخَرِ ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا قَالَ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ لَهَا مَهْرُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْهَا ۞

دوسرے خاوند سے زندگی بھر کبھی نکاح نہیں ہو سکتا سعید بن المسیب نے کہا کہ وہ عورت دوسرے خاوند سے اپنا مہر لے سکتی ہے۔

ف: دوسرے خاوند سے زندگی بھر نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف حضرت عمرؓ کا قول ہے اور عامہ اہل علم کے نزدیک بعد عدت کے دوسرے خاوند سے نکاح درست ہے۔ کہا مالک نے جو عورت آزاد ہو اس کا خاوند مر جائے او چار مہینے دس دن عدت کرے پھر حمل کا گمان ہو تو نکاح نہ کرے جب تک یہ گمان رفع نہ ہو یا وضع حمل ہو۔

۱۲۔ بَابُ نِكَاحِ الْأَمَةِ عَلَى الْحُرَّةِ

(آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنے کا بیان)

۴۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ فَأَرَادَ أَنْ يَنْكِحَ عَلَيْهَا أَمَةً فَكَرِهَا أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر سے سوال ہوا کہ ایک شخص کے نکاح میں آزاد عورت موجود ہو پھر وہ لونڈی سے نکاح کرنا چاہے جواب دیا ان دونوں نے کہ مکروہ ہے۔

۴۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا تُنْكَحُ الْأَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ إِلَّا أَنْ تَشَاءَ الْحُرَّةُ فَإِنْ طَاعَتِ الْحُرَّةُ فَلَهَا الثُّلُثَانِ مِنَ الْقَسْمِ ۞

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے کہ آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح نہ کیا جائے گا مگر جب آزاد عورت راضی ہو جائے تو دو دن خاوند اسکے پاس رہیگا اور ایک دن لونڈی کے پاس۔

۴۴۔ کہا مالک نے آزاد شخص کو جب آزاد عورت کرنے کی قدرت ہو تو لونڈی سے نکاح نہ کرے اور اگر آزاد عورت کرنے کی قدرت نہ ہو تو بھی لونڈی سے نکاح نہ کرے مگر اس حالت میں کہ زنا کا خوف ہو کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے جو شخص تم میں سے قدرت نہ رکھے آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرلے۔ یہ اس شخص کے واسطے ہے جو خوف کرے زنا کا تم میں سے۔

۱۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمْلِكُ الْمَرْأَةَ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ فَفَارَقَهَا

(تین طلاق کے بعد لونڈی کے خرید لینے کا بیان)

۴۵۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْأَمَةَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَشْتَرِيهَا إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۞

ترجمہ: زید بن ثابت کہتے تھے جو شخص لونڈی کو تین طلاق دے کر خرید لے تو صحبت کرنا درست نہیں جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ زَوَّجَ عَبْدًا لَهُ جَارِيَةً لَهُ فَطَلَّقَهَا الْعَبْدُ الْبَتَّةَ ثُمَّ وَهَبَهَا سَيِّدُهَا لَهُ هَلْ تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ فَقَالَا لَا تَحِلُّ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ؁

ترجمہ: سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کا اپنی لونڈی سے نکاح کر دیا پھر غلام نے لونڈی کو دو طلاق دی بعد اس کے مولی نے وہ لونڈی غلام کو ہبہ کر دی اب وہ لونڈی غلام کو درست ہے یا نہیں ان دونوں نے جواب دیا درست نہیں یہاں تک کہ اور کسی شخص سے نکاح کرے۔

ف: آزاد مرد کے واسطے تین طلاق تک گنجائش ہے اور غلام کو دو طلاق تک بعد اسکے حلالہ واجب ہے کہا مالک نے میں نے ابن شہاب سے پوچھا ایک شخص کے نکاح میں ایک لونڈی تھی اُس نے ایک طلاق دی پھر اس کو خرید لیا تو وہ لونڈی حلال ہو جائے گی۔ ملک یمین کی وجہ سے دو طلاق کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر تین طلاق دے چکا تھا تو حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے کہا مالک نے ایک شخص نکاح کرے ایک لونڈی سے پھر اُس سے بچہ پیدا ہوا بعد اس کے لونڈی کو خرید کرے تو وہ لونڈی پہلے بچہ کی وجہ سے اس کی اُم ولد نہ ہوگی البتہ اگر بعد خریدنے کے دوسرا بچہ مالک سے پیدا ہوا تو اُم ولد ہو جائے گی اور جو اس لونڈی کو خرید ا حمل کی حالت میں اور وہ حمل خریدنے والے کا تھا پھر اس کے پاس آن کر جنے تو اُم ولد ہو جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ اِصَابَةِ الْاُخْتَيْنِ بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ وَالْمَرْاَةِ وَابْنَتِهَا

(دو بہنوں کو یا ماں بیٹیوں کو ملک یمین سے رکھنے کا بیان)

عَنْ: عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ وَابْنَتِهَا مِنْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ تُوْطَاُ اِحْدَاهُمَا بَعْدَ الْاُخْرٰى فَقَالَ عُمَرُ مَا اُحِبُّ اَنْ اُجِيْزَهُمَا جَمِيْعًا وَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ ؁

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب سے سوال ہوا کہ ماں بیٹی دونوں سے جماع کرنا آگے پیچھے ملک یمین کی وجہ سے درست ہے بولے میرے نزدیک اچھا نہیں اور منع کیا اُس کو

عَنْ: قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَنِ الْاُخْتَيْنِ مِنْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ عُثْمَانُ اَحَلَّتْهُمَا اٰيَةٌ وَحَرَّمَتْهُمَا اٰيَةٌ اُخْرٰى فَاَمَّا اَنَا فَلَا اُحِبُّ اَنْ اَصْنَعَ ذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَقِيَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَوْ كَانَ لِيْ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ ثُمَّ وَجَدْتُ

ترجمہ: قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عثمان بن عفان سے پوچھا کہ دو بہنوں ملک یمین سے رکھنا درست ہے یا نہیں۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ درست ہے ایک آیت کی رو سے اور نادرست ہے ایک آیت کی رو سے مگر میں اسکو پسند نہیں کرتا پھر وہ شخص چلا گیا اور ایک اور صحابی سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا انھوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا اور کسی کو ایسا کرتے دیکھتا تو سخت سزا دیتا۔ ابن شہاب نے کہا میں

أَحَدًا فَعَلَ ذٰلِكَ لَجَعَلْتُهُ نَكَالًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أُرَاهُ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ۔ — سمجھتا ہوں کہ وہ صحابی حضرت علیؓ تھے۔

ف : وہ آیت یہ ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یا یہ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ۔

ف : وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ ۔

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مِثْلُ ذٰلِكَ۔ — ترجمہ : زبیر بن عوام سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

۵۰۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو اور وہ اس سے جماع کرے پھر اس کی بہن سے جماع کرنا چاہے تو یہ نادرست ہے جب تک پہلی بہن کی فرج اپنے اوپر حرام نہ کرے مثلاً اس کا نکاح کر دے یا آزاد کر دے یا اپنے غلام سے بیاہ کر دے۔

۱۵۔ بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُصِيبَ الرَّجُلُ أَمَةً كَانَتْ لِأَبِيهِ

(جو لونڈی باپ کے تصرف میں آئے اس سے جماع کرنے کی ممانعت کے بیان میں)

۵۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهَبَ لِابْنِهِ جَارِيَةً فَقَالَ لَا تَمَسَّهَا فَإِنِّي قَدْ كَشَفْتُهَا۔ — ترجمہ : حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے لڑکے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور کہا اس سے صحبت نہ کرنا کیونکہ میں نے ایک بار اس کا بدن کھولا تھا۔

ف : جو شخص کسی عورت سے وطی کرے تو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر بوسہ لے یا شہوت سے مساس کرے تو بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ مالک کے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک شہوت سے دیکھنا اس کی فرج کی طرف بھی موجب حرمت کا ہوتا ہے یہ حدیث ابو حنیفہ کے قول کی مؤید ہے اور شافعی کے نزدیک بغیر جماع کے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

۵۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ أَنَّهُ قَالَ وَهَبَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لِابْنِهِ جَارِيَةً فَقَالَ لَا تَقْرَبْهَا فَإِنِّي قَدْ أَرَدْتُهَا فَلَمْ أَنْبَسِطْ لَهَا۔ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن المجبر نے کہا کہ سالم بن عبداللہ نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور کہا کہ اس سے جماع نہ کرنا کیونکہ میں نے ارادہ کیا تھا اس سے جماع کا میں رک گیا۔

۵۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا نَهْشَلِ ابْنَ أَسْوَدَ قَالَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ إِنِّي رَأَيْتُ جَارِيَةً لِي مُنْكَشِفًا عَنْهَا وَهِيَ فِي الْقَمَرِ فَجَلَسْتُ مِنْهَا مَجْلِسَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ فَقَالَتْ إِنِّي حَائِضٌ فَقُمْتُ فَلَمْ أَقْرَبْهَا بَعْدُ أَفَأَهَبُهَا لِابْنِي يَطَؤُهَا فَنَهَاهُ الْقَاسِمُ عَنْ ذٰلِكَ۔ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابونہشل بن اسود نے قاسم بن محمد سے کہا کہ میں نے اپنی لونڈی کو ننگا دیکھا چاندنی میں تو میں اس کے پاؤں اٹھا کر مستعد ہو گیا جماع کو وہ بولی حائضہ ہوں تو میں اٹھ کھڑا ہوا اب میں اس لونڈی کو ہبہ کر دوں اپنے بیٹے کو تاکہ وہ اس سے جماع کرے قاسم بن محمد نے منع کیا۔

۵۴۔ عَنْ : عَبْدِ الْمَلِكِ مَرْوَانَ اَنَّهُ وَهَبَ لِصَاحِبٍ لَّهُ جَارِيَةً ثُمَّ سَاَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ قَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَهَبَهَا لِابْنِي فَيَفْعَلُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لَمَرْوَانُ كَانَ اَوْرَعَ مِنْكَ وَهَبَ لِابْنِهِ جَارِيَةً ثُمَّ قَالَ لَا تَقْرَبْهَا فَاِنِّي قَدْ رَاَيْتُ سَاقَهَا مُنْكَشِفَةً ؕ

ترجمہ: عبدالملک بن مروان نے ایک لونڈی ہبہ کی اپنے دوست کو پھر پوچھا اس سے حال اس لونڈی کا اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں اس لونڈی کو ہبہ کر دوں اپنے بیٹے کو تاکہ وہ اس سے جماع کرے۔ عبدالملک نے کہا کہ مروان تجھ سے زیادہ پرہیزگار تھا اس نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور کہہ دیا اس صحبت نہ کرنا کیونکہ میں نے اسکی پنڈلیاں کھلی ہوئی دیکھی تھیں۔

۱۶۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ اِمَاءِ اَهْلِ الْكِتَابِ

(یہود ونصاریٰ کی لونڈیوں سے نکاح کرنے کی ممانعت کے بیان میں)

۵۵۔ کہا مالک نے یہودی لونڈی اور نصرانی لونڈی سے نکاح کرنا درست نہیں اور اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب میں جو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح درست کیا ہے ان سے آزاد عورتیں مراد ہیں اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے جو شخص تم میں سے مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھے تو وہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے۔ حلال کیا اللہ نے مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرنا نہ اہل کتاب لونڈیوں سے البتہ یہودی یا نصرانی لونڈی سے اس کے مالک کو جماع کرنا درست ہے مگر مشرکہ لونڈی سے درست نہیں۔

۱۷۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِحْصَانِ (احصان کا بیان)

۵۶۔ عَنْ : سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ هُنَّ اُولَاتُ الْاَزْوَاجِ وَيَرْجِعُ ذٰلِكَ اِلٰى اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الزِّنَا ؕ

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا کہ محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو خاوند والیاں ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ نے زنا کو حرام کیا۔

۵۷۔ عَنْ : ابْنِ شِهَابٍ وَّبَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ اِذَا نَكَحَ الْحُرُّ الْاَمَةَ فَمَسَّهَا فَقَدْ اَحْصَنَتْهُ ؕ

ترجمہ: ابن شہاب اور قاسم بن محمد کہتے تھے اگر آزاد شخص نے لونڈی سے نکاح کیا اور اس سے جماع کیا تو وہ محصن ہو گیا۔

ف: اب اگر یہ شخص زنا کرے گا تو رجم کیا جائے گا۔ کہا مالک نے میں نے جن لوگوں کو پایا یہی کہتے پایا کہ لونڈی سے آزاد شخص جب نکاح کرے پھر اس سے جماع کرے تو وہ شخص محصن ہو جائے گا۔ کہا مالک نے غلام اگر آزاد عورت سے نکاح کر کے صحبت کرے تو وہ محصن نہ ہو گا مگر عورت محصن ہو جائے گی البتہ اگر غلام آزاد ہو جائے اور بعد آزادی کے اس سے جماع کرے تو غلام محصن ہو جائے گا۔ اور جو قبل آزادی کے وہ غلام اس عورت کو چھوڑ دے تو محصن نہ ہو گا جب تک کہ بعد آزادی کے پھر نکاح کر کے جماع نہ کرے۔ کہا مالک نے لونڈی اگر آزاد شخص کے نکاح میں ہو پھر خاوند اس کو چھوڑ دے قبل آزادی کے تو وہ محصنہ نہ ہو گی جب تک بعد آزادی کے نکاح نہ کرے اور صحبت نہ کر لے۔ کہا مالک نے لونڈی اگر آزاد شخص کے نکاح میں ہو اور آزاد ہو جائے اسی کے نکاح میں تو وہ محصنہ ہو جائے گی بشرطیکہ خاوند اس کا بعد آزادی

کے اس سے جماع کرے کہا مالک نے اگر آزاد عورت نصرانی یا یہودی یا مسلمان لونڈی سے آزاد مسلمان مرد نکاح کر کے صحبت کرے تو محصن ہو جائے گا۔

۱۸۔ بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ (متعہ کا بیان)

۶۲۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ۔

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا متعے سے جنگ خیبر کے روز اور گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

ف: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک متعہ ناجائز ہے اوائل اسلام میں متعہ درست تھا پھر خیبر کے روز حرام ہوا پھر عمرۃ قضا میں درست ہوا پھر فتح مکہ کے روز حرام ہوا پھر جنگ اوطاس میں درست ہوا پھر حرام ہوا پھر تبوک میں درست ہوا پھر حجۃ الوداع میں حرام ہوا اس بار بار کی حرمت اور حلت سے لوگوں کو شبہ باقی رہا بعض لوگ متعہ کرتے تھے بعض نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں بھی ایسا ہی رہا اور حضرت عمرؓ کی اوائل خلافت میں بھی یہی حال رہا بعد اس کے حضرت عمرؓ نے اس کی حرمت برسر منبر بیان کی جب سے لوگوں نے متعہ کرنا چھوڑ دیا مگر بعض صحابہ اس کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابی بکر اور عبداللہ بن عباس اور عمرو بن حویرث اور سلمہ بن الاکوع اور جماعت تابعین میں سے بھی جواز کی قائل ہوئی ہے۔ (ملخص زرقانی)

۶۳۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيمٍ دَخَلَتْ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ إِنَّ رَبِيعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ اسْتَمْتَعَ بِامْرَأَةٍ مُوَلَّدَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ فَخَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَزِعًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ فَقَالَ هَذِهِ الْمُتْعَةُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهَا لَرَجَمْتُ۔

ترجمہ: عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ خولہ بنت حکیم حضرت عمر کے پاس گئیں اور کہا کہ ربیعہ بن امیہ نے متعہ کیا تھا ایک عورت مولّدہ سے وہ حاملہ ہے ربیعہ سے پس نکلے حضرت عمرؓ گھبرا کر چادر گھسیٹتے ہوئے اور کہا یہ متعہ ہے اگر میں پہلے اس کی ممانعت کر چکا ہوتا تو رجم کرتا۔

ف: مولّدہ وہ عورت ہے جو عرب کے ملک میں پیدا ہوئی اور ماں باپ اس کے عرب نہ ہوں۔ (مسوی)

ف: متعہ کرنے والے پر بالاتفاق زنا کی حد لازم نہیں آتی۔ حضرت عمر نے ڈرانے کے واسطے یہ کہا تاکہ لوگ متعہ سے باز رہیں۔

۱۹۔ بَابُ نِكَاحِ الْعَبْدِ (غلام کے نکاح کا بیان)

۶۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ يَنْكِحُ الْعَبْدُ أَرْبَعَ نِسْوَةٍ۔

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے تھے غلام چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

۶۵۔ کہا مالک نے یہ قول بہت اچھا ہے میرے نزدیک ف: سالم اور قاسم اور مجاہد اور زہری کا بھی یہی قول ہے اور حضرت عمر اور علی اور عبدالرحمٰن بن عوف اور اکثر صحابہ کے نزدیک غلام کو دو عورتوں سے زیادہ نکاح کرنا درست

نہیں ابوحنیفہ اور شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے ۔ کہا مالک نے غلام کا نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے اگر مولیٰ اجازت دے گا تو صحیح ہوگا ورنہ تفریق کی جائے گی اور حلالہ کا نکاح ہر طرح سے چھوڑا جائے گا کہا مالک نے اگر زوج زوجہ کا مالک ہو جائے یا زوج کی تو نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا بغیر طلاق کے اب اگر پھر نکاح کریں گے تو خاوند کو تین طلاق کا اختیار رہے گا۔ کہا مالک نے اگر زوجہ اپنے خاوند کو خرید کر آزاد کر دے اور وہ عدت میں ہو تو وہ دونوں بغیر نئے نکاح کے نہیں مل سکتے ۔

۱۹- بَابُ نِكَاحِ الْمُشْرِكِ إِذَا أَسْلَمَتْ زَوْجَتُهُ قَبْلَهُ

(مشرک کی زوجہ کا خاوند سے پہلے مسلمان ہونے کا بیان)

۱۹- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ نِسَاءً كُنَّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِمْنَ بِأَرْضِهِنَّ وَهُنَّ غَيْرُ مُهَاجِرَاتٍ وَأَزْوَاجُهُنَّ حِينَ أَسْلَمْنَ كُفَّارٌ مِنْهُنَّ بِنْتُ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَكَانَتْ تَحْتَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا صَفْوَانُ ابْنُ أُمَيَّةَ مِنَ الْإِسْلَامِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ عَمِّهِ وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ بِرِدَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَانًا لِصَفْوَانَ ابْنِ أُمَيَّةَ وَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَنْ يَقْدَمَ عَلَيْهِ فَإِنْ رَضِيَ أَمْرًا قَبِلَهُ وَإِلَّا سَيَّرَهُ شَهْرَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صَفْوَانُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ نَادَى عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ هَذَا وَهْبُ بْنُ عُمَيْرٍ جَاءَنِي بِرِدَائِكَ وَزَعَمَ أَنَّكَ دَعَوْتَنِي إِلَى الْقُدُومِ عَلَيْكَ فَإِنْ رَضِيتُ أَمْرًا قَبِلْتُهُ وَإِلَّا سَيَّرْتَنِي شَهْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَكَ تَسْيِيرُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ فَأَرْسَلَ إِلَى

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ چند عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہو جاتی تھیں اپنے ملک میں ہجرت نہیں کرتی تھیں اور خاوند ان کے کافر ہوتے تھے انہی عورتوں میں سے عاتکہ ولید بن مغیرہ کی بیٹی تھیں جو صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھیں وہ مسلمان ہوئیں فتح مکہ کے روز اور خاوند ان کے صفوان بھاگ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا زاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر نشانی کے واسطے دے کر صفوان کے پاس بھیجا اور ان کو امان دی اور اسلام کی طرف بلایا اور یہ کہلا بھیجا کہ میرے پاس آؤ اگر تمہاری خوشی ہوگی تو مسلمان ہونا نہیں تو تم کو دو مہینے کی مہلت ملے گی ۔ جب صفوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی چادر لے کر آئے تو لوگوں کے سامنے پکار اٹھے اے محمد وہب بن عمیر میرے پاس تمہاری چادر لے کر آئے اور مجھ سے کہا کہ تم نے مجھ کو بلایا ہے اس شرط پر کہ اگر میں چاہوں تو مسلمان ہو جاؤں نہیں تو مجھ کو دو مہینے کی مہلت ملے گی۔ آپ نے فرمایا اترو اے ابو وہب صفوان نے کہا قسم خدا کی میں کبھی نہ اتروں گا جب تک تم مجھ سے بیان نہ کرو گے کہ وہب بن عمیر کا پیام صحیح ہے آپ نے فرمایا وہ تو کیا میں تمہیں چار مہینے کی مہلت دیتا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ہوزان کی طرف حنین میں گئے اور آپ

صَفْوَانَ يَسْتَعِيْرُهُ أَدَاةً وَسِلَاحًا عِنْدَهُ فَقَالَ صَفْوَانُ أَطَوْعًا أَمْ كَرْهًا فَقَالَ بَلْ طَوْعًا فَأَعَارَهُ الْأَدَاةَ وَالسِّلَاحَ الَّتِي عِنْدَهُ ثُمَّ رَجَعَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ كَافِرٌ فَشَهِدَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ وَهُوَ كَافِرٌ وَامْرَأَتُهُ مُسْلِمَةٌ وَلَمْ يُفَرِّقْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ حَتّٰى أَسْلَمَ صَفْوَانُ وَاسْتَقَرَّتْ عِنْدَهُ امْرَأَتُهُ بِذٰلِكَ النِّكَاحِ ؎

نے صفوان سے کچھ ہتھیار اور سامان عاریت مانگا۔ صفوان نے کہا آپ خوشی سے مانگتے ہیں یا زبردستی سے۔ آپ نے فرمایا خوشی سے صفوان نے ہتھیار اور سامان دیئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے اور صفوان کفر ہی کی حالت میں آپ کے ساتھ رہے جنگ حنین میں اور طائف میں اور عورت ان کی مسلمان رہیں مگر آپ نے ان کی عورت کو ان سے نہ چھڑایا یہاں تک کہ صفوان بھی مسلمان ہو گئے اور ان کی عورت بدستور ان کے پاس رہیں۔

ف ؎ صفوان مارے ڈر کے اونٹ پر سے نہ اترے۔ ابو وہب کنیت ہے صفوان کی آپ نے کنیت کہہ کر پکارا تاکہ وہ خوش ہوں باوجودیکہ انھوں نے بدخلقی سے آپ کا نام لے کر پکارا تھا۔

۰۱۰ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ بَيْنَ إِسْلَامِ صَفْوَانَ وَبَيْنَ إِسْلَامِ امْرَأَتِهِ نَحْوٌ مِنْ شَهْرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ امْرَأَةً هَاجَرَتْ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ مُقِيْمٌ بِدَارِ الْكُفْرِ إِلَّا فَرَّقَتْ هِجْرَتُهَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا إِلَّا أَنْ يَقْدَمَ زَوْجُهَا مُهَاجِرًا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا ؎

ترجمہ : ابن شہاب نے کہا کہ صفوان کی بی بی خاوند سے ایک مہینہ پہلے اسلام لائی تھیں۔ اور جو عورت دارالکفر سے مسلمان ہو کر دارالاسلام میں ہجرت کر آئے تو وہ اپنے خاوند سے جدا ہو جائے گی اور عدت کر کے دوسرا نکاح کرے گی مگر جس صورت میں خاوند اس کا عدت کے اندر مسلمان ہو کر چلا آئے۔

۰۱۱ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أُمَّ حَكِيْمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَتْ تَحْتَ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِيْ جَهْلٍ فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِيْ جَهْلٍ مِنَ الْإِسْلَامِ حَتّٰى قَدِمَ الْيَمَنَ فَارْتَحَلَتْ أُمُّ حَكِيْمٍ حَتّٰى قَدِمَتْ عَلَيْهِ بِالْيَمَنِ فَدَعَتْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ وَقَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبَ إِلَيْهِ فَرِحًا وَمَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ حَتّٰى بَايَعَهُ فَثَبَتَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا ذٰلِكَ ؎

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ ام حکیم عکرمہ بن ابی جہل کی بی بی مسلمان ہوئی فتح مکہ کے روز اور خاوند ان کے عکرمہ بھاگ گئے یمن کو ام حکیم بھی وہاں گئیں اور ان کو دین اسلام کی طرف بلایا وہ مسلمان ہو گئے اور اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے جب ان کو دیکھا تو خوشی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے بیعت لی اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف پر چادر نہ تھی پھر دونوں میاں بی بی اپنے نکاح پر قائم رہے۔

۰۱۲ کہا مالک نے جب مرد اپنی بی بی سے پہلے مسلمان ہو جائے اور بی بی سے مسلمان ہونے کو کہا جائے اور وہ مسلمان نہ ہو تو نکاح فسخ ہو جائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ یعنی مت علاقہ رکھو کافر عورتوں سے۔

۲۱- بَابُ مَاجَاءَ فِي الْوَلِيمَةِ (ولیمہ کے بیان میں)

۴۳- عَنْ: اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَاَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا فَقَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ؎

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ان پر زردی کا نشان تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا مہر دیا ہے۔ انھوں نے کہا ایک گٹھلی برابر سونا۔ آپ نے فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری کا ہو۔

ف: عبدالرحمٰن بن عوف کے بدن میں یا کپڑے میں دلہن کی زردی لگ گئی ہوگی کیونکہ ابوحنیفہ اور شافعی کے نزدیک زعفرانی رنگ مردوں کو مکروہ ہے مگر امام مالک کے نزدیک درست ہے۔ بعضوں نے کہا کہ دولہا کو درست ہے اور گٹھلی کا وزن پانچ درم ہوتا ہے۔ ولیمہ سنت ہے دولہا پر بعد نکاح کے اور بعضوں کے نزدیک واجب ہے (زرقانی)

۴۴- عَنْ: يَحْيَی بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ لَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْلِمُ بِالْوَلِيْمَةِ مَا فِيْهَا خُبْزٌ وَّلَا لَحْمٌ ؎

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولیمہ کرتے تھے اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت۔

ف: نسائی کی روایت میں ہے کہ اس میں کھجور اور ستو تھے اور بخاری کی روایت میں ہے کہ کھجور اور گھی اور دہی کی سوکھی ٹکیاں تھیں۔

۴۵- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَی الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا ؎

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بلایا جائے ولیمہ کی دعوت میں تو حاضر ہو۔

ف: ولیمہ کی دعوت قبول کرنا مسنون ہے اور ظاہریہ کے نزدیک واجب ہے۔

۴۶- عَنْ: ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِيْنُ وَمَنْ لَّمْ يَاْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؎

ترجمہ: ابوہریرہ کہتے تھے ولیمہ کا کھانا سب کھانوں سے بُرا ہے اس میں امیر بلائے جاتے ہیں اور فقیر چھوڑ دئے جاتے ہیں۔ اور جو شخص دعوت میں نہ آیا اس نے نافرمانی کی اللہ و رسول کی۔

ف: یعنی جو ولیمہ ایسا ہو کہ صرف امیر اس میں بلائے جائیں اور محتاج نہ آنے پائیں وہ بُرا ہے نہ یہ کہ مطلقاً ولیمہ بُرا ہے۔ بخاری مسلم نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا۔ ف۲: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دعوت کا قبول کرنا واجب ہے۔

۲۷۔ عَنْ: اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ اَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلَيْهِ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ؛

ترجمہ: انس بن مالک کہتے تھے کہ ایک درزی نے دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ کھانا پکا کر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا وہ درزی جو کی روٹی اور کدو کا سالن سامنے لایا تو میں نے دیکھا کہ آپ پیالے میں سے کدو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھاتے تھے اُس روز سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔

۲۲۔ باب جَامِعِ النِّكَاحِ (نکاح کی مختلف حدیثوں کا بیان)

۲۸۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ اَوِ اشْتَرَى الْجَارِيَةَ فَلْيَاْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَاِذَا اشْتَرَى الْبَعِيْرَ فَلْيَاْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ؛

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نکاح کرے کسی عورت سے یا لونڈی خریدے تو اس کی پیشانی پکڑ کر دعا کرے برکت کی اور جب اونٹ خریدے تو اس کے کوہان پر ہاتھ رکھے اور پناہ مانگے شیطان مردود سے۔

۲۹۔ عَنْ: اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ اَنَّ رَجُلًا خَطَبَ اِلٰى رَجُلٍ اُخْتَهُ فَذَكَرَ اَنَّهَا كَانَتْ اَحْدَثَتْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَضَرَبَهُ اَوْ كَادَ يَضْرِبُهُ ثُمَّ قَالَ مَالَكَ وَلِلْخَبَرِ ؛

ترجمہ: ابو زبیر مکی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پیام دیا نکاح کا ایک شخص کی بہن کو اُس نے بیان کیا کہ وہ عورت بدکار ہے جب حضرت عمرؓ کو اس کی خبر پہنچی آپ نے اس شخص کو بلا کر مارا یا مارنے کا قصد کیا اور کہا کہ تجھے اس خبر پہنچانے سے کیا غرض تھی۔

ف: یعنے تو تو بھائی اور ولی تھا اس عورت کا اگر کوئی بات ایسی ہوئی بھی تھی اس کا چھپانا لازم تھا مسلمان کو چاہیے کہ اپنا اور دوسرے بھائی مسلمان کا عیب ظاہر نہ کرے۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُری بات پھیلے ان کو دکھ کی مار ہے دنیا اور آخرت میں۔

۳۰۔ عَنْ: رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَا يَقُوْلَانِ فِي الرَّجُلِ يَكُوْنُ عِنْدَهٗ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَيُطَلِّقُ اِحْدٰهُنَّ الْبَتَّةَ اَنَّهٗ يَتَزَوَّجُ اِنْ شَاءَ وَلَا يَنْتَظِرُ اِلٰى اَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا ؛

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر کہتے تھے جس شخص کی چار عورتیں ہوں پھر وہ ان میں سے ایک عورت کو تین طلاق دے دے تو ایک عورت نئی کر سکتا ہے اس کی عدت گذرنے کا انتظار ضروری نہیں۔

ف : مگر ابوحنیفہ کے نزدیک پانچویں عورت سے نکاح درست نہیں جب تک اس عورت کی عدت جس کو طلاق دی ہے گذر نہ جائے ابن ابی شیبہ نے حضرت علی اور ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۸۱ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَفْتَيَا الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ عَامَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ غَيْرَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ لَهُ طَلَّقَهَا فِي مَجَالِسَ شَتَّى ؛

ترجمہ : ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر نے ولید بن عبدالملک کو جس سال وہ مدینہ میں آیا تھا ایسا ہی فتویٰ دیا تھا مگر قاسم بن محمد نے یہ کہا کہ اس عورت کو کئی مجلسوں میں طلاق دیا ہو۔

ف : اوپر کی روایت میں یہ ہے کہ فَيُطَلِّقُ إِحْدَاهُنَّ الْبَتَّةَ یعنے ایک عورت کو ان میں سے طلاق بتہ یعنے بالکل قطع کا طلاق یعنے تین طلاق دے اور اس روایت میں قاسم نے یوں کہا طَلَّقَهَا فِي مَجَالِسَ شَتَّى یعنے کئی مجلسوں میں اس کو طلاق دے مطلب ایک ہی ہے کہ تین طلاق دے دے اب اس عورت سے ملنے کی توقع نہ رہی تو پانچویں عورت سے نکاح کرنا اس کی عدت کے اندر درست ہے۔

۸۲ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثٌ لَيْسَ فِيهِنَّ لَعِبٌ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِتْقُ ؛

ترجمہ : سعید بن المسیب نے کہا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کھیل نہیں ہوتا نکاح اور طلاق اور عتاق۔

ف : اگر ہنسی سے نکاح کرے یا طلاق دے یا آزاد کر دے تو یہ امور واقع ہو جائیں گے۔

۸۳ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ بِنْتَ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتّٰى كَبِرَتْ فَتَزَوَّجَ عَلَيْهَا فَتَاةً شَابَّةً فَآثَرَ الشَّابَّةَ عَلَيْهَا فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ أَمْهَلَهَا حَتّٰى إِذَا كَادَتْ تَحِلُّ رَاجَعَهَا ثُمَّ عَادَ فَآثَرَ الشَّابَّةَ عَلَيْهَا فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ رَاجَعَهَا ثُمَّ عَادَ فَآثَرَ الشَّابَّةَ عَلَيْهَا فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ مَا شِئْتِ إِنَّمَا بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ فَإِنْ شِئْتِ اسْتَقْرَرْتِ عَلٰى مَا تَرَيْنَ مِنَ الْأَثَرَةِ وَإِنْ شِئْتِ فَارَقْتُكِ قَالَتْ بَلْ أَسْتَقِرُّ عَلَى الْأَثَرَةِ فَأَمْسَكَهَا عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَرَ رَافِعٌ عَلَيْهِ إِثْمًا حِينَ قَرَّتْ عِنْدَهُ عَلَى الْأَثَرَةِ ؛

ترجمہ : رافع بن خدیج نے نکاح کیا محمد بن مسلمہ انصاری کی بیٹی سے وہ ان کے پاس رہیں جب بڑھیا ہو گئیں تو رافع نے ایک جوان عورت سے نکاح کیا اس کی طرف زیادہ مائل ہوئے۔ بڑھیا عورت نے طلاق مانگی محمد بن مسلمہ نے ایک طلاق دے دی پھر جب عدت اس کی گذرنے لگی رجعت کر لی اور جوان عورت کی طرف مائل رہے بڑھیا نے پھر طلاق مانگی انہوں نے ایک طلاق اور دے دی پھر جب عدت گذرنے لگی رجعت کر لی اور جوان عورت کی طرف مائل رہے بڑھیا نے پھر طلاق مانگی تب رافع بن خدیج نے کہا اب تجھے کیا منظور ہے ایک طلاق اور رہ گئی ہے اگر تو چاہتی ہے اسی حال سے میرے پاس رہ نہیں تو میں تجھے چھوڑ دوں اس نے کہا مجھے اسی حال سے رہنا منظور ہے۔ رافع نے اس کو رکھ لیا اور اپنے اوپر کچھ گناہ نہیں سمجھا۔

ف : اگرچہ عورتوں میں عدل کرنا فرض ہے مگر جب عورت اپنا حق آپ چھوڑنے پر راضی ہو جائے تو مرد پر کچھ گناہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سودہ کے بارے میں ان کی رضامندی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا کرتے تھے۔

كِتَابُ الطَّلَاقِ

کتاب طلاق کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَتَّةِ (طلاق بتہ یعنے تین طلاق کے بیان میں)

۱- عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّي طَلَّقْتُ امْرَاَتِي مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلُقَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَبْعٌ وَتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؞

ترجمہ: ایک شخص نے کہا ابن عباس سے کہ میں نے اپنی عورت کو سو طلاق دیں۔ ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ تین طلاق میں تجھ سے بائن ہوگئی اور ستانوی طلاق سے تو نے ٹھٹھا کیا اللہ کی آیتوں سے۔

ف: یعنے تین طلاق کافی تھی سو طلاق کی کیا حاجت۔

۲- عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اِنِّي طَلَّقْتُ امْرَاَتِي بِثَمَانِيْ تَطْلِيْقَاتٍ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَمَاذَا قِيْلَ لَكَ قَالَ قِيْلَ لِي اِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّي فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ صَدَقُوْا مَنْ طَلَّقَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ فَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ لَهُ وَمَنْ لَبَسَ عَلٰى نَفْسِهِ لَبْسًا جَعَلْنَا لَبْسَهُ بِهِ لَا تَلْبِسُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَنَتَحَمَّلُهُ عَنْكُمْ هُوَ كَمَا يَقُوْلُوْنَ ؞

ترجمہ: ایک شخص عبد اللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی عورت کو دو سو طلاق دیں۔ ابن مسعود نے کہا لوگوں نے تجھ سے کیا کہا وہ بولا مجھ سے یہ کہا کہ عورت تیری تجھ سے بائن ہوگئی ابن مسعود نے کہا سچ ہے جو شخص طلاق دے گا اللہ کے حکم کے موافق تو اللہ نے اس کی صورت بیان کر دی اور جو گڑبڑ کرے گا اس کی بلا اس کے سر لگا دیں گے۔ مت گڑبڑ کرو تا کہ ہم کو مصیبت اٹھانا پڑے۔ وہ لوگ سچ کہتے ہیں عورت تیری تجھ سے جدا ہوگی۔

ف: سنت یہ ہے کہ اول تو تین طلاق ہی نہ دے۔ ایک طلاق دے جب عدت گذر جائے گی تو وہ عورت خود بخود بائن ہو جائے گی اور اگر طلاق دے تو ہر طہر میں تین طلاق دیا کرے مگر اس طہر میں وطی نہ کرے جب تین طہر گذریں گے تو تین طلاق پوری ہو جائیں گی۔

۳- عَنْ: اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ حَزْمٍ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ الْبَتَّةُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فِيْهَا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ لَهُ كَانَ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ يَجْعَلُهَا وَاحِدَةً

ترجمہ: ابی بکر بن ابی حزم سے روایت ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ طلاق بتہ میں لوگ کیا کہتے ہیں ابوبکر نے کہا ابان بن عثمان اس کو ایک طلاق سمجھتے تھے۔ عمر بن عبد العزیز

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَوْ كَانَ الطَّلَاقُ أَلْفًا مَا أَبْقَتِ الْبَتَّةُ مِنْهُ شَيْئًا مَنْ قَالَ الْبَتَّةَ رَمَى الْغَايَةَ الْقُصْوَى ‪

نے کہا کہ اگر طلاق ایک ہزار تک درست ہوتی تو بتہ اس میں سے کچھ باقی نہ رکھتا جس نے بتہ کہا وہ انتہا کو پہنچ گیا۔

ف: بتہ کے معنے کاٹ دینے کے ہیں اگر کوئی اپنی عورت سے کہے اَنْتِ طَالِقٌ بَتَّۃً یا اَنْتِ بَتَّۃٌ تو اس میں صحابہ کا اختلاف ہے حضرت عمر کے نزدیک ایک طلاق پڑے گی۔ حضرت علی کے نزدیک تین پڑیں گی۔ امام مالک کا یہی مذہب ہے۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کے نزدیک جو نیت ہوگی واقع ہوگی مگر بائن پڑے گی۔ شافعی کے نزدیک رجعی ہوگی۔

۴۔ **عَنِ** ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الَّذِي يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ أَنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ ‪

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ مروان طلاق بتہ میں تین طلاق کا حکم کرتا تھا۔

ف: مروان کا یہ حکم مدینہ منورہ میں علما کے سامنے ہوتا تھا اسواسطے حجت ہوا۔ کہا مالک نے یہ روایت مجھے بہت پسند ہے۔

۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ

(خلیہ اور بریہ اور ان کے مشابہات کا بیان)

ف: خلیہ کے معنی خالی اور بریہ کے معنی پاک یہ الفاظ یا جو ان کے مشابہ ہیں کنایات کہلاتے ہیں جن میں طلاق کی تصریح نہیں۔

۵۔ **عَنْ** مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كُتِبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الْعِرَاقِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَامِلِهِ أَنْ مُرْهُ أَنْ يُوَافِيَنِي بِمَكَّةَ فِي الْمَوْسِمِ فَبَيْنَا عُمَرُ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ لَقِيَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ أَنَا الرَّجُلُ الَّذِي أَمَرْتَ أَنْ أُجْلَبَ عَلَيْكَ فَقَالَ عُمَرُ أَسْأَلُكَ بِرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوِ اسْتَحْلَفْتَنِي فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ مَا صَدَقْتُكَ أَرَدْتُ بِذٰلِكَ الْفِرَاقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هُوَ مَا أَرَدْتَ ‪

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب کے پاس لکھا ہوا آیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ۔ حضرت عمر بن خطاب نے لکھا اس شخص سے کہہ دینا کہ حج کے موسم میں مکہ میں مجھ سے ملے حضرت عمر طواف کر رہے تھے کعبے کا ایک شخص ملا اور سلام کیا پوچھا تو کون ہے بولا میں وہی شخص ہوں جس کو تم نے حکم کیا تھا مکے میں ملنے کا حضرت عمر نے کہا قسم ہے تجھ کو اس گھر کے رب کی حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ سے تیری مراد کیا تھی وہ بولا اے امیرالمؤمنین اگر تم مجھ کو کسی اور جگہ قسم دیتے تو میں سچ نہ کہتا اب سچ کہتا ہوں کہ میری نیت چھوڑ دینے کی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا جیسی تو نے نیت کی ویسا ہی ہوا یہ

ف: یعنی رسی تیری تیرے کوہان پر ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ خود مختار ہے۔

ف : امام مالک کے نزدیک تین طلاق پڑ جائے گی ۔

۶۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ كَانَ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهِ اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ ۔

ترجمہ : حضرت علی کہتے تھے جو شخص اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر حرام ہے تو تین طلاق پڑ جائیں گی

۷۔ کہا مالک نے یہ روایت بہت اچھی ہے میرے نزدیک ۔

۸۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ خلیہ اور بریہ ہر ایک میں تین طلاق پڑیں گی ۔

۹۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَتْ تَحْتَهُ وَلِيْدَةٌ لِّقَوْمٍ فَقَالَ لِاَهْلِهَا شَاْنُكُمْ بِهَا فَرَاَى النَّاسُ اَنَّهَا تَطْلِيْقَةٌ وَّاحِدَةٌ ۔

ترجمہ : قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک لونڈی تھی اُس نے لونڈی کے مالکوں سے کہہ دیا تم جانو تمہارا کام جانے لوگوں نے اسکو ایک طلاق سمجھا ۔

۱۰۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهِ بَرِئْتِ مِنِّيْ وَبَرِئْتُ مِنْكِ اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيْقَاتٍ بِمَنْزِلَةِ الْبَتَّةِ ۔

ترجمہ : ابن شہاب کہتے تھے اگر مرد عورت سے کہے میں تجھ سے بری ہوا اور تو مجھ سے بری ہوئی تو تین طلاقیں پڑیں گی مثل بتہ کے ۔

۱۱۔ کہا مالک نے اگر کوئی شخص کہے اپنی عورت کو تو خلیہ ہے یا بریہ ہے یا بائنہ ہے تو تین طلاق پڑیں گی ۔ اگر اس عورت سے صحبت کر چکا ہے اور جو صحبت نہیں کی اس کی نیت کے موافق پڑے گی اگر اس نے کہا میں نے ایک نیت کی تھی تو حلف لے کر اس کو سچا سمجھیں گے مگر وہ عورت ایک ہی طلاق میں بائن ہو جائے گی اب رجعت نہیں کر سکتا البتہ نکاح نئے سرے سے کر سکتا ہے کیونکہ جس عورت سے صحبت نہ کی ہو وہ ایک ہی طلاق میں بائن ہو جاتی ہے اور جس سے صحبت کر چکا ہے وہ تین طلاق میں بائن ہوتی ہے کہا مالک نے یہ روایت مجھے بہت پسند ہے ۔

۲۔ بَابُ مَا يُبَيِّنُ مِنَ التَّمْلِيْكِ (جس تملیک سے طلاق بائن پڑتی ہے اُسکا بیان)

۱۲۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرَ امْرَاَتِيْ فِيْ يَدِهَا فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا فَمَاذَا تَرٰى فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَرَاهُ كَمَا قَالَتْ فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تَفْعَلْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَنَا اَفْعَلُ اَنْتَ فَعَلْتَهُ ۔

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور بولا میں نے اپنی عورت کو اختیار دیا تھا طلاق کا اس نے اپنے تئیں طلاق دے لی اب کیا کہتے ہو ابن عمر نے کہا کہ طلاق پڑ گئی وہ شخص بولا ایسا تو مت کرو ابن عمر نے کہا میں نے کیا کیا تو نے اپنے آپ کیا ۔

۱۳۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ اَمْرَهَا فَالْقَضَاءُ مَا

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو مالک کر دے طلاق کا تو جبھی

قَضَتْ إِلَّا أَنْ يُنْكِرَ عَلَيْهَا فَيَقُولُ لَمْ أُرِدْ إِلَّا وَاحِدَةً فَيَحْلِفُ عَلَى ذَلِكَ وَيَكُونُ أَمْلَكَ بِهَا مَا كَانَتْ فِي عِدَّتِهَا ؞

طلاق عورت چاہے اپنے اوپر ڈال لے مگر جب خاوند انکار کرے اور کہے میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا اور حلف کرے تو مستحق ہوگا اس عورت کا جب تک وہ عدت میں ہے۔

۴۔ بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ تَطْلِيقَةٌ وَاحِدَةٌ مِنَ التَّمْلِيكِ

(جس تملیک سے ایک طلاق پڑتی ہے اُس کا بیان)

۱۵۔ عَنْ : خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَتِيقٍ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ مَلَّكْتُ امْرَأَتِي أَمْرَهَا فَفَارَقَتْنِي فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ الْقَدَرُ فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ ارْتَجِعْهَا إِنْ شِئْتَ فَإِنَّمَا هِيَ وَاحِدَةٌ وَأَنْتَ أَمْلَكُ بِهَا ؞

ترجمہ : خارجہ بن زید سے روایت ہے وہ اپنے باپ زید بن ثابت کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں محمد بن ابی عتیق روتے ہوئے آئے زید نے پوچھا کیوں انہوں نے کہا میں نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا تھا اس نے مجھے چھوڑ دیا زید نے کہا تو نے کیوں اختیار دیا انہوں نے کہا تقدیر میں یوں ہی تھا زید نے کہا اگر تو چاہے تو رجعت کرلے کیونکہ ایک طلاق پڑی ہے ابھی تو اس کا مالک ہے۔

۱۶۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ ثَقِيفٍ مَلَّكَ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَقَالَتْ أَنْتَ الطَّلَاقُ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَتْ أَنْتَ الطَّلَاقُ فَقَالَ بِفِيكِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَتْ أَنْتَ الطَّلَاقُ فَقَالَ بِفِيكِ الْحَجَرُ فَاخْتَصَمَا إِلَى مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ فَاسْتَحْلَفَهُ مَا مَلَّكَهَا إِلَّا وَاحِدَةً وَرَدَّهَا إِلَيْهِ ؞

ترجمہ : قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص ثقفی نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اس نے اپنے تئیں ایک طلاق دی یہ چپ ہو رہا پھر اس نے دوسری طلاق دی اس نے کہا تیرے منہ میں پتھر پھر اس نے تیسری طلاق دی اس نے کہا تیرے منہ میں پتھر پھر دونوں لڑتے ہوئے مروان کے پاس آئے مروان نے قسم لی اس بات کی کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا بعد اسکے وہ عورت اسکے حوالہ کر دی۔

۱۷۔ کہا مالک نے عبدالرحمن کہتے تھے کہ قاسم بن محمد اس فیصلہ کو پسند کرتے تھے اور مجھے بھی بہت پسند ہے۔

۵۔ بَابُ مَا لَا يُبَيِّنُ مِنَ التَّمْلِيكِ (جس تملیک سے طلاق بائن نہیں پڑتی اس کا بیان)

۱۸۔ عَنْ : عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا خَطَبَتْ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ قُرَيْبَةَ بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ فَزَوَّجُوهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَقَالُوا مَا زَوَّجْنَا إِلَّا عَائِشَةَ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ

ترجمہ : حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمن کا پیام بھیجا قریبہ بنت ابی امیہ کے پاس ان کے لوگوں نے نکاح کر دیا ان کا عبدالرحمن کے ساتھ بعد اس کے لڑائی ہوئی ان لوگوں نے کہا یہ نکاح حضرت عائشہؓ نے کروایا حضرت عائشہؓ

فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَجَعَلَ أَمْرَ قَرِيبَةَ بِيَدِهَا فَاخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا ؀

نے عبدالرحمٰن سے کہا عبدالرحمٰن نے اختیار دے دیا قریبہ نے اپنے خاوند کو اختیار کیا اس کو طلاق نہ سمجھا۔

ف: جب عورت کو اختیار دیا جائے طلاق کا اور وہ اپنے تئیں طلاق نہ دے بلکہ خاوند کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے گی۔

۱۹۔ **عَنْ** الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ وَمِثْلِي يُصْنَعُ بِهِ هٰذَا وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ الْمُنْذِرُ فَإِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا كُنْتُ لِأَرُدَّ أَمْرًا قَضَيْتِيهِ فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَ الْمُنْذِرِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا ؀

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے نکاح کیا حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا (اپنی بھتیجی کا) منذر بن زبیر سے اور عبدالرحمٰن لڑکی کے باپ شام کو گئے ہوئے تھے جب عبدالرحمٰن آئے تو انہوں نے کہا کیا مجھ ہی سے ایسا کرنا تھا اور میرے اوپر جلدی کرنا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے منذر بن زبیر سے بیان کیا منذر نے کہا عبدالرحمٰن کو اختیار ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا حضرت عائشہ سے جس کام کو تم کر چکیں اس کام کو میں توڑنے والا نہیں پھر رہیں حضرت حفصہ منذر کے پاس اور اس اختیار کو طلاق نہ سمجھا۔

ف: یعنے عبدالرحمٰن اس بات سے ناراض ہوئے کہ ان کی بیٹی کا نکاح ان کی غیبت میں کر دیا۔

۲۰۔ **عَنْ** مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلَا عَنِ الرَّجُلِ يُمَلِّكُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَتَرُدُّ ذٰلِكَ إِلَيْهِ وَلَا تَقْضِي فِيهِ شَيْئًا فَقَالَا لَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ ؀

ترجمہ: مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ سے سوال ہوا ایک شخص مالک کر دے اپنی عورت کو طلاق کا مگر عورت اس کو قبول نہ کرے نہ اپنے تئیں طلاق دے انہوں نے کہا طلاق نہ پڑے گی۔

۲۱۔ **عَنْ** سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ إِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَلَمْ تُفَارِقْهُ وَقَرَّتْ عِنْدَهُ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ ؀

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا جب مرد اپنی عورت کو طلاق کا مالک کر دے مگر عورت خاوند سے جدا ہونا قبول نہ کرے اسی کے پاس رہنا چاہے تو طلاق نہ ہوگی۔

۲۲۔ کہا مالک نے جس مجلس میں خاوند عورت کو طلاق کا اختیار دے اسی مجلس میں عورت کو اختیار ہوگا اگر وہ مجلس برخواست ہوئی اور عورت نے طلاق نہ لی تو پھر اختیار نہ رہے گا۔

۶۔ بَابُ الْإِيلَاءِ (ایلا کا بیان)

ف: خاوند اگر قسم کھائے کہ میں عورت سے صحبت نہ کروں گا اس کو ایلا کہتے ہیں۔

۲۳۔ **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا آلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ وَإِنْ مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ حَتَّى يُوقَفَ فَإِمَّا أَنْ يُطَلِّقَ وَإِمَّا أَنْ يَفِيءَ ؀

ترجمہ: حضرت علی فرماتے تھے جب مرد اپنی عورت سے ایلا کرے تو عورت پر طلاق نہ پڑے گی۔ اگرچہ چار مہینے گذر جائیں جب تک مقدمہ حاکم کے سامنے پیش نہ ہو اور خاوند کو مجبور کیا جائے یا طلاق دے یا جماع کرے۔

ف : جماع کرنے سے ایلا ٹوٹ جائے گا اور کفارہ قسم کا لازم آئے گا۔ اہل کوفہ کے نزدیک جب چار مہینے تک بعد ایلا کے صحبت نہ کرے گا تو خود بخود طلاق پڑ جائے گی کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۲۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ اٰلٰى مِنِ امْرَاَتِهٖ فَاِنَّهُ اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرِ وُقِفَ حَتّٰى يُطَلِّقَ اَوْ يَفِيْءَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرِ حَتّٰى يُوْقَفَ ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر کہتے تھے جو شخص ایلا کرے اپنی عورت سے جب چار مہینے گذر جائیں تو خاوند کو حاکم کے سامنے مجبور کریں طلاق دے یا رجوع کرے (ایلا سے پھر جائے اور صحبت کرے) اور بغیر طلاق دئے چار مہینے گذر جانے سے عورت پر طلاق نہ پڑے گی۔

۲۵۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَاَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَا يَقُوْلَانِ فِي الرَّجُلِ يُؤْلِيْ مِنِ امْرَاَتِهٖ اَنَّهَا اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا كَانَتْ فِي الْعِدَّةِ ۔

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے تھے جو شخص ایلا کرے اپنی عورت سے تو جب چار مہینے گذر جائیں ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کرلے۔

۲۶۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِيْ فِي الرَّجُلِ اِذَا اٰلٰى مِنِ امْرَاَتِهٖ اَنَّهَا اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرُ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ وَلَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِيْ عِدَّتِهَا ۔

ترجمہ : مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم حکم کرتے تھے جب کوئی شخص اپنی عورت سے ایلا کرے اور چار مہینے گذر جائیں تو ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار رہے گا کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کرلے۔

۲۷۔ کہا مالک نے ابن شہاب کی رائے یہی تھی کہا مالک نے جو شخص اپنی عورت سے ایلا کرے پھر مجبور کیا جائے مہینے گذرنے پر اور طلاق دے دے پھر زبان سے رجعت کرے تو اگر عدت گذرنے تک اس نے جماع نہیں کیا رجعت صحیح نہ ہوگی مگر جس صورت میں بیمار ہو یا قید ہو یا اور کوئی عذر ہو تو زبان سے رجعت صحیح ہو جائے گی اگر عدت گذر گئی بعد عدت کے اس نے پھر نیا نکاح کیا پھر چار مہینے تک صحبت نہ کی تو دوبارہ مجبور کیا جائے۔ اگر ایلا سے رجوع نہ کیا تو طلاق پڑ جائے گی اب نہ خاوند رجعت کرسکتا ہے نہ عورت پر عدت ہوگی کیونکہ یہ طلاق قبل دخول کے ہوئی کہا مالک نے جو شخص ایلا کرے اپنی عورت سے پھر مجبور کیا جائے چار مہینے کے بعد تو طلاق دے پھر رجعت کرے اور جماع نہ کرے چار مہینے تک تو عدت گذرنے سے پیشتر اس پر جبر نہ کیا جائے گا نہ طلاق پڑے گی۔ اگر عدت گذرنے سے پہلے اس سے جماع کرلے تو عورت اسی کی رہے گی اور جو جماع سے پہلے عدت گذر جائے تو خاوند کو کچھ اختیار عورت پر نہ رہے گا۔ کہا مالک نے یہ بہت اچھا سنا میں نے اس باب میں کہا مالک نے جو شخص ایلا کرے اپنی عورت سے پھر طلاق دے دے اور طلاق کی عدت گذرنے سے پہلے چار مہینے پورے ہو جائیں تو اگر خاوند ایلا سے رجوع نہ کرے دو طلاق پڑیں گی البتہ اگر عدت طلاق کی چار مہینے پورے ہونے سے پہلے گذر جائے تو ایلا لغو ہو جائے گا کیونکہ جس دن ایلا کی مدت گذری اس روز وہ عورت اس کی زوجہ نہ رہی کہا مالک نے جو شخص حلف کرے اپنی عورت سے صحبت نہ کروں گا ایک دن یا ایک مہینے تک پھر ٹھہرا رہے چار مہینے یا زیادہ تک تو یہ ایلا نہ ہوگا ایلا یہ ہے کہ چار مہینے سے زیادہ صحبت نہ کرنے پر قسم کھائے اور جو چار مہینے یا کم پر قسم کھائے تو ایلا نہ ہوگا کیونکہ جب

مجبور کئے جانے کے دن آئیں گے اسوقت قسم کا حکم ہی نہ ہوگا کہا مالک نے جو شخص قسم کھائے کہ میں اپنی عورت سے جب تک بچے کو دودھ پلاتی ہے جماع نہ کروں گا تو یہ ایلا نہ ہوگا ۔ ف اور شافعی کے نزدیک اگر چار مہینے یا زیادہ کی مدت دودھ چھٹنے میں باقی ہے تو ایلا ہو جائے گا ۔ کہا مالک نے حضرت علی نے بھی اس کو ایلا نہ سمجھا ۔

۷۔ بَابُ اِیْلَاءِ الْعَبْدِ (غلام کے ایلا کا بیان)

۴۲۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ اِيْلَاءِ الْعَبْدِ فَقَالَ هُوَ نَحْوُ اِيْلَاءِ الْحُرِّ وَهُوَ عَلَيْهِ وَاجِبٌ وَاِيْلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ ؛

ترجمہ : امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا غلام کی ایلا کا حال ابن شہاب نے کہا مثل آزاد شخص کے غلام کا بھی ایلا ہے مگر غلام کے ایلا کی مدت دو مہینے ہے ۔

۸۔ بَابُ ظِهَارِ الْحُرِّ (آزاد کے ظہار کا بیان)

ف : اپنی بی بی کو محرم عورت کے کسی عضو سے تشبیہ دینے کو ظہار کہتے ہیں جیسے کوئی اپنی بی بی سے کہے تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کا پیٹ یا پیٹھ ۔

۴۳۔ عَنْ : سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ اَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَةً اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا قَالَ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ اِنَّ رَجُلًا جَعَلَ امْرَاَةً عَلَيْهِ كَظَهْرِ اُمِّهِ اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا فَاَمَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا اَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ ؛

ترجمہ : سعید بن عمر نے پوچھا قاسم بن محمد سے اگر کوئی شخص کسی عورت سے کہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے قاسم بن محمد نے کہا کہ ایک شخص نے حضرت عمر کے زمانے میں ایک عورت کی نسبت یہ کہا تھا کہ اگر میں اس سے نکاح کروں وہ مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ حضرت عمر نے حکم دیا کہ اگر وہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو جماع نہ کرے جب تک کفارہ ظہار کا نہ دے ۔

ف : قاسم بن محمد نے طلاق معلق کو ظہار معلق پر قیاس کیا ۔

۴۴۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنَ امْرَاَةٍ قَبْلَ اَنْ يَّنْكِحَهَا فَقَالَا اِنْ نَكَحَهَا فَلَا يَمَسَّهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ ؛

ترجمہ : مالک کو پہنچا کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر کوئی شخص ظہار کرے کسی عورت سے قبل نکاح کے دونوں نے کہا کہ اگر وہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو جماع نہ کرے جب تک کفارہ ظہار کا ادا نہ کرے ۔

۴۵۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ فِيْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنْ اَرْبَعِ نِسْوَةٍ لَّهُ بِكَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ اِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ ؛

ترجمہ : عروہ بن زبیر نے کہا جو شخص ظہار کرے چار عورتوں سے ایک ہی دفعہ تو اس پر ایک کفارہ لازم آئے گا ۔

۴۶۔ عَنْ : رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مِثْلَ ذٰلِكَ ؛

ترجمہ : ربیعہ بن عبدالرحمٰن نے بھی ایسا ہی کہا

۴۷۔ کہا مالک نے میرے نزدیک بھی ایسا ہی حکم ہے کہا مالک نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارہ میں جو لوگ ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی عورتوں سے ان کو ایک بردہ آزاد کرنا پڑے گا قبل جماع کے اگر بردہ نہ ملے تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھنا ہوں گے قبل جماع کے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا کہا مالک نے جو شخص ظہار کرے اپنی عورت سے کئی مرتبہ کئی مجلسوں میں اس پر ایک کفارہ لازم آئے گا البتہ اگر ایک مرتبہ ظہار کر کے کفارہ دے دیا پھر دوبارہ ظہار کیا تو پھر کفارہ لازم آئے گا کہا مالک نے اگر کسی شخص نے ظہار کیا پھر کفارہ سے پہلے عورت سے جماع کیا تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا اب جب تک کفارہ نہ دے عورت سے علیحدہ رہے اور خدا سے استغفار کرے۔ کہا مالک نے یہ میں نے اچھا سنا۔ کہا مالک نے ظہار میں محرم رضاعی یا محرم نسبی سے تشبیہ دے دونوں برابر ہیں۔ کہا مالک نے عورتوں پر ظہار کا کفارہ نہیں ہے۔ کہا مالک نے یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ ظہار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے پھر لوٹ کر وہی بات کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد ظہار کے پھر عورت کو رکھنا اور اس سے صحبت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر کفارہ اللہ نے واجب کیا اور جو بعد ظہار کے عورت کو طلاق دے دے اور نہ رکھے تو کچھ کفارہ نہیں اگر بعد طلاق کے پھر اس سے نکاح کرے تو صحبت نہ کرے جب تک ظہار کا کفارہ نہ دے۔ کہا مالک نے جو شخص اپنی لونڈی سے ظہار کرے پھر اس سے صحبت کرنا چاہے تو درست نہیں جب تک کفارہ نہ دے کہا مالک نے ظہار سے ایلا نہیں ہوتا البتہ جب ظہار سے یہ نیت ہو کہ کفارہ نہ دیں گے اور عورت کو ضرر پہنچائیں گے تو ایلا ہو جائے گا۔

۴۷۔ عَنْ: هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا عَلَيْكِ مَا عِشْتِ فَهِيَ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي فَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُجْزِيهِ مِنْ ذٰلِكَ عِتْقُ رَقَبَةٍ ؛

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عروہ بن زبیر سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے جب تک تو جئے گی اگر میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو وہ میرے پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ عروہ نے جواب دیا کہ اس شخص کو ایک بردہ آزاد کرنا کافی ہے۔

۹۔ بَابُ ظِهَارِ الْعَبْدِ (غلام کے ظہار کا بیان)

۴۸۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوُ ظِهَارِ الْحُرِّ ؛

ترجمہ: امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا غلام کے ظہار کا حال انہوں نے کہا مثل آزاد کے ہے۔

۴۹۔ کہا مالک نے مطلب یہ ہے کہ غلام پر بھی کفارہ لازم آتا ہے جیسے آزاد پر۔ کہا مالک نے غلام بھی ظہار میں دو مہینے روزے رکھے۔ ف: یعنے سزا میں غلام اور آزاد دونوں برابر ہیں اور غلام بردہ آزاد نہیں کر سکتا البتہ اگر مولیٰ اجازت دے تو کھانا کھلا سکتا ہے کہا مالک نے غلام کے ظہار میں ایلا شریک نہ ہو گا کیونکہ غلام جب دو مہینے کے روزے رکھے گا ایلا کی طلاق پہلے ہی پڑ جائے گی۔

۱۰۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَارِ (آزادی کے وقت اختیار ہونے کا بیان)

۵۰۔ عَنْ: عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّهَا قَالَتْ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہ کے سبب سے

كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ فَكَانَتْ إِحْدَى السُّنَنِ الثَّلَاثِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ فَقَالُوْا بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيْرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ ۞

تین باتیں شرع کی معلوم ہوئیں ایک یہ کہ بریرہ جب آزاد ہوئی اس کو اختیار ہوا اگر چاہے اپنے خاوند کو چھوڑ دے دوسرے یہ کہ بریرہ جب آزاد ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ولاء اس کو ملے گی جو آزاد کرے تیسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے بریرہ کے پاس اور ہانڈی گوشت کی چڑھی ہوئی تھی بریرہ نے آنحضرت کے سامنے سالن پیش کیا آپ نے فرمایا وہ ہانڈی چڑھی ہوئی ہے گوشت کی لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے آپ نے فرمایا کہ صدقہ ہے بریرہ پر اور ہدیہ ہے ہمارے واسطے بریرہ کی طرف سے ۔

ف : جب لونڈی آزاد ہو جائے اور خاوند اس کا غلام ہو تو لونڈی کو اختیار ہوتا ہے اگر چاہے نکاح اپنا فسخ کر ڈالے مالک اور احمد اور اسحٰق اور شافعی کے نزدیک یہی حکم ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر خاوند اس کا آزاد ہو جب بھی لونڈی کو اختیار ہوتا ہے ۔ جب وقت بریرہ آزاد ہوئی اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام اس میں بڑا اختلاف ہے ۔ ف۲ حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دینا چاہا تو اس کے لوگوں نے یہ شرط لگائی کہ ولاء ہم کو ملے آنحضرتؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تم یہ شرط قبول کر لو ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے ۔ ف۳ : اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز مسکین کو صدقہ میں ملے اگر وہ ہدیہ کے طور سے غنی کو دے تو غنی کو استعمال اس کا درست ہے ۔

۵۲۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْأَمَةِ تَكُوْنُ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتَعْتِقُ إِنَّ الْأَمَةَ لَهَا الْخِيَارُ مَا لَمْ يَمَسَّهَا ۞

ترجمہ : عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ لونڈی اگر غلام کے نکاح میں ہو پھر آزاد ہو جائے تو اس کو اختیار ہوگا جب تک بعد آزادی کے اس کا شوہر اس سے جماع نہ کرے ۔

۵۴۔ کہا مالک نے اگر خاوند نے بعد آزادی کے اس سے جماع کیا اور لونڈی نے یہ کہا کہ مجھ کو یہ مسئلہ اختیار کا معلوم نہیں تھا تو یہ عذر اس کا مسموع نہ ہوگا اور اس کو اختیار نہ رہے گا ۔

۵۵۔ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَوْلَاةً لِبَنِي عَدِيٍّ يُقَالُ لَهَا زَبْرَاءُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ وَهِيَ أَمَةٌ يَوْمَئِذٍ فَعَتَقَتْ قَالَتْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْنِي فَقَالَتْ إِنِّي مُخْبِرَتُكِ خَبَرًا وَلَا أُحِبُّ أَنْ تَصْنَعِي شَيْئًا إِنَّ أَمْرَكِ بِيَدِكِ مَا لَمْ يَمْسَسْكِ زَوْجُكِ فَإِنْ مَسَّكِ فَلَيْسَ لَكِ

ترجمہ : عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ لونڈی بنی عدی کی جس کا نام زبراء تھا ایک غلام کے نکاح میں تھی وہ آزاد ہو گئی حضرت حفصہ نے اس کو بلایا اور کہا میں تجھ سے ایک بات کہتی ہوں مگر یہ نہیں چاہتی کہ تو کچھ کر بیٹھے تجھے اختیار ہے جب تک تیرا خاوند تجھ سے جماع نہ کرے اگر جماع کرے گا پھر تجھے اختیار نہ رہے گا ۔ زبراء بول اٹھی اگر ایسا ہی ہے تو طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق

مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ قَالَتْ فَقُلْتُ هُوَ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ فَفَارَقْتُهُ ثَلَاثًا ؀

سے جدا ہو گئی اپنے خاوند سے تین بار کہہ کر۔

۵۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهِ جُنُونٌ أَوْ ضَرَرٌ فَإِنَّهَا تُخَيَّرُ فَإِنْ شَاءَتْ قَرَّتْ وَإِنْ شَاءَتْ فَارَقَتْ ؀

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن المسیب نے کہا جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور خاوند کو جنون یا اور کوئی مرض (جیسے جذام یا برص) نکلے تو عورت کو اختیار ہے خواہ مرد کے پاس رہے یا جدا ہو جائے۔

۵۷۔ کہا مالک نے جو لونڈی غلام کے نکاح میں آئے پھر آزاد ہو جائے قبل صحبت کے اور خاوند سے جدا ہونا اختیار کرے تو اس کو مہر نہ ملے گا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ کہا مالک نے ابن شہاب کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو طلاق دے اور عورت خاوند کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے گی۔ کہا مالک نے میں نے یہ اچھا سنا۔ کہا مالک نے جب مرد عورت کو اختیار دے اور عورت اپنے تئیں اختیار کرے (یعنے خاوند سے جدائی چاہے) تو تین طلاق پڑ جائیں گی۔ اگر خاوند کہے میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا تو یہ نہ سنا جائے گا کہا مالک نے اگر خاوند نے بی بی کو طلاق کا اختیار دیا عورت نے کہا میں نے ایک طلاق قبول کی خاوند نے کہا میری غرض یہ نہ تھی میں نے تجھے تین طلاق کا اختیار دیا تھا مگر عورت ایک ہی طلاق کو قبول کرے زیادہ نہ لے تو وہ خاوند سے جدا نہ ہو گی۔

۱۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ (خلع کا بیان)

۶۲۔ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذِهِ فَقَالَتْ أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا شَأْنُكِ قَالَتْ لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا فَلَمَّا جَاءَ زَوْجُهَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَذْكُرَ فَقَالَتْ حَبِيبَةُ يَا رَسُولَ اللهِ كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ خُذْ مِنْهَا فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا ؀

ترجمہ: حبیبہ بنت سہل ثابت بن قیس کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے منہ فجر کی نماز کو نکلے حبیبہ کو دروازے پر پایا۔ پوچھا کون ہے بولی میں حبیبہ ہوں بنت سہل یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کیوں کیا ہے۔ بولی یا میں نہیں یا ثابت بن قیس نہیں جب ثابت بن قیس آئے آپ نے ان سے کہا اس حبیبہ بنت سہل نے جو کچھ اللہ کو منظور تھا مجھ سے کہا۔ حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ ثابت نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے آپ نے ثابت سے فرمایا تم اپنی چیز لے لو انہوں نے لے لی اور حبیبہ اپنے میکے میں بیٹھ رہیں۔

ف ۱: جو کچھ شکایتیں حبیبہ نے آپ کے سامنے کی تھیں آپ نے ان کے سامنے بیان کرنا مناسب نہ جانا صرف مطلب پر اکتفا کیا۔ ف ۲: یہ پہلا خلع تھا دین اسلام میں خلع اسی کو کہتے ہیں کہ خاوند عورت سے کچھ مال لے کر اس کو چھوڑ دے۔

۶۳۔ عَنْ مَوْلَاةٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَهَا فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ۔

ترجمہ: صفیہ بنت ابی عبید کی لونڈی نے خلع کیا اپنے خاوند سے سارے مال کے بدلے میں تو عبداللہ بن عمر نے اس کو برا نہ جانا۔

۶۴۔ کہا مالک نے جو عورت مال دے کر اپنا پیچھا چھڑائے پھر معلوم ہو کہ خاوند نے سراسر ظلم کیا تھا اور عورت کا کچھ قصور نہ تھا بلکہ خاوند نے زور ڈال کر زبردستی سے اس کا پیسہ مار لیا تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی اور مال اس کا پھر دیا جائے گا میں نے یہی سنا اور میرے نزدیک یہی حکم ہے اگر عورت جتنا خاوند نے اس کو دیا ہے اس سے زیادہ دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو کچھ قباحت نہیں۔

۱۲۔ بَابُ طَلَاقِ الْمُخْتَلِعَةِ (خلع کی طلاق کا بیان)

۶۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ جَاءَتْ هِيَ وَعَمَّتُهَا إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا فِي زَمَانِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِدَّتُهَا عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ ۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء اور ان کی پھوپھی آئیں عبداللہ بن عمر کے پاس اور بیان کیا کہ انہوں نے خلع کیا تھا اپنے خاوند سے حضرت عثمان کے زمانے جب یہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی انہوں نے برا نہ جانا عبداللہ بن عمر نے کہا جو عورت خلع کرے اس کی عدت مثل مطلقہ کی عدت کے ہے۔

۶۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَابْنَ شِهَابٍ كَانُوا يَقُولُونَ عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ مِثْلُ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثَةُ قُرُوْءٍ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار اور ابن شہاب کہتے تھے جو عورت خلع کرے وہ تین طہر تک عدت کرے جیسے مطلقہ عدت کرتی ہے۔

۶۷۔ کہا مالک نے جو عورت مال دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو پھر اپنے خاوند سے مل نہیں سکتی مگر نیا نکاح کر کے ف پھر اگر اس نے نکاح کیا اسی خاوند سے اور اس نے چھوڑ دیا قبل جماع کے تو دوبارہ عدت نہ کرے بلکہ پہلی عدت ہی پوری کرے۔ کہا مالک نے یہ میں نے اچھا سنا۔ ف ۱: کیونکہ خلع کی طلاق بائن ہوتی ہے جس کے بعد رجعت نہیں ہو سکتی کہا مالک نے جب عورت کو کچھ مال دے اس شرط پر کہ خاوند اس کو طلاق دے دے اور خاوند تین طلاق ایک ہی دفعہ اس کو دے دے تو تین طلاق پڑ جائیں گی اور جو ایک طلاق دے کے چپ ہو رہے پھر دوسری یا تیسری طلاق دے تو چپ ہو جانے کے بعد جو طلاق دی ہے لغو ہو جائے گی ف ۲ کیونکہ وہ پہلی طلاق سے بائن ہو گئی۔ اب دوسری یا تیسری طلاق کا محل نہ رہا۔

۱۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي اللِّعَانِ (لعان کا بیان)

ف: خاوند اگر اپنی بی بی کو زنا کی تہمت کرے تو قاضی کے سامنے خاوند اور جورو دونوں سے قسمیں لے کر تفریق کر دیتے ہیں اس کو لعان کہتے ہیں اور خاوند جورو کو متلاعنین۔

۱۔ **عَنْ:** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ عُوَيْمِرَ بْنِ الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ اِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُونَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰى اَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَاْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْئَلَةَ الَّتِيْ سَاَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا اَنْتَهِيْ حَتّٰى اَسْاَلَهُ عَنْهَا فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُونَهُ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَزَلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَاْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ

ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی پاس آئے اور پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو پائے اگر اس کو مار ڈالے تو خود بھی مارا جاتا ہے پھر کیا کرے تم میرے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلے کو پوچھو۔ عاصم نے آنحضرت سے پوچھا آپ نے اس سوال کو ناپسند کیا اور بُرا کہا عاصم کو یہ امر نہایت دشوار ہوا جب لوٹ کر اپنے گھر میں آئے عویمر نے آن کر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا عاصم نے کہا تم سے مجھے بھلائی نہ پہنچی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو بُرا جانا عویمر نے کہا قسم خدا کی میں تو آنحضرت سے بغیر پوچھے نہ رہوں گا پھر عویمر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ سب جمع تھے انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ اگر کوئی بیگانے مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ پائے اور اس کو مار ڈالے تو خود مارا جاتا ہے پھر کیا کرے آپ نے فرمایا تمہارے اور تمہاری بی بی کے حق میں اللہ کا حکم اترا ہے تم اپنی بی بی کو لے آؤ سہل نے کہا دونوں نے آن کر لعان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور میں اس وقت موجود تھا جب لعان سے فارغ ہوئے عویمر نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اس عورت کو رکھوں تو گویا میں نے جھوٹ بولا یہ کہہ کر تین طلاق دے دیں بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے ہوئے ابن شہاب نے کہا پھر یہی طریقہ متلاعنین کا جاری رہا۔

شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ بَعْدُ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ ۝

ف : ہرچند متلاعنین میں لعان کے بعد خود بخود تفریق کی جاتی ہے پھر کبھی مل نہیں سکتے مگر عویمر نے غصے میں آن کر تین طلاق دے دیں۔

۱۷۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَاَتَهٗ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفٰى مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ ۝

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لعان کیا اپنی عورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور اس کے لڑکے کو یہ کہا کہ میرا نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفریق کر دی ان دونوں میں اور لڑکے کو ماں کے حوالے کر دیا۔

۱۸۔ کہا مالک نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اپنی جوروؤں کو اور کوئی گواہ نہ ہو ان کے پاس سوائے ان کے خود کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار گواہی دے اللہ کے نام کی کو بیشک یہ شخص سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر وہ ہو جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہے مار۔ یوں کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی کہ بیشک وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہو۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ متلاعنین پھر کبھی آپس میں نکاح نہیں کر سکتے اور اگر خاوند بعد لعان کے اپنے آپ کو جھٹلائے تو اس کے تئیں حد قذف پڑے گی اور لڑکے کا نسب پھر اس سے ملا دیا جائے گا۔ یہی سنت ہمارے ہاں چلی آتی ہے جس میں نہ کوئی شک ہے نہ اختلاف۔ کہا مالک نے جب مرد اپنی عورت کو طلاق بائن دے پھر اس کے حمل کو کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان واجب ہوگا جس حالت میں حمل اتنے دنوں کا ہو کہ اس کا ہو سکتا ہو ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور ہم نے ایسا ہی سنا۔ کہا مالک نے جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دی اور حمل کا اس کو اقرار تھا بعد اس کے اس کو زنا کی تہمت لگائی تو خاوند پر حد قذف پڑے گی اور لعان اس پر واجب نہ ہوگا[1] البتہ اگر بعد طلاق کے اس کے حمل کا انکار کرے تو لعان واجب ہے میں نے ایسا ہی سنا۔ کہا مالک نے غلام بھی آزاد شخص کے مثل ہے لعان میں اور قذف میں مگر جو شخص لونڈی کو تہمت زنا کی لگائے تو اس پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔ کہا مالک نے مسلمان لونڈی اور آزاد عورت یہودی یا نصرانی کو مسلمان آزاد مرد نکاح کرے اور اس کو تہمت زنا کی لگائے تو لعان واجب ہوگا۔ کہا مالک نے جو شخص لعان کرے اپنی عورت سے پھر ایک یا دو گواہیوں کے بعد اپنے آپ کو جھٹلائے تو حد قذف لگائی جائے گی اور تفریق نہ ہوگی۔ کہا مالک نے جو شخص اپنی عورت کو طلاق دے پھر تین مہینے کے بعد عورت کہے میں حاملہ ہوں اور خاوند اس کے حمل کا انکار کرے تو لعان واجب ہوگا۔ کہا مالک نے جس لونڈی سے خاوند اس کا لعان کرے پھر اس کو خرید لے تو اس سے وطی نہ کرے کیونکہ سنت جاری ہے کہ متلاعنین کبھی جمع نہیں ہوتے۔ کہا مالک نے اگر خاوند لعان کرے اپنی عورت سے قبل صحبت کے تو عورت کو آدھا مہر ملے گا۔

---

[1] کیونکہ پہلے جس کا اقرار کر چکا تھا تو اب اس کے انکار سے کیا ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

۱۴- بَابُ مِيْرَاثِ وَلَدِ الْمُلَاعِنَةِ

(جس عورت سے لعان کیا جائے اس عورت کے بچے کی میراث کا بیان)

۴۲- عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ وَلَدِ الْمُلَاعِنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا اَنَّهُ اِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ اُمُّهُ حَقَّهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَاِخْوَتُهُ لِاُمِّهِ حُقُوْقَهُمْ وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِيْ اُمِّهِ اِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً وَاِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَرِثَتْ حَقَّهَا وَوَرِثَ اِخْوَتُهُ لِاُمِّهِ حُقُوْقَهُمْ وَكَانَ مَابَقِيَ لِلْمُسْلِمِيْنَ۔

ترجمہ: امام مالک کو کہا کہ عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ ملاعنہ کا بچہ اور ولد زنا جب مر جائے تو ماں اس کی اپنے حصے کے موافق وارث ہوگی اور جو اس کے مادری بھائی ہیں وہ بھی وارث ہوں اور جو کچھ بچے گا وہ اس کی ماں کے مولی کو ملے گا اگر ماں اس کی لونڈی ہو آزاد کی ہوئی اور جو آزاد ہو عربی تو بعد دینے ماں اور بھائیوں کے حصے کے جو کچھ بچے گا وہ بیت المال میں داخل ہوگا۔

۴۳- کہا مالک نے سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا اور اسی پر میں نے اہل علم کو پایا۔

۱۵- بَابُ طَلَاقِ الْبِكْرِ (کنواری کی طلاق کا بیان)

۴۴- عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ اِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ اَنَّهُ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَاَتَهُ ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ اَنْ يَّنْكِحَهَا فَجَاءَ يَسْتَفْتِيْ فَذَهَبْتُ مَعَهُ اَسْاَلُ لَهُ فَسَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا لَا نَرٰى اَنْ تَنْكِحَهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ قَالَ فَاِنَّمَا طَلَاقِيْ اِيَّاهَا وَاحِدَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّكَ اَرْسَلْتَ مِنْ يَّدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ۔

ترجمہ: محمد بن ایاس بن بکیر نے کہا ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاق دیں قبل دخول کے پھر اس سے نکاح کرنا چاہا پھر گیا مسئلہ پوچھنے میں بھی اس کے ساتھ گیا اس نے عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ سے پوچھا دونوں نے کہا کہ تجھ کو نکاح اس عورت سے درست نہیں جب تک وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے وہ شخص بولا میری ایک طلاق سے وہ عورت بائن ہوگئی ابن عباس نے کہا تو نے اپنے ہاتھ سے خود اختیار کھو دیا یعنے ایک طلاق کافی تھی تین طلاق بے فائدہ دی اب جب دے دی تو کیا ہو سکتا ہے بدوں حلالہ کے درست نہیں۔)

۴۵- عَنْ: عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَسْاَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا قَالَ عَطَاءٌ فَقُلْتُ اِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اِنَّمَا اَنْتَ قَاصٌّ اَلْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلٰثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

ترجمہ: عطا بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا عبداللہ بن عمرو سے پوچھنے لگا جو شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے قبل جماع کے اس کا کیا حکم ہے عطا نے کہا کہ بکر (کنواری) پر ایک طلاق پڑتی ہے۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا تو تو قصہ خواں ہے بیشک ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اور تین طلاق سے حرام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ دوسرے شخص سے نکاح کرے۔

ف: یعنے بغیر سمجھے بوجھے جو بات چاہتا ہے کہہ دیتا ہے قاص کہتے ہیں اس شخص کو جو وعظ و نصیحت کرے حکایتیں بیان کرے

مگر علم فقہ میں دخل نہ رکھتا ہو۔

۸۶۔ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْاَشَجِّ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ عَیَّاشٍ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّہٗ کَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ قَالَ فَجَآءَھُمَا مُحَمَّدُ بْنُ اِیَاسِ بْنِ الْبُکَیْرِ فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا فَمَا تَرَیَانِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الزُّبَیْرِ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ مَا لَنَا فِیْہِ قَوْلٌ فَاذْھَبْ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَاِنِّیْ تَرَکْتُھُمَا عِنْدَ عَائِشَۃَ فَسَلْھُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَاَخْبِرْنَا فَذَھَبَ فَسَاَلَھُمَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَفْتِہٖ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَقَدْ جَاءَتْکَ مُعْضِلَۃٌ فَقَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ الْوَاحِدَۃُ تُبِیْنُھَا وَالثَّلَاثَۃُ تُحَرِّمُھَا حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذٰلِکَ ؕ

ترجمہ: معاویہ بن ابی عیاش عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک شخص بدوی نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں قبل صحبت کے تمہاری کیا رائے ہے عبداللہ بن زبیر نے کہا اس مسئلے میں ہمیں کچھ نہیں معلوم عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ کے پاس جاؤ میں ان دونوں کو حضرت عائشہ کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں اور جو وہ کہیں اس سے مجھے بھی خبر کرنا محمد بن ایاس وہاں گئے اور ان سے جا کر پوچھا عبداللہ بن عباس نے ابوہریرہ سے کہا تم بتاؤ کہ ایک مشکل مسئلہ تمہارے پاس آیا ہے ابوہریرہ نے کہا ایک طلاق میں دو صورت بائن ہو گئی اور تین طلاق میں حرام ہو گئی جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے پھر عبداللہ بن عباس نے بھی ایسا ہی کہا۔

۸۷۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ اگر ثیبہ عورت سے کوئی نکاح کرے اور قبل جماع کے اسے تین طلاق دے دے تو وہ حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

۱۶۔ بَابُ طَلَاقِ الْمَرِیْضِ (بیمار کی طلاق کا بیان)

۸۸۔ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ وَکَانَ اَعْلَمَھُمْ بِذٰلِکَ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَاَتَہُ الْبَتَّۃَ وَھُوَ مَرِیْضٌ فَوَرَّثَھَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ مِنْہُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِھَا ؕ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عوف نے بیماری کی حالت میں اپنی عورت کو تین طلاق دی حضرت عثمان نے عبدالرحمٰن کے ترکے میں سے ان کو حصہ دلایا بعد عدت گذرنے کے۔

ف: خاوند اپنی بیماری میں اس خیال سے کہ عورت کو ترکہ نہ پہنچے طلاق دے کر مر جائے تو امام مالک کے نزدیک ہر طرح سے وارث ہوتی ہے اور امام احمد کے نزدیک جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے وارث ہوتی ہے اور شافعی کے نزدیک وارث نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر عدت کے اندر خاوند مر جائے تو وارث ہوتی ہے ورنہ نہیں۔

۸۹۔ عَنِ الْاَعْرَجِ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَرَّثَ نِسَاءَ ابْنِ مُکْمِلٍ مِنْہُ وَکَانَ طَلَّقَھُنَّ وَھُوَ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے روایت ہے حضرت عثمان بن عفان نے ابن مکمل کی عورتوں کو ترکہ دلایا اور وہ

عَنْ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ فَمَتَّعَ بِوَلِيدَةٍ ؕ

عورت کو طلاق دی متعہ میں ایک لونڈی دی۔

۹۳۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُولُ لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ اِلَّا الَّتِي تُطَلَّقُ وَقَدْ فُرِضَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَمْ تُمَسَّ فَحَسْبُهَا نِصْفُ مَا فُرِضَ لَهَا ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے ہر مطلقہ کو متعہ ملے گا مگر جس عورت کا مہر مقرر ہوگیا ہو اور قبل صحبت کے اس کو طلاق دی جائے تو اس کو آدھا مہر دینا کافی ہے۔

۹۴۔ کہا مالک نے ابن شہاب کہتے تھے ہر مطلقہ کو متعہ ملے گا قاسم بن محمد سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا۔

ف: کہا مالک نے ہمارے نزدیک متعہ کی کوئی حد نہیں ہے قلیل کی نہ کثیر کی۔

۱۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْعَبْدِ (غلام کی طلاق کا بیان)

۹۵۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عَبْدًا لَهَا كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَاَةٌ حُرَّةٌ فَطَلَّقَهَا اثْنَتَيْنِ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُرَاجِعَهَا فَاَمَرَهُ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَاْتِيَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَيَسْاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَلَقِيَهُ عِنْدَ الدَّرَجِ آخِذًا بِيَدِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَسَاَلَهُمَا فَابْتَدَرَاهُ جَمِيعًا فَقَالَا حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ ؕ

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ نفیع مکاتب تھا حضرت ام سلمہ کا یا غلام تھا اس کے نکاح میں ایک عورت آزاد تھی اس کو دو طلاق دیں پھر رجعت کرنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے اس کو حکم کیا کہ حضرت عثمان سے جا کر مسئلہ پوچھ وہ حضرت عثمان سے جا کر ملا درج میں (ایک مقام کا نام ہے مدینہ میں) وہ حضرت زید بن ثابت کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے جب اس نے مسئلہ پوچھا دونوں نے کہا وہ عورت تجھ پر حرام ہوگئی۔

ف: کیونکہ غلام کو دو ہی طلاق کا اختیار ہے جیسے آزاد کو تین طلاق کا۔

۹۶۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقَ امْرَاَةً حُرَّةً تَطْلِيقَتَيْنِ فَاسْتَفْتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ ؕ

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ نفیع جو مکاتب تھا حضرت ام سلمہ کا اس نے اپنی بی بی کو دو طلاق دیں پھر حضرت عثمان سے مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا حرام ہوگئی تجھ پر۔

۹۷۔ عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ اَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَفْتَى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ اِنِّي طَلَّقْتُ امْرَاَةً حُرَّةً تَطْلِيقَتَيْنِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ حَرُمَتْ عَلَيْكَ ؕ

ترجمہ: محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ نفیع جو مکاتب تھا حضرت بی بی ام سلمہ کا اس نے مسئلہ پوچھا زید بن ثابت سے کہ میں نے اپنی آزاد عورت کو دو طلاق دی ہیں۔ زید بن ثابت نے کہا وہ عورت حرام ہوگئی تیرے اوپر۔

۹۸۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ اِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُ امْرَاَتَهٗ تَطْلِيقَتَيْنِ فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ حُرَّةً كَانَتْ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر کہتے تھے جب غلام اپنی عورت کو دو طلاق دے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے خواہ اس کی بی بی

اَوْ اَمَةً وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ وَعِدَّةُ الْاَمَةِ حَيْضَتَانِ ؎

لونڈی ہو یا آزاد عورت کی عدت تین حیض ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہیں۔

۹۹۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ اَذِنَ لِعَبْدِهٖ اَنْ يَّنْكِحَ فَالطَّلَاقُ بِيَدِ الْعَبْدِ لَيْسَ بِيَدِ غَيْرِهٖ مِنْ طَلَاقِهٖ شَيْءٌ فَاَمَّا اَنْ يَّاْخُذَ الرَّجُلُ اَمَةَ غُلَامِهٖ اَوْ اَمَةَ وَلِيْدَتِهٖ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ؎

ترجمہ: نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر کہتے تھے جو شخص اپنے غلام کو نکاح کی اجازت دے تو طلاق غلام کے اختیار میں ہوگی نہ اور کسی کے ہاتھ میں البتہ اگر کوئی اپنے غلام کی لونڈی یا لونڈی کی لونڈی چھین کر اس سے وطی کرے تو درست ہے۔

۱۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَفَقَةِ الْاَمَةِ اِذَا طُلِّقَتْ وَهِيَ حَامِلٌ

(لونڈی حاملہ کو جب طلاق دی جائے اس کے نفقہ کا بیان)

۱۰۰۔ کہا مالک نے آزاد شخص یا غلام لونڈی کو طلاق دے یا غلام آزاد بی بی کو طلاق دے اگرچہ وہ حاملہ ہو تو اس کا نفقہ اس پر لازم نہ آئے گا جب طلاق بائن ہو جس میں رجعت نہیں ہو سکتی کہا مالک نے اگر آزاد مرد کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو دودھ پلوائی کا خرچ خاوند پر نہ ہوگا بلکہ اس کی ماں کے مالک پر ہوگا کیونکہ وہ بچہ اسی غلام کا ہے اور اگر غلام کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو دودھ پلوائی کا خرچ غلام پر نہ ہوگا کیونکہ غلام کو مولیٰ کا مال صرف کرنا اس شخص پر جو مولیٰ کی ملک نہیں بغیر مولیٰ کی اجازت کے ناجائز ہے۔

۲۰۔ بَابُ عِدَّةِ الَّتِيْ تَفْقِدُ زَوْجَهَا

(جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اس کی عدت کا بیان)

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ اَيْنَ هُوَ فَاِنَّهَا تَنْتَظِرُ اَرْبَعَ سِنِيْنَ ثُمَّ تَعْتَدُّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ ؎

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے کہا جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اور اس کا پتہ معلوم نہ ہو کہاں ہے تو جس روز سے اس کی خبر بند ہوئی ہے چار برس تک عورت انتظار کرے بعد چار برس کے چار مہینے دس دن عدت کر کے اگر چاہے دوسرا نکاح کرے۔

ف: حضرت عثمان اور حضرت علی سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ بعضوں نے کہا کہ صحابہ نے اس پر اجماع کیا اور جمہور علماء کا یہی قول ہے مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک جب تک اس کے خاوند کے ہم عمر لوگ سب مر نہ جائیں اس عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں۔ کہا مالک نے اگر عورت کی عدت گذر گئی اور اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو پھر پہلے خاوند کو اختیار نہ رہے گا۔ خواہ دوسرے خاوند نے اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔ کہا مالک نے اگر عورت کی عدت

[illegible]

باب ما جاء في الأقراء وعدة المطلقة وطلاق الحائض

(قروء کا، اور طلاق کی عدت کا، اور حائضہ کی طلاق کا بیان)

[illegible]

فَقَالَتْ صَدَقَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَقَدْ جَادَلَهَا فِي ذٰلِكَ نَاسٌ وَقَالُوا إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقْتُمْ (وَهَلْ) تَدْرُوْنَ مَا الْأَقْرَاءُ إِنَّمَا الْأَقْرَاءُ الْأَطْهَارُ ۞

باب میں لوگوں نے جھگڑا کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مطلقہ عورتیں روک رکھیں اپنے نفسوں کو تین قروء تک انہوں نے کہا سچ کہتے ہو لیکن قروء سے جانتے ہو کیا مراد ہے قروء سے طہر مراد ہے۔

۱۰۸۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ مَا أَدْرَكْتُ أَحَدًا مِنْ فُقَهَائِنَا إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ هٰذَا يُرِيْدُ قَوْلَ عَائِشَةَ ۞

ترجمہ: ابن شہاب نے کہا میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے سنا کہتے تھے میں نے سب فقیہوں کو حضرت عائشہ کی مثل کہتے ہوئے پایا۔

ف: یعنے قروء سے طہر مراد ہیں۔

۱۰۹۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ الْأَحْوَصَ هَلَكَ بِالشَّامِ حِيْنَ دَخَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ وَكَانَ قَدْ طَلَّقَهَا فَكَتَبَ مُعٰوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ إِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدٌ أَنَّهَا إِذَا دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَبَرِئَ مِنْهَا وَلَا تَرِثُهُ وَلَا يَرِثُهَا ۞

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ احوص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی تھی جب تیسرا حیض اس کو شروع ہوا احوص مر گئے معاویہ بن ابی سفیان نے زید بن ثابت کو لکھ کر بھیجا اس کا کیا حکم ہے زید بن ثابت نے جواب لکھا کہ جب اس کو تیسرا حیض شروع ہو گیا تو خاوند کو اس سے علاقہ نہ رہا اور نہ اس کو خاوند سے نہ اسکی وارث ہوگی نہ وہ اس کا وارث ہوگا۔

۱۱۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا دَخَلَتِ الْمُطَلَّقَةُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَانَتْ مِنْ زَوْجِهَا وَلَا مِيْرَاثَ بَيْنَهُمَا وَلَا رَجْعَةَ لَهُ عَلَيْهَا ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار اور ابن شہاب کہتے تھے جب مطلقہ عورت کو تیسرا حیض شروع ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے گا اب ایک کا ترکہ دوسرے کو نہ ملے گا۔

۱۱۱۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَبَرِئَ مِنْهَا وَلَا تَرِثُهُ وَلَا يَرِثُهَا

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو طلاق دے اور تیسرا حیض شروع ہو جائے تو اس عورت کو خاوند سے علاقہ نہ رہا اور نہ خاوند کو اس سے نہ تو وہ اس کا وارث ہوگا اور نہ وہ اس کی

۱۱۲۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۱۳۔ عَنِ الْفُضَيْلِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَا يَقُولَانِ

ترجمہ: فضیل بن عبداللہ سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ کہتے تھے جب مطلقہ عورت کو تیسرا حیض شروع

إِذَا طُلِّقَتِ الْمَرْأَةُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ وَحَلَّتْ ۔

ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو جائے گا۔

۱۱۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنِ شِهَابٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ ثَلَاثَةُ قُرُوءٍ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب اور ابن شہاب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے جو عورت خلع کرے اس کی عدت تین قروء ہے۔

۱۱۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ الْأَقْرَاءُ وَإِنْ تَبَاعَدَتْ ۔

ترجمہ: ابن شہاب کہتے تھے مطلقہ کی عدت طہروں سے ہوگی اگرچہ بہت دن لگیں۔

۱۱۶۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ امْرَأَتَهُ سَأَلَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ لَهَا إِذَا حِضْتِ فَآذِنِينِي فَلَمَّا حَاضَتْ آذَنَتْهُ فَقَالَ إِذَا طَهُرْتِ فَآذِنِينِي فَلَمَّا طَهُرَتْ آذَنَتْهُ فَطَلَّقَهَا ۔

ترجمہ: ایک انصاری کی بی بی نے اپنے خاوند سے طلاق مانگی اس نے کہا جب تجھے حیض آئے تو مجھے خبر کر دینا جب حیض آیا اس نے خبر کی کہا جب پاک ہونا تو مجھے خبر کرنا جب پاک ہوئی خبر کی اس وقت انہوں نے طلاق دے دی۔

۱۱۷۔ کہا مالک نے میں نے یہ اچھا سنا۔

۲۳۔ بَابُ عِدَّةِ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا إِذَا طُلِّقَتْ فِيهِ

(جس گھر میں طلاق ہو وہیں عدت کرنے کا بیان)

۱۱۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَتَّةَ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَكَمِ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَقَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدِ الْمَرْأَةَ إِلَى بَيْتِهَا فَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ غَلَبَنِي وَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ الْقَاسِمِ أَوَ مَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ إِنْ كَانَ بِكِ الشَّرُّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ ۔

ترجمہ: قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار ذکر کرتے تھے کہ یحییٰ بن سعید نے طلاق دی عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق بتہ ان کے باپ عبدالرحمٰن نے اس مکان سے اٹھوا منگوایا تو حضرت عائشہ نے مروان کے پاس کہلا بھیجا۔ ان دنوں میں وہ حاکم تھا مدینہ کا خدا سے ڈر اور عورت کو اسی گھر میں پہنچا دے جس میں طلاق ہوئی ہے سلیمان کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہے (میں اس کو منع نہیں کر سکتا) اور قاسم کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا حضرت عائشہ سے کیا تم کو فاطمہ بنت قیس کی حدیث یاد نہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا اگر فاطمہ کی حدیث تم یاد نہ کرو تو کچھ ضرر نہیں مروان نے کہا اگر تمہارے نزدیک فاطمہ کی نقل مکان کرنے کی یہ وجہ تھی کہ جورو اور خاوند میں لڑائی تھی تو وہ وجہ یہاں بھی موجود ہے۔

ف ۱؛ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت کے اندر نقلِ مکان کرنے کی اجازت دی فاطمہ بنت قیس کو اس وجہ سے کہ وہ مکان ایک جنگل میں واقع تھا یا فاطمہ بنت قیس بدزبان تھی لڑائی جھگڑے کا خوف تھا خاوند سے۔ ف ۲؛ حتی المقدور عورت کو عدت اسی مکان میں کرنا چاہئے جہاں طلاق ہو یا موت ہو البتہ اگر کوئی عذر پیش آئے جیسے مکان کا اکیلا ہونا یا صاحبِ مکان کا اٹھا دینا یا کرایہ مکان پر قادر نہ ہونا یا لڑائی جھگڑا ہونا تو اس مکان سے اٹھ جانا درست ہے۔

۱۱۹۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَةَ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ فَانْتَقَلَتْ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ؏

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید کی بیٹی عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں تھی انہوں نے اس کو تین طلاق دی وہ اس مکان سے اٹھ گئی عبداللہ بن عمر نے اُسے بُرا جانا۔

۱۲۰۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَةً لَهٗ فِيْ مَسْكَنِ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ طَرِيْقَهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ فَكَانَ يَسْلُكُ الطَّرِيْقَ الْاُخْرٰى مِنْ اَدْبَارِ الْبُيُوْتِ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَسْتَاْذِنَ عَلَيْهَا حَتّٰى رَاجَعَهَا ؏

ترجمہ: نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر نے طلاق دی اپنی بی بی کو حضرت حفصہ کے مکان میں اور اُن کے گھر میں سے ہو کر مسجد کو راستہ تھا عبداللہ بن دوسرے راستے سے جاتے تھے گھروں کے پیچھے سے ہو کر کیونکہ مکروہ جانتے تھے مطلقہ عورت کے گھر میں جانے کو اذن لے کر بغیر رجعت کے۔

۱۲۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا وَهِيَ فِيْ بَيْتٍ بِكِرَاءٍ عَلٰى مَنِ الْكِرَاءُ قَالَ سَعِيْدٌ عَلٰى زَوْجِهَا قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَ زَوْجِهَا قَالَ فَعَلَيْهَا قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهَا قَالَ فَعَلَى الْاَمِيْرِ ؏

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے سعید بن المسیب سے سوال ہوا کہ اگر عورت گھر میں کرایہ سے ہو اور خاوند طلاق دے دے تو عدت تک کرایہ کون دے گا سعید نے کہا خاوند دے گا اس نے کہا اگر خاوند کے پاس نہ ہو سعید نے کہا بی بی دے گی اس نے کہا کہ اگر بی بی کے پاس بھی نہ ہو سعید نے کہا حاکم دے گا۔

۲۳۔ بَابُ فِيْ نَفَقَةِ الْمُطَلَّقَةِ (مُطلّقہ کے نفقہ کا بیان)

۱۲۲۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو ابْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا وَكِيْلُهٗ بِشَعِيْرٍ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ وَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ثُمَّ قَالَ تِلْكَ امْرَاَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِيْ اعْتَدِّيْ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ

ترجمہ: فاطمہ بنت قیس کو طلاق دی ابوعمرو بن حفص نے طلاق بتہ اور وہ شام میں تھیں انہوں نے اپنے وکیل کو جَو دے کر بھیجا فاطمہ بنت قیس خفا ہوئیں[۱] وکیل بولا تمہارا کچھ دینا نہیں آتا فاطمہ خفا ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ نے فرمایا بے شک تیرا خرچ خاوند پر نہیں ہے۔ اور تو عدت کر ام شریک کے گھر میں آپ نے فرمایا ام شریک کے گھر میں رات دن میرے اصحاب آیا جایا کرتے ہیں۔

---

[۱] جوان کے کھانے کو بھیجے وہ اس کو حقیر جان کر غصہ ہوئیں ۱۲

ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمِ بْنَ هِشَامٍ خَطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَتْ فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ ۔

عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر میں تو عدت کر کیونکہ وہ اندھا ہے تو اگر اپنے کپڑے اتارے گی تو بھی کچھ قباحت نہیں ف۱ جب تیری عدت گذر جائے تو مجھے کہنا فاطمہ بنت قیس نے کہا جب میری عدت گذر گئی تو میں نے حضرت سے کہا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم بن ہشام دونوں نے مجھے پیام دیا ہے آپ نے فرمایا ابوجہم تو اپنی لکڑی کبھی ہاتھ سے رکھتا ہی نہیں ف۲ اور معاویہ مفلس ہیں ان کے پاس مال نہیں تو اسامہ بن زید سے نکاح کر میں نے اسامہ کو ناپسند کیا آپ نے پھر فرمایا تو اسامہ سے نکاح کر فاطمہ نے کہا میں نے اسامہ سے نکاح کر لیا اللہ نے اس میں برکت دی اور لوگ رشک کرنے لگے ۔

ف۱ : کیونکہ جس عورت کو تین طلاق ہوئی ہوں اور حاملہ نہ ہو اس کا نفقہ عدت کا خاوند پر نہیں ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہے ۔ ف۲ : یعنے عورتوں کو اکثر مارا کرتا ہے ۔

۱۲۳۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ يَقُولُ الْمَبْتُوتَةُ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا حَتَّى تَحِلَّ وَلَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا فَيُنْفَقُ عَلَيْهَا حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا ۔

ترجمہ : ابن شہاب کہتے تھے جس عورت کو تین طلاق ہوئی ہوں وہ اپنے گھر سے نہ نکلے یہاں تک کہ عدت سے فارغ ہو اور اس کو نفقہ نہ ملے گا مگر جس صورت میں حاملہ ہو تو وضع حمل تک ملے گا۔

۱۲۴۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے ۔

۲۲۔ باب عِدَّةِ الْأَمَةِ مِنْ طَلَاقِ زَوْجِهَا (لونڈی کی عدت کا بیان)

۱۲۵۔ کہا مالک نے اگر لونڈی کو غلام طلاق دے پھر وہ لونڈی آزاد ہو جائے تو اس کی عدت لونڈی کی سی ہے اس غلام کو رجعت کا حق باقی رہے یا نہ رہے کہا مالک نے ایسا ہی اگر غلام پر حد واجب ہو پھر آزاد ہو جائے تو غلام ہی کی سی حد رہے گی ۔ کہا مالک نے آزاد شخص کو لونڈی پر تین طلاق کا اختیار ہے مگر عدت لونڈی کی دو حیض ہیں اور غلام کو آزاد عورت پر دو طلاق کا اختیار ہے مگر عدت اس کی تین طہر ہیں ۔ کہا مالک نے اگر لونڈی کسی کے نکاح میں ہو پھر خاوند اس کو خرید کرے اور آزاد کر دے تو دو حیض سے عدت کرے اگر بعد خریدنے کے اس سے صحبت نہ کی ہو ورنہ ایک حیض سے استبراء کافی ہے ۔

جَامِعِ عِدَّةِ الطَّلَاقِ (عدت کے بیان میں مختلف حدیثیں)

۱۲۶۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا جس عورت کو طلاق ہو پھر ایک یا دو

الْخَطَّابِ اَيُّمَا امْرَاَةٍ طُلِّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً اَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ رُفِعَتْهَا حَيْضَتُهَا فَاِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ فَاِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذٰلِكَ وَاِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ الْاَشْهُرِ ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ ۔

حیض کے بعد اس کا حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے تک انتظار کرے اگر حمل معلوم ہو تو بہتر ہے ورنہ پھر تین مہینے عدت کر کے دوسرا نکاح کرے۔

۱۳۰۔ عَنْ : سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَلطَّلَاقُ لِلرِّجَالِ وَالْعِدَّةُ لِلنِّسَاءِ ۔

ترجمہ : سعید بن المسیب کہتے تھے کہ طلاق مردوں کے لحاظ سے ہے اور عدت عورتوں کے لحاظ سے۔

ف : یعنے اگر مرد آزاد ہو تو تین طلاق کا مالک ہے اگر غلام ہو تو دو طلاق کا چاہے عورت آزاد ہو یا لونڈی اسی طرح آزاد عورت کی عدت تین طہر ہیں اور لونڈی کے دو حیض اگرچہ مرد غلام ہو یا آزاد۔

۱۳۱۔ عَنْ : سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ عِدَّةُ الْمُسْتَحَاضَةِ سَنَةٌ ۔

ترجمہ : سعید بن المسیب نے کہا عورت مستحاضہ کی عدت ایک برس تک ہے۔

ف : مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خون ہمیشہ جاری رہے کبھی بند نہ ہو۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عورت مطلقہ کا اگر حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے تک انتظار کرے اگر اس وقت تک بھی حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت کرے اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے حیض آنے لگے تو پھر عدت حیض سے شروع کرے اگر پھر نو مہینے تک حیض نہ آئے پھر تین مہینے عدت کرے اگر ان تین مہینے کے اندر پھر حیض آجائے پھر حیض سے شروع کرے پھر اگر نو مہینے تک حیض نہ آئے تین مہینے عدت کرے اگر پھر ان تین مہینوں میں حیض آجائے تو اب عدت حیضوں سے پوری ہو گئی اور جو حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت کر کے دوسرا نکاح کرے اس تین برس کی عدت میں خاوند کو اختیار رہے اگر چاہے رجعت کرے مگر جب تین طلاق دے چکا ہو۔ کہا مالک نے اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دے جب عدت گذرنے لگے رجعت کرے پھر طلاق دے دے اور صحبت نہ کرے تو عورت کو نئے سرے سے عدت کرنی ہو گی پہلے دنوں کا شمار نہ ہو گا مگر خاوند گنہگار رہو گا اگر اس سے تکلیف دینے کی نیت کی ہو۔ ف : پہلے لوگ اپنی عورتوں کو طلاق دیا کرتے جب عدت گذرنے لگتی پھر رجعت کر لیتے اس خیال سے کہ عورت کو تکلیف ہو اللہ جل جلالہٗ نے اس منع کیا اور فرمایا جب تم طلاق دو عورتوں کو اور عدت اُن کی گذرنے پر ہو تو رکھ لو ان کو موافق دستور کے یا رخصت کر دو ان کو موافق دستور کے اور مت روک رکھو ان کو تکلیف دینے کے لئے تاکہ ظلم کرو تم الی آخرہ۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے اور خاوند کافر ہو پھر خاوند بھی مسلمان ہو عدت کے اندر تو وہ عورت اسی کی رہے گی اگر عدت گذر جائے پھر کچھ عورت سے علاقہ نہ رہے گا البتہ نکاح کر سکتا ہے پھر تین طلاق کا مالک ہو گا کیونکہ عورت کے مسلمان ہونے سے طلاق نہیں پڑی بلکہ نکاح فسخ ہو گیا تھا۔

۲۶۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَكَمَيْنِ (حکم کے بیان میں)

۱۲۵۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ فِي الْحَكَمَيْنِ اَلَّذَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاِنْ

ترجمہ : حضرت علی نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے جو فرمایا اگر تم کو خوف ہو خاوند اور جورو کی آپس میں لڑائی کا تو ایک حکم (پنچ)

خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۞ إِنَّ إِلَيْهِمَا الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا وَالِاجْتِمَاعَ ۞

مقرر کرو خاوند والوں میں سے اور ایک حکم (پنچ) جورو والوں میں سے اگر وہ بھلائی چاہیں گے اللہ بھی اس کی توفیق دے گا بیشک اللہ جانتا خبردار ہے۔ ان حکموں کو اختیار ہے کہ خاوند اور جورو میں تفریق کردیں یا ملاپ کر دیں۔

۱۳۶۔ کہا مالک نے میں نے یہ اچھا سنا کہ حکموں کا قول تفریق اور ملاپ میں معتبر اور نافذ ہے۔ ف: خواہ خاوند اور جورو کے اذن سے حکم ہوئے ہوں یا بلا اذن اور بعضوں کے نزدیک ملاپ میں ان کا قول نافذ ہے۔ تفریق بغیر خاوند کے طلاق دی ہوئی نہیں ہو سکتی البتہ اگر خاوند نے حکم کو طلاق کا اختیار دے دیا ہو تو طلاق نافذ ہو جائے گی۔

۲۷۔ بَابُ يَمِينِ الرَّجُلِ بِطَلَاقِ مَا لَمْ يَنْكِحْ

(عورت سے نکاح نہ کیا ہو اس کی طلاق پر قسم کھانے کا بیان)

۱۳۷۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَ اللَّهِ ابْنَ مَسْعُودٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَابْنَ شِهَابٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِطَلَاقِ الْمَرْأَةِ قَبْلَ أَنْ يَنْكِحَهَا ثُمَّ أَثِمَ أَنَّ ذَلِكَ لَازِمٌ لَهُ إِذَا نَكَحَهَا ۞

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن مسعود اور سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد اور ابن شہاب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ جو کوئی شخص قسم کھالے کسی عورت کی طلاق پر قبل نکاح کے پھر بعد نکاح کے وہ قسم ٹوٹے تو طلاق پڑ جائیگی۔

ف: مثلاً یہ کہے اگر میں اس عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق پڑ جائے گی۔ مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک اور احمد اور شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک نہیں پڑے گی۔

۱۳۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ فِيمَنْ قَالَ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ قَبِيلَةً أَوِ امْرَأَةً بِعَيْنِهَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود کہتے تھے جو شخص کہے میں جس عورت سے نکاح کروں اس عورت کو طلاق ہے اور کسی قبیلہ خاص اور عورت معین کا ذکر نہیں کیا تو یہ کلام لغو ہو جائے گا۔

ف: امام اعظم کے نزدیک لغو نہ ہوگا بلکہ جس عورت سے نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑ جائے گی مگر ایک طلاق پڑے گی اس کے بعد رجعت کر سکتا ہے البتہ اگر یہ کہدے کہ میں جس عورت سے نکاح کروں اس پر تین طلاق ہیں تو رجعت نہ کر سکے گا اور سوائے لونڈی خریدنے کے کسی کی عورت سے نکاح رو نہیں سکتا۔ کہا مالک نے میں نے یہ اچھا سنا کہا مالک نے جو شخص اپنی عورت سے کہے اگر میں فلاں کام نہ کروں تو تجھ پر طلاق ہے اور جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق ہے اور مال اس کا اللہ کی راہ میں صدقہ ہے پھر اس کام کو نہ کیا تو اس کی عورت پر طلاق پڑ جائے گی مگر یہ جو کہا کہ جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق ہے اگر کسی عورت معین یا قبیلہ معین کا نام نہ لیا تو لغو ہو جائے گی اور مال میں سے تہائی صدقہ دینا ہوگا۔

۲۸۔ بَابُ اَجَلِ الَّذِیْ لَا یَمَسُّ امْرَاَتَہٗ

(جو شخص اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اس کو مہلت دینے کا بیان)

۱۴۱۔ عَنْ: سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَمَسَّھَا فَاِنَّہٗ یُضْرَبُ لَہٗ اَجَلُ سَنَۃٍ فَاِنْ مَسَّھَا وَاِلَّا فُرِّقَ بَیْنَھُمَا۔

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے جو شخص نکاح کرے کسی عورت سے پھر اس سے جماع نہ کر سکے اس کو ایک برس کی مہلت دی جائے اس عرصہ میں اگر جماع کرے گا تو بہتر نہیں تو تفریق کر دی جائے گی۔

۱۴۲۔ عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ سَاَلَ ابْنَ شِھَابٍ مَتٰی یُضْرَبُ لَہُ الْاَجَلُ اَمِنْ یَوْمِ یَبْنِیْ بِھَا اَمْ مِنْ یَوْمِ تُرَافِعُہٗ فَقَالَ بَلْ مِنْ یَوْمِ تُرَافِعُہٗ اِلَی السُّلْطَانِ۔

ترجمہ: امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کب سے ایک برس کی مہلت دی جائے گی جس روز سے خلوت ہوئی یا جس روز سے مقدمہ پیش ہوا حکم کے سامنے انہوں نے کہا جس روز سے مقدمہ پیش ہوا اس روز سے مہلت دی جائے گی۔

۱۴۳۔ کہا مالک نے جو شخص اپنی عورت سے جماع کر چکا پھر کسی وجہ سے عاجز ہو گیا اس کو مہلت دینے کی ضرورت نہیں نہ تفریق ہوگی۔

۲۹۔ بَابُ جَامِعِ الطَّلَاقِ (طلاق کی مختلف حدیثوں کا بیان)

۱۴۴۔ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّہٗ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ ثَقِیْفٍ اَسْلَمَ وَعِنْدَہٗ عَشْرُ نِسْوَۃٍ حِیْنَ اَسْلَمَ الثَّقَفِیُّ اَمْسِکْ مِنْھُنَّ اَرْبَعًا وَّفَارِقْ سَائِرَھُنَّ۔

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص ثقفی کو فرمایا جو مسلمان ہوا تھا اور اس کی دس بیبیاں تھیں چار کو رکھ لے اور باقی کو چھوڑ دے۔

۱۴۵۔ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ ابْنَ الْمُسَیَّبِ وَحُمَیْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَّعُبَیْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ کُلُّھُمْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ طَلَّقَھَا زَوْجُھَا تَطْلِیْقَۃً اَوْ تَطْلِیْقَتَیْنِ ثُمَّ تَرَکَھَا حَتّٰی تَحِلَّ وَتَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ فَیَمُوْتَ عَنْھَا اَوْ یُطَلِّقَھَا ثُمَّ یَنْکِحُھَا زَوْجُھَا الْاَوَّلُ فَاِنَّھَا تَکُوْنُ عِنْدَہٗ عَلٰی مَا بَقِیَ مِنْ طَلَاقِھَا۔

ترجمہ: ابن شہاب نے کہا میں نے سنا سعید بن المسیب اور حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور سلیمان بن یسار سے سب کہتے تھے کہ ہم نے سنا ابوہریرہ سے کہتے تھے سنا میں نے حضرت عمر سے کہتے تھے جس عورت کو خاوند اس کا ایک طلاق یا دو طلاق دے پھر چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت اس کی گذر جائے اور دوسرے خاوند سے نکاح کرے پھر وہ دوسرا خاوند مر جائے یا طلاق دے دے پھر اس سے پہلا خاوند نکاح کرے تو اس کو بقیہ ایک طلاق کا اختیار رہے گا۔

ف: اور ابوحنیفہ کے نزدیک پھر نئے سرے سے تین طلاق کا اختیار ہوگا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ

اختلاف نہیں ہے۔

۱۴۷ عَنْ ثَابِتٍ الْأَحْنَفِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَدَعَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ فَجِئْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا سِيَاطٌ مَوْضُوعَةٌ وَإِذَا قَيْدَانِ مِنْ حَدِيدٍ وَعَبْدَانِ لَهُ قَدْ أَجْلَسَهُمَا فَقَالَ لِي طَلِّقْهَا وَإِلَّا وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ فَعَلْتُ بِكَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ هِيَ الطَّلَاقُ أَلْفًا قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَأَدْرَكْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي فَتَغَيَّظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ وَإِنَّهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ قَالَ فَلَمْ تُقْرِرْنِي نَفْسِي حَتّٰى أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ أَمِيرٌ عَلَيْهَا فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي وَبِالَّذِي قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ وَكَتَبَ إِلَى جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ يَأْمُرُهُ أَنْ يُعَاقِبَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَنْ يُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَهْلِي قَالَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَهَّزَتْ صَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ امْرَأَتِي حَتّٰى أَدْخَلَتْهَا عَلَيَّ بِعِلْمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ثُمَّ دَعَوْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمَ عُرْسِي لِوَلِيمَتِي فَجَاءَنِي ‎۞

ترجمہ: ثابت احنف نے نکاح کیا عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کی ام ولد سے ان کو بلایا عبداللہ نے جو بیٹے تھے عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کے ثابت نے کہا میں ان کے پاس گیا دیکھا تو کوڑے رکھے ہوئے ہیں اور دو بیڑیاں لوہے کی رکھی ہوئی ہیں اور دو غلام بھی حاضر ہیں عبداللہ نے مجھ سے کہا تو طلاق دے دے اس ام ولد کو نہیں تو میں تیرے ساتھ ایسا ایسا کروں گا۔ میں نے کہا ایسا ہے تو میں نے ہزار طلاق اس کو دیں۔ جب میں ان کے پاس سے نکلا تو مکّہ کے راستے میں عبداللہ بن عمر مجھ کو ملے میں نے ان سے ذکر کیا وہ خفے ہوئے اور کہا یہ طلاق نہیں ہے اور وہ ام ولد تیرے اوپر حرام نہیں ہے تو جا اپنے گھر میں ثابت نے کہا مجھ کو ان سے تسکین نہ ہوئی یہاں تک کہ میں گیا عبداللہ بن زبیر کے پاس آیا اور وہ حاکم تھے ان دنوں میں مکہ کے میں نے ان سے یہ قصہ بیان کیا اور عبداللہ بن عمر نے جو کہا تھا وہ بھی ذکر کیا عبداللہ بن زبیر نے کہا بیشک وہ عورت تجھ پر حرام نہیں ہوئی تو اپنی بی بی کے پاس جا اور جابر بن اسود زہری جو حاکم تھے مدینہ کے ان کو لکھا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو سزا دو اور ان کی بی بی کو اُن کے حوالے کر دو ثابت کہتے ہیں میں مدینہ آیا تو عبداللہ بن عمر کی بی بی صفیہ نے میری عورت کو بنا سنوار کر میرے پاس بھیجا عبداللہ بن عمر کی اطلاع سے پھر میں نے ولیمے کی دعوت کی اور عبداللہ بن عمر کو بلایا وہ دعوت میں آگئے۔

ف: یعنے سخت سزا دوں گا اور ماروں گا۔ ف: مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا مذہب یہی ہے کہ زبردستی سے طلاق نہیں پڑتی اور ابوحنیفہ کے نزدیک پڑ جاتی ہے۔

۱۴۸ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَرَأَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ ‎۞

ترجمہ: عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو سنا یوں پڑھتے تھے یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن لقبل عدتہن اے نبی جب تم طلاق دو اپنی عورتوں

کو تو طلاق دو ان کی عدت کے استقبال میں۔

۱۴۹۔ کہا مالک نے مطلب اس کا یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دے۔

۱۵۰۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ اِذَا طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثُمَّ ارْتَجَعَهَا قَبْلَ اَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا كَانَ ذٰلِكَ لَهُ وَاِنْ طَلَّقَهَا اَلْفَ مَرَّةٍ فَعَمَدَ رَجُلٌ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَطَلَّقَهَا حَتّٰى اِذَا شَارَفَتِ انْقِضَاءَ عِدَّتِهَا رَاجَعَهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اٰوِيكِ اِلَيَّ وَلَا تَحِلِّينَ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ الطَّلَاقَ جَدِيْدًا مِنْ يَوْمَئِذٍ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ طَلَّقَ اَوْ لَمْ يُطَلِّقْ ؛

ترجمہ: عروہ بن زبیر کہتے تھے پہلے یہ دستور تھا کہ مرد اپنی عورت کو طلاق دیتا جب عدت گذرنے لگتی رجعت کر لیتا ایسا ہی ہمیشہ کیا کرتا اگرچہ ہزار مرتبہ طلاق دے ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ ایسا ہی کیا اس کو طلاق دی جب عدت گزرنے لگی رجعت کر لی پھر طلاق دے دی اور کہا قسم خدا کی نہ میں تجھے اپنے ساتھ ملاؤں گا نہ اور کسی سے ملنے دوں گا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری طلاق دو بار ہے پھر یا تو رکھو موافق دستور کے یا رخصت کر دو موافق دستور کے اس دن سے لوگوں نے نئے سرے سے طلاق شروع کی جنہوں نے طلاق دی تھی اور جنہوں نے نہ دی تھی سب نے۔

۱۵۱۔ عَنْ: ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ ثُمَّ يُرَاجِعُهَا وَلَا حَاجَةَ لَهُ بِهَا وَلَا يُرِيْدُ اِمْسَاكَهَا كَيْمَا يُطَوِّلَ بِذٰلِكَ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ لِيُضَارَّهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ يَعِظُهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ ؛

ترجمہ: ثور بن زید دیلی سے روایت ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ طلاق دیتے تھے اپنی عورتوں کو پھر رجعت کر لیتے تھے اور ان کے رکھنے کی نیت نہ ہوتی تھی تاکہ عدت ان کی بڑھ جائے اور انکو ضرر پہنچے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری مت روک رکھو عورتوں کو ضرر پہنچانے کے لئے جو ایسا کرے گا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا یہ نصیحت کرتا ہے پروردگار لوگوں کو۔

۱۵۲۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ طَلَاقِ السَّكْرَانِ فَقَالَا اِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَ طَلَاقُهُ وَاِنْ قَتَلَ قُتِلَ ؛

ترجمہ: سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ جو شخص نشے میں مست ہو اور طلاق دے اس کا کیا حکم ہے دونوں نے کہا کہ طلاق پڑ جائے گی اور اگر وہ نشے میں کسی کو مار ڈالے گا مارا جائے گا۔

۱۵۳۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۵۴۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ مَا يُنْفِقُ عَلٰى امْرَاَتِهٖ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ؛

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے جب خاوند جورو کو نان و نفقہ نہ دے سکے تو تفریق کر دی جائے گی۔

۱۵۵۔ کہا مالک نے میں نے اپنے شہر کے عالموں کو اسی پر پایا۔

ف: شافعی کا بھی یہی قول ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک تفریق نہ ہوگی بلکہ جورو کو حکم دیا جائے گا کہ خاوند کے نام سے

قرض لے کر کھائے ۔

۳۰۔ بابُ عِدَّةِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا كَانَتْ حَامِلًا

(جب حاملہ عورت کا خاوند مر جائے اُس کی عدت کا بیان)

۱۵۶۔ عَنْ: اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ هُرَیْرَةَ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَامِلِ یُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَیْنِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ فَدَخَلَ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَلَدَتْ سُبَیْعَةُ الْاَسْلَمِیَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْاٰخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ اِلَی الشَّابِّ فَقَالَ الْكَهْلُ لَمْ تَحِلِّیْ بَعْدُ وَكَانَ اَهْلُهَا غَیَبًا وَرَجَا اِذَا جَاءَ اَهْلُهَا اَنْ یُؤْثِرُوْهُ بِهَا فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِیْ مَنْ شِئْتِ ۔

ترجمہ: ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ سے سوال ہوا کہ حاملہ عورت کا خاوند اگر مر جائے تو وہ کس حساب سے عدت کرےؒ۔ ابن عباس نے کہا کہ دونوں عدتوں میں سے جو عدت دُور ہو اس کو اختیار کرےؒ اور ابوہریرہ نے کہا وضع حمل تک انتظار کرے پھر ابوسلمہ حضرت ام سلمہ کے پاس گئے اور ان سے جا کر پوچھا انہوں نے کہا کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد پندرہ دن میں جنی پھر دو شخصوں نے اس کو پیام بھیجا ایک جوان تھا اور دوسرا ادھیڑ وہ جوان کی طرف مائل ہوئی ادھیڑ نے کہا تیری عدت ہی ابھی نہیں گذری اس خیال سے کہ اس کے عزیز وہاں نہ تھے جب وہ آئیں گے تو شاید اس عورت کو میری طرف مائل کر دیں پھر سبیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا تیری عدت گذر گئی تو جس سے چاہے نکاح کر لے ۔

ف: یعنی چار مہینے دس دن تک عدت کرے یا وضع حمل تک انتظار کرے ۔ ف: یعنے اگر وضع حمل کے ایام قریب ہوں اور چار مہینے دس دن گذرنے میں عرصہ ہو تو چار مہینے دس دن اختیار کرے اگر وضع حمل میں چار مہینے دس دن سے بھی زیادہ دیر ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے ۔

۱۵۷۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ یُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِیَ حَامِلٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا فَقَدْ حَلَّتْ فَاَخْبَرَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ عِنْدَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَوْ وَضَعَتْ وَزَوْجُهَا عَلٰی سَرِیْرِهٖ لَمْ یُدْفَنْ بَعْدُ لَحَلَّتْ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے سوال ہوا کہ اگر عورت حاملہ کا خاوند مر جائے تو اس کی عدت کیا ہے عبداللہ بن عمر نے کہا جب وہ جنے اس کی عدت پوری ہو گئی اتنے میں ایک شخص انصاری نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا اگر خاوند کا جنازہ تخت پر رکھا ہو اور اس کی عورت جنے تو اس کی عدت گذر جائے گی ۔

۱۵۸۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَیْعَةَ الْاَسْلَمِیَّةَ

ترجمہ: مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے

نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ ۔

خاوند کے مرنے کے بعد چند روز میں جنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تیری عدت گذر گئی جس سے چاہے نکاح کرلے ۔

۱۵۹۔ عَنْ : سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْاَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ اِذَا وَضَعَتْ مَا فِيْ بَطْنِهَا فَقَدْ حَلَّتْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ فَجَآءَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِيْ يَعْنِيْ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَبَعَثُوْا كُرَيْبًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَجَآءَهُمْ فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّهَا قَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ ۔

ترجمہ : سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اختلاف کیا اس عورت کی عدت میں جو پندرہ روز بعد اپنے خاوند کے مرنے کے جنے ابوسلمہ نے کہا جب وہ جنے تو اس کی عدت گذر گئی اور عبداللہ بن عباس نے کہا نہیں دونوں عدتوں میں جو دور ہو وہاں تک انتظار کرے اتنے میں ابوہریرہ آئے انہوں نے کہا کہ میں اپنے بھائی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں پھر ان سب لوگوں نے کریب کو جو عبداللہ بن عباس کے مولیٰ تھے بھیجا حضرت ام سلمہ کے پاس اس مسئلے کو پوچھنے کے واسطے انہوں نے کہا کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد چند روز کے جنی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو حلال ہوگئی جس سے چاہے نکاح کرلے ۔

۱۶۰۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور ہمارے شہر کے عالم اسی مذہب پر رہے ۔

۲۱۔ بَابُ مُقَامِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فِيْ بَيْتِهَا حَتّٰى تَحِلَّ

(جس عورت کا خاوند مر جائے اسکو عدت تک اسی گھر میں رہنے کا بیان)

۱۶۱۔ عَنْ : زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ اُخْتُ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا جَآءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا فِيْ بَنِيْ خُدْرَةَ فَاِنَّ زَوْجَهَا فِيْ طَلَبِ اَعْبُدٍ لَّهُ اَبَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ اَدْرَكَهُمْ فَقَتَلُوْهُ قَالَتْ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ فِيْ بَنِيْ خُدْرَةَ فَاِنَّ زَوْجِيْ لَمْ يَتْرُكْنِيْ فِيْ مَسْكَنٍ يَّمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ قَالَتْ

ترجمہ : زینب بنت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ فریعہ بنت مالک بن سنان جو بہن ہیں ابوسعید خدری کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور پوچھا کہ مجھے اپنے لوگوں میں جانے کی اجازت ہے کیونکہ میرے خاوند کے چند غلام بھاگ گئے تھے وہ ان کے ڈھونڈنے کو نکلے جب قدوم (ایک مقام ہے مدینہ سے سات میل پر) میں پہنچے وہاں غلاموں کو پایا اور غلاموں نے میرے خاوند کو مار ڈالا اور میرا خاوند میرے لئے نہ کوئی مکان ذات کا چھوڑ گیا ہے نہ کچھ خرچ دے گیا ہے اگر آپ کہئے تو میں اپنے کنبے والوں

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَتْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِى الْحُجْرَةِ نَادَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَمَرَنِىْ فَنُوْدِيْتُ لَهٗ فَقَالَ كَيْفَ قُلْتِ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِىْ ذَكَرْتُ لَهٗ مِنْ شَاْنِ زَوْجِىْ فَقَالَ امْكُثِىْ فِىْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَرْسَلَ اِلَىَّ فَسَاَلَنِىْ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَاتَّبَعَهٗ وَقَضٰى بِهٖ ؕ

میں چلی جاؤں آپ نے فرمایا چلی جا جب میں لوٹ کر چلی حجرہ کے باہر نہیں پہنچی تھی کہ پھر آپ نے پکارا یا کسی اور نے آپ کے کہنے سے پکارا اور مجھ سے پوچھا میں نے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اسی گھر میں رہ یہاں تک کہ عدت پوری ہو میں نے اسی گھر میں عدت کی چار مہینے دس دن تک جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے انہوں نے مجھ سے یہ مسئلہ پوچھوا بھیجا اور اسی کے موافق حکم کیا۔

۱۶۲۔ عَنْ : سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرُدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَيْدَاۤءِ يَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ ؕ

ترجمہ: سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اُن عورتوں کو جو خاوند کے مرنے کے بعد سے عدت میں ہوتی تھیں بیدا[1] سے پھیر دیتے تھے حج کو نہ جانے دیتے تھے۔

۱۶۳۔ عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ خَبَّابٍ تُوُفِّىَ وَاَنَّ امْرَاَتَهٗ جَاۤءَتْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَذَكَرَتْ لَهٗ وَفَاةَ زَوْجِهَا وَذَكَرَتْ لَهٗ حَرْثًا لَهُمْ بِقَنَاةٍ وَسَاَلَتْهُ هَلْ يَصْلُحُ لَهَا اَنْ تَبِيْتَ فِيْهِ فَنَهَاهَا عَنْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ سَحَرًا فَتُصْبِحُ فِىْ حَرْثِهِمْ فَتَظَلُّ فِيْهِ يَوْمَهَا ثُمَّ تَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ اِذَا اَمْسَتْ فَتَبِيْتُ فِىْ بَيْتِهَا ؕ

ترجمہ: سائب بن خباب کا انتقال ہو گیا ان کی بی بی عبداللہ بن عمر کے پاس آئیں اور اپنے خاوند کا مرنا بیان کیا اور کہا کہ میری کچھ کھیتی ہے چاہے اگر آپ اجازت دیجئے تو میں وہاں شب کو رہا کروں انہوں نے اس سے منع کیا تو وہ مدینہ سے صبح کو جاتیں دن بھر اپنے کھیت میں رہتیں اور سارا دن وہاں کاٹتیں شام کو پھر مدینہ میں آجاتیں اور رات پھر اپنے گھر میں بسر کرتیں۔

۱۶۴۔ عَنْ : هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِى الْمَرْاَةِ الْبَدَوِيَّةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اَنَّهَا تَنْتَوِىْ حَيْثُ انْتَوٰى اَهْلُهَا ؕ

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے ان کے باپ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ جو لوگ جنگل میں رہا کرتے ہیں اگر ان میں سے کسی کا خاوند مرجائے تو وہ اپنے لوگوں کے ساتھ رہے جہاں وہ اتریں وہاں وہ بھی اترے (عذر کی وجہ سے)

۱۶۵۔ عَنْ : نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَبِيْتُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَا الْمَبْتُوْتَةُ اِلَّا فِىْ بَيْتِهَا ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے جس عورت کا خاوند مر جائے یا طلاق دے دے وہ رات کو اپنے گھر میں رہا کرے (عدت تک)

---

[1] بیداء ایک مقام کا نام ہے۔

۳۲- بَابُ عِدَّةِ أُمِّ الْوَلَدِ إِذَا تُوُفِّيَ سَيِّدُهَا

(جب اُم ولد کا مالک مرجائے اُس کی عدت کا بیان)

۱۶۶- عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ فَرَّقَ بَيْنَ رِجَالٍ وَنِسَائِهِمْ وَكُنَّ أُمَّهَاتِ أَوْلَادِ رِجَالٍ هَلَكُوا فَتَزَوَّجُوهُنَّ بَعْدَ حَيْضَةٍ أَوْ حَيْضَتَيْنِ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمْ حَتَّى يَعْتَدِدْنَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَقُولُ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا مَا هُنَّ مِنَ الْأَزْوَاجِ ؛

ترجمہ: قاسم بن محمد کہتے تھے کہ یزید بن عبدالملک نے تفریق کردی درمیان میں مردوں کے اور ان عورتوں کے جو ام ولد تھیں لوگوں کی اور ان کے مولی مرگئے تھے انہوں نے ایک حیض یا دو حیض کے بعد نکاح کر لئے تھے اور حکم دیا چار مہینے دس دن عدت کرنے کو تب قاسم بن محمد نے کہا سبحان اللہ اللہ فرماتا ہے جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ چار مہینے دس دن عدت کریں اور ام ولد بیبیوں میں داخل نہیں۔

ف: قاسم بن محمد نے یزید بن عبدالملک پر انکار کیا اس بات سے کہ انہوں نے ام ولد کی عدت کو چار مہینے دس دن قرار دیا حالانکہ ام ولد بیبیوں میں داخل نہیں ہے۔

۱۶۷- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ عِدَّةُ أُمِّ وَلَدٍ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا حَيْضَةٌ ؛

ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے کہا ام ولد کا مولی جب مرجائے تو ایک حیض تک عدت کرے۔

۱۶۸- کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہا مالک نے اگر اس اُم ولد کو حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے تک عدت کرے۔

۳۳- بَابُ عِدَّةِ الْأَمَةِ إِذَا تُوُفِّيَ سَيِّدُهَا أَوْ زَوْجُهَا

(لونڈی کا جب مولی یا خاوند مرجائے اس کی عدت کا بیان)

۱۶۹- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ عِدَّةُ الْأَمَةِ إِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَانِ وَخَمْسُ لَيَالٍ ؛

ترجمہ: سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے لونڈی کا خاوند جب مرجائے تو عدت اس کی دو مہینے پانچ دن ہے۔

۱۷۰- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلُ ذٰلِكَ ؛

ترجمہ: ابن شہاب نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

۱۷۱- کہا مالک نے جو غلام لونڈی کو طلاق رجعی دے پھر مرجائے اور اس کی عورت عدت میں ہو تو اب دو مہینے پانچ دن تک عدت کرے۔ اگر وہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اپنے خاوند سے جدا نہ ہونا چاہے یہاں تک کہ خاوند اس کا عدت میں مرجائے تو اب وہ لونڈی مثل آزاد عورت کے چار مہینے دس دن تک عدت کرے کیونکہ عدت وفات کی بعد آزادی کے اس پر لازم ہوئی تو مثل آزاد عورت کے کرنا چاہیے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۲۴۔ بابُ مَاجَاءَ فِي الْعَزْلِ (عزل کے بیان میں)

ف: انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لینا اور باہر منزل ہونا اس کا نام عزل ہے۔

۱۴۲۔ عَنْ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَسَاَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَاَحْبَبْنَا الْفِدَاءَ فَاَرَدْنَا اَنْ نَعْزِلَ فَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَسْاَلَهُ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ ؞

ترجمہ: ابن محیریز سے روایت ہے کہ میں مسجد میں گیا وہاں ابو سعید خدری کو بیٹھے دیکھا میں نے پوچھا عزل درست ہے انھوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق میں گئے وہاں عورتیں کافروں کی قید ہوئیں ہم لوگوں کو شہوت ہوئی اور مجردی دشوار گذری اور یہ بھی ہم چاہتے تھے کہ ان عورتوں کو بیچ کر روپیہ حاصل کریں اسلئے ہم نے چاہا کہ عزل کریںؑ پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں بغیر آپ سے پوچھے کیونکر عزل کریں اسلئے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عزل کرنے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ جس جان کو پیدا کرنا اللہ کو منظور ہے وہ خواہ مخواہ پیدا ہوگی قیامت تکؒ۔

ف۱: کیونکہ اگر عزل نہ کریں گے تو حمل کا خوف ہے اور جب حمل ہو جائے گا تو بیچنا مشکل ہوگا۔

ف۲: بعض علماء نے عزل کو جائز رکھا ہے بعضوں نے مکروہ مگر ترک اس کا بہتر ہے۔

۱۴۳۔ عَنْ: اُمِّ وَلَدٍ لِاَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ ؞

ترجمہ: ابو ایوب انصاری عزل کرتے تھے۔

۱۴۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ لَا يَعْزِلُ وَكَانَ يَكْرَهُ الْعَزْلَ ؞

ترجمہ: عبداللہ بن عمر عزل نہیں کرتے تھے اور مکروہ جانتے تھے عزل کو۔

۱۴۵۔ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو بْنِ غَزِيَّةَ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَجَاءَهُ ابْنُ فَهْدٍ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ اِنَّ عِنْدِيْ جَوَارِيَ لَيْسَ نِسَائِيَ اللَّاتِيْ اُكِنُّ بِاَعْجَبَ اِلَيَّ مِنْهُنَّ وَلَيْسَ كُلُّهُنَّ يُعْجِبُنِيْ اَنْ تَحْمِلَ مِنِّيْ اَفَاَعْزِلُ فَقَالَ زَيْدٌ اَفْتِهِ يَا حَجَّاجُ فَقُلْتُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اِنَّمَا نَجْلِسُ عِنْدَكَ لِنَتَعَلَّمَ مِنْكَ قَالَ اَفْتِهِ يَا حَجَّاجُ قَالَ فَقُلْتُ هُوَ حَرْثُكَ اِنْ شِئْتَ سَقَيْتَهُ وَاِنْ شِئْتَ اَعْطَشْتَهُ قَالَ وَكُنْتُ اَسْمَعُ ذٰلِكَ

ترجمہ: حجاج بن عمرو بن غزیہ بن ثابت پاس بیٹھے تھے اتنے میں ابن فہد ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا اور کہا اے ابا سعید (کنیت ہے زید بن ثابت کی) میرے پاس چند لونڈیاں ہیں جو میری بیبیوں سے بہتر ہیں مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ سب حاملہ ہو جائیں کیا میں ان سے عزل کروں زید نے حجاج سے کہا مسئلہ بتاؤ حجاج نے کہا اللہ تمہیں بخشے ہم تو تمہارے پاس علم سیکھنے کو آتے ہیں زید نے کہا بتاؤ جب میں نے کہا وہ تیری کھیتیاں ہیں تیرا جی چاہے ان میں پانی پہنچا یا جی چاہے سوکھا رکھؑ میں ایسا ہی سنا کرتا تھا زید سے

مِنْ زَيْدٍ فَقَالَ زَيْدٌ صَدَقَ ۔

زید نے کہا سچ بولا۔

ف: یعنے چاہے ان سے جماع کرے اور نطفہ ٹھہرنے دے چاہے عزل کرا اور نطفہ نہ ٹھہرنے دے۔

۱۰۰ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ ذَفِيفٌ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ فَدَعَا جَارِيَةً لَهُ فَقَالَ اَخْبِرِيهِمْ فَكَأَنَّمَا اسْتَحْيَتْ فَقَالَ هُوَ ذٰلِكَ اَمَّا اَنَا فَاَفْعَلُهُ يَعْنِي اَنَّهُ يَعْزِلُ ۔

ترجمہ: ذفیف سے روایت ہے کہ ابن عباس سے سوال ہوا عزل کرنا درست ہے یا نہیں انہوں نے اپنی لونڈی کو بلا کر کہا تو ان کو بتادے اس نے شرم کی عبداللہ بن عباس نے کہا دیکھ لو ایسا ہی حکم ہے میں تو عزل کیا کرتا ہوں۔

۱۰۱ کہا مالک نے آزاد عورت سے عزل کرنا بغیر اس کی اجازت کے درست نہیں اور اپنی لونڈی سے بغیر اس کی اجازت کے درست ہے اور پرائی لونڈی سے اسکے مالک کی اجازت لینا ضروری ہے۔

۳۵۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِحْدَادِ (سوگ کا بیان)

۱۰۲ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْاَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ اَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ اُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٍ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ فَدَهَنَتْ بِهِ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَحَتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَالِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ اَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَالِي بِالطِّيبِ حَاجَةٌ غَيْرَ اَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ اُمِّي اُمَّ

ترجمہ: حمید بن نافع سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے تین حدیثیں ان سے بیان کیں ایک تو یہ کہ میں ام حبیبہ کے پاس گئی جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ان کے باپ ابوسفیان بن حرب مرے تھے تو ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی جس میں زردی ملی ہوئی تھی وہ خوشبو ایک لونڈی کے لگا کر اپنے گلوں پر لگائی اور کہا کہ قسم خدا کی مجھے خوشبو کی احتیاج نہیں مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں کہ کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے خاوند کے کہ اس پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے دوسری حدیث یہ ہے کہ زینب نے کہا میں زینب بنت جحش پاس جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی جب ان کے بھائی مر گئے تھے انہوں نے خوشبو منگا کر لگائی اور کہا قسم خدا کی مجھے خوشبو کی حاجت نہیں مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں کہ سوگ کرے کسی مردے پر تین روز سے زیادہ مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے۔ تیسری حدیث یہ ہے کہ زینب نے کہا میں اپنی ماں ام سلمہ

سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ
جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا
وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا أَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا كُلَّ
ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّ
عَشْرًا وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ
عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا
تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ
الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا
وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا وَّلَا شَيْئًا
حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ
أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهٖ فَقَلَّ مَا تَفْتَضُّ
بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعْرَةً فَتَرْمِيْ
بِهَا ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيْبٍ وَّغَيْرِهٖ۔

۱۷۹۔ عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ
لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ۔

۱۸۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لِامْرَأَةٍ حَادٍّ عَلٰى
زَوْجِهَا اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ مِنْهَا اكْتَحِلِيْ
بِكُحْلِ الْجَلَاءِ بِاللَّيْلِ وَامْسَحِيْهِ بِالنَّهَارِ۔

۱۸۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَ
سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا كَانَا يَقُوْلَانِ فِي الْمَرْأَةِ
يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا خَشِيَتْ فِيْ بَصَرِهَا مِنْ رَمَدٍ
بِهَا أَوْ شَكْوٰى أَصَابَهَا أَنَّهَا تَكْتَحِلُ وَتَتَدَاوٰى بِدَوَاءٍ
أَوْ كُحْلٍ وَإِنْ كَانَ فِيْهِ طِيْبٌ۔

پاس گئی جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے
کہا ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہنے
لگی یا رسول اللہ میری بیٹی کا خاوند مر گیا اور اس کی آنکھیں دکھتی
ہیں اگر فرمائیے تو سرمہ لگا دوں آپ نے فرمایا
نہیں نہیں دو بار یا تین بار بلکہ چار مہینے دس دن تک پرہیز
کرنا ضروری ہے اور جاہلیت میں ایک سال تک پرہیز کرتے
تھے جب سال ختم ہوتا تو اونٹ کی مینگنی پھینکتے تھے۔ حمید
نے کہا میں نے زینب سے پوچھا اونٹ کی مینگنی پھینکنے سے
کیا مطلب ہے انہوں نے کہا زمانہ جاہلیت میں جب عورت
کا خاوند مر جاتا تو ایک کھنڈر میں چلے جاتے اور برے سے
برے کپڑے پہن بیٹھتے پھر ایک سال تک خوشبو وغیرہ کچھ نہ
لگاتے بعد ایک سال کے ایک جانور لاتے گدھا یا بکری
یا کوئی پرندہ اسکو اپنے بدن پر ملتے اکثر وہ مر جاتا بعد اس کے
باہر نکلتے تو ایک اونٹ کی مینگنی اس کو دیتے اسکو پھینک
کر پھر اختیار ہوتا چاہے خوشبو لگائے یا اور کوئی کام کرے۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اور حضرت ام المومنین
حفصہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایمان لائے اللہ پر
اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں سوگ کرنا کسی مردے
پر تین راتوں سے زیادہ مگر خاوند پر۔

ترجمہ: حضرت ام سلمہ نے ایک عورت سے کہا جو سوگ
میں تھی اپنے خاوند کے اور اس کی آنکھ دکھتی تھی رات
کو وہ سرمہ لگائے جس سے آنکھ روشن ہو اور دن کو
پونچھ ڈالے۔

ترجمہ: سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کہتے تھے جس
عورت کا خاوند مر جائے اور اس کو اپنی آنکھ کے
آشوب کے پاس اور دکھ کی شکایت ہو وہ سرمہ لگائے
اور دوا کرے اگر چہ اس میں خوشبو ہو۔

۱۸۲۔ کہا مالک نے جب ضرورت ہو تو اللہ جل جلالہٗ کا دین آسان ہے۔

۱۸۳۔ عَنْ: صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا وَهِيَ حَادٌّ عَلَى زَوْجِهَا عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَلَمْ تَكْتَحِلْ حَتَّى كَادَتْ عَيْنَاهَا تَرْمَصَانِ ۞

ترجمہ: صفیہ بنت ابی عبید اپنے خاوند کے سوگ میں تھیں یعنے عبداللہ بن عمر کے انہوں نے سُرمہ نہ لگایا اور ان کی آنکھیں دُکھتی تھیں یہاں تک کہ چیپڑ آنے لگا۔

۱۸۴۔ کہا مالک نے جو عورت سوگ میں ہو اپنے خاوند کے اور وہ زیور کی قسم سے کچھ نہ پہنے نہ انگوٹھی نہ پائے زیب نہ اور زیور نہ یمن کا کپڑا مگر جب موٹا اور سخت ہو نہ رنگا ہوا کپڑا مگر سیاہ نہ کنگھی کرے نہ کھلی ڈالے مگر بیری وغیرہ کے پتّوں سے بالوں کو دھو سکتی ہے یا اور کسی چیز سے جس میں خوشبو نہ ہو۔ کہا مالک نے جس عورت کا خاوند مر جائے وہ تیل زیتون کا یا تل کا جس میں خوشبو نہ ہو لگائے۔

۱۸۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَادٌّ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلَتْ عَلَى عَيْنَيْهَا صَبِرًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ إِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَاجْعَلِيهِ بِاللَّيْلِ وَامْسَحِيهِ بِالنَّهَارِ ۞

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کے پاس گئے اور وہ سوگ میں تھیں اپنے خاوند ابو سلمہ کے انہوں نے اپنی آنکھوں پر ایلوا لگایا تھا آپ نے پوچھا یہ کیا لگایا اے ام سلمہ۔ انہوں نے کہا یہ ایلوا ہے یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا رات کو لگایا کر اور دن کو پونچھ ڈالا کر۔

۱۸۶۔ کہا مالک نے اگر عورت نابالغ ہو اس کو حیض نہ آتا ہو وہ بھی مثل بالغہ کے سوگ کرے جب خاوند اس کا مر جائے اور جن امور سے بالغہ کو پرہیز کرنا لازم ہے ان سے وہ بھی پرہیز کرے۔

۱۸۷۔ کہا مالک نے جب لونڈی کا خاوند مر جائے وہ دو مہینے پانچ دن تک سوگ کرے۔

۱۸۸۔ کہا مالک نے جب ام ولد کا مولٰے مر جائے تو وہ سوگ نہ کرے کیونکہ سوگ ان عورتوں پر لازم ہے جو خاوند والیاں ہوں۔

۱۸۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ تَجْمَعُ الْحَادُّ رَأْسَهَا بِالسِّدْرِ وَالزَّيْتِ ۞

ترجمہ: حضرت بی بی ام سلمہ فرماتی تھیں جو عورت سوگ میں ہو وہ اپنے سر کو بیری کے پتّے سے دھو سکتی ہے اور زیتون کا تیل ڈال سکتی ہے۔

الحمد للہ کتاب نکاح اور طلاق کی ختم ہوئی

كِتَابُ الرَّضَاعِ

کتاب رضاع کے بیان میں

ف :۔ یعنے دُودھ پلانے کے بیان میں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ا۔ بَابُ رَضَاعَةِ الصَّغِيْرِ (بچے کو دُودھ پلانے کا بیان)

۱۔ عَنْ : عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ لِحَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَارَسُوْلَ اللهِ لَوْكَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ ؛

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس تھے ان کے گھر میں اتنے میں حضرت عائشہ نے ایک مرد کی آواز سُنی جو حفصہ کے گھر میں جانے کی اجازت چاہتا تھا حضرت عائشہ بولیں یا رسول اللہ یہ کون شخص ہے جو آپ کے گھر میں جانا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ فلاں شخص ہے ۔حضرت حفصہ کے رضاعی چچا کا نام لیا جب حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ اگر میرا رضاعی چچا زندہ ہوتا تو کیا میرے سامنے آتا آپ نے فرمایا ہاں رضاعت حرام کرتی ہے جیسے نسب حرام کرتا ہے۔

یعنے جیسے نسبی باپ یا چچا یا بھائی محرم ہے اس سے نکاح درست نہیں ایسا ہی رضاعی باپ یا چچا یا بھائی بھی محرم ہے۔

۲۔ عَنْ : عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ عَلَيَّ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَاْذَنِيْ لَهٗ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ

ترجمہ : حضرت عائشہ نے کہا میرا چچا رضاعی میرے پاس آیا اور مجھ سے اجازت مانگی اندر آنے کی میں نے کہا بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھے ہوئے اجازت نہ دُوں گی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو پوچھا آپ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تو اجازت دے دے اس کو آنے کی میں نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو تو عورت نے دُودھ پلایا تھا مرد کا اس میں کیا تعلق آپ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے بیشک تیرے پاس آئے گا اور یہ گفتگو جب کی ہے کہ آیت حجاب

وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ ۔

اتر چکی تھی ۔ حضرت عائشہ نے کہا جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں ۔

۳۔ عَنْ: عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ نے کہا کہ میرا چچا رضاعی افلح میرے پاس آیا بعد اترنے آیت حجاب کے میں نے اس کو اندر آنے کی اجازت نہ دی جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے میں نے ان سے بیان کیا آپ نے فرمایا اس کو اجازت دو آنے کی ۔

۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَ مَصَّةً وَاحِدَةً فَإِنَّهُ يُحَرِّمُ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عباس کہتے تھے دو برس کے اندر بچہ اگر ایک دفعہ بھی دودھ چوسے تو رضاعت کی حرمت ثابت ہوگی ۔

۵۔ عَنْ: عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَأَرْضَعَتْ إِحْدَاهُمَا غُلَامًا وَأَرْضَعَتِ الْأُخْرَى جَارِيَةً فَقِيلَ لَهُ هَلْ يَتَزَوَّجُ الْغُلَامُ الْجَارِيَةَ فَقَالَ لَا اللِّقَاحُ وَاحِدٌ ۔

ترجمہ: عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس سے سوال ہوا اگر ایک شخص کی دو بیبیاں ہوں ان میں سے ایک بی بی ایک لڑکے کو دودھ پلا دے اور دوسری بی بی ایک لڑکی کو کیا اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے درست ہے جواب دیا نہیں درست کیونکہ دونوں کا باپ ایک ہی ہے ۔

۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا رَضَاعَةَ إِلَّا لِمَنْ أُرْضِعَ فِي الصِّغَرِ وَلَا رَضَاعَةَ لِكَبِيرٍ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر کہتے تھے رضاعت وہی ہے جو دو برس کے اندر ہو اس کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی ۔

ف: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے مگر حضرت عائشہ کے نزدیک بڑے آدمی کو بھی دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوجاتی ہے ۔

۷۔ عَنْ: سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرْسَلَتْ بِهِ وَهُوَ يَرْضَعُ إِلَى أُخْتِهَا أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ أَرْضِعِيهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيَّ قَالَ سَالِمٌ فَأَرْضَعَتْنِي أُمُّ كُلْثُومٍ ثَلَاثَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ مَرِضَتْ فَلَمْ تُرْضِعْنِي غَيْرَ ثَلَاثِ رَضَعَاتٍ فَلَمْ أَكُنْ أَدْخُلُ عَلَى عَائِشَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّ أُمَّ كُلْثُومٍ لَمْ تُتِمَّ لِي عَشْرَ رَضَعَاتٍ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ نے سالم بن عبداللہ کو جب وہ شیرخوار تھے اپنی بہن ام کلثوم کے پاس بھیجا اس لئے کہ دس بار ان کو دودھ پلائیں تو بغیر پردہ کے میرے سامنے آجایا کریں سالم نے کہا ام کلثوم نے مجھ کو تین بار دودھ پلایا بعد اس کے میں بیمار ہوگیا (وہ بیمار ہوگئیں) اس لئے میں حضرت عائشہ کے سامنے نہیں جاتا تھا کیونکہ میں نے ام کلثوم کا دس بار دودھ نہیں پیا تھا ۔

ف : بعض علماء کے نزدیک ایک یا دو مرتبہ دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی جب تک دس بار نہ پیئے اور بعضوں کے نزدیک جب تک پانچ بار نہ پیئے شافعی اور احمد کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک تھوڑا یا بہت دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

۸۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ حَفْصَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرْسَلَتْ بِعَاصِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ اِلٰى اُخْتِهَا فَاطِمَةَ بِنْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تُرْضِعُهُ عَشْرَ رَضَعَاتٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَهُوَ صَغِيْرٌ يَرْضَعُ فَفَعَلَتْ فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا ۔

ترجمہ : صفیہ بنت ابی عبید سے روایت ہے کہ ام المومنین حفصہ نے عاصم بن عبداللہ بن سعد کو جب وہ شیر خوار تھے اپنی بہن فاطمہ بنت عمر بن خطاب پاس بھیجا تا کہ ان کو دس مرتبہ دودھ پلائیں جب وہ بڑے ہو جائیں تو ان کے سامنے ہوا کریں فاطمہ نے عاصم کو دودھ پلا دیا پھر عاصم جب بڑے ہوئے تو حضرت حفصہ ان کے سامنے ہوا کرتیں۔

۹۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ اَرْضَعَتْهُ اَخَوَاتُهَا وَبَنَاتُ اَخِيْهَا وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ اَرْضَعَهُ نِسَاءُ اِخْوَتِهَا ۔

ترجمہ : قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ سامنے ہوتیں ان لوگوں کے جن کو دودھ پلایا تھا ان کی بہنوں نے اور بھتیجیوں نے اور نہیں سامنے ہوتی تھیں ان لوگوں کے جن کو دودھ پلایا تھا ان کی بھاوجوں نے۔

ف : شاید یہ حضرت عائشہ کا مذہب ہو گا کہ رضاعت کی حرمت عورت سے ثابت ہوتی ہے نہ مرد سے مگر جمہور علماء کے نزدیک اگر بھاوج کا دودھ بھائی سے ہو تو وہ لڑکا محرم ہو جائے گا کیونکہ یہ عورت اس کی پھوپی ہوئی۔

۱۰۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ اَنَّهُ سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّضَاعَةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ كُلُّ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَاِنْ كَانَتْ قَطْرَةً وَاحِدَةً فَهُوَ يُحَرِّمُ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ فَاِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ يَاْكُلُهُ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُقْبَةَ ثُمَّ سَاَلْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ۔

ترجمہ : ابراہیم بن عقبہ نے سعید بن المسیب سے پوچھا رضاعت کا حکم سعید نے کہا جو رضاعت دو برس کے اندر ہو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ ہو اور جو دو برس کے بعد ہو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی بلکہ وہ مثل اور کھانوں کے ہے ابراہیم نے کہا پھر میں نے عروہ بن الزبیر سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

۱۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا مَا كَانَ فِي الْمَهْدِ وَاِلَّا مَا اَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ ۔

ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے کہا سعید بن المسیب کہتے تھے رضاعت وہی ہے جو بچپنے میں ہو جب بچہ جھولی میں رہتا ہو اور اس رضاعت سے خون اور گوشت بڑھے۔

۱۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الرَّضَاعَةُ قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا تُحَرِّمُ وَالرَّضَاعَةُ مِنْ قِبَلِ الرِّجَالِ تُحَرِّمُ ۔

ترجمہ : ابن شہاب کہتے تھے رضاعت تھوڑی ہو یا بہت حرمت ثابت کر دیتی ہے اور رضاعت مردوں کی طرف سے بھی حرمت ثابت کر دیتی ہے۔

۱۳۔ کہا یحییٰ نے امام مالک کہتے تھے دو برس کے اندر رضاعت قلیل ہو یا کثیر حرمت ثابت کر دیتی ہے اور دو برس کی رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ مثل اور کھانوں کے ہے۔

۲- بَابُ مَاجَاءَ فِي الرَّضَاعَةِ بَعْدَ الْكِبَرِ (بڑے پن میں رضاعت کا بیان)

۱۴- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَكَانَ تَبَنَّى سَالِمًا الَّذِي كَانَ يُقَالُ لَهُ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَأَنْكَحَ أَبُو حُذَيْفَةَ سَالِمًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ ابْنُهُ أَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَفْضَلِ أَيَامَى قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَا أَنْزَلَ فَقَالَ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ رُدَّ كُلُّ وَاحِدٍ تُبُنِّيَ مِنْ أُولَئِكَ إِلَى أَبِيهِ فَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ أَبُوهُ رُدَّ إِلَى مَوْلَاهُ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ وَهِيَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ وَأَنَا فُضُلٌ وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا بَيْتٌ وَاحِدٌ فَمَاذَا تَرَى فِي شَأْنِهِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَحْرُمُ بِلَبَنِهَا وَكَانَتْ تَرَاهُ ابْنًا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَأَخَذَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَنْ كَانَتْ تُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ فَكَانَتْ تَأْمُرُ أُخْتَهَا أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَبَنَاتِ أَخِيهَا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ

ترجمہ: ابن شہاب سے سوال ہوا کہ بڑھ پن میں کوئی آدمی عورت کا دودھ پیئے تو اس کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے اور جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے انہوں نے بیٹا بنایا تھا سالم کو تو سالم مولی کہلاتے تھے ابی حذیفہ کے جیسے زید کو بیٹا کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوحذیفہ نے سالم کا نکاح اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید سے کر دیا تھا جو پہلے ہجرت کرنے والوں میں تھی اور تمام قریش کی ثیبہ عورتوں میں افضل تھیں جب اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب میں اتارا زید بن حارثہ کے حق میں کہ ان کو اپنے باپ کا بیٹا کہو یہ اچھا ہے اللہ کے نزدیک اگر ان کے باپ کا نام معلوم نہ ہوتا تو بھائی اور مولے سمجھو جتنے متبنے تھے سب اپنے باپوں کی طرف نسبت ہونے لگے اگر کسی کے باپ کا نام معلوم نہ ہوتا اپنے مالک کی طرف نسبت کئے جاتے تو سہلہ بنت سہیل ابوحذیفہ کی جورو جو بنی عامر بن لوی کی اولاد میں سے تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ ہم تو سالم کو اپنا بچہ سمجھتے تھے ہم ننگے کھلے ہوتے تھے وہ اندر چلا آتا تھا اب کیا کرنا چاہیئے دوسرا گھر بھی ہمارے پاس نہیں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانچ بار دودھ پلا دے تو وہ تیرا محرم ہو جائے گا پھر ابوحذیفہ کی بیوی نے ایسا ہی کیا اور سالم کو اپنا رضاعی بیٹا سمجھنے لگی حضرت ام المومنین عائشہ اسی حدیث پر عمل کرتیں تھیں اور جس مرد کو چاہتیں کہ اپنے پاس آیا جایا کرے تو اپنی بہن ام کلثوم کو حکم کرتیں اور اپنی بھتیجیوں

أَحَبَّتْ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ وَأَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَقُلْنَ لَا وَاللَّهِ مَا نَرَى الَّذِي أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ إِلَّا رُخْصَةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهُ لَا وَاللَّهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهَذِهِ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ فَعَلَى هَذَا كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ۔

کو کہ اس شخص کو اپنا دودھ پلا دیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیبیاں اس کا انکار کرتی تھیں کہ ڈھ بڈھے میں کوئی دودھ پی کر ان کا محرم بن جائے اور ان کے پاس آیا جایا کرے اور وہ یہ کہتی تھیں کہ یہ خاص رخصت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سہلہ بنت سہیل کو قسم خدا کی ایسی رضاعت کی وجہ سے ہمارا کوئی محرم نہیں ہو سکتا ف

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا دودھ حلال ہے علی الخصوص بیماری کی وجہ سے اگر کوئی دوا کے طور پر اس کو پیئے اور یہ بھی معلوم ہو کہ بڑا آدمی بھی جب کسی عورت کا دودھ پی لے تو وہ اس کی محرم ہو جاتی ہے مگر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور کہتے ہیں کہ یہ حکم خاص تھا سہلہ کے لئے اور کو نہیں ہو سکتا۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ سہلہ نے اپنی چھاتی سے سالم کو دودھ پلایا یا نچوڑ کر لیکن راجح یہی ہے کہ چھاتی سے پلایا اور ظاہر حدیث بھی اسی پر دال ہے۔ واللہ اعلم **ف** : عطا اور لیث اور بعض تابعین کا مذہب حضرت عائشہ کے موافق ہے۔ ابن المواز نے کہا اگر کوئی شخص اس حدیث پر عمل کرے اور ایسی رضاعت کی وجہ سے حجاب نہ کرے تو اس پر کچھ عیب نہیں ہو سکتا اور اگر یہ حدیث خاص ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ یہ حکم تیرے لئے خاص ہے اور کسی کو اختیار نہیں مگر آپ نے ایسا نہ کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم عام ہے۔ ابن عربی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے عبداللہ بن صالح نے کہا کہ ایک عورت آئی لیث کے پاس اور کہا کہ میں چاہتی ہوں حج کو جاؤں مگر محرم نہیں ملتا آپ نے فرمایا تو کسی بی بی کے پاس جا وہ تجھ کو دودھ پلائے گی اس بی بی کا خاوند تیرا باپ ہو جائے گا اس کے ساتھ حج کر زرقانی نے کہا حجت لیث کی حدیث ہے حضرت عائشہ کی اور حضرت عائشہ اسی حدیث پر فتویٰ دیتی تھیں اور اعدل الاقوال اور اقوی المسالک اس باب میں وہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اختیار کیا اور اسی کو ابن القیم و قاضی شوکانی نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ رضاع میں صغر معتبر ہے مگر جس مقام پر کہ حاجت داعی ہو جیسے رضاع اس کبیر کا جو عورت کے پاس جانے سے پرہیز نہیں کر سکتا ہے اور عورت کا اس سے پردہ کرنا دشوار ہے جیسا کہ سالم کے لئے تھا پس حدیث سالم مخصص ہوگی واسطے عموم اس کے کہ رضاعت (درست) وہ ہے جو (فطری) بھوک کی وجہ سے پیش آئی ہو۔ دو سال کی عمر سے پہلے پہلے ہو۔ جو انتڑیوں میں جا کر مل جائے جو دودھ چھڑانے سے پہلے پہلے کی ہو۔ جو ہڈیوں اور گوشت کو بنائے اور پیدا کرے اور اس حدیث پر سب احادیث میں بخوبی مطابقت ہو جاتی ہے اور تعسف جانبین سے مندفع ہو جاتی ہے اور اس کی تفصیل النیل اور مسک الختام اور الروضۃ الندیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۔ عَنْ : عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ عِنْدَ دَارِ الْقَضَاءِ يَسْأَلُهُ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

ترجمہ : عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر کے پاس آیا میں ان کے ساتھ تھا دار القضاء کے پاس پوچھنے لگا بڑے آدمی کی رضاعت کا کیا حکم ہے عبداللہ بن عمر

عُمَرَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي كَانَتْ لِي وَلِيدَةٌ وَكُنْتُ أَطَؤُهَا فَعَمَدَتِ امْرَأَتِي إِلَيْهَا فَأَرْضَعَتْهَا فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ دُونَكَ فَقَدْ وَاللَّهِ أَرْضَعْتُهَا فَقَالَ عُمَرُ أَوْجِعْهَا وَأْتِ جَارِيَتَكَ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ رَضَاعَةُ الصَّغِيرِ ٭

نے کہا ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا بولا میری ایک لونڈی تھی اس سے میں صحبت کیا کرتا تھا میری جورو نے قصداً اُسے دودھ پلا دیا جب میں اس کے پاس جانے لگا بولی سُن لے قسم خدا کی میں اس کو دودھ پلا چکی ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنی بی بی کو سزا دے اور اپنی لونڈی سے صحبت کر رضاعت چھوٹے پن میں ہوتی ہے۔ (نہ بڑھاپے میں)

۱۶۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ فَقَالَ إِنِّي مَصَصْتُ عَنِ امْرَأَتِي مِنْ ثَدْيِهَا لَبَنًا فَذَهَبَ فِي بَطْنِي فَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ لَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ انْظُرْ مَا تُفْتِي بِهِ الرَّجُلَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَمَا تَقُولُ أَنْتَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ لَا رَضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ مَا كَانَ هَذَا الْحَبْرُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ ٭

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے ایک شخص نے ابوموسیٰ اشعری سے کہا میں اپنی عورت کا دودھ چھاتی سے چوس رہا تھا وہ میرے پیٹ میں چلا گیا ابوموسیٰ نے کہا وہ میرے نزدیک وہ عورت تجھ پر حرام ہوگئی عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا دیکھو کیا مسئلہ بتاتے ہو اس شخص کو ابوموسیٰ بولے اچھا تم کیا کہتے ہو عبداللہ بن مسعود نے کہا رضاعت وہ ہے جو دو برس کے اندر ہو جب ابوموسیٰ نے کہا مجھ سے کچھ مت پوچھا کرو جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے (یعنے عبداللہ بن مسعود کو کہا)

۳۔ بَابُ جَامِعِ مَا فِي الرَّضَاعَةِ (رضاعت کی مختلف حدیثوں کا بیان)

۱۷۔ عَنْ: عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ ٭

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضاعت سے حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے حرام ہو جاتا ہے۔

۱۸۔ عَنْ: جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذَلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ شَيْئًا ٭

ترجمہ: جدامہ بنت وہب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے قصد کیا تھا کہ منع کردوں جماع سے جب تک عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے پھر مجھے معلوم ہوا کہ روم اور فارس کے لوگ ایسا کیا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو نقصان نہیں ہوتا۔

۱۹۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا پہلے قرآن شریف میں یہ اُترا تھا کہ دس بار دودھ پلائے تو حرمت ثابت ہوتی ہے پھر منسوخ ہوگیا اور پانچ بار پلانا ٹھہرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور لوگ اس کو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَأُ فِي الْقُرْآنِ ؛ قرآن میں پڑھتے تھے ۔

ف : بعض لوگ پڑھتے ہوں گے اور اس کے منسوخ التلاوۃ ہونے سے مطلع نہ ہوں گے اگر یہ آیت ہوگی تو بھی تلاوت اس کی منسوخ ہوگئی اب کلام اللہ میں نہیں ہے ۔ کہا مالک نے اس حدیث پر عمل نہیں ہے (بلکہ قلیل اور کثیر دونوں رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے)

كِتَابُ الْعِتْقِ وَالْوَلَاءِ

کتاب عتق اور ولاء کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ

(جو شخص غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے)

۱۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ ؛

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے اور اس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ غلام کی قیمت دے سکے تو اس غلام کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ ادا کرے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو جس قدر اس غلام میں سے آزاد ہوا ہے اتنا ہی حصہ آزاد رہے گا ۔

ف : مالک اور شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور لیث اور اسحاق کے نزدیک اگر آزاد کرنے والا مفلس ہو تو باقی شریک غلام سے محنت کرا کر اپنے حصوں کے دام وصول کر لیں جب وہ محنت کر کے اپنے شریکوں کا حصہ ادا کر دے تو پورا آزاد ہو جائے گا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مولیٰ اگر اپنے مرنے کے بعد اپنے غلام کا ایک حصہ جیسے ثلث یا ربع یا نصف آزاد کر جائے تو بعد مولیٰ کے مر جانے کے اسی قدر حصہ جتنا مولیٰ نے آزاد کیا تھا آزاد ہو جائے گا کیونکہ اس حصے کی آزادی بعد مولیٰ کے مر جانے کے لازم ہوئی اور جب تک مولیٰ زندہ تھا اس کو اختیار تھا جب مر گیا تو موافق اس کی وصیت کے اسی قدر حصہ آزاد ہوگا اور باقی غلام آزاد نہ ہوگا اسواسطے کہ وہ غیر کی ملک ہو گیا تو باقی غلام غیر کی طرف سے کیونکر آزاد ہوگا نہ اس نے آزادی شروع کی اور نہ ثابت کی اور نہ اس کے واسطے ولاء ہے بلکہ یہ میت کا فعل ہے اسی نے آزاد کیا اور اسی نے اپنے لئے ولاء ثابت کی تو غیر کے مال میں کیونکر درست ہوگا البتہ اگر یہ وصیت کر جائے کہ باقی غلام بھی اس کے مال میں سے آزاد کر دیا جائے اور ثلث مال

میں سے وہ غلام آزاد ہو سکتا ہو تو آزاد ہو جائے گا پھر اس کے شریکوں یا وارثوں کو تعرض نہیں پہنچتا کیونکہ اُن کا کچھ ضرر نہیں ۔
۳۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے اپنی بیماری میں تہائی غلام آزاد کر دیا تو وہ ثلث مال میں سے پورا آزاد ہو جائے گا کیونکہ یہ شل اس شخص کے نہیں ہے جو اپنی تہائی غلام کی آزادی اپنی موت پر معلق کر دے اس واسطے کہ اس کی آزادی قطعی نہیں جب تک زندہ ہے رجوع کر سکتا ہے اور جس نے اپنے مرض میں تہائی غلام قطعاً آزاد کر دیا اگر وہ زندہ رہ گیا تو کل غلام آزاد ہو جائیگا کیونکہ میت کا تہائی مال میں تصرف درست ہے جیسے صحیح سالم کا تصرف کل مال میں درست ہے ۔

۲۔ بَابُ الشَّرْطِ فِي الْعِتْقِ (آزادی میں شرط کرنے کا بیان)

۴۔ کہا مالک نے جس شخص نے اپنا غلام قطعی طور پر آزاد کر دیا یہاں تک کہ اس کی شہادت ہوگئی اور اس کی حرمت پوری ہوگئی اور اس کی میراث ثابت ہوگئی اب اس کے مولیٰ کو نہیں پہنچتا کہ اس پر کسی مال یا خدمت کی شرط لگا دے یا اس پر کچھ غلامی کا بوجھ ڈالے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا حصہ غلام میں سے آزاد کر دے تو اس کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ کے آزاد کرے اور غلام اس کے اوپر آزاد ہو جائے گا پس جس صورت میں وہ غلام خاص اسی کی ملک ہے تو زیادہ تر اس کی آزادی پوری کرنے کا حقدار ہوگا اور غلامی کا بوجھ اس پر نہ رکھ سکے گا۔

۳۔ بَابُ مَنْ أَعْتَقَ رَقِيقًا لَا يَمْلِكُ مَالًا غَيْرَهُمْ (جو شخص سوائے چند غلاموں کے اور کچھ نہ رکھتا ہو اور ان کو آزاد کر دے)

۵۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ سِتَّةً عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَسْهَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ ثُلُثَ تِلْكَ الْعَبِيدِ ؞

ترجمہ: حسن بصری اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا آپ نے قرعہ ڈال کر دو کی آزادی قائم رکھی ۔

ف: کیونکہ دو ثلث ہے چھ کا اور مریض کا تصرف ثلث مال میں نافذ ہے باقی وارثوں کا حق ہے قرعہ ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ چھ کاغذ کے ٹکڑے لے کر چار پر غلامی کا لفظ اور دو پر آزادی کا لکھا پھر ان کو لپیٹ کر گولیاں بنا کر ہر ایک غلام کے نام پر ایک ایک گولی کو نکالا جس کے نام پر آزادی کا پرچہ نکلا وہ آزاد ہو گیا اور جس کے نام پر غلامی کا نکلا وہ غلام ہو گیا۔ ائمہ ثلثہ کا یہی مذہب ہے اور ظاہر حدیث سے یہی مستفاد ہے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک ہر ایک غلام کا تہائی حصہ آزاد ہو جائے گا اور باقی کے واسطے محنت مزدوری کر کے وارثوں کو دو تہائی دام ادا کریں گے بعد اس کے آزاد ہو جائیں گے کہا مالک نے مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس شخص کے پاس سوائے اُن چھ غلاموں کے اور کچھ مال نہ تھا۔

۶۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا فِي إِمَارَةِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ أَعْتَقَ رَقِيقًا لَهُ كُلَّهُمْ جَمِيعًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَأَمَرَ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ بِتِلْكَ الرَّقِيقِ فَقُسِمَتْ أَثْلَاثًا ثُمَّ أَسْهَمَ عَلَى أَيِّهِمْ يَخْرُجُ سَهْمُ الْمَيِّتِ فَيَعْتِقُونَ

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابان بن عثمان کی خلافت میں اپنے سب غلاموں کو آزاد کر دیا اور سوا ان غلاموں کے اور کچھ مال اس شخص کے پاس نہ تھا تو ابان بن عثمان نے حکم کیا ان غلاموں کے تین حصے کئے گئے پھر جس حصے پر میت کا حصہ نکلا وہ غلام

فَوَقَعَ السَّهْمُ عَلٰى اَحَدِ الْاَثْلَاثِ فَعَتَقَ الثُّلُثُ الَّذِیْ وَقَعَ عَلَیْهِ السَّهْمُ۔

آزاد ہوگئے اور جن حصوں پر وارثوں کا نام نکلا وہ غلام رہے۔

۴۔ بَابُ مَالِ الْمَمْلُوْكِ اِذَا عَتَقَ (جب غلام آزاد ہوجائے اس کا مال کون لے)

۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا اُعْتِقَ تَبِعَهٗ مَالُهٗ۔

ترجمہ: شہاب کہتے تھے کہ سنت جاری ہے اس بات بات پر جب غلام آزاد ہوجائے اسکا مال اسی کو ملیگا۔

ف: یعنی جو مال اس نے قبل آزادی کے حاصل کیا ہے اور غلام کے پاس موجود ہے یہ مذہب امام مالک اور بعض علماء کا ہے اکثر علماء کے نزدیک وہ مولیٰ کا حق کہا مالک نے اس کی نظیر یہ ہے کہ غلام جب مکاتب کیا جائے تو جو مال اس کے پاس ہو وہ غلام ہی کا رہے گا۔ اور اولاد میں یہ حکم نہیں ہوسکتا غلام کی جو اولاد آزاد یا مکاتب کرتے وقت ہوگی وہ مولے کو ملے گی۔ کہا مالک نے اس کی دلیل یہ ہے کہ غلام اور مکاتب جب مفلس ہوجائیں تو ان کے مال اور ام ولد لے لیں گے مگر اولاد کو نہ لیں گے کیونکہ اولاد غلام کا مال نہیں ہے۔ کہا مالک نے اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ غلام جب بیچا جائے اور خریدار اس کے مال لینے کی شرط کرلے تو اولاد اس میں داخل نہ ہوگی۔ کہا مالک نے غلام اگر کسی کو زخمی کرے تو اس کے دیت میں وہ خود اور مال اس کا گرفت کیا جائے گا مگر اس کی اولاد سے مواخذہ نہ ہوگا۔

۵۔ بَابُ عِتْقِ اُمَّهَاتِ الْاَوْلَادِ وَجَامِعِ الْقَضَاءِ فِی الْعَتَاقَةِ

(ام ولد کا آزاد ہونا اور آزاد کرنے کے اختیار کا بیان)

۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اَيُّمَا وَلِيْدَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا فَاِنَّهٗ لَا يَبِيْعُهَا وَلَا يَهَبُهَا وَلَا يُوَرِّثُهَا وَهُوَ يَسْتَمْتِعُ بِهَا فَاِذَا مَاتَ فَهِیَ حُرَّةٌ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا جو لونڈی اپنے مالک سے جنے تو مالک اس کو نہ بیچے نہ ہبہ کرے نہ وہ مالک کے وارثوں کے ملک میں آسکتی ہے بلکہ جب تک مالک زندہ رہے اس سے مزا لے جب مر جائے وہ آزاد ہوجائے گی۔

ف: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا عمل اسی قول پر ہے اور بعض لوگوں نے ام ولد کا بیچنا درست رکھا ہے۔

۱۳۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتَتْهُ وَلِيْدَةٌ قَدْ ضَرَبَهَا سَيِّدُهَا بِنَارٍ اَوْ اَصَابَهَا بِهَا فَاَعْتَقَهَا۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک لونڈی آئی جس کو اس کے مولیٰ نے آگ سے جلایا تھا آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔

ف: یعنی اس کی آزادی کا حکم دے دیا دارقطنی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ایک لونڈی حضرت عمرؓ کے پاس آن کر بولی میرے مولے نے مجھ پر تہمت لی اور مجھے آگ پر بٹھایا میری شرم گاہ جل گئی آپ نے فرمایا اس نے کوئی امر تیرا دیکھا تھا بولی نہیں پھر فرمایا تو نے قصور کا اقرار کیا تھا بولی نہیں آپ نے فرمایا اس کے مولیٰ کو بلاؤ وہ آیا آپ نے اس سے کہا

اللہ جس چیز سے عذاب دے گا تو بھی اسی سے عذاب دیتا ہے بولا میں نے اس کو قصور وار سمجھا اپنے جی میں آپ نے فرمایا تو نے کوئی امر اپنی آنکھوں سے دیکھا بولا نہیں پھر آپ نے فرمایا اس نے اقرار کیا بولا نہیں جب آپ نے فرمایا قسم خدا کی اگر میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سُنا ہوتا کہ مالک سے مملوک کا بدلہ نہ لیا جائے گا تو میں اس کا عوض لیتا پھر آپ نے اس کو سو کوڑے مارے اور لونڈی سے کہا جا تو آزاد ہے اللہ نے تجھے آزاد کیا اور اس کے رسول نے اگر مولیٰ اپنے غلام یا لونڈی کو سخت تکلیف پہنچائے تو وہ جبر کیا جائے گا اس کے آزاد کرنے پر کہا مالک نے جس شخص پر اتنا قرض ہو کر سارا مال اس کا قرض میں جا سکے وہ اگر غلام یا لونڈی کو آزاد کر دے تو درست نہیں اسی طرح نابالغ کو آزاد کرنا اپنے غلام یا لونڈی کا درست نہیں جب تک بالغ نہ ہو جائے نہ اس کے ولی کو جب تک ولایت اس کی قائم ہے۔

۶۔ بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْعِتْقِ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

(جس لونڈی یا غلام کا عتاق واجب میں آزاد کرنا درست ہے اس کا بیان)

۱۴۔ عَنْ: عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ جَارِيَةً لِي كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لِي فَجِئْتُهَا وَقَدْ فُقِدَتْ مِنْهَا شَاةٌ مِنَ الْغَنَمِ فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ أَكَلَهَا الذِّئْبُ فَأَسِفْتُ عَلَيْهَا وَكُنْتُ مِنْ بَنِي اٰدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ أَفَأُعْتِقُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ اللّٰهُ قَالَتْ فِي السَّمَاءِ فَقَالَ فَمَنْ أَنَا فَقَالَتْ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقْهَا۔

ترجمہ: عمر بن الحکمؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری ایک لونڈی بکریاں چرا رہی تھی جب میں وہاں گیا دیکھا تو ایک بکری گم ہے پوچھا میں نے ایک بکری کہاں ہے بولی اس کو بھیڑیا کھا گیا مجھے غصہ آیا آخر میں آدمی تھا میں نے ایک طمانچہ اس کے منہ پر جڑا میرے ذمے ایک بردہ آزاد کرنا واجب ہے کیا اسی کو آزاد کر دوں آپ نے اس لونڈی سے فرمایا اللہ جل جلالہ کہاں ہے وہ بولی آسمان پر[ف] ہے پھر آپ نے فرمایا میں کون ہوں بولی آپ اللہ کے رسول ہیں پھر آپ نے اس شخص کو فرمایا اس کو آزاد کر دے[ف]۔

ف: یہ وہم ہے امام مالک سے صحیح معاویہ بن الحکم ہے باجماع محدثین۔ ف[۲]: یعنے آسمانوں کے اوپر عرش پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ کو پوچھ سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوچھا اور دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے آنحضرتؐ سے پوچھا این ربنا کہاں ہے پروردگار ہمارا۔ ف[۳]: ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا وہ مومنہ ہے یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور بہت سے ائمہ حدیث نے ذہبی نے کتاب العرش والعلو میں اس حدیث کو کئی طریقوں سے بیان کیا ہے اور جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہتا ہے وہ جاہل ہے علم حدیث سے۔

۱۵۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ لَهُ سَوْدَاءَ فَقَالَ

ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کالی لونڈی لے کر آیا اور کہا یا رسول اللہ میرے اوپر

يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَلَيَّ عِتْقَ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ أَفَأُعْتِقُ هٰذِهِ؟ فَإِنْ كُنْتَ تَرَاهَا مُؤْمِنَةً أُعْتِقُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدِينَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدِينَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَتُوقِنِينَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقْهَا ۞

ایک مسلمان بردہ آزاد کرنا واجب ہے کیا میں اسکو آزاد کر دوں اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ مومن ہے تو میں اسی کو آزاد کر دوں آپ نے اس لونڈی سے فرمایا کیا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ نہیں ہے کوئی معبود سچا سوائے اللہ پاک کے وہ بولی ہاں پھر آپ نے فرمایا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ محمد اللہ تعالٰے کے رسول ہیں وہ بولی ہاں آپ نے فرمایا کیا تو یقین رکھتی ہے اس بات کا کہ مرنے کے بعد پھر جی اٹھیں گے بولی ہاں تب آپ نے فرمایا اس کو آزاد کر دے۔

ف : یہ تو مومنہ ہے۔

۱۶۔ **عَنْ** : سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يُعْتِقُ فِيهَا ابْنَ زِنًا فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ ۞

ترجمہ : ابوہریرہ سے سوال ہوا کہ جس شخص پر ایک بردہ آزاد کرنا لازم ہو گیا وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے جواب دیا ہاں کر سکتا ہے۔

۱۷۔ **عَنْ** : فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُعْتِقَ وَلَدَ زِنًا قَالَ نَعَمْ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ ۞

ترجمہ : فضالہ بن عبید انصاری سے روایت ہے ان سے پوچھا جس شخص پر ایک بردہ آزاد کرنا لازم ہو گیا وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے جواب دیا ہاں کر سکتا ہے۔

۷۔ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الْعِتْقِ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

(جن بردوں کا آزاد کرنا درست نہیں واجب اعتاق میں)

۱۸۔ **عَنْ** مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الرَّقَبَةِ الْوَاجِبَةِ هَلْ تُشْتَرٰى بِشَرْطٍ فَقَالَ لَا ۞

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے سوال ہوا کہ جس بردہ کا آزاد کرنا واجب ہو وہ شرط لگا کر خرید کیا جائے کہا نہیں۔

ف : یعنے مشتری یہ شرط لگا کر خرید کرے کہ میں آزاد کر دوں گا۔ اس شرط سے خرید کرنا ممنوع ہے۔

۱۹۔ کہا مالک نے جو شخص غلام کو آزاد کرنے کے لئے اور اس پر آزاد کرنا واجب ہو تو اس شرط سے نہ خریدے کہ میں آزاد کر دوں گا اسواسطے کہ اگر اس شرط سے خریدے گا تو بائع رعایت کر کے اس کی قیمت کم کر دے گا اس صورت میں وہ پورا رقبہ نہ ہو گا۔ کہا مالک نے اگر نفلی طور پر غلام آزاد کرنا چاہے تو آزادی کی شرط لگا کر خرید کر سکتا ہے کہا مالک نے جن کفارات میں بردہ آزاد کرنا واجب ہے ضروری ہے کہ وہ بردہ مسلمان ہو اگر نصرانی یا یہودی یا مکاتب یا مدبر

یا معتق الی اجل یا ام ولد یا اندھا ہو درست نہیں البتہ نفلی طور پر یہودی یا نصرانی یا مجوسی غلام آزاد کر سکتا ہے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اپنی کتاب میں فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً منًا سے مراد مفت آزاد کر دینا ہے کہا مالک نے جس بردہ کا آزاد کرنا واجب ہے اس کا مسلمان ہونا ضروری ہے اسی طرح کفارات میں انہیں مسکینوں کو کھانا کھلانا چاہیے جو مسلمان ہوں کافروں کو درست نہیں۔

۸۔ بَابُ عِتْقِ الْحَيِّ عَنِ الْمَيِّتِ (مُردے کی طرف سے آزاد کرنے کا بیان)

۲۰۔ عَنْ: عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أُمَّهُ أَرَادَتْ أَنْ تُوصِيَ ثُمَّ أَخَّرَتْ ذٰلِكَ إِلَى أَنْ تُصْبِحَ فَهَلَكَتْ وَقَدْ كَانَتْ هَمَّتْ بِأَنْ تُعْتِقَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَيَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي هَلَكَتْ فَهَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ۔

ترجمہ: عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ کی ماں نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا پھر صبح تک دیر کی رات کو مر گئیں اور ان کا قصد بردہ آزاد کرنے کا تھا عبد الرحمٰن نے کہا میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا اگر میں اپنی ماں کی طرف سے آزاد کر دوں تو ان کو کچھ فائدہ ہوگا قاسم نے کہا کہ سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں مر گئی اگر میں اس کی طرف سے بردہ آزاد کروں کیا اس کو فائدہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

۲۱۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي نَوْمٍ نَامَهُ فَأَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَابًا كَثِيرَةً۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا عبد الرحمٰن بن ابو بکر سوتے سوتے مر گئے حضرت عائشہ نے ان کی طرف سے بہت سے بردے آزاد کئے۔

۲۲۔ کہا مالک نے مجھے یہ روایت بہت پسند ہے اس باب میں۔

۹۔ بَابُ فَضْلِ عِتْقِ الرِّقَابِ وَعِتْقِ الزَّانِيَةِ وَابْنِ الزِّنَا

(بردے آزاد کرنے کی فضیلت اور زانیہ اور ولد زنا کے آزاد کرنے کا بیان)

۲۳۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ أَيُّهَا أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلَاهَا ثَمَنًا وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا۔

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کون سا بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جس کی قیمت بھاری ہو اور اس کے مالکوں کو بہت مرغوب ہو۔

۲۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَعْتَقَ وَلَدَ

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر نے ولد الزنا کو اور اس کی

زِنَاوَاُمَّہٗ ۔ ماں کو آزاد کیا ۔

۱۰۔ بَابٌ مَصِیْرُ الْوَلَاءِ لِمَنْ اَعْتَقَ (ولا اسی کو ملے گی جو آزاد کرے)

۲۵۔ عَنْ : عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّھَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِیْرَۃُ فَقَالَتْ اِنِّیْ کَاتَبْتُ اَھْلِیْ عَلٰی تِسْعِ اَوَاقٍ فِیْ کُلِّ عَامٍ اُوْقِیَّۃٌ فَاَعِیْنِیْنِیْ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اِنْ اَحَبَّ اَھْلُكِ اَنْ اَعُدَّھَا لَھُمْ عَنْكِ عَدَدْتُھَا وَیَکُوْنَ لِیْ وَلَاءُكِ فَعَلْتُ فَذَھَبَتْ بَرِیْرَۃُ اِلٰی اَھْلِھَا فَقَالَتْ لَھُمْ ذٰلِكَ فَاَبَوْا عَلَیْھَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِ اَھْلِھَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ لِعَائِشَۃَ اِنِّیْ قَدْ عَرَضْتُ عَلَیْھِمْ ذٰلِكَ فَاَبَوْا عَلَیَّ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ الْوَلَاءُ لَھُمْ فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَھَا فَاَخْبَرَتْہُ عَائِشَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذِیْھَا وَاشْتَرِطِیْ لَھُمُ الْوَلَاءَ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَۃُ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ یَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَیْسَتْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ مَا کَانَ مِنْ شَرْطٍ لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَھُوَ بَاطِلٌ وَاِنْ کَانَ مِائَۃَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰہِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰہِ اَوْثَقُ وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ۔

ترجمہ : حضرت عائشہ کے پاس بریرہ آئی اور کہا کہ مجھ کو میرے لوگوں نے مکاتب کیا ہے نو اوقیہ[1] پر ہر سال میں ایک اوقیہ تو میری مدد کرو حضرت عائشہ نے کہا اگر تیرے لوگوں کو منظور ہو تو میں ایک دفعہ میں سب دے دیتی ہوں مگر تیری ولاء میں لوں گی بریرہ اپنے لوگوں کے پاس گئی ان سے بیان کیا انہوں نے ولاء دینے سے انکار کیا پھر بریرہ لوٹ کر آئی حضرت عائشہ کے پاس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور کہا میں نے اپنے لوگوں سے بیان کیا وہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ولاء ہم لیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر پوچھا کیا حال ہے حضرت عائشہ نے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا تم بریرہ کو لے لو اور ولاء کی شرط انہیں لوگوں کے واسطے کر دو کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے[2] ۔ حضرت عائشہ نے ایسا ہی کیا بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں گئے اور کھڑے ہو کر اللہ جل جلالہ کی تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے گو سو بار لگائی جائے اللہ کا حکم سچا اور اس کی شرط مضبوط ہے ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے ۔

ف[1] : اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے ۔ ف[2] : یعنی شرع کی رو سے ولاء کا مستحق وہی ہے جو آزاد کرے پھر جو شرط اس کے خلاف کی جائے وہ لغو ہے تم یہ شرط منظور کر لو اس سے کچھ نہ ہوگا ولاء انہیں کو ملے گی ۔

۲۶۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَۃَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِیَ جَارِیَۃً تُعْتِقُھَا فَقَالَ اَھْلُھَا نَبِیْعُکِھَا عَلٰی اَنَّ وَلَاءَھَا لَنَا فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے ایک لونڈی کو خرید کر آزاد کرنا چاہا اس کے لوگوں نے کہا ہم اس شرط سے بیچتے ہیں کہ ولاء ہم کو ملے حضرت عائشہ نے یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے

يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ۞

فرمایا تیرا کچھ حرج نہیں ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

۲۷۔ عَنْ : عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِيْنُ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنْ اَحَبَّ اَهْلُكِ اَنْ اَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَّاحِدَةً وَّاُعْتِقَكِ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِاَهْلِهَا فَقَالُوْا لَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ لَنَا وَلَاؤُكِ ۞

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ بریرہ آئی حضرت عائشہ سے مدد مانگنے کو حضرت عائشہ نے کہا اگر تیرے لوگوں کو منظور ہو کہ میں یکمشت ان کو تیری قیمت ادا کر دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں تو میں راضی ہوں بریرہ نے یہ اپنے لوگوں سے بیان کیا انہوں نے کہا ہم نہیں بیچیں گے مگر اس شرط سے کہ ولاء ہم کو ملے۔

ف: بدل کتابت کے آزاد کرنے میں۔

۲۸۔ قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فَزَعَمَتْ عَمْرَةُ اَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ۞

ترجمہ: عمرہ نے کہا کہ پھر حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو خرید کر آزاد کر دے کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔

۲۹۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ولاء کی بیع یا ہبہ سے۔

ف: زمانۂ جاہلیت میں لوگ غلاموں کو آزاد کر کے ان کی ولا بیچ ڈالتے تھے یا ہبہ کرتے تھے آپ نے اس سے منع کیا۔

۳۰۔ کہا مالک نے جو غلام اپنے تئیں مولیٰ سے مول لے لے اس شرط سے کہ میری ولا جس کو میں چاہوں گا اس کو ملے گی تو یہ جائز نہیں کیونکہ ولا اسی کو ملے گی جو آزاد کرے اور اگر مولیٰ نے غلام کو اجازت دیدی کہ جس سے جی چاہے موالات کا عقد کرلے تو بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولا اسی کو ملے گی جو آزاد کرے اور منع کیا آپ نے ولا کی بیع اور ہبہ سے پس اگر مولیٰ کو یہ امر جائز ہو کہ غلام سے ولا کی شرط کرلے یا اجازت دے جس کو وہ چاہے ولا ملے اس صورت میں ولاء کا ہبہ ہو جائے گا۔

۱۱۔ بَابُ جَرِّ الْعَبْدِ الْوَلَاءَ اِذَا اُعْتِقَ

(جب غلام آزاد ہو تو ولا اپنی طرف کھینچ لیتا ہے)

۳۱۔ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ اشْتَرٰى عَبْدًا فَاَعْتَقَهُ وَلِذٰلِكَ الْعَبْدِ بَنُوْنَ مِنِ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ فَلَمَّا اَعْتَقَهُ الزُّبَيْرُ قَالَ هُمْ مَوَالِيَّ وَقَالَ مَوَالِيْ اُمِّهِمْ بَلْ هُمْ مَوَالِيْنَا فَاخْتَصَمُوْا اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام نے ایک غلام خرید کر آزاد کیا اس غلام کی اولاد ایک آزاد عورت سے تھی جب زبیر نے غلام کو آزاد کر دیا تو زبیر نے کہا اس کی اولاد میرے مولیٰ ہیں اور ان کی ماں کے لوگوں نے کہا ہمارے مولیٰ ہیں دونوں نے جھگڑا کیا حضرت

فَقَضٰى عُثْمَانُ لِلزُّبَيْرِ بِوَلَائِهِمْ ۔

عثمان کے پاس آئے آپ نے حکم کیا کہ ان کی وِلا زبیر کو ملے گی۔

۴۲۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنْ عَبْدٍ لَهٗ وَلَدٌ مِنِ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ لِمَنْ وَلَاؤُهُمْ قَالَ سَعِيْدٌ اِنْ مَاتَ اَبُوْهُمْ وَهُوَ عَبْدٌ لَمْ يُعْتَقْ فَوَلَاؤُهُمْ لِمَوَالِيْ اُمِّهِمْ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے سوال ہوا اگر ایک غلام کا لڑکا آزاد عورت سے ہو تو اس لڑکے کی ولا کس کو ملے گی سعید بن المسیب نے کہا اگر اس لڑکے کا باپ غلامی کی حالت میں مر جائے تو ولا اس کی ماں کے موالی کو ملے گی۔

۴۳۔ کہا مالک نے مثال اس کی یہ ہے ملاعنہ عورت کا لڑکا اپنے ماں کے موالی کی طرف منسوب ہوگا اگر وہ مر جائے گا وہی اس کے وارث ہوں گے اگر جنایت کرے گا وہی دیت دیں گے پھر اگر اس عورت کا خاوند اقرار کرلے کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اس کی ولا باپ کے موالی کو ملے گی وہی وارث ہوں گے وہی دیت دیں گے مگر اس کے باپ پر حدِ قذف پڑے گی کہا مالک نے اسی طرح اگر عورت ملاعنہ عربی ہو اور خاوند اس کے لڑکے کا اقرار کرے کہ میرا لڑکا ہے تو وہ لڑکا اپنے باپ سے ملا دیا جائے گا۔ جب تک خاوند اقرار نہ کرے تو اس لڑکے کا ترکہ اس کی ماں اور اخیافی[له] بھائیوں کو حصہ دے کر جو بچ رہے گا مسلمانوں کا حق ہوگا اور ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے موالی کو اس واسطے ملتی ہے کہ جب تک اس کے خاوند نے اقرار نہیں کیا نہ اس لڑکے کا نسب ہے نہ اس کا کوئی عصبہ ہے جب خاوند نے اقرار کرلیا نسب ثابت ہوگیا اپنے عصبہ سے مل جائے گا۔

۴۴۔ کہا مالک نے جس غلام کی اولاد آزاد عورت سے ہو اور غلام کا باپ آزاد ہو تو وہ اپنے پوتے کے ولا کا مالک ہوگا جب تک باپ غلام رہے گا جب باپ آزاد ہوجائے گا تو ولاء اس کے موالی کو ملے گی اگر باپ غلامی کی حالت میں مر جائے گا تو میراث اور ولا دادا کو ملے گی اگر اس غلام کے دو آزاد لڑکوں میں سے ایک لڑکا مر جائے اور باپ ان کا غلام ہو تو ولا اور میراث اس کے دادا کو ملے گی۔ کہا مالک نے حاملہ لونڈی اگر آزاد ہوجائے اور خاوند اس کا غلام ہو پھر خاوند بھی آزاد ہو جائے وضع حمل سے پہلے یا بعد تو ولا اس بچہ کی اس کی ماں کے موالی کو ملے گی کیونکہ یہ بچہ قبل آزادی کے اس کا غلام ہوگیا البتہ جو حمل اس عورت کو بعد آزادی کے ٹھہرے گا اس کی ولاء اس کے باپ کو ملے گی جب وہ آزاد کر دیا جائے کہا مالک نے جو غلام اپنے مولیٰ کے اذن سے اپنے غلام کو آزاد کرے تو اس کی ولا مولیٰ کو ملے گی غلام کو نہ ملے گی اگرچہ آزاد ہو جائے۔

۱۲۔ بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَاءِ (ولاء کی میراث کا بیان)

۴۶۔ عَنْ: عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ الْعَاصِيَ بْنَ هِشَامٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِيْنَ لَهٗ ثَلَاثَةً اثْنَانِ لِاُمٍّ وَرَجُلٌ لِعَلَّةٍ فَهَلَكَ اَحَدُ الَّذِيْنَ لِاُمٍّ وَتَرَكَ مَالًا وَمَوَالِيَ فَوَرِثَهٗ اَخُوْهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ مَالَهٗ وَوَلَاءَ مَوَالِيْهِ ثُمَّ هَلَكَ الَّذِيْ وَرِثَ الْمَالَ

ترجمہ: عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عاصی بن ہشام مر گئے اور تین بیٹے چھوڑ گئے دو اس میں سے سگے بھائی تھے اور ایک سوتیلا (یعنے ماں اس کی اور تھی) تو سگے بھائیوں میں سے ایک بھائی مر گیا اور مال اور غلام آزاد کئے ہوئے چھوڑ گیا اس کا وارث سگا بھائی ہوا مال اور غلاموں کی سب ولا اس نے لی پھر وہ بھائی بھی مر گیا

له اخیافی مادری بھائیوں کو کہتے ہیں یعنی ماں ایک ہو اور باپ جدا جدا۔ اگر باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا تو وہ علاتی بھائی کہلاتے ہیں۔ اگر ماں باپ دونوں ایک ہوں تو ان کو حقیقی یا عینی بھائی کہتے ہیں ۱۲۔

وَوَلَاءَ الْمَوَالِي وَتَرَكَ ابْنَهُ وَأَخَاهُ لِأَبِيهِ فَقَالَ ابْنُهُ قَدْ أَحْرَزْتُ مَا كَانَ أَبِي أَحْرَزَ مِنَ الْمَالِ وَوَلَاءَ الْمَوَالِي وَقَالَ أَخُوهُ لَيْسَ كَذَلِكَ إِنَّمَا أَحْرَزْتَ الْمَالَ وَأَمَّا وَلَاءُ الْمَوَالِي فَلَا أَرَأَيْتَ لَوْ هَلَكَ أَخِي الْيَوْمَ أَلَسْتُ أَرِثُهُ أَنَا فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَضَى لِأَخِيهِ بِوَلَاءِ الْمَوَالِي ؛

اور ایک بیٹا اور سوتیلا بھائی (یعنے وہی عاصی بن ہشام کا بیٹا) چھوڑ گیا بیٹے نے کہا میں اپنے باپ کے مال اور ولا کا مالک ہوں بھائی نے کہا بے شک مال کا تو مالک ہے مگر ولا کا مالک نہیں فرض کر کہ اگر یہ لا بھائی میرا آج مرتا تو میں اس کا وارث ہوتا یا تو پھر دونوں نے جھگڑا کیا حضرت عثمان کے پاس آئے آپ نے ولا بھائی کو دلائی۔

ف: بلکہ میں ہوتا کیونکہ میں اس کا سوتیلا بھائی ہوں اور تو بھائی کا بیٹا ہے اور بھائی کے ہوتے ہوئے ولا بھتیجے کو نہیں پہنچی۔

۳۷۔ عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ فَاخْتَصَمَ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَنَفَرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ مِنْ جُهَيْنَةَ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ كُلَيْبٍ فَمَاتَتِ الْمَرْأَةُ وَتَرَكَتْ مَالًا وَمَوَالِي فَوَرِثَهَا ابْنُهَا وَزَوْجُهَا ثُمَّ مَاتَ ابْنُهَا فَقَالَ وَرَثَتُهُ لَنَا وَلَاءُ الْمَوَالِي قَدْ كَانَ ابْنُهَا أَحْرَزَهُ فَقَالَ الْجُهَنِيُّونَ لَيْسَ كَذَلِكَ إِنَّمَا هُمْ مَوَالِي صَاحِبَتِنَا فَإِذَا مَاتَ وَلَدُهَا فَلَنَا وَلَاؤُهُمْ وَنَحْنُ نَرِثُهُمْ فَقَضَى أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ لِلْجُهَنِيِّينَ بِوَلَاءِ الْمَوَالِي ؛

ترجمہ: عبداللہ بن ابوبکر بن حزم کے والد ابان بن عثمان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں کچھ لوگ جہینہ کے اور کچھ لوگ بنی الحارث بن خزرج کے لڑتے جھگڑتے آئے مقدمہ یہ تھا کہ ایک عورت جہینہ کے نکاح میں تھی ایک شخص بنی الحارث بن خزرج میں سے جس کا نام ابراہیم بن کلیب تھا وہ عورت مر گئی اور مال اور غلام آزاد کئے ہوئے چھوڑ گئی اس کا خاوند اور بیٹا وارث ہوا پھر اس کا بیٹا مر گیا اب بیٹے کے وارثوں نے کہا ولا ہم کو ملے گی کیونکہ عورت کا بیٹا اس ولا پر قابض ہو گیا تھا اور جہینہ کے لوگ یہ کہتے تھے کہ ولا کے مستحق ہم ہیں اسلئے کہ وہ غلام ہمارے کنبے کی عورت کے غلام ہیں جب اس عورت کا لڑکا مر گیا ولا ہم کو ملیگی ابان بن عثمان نے جہینہ کے لوگوں کو ولا دلائی۔

۳۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِي رَجُلٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِينَ لَهُ ثَلَاثَةً وَتَرَكَ مَوَالِيَ أَعْتَقَهُمْ هُوَ عَتَاقَةً ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ بَنِيهِ هَلَكَا وَتَرَكَا أَوْلَادًا فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَرِثُ الْمَوَالِيَ الْبَاقِي مِنَ الثَّلَاثَةِ فَإِذَا هَلَكَ هُوَ فَوَلَدُهُ وَوَلَدُ إِخْوَتِهِ فِي وَلَاءِ الْمَوَالِي شَرَعٌ سَوَاءٌ ؛

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا جو شخص مر جائے اور تین بیٹے چھوڑ جائے اور آزاد کئے ہوئے غلام چھوڑ جائے پھر ان تینوں بیٹوں میں سے دو بیٹے مر جائیں اور اولاد اپنی چھوڑ جائیں تو ولاء کا وارث تیسرا بھائی ہوگا جب وہ مر جائے تو اس کی اولاد اور ان دونوں بھائیوں کی اولاد ولا کے استحقاق میں برابر ہوگی۔

۱۳- بَابُ مِيرَاثِ السَّائِبَةِ وَوَلَاءِ مَنْ أَعْتَقَ الْيَهُودِيُّ وَالنَّصْرَانِيُّ

(سائبہ کی میراث کا بیان اور اس غلام کی ولاء کا بیان جسکو یہودی یا نصرانی آزاد کرے)

ف : سائبہ کے معنے آزاد بے قید یہاں مراد اُس غلام سے جس کو آزاد کر دے اور یہ کہہ دے کہ ولاء تیری کسی کا حق نہیں ہے

۳۹- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبَةِ فَقَالَ يُوَالِي مَنْ شَاءَ فَإِنْ مَاتَ وَلَمْ يُوَالِ أَحَدًا فَمِيرَاثُهُ لِلْمُسْلِمِينَ وَعَقْلُهُ عَلَيْهِمْ۔

ترجمہ : امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا سائبہ کا حکم انہوں نے کہا سائبہ جس شخص سے چاہے عقد موالات کرلے اگر مر جائے اور کسی سے موالات نہ کرے تو اس کی میراث مسلمانوں کو ملے گی اگر وہ جنایت کرے گا تو دیت بھی وہی دیں گے ۔

۴۰- کہا مالک نے میرے نزدیک یہ ہے کہ سائبہ کسی سے عقد موالات نہ کرے اور میراث اس کی مسلمانوں کو ملے گی اور دیت بھی وہی دیں گے کہا مالک نے اگر یہودی یا نصرانی کا غلام مسلمان ہو جائے پھر وہ اُس کو آزاد کر دے تو اس کی ولا مسلمانوں کو ملے گی اگر بعد اُس کے وہ یہودی یا نصرانی بھی مسلمان ہو جائے تو ولا اس کی طرف نہ جائے گی البتہ اگر یہودی یا نصرانی غلام کو آزاد کر دے پھر وہ غلام مسلمان ہو جائے بعد اُس کے اس کا مالک مسلمان ہو تو ولا اسی کو ملے گی اس لئے کہ آزادی کے دن بھی ولا کا مستحق وہی تھا کہا مالک نے اگر یہودی یا نصرانی کا لڑکا مسلمان ہو تو وہ اپنے باپ کے آزاد کئے ہوئے غلام کی ولا پائے گا جب وہ غلام مسلمان ہو گیا ہو مگر باپ اس کا مسلمان نہ ہوا ہو جس نے آزاد کیا ہے اور اگر وہ غلام آزادی کے وقت بھی مسلمان تھا تو یہودی یا نصرانی کے مسلمان لڑکے کو ولا نہ ہو گی بلکہ وہ مسلمانوں کا حق ہو گی ۔

كِتَابُ الْمُكَاتَبِ

کتاب مکاتب کے بیان میں

ف : مکاتب وہ غلام ہے جس سے مولیٰ یہ کہے اگر تو اسقدر مال مجھ کو اسقدر مدت میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے جسقدر مال عوض میں آزادی کے ٹھہرے اس کو بدل کتابت کہتے ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمُكَاتَبِ (مکاتب کے احکام کا بیان)

۱- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے مکاتب غلام رہے گا

اَلْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَّا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْ كِتَابَتِهِ ؛ جب تک اس پر کچھ بھی بدل کتابت میں سے باقی رہے ۔

ف ؛ اور ابی شیبہ کی روایت میں ہے مکاتب غلام ہے جب تک اس پر ایک درم بھی باقی ہے اور ابو داؤد ، نسائی اور حاکم نے اس قول کو مرفوعاً روایت کیا ۔

۲۔ عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُوْلَانِ اَلْمُكَاتَبُ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ ؛

ترجمہ ؛ عروہ بن الزبیر اور سلیمان بن یسار کہتے تھے مکاتب غلام ہے جب تک اس پر کچھ بھی بدل کتابت میں سے باقی ہے ۔

۳۔ کہا مالک نے میری رائے بھی ہے کہا مالک نے اگر مکاتب اپنی بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ کر مر جائے اور اپنی اولاد کو جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی تھی یا عقد کتابت میں داخل تھی چھوڑ جائے تو پہلے اسکے مال میں سے بدل کتابت ادا کریں گے پھر جس قدر بچ رہے گا اس کی وارث مکاتب کی اولاد ہو گی ۔

۴۔ عَنْ ؛ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ اَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِابْنِ الْمُتَوَكِّلِ هَلَكَ بِمَكَّةَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِّنْ كِتَابَتِهِ وَتَرَكَ دُيُوْنًا لِلنَّاسِ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ فَاَشْكَلَ عَلٰى عَامِلِ مَكَّةَ الْقَضَاءُ فِيْهِ فَكَتَبَ اِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يَسْاَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اَنِ ابْدَاْ بِدُيُوْنِ النَّاسِ ثُمَّ اقْضِ مَا بَقِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ ثُمَّ اقْسِمْ مَا بَقِيَ مِنْ مَّالِهِ بَيْنَ ابْنَتِهِ وَمَوْلَاهُ ؛

ترجمہ ؛ حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ابن متوکل کا مکہ میں مر گیا اور کچھ بدل کتابت اس پر باقی رہ گیا تھا اور لوگوں کا قرض بھی تھا اور ایک بیٹی چھوڑ گیا تو مکہ کے عامل کو اس باب میں حکم کرنا دشوار ہوا تو اس نے عبدالملک بن مروان کو لکھا عبدالملک نے اس کے جواب میں لکھا کہ پہلے لوگوں کا قرض ادا کر پھر جس قدر بدل کتابت باقی رہ گیا ہے اس کو ادا کر بعد اس کے جو کچھ بچے وہ اس کی بیٹی اور مولی کو تقسیم کر دے ۔

ف ؛ یعنے نصف بیٹی کو اور نصف مولی کو کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر غلام اپنے مولی کو کہے مجھ کو مکاتب کر دے تو مولی پر ضروری نہیں خواہ مخواہ مکاتب کرے اور میں نے کسی عالم سے نہیں سنا کہ مولی پر جبر ہو گا اپنے غلام کے مکاتب کرنے پر اور جب شخص ان سے اللہ جل جلالہ کے اس قول کو بیان کرتا کہ مکاتب کرو اپنے غلاموں کو اگر اس میں بہتری جانو تو وہ یہ آیتیں پڑھتے جب تم احرام کھول ڈالو شکار کرو ۔ جب نماز ہو جائے تو پھیل جاؤ زمین میں اور اللہ کا فضل ڈھونڈو ۔

ف ؛ یعنے اللہ جل جلالہ نے اس آیت میں امر فرمایا مکاتب کرنے کا اور امر وجوب کے واسطے ہے ۔

ف ؛ یعنے ان آیتوں میں جیسا امر وجوب کے واسطے نہیں ہے ایسا ہی مکاتب کرنے کا امر بھی وجوب کے واسطے نہیں ہے ۔ کہا بلکہ یہ امر اذن کے واسطے ہے نہ کہ وجوب کے واسطے کہا مالک نے میں نے بعض اہل علم سے سنا اس آیت کی تفسیر میں (دو تم اپنے مکاتبوں کو اس مال سے جو دیا تم کو اللہ تعالیٰ نے) کہتے تھے مراد اس آیت سے یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس کے بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دے ۔ کہا مالک نے میں نے یہ اچھا سنا اور اسی پر لوگوں کو عمل کرتے ہوئے پایا ۔ کہا مالک نے مجھے پہنچا کہ عبداللہ ابن عمرؓ نے اپنے غلام کو مکاتب کیا پینتیس ہزار درم پر پھر آخر میں اسے پانچ ہزار درم معاف کر دیئے ۔ کہا مالک نے جب غلام مکاتب ہو جائے اس کا مال اسی کو ملے گا مگر اولاد اس کے عقد کتابت میں داخل نہ ہو گی البتہ جب شرط لگائے تو اولاد بھی داخل ہو گی کہا مالک نے جس

شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا اور اس غلام کی ایک لونڈی تھی جو حاملہ تھی اس سے مگر حمل کا حال نہ غلام کو معلوم تھا نہ مولی کو تو وہ بچہ جب پیدا ہوگا مکاتب کو نہ ملے گا بلکہ مولی کو ملے گا البتہ لونڈی مکاتب ہی کی رہے گی کیونکہ وہ اس کا مال ہے۔

۱۷۔ کہا مالک نے اگر ایک عورت اپنا مکاتب چھوڑ کر مرگئی اور اس کے دو وارث ہیں ایک خاوند اور ایک لڑکا اس عورت کا پھر مکاتب مرگیا قبل ادا کرنے بدل کتابت کے تو خاوند اور لڑکا موافق کتاب اللہ کے اس کی میراث کو تقسیم کرلیں گے (ایک ربع خاوند کا ہوگا اور باقی بیٹے کا) اور جو بعد ادا کرنے بدل کتابت کے مرا تو میراث اس کی سب بیٹے کو ملے گی خاوند کو کچھ نہ ملے گا کہا مالک نے اگر مکاتب اپنے غلام کو مکاتب کرے تو دیکھیں گے اگر اس نے رعایت کے طور پر بدل کتابت کم ٹھہرایا ہے تو یہ کتابت جائز نہ ہوگی اور جو بدل کتابت اپنا فائدہ دیکھ کر ٹھہرایا ہے تو جائز ہوگی کہا مالک نے جو شخص اپنی مکاتبہ لونڈی سے صحبت کرے اور وہ حاملہ ہوجائے تو اس لونڈی کو اختیار ہے چاہے وہ ام ولد بن کر رہے چاہے اپنی کتابت قائم رکھے اگر حاملہ نہ ہو تو وہ مکاتب رہے گی کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اس کو کوئی مکاتب نہیں کرسکتا اگرچہ دوسرا شریک اجازت بھی دے بلکہ دونوں شریک مل کر مکاتب کر سکتے ہیں کیونکہ اگر ایک شریک اپنے حصہ کو مکاتب کردے گا اور مکاتب بدل کتابت ادا کر دے گا تو اسقدر حصہ آزاد ہوجائے گا اب اس شریک پر جس نے کچھ حصہ آزاد کیا لازم نہیں کہ دوسرے شریک کو ضمانت دے کر اس کی آزادی پوری کرے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ جو حکم فرمایا ہے دوسرے شریک کے حصہ کی قیمت ادا کرنے کا وہ عتاق میں ہے نہ کہ کتابت میں کہا مالک نے اگر اس شریک کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو وہ اپنے حصہ کو مکاتب کرکے کل یا بعض بدل کتابت وصول کرلے تو جس قدر وصول کیا ہو اس کو وہ اور اس کا شریک اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں کتابت باطل ہوجائے گی اور وہ مکاتب بدستور غلام رہے گا کہا مالک نے جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک آدمی ان میں سے اس کو مہلت دے اور دوسرا نہ دے اور جس شخص نے مہلت نہ دی وہ اپنا کچھ حق وصول کرلے بعد اس کے مکاتب مرجائے اور اسقدر مال نہ چھوڑے کہ اس کے بدل کتابت کو کافی ہو تو جسقدر مال چھوڑ گیا ہے تو پہلے دونوں شریک اپنے اپنے بقایا وصول کرکے جو کچھ بچے گا برابر بانٹ لیں گے۔ اگر مکاتب عاجز ہوگیا اور جس شخص نے مہلت نہ دی اس نے دوسرے شریک کی نسبت کچھ زیادہ وصول کرلیا ہے تو غلام دونوں میں آدھا آدھا مشترک رہے گا اور جس نے زیادہ لیا ہے وہ اپنے شریک کو کچھ نہ پھیرے گا کیونکہ اس نے اپنے شریک کی اجازت سے لیا ہے۔ اگر ایک نے اپنا حصہ معاف کر دیا تھا اور دوسرے نے کچھ وصول کیا پھر غلام عاجز ہوگیا تو وہ غلام دونوں میں مشترک رہیگا اور جس نے کچھ وصول کرلیا ہے وہ دوسرے شریک کو کچھ نہ دے گا کیونکہ اس نے اپنا حق وصول کیا اس کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کا قرض ایک ہی دستاویز کی رو سے ایک آدمی پر ہو پھر ایک شخص اس کو مہلت دے اور دوسرا شخص حرص کرکے کچھ وصول کرلے بعد اس کے قرضدار مفلس ہوجائے پھر جس شخص نے وصول کرلیا ہے وہ دوسرے شریک کو اس میں سے کچھ نہ دے گا۔

۲۔ بَابُ الْحَمَالَةِ فِي الْكِتَابَةِ (کتابت میں ضمانت کا بیان)

۱۸۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ چند غلام اگر ایک ہی عقد میں مکاتب کئے جائیں تو ایک کا بار دوسرے کو اٹھانا پڑے گا اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو بدل کتابت کم نہ ہوگا اگر کوئی ان میں سے عاجز ہو کر ہاتھ پاؤں چھوڑ دے تو اس

کے ساتھیوں کو چاہیئے کہ موافق طاقت کے اس سے مزدوری کرائیں اور بدل کتابت کے ادا کرنے میں مدد لیں اگر سب آزاد ہوں گے وہ بھی آزاد ہوگا اور جو سب غلام ہوں گے وہ بھی غلام ہوگا کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ بدل کتابت کی ضمانت نہیں ہو سکتی تو غلام کو جب مولیٰ مکاتب کرے تو بدل کتابت کی ضمانت اگر غلام عاجز ہو جائے یا مر جائے کسی سے نہیں لے سکتا نہ یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مکاتب کے بدل کتابت کا ضامن ہوا اور مولیٰ اس کا پیچھا کرے ضامن سے بدل کتابت وصول کرے تو یہ وصول کرنا ناجائز طور پر ہوگا کیونکہ ضامن نے نہ مکاتب کو خرید کیا تاکہ جو مال دیا ہے اُس کے عوض میں آجائے نہ مکاتب آزاد ہوا کہ وہ مال اس کی آزادی کا بدلہ ہو بلکہ مکاتب جب عاجز ہو گیا تو پھر اپنے مولیٰ کا غلام ہو گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابت دین صحیح نہیں جس کی ضمانت درست ہو۔

"بلکہ کتابت ایک شے ہے اگر مکاتب اسکو آزاد کر دے گا آزاد ہو جائیگا ورنہ غلام ہو جائیگا اسی واسطے اگر مکاتب مر جائے اور لوگوں کا قرضدار ہو تو مولیٰ اور قرضخواہوں کے برابر حصہ نہ ہوں گے بلکہ قرض خواہ اسکے مال کے زیادہ حقدار ہوں گے اگر مکاتب عاجز ہو جائے اور لوگوں کا قرضدار ہو تو وہ اپنے مولیٰ کا غلام ہو جائیگا اور قرضخواہوں کا قرضہ اس کے ذمے رہیگا جب آزاد ہو اسوقت اس کا پیچھا کریں گے یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس کو بیچ کر اپنا قرضہ وصول کریں۔"

ف: دین صحیح وہ ہے کہ مدیون کے ذمہ سے ساقط نہ ہو کسی طرح بغیر ادا کئے یا قرض خواہ کے معاف کئے ہوئے۔

۲۰۔ کہا مالک نے جب غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کئے جائیں اور ان میں آپس میں ایسی قرابت نہ ہو جس کے سبب سے ایک دوسرے کے وارث ہوں تو وہ سب ایک دوسرے کے کفیل ہوں گے کوئی ان میں سے بغیر دوسرے کے آزاد نہ ہو سکے گا یہاں تک کہ بدل کتابت پورا پورا ادا کر دیں اگر ان میں سے کوئی مر گیا اور اسقدر مال چھوڑ گیا جو سب کے بدل کتابت سے زیادہ ہے تو اس مال میں سے بدل کتابت ادا کیا جائیگا اور جو کچھ بچ رہے گا مولیٰ لے لے گا اس کے ساتھیوں کو نہ ملے گا پھر ایک غلام کی آزادی میں جس قدر روپیہ اس مال میں صرف ہوا ہے اس کو مولیٰ ہر ایک غلام سے مجرا لے گا کیونکہ جو غلام مر گیا ہے وہ ان کا کفیل تھا جس قدر روپیہ اس کا ان کی آزادی میں اٹھا ان کو ادا کرنا پڑے گا۔ اگر اس مکاتب کا جو مر گیا کوئی آزاد لڑکا ہو جو حالت کتابت میں پیدا نہ ہوا ہو نہ عقد کتابت اس پر واقع ہوا ہو تو وہ اس کا وارث نہ ہوگا کیونکہ مکاتب مرتے وقت آزاد نہ تھا۔

۳۔ بَابُ الْقَطَاعَةِ فِي الْكِتَابَةِ (مکاتب سے قطاعت کرنیکا بیان)

ف: قطاعت اسکو کہتے ہیں کہ مولیٰ بدل کتابت کو چھوڑ کر کسی قدر نقد لینے پر غلام سے راضی ہو جائے تاکہ وہ جلدی آزاد ہو۔

۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُقَاطِعُ مُكَاتَبِيهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ ۔

ترجمہ: حضرت ام سلمہ اپنے مکاتبوں سے قطاعت کرتیں سونے چاندی پر

۲۲۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو تو ایک شریک کو جائز نہیں کہ بغیر دوسرے شریک کے اذن کے اپنے حصے کی قطاعت کرے کیونکہ غلام اور اس کا مال دونوں میں مشترک ہے ایک کو نہیں پہنچتا

کہ اس کے مال میں تصرف کرے بغیر دوسرے شریک کے پوچھے ہوئے ۔ اگر ایک شریک نے قطاعت کے بغیر دوسرے
پوچھے ہوئے اور زرِ قطاعت وصول کر لیا بعد اس کے مکاتب کچھ مال چھوڑ کر مرگیا یا عاجز ہوگیا تو قطاعت کرچکا اس کو اس
مکاتب کے مال میں استحقاق نہ ہوگا نہ یہ ہوسکے گا کہ زرِ قطاعت کو پھیر دے اور اس مکاتب کو پھر غلام کرے البتہ جو
شخص اپنے شریک کے اذن سے قطاعت کرے پھر مکاتب عاجز ہو جائے اور قطاعت کرنے والا یہ چاہے کہ زرِ قطاعت
پھیر کر اس غلام کا اپنے حصے کے موافق مالک ہو جائے تو ہوسکتا ہے ۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو جس
شریک نے قطاعت نہیں کی اس کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ مال بچے گا اس کو دونوں شریک اپنے حصے کے موافق بانٹ
لیں گے اگر ایک نے قطاعت کی اور دوسرے نے نہ کی بعد اس کے مکاتب عاجز ہوگیا تو جس نے قطاعت کی اس سے
کہا جائے گا اگر تجھ کو منظور ہے تو جس قدر روپیہ تو نے قطاعت کا لیا ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو پھیر دے غلام تم دونوں
میں مشترک رہے گا ورنہ پورا غلام اس شخص کا ہو جائے گا جس نے قطاعت نہیں کی کہا مالک نے جو مکاتب دو آدمیوں میں
مشترک ہو ایک آدمی ان میں سے قطاعت کرے دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی اسی قدر غلام سے
وصول کرے جتنا قطاعت کرنے والے نے وصول کیا ہے یا اس سے زیادہ بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قطاعت
والا قطاعت نہ کرنے والے سے کچھ پھیر نہ سکے گا اگر دوسرے شریک نے قطاعت سے کم وصول کیا پھر غلام عاجز ہوگیا تو قطاعت
والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم ساجھا کریں اگر نہ
دے تو سارا غلام دوسرے شریک کا ہو جائے ۔ اگر مکاتب مرگیا اور مال چھوڑ گیا اور قطاعت والے نے چاہا کہ جتنا زیادہ لیا
ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور میراث میں شریک ہو جائے تو ہوسکتا ہے اور جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی
مکاتب سے قطاعت کے برابر یا اس سے زیادہ وصول کر چکا ہے اس صورت میں میراث دونوں کو ملے گی کیونکہ ہر ایک نے اپنا
حق وصول کر لیا کہا مالک نے جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک اس سے قطاعت کرے اپنے حق کے نصف پر
دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت سے کم وصول کرے بعد اس کے مکاتب
عاجز ہو جائے تو قطاعت والا اگر چاہے جتنی قطاعت زیادہ ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم ساجھا کر لیں
ورنہ اس قدر حصہ غلام کا دوسرے شریک کا ہو جائے گا کہا مالک نے اس کی شرح یہ ہے کہ مثلاً ایک غلام دو آدمیوں میں
مشترک ہو دونوں مل کر اس کو مکاتب کریں پھر ایک شریک اپنے نصف حق پر غلام سے قطاعت کر لے یعنی پورے غلام
کے ربع پر بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو جس نے قطاعت کی ہے اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر تو نے زیادہ
لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور غلام میں آدھم ساجھا رکھ اگر وہ انکار کرے تو قطاعت والے کا ربع غلام بھی
اس شریک کو مل جائے گا اس صورت میں اس شریک کے تین ربع ہوں گے اور اس کا ایک ربع کہا مالک نے اگر
مکاتب سے اس کا مولیٰ قطاعت کرے اور وہ آزاد ہو جائے اور جس قدر قطاعت کا روپیہ مکاتب پر رہ جائے وہ
اس پر قرض رہے بعد اس کے مکاتب مر جائے اور وہ مقروض ہو لوگوں کا تو مولیٰ دوسرے قرضخواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ
اس کے مال میں سے پہلے اور قرضخواہ اپنا قرضہ وصول کریں گے ۔ کہا مالک نے جو مکاتب مقروض ہو اس سے مولیٰ قطاعت
نہ کرے ایسا نہ ہو کہ وہ غلام آزاد ہو جائے بعد اس کے سارا مال اس کا قرضخواہوں کو مل جائے مولیٰ کو کچھ نہ ملے ۔
کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس سے سونے پر قطاعت کرے

اور بدل کتابت معاف کر دے اس شرط سے کہ زر قطاعت فی الفور دے دے تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ رکھا ہے اس نے یہ خیال کیا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کا میعادی قرضہ کسی پر ہو وہ اس کے بدلے میں کچھ نقد لے کر ذرا شہ چھوڑ دے حالانکہ یہ قرض کی مثل نہیں ہے بلکہ قطاعت اس سلئے ہوتی ہے کہ غلام جلد آزاد ہو جائے اور اس کیلئے میراث اور شہادت اور حدود لازم آجائیں اور حرمت عتاقہ ثابت ہو جائے اور یہ نہیں ہے کہ اس نے روپیوں کو روپیوں کے عوض میں یا سونے کو سونے کے عوض میں خریدا بلکہ اس کی مثال یہ ہے ۔ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا تو مجھے اسقدر اشرفیاں لا دے اور تو آزاد ہے پھر اس سے کم کرکے کہا اگر اتنے بھی لا دے تو بھی تو آزاد ہے کیونکہ بدل کتابت دین صحیح نہیں ہے ورنہ جب مکاتب مرجاتا تو مولیٰ بھی اور قرضخواہوں کے برابر اس کے مال کا دعوے دار ہوتا ۔

۴۔ باب جِرَاحِ الْمُكَاتَبِ (مکاتب کسی شخص کو زخمی کرے)

۱۹۔ کہا مالک نے اگر مکاتب کسی شخص کو ایسا زخمی کرے جس میں دیت واجب ہو تو اگر مکاتب اپنے بدل کتابت کے ساتھ دیت بھی ادا کر سکے تو دیت ادا کر دے وہ مکاتب بنا رہے گا اگر اس پر قادر نہ ہو تو اپنی کتابت سے عاجز ہوا کیونکہ دیت کا ادا کرنا کتابت پر مقدم ہے پھر جب دیت دینے سے عاجز ہو جائے تو اس کے مولیٰ کو اختیار ہے اگر چاہے تو دیت ادا کر دے اور مکاتب کو غلام سمجھ کر رکھ لے اب وہ بدستور اس کا غلام ہو جائے گا اگر چاہے تو خود مکاتب کو اس شخص کے حوالے کر دے جو زخمی ہوا ہے مگر مولیٰ پر لازم نہیں ہے کہ غلام دے ڈالنے سے زیادہ اور کچھ اپنا نقصان کرے کہا مالک نے اگر چند غلام ایک ساتھ مکاتب ہوں پھر ان میں سے ایک غلام کسی شخص کو زخمی کرے تو سب غلاموں سے کہا جائے گا دیت ادا کرو اگر ادا کریں گے اپنی کتابت پر قائم رہیں گے اگر نہ کریں گے سب کے سب عاجز ہو جائیں گے چاہے جس غلام نے زخمی کیا ہے اس کو حوالے کر دے باقی غلام بدستور مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے کیونکہ وہ دیت دینے سے عاجز ہو گئے ۔ کہا مالک نے اگر مکاتب کو یا اس کی اولاد کو جو کتابت میں داخل ہو کوئی زخمی کرے تو اس کی دیت غلاموں کی سی ہوگی اور وہ دیت مولیٰ کو دی جائے گی اور اسقدر بدل کتابت میں سے وضع کیا جائے گا کہا مالک نے اس کی شرح یوں ایک شخص نے اپنے غلاموں کو تین ہزار درم پر مکاتب کیا اور اس کے زخم کی دیت ایک ہزار درم وصول پائی تو اب جب وہ مکاتب دو ہزار درم ادا کر دے گا آزاد ہو جائے گا اگر مولیٰ کے اس غلام پر ہزار ہی درم بابت کتابت کے باقی تھے کہ ایک ہزار درم دیت کے پائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور جسقدر درم باقی تھے اس سے زیادہ دیت کے درم پائے تو مولیٰ جتنے باقی تھے اتنے لے کر باقی مکاتب کو پھیر دے گا اور مکاتب آزاد ہو جائے گا یہ درست نہیں کہ مکاتب کی دیت اسی کو حوالہ کر دیں وہ کھا پی کر برابر کر دے پھر اگر عاجز ہو جائے تو کانا لنگڑا لولا ہو کر اپنے مولیٰ کے پاس آئے کیونکہ مولیٰ نے اس کو اختیار دیا تھا اسکے مال اور کمائی پر نہ اپنی اولاد کی قیمت یا اپنی دیت پر کہ وہ کھا پی کر برابر کر دے بلکہ مکاتب کی دیت اور اس کی اولاد کی دیت جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی یا ان پر عقد کتابت ہوا مولیٰ کو دی جائے گی اور اس کے بدل کتابت میں مجرا ہوگی ۔

۵- بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ (مکاتب کی کتابت کو بیچنے کا بیان)

۳۲- کہا مالک نے جو شخص اپنے غلام کو روپیوں اشرفیوں پر مکاتب کرے وہ اس کی کتابت کو کسی اسباب کے بدلے میں بیچے مگر نقدا نقد وعدے پر نہیں کیونکہ اگر وعدہ کرے گا تو کالی کی بیع بعوض کالی کے ہوجائے گی یعنے دین کی بعوض دین کے اور اگر کسی مال پر مکاتب کیا ہو جیسے اونٹ یا گائے یا بکریاں یا غلاموں پر تو مشتری کو جائز ہے کہ روپیہ اشرفی دے کر اس کی کتابت خرید کرے یا دوسری جنس دے کر سوا اس جنس کے جس پر مکاتب ہوا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ دام نقدا نقد دے دیر نہ کرے کہا[۳۳] مالک نے جب مکاتب کی کتابت بک جائے تو مکاتب اپنی کتابت کو مشتری سے پھر وہی دام دے کر جو اس کے مولے کو مشتری نے دیئے ہیں خرید کر سکتا ہے کیونکہ مکاتب کو اپنی جان آپ خریدنا گویا آزادی ہے اور آزادی بہ نسبت اور وصیتوں کے مقدم ہے کہا[۳۴] مالک نے اگر چند شریک ہیں ایک مکاتب میں ان میں سے ایک شریک نے اپنا حصہ کتابت بیچنا چاہا ثلث یا ربع یا نصف تو مکاتب کو مثل شفیع کے یہ جبر نہیں پہنچتا کہ اس حصے کو خود خرید کرے کیونکہ یہ خرید مثل قطاعت کے ہے اور مکاتب کو یہ درست نہیں کہ اپنے شریک سے قطاعت کرے مگر اور شریکوں کے اذن سے اور اس قدر حصہ خریدنے سے اس کو پوری آزادی بھی حاصل نہیں ہوتی اور وہ اپنے مال پر قادر نہیں ہے بلکہ تھوڑا حصہ خریدنے میں یہ بھی خیال ہے کہ عاجز ہو جائے گا کیونکہ اس کا مال اس خرید میں صرف ہو جائے گا اور یہ اس کی مثل نہیں ہے کہ مکاتب اپنے تئیں پورا پورا خرید کرے ہاں جس صورت میں باقی شرکا بھی اجازت دیں تو اوروں سے زیادہ اس کو اس حصے کے خریدنے کا استحقاق ہوگا کہا[۳۵] مالک نے مکاتب کی قسط کی بیع درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے اس واسطے کہ اگر مکاتب عاجز ہوگیا تو اس کے ذمے جو روپیہ تھا باطل ہوگیا اور اگر مکاتب مرگیا یا مفلس ہوگیا اور اس پر لوگوں کے قرضے ہیں تو جس شخص نے اس کی قسط خریدی تو وہ قرضخواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ مثل مکاتب کے مولے کے ہوگا اور مولی مکاتب کے قرض خواہوں کے برابر نہیں ہوتا اسی طرح خراج مولی کا اگر غلام کے ذمے پر جمع ہو جائے تب بھی مولی اور قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا کہا[۳۶] مالک نے مکاتب اگر اپنی کتابت کو خرید کرے نقد روپیہ اشرفی کے بدلے میں یا کسی اسباب کے بدلے میں جو بدل کتابت کی جنس سے نہ ہو یا اسی جنس سے مؤجل ہو یا معجل ہو تو درست ہے کہا[۳۷] مالک نے اگر مکاتب مرجائے اور اپنی ام ولد اور اولاد صغار کو جو اسی ام ولد سے ہو یا کسی اور عورت سے چھوڑ جائے اور اولاد اس کی محنت مزدوری پر قادر نہ ہو اور کتابت سے عاجز ہو جانے کا خوف ہو تو ام ولد کو بیچ ڈالیں گے جب اس کی قیمت اس قدر ہو کر بدل کتابت پورا پورا ادا ہو سکے کیونکہ مکاتب کو اگر خوف ہوتا عجز کا تو وہ اس ام ولد کو بیچ سکتا تھا اسی طرح اولاد پر جب خوف ہوگا عجز کا تو ان کے باپ کی ام ولد بیچی جائے گی اور وہ آزاد ہو جائیں گے۔ اگر اس ولد کی قیمت بدل کتابت کو مکتفی نہ ہو اور ام ولد سے محنت مزدوری نہ ہو سکے نہ مکاتب کی اولاد سے تو سب کے سب اپنے مولی کے غلام ہو جائیں گے کہا[۳۸] مالک نے جو شخص مکاتب کی کتابت خرید کرے پھر مکاتب مر جائے قبل اپنی کتابت ادا کرنے کے تو جس شخص نے کتابت خریدی ہے وہی اس کا وارث ہوگا اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو اسی کا غلام ہو جائے گا اور اگر مکاتب نے بدل کتابت اس شخص کو ادا کر دیا اور عاجز ہوگیا تو ولا اس شخص کو ملے گی جس نے اس کو مکاتب کیا تھا نہ کہ اس شخص کو جس نے اس کی کتابت خریدی تھی۔

لہ جو ہر روز غلام پر مقرر کیا جاتا ہے ۱۲ منہ کہ کیونکہ کتابت دین صحیح نہیں ہے جیسا کہ اوپر گذرا تاکہ ربا نہ لازم آئے ۱۲ منہ

۶-بَابُ سَعْيِ الْمُكَاتَبِ (مکاتب کی محنت مزدوری کا بیان)

۳۸-عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعَلٰى بَنِيْهِ ثُمَّ مَاتَ هَلْ يَسْعٰى بَنُو الْمُكَاتَبِ فِيْ كِتَابَةِ اَبِيْهِمْ اَمْ هُمْ عَبِيْدٌ فَقَالَا بَلْ يَسْعَوْنَ فِيْ كِتَابَةِ اَبِيْهِمْ وَلَا يُوْضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ اَبِيْهِمْ شَيْءٌ.

ترجمہ: عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا جو شخص اپنے تئیں اور اپنے بیٹوں کو مکاتب کرے اور پھر مر جائے تو اس کے بیٹے بدل کتابت کے ادا کرنے میں محنت مزدوری کریں گے یا غلام رہیں گے۔ انہوں نے کہا سعی کریں گے اپنے باپ کی کتابت میں اور ان کے باپ کے مر جانے کی وجہ سے بدل کتابت میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

۳۹-کہا مالک نے اگر مکاتب کے بیٹے کم سن ہوں محنت مزدوری نہ کر سکیں تو ان کے بڑے ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا اور اپنے باپ کے مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے مگر جس صورت میں مکاتب اسقدر مال چھوڑ جائے جو ان کے بلوغ تک کی قسطوں کو کافی ہو اس صورت میں بلوغ تک انتظار کیا جائے گا بعد بلوغ کے اگر بدل کتابت کو ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں گے اور اگر عاجز ہو جائیں تو غلام ہو جائیں گے کہا مالک نے اگر مکاتب مر جائے اور اسقدر مال چھوڑ جائے جو بدل کتابت کو مکتفی نہ ہو اور اپنی اولاد اور ام ولد کو جو کتابت میں داخل ہو چھوڑ جائے پھر ام ولد یہ چاہے وہ مال لے کر اولاد کے اور اپنے آزاد کرنے میں محنت مزدوری کرے تو اگر وہ ام ولد معتبر اور مشقت محنت پر قادر ہو تو وہ مال اس کے حوالے کیا جائے گا ورنہ وہ مال مولیٰ لے لے گا اور ام ولد اور مکاتب کی اولاد غلام ہو جائیں گے مولےٰ کے کہا مالک نے اگر چند غلام ایک ہی وقت میں مکاتب کئے جائیں اور ان میں آپس میں کوئی قرابت نہ ہو پھر بعض ان میں سے عاجز ہو جائیں اور بعض محنت مزدوری کر کے بدل کتابت ادا کریں تو سب آزاد ہو جائیں گے۔ پھر جن لوگوں نے محنت مزدوری کی ہے وہ ان لوگوں سے جو عاجز ہو گئے تھے ان کا حصہ پھیر لیں گے[1]

۷-بَابُ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ اِذَا اَدّٰى مَا عَلَيْهِ قَبْلَ مَحِلِّهٖ

(اگر مکاتب جو قسطیں مقرر ہوئی تھیں اس سے پہلے بدل کتابت ادا کر دے تو آزاد ہو جائیگا)

۴۱-عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرَهُ يَذْكُرُوْنَ اَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِلْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيِّ وَاَنَّهُ عَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يَدْفَعَ اِلَيْهِ جَمِيْعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهٖ فَاَبَى الْفُرَافِصَةُ فَاَتَى الْمُكَاتَبُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ فَاَبٰى فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِذٰلِكَ

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن وغیرہ سے روایت ہے کہ فرافصہ بن عمیر کا ایک مکاتب تھا جو مدت پوری ہونے کے پہلے سب بدل کتابت لے کر آیا فرافصہ نے اس کے لینے سے انکار کیا مکاتب مروان کے پاس گیا جو حاکم تھا مدینہ کا اس سے بیان مروان نے فرافصہ کو بلا بھیجا اور کہا بدل کتابت لے لے فرافصہ نے انکار

[1] اسواسطے کہ وہ ان کی طرف سے کفیل کے تھے اور کفیل جب ادا کر دے تو اصیل سے پھیر لے گا کل کتابت میں سے حصہ لگا کر جسقدر ان کی طرف سے ادا کیا ہے وہ پھیر لیں گے ۱۲ منہ

۶۔ بَابُ سَعْيِ الْمُكَاتَبِ (مکاتب کی محنت مزدوری کا بیان)

۳۸۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ وَعَلٰى بَنِيهِ ثُمَّ مَاتَ هَلْ يَسْعٰى بَنُو الْمُكَاتَبِ فِي كِتَابَةِ اَبِيهِمْ اَمْ هُمْ عَبِيدٌ فَقَالَا لَا بَلْ يَسْعَوْنَ فِي كِتَابَةِ اَبِيهِمْ وَلَا يُوضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ اَبِيهِمْ شَيْءٌ۔

ترجمہ: عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا جو شخص اپنے تئیں اور اپنے بیٹوں کو مکاتب کرے اور پھر مر جائے تو اس کے بیٹے بدل کتابت کے ادا کرنے میں محنت مزدوری کریں گے یا غلام رہیں گے۔ انہوں نے کہا سعی کریں گے اپنے باپ کی کتابت میں اور ان کے باپ کے مرجانے کی وجہ سے بدل کتابت میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

۳۹۔ کہا مالک نے اگر مکاتب کے بیٹے کم سن ہوں محنت مزدوری نہ کر سکیں تو ان کے بڑے ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا اور اپنے باپ کے مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے مگر جس صورت میں مکاتب اسقدر مال چھوڑ جائے جو ان کے بلوغ تک کی قسطوں کو کافی ہو اس صورت میں بلوغ تک انتظار کیا جائے گا بعد بلوغ کے اگر بدل کتابت کو ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں گے اور اگر عاجز ہو جائیں تو غلام ہو جائیں گے کہا مالک نے اگر مکاتب مر جائے اور اسقدر مال چھوڑ جائے جو بدل کتابت کو مکتفی نہ ہو اور اپنی اولاد اور ام ولد کو جو کتابت میں داخل ہو چھوڑ جائے پھر ام ولد یہ چاہے وہ مال لے کر اولاد کے اور اپنے آزاد کرنے میں محنت مزدوری کرے تو اگر وہ ام ولد معتبر اور مشقت محنت پر قادر ہو تو وہ مال اس کے حوالے کیا جائے گا ورنہ وہ مال مولیٰ لے لے گا اور ام ولد اور مکاتب کی اولاد غلام ہو جائیں گے مولےٰ کے کہا مالک نے اگر چند غلام ایک ہی وقت میں مکاتب کئے جائیں اور ان میں آپس میں کوئی قرابت نہ ہو پھر بعض ان میں سے عاجز ہو جائیں اور بعض محنت مزدوری کر کے بدل کتابت ادا کریں تو سب آزاد ہو جائیں گے۔ پھر جن لوگوں نے محنت مزدوری کی ہے وہ ان لوگوں سے جو عاجز ہو گئے تھے ان کا حصہ پھیر لیں گے[1]

۷۔ بَابُ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ اِذَا اَدّٰى مَا عَلَيْهِ قَبْلَ مَحِلِّهٖ

(اگر مکاتب جو قسطیں مقرر ہوئی تھیں اس سے پہلے بدل کتابت ادا کر دے تو آزاد ہو جائیگا)

۴۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرَهُ يَذْكُرُونَ اَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِلْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيِّ وَاَنَّهُ عَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يَدْفَعَ اِلَيْهِ جَمِيعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ فَاَبَى الْفُرَافِصَةُ فَاَتَى الْمُكَاتَبُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَهُوَ اَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَاَبٰى فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِذٰلِكَ

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن وغیرہ سے روایت ہے کہ فرافصہ بن عمیر کا ایک مکاتب تھا جو مدت پوری ہونے کے پہلے سب بدل کتابت لے کر آیا فرافصہ نے اس کے لینے سے انکار کیا مکاتب مروان کے پاس گیا جو حاکم تھا مدینہ کا اس سے بیان مروان نے فرافصہ کو بلا بھیجا اور کہا بدل کتابت لے لے فرافصہ نے انکار

---

[1] اسواسطے کہ وہ ان کی طرف سے کفیل کے تھے اور کفیل جب ادا کر دے تو اصیل سے پھیر لے گا کل کتابت میں سے حصہ لگا کر جسقدر ان کی طرف سے ادا کیا ہے وہ پھیر لیں گے ۱۲ منہ

خدمت یا اضحیہ کی لیکن اس شرط کو معین کر دیا پھر مکاتب اپنے قسطوں کے ادا کرنے پر مدت سے پہلے قادر ہو گیا اور اُس نے قسطیں ادا کر دیں مگر یہ شرط اس پر باقی ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور حرمت اس کی پوری ہو جائے گی اب اُس شرط کو دیکھیں گے اگر وہ شرط ایسی ہے جو مکاتب کو خود کرنا پڑتی ہے (جیسے سفر یا خدمت کی شرط) تو یہ مکاتب پر لازم نہ ہوگی اور نہ مولیٰ کو اُس شرط کے پورا کرنے کا استحقاق ہوگا اور جو شرط ایسی ہے جس میں کچھ دینا پڑتا ہے جیسے اضحیہ یا کپڑے کی شرط تو یہ مانند روپیوں اشرفیوں کے ہوگی اُس چیز کی قیمت لگا کر وہ بھی اپنی قسطوں کیساتھ ادا کر دے گا جب تک ادا نہ کرے گا آزاد نہ ہوگا ۔

کہا مالک نے مکاتب مثل اُس غلام کے ہے جس کو مولیٰ آزاد کر دے دس برس تک خدمت کرنے کے بعد اگر مولیٰ مر جائے اور دس برس نہ گذرے ہوں تو ورثا کی خدمت میں دس برس پورے گا اور ولا اس کی اسی کو ملے گی جس نے اُس کی آزادی ثابت کی یا اس کی اولاد کو مردوں میں سے یا عصبہ کو کہا مالک نے جو شخص اپنے مکاتب سے شرط لگائے تو سفر نہ کرنا یا نکاح نہ کرنا یا میرے ملک میں سے باہر نہ جانا بغیر میرے پوچھے ہوئے اگر تو ایسا کرے گا تو تیری کتابت باطل کر دینا میرے اختیار میں ہوگا ۔ اس صورت میں کتابت کا باطل کرنا اس کے اختیار میں نہ ہوگا اگرچہ مکاتب ان کاموں میں سے کوئی کام کرے اگر مکاتب کی کتابت کتابت کو مولیٰ باطل کرے تو مکاتب کو چاہئے کہ حاکم کے سامنے فریاد کرے وہ حکم کر دے کہ کتابت باطل نہیں ہو سکتی مگر اتنی بات ہے کہ مکاتب کو نکاح کرنا یا سفر کرنا یا ملک سے باہر جانا بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے درست نہیں ہے خواہ اُس کی شرط ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو سو دینار کے بدلے میں مکاتب کرتا ہے اور غلام کے پاس ہزار دینار موجود ہوتے ہیں تو وہ نکاح کر کے اُن دیناروں کو مہر کے بدلے میں تباہ ہو کر پھر عاجز ہو کر مولیٰ کے پاس آتا ہے نہ اُس کے پاس مال ہوتا ہے نہ اور کچھ اس میں سراسر مولیٰ کا نقصان ہے یا مکاتب سفر کرتا ہے اور قسطوں کے دن آجاتے ہیں لیکن وہ حاضر نہیں ہوتا تو اس میں مولیٰ کا حرج ہوتا ہے اسی نظر سے مکاتب کو درست نہیں کر بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے نکاح کرے یا سفر کرے بلکہ ان امورات کا اختیار کرنا مولیٰ کو ہے چاہے اجازت دے چاہے منع کرے۔

۱۰- بَابُ وَلَاءِ الْمُكَاتَبِ إِذَا عَتَقَ (مکاتب جب آزاد ہو جائے تو اسکی ولا کا بیان)

۱۵- کہا مالک نے مکاتب اپنے غلام کو آزاد نہیں کر سکتا مگر مولیٰ کے اذن سے اگر مولیٰ نے اذن دے دیا پھر مکاتب بھی آزاد ہو گیا تو ولا اس کی مکاتب کو ملے گی اگر مکاتب آزاد ہونے سے پہلے مر گیا تو اس کی ولا مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی اسی طرح اگر وہ غلام کی آزادی سے پہلے مر گیا جب بھی اُس کی ولا مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی کہا مالک نے اگر مکاتب نے بھی اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر مکاتب کا مکاتب مکاتب سے پہلے آزاد ہو گیا تو اُس کی ولا مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی جب تک مکاتب آزاد نہ ہو جب مکاتب آزاد ہو جائے گا اس کے مکاتب کی ولا اس کی طرف لوٹ آئے گی ۔ اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا یا عاجز ہو گیا تو اُس کی آزاد اولاد اپنے باپ کے مکاتب کی ولا نہ پائیں گے کیونکہ اُن کے باپ کو ولا کا استحقاق نہیں ہوا تھا اسواسطے کہ وہ آزاد نہیں ہوا تھا کہا مالک نے جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک شخص اپنا حق معاف کر دے اور دوسرا نہ کرے پھر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو جس شخص نے معاف نہیں کیا وہ اپنا حق وصول کر کے جس قدر مال بچے گا وہ دونوں تقسیم کریں گے جیسے وہ غلامی کی حالت میں مرتا کیونکہ جس شخص نے اپنا حق چھوڑ دیا اُس نے آزاد نہیں کیا بلکہ اپنا حق معاف کر دیا کہا مالک نے اس کی دلیل یہ ہے ایک شخص مر گیا

اور ایک مکاتب چھوڑ گیا اور بیٹے اور بیٹیاں بھی چھوڑ گیا پھر ایک بیٹی نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو ولا اس کے واسطے ثابت نہ ہوگی اگر یہ آزادی ہوتی تو ولا اس کے لئے ضروری ثابت ہوتی کہا مالک نے یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنا حصہ آزاد کر دیا پھر مکاتب آزاد ہو گیا تو جس شخص نے آزاد کیا ہے اس کو باقی حصوں کی قیمت نہ دینا ہوگی اگر یہ آزادی ہوتی تو اس کو اوروں کے حصے کی قیمت بموجب حدیث کے دینا پڑتی۔ کہا مالک نے اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا طریقہ جس میں کچھ اختلاف نہیں یہ ہے کہ جو شخص ایک حصہ مکاتب میں سے آزاد کر دے تو وہ اس کے مال میں سے آزاد نہ ہوگا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ولا اسکو ملتی اس کے شریکوں کو نہ ملتی کہا مالک نے اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جو شخص عقد کتابت کرے ولا اسی کو ملے گی اور مکاتب کے مولیٰ کے وارثوں میں سے عورتوں کو ولا نہ ملے گی اگرچہ وہ اپنا حصہ کچھ آزاد کر دیں بلکہ ولا مکاتب کے مولیٰ کے لڑکوں کو یا اور عصبوں کو ملے گی ف ؛ اگرچہ درحقیقت آزادی ہوتی اور عورتوں کو بھی ولا ملتی کیونکہ عورتوں کو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کی ولا ملا کرتی ہے ۔

۱۱۔ باب مَالَا يَجُوْزُ مِنْ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ (جس مکاتب کا آزاد کرنا درست نہیں اُسکا بیان)

۵۸۔ کہا مالک نے اگر چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کئے جائیں تو مولیٰ ان میں سے ایک غلام کو آزاد نہیں کر سکتا جب تک باقی مکاتب راضی نہ ہوں اگر وہ کم سن ہوں تو اُن کی رضامندی کا اعتبار نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چند غلام میں ایک غلام نہایت ہوشیار اور محنتی ہوتا ہے اور اُس کے سبب سے توقع یہ ہوتی ہے کہ محنت مزدوری کر کے اوروں کو بھی آزاد کرا دے مولیٰ کیا کرتا کہ اسی شخص کو آزاد کر دیتا ہے تاکہ باقی غلام محنت سے عاجز ہو کر غلام ہو جائیں تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں باقی غلاموں کا ضرر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ضرر ہے اسلام میں کہا مالک نے اگر چند غلام مکاتب کئے جائیں اور اُن میں کوئی غلام ایسا ہو کہ نہایت بوڑھا ہو یا نہایت کم سن ہو جس کے سبب سے اور غلاموں کو بدل کتابت کی ادا کرنے میں مدد نہ ملتی ہو تو مولا کو اس کا آزاد کرنا درست ہے ۔

۱۲۔ باب جَامِعِ مَاجَاءَ فِيْ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ وَاُمِّ وَلَدِهٖ

(مکاتب کی اور اُم ولد کی آزادی کا بیان)

۶۰۔ کہا مالک نے جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر مکاتب مر جائے اور اُم ولد چھوڑ جائے اور اس قدر مال چھوڑ جائے کہ اُس کو بدل کتابت کو مکتفی ہو تو وہ اُم ولد مکاتب کے مولیٰ کی لونڈی ہو جائے گی کیونکہ وہ مکاتب مرتے وقت آزاد نہیں ہوا نہ اولاد چھوڑ گیا جس کے ضمن میں اُم ولد بھی آزاد ہو جائے ۔ کہا مالک نے اگر مکاتب اپنے غلام کو آزاد کر دے یا اپنے مال میں سے کچھ صدقہ دے دے اور مولیٰ کو اس کی خبر نہ ہو یہاں تک کہ مکاتب آزاد ہو جائے تو اب مکاتب کو بعد آزادی کے اُس صدقہ یا اعتاق کا باطل کرنا نہیں پہنچتا البتہ اگر مولیٰ کو قبل آزادی کے اس کی خبر ہو گئی اور اُس نے اجازت نہ دی تو وہ صدقہ یا اعتاق لغو ہو جائے گا اب پھر مکاتب کو لازم نہیں کہ بعد آزادی کے اُس غلام کو پھر آزاد کرے یا صدقہ نکالے البتہ خوشی سے کر سکتا ہے ۔

۱۴- بَابُ الْوَصِیَّةِ فِی الْمُکَاتَبِ (مکاتب کے باب میں وصیت کرنیکا بیان)

۶- کہا مالک نے اگر مولا مرتے وقت اپنے مکاتب کو آزاد کر دے تو مکاتب کی اس حالت میں جس میں وہ ہے قیمت لگا دیں گے اگر قیمت اس کی بدل کتابت سے کم ہے تو ثلث مال میں وہ قیمت مکاتب کو معاف ہو جائے گی اور جس قدر بدل کتابت اُس پر باقی ہے اُسکی مقدار کی طرف خیال نہ کیا جائے گا کیونکہ وہ اگر کسی کے ہاتھ سے مارا جائے تو اُس کے قاتل پر قتل کے دن کی قیمت لازم آئے گی اور اگر مجروح ہو تو زخمی کرنے والے پر اُس دن کی دیت لازم آئے گی اور ان سب امور میں بدل کتابت کے مقدار کی طرف خیال نہ کریں گے کیونکہ جب تک اُس پر بدل کتابت میں سے باقی ہے وہ غلام ہے البتہ اگر بدل کتابت قیمت سے کم باقی ہے تو جس قدر بدل کتابت باقی رہ گیا ہے وہ ثلث مال میں معاف ہو جائے گا گویا میت نے مکاتب کے واسطے اسقدر مال کی وصیت کی کہا مالک نے تفسیر اس کی یہ ہے مثلاً قیمت مکاتب کی ہزار درم ہوں اور بدل کتابت میں اُس پر سو درم باقی ہوں تو گویا مولی نے اس کے لئے سو درم کی وصیت کی اگر ثلث مال میں سے سو درم نکل سکیں تو آزاد ہو جائے گا۔

کہا مالک نے جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے مرتے وقت تو اس کی قیمت لگا دیں گے اگر ثلث مال میں گنجائش ہوگی تو یہ عقد کتابت جائز ہوگا کہا مالک نے اس کی تفسیر یہ ہے کہ غلام کی قیمت ہزار دینار ہو اور مولی اُس کو مرتے وقت دو سو دینار کو مکاتب کرے اور ثلث مال مولی کا ہزار دینار کے مقدار ہو تو کتابت جائز ہوگی گویا یہ مولی نے وصیت کی اپنے مکاتب کے لئے ثلث مال میں اگر مولی نے اور بھی لوگوں کو وصیتیں کی ہیں اور ثلث مال مکاتب کی قیمت سے زیادہ نہیں ہے تو پہلے کتابت کی وصیت کو ادا کریں گے کیونکہ کتابت کا نتیجہ آزادی ہے اور آزادی اور وصیتوں پر مقدم ہے پھر اور وصیت والوں کو حکم ہوگا کہ مکاتب کا پیچھا کریں اور اُس سے اپنی وصیتیں وصول کریں اور میت کے وارثوں کو اختیار ہے چاہیں وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کر دیں اور مکاتب کی کتابت آپ لے لیں اگر چاہیں مکاتب کو اور اس کے بدل کتابت کو وصیت والوں کے حوالے کر دیں کیونکہ ثلث مال مکاتب ہی میں رہ گیا ہے اور اسواسطے کہ جب کوئی شخص وصیت کرے پھر اُس کے وارث یہ کہیں کہ یہ وصیت ثلث سے زیادہ ہے اور میت نے اپنے اختیار سے زیادہ تصرف کیا تو اس کے ورثہ کو اختیار ہوگا چاہیں تو وصیت والوں کو اُن کی وصیتیں ادا کریں اور چاہیں تو میت کا ثلث مال وصیت والوں کے سپرد کر دیں اگر وارثوں نے مکاتب کو وصیت والوں کے سپرد کر دیا تو بدل کتابت وصیت والوں کا ہو جائے گا اب اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو سب وصیت والے اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں گے اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو وصیت والوں کا غلام ہو جائیگا اب وصیت والے اُس غلام کو وارثوں پر پھیر نہیں سکتے کیونکہ وارثوں نے اپنے اختیار سے اسے چھوڑ دیا اور اسواسطے کہ وصیت والوں کو جب وہ غلام مل گیا تو وہ اس کے ضامن ہو گئے اگر وہ غلام مر جاتا تو وارثوں سے کچھ نہ لے سکتے۔ اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو وہ مال وصیت والوں کو ملے گا اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور ولا اس کی مکاتب کرنے والے کے عصبوں کو ملے گی کہا مالک نے جس مکاتب پر مولی کے ہزار درم آتے ہوں پھر مولی مرتے وقت ہزار درم معاف کر دے تو مکاتب کی قیمت لگائی جائے گی اگر اس کی قیمت ہزار درم ہوں گے تو گویا دسواں حصہ کتابت کا معاف ہوا اور قیمت کی رو سے دو سو درم ہوئے تو گویا دسواں حصہ قیمت کا اس نے معاف کر دیا اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر مولی سب بدل کتابت کو معاف کر دیتا تو ثلث مال میں صرف مکاتب

کی قیمت کا حساب ہوتا یعنے ہزار درم کا اگر نصف معاف کرتا تو ثلث مال میں نصف کا حساب ہوتا اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے کہا مالک نے جو شخص مرتے وقت اپنے مکاتب کو ہزار درم میں سے معاف کر دے مگر یہ نہ کہے کہ کونسی قسط میں یہ معافی ہوگی اول میں یا آخر میں تو ہر قسط میں سے دسواں حصہ معاف کیا جائے گا کہا مالک نے جب آدمی اپنے مکاتب کو ہزار درم اول کتابت یا آخر کتابت میں معاف کر دے اور بدل کتابت تین ہزار درم ہوں تو مکاتب کی قیمت لگا دیں گے پھر اس قیمت کو تقسیم کریں گے ہر ایک ہزار پر جو ہزار کہ مدت اس کی کم ہے اس کی قیمت کم ہوگی بہ نسبت اس ہزار کے جو اس کے بعد ہے اسی طرح جو ہزار سب کے اخیر میں ہوگا اس کی قیمت سب سے کم ہوگی کیونکہ جس قدر میعاد بڑھتی جائے گی اسی قدر قیمت گھٹتی جائے گی پھر جس ہزار پر معافی ہوئی ہے اس کی جو قیمت آن کر پڑے گی وہ ثلث مال میں سے وضع کی جائے گی اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے ہے کہا مالک نے جس شخص نے مرتے وقت ربع مکاتب کی کسی کے لئے وصیت کی اور ربع کو آزاد کر دیا پھر وہ شخص مرگیا بعد اس کے مکاتب مرگیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو پہلے مولیٰ کے وارثوں کو اور موصی لہ کو جسقدر بدل کتابت باقی تھا دلا دیں گے پھر جس قدر مال بچ رہے گا تہائی[1] اس میں سے موصی لہ کو ملے گا اور دو ثلث وارثوں کو کہا مالک نے جس مکاتب کو مولیٰ مرتے وقت آزاد کر دے اور ثلث میں سے وہ آزاد نہ ہو سکے تو جس قدر گنجائش ہوگی اسی قدر آزاد ہوگا اور بدل کتابت میں سے اُتنا وضع ہو جائے گا مثلاً مکاتب پر پانچ ہزار درم تھے اور اس کی قیمت دو ہزار درم تھی اور میت کا ثلث مال ہزار درم ہے تو نصف مکاتب آزاد ہو جائے گا اور نصف بدل کتابت یعنی اڑھائی ہزار روپیہ ساقط ہو جائیں گے۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص نے وصیت کی کہ فلانا غلام میرا آزاد ہے اور فلانے کو مکاتب کرنا پھر ثلث مال میں دونوں کی گنجائش نہ ہو تو آزادی مقدم ہوگی کتابت پر۔

كِتَابُ الْمُدَبَّرِ

کتاب مدبر کے بیان میں

ف: مدبر اُس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ کہہ دے تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ وَلَدِ الْمُدَبَّرَةِ (مدبرہ کی اولاد کا بیان)

۱- کہا مالک نے جو شخص اپنی لونڈی کو مدبر کرے بعد اُس کے اس کی اولاد پیدا ہو پھر وہ لونڈی مولیٰ کے سامنے

---

[1] کیونکہ مکاتب آزاد نہیں ہوا تھا مگر چوتھا حصہ اس کا آزاد ہو گیا تھا اب جو غلامی کے حصے باقی تھے وہ تین تھے اس میں سے ایک موصی لہ کا ہوگا اور دو وارثوں کے ۱۲ منہ

مرجائے تو اس کی اولاد اپنی ماں کی طرح مدبر رہیگی جب مولی مرجائے گا اور ثلث مال میں گنجائش ہو تو آزاد ہو جائے گی
۲- کہا مالک نے ہر عورت کی اولاد اپنی ماں کی مثل ہوتی اگر وہ مدبرہ ہے یا مکاتبہ ہے یا معتقہ الی اجل ہے یا مخدمہ ہے ۔ یا معتقہ البعض ہے یا گروی ہے یا ام ولد ہے ۔ ہر ایک کی اولاد اپنی ماں کی مثل ہوگی وہ آزاد تو وہ آزاد اور وہ لونڈی ہو جائے گی تو وہ بھی مملوک ہو جائے گی ۔

ف [۱] یعنی اس کی آزادی ایک مدت کی خدمت پر معلق ہے ۔

۳- کہا مالک نے اگر لونڈی حالت حمل میں مدبر ہوئی تو اس کا بچہ بھی مدبر ہو جائے گا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی حاملہ لونڈی کو آزاد کر دیا اور اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ حاملہ ہے تو اس کا بچہ بھی آزاد ہو جائے گا کہا مالک نے اسی طرح اگر ایک شخص حاملہ لونڈی کو بیچے تو وہ لونڈی اور اس کے پیٹ کا بچہ مشتری کا ہوگا خواہ مشتری نے اسکی شرط لگائی ہو یا نہ لگائی ہو کہا مالک نے اسطرح بائع کو درست نہیں کہ لونڈی کو بیچے اور اس کا حمل بیچے کیونکہ اس میں دھوکا ہے شاید بچہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کوئی شخص پیٹ کے بچے کو بیچے اس کی بیع درست نہیں۔
۴- کہا مالک نے اگر مکاتب یا مدبر ایک لونڈی خرید کر کے اس سے وطی کریں اور وہ حاملہ ہو کر بچہ جنے تو ہر ایک کا بچہ اپنے باپ کے تابع ہوگا اس کی آزادی کے ساتھ اس کی بھی آزادی ہوگی اور اس کی غلامی کے ساتھ اس کی بھی غلامی ہوگی ۔ اگر وہ مکاتب یا مدبر آزاد ہو گیا تو ام ولد اس کی مثل اور اس کے مال کی اس کے سپرد کی جائے گی ۔ ف : اور وہ جو حمل کتابت یا تدبیر کے زمانے میں اس کو ہوا تھا اس کے سبب سے ام ولد نہ ہوگی کیونکہ اس وقت اس کا مولا آزاد نہ تھا۔

۲- بَابُ جَامِعِ مَاجَاءَ فِي التَّدْبِيرِ (مدبر کے احکام کا بیان)

۷- کہا مالک نے اگر مدبر اپنے مولی سے کہے تو مجھے ابھی آزاد کر دے میں تجھے پچاس دینار قسط وار دیتا ہوں مولی کہے اچھا تو آزاد ہے تو مجھے پچاس دینار پانچ برس میں دیجیو ہر سال دس دینار کے حساب سے مدبر اس پر راضی ہو جائے بعد اس کے دو تین دن میں مولی مرجائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور پچاس دینار اس پر قرض رہیں گے اور اسکی گواہی جائز ہو جائے گی اور اس کی حرمت اور میراث اور حدود پورے ہو جائیں گے اور مولی کے مرجانے سے ان پچاس دینار میں کچھ کمی نہ ہوگی ۔ کہا مالک نے جو شخص اپنے غلام کو مدبر کرے پھر مرجائے اور اس کا مال کچھ موجود ہو کچھ غائب ہو جسقدر موجود ہو اس کے ثلث میں سے مدبر آزاد نہ ہو سکے تو مدبر کو روک رکھیں گے اور اسکی کمائی کو بھی جمع کرتے جائیں گے یہاں تک کہ جو مال غائب ہے وہ بھی نکل آئے پھر اگر مولی کے کل مال کے ثلث میں سے مدبر آزاد ہو سکے گا تو آزاد ہو جائے اور مدبر کا مال اور کمائی اسی کو ملے گی اور جو ثلث میں سے کل آزاد نہ ہو سکے گا تو ثلث ہی کی مقدار آزاد ہو جائے گا اور اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔

۳- بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي التَّدْبِيرِ (مدبر کرنے کی وصیت کا بیان)

۹- کہا مالک نے آزادی کی جتنی وصیتیں ہیں صحت میں ہوں یا مرض میں ان میں رجوع اور تغیر کر سکتا ہے مگر تدبیر میں

لہ کچھ حصہ اس کا آزاد ہوا ہے ۱۲ منہ ئے رہنا ۱۲ ئے رقیق ۱۲ ئے جو پیٹ میں ہے ۱۲

جب کسی کو مدبر کر دیا اب اس کے فسخ کا اختیار نہ ہوگا۔ کہا مالک نے جس لونڈی کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور اس کو مدبر نہ کیا تو اس کی اولاد اپنی ماں کے ساتھ آزاد نہ ہوگی اسلئے کہ مولیٰ کو اس وصیت کے بدل ڈالنے کا اختیار تھا نہ ان کی ماں کے لئے آزادی ثابت ہوئی تھی بلکہ یہ ایسا ہے کوئی کہے اگر فلانی لونڈی میرے مرنے تک رہے تو وہ آزاد ہے پھر وہ اس کے مرنے تک رہی تو آزاد ہو جائے گی مگر مولیٰ کو اختیار ہے کہ موت سے پیشتر اس کو یا اس کی اولاد کو بیچ ڈالے تو آزادی کی وصیت اور تدبیر کی وصیت میں سنت قدیمہ کی رو سے بہت فرق ہے اگر وصیت مثل تدبیر کے ہوتی تو کوئی شخص اپنی وصیت میں تغیر تبدل کا اختیار نہ رکھتا کہا مالک نے جو شخص اپنے چند غلاموں کو صحت کی حالت میں مدبر کرے اور سوا ان کے کچھ مال نہ رکھتا ہو اگر اُس نے اس طرح مدبر کیا کہ پہلے ایک کو پھر دوسرے کو تو جس کو پہلے مدبر کیا وہ ثلث مال میں سے آزاد ہو جائے گا پھر دوسرا پھر تیسرا اسی طرح جب تک ثلث مال میں گنجائش ہو اگر سب کو ایک ساتھ مدبر کیا ہے ایک ہی کلام میں تو ہر ایک کا ثلث آزاد ہو جائے گا جب سب کو بیماری میں مدبر کیا۔ کہا مالک نے جس شخص نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور سوا اس کے کچھ مال نہ تھا پھر مولیٰ مر گیا اور مدبر کے پاس مال ہے تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا اور مال اس کا اسی کے پاس رہے گا۔ کہا مالک نے جس مدبر کو مولیٰ مکاتب کر دے پھر مولیٰ مر جائے اور سوا اس کے کچھ مال نہ چھوڑے تو اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا اور بدل کتابت میں سے بھی ایک ثلث گھٹ جائے گا اور دو ثلث مدبر کو ادا کرنا ہونگے کہا مالک نے ایک شخص نے اپنی مرض موت میں اپنے غلام کا نصف یا کل آزاد کیا اور پہلے اپنے غلام کو مدبر کر چکا تھا تو ثلث مال میں سے پہلے مدبر آزاد ہوگا پھر وہ غلام اگر باقی میں سے آزاد ہو سکے تو آزاد ہوگا ورنہ جس قدر مال بچا ہے اسیقدر آزاد ہوگا۔

۴- بَابُ مَسِّ الرَّجُلِ وَلِيْدَتَهُ إِذَا دَبَّرَهَا

(لونڈی کو جب مدبّر کر دے اُس سے صحبت کرنے کا بیان)

۱۵- عَنْ : نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ دَبَّرَ جَارِيَتَيْنِ لَهُ فَكَانَ يَطَأُهُمَا وَهُمَا مُدَبَّرَتَانِ ؛

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی لونڈیوں کو مدبر کیا اور اُن سے صحبت بھی کرتے تھے۔

۱۶- عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا دَبَّرَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ فَاِنَّ لَهُ اَنْ يَّطَأَهَا وَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَّبِيْعَهَا وَلَا يَهَبَهَا وَوَلَدُهَا بِمَنْزِلَتِهَا ؛

ترجمہ : سعید بن المسیب کہتے تھے جب کوئی شخص اپنی لونڈی کو مدبر کرے تو اس سے وطی کر سکتا ہے مگر بیع یا ہبہ نہیں کر سکتا اور اس کی اولاد بھی مثل اپنی ماں کے ہوگی۔

ف : جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور شافعی اور اہل حدیث کے نزدیک مدبر کی بیع درست ہے صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے مدبر کو بیچا اور ابن عمر سے جو مرفوعاً مروی ہے کہ مدبر نہ بیچا

۵۔ بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ (مدبر کے بیچنے کا بیان)

۱۷۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مدبر کو مولیٰ نہ بیچے اور نہ کسی طرح سے اس کی ملک منتقل کرےؒ اور مولیٰ اگر قرضدار ہو جائے تو اس کے قرضخواہ مدبر کو بیچ نہیں سکتے جب تک اس کا مولیٰ زندہ ہے اگر مر جائے اور قرضدار نہ ہو تو ثلث مال میں کل مدبر آزاد ہو جائے گا کیونکہ اگر کل مال میں سے آزاد ہو تو سراسر مولیٰ کا فائدہ ہے کہ زندگی بھر اس سے خدمت لی پھر مرتے وقت آزادی کا بھی ثواب کمایا اور ورثا کا بالکل نقصان ہے۔ اگر سوا اس مدبر کے مولیٰ کا کچھ مال نہ ہو تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث وارثوں کا حق ہوگا اگر مدبر کا مولیٰ مر جائے اور اس قدر مقروض ہو کہ مدبر کی کل قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ تو مدبر کو بیچیں گے۔ کیونکہ مدبر جب آزاد ہوتا ہے کہ ثلث مال میں گنجائش ہو اگر قرضہ غلام کے نصف قیمت کے برابر ہو تو نصف مدبر کو قرضہ ادا کرنے کے لئے بیچیں گے اور نصف جو باقی ہے اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا۔“

ف : یعنی ہبہ اور صدقہ کی رو سے۔

۱۸۔ کہا مالکؒ نے مدبر کا بیچنا درست نہیں اور نہ کسی کو اس کا خریدنا درست ہے مگر مدبر اپنے تئیں آپ مولیٰ سے خرید سکتا ہے یہ جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کوئی شخص مدبر کے مولیٰ کو کچھ مال دے تاکہ وہ اپنے مدبر کو آزاد کر دے مگر ولا اس کے مولیٰ کو ملے گی جس نے اس کو مدبر کیا تھا کہا مالکؒ نے مدبر کی خدمت بیچنا درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں کہ مولیٰ کب تک زندہ رہے گا اس وجہ سے خدمت کی مجہول رہے گی اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدبر کی خدمت کی بیع درست ہے کیونکہ دارقطنی نے مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدبر کی خدمت بیچی مگر یہ حدیث مرسلاً اور موصولاً دونوں طرح ضعیف ہے کہا مالکؒ نے جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور یہ شخص ان میں سے اپنے حصے کو مدبر کر دے تو اس کی قیمت لگا دیں گے اگر جس شخص نے مدبر کیا ہے اس نے دوسرے شریک کا بھی حصہ خرید کر لیا تو کل غلام مدبر ہو جائے گا اگر نہ خریدا تو اس کی تدبیر باطل ہو جائے گی مگر جس صورت میں جس نے مدبر نہیں کیا وہ اپنے شریک سے قیمت لینے پر راضی ہو جائے اور قیمت لے لے تو غلام مدبر ہو جائے گا کہا مالکؒ نے اگر نصرانی اپنے نصرانی غلام کو مدبر کرے بعد اس کے غلام مسلمان ہو جائے تو اس کو مولیٰ سے الگ کر دیں گے۔ ف : یعنے مولیٰ کی خدمت میں نہ رکھیں گے کیونکہ مسلمانوں کو کافر کی خدمت مناسب نہیں ف : اور مولیٰ کی طرف سے بعوض خدمت کے اس غلام پر کچھ محصول مقرر کر دیں گے کہ مولیٰ کو ادا کیا کرے گا مگر اس کو بیچیں گے نہیں جب تک مولیٰ کا حال نہ معلوم ہو ف : یعنے مولیٰ مسلمان ہو تو بدستور غلام اس کی خدمت میں آ جائے گا یا مر جائے تو آزاد ہو جائے گا۔

بقیہ قول مالکؒ ”اگر نصرانی مولیٰ مقروض ہو کر مرے تو مدبر کو بیچ کر اس کا قرض ادا کریں گے مگر جب اسقدر مال ہو کہ قرض ادا ہو کر بچ رہے تو بعد قرض کے جس قدر بچے گا اس ثلث میں سے مدبر آزاد ہو جائے گا۔“

۶۔ بَابُ جِرَاحِ الْمُدَبَّرِ (مدبر کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیئے)

۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ترجمہ: عمر بن عبدالعزیزؒ نے حکم کیا کہ جب مدبر کسی شخص کو

قَضَى فِي الْمُدَبَّرِ إِذَا جَرَحَ أَنَّ لِسَيِّدِهِ أَنْ يُسَلِّمَ مَا يَمْلِكُ مِنْهُ إِلَى الْمَجْرُوحِ فَيَخْتَدِمُهُ الْمَجْرُوحُ وَيُقَاصُّهُ بِجِرَاحِهِ مِنْ دِيَةِ جُرْحِهِ فَإِنْ أَدَّى قَبْلَ أَنْ يَهْلِكَ سَيِّدُهُ رَجَعَ إِلَى سَيِّدِهِ

زخمی کرے تو مولی کو چاہئیے کہ مدبر کو مجروح کے حوالے کرے وہ اس سے خدمت لے اپنے زخم کی دیت کے بدلے میں جب اس کی دیت ادا ہو جائے اور مولی نہ مرا ہو تو پھر اپنے مولی کے پاس چلا آئے۔

کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مدبر اگر کسی شخص کو زخمی کرے پھر اس کا مولی مرجائے اور سوائے اس کے اور کچھ مال نہ ہو تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا پھر زخم کی دیت کے تین حصے کریں گے ایک حصہ تو مدبر کے اس ثلث پر ڈالا جائیگا جو آزاد ہوگیا اور دو حصے اُن دو ثلث پر واقع ہوں گے جو ورثہ کے ہاتھ میں ہیں اب ورثا کو اختیار ہوگا اگر چاہیں تو ان دو ثلث کو بھی مدبر کے مجروح کے حوالہ کریں اگر چاہیں تو دیت کے دو ثلث ادا کریں اور مدبر کے دو ثلث رکھ چھوڑیں کیونکہ اس زخم کی دیت غلام کی جنایت کے سبب سے ہے اور سید پر دین نہیں ہے تو غلام کے اس قصور سے سید نے جو کام کیا تھا آزادی یا تدبیر باطل نہ ہوگا۔ اگر مولی اس صورت میں قرضدار بھی ہو تو مدبر میں سے موافق دیت کے اور قرضہ کے بیچ کے پہلے دیت کو ادا کریں گے پھر دین کو ادا کریں گے پھر جو کچھ حصہ غلام کا بچ رہے گا اس کا ثلث آزاد ہو جائیگا اور دو ثلث اس کے وارثوں کو ملیں گے کیونکہ غلام کی جنایت کا تاوان مولی کے قرض پر مقدم ہے اس کی مثال یہ ہے ایک شخص مرگیا اور ایک غلام مدبر چھوڑ گیا جس کی قیمت ڈیڑھ سو دینار ہے اور اس غلام نے ایک شخص کو زخمی کیا تھا جس کے زخم کی دیت پچاس دینار ہے اور سید پر بھی پچاس دینار کا قرض ہے تو پہلے مدبر کی قیمت میں سے دیت کے پچاس دینار ادا کریں گے پھر قرض کے پچاس دینار ادا کریں گے اب جو کچھ بچ رہا اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث وارثوں کو ملیں گے تو دیت قرض سے مقدم ہے اور قرض تدبیر سے مقدم ہے اور جو وصیت ہے ثلث مال میں تو تدبیر جائز نہ ہوگی۔ جب سید پر دین ہو جو ہو بلکہ تدبیر ایک وصیت ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہے مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ اور دَین مقدم ہے وصیت پر اجمالاً کہا مالک نے اگر مدبر ثلث مال میں سے آزاد ہو سکتا ہے تو آزاد ہو جائے گا اور زخم کی دیت اس پر دین رہے گی اگرچہ پوری دیت ہو بعد آزادی کے اس سے مواخذہ کیا جائے گا جب سید پر کچھ دین نہ ہو۔ کہا مالک نے مدبر جب کسی شخص کو زخمی کرے اور مولی اس کو مجروح کے حوالے کر دے پھر مولی قرضدار ہو کر مر جائے اور سوائے اس کے کچھ مال نہ چھوڑے پھر وارث یہ کہیں کہ ہم مدبر کو مجروح کے حوالے کرتے ہیں اور قرضخواہ یہ کہے کہ مدبر اگر مجھ کو ملے تو دیت سے زیادہ میں قیمت دیتا ہوں اس صورت میں وہ مدبر قرضخواہ کے حوالے کیا جائے گا اور جس قدر قرضخواہ نے دیت سے زیادہ دیا ہے اتنا قرضہ مولی کے ذمے سے ساقط ہوگا اگر دیت سے زیادہ نہ دے تو قرضخواہ اس مدبر کو نہ لے سکے گا۔ کہا مالک نے اگر مدبر مالدار ہو اور کسی شخص کو زخمی کرے پھر مولی دیت دینے سے انکار کرے تو جو شخص زخمی ہوا ہے وہ مدبر کا مال اپنی دیت میں لے گا اگر اس کی دیت اسی مال میں پوری ہوگئی تو مدبر اسکے مولی کے حوالے کرے گا ورنہ جسقدر دیت باقی رہ گئی ہے اُس قدر خدمت مدبر سے لے گا۔

باب جِرَاحِ أُمِّ الْوَلَدِ (اُم ولد کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہئیے)

کہا مالک نے اگر اُم ولد کسی شخص کو زخمی کرے تو دیت اُس کے مولی کو دینا ہوگی مگر جس صورت میں دیت ام ولد کی قیمت سے زیادہ ہو تو مولی پر لازم نہیں کہ اُم ولد کی قیمت سے زیادہ دے اس لئے کہ اگر کوئی لونڈی یا غلام جنایت کرے تو مولی

پر اس سے زیادہ لازم نہیں کہ اس لونڈی یا غلام کو صاحب جنایت کے حوالے کرے اگرچہ دیت کتنی ہی اس لونڈی یا غلام کی قیمت سے زیادہ ہو اب یہاں پر ام ولد کا مولیٰ یہ تو نہیں کر سکتا کہ ام ولد صاحب جنایت کے حوالے کرے اس لئے کہ ام ولد کی بیع یا ہبہ اور کسی طور سے نقل ملک درست نہیں بلکہ خلاف ہے سنت قدیمہ کے جب ایسا ہوا تو قیمت ام ولد کی خود ام ولد کے قائم مقام ہے اس سے زیادہ مولیٰ پر لازم نہیں یہ میں نے بہت اچھا سنا مولیٰ پر ام ولد کی قیمت سے زیادہ جنایت میں دینا لازم نہیں۔

۲۸۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَضٰى اَحَدُهُمَا فِي امْرَاَةٍ غَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ اَنَّهَا حُرَّةٌ فَوَلَدَتْ لَهُ اَوْلَادًا فَقَضٰى اَنْ يُّفْدِيَ وَلَدَهُ بِمِثْلِهِمْ ؕ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب یا عثمان بن عفان نے حکم کیا جو عورت دھوکا دے کر کسی سے کہے میں آزاد ہوں پھر نکاح کرے اولاد پیدا ہو بعد اس کے وہ کسی کی لونڈی نکلے تو اپنی اولاد کی[1] مثل غلام لونڈی دے کر اپنی اولاد کو چھڑا سکتا ہے۔

۲۹۔ کہا مالک نے میرے نزدیک قیمت دینا بہتر ہے۔

ف: یہ حدیث اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔

كِتَابُ الْبُيُوْعِ

کتاب بیع کے بیان میں، یعنے خرید اور فروخت کے احکام میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ (بیع عربان کے بیان میں)

ف: عربان کے معنے آگے آتے ہیں ف: خریدار کو مشتری اور بیچنے والے کو بائع کہتے ہیں۔

۱۔ عَنْ: عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ ؕ

ترجمہ: عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عربان کی بیع سے۔

۲۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس کے معنے یہ ہیں کہ آدمی ایک غلام یا لونڈی خریدے یا جانور کو کرایہ پر لے پھر بائع سے یا جانور والے سے کہدے کہ میں تجھے ایک دینار یا کم زیادہ دیتا ہوں اس شرط پر کہ اگر میں اس غلام یا لونڈی کو خرید لوں گا

---

[1] یعنی جس شخص کے اولاد ہوئی ہے وہ لونڈی کے مولیٰ کو اپنی اولاد کی مانند لونڈی غلام دے کر اپنی اولاد کو اس کے پنجہ سے چھڑا لے گا ۱۲ منہ ۱۲۔

تو وہ دینار اس کی قیمت میں سے سمجھنا یا جانور پر سواری کروں گا تو کرایہ میں سے خیال کرنا ورنہ میں اگر غلام یا لونڈی تجھے پھیر دوں یا جانور پر سوار نہ ہوں تو دینار مفت تیرا مال ہو جائے گا اس کو واپس نہ لوں گا کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو غلام تجارت کا فن خوب جانتا ہو زبان اچھی بولتا ہو اس کا بدلنا حبشی جاہل غلام سے درست ہے اسی طرح اور اسباب کا جو دوسرے اسباب کی مثل نہ ہو بلکہ اس سے زیادہ کھرا ہو اور ایک غلام کا دو غلاموں کے عوض میں یا کئی غلاموں کے بدلے میں درست ہے جب وہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے کھلا کھلا فرق رکھتی ہوں اور جو ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو دو چیزوں کا ایک کے بدلے میں لینا درست نہیں۔ کہا مالک نے سوا کھانے کی چیزوں کے اور اسباب کا بیچنا قبضہ سے پہلے درست ہے مگر اور کسی کے ہاتھ نہ اسی بائع کے ہاتھ بشرطیکہ قیمت دے چکا ہو۔ ف: مثلاً زید نے ایک غلام عمرو سے سو روپے کو خریدا اور روپے عمرو کو دے دئیے مگر غلام ابھی نہیں ملا اب زید اس غلام کو بکر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو درست ہے۔ کہا مالک نے اگر کوئی شخص حاملہ لونڈی کو بیچے مگر اس کے حمل کو نہ بیچے تو درست نہیں کس واسطے کیا معلوم ہے کہ وہ حمل مرد ہے یا عورت خوبصورت ہے یا بدصورت پورا ہے یا لنڈورا زندہ ہے یا مردہ تو کس طور سے اس کی قیمت لونڈی کی قیمت میں سے وضع کرے گا کہا مالک نے اگر ایک شخص ایک غلام یا لونڈی سو دینار کو خریدے اور قیمت ادا کرنے کی ایک میعاد مقرر کرے (مثلاً ایک مہینے کے وعدے پر) پھر بائع شرمندہ ہو کر خریدار سے کہے کہ اس بیع کو فسخ کر ڈال اور دس دینار مجھ سے نقد یا اسقدر میعاد میں لے لے تو درست ہے اور اگر مشتری شرمندہ ہو کر بائع سے کہے کہ بیع فسخ کر ڈال اور دس دینار مجھ سے نقد لے لے یا اس میعاد کے بعد جو ٹھہری تھی تو درست نہیں کیونکہ یہ ایسا ہوا گویا بائع نے اپنی میعاد سے سو دینار کو ایک لونڈی اور دس دینار نقد یا میعادی پر بیچ کیا تو سونے کی بیع سونے سے ہوئی میعاد پر اور یہ درست نہیں۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص ایک لونڈی بیچے تیس دینار پر ایک مہینے کے وعدے پر پھر ساٹھ دینار کو چھ مہینے کے یا برس کے وعدے پر خرید لے تو درست نہیں کیونکہ اس صورت میں پہلے خریدار کو سو دینار[1] مفت مل گئے چھ مہینے یا برس بھر کے بعد۔

۲- بَابُ مَالِ الْمَمْلُوْكِ إِذَا بِيْعَ (جب غلام یا لونڈی بکے تو اس کا مال کس کو ملے)

۸- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے فرمایا جو شخص غلام کو بیچے اور اس کے پاس مال ہو تو وہ مال بائع کو ملے گا مگر جب خریدار شرط کرے کہ وہ مال میں لوں گا۔

۹- کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس پر اجماع ہے کہ خریدار اگر شرط کرے گا اس مال کے لینے کی تو وہ مال اسی کو ملے گا نقد ہو یا کسی پر قرض ہو یا اسباب ہو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اگرچہ وہ مال اس زرثمن سے زیادہ ہو جس کے عوض میں وہ غلام بکا ہے کیونکہ غلام کے مال میں مولیٰ پر زکوٰۃ نہیں ہے وہ غلام ہی کا سمجھا جائے گا اور اس غلام کی اگر کوئی لونڈی ہوگی تو مولیٰ کو اس سے وطی کرنا درست ہو جائے گا اور اگر یہ غلام آزاد ہو جاتا یا مکاتب تو اس کا مال اسی کو ملتا اگر مفلس ہو جاتا تو قرضخواہوں کو مل جاتا اس کے مولیٰ سے مواخذہ نہ ہوتا۔

---

[1] خریدار اور مالک ۱۲

۴۔ بَابُ الْعُهْدَةِ فِي الرَّقِيقِ (غلام یا لونڈی کی بیع میں بائع سے کب تک مواخذہ ہو سکتا ہے)

۱۰۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ وَهِشَامَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ كَانَا يَذْكُرَانِ فِي خُطْبَتِهِمَا عُهْدَةَ الرَّقِيقِ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ مِنْ حِينِ يَشْتَرِي الْعَبْدَ أَوِ الْوَلِيدَةَ وَعُهْدَةَ السَّنَةِ۔

ترجمہ: عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسمٰعیل دونوں نے خطبے میں بیان کیا کہ غلام اور لونڈی کے عیب کی جواب دہی بائع پر تین روز تک ہے خریدنے کے وقت سے اور ایک جواب دہی سال بھر تک ہے۔

۱۱۔ کہا مالک نے غلام اور لونڈی کو جو عارضہ لاحق ہو تین دن کے اندر وہ بائع کی طرف سے سمجھا جائے گا اور مشتری کو اس کے پھیر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر جنون یا جذام یا برص نکلے تو ایک برس کے اندر پھیر دینے کا اختیار ہوگا بعد ایک سال کے پھر بائع سب باتوں سے بری ہو جائے اس کو کسی عیب کی جواب دہی لازم نہ ہوگی اگر کسی نے وارثوں میں سے یا اور لوگوں میں سے ایک غلام یا لونڈی کو بیچا اس شرط سے کہ بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہے تو پھر بائع پر جواب دہی لازم نہ ہوگی البتہ اگر جان بوجھ کر اس نے کوئی عیب چھپایا ہوگا تو جواب دہی اس پر لازم ہوگی اور مشتری کو پھیر دینے کا اختیار ہوگا۔ یہ جواب دہی خاص غلام یا لونڈی میں ہے اور چیزوں میں نہیں۔

۴۔ بَابُ الْعَيْبِ فِي الرَّقِيقِ (غلام لونڈی میں عیب نکالنے کا بیان)

۱۲۔ عَنْ: سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَاعَ غُلَامًا لَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَبَاعَهُ بِالْبَرَاءَةِ فَقَالَ الَّذِي ابْتَاعَهُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِالْغُلَامِ دَاءٌ لَمْ تُسَمِّهِ لِي فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ الرَّجُلُ بَاعَنِي عَبْدًا وَبِهِ دَاءٌ لَمْ يُسَمِّهِ لِي وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بِعْتُهُ بِالْبَرَاءَةِ فَقَضَى عُثْمَانُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنْ يَحْلِفَ لَهُ لَقَدْ بَاعَهُ الْعَبْدَ وَمَا بِهِ دَاءٌ يَعْلَمُهُ فَأَبَى عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ يَحْلِفَ وَارْتَجَعَ الْعَبْدَ فَصَحَّ عِنْدَهُ فَبَاعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ بِأَلْفٍ وَخَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ایک غلام بیچا آٹھ سو درم کو اور مشتری سے شرط کر لی کہ عیب کی جواب دہی سے میں بری ہوا بعد اس کے مشتری نے کہا غلام کو ایک بیماری ہے تم نے مجھ سے اس کا بیان نہیں کیا تھا پھر دونوں میں جھگڑا ہوا اور گئے عثمان بن عفان کے پاس مشتری بولا کہ انہوں نے ایک غلام میرے ہاتھ بیچا اور اس کو ایک بیماری تھی انہوں نے بیان نہیں کیا عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے شرط کر لی تھی عیب کی جواب دہی میں نہ کروں گا۔ حضرت عثمان نے حکم کیا کہ عبداللہ بن عمر حلف کریں میں نے یہ غلام بیچا اور میرے علم میں اس کو کوئی بیماری نہ تھی عبداللہ نے قسم کھانے سے انکار کیا تو وہ غلام پھر آیا عبداللہ پاس اور اس بیماری سے اچھا ہو گیا پھر عبداللہ نے اس کو ایک ہزار پانچسو درم کو بیچا۔

ف: یہ اللہ جل جلالہ کا فضل ہوا عبداللہ پر کہ انہوں نے احتیاطاً سچی قسم کھانے سے بھی انکار کیا کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ جو شخص خرید کرے ایک لونڈی کو پھر وہ حاملہ ہو جائے خریدار سے یا غلام خرید کرے پھر اس کو آزاد

کر دے یا کوئی اور امر ایسا کرے جس کے سبب سے اس غلام یا لونڈی کا پھیرنا نہ ہو سکے بعد اس کے گواہ گواہی دیں کہ اس غلام یا لونڈی میں بائع کے پاس سے کوئی عیب تھا یا بائع خود اقرار کر لے کہ میرے پاس کا یہ عیب ہے یا اور کسی صورت سے معلوم ہو جائے کہ عیب بائع کے پاس کا ہے تو اس غلام اور لونڈی کی خرید کے روز کے عیب سمیت قیمت لگا کر بے عیب کی بھی قیمت لگا دیں دونوں قیمتوں میں جس قدر فرق ہو اسقدر مشتری بائع سے پھیر لے۔ ف! مثلاً فرض کیجئے کہ وہ لونڈی پانچسو درم کو مشتری نے خریدی اب بعیب سمیت اس کی قیمت لگائی گئی تو تین سو درم ہوئے اور بے عیب کے چار سو درم ہوئے تو سو درم مشتری بائع سے پھیر لے۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے ایک غلام خریدا پھر اس میں ایسا عیب پایا جس کی وجہ سے وہ غلام بائع کو پھر سکتا ہے مگر مشتری کے پاس جب وہ غلام آیا اس میں دوسرا عیب ہو گیا مثلاً اس کا کوئی عضو کٹ گیا یا کانا ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہے چاہے اس غلام کو رکھ لے اور بائع سے عیب کا نقصان لے لے چاہے غلام کو واپس کر دے اور عیب کا تاوان دے اگر وہ غلام مشتری کے پاس مر گیا تو عیب سمیت قیمت لگا دیں گے خرید کے روز کی مثلاً جس دن خریدا تھا اس روز عیب سمیت اس غلام کی قیمت اسی دینار تھی اور بے عیب سو دینار تو مشتری بیس دینار بائع سے مجرا لے گا مگر قیمت اس کی لگائی جائے گی جس دن خریدا تھا کہا مالک نے ہمارے نزدیک بحکم اتفاقی ہے کہ اگر ایک شخص نے لونڈی خریدی پھر عیب کی وجہ سے اُسے واپس کر دیا مگر اس سے جماع کر چکا تھا تو اگر وہ لونڈی بکر تھی تو جس قدر اس کی قیمت میں نقصان ہو گیا مشتری کو دینا ہو گا اور اگر ثیبہ تھی تو مشتری کو کچھ دینا نہ ہو گا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص غلام یا لونڈی یا اور کوئی جانور بیچے یہ شرط لگا کر کہ اگر کوئی عیب نکلے گا تو میں بری ہوں یا بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہو جائے گا مگر جب جان بوجھ کر کوئی عیب اس میں ہو اور وہ اس کو چھپائے اگر ایسا کرے گا تو یہ شرط مفید نہ ہو گی اور وہ چیز بائع کو واپس کی جائے گی۔

۱۷۔ کہا مالک نے اگر ایک لونڈی کو دو لونڈیوں کے بدلے میں بیچا پھر اُن دو لونڈیوں میں سے ایک لونڈی میں کچھ عیب نکلا جس کی وجہ سے وہ پھر سکتی ہے تو پہلے اس لونڈی کی قیمت لگائی جائے گی جس کے بدلے میں یہ دونوں لونڈیاں آئی ہیں پھر ان دونوں لونڈیوں کی بے عیب سمجھ کر قیمت لگا دیں گے پھر اُس لونڈی کے زرِ ثمن کو ان دونوں لونڈیوں کی قیمت پر تقسیم کریں گے ہر ایک کا حصہ جدا ہو گا۔ بے عیب لونڈی کا اس کے موافق اور عیب دار کا اس کے موافق پھر عیب دار لونڈی اس حصہ ثمن کے بدلے میں واپس کی جائیگی قلیل ہو یا کثیر مگر قیمت دونوں لونڈیوں کی اسی روز کی لگائی جائے گی جس دن وہ لونڈیاں مشتری کے قبضے میں آئی ہیں کہا مالک نے اگر ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اس سے مزدوری کرائی اور مزدوری کے دام حاصل کئے قلیل ہوں یا کثیر بعد اس کے اس غلام میں ایسا عیب نکلا جس کی وجہ سے وہ غلام پھر سکتا ہے تو وہ اس غلام کو پھیر دے اور مزدوری کے پیسے رکھ لے اس کا واپس کرنا ضروری نہیں ہمارے نزدیک جماعت علماء کا یہی مذہب ہے اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اس کے ہاتھ سے ایک گھر بنوایا جس کی بنوائی اس کی قیمت سے دو چند سہ چند ہے پھر عیب کی وجہ سے اسے واپس کر دیا تو غلام واپس ہو جائیگا اور بائع کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ مشتری سے گھر بنوانے کی مزدوری لے اسی طرح سے غلام کی کمائی بھی مشتری کی ہو گی کہا مالک نے اگر ایک شخص نے کئی غلام ایک ہی دفعہ (یعنی ایک ہی عقد میں) خرید کئے اب اُن میں سے ایک غلام چوری کا نکلا یا اُس میں کچھ عیب نکلا تو اگر وہی غلام سب غلاموں میں عمدہ اور ممتاز ہو گا اور اسی کی وجہ سے باقی غلام خرید کئے گئے ہوں تو ساری بیع فسخ ہو جائے گی اور سب غلام پھر واپس دئے جائیں گے۔ اگر ایسا نہ ہو تو صرف اس غلام کو پھیر دے گا اور زرِ ثمن میں سے بقدر اس کی قیمت کے حصہ لگا کر بائع سے واپس لے گا۔

۵۔ بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْوَلِيدَةِ إِذَا بِيعَتْ وَالشَّرْطُ فِيهَا

(لونڈی کو شرط لگا کر بیچنے کا بیان)

۲۰۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ ابْتَاعَ جَارِيَةً مِنِ امْرَأَتِهِ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ أَنَّكَ إِنْ بِعْتَهَا فَهِيَ لِي بِالثَّمَنِ الَّذِي تَبِيعُهَا بِهِ فَسَأَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تَقْرَبْهَا وَفِيهَا شَرْطٌ لِأَحَدٍ۔

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود نے ایک لونڈی خریدی اپنی بی بی زینب ثقفیہ سے ان کی بی بی نے اس شرط سے بیچی کہ جب تم اس لونڈی کو بیچنا تو مجھے کو بیچنا منظور ہو اسی داموں کو میرے ہاتھ بیچنا عبداللہ بن مسعود نے اس امر کو حضرت عمر سے بیان کیا انہوں نے کہا تو اس لونڈی سے صحبت مت کر جس میں کسی کی شرط لگی ہو۔

۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَطَأُ الرَّجُلُ وَلِيدَةً إِلَّا وَلِيدَةً إِنْ شَاءَ بَاعَهَا وَإِنْ شَاءَ وَهَبَهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ صَنَعَ بِهَا مَا شَاءَ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے تھے آدمی کو اس لونڈی سے وطی کرنا درست ہے جس پر سب طرح کا اختیار ہو اگر چاہے اس کو بیچ ڈالے چاہے ہبہ کر دے چاہے رکھ چھوڑے جو چاہے سو کر سکے۔

۲۲۔ کہا مالک نے جو شخص کسی لونڈی کو اس شرط پر خرید کرے کہ اس کو بیچوں گا نہیں یا ہبہ نہ کروں گا یا اس کی مثل اور کوئی شرط لگادی تو اس لونڈی سے وطی کرنا درست نہیں کیونکہ جب اس کو اس لونڈی کے بیچنے یا ہبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے تو اس کی ملک پوری نہیں ہوئی اور جو لوازم تھے اس کے ملک کے وہ غیر کے اختیار میں رہے اور اس طرح کی بیع مکروہ ہے۔

۶۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَطَأَ الرَّجُلُ وَلِيدَةً وَلَهَا زَوْجٌ

(خاوند والی لونڈی سے وطی کرنا منع ہے)

۲۳۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرٍ أَهْدَى لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ جَارِيَةً وَلَهَا زَوْجٌ ابْتَاعَهَا بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ لَا أَقْرَبُهَا حَتّٰى يُفَارِقَهَا زَوْجُهَا فَأَرْضٰى ابْنُ عَامِرٍ زَوْجَهَا فَفَارَقَهَا۔

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عامر نے عثمان بن عفان کو ایک لونڈی ہدیہ دی مگر اس کا ایک خاوند تھا اور عبداللہ نے اس لونڈی کو بصرے میں خریدا تھا تو عثمان نے کہا میں اس لونڈی سے وطی نہ کروں گا جب تک اس کا خاوند اس کو چھوڑ نہ دے عبداللہ نے اس خاوند کو راضی کر دیا تو اس نے چھوڑ دیا۔

۲۴۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَاهُ ابْتَاعَ وَلِيدَةً فَوَجَدَهَا ذَاتَ

ترجمہ: ابی سلمہ بن عبدالرحمان سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک لونڈی خریدی بعد اس کے معلوم ہوا وہ

زَوْجٌ فَرَدَّهَا ۔ خاوند رکھتی ہے تو اس کو واپس کر دیا۔

ف : کیونکہ یہ عیب ہے۔

۷۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَمَرِ الْمَالِ يُبَاعُ أَصْلُهُ

(جب درخت بیچا جائے تو اس کے پھل اس میں شامل نہ ہوں گے)

۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ ۔

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھجور کا درخت تابیر کیا ہوا بیچے تو اسکے پھل بائع کے ہونگے مگر جس صورت میں مشتری شرط کرلے کہ پھل میرے ہیں۔

ف : تابیر کہتے ہیں نر کو مادہ سے پیوند لگانے کو عرب لوگ ایک درخت کو نر فرض کرتے تھے اور دوسرے کو مادہ مادہ کو چیر کر اس میں نر کا گابہ شریک کر دیتے تھے اس تدبیر سے کھجوریں بہت نکلتیں۔

ف : اور جو درخت تابیر کیا ہوا نہ ہو تو پھل مول لینے والے کے ہوں گے جمہور علماء کے نزدیک مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں وہ پھل بائع کے ہوں گے مگر جب مشتری شرط کرلے پھلوں کی۔

۸۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

(جب تک پھلوں کی پختگی معلوم نہ ہو اس کے بیچنے کی ممانعت)

۲۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ ۔

ترجمہ : ابن عمر سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے یہاں تک کہ ان کی پختگی اور بہتری کا یقین ہو جائے منع کیا بائع کو اور مشتری کو۔

ف : بائع کو بیع سے منع کیا اور مشتری کو خریدنے سے کیونکہ اگر پھل تلف ہو جائیں تو بائع غیر کا مال بلا عوض ہضم کر لے گا اور مشتری اپنے مال کو مفت کھو دے گا۔

۲۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا تُزْهِيَ فَقَالَ حِينَ تَحْمَرُّ أَوْ تَصْفَرُّ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ ۔

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پھلوں کے بیچنے سے یہاں تک کہ خوش رنگ ہو جائیں لوگوں نے کہا اس سے کیا مراد ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا سرخ یا زرد ہو جائیں اور آپ نے فرمایا کیا اگر اللہ ان پھلوں کو پکنے نہ دے تو کس چیز کے بدلے میں تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال لے گا۔

۲۸۔ عَنْ: عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ ؏

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پھلوں کی بیع سے یہاں تک کہ آفت کا خوف جاتا رہے۔

۲۹۔ کہا مالک نے پھلوں کا بیچنا ان کی بہتری معلوم ہونے سے پہلے دھوکہ کی بیع ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا۔

۳۰۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَبِيْعُ ثِمَارَهٗ حَتّٰى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا ؏

ترجمہ: زید بن ثابت اپنے پھلوں کو اس وقت بیچتے جب ثریا کے تارے نکل آتے۔

ف: جب ثریا کے تارے صبح کو طلوع کرتے ہیں تو میووں کے تلف کا خوف جاتا رہتا ہے اور فصل اچھی ہوتی ہے یہ مضمون حدیث میں وارد ہے کہا مالک نے خربوزہ اور ککڑی اور گاجر کا بیچنا درست ہے جب ان کی بہتری کا حال معلوم ہو جائے پھر جو کچھ اُگیں وہ فصل کے تمام ہوئے تک مشتری کے ہوں گے اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہر جگہ کے دستور اور رواج کے موافق حکم ہوگا اگر قبل اسوقت کے کسی آفت کے سبب نقصان ہو تہائی مال تک تو مشتری کو وہ نقصان مجرا دیا جائیگا اور تہائی سے کم اگر نقصان ہو تو مجرا نہ دیا جائے گا۔

۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ بَیْعِ الْعَرِیَّةِ (عریہ کے بیان میں)

ف: عریہ اس کو کہتے ہیں کہ ایک درخت یا دو درخت کسی محتاج کو دے پھر اُس کے آنے سے باغ میں تکلیف ہو اور خشک میوہ دے کر درختوں کے میوہ کو لے لے۔

۳۲۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ اَنْ يَّبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا ؏

ترجمہ: زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عریہ والے کو اپنا میوہ بیچنے کی اٹکل سے۔

ف: یعنی درختوں کے میوے کا اندازہ کر کے اسقدر خشک میوے کے بدلے میں بیچنے کو درست رکھا۔

۳۳۔ عَنْ: اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْخَصَ فِیْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ فِیْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ يَشُكُّ دَاؤُدُ قَالَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ ؏

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عریوں کے بیچنے کی اٹکل سے بشرطیکہ پانچ وسق سے کم ہوں یا پانچ وسق کے اندر ہوں۔

ف: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

۳۴۔ کہا مالک نے عریہ کا اندازہ درختوں پر کر لیا جائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا کیونکہ یہ تولیہ یا اقالہ یا شرکت کے مثل ہے۔ اگر یہ اور بیعوں کے مثل ہوتا تو کھانے کی چیزوں کا تولیہ یا اقالہ یا شرکت قبل قبضے کے نادرست ہے یہ بھی درست نہ ہوتا۔

ف: تولیہ جس قیمت کو بیچنا اور اقالہ بیع کو فسخ کرنا۔

۱۰۔ بَابُ الْجَائِحَةِ فِي بَيْعِ الثِّمَارِ وَالزُّرُوعِ

(پھلوں اور کھیتوں کی بیع میں آفت کا بیان)

۳۵۔ عَنْ: عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ تَقُولُ ابْتَاعَ رَجُلٌ ثَمَرَ حَائِطٍ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَالَجَهُ وَقَامَ فِيهِ حَتّٰى تَبَيَّنَ لَهُ النُّقْصَانُ فَسَأَلَ رَبَّ الْحَائِطِ أَنْ يَضَعَ لَهُ أَوْ أَنْ يُقِيلَهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَفْعَلَ فَذَهَبَتْ أُمُّ الْمُشْتَرِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأَلّٰى أَنْ لَا يَفْعَلَ خَيْرًا فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَبُّ الْحَائِطِ فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُوَ لَهُ ۔

ترجمہ: عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص نے باغ کے پھل خریدے اور اس کی درستی میں مصروف ہوا مگر ایسی آفت آئی جس سے نقصان معلوم ہوا تو باغ کے مالک سے کہا یا تو پھلوں کی قیمت کچھ کم کر دو یا اس بیع کو فسخ کر ڈالو اس نے قسم کھالی میں ہرگز نہ کروں گا تب خریدار کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آن کر یہ سب قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا کیا قسم کھالی اس نے کہ میں یہ بہتری کا کام نہ کروں گا۔ جب مالکِ باغ کو یہ خبر پہنچی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ جیسا خریدار کہے وہ مجھ کو منظور ہے۔

۳۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضٰى بِوَضْعِ الْجَائِحَةِ ۔

ترجمہ: عمر بن عبد العزیز نے حکم کیا مشتری کو نقصان دلانے کا جب کھیت یا میوے کو آفت پہنچے۔

۳۷۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس آفت سے تہائی مال یا زیادہ کا نقصان ہوا ہو اگر اس سے کم نقصان ہوگا اس کا شمار نہیں۔

۱۱۔ بَابُ مَا يَجُوزُ مِنِ اسْتِثْنَاءِ الثَّمَرِ

(کچھ پھل یا میوے کا بیع سے مستثنیٰ کرنے کا بیان)

۳۸۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَبِيعُ ثَمَرَ حَائِطِهِ ثُمَّ يَسْتَثْنِي مِنْهُ ۔

ترجمہ: قاسم بن محمد اپنے باغ کے میووں کو بیچتے پھر اس میں سے کچھ مستثنیٰ کر لیتے۔

۳۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ جَدَّهُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ بَاعَ ثَمَرَ حَائِطٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ الْأَفْرَقُ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ وَاسْتَثْنٰى

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ان کے دادا محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باغ کا میوہ بیچا چار ہزار درم کو اس میں سے آٹھ سو درم کے کھجور مستثنیٰ کر لئے۔ اس

وَمِنْهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ تَمْرًا ۔

باغ کا نام افرق تھا۔

۴۰۔ عَنْ: أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَتْ تَبِيعُ ثِمَارَهَا وَتَسْتَثْنِي مِنْهَا ۔

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن اپنے پھلوں کو بیچتیں اور اس میں سے کچھ نکال لیتیں ۔

۴۱۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو آدمی اپنے باغ کا میوہ بیچے اس کو اختیار ہے کہ تہائی مال تک مستثنیٰ کرے اس سے زیادہ درست نہیں اور جو سارے باغ میں سے ایک درخت یا درخت کے پھل مستثنیٰ کر لے اور ان کو معین کر دے تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے کیونکہ گویا مالک نے سوائے ان درختوں کے باقی کو بیچا اور ان کو نہ بیچا اس امر کا مالک کو اختیار ہے۔

۱۲۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ التَّمْرِ (جو بیع کھجوروں کی مکروہ ہے اُس کا بیان)

۴۲۔ عَنْ: عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ عَامِلَكَ عَلَى خَيْبَرَ يَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوهُ لِي فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا يَبِيعُونَنِي الْجَنِيبَ بِالْجَمْعِ صَاعًا بِصَاعٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا ۔

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کو کھجور کے بدلے میں برابر برابر بیچو ایک شخص بولا یا رسول اللہ آپ کا عامل خیبر پر ایک صاع کھجور لے کر دو صاع دیتا ہے آپ نے فرمایا بلاؤ اس کو وہ بلایا گیا آپ نے پوچھا تو دو صاع کھجور دے کر ایک صاع لیتا ہے وہ بولا یا رسول اللہ ایک صاع بہتر کھجور اور ایک صاع بری کھجور کے بدلے میں نہیں آتی آپ نے فرمایا پہلے بری کھجور کو روپیوں کے بدلے میں بیچ کر پھر عمدہ کھجور کو خرید کرلے ۔

۴۳۔ عَنْ: أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا ۔

ترجمہ: ابو سعیدؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عامل مقرر کیا خیبر پر وہ عمدہ کھجور لے کر آیا آپ نے پوچھا سب کھجوریں خیبر کی ایسی ہی ہوتی ہیں وہ بولا نہیں یا رسول اللہ ہم اس کھجور میں سے ایک صاع دو صاع کے بدلے میں یا دو صاع تین صاع کے بدلے میں خرید کیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہ کر پہلے بری کھجور کو روپیوں کے بدلے میں بیچ کر پھر عمدہ کھجور روپے دے کر خرید لے ۔

۴۴۔ عَنْ: زَيْدٍ أَبِي عَيَّاشٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ

ترجمہ: زید ابو عیاش سے روایت ہے انہوں نے پوچھا سعد بن ابی وقاص سے کہ جو کو سلت (ایک غلہ کا نام ہے

أَيَّتُهُمَا أَفْضَلُ فَقَالَ الْبَيْضَاءُ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ سَعْدٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ فَقَالُوا نَعَمْ فَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ ۞

درمیان میں گیہوں اور جَو کے عوض اور حجاز میں پیدا ہوتا ہے) کے بدلے میں بیچ سکتے ہیں انہوں نے کہا دونوں میں کونسا اچھا ہے بولے جَو تو منع کیا اس سے اور سعد نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ خشک کھجور کو رطب (تر کھجور کے) بدلے میں بیچنا کیسا ہے آپ نے فرمایا رطب جب سوکھ جاتا ہے تو وزن اُس کا کم ہو جاتا ہے لوگوں نے کہا ہاں آپ نے منع کیا۔

ف: مالک اور شافعی اور احمد اور محمد بن حسن اور یعقوب بن ابراہیم اکثر علماء کا عمل اسی پر ہے کہ رطب کی بیع تمر (خشک کھجور) کے ساتھ درست نہیں مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک برابر بیچنا درست ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ زید ابو عیاش اس کا راوی مجہول ہے مگر محدثین نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

(مزابنہ اور محاقلہ کا بیان) ۔ (ان دونوں کے معنے آگے آتے ہیں)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مزابنہ سے مزابنہ اس کو کہتے ہیں کہ درخت پر پھل کھجور یا انگور اندازہ کرکے خشک کھجور یا انگور کے بدلے میں فروخت کی جائیں۔

۲۴ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُءُوسِ النَّخْلِ وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ ۞

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مزابنہ اور محاقلہ سے۔ مزابنہ کے معنے اوپر بیان ہوئے اور محاقلہ اس کو کہتے ہیں کہ گیہوں کا کھیت بدلے میں خشک گیہوں کے بیچے۔

ف: سوا گیہوں کے اور جتنے اناج ہیں سب کا یہی حکم ہے محاقلہ کے مشہور معنے یہی ہیں جو ترجمہ میں بیان ہوئے اور حدیث میں جو مالک نے بیان کئے وہ یہ ہیں کرایہ دینا زمین کا بعوض گیہوں کے یعنے ایک شخص اپنی زمین کسی کو گیہوں بونے کو دے اور اس کا کرایہ کسی قدر گیہوں ٹھہرائے جب اُس میں اُگیں اس کو مخابرہ بھی کہتے ہیں۔

۲۷ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَالْمُحَاقَلَةُ اشْتِرَاءُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ وَاسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مزابنہ اور محاقلہ سے دونوں کے معنی اوپر گذرے۔

بِالْحِنْطَةِ ۔

۴۸۔ کہا ابن شہاب نے میں نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ زمین کو کرایہ پر دینا سونے اور چاندی کے عوض میں درست ہے بولے ہاں درست ہے کچھ قباحت نہیں ہے ۔ کہا مالک نے جو چیز ڈھیر لگا کر بیچی جائے اور اس کا وزن اور کیل معلوم نہ ہو تولی اور ناپی ہوئی چیز کے بدلے میں وہ مزابنہ میں داخل ہے (بشرطیکہ ایک جنس ہو) اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ یہ جو تیرا ڈھیر پڑا ہے گیہوں یا کھجور یا چارہ یا گٹھلیوں یا گھاس یا کسم یا روئی یا کتان یا ریشم کا اس کو ناپ یا تول یا شمار اگر قدر سے کم نکلے تو میں تجھ کو مجرا دوں گا اور جو زیادہ نکلے تو میں لے لوں گا اس قسم کی بیع درست نہیں ہے بلکہ یہ جوئے کے مشابہ ہے ۔ کہا مالک نے اسی طرح اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ یہ کپڑا اتنی ٹوپیوں کو کافی ہے اگر کم پڑے تو میں دوں گا اور جو بڑھے میں لے لونگا یا اس کپڑے میں اتنے کرتے نہیں گے اگر کم پڑے میں دے دوں گا اور جو زیادہ ہو لے لوں گا یا اسقدر کھالوں میں اتنی جوتیاں بنیں گی اگر کم پڑے میں دوں گا زیادہ ہو تو لے لوں گا یا اسقدر دانوں میں اتنا تیل نکلے گا اگر کم نکلے تو میں دوں گا زیادہ نکلے تو میرا ہے یہ سب مزابنہ میں داخل ہے جائز نہیں یا یوں کہے کہ تیرے اس ڈھیر کے بدلے میں پتوں یا گٹھلیوں یا روئی یا ترکاری یا کسم کے اسقدر پتے یا گٹھلیاں یا روئی یا ترکاری یا کسم تول ناپ کر دیتا ہوں ہر ایک کو اس کی جنس کے ساتھ بیچے تو بھی نادرست ہے ۔ ف : البتہ اگر ایک جنس کو دوسری جنس کے ساتھ بیچے مثلاً گیہوں کے ڈھیر کو من بھر روئی کے یا من بھر چاول کے بدلے میں بیچے تو درست ہے ۔

۱۴۔ باب جَامِعِ بَيْعِ الثَّمَرِ (پھلوں اور میووں کی بیع کے مختلف مسائل کا بیان)

کہا مالک نے جو شخص کسی معین درختوں کے پھلوں کو خریدے یا ایک باغ کے میووں کو خریدے یا معین بکریوں کے دودھ کو خریدے تو کچھ قباحت نہیں ہے بشرطیکہ خریدار قیمت ادا کرتے ہی اپنا مال وصول کرنا شروع کر دے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی روپیہ دے کر ایک کپّہ میں سے کسی قدر گھی مول لے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اگر کپّہ قبل گھی لینے کے پھٹ جائے اور گھی بہہ جائے تو خریدار اپنے روپے پھیرے گا کہا مالک نے اگر خریدار سے یہ ٹھہرایا کہ جسقدر دودھ روز نکلا کرے یا جتنا میوہ روز اترا کرے وہ لیتا جائے تو درست ہے ہر روز لے لیا کرے اگر جتنا خریدا تھا اس قدر مال پورا نہ پہنچا تھا کہ دودھ موقوف ہو گیا یا میوہ تلف ہو گیا تو بائع جتنا باقی رہ گیا ہے اس کے دام خریدار کو پھیر دے گا یا خریدار دوسرا کچھ اسباب بائع سے اس کے بدلے میں لے لے گا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ بغیر لئے بائع کو چھوڑ دے ورنہ مکروہ ہوگا کیونکہ یہ بیع کالی کی ہے بعوض کالی کے اور منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ۔ ف : دارقطنی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کالی کی بیع سے بعوض کالی کے یعنی دَین کے بیچنے سے بعوض دَین کے صورت اس کی یوں ہے کہ ایک شخص کچھ کپڑا یا اسباب ایک مہینے کے وعدے پر خریدے جب مہینہ پورا ہوا اور روپے نہ ملیں تو اسی کپڑے کو دو مہینے کے وعدے پر بائع کے ہاتھ بیچ ڈالے پہلی قیمت سے کچھ زیادہ پر ۔ گویا قرض کی بیع قرض کے بدلے میں ہوئی ۔ مشتری پر جو بائع کا دَین آتا تھا اس کو بائع نے بیچ ڈالا اسی کے ہاتھ اپنے ذمے قرض کر کے اور بالفعل کوئی چیز نہ دی البتہ اگر اسی جلسے میں مشتری کے مبیع حوالے کرے پھر مشتری مبیع بائع کو دے دے اور قیمت اس کی لے لے تو درست ہے ۔

سوال ہوا مالک سے اگر کوئی باغ کی کھجور بیچے اور اس میں کئی قسمیں کھجور کی ہوں جیسے عجوہ اور کبیس اور عذق وغیرہ مگر مشتری

یہ شرط لگائے کہ اس باغ میں سے کوئی ایک درخت یا کئی درخت میں چھانٹ دوں گا (یعنی بیع سے مستثنیٰ کردوں گا) تو یہ درست نہیں کیونکہ اگر اس نے عجوہ کا درخت چھوڑ دیا جس میں پندرہ صاع کھجور تھی اور اس کے بدلے میں کبیس کا درخت لے لیا جس میں دس ہی صاع کھجور تھی یا اس کے برعکس کیا تو گویا اس نے عجوہ کو کبیس کے بدلے میں کم و بیش فروخت کیا اور یہ ناجائز ہے کہا مالک نے مثال اسکی یہ ہے کہ ایک شخص تین ڈھیر کھجور کے لگائے ایک عجوہ کا جو پندرہ صاع ہے اور ایک کبیس کا جو دس صاع ہے اور ایک عذق کا جو بارہ صاع ہے پھر مشتری نے کھجور والے کو ایک دینار دے دیا اس شرط سے کہ ان تینوں ڈھیروں میں سے جو میں چاہوں سے لوں گا تو یہ جائز نہیں۔ سوال ہوا امام مالک سے کہ ایک شخص مالک باغ سے رطب خریدے اور ایک دینار اس کو پیشگی دے دے پھر چند روز میں رطب موقوف ہو جائیں تو مالک نے جواب دیا کہ حساب کیا جائے گا کس قدر دینار میں سے بائع کے ذمہ رہ گیا ہے اگر دو ثلث دینار کے رطب لے چکا ہے تو ایک ثلث باقی وصول کرے اگر تین ربع دینار کے رطب لے چکا ہے تو ایک ربع وصول کرلے۔ یا مشتری بائع کی رضامندی سے اور کوئی میوہ اس کے باغ میں سے لے مگر جب اور کوئی میوہ اُس کے بدلے میں ٹھہرے تو چاہئے کہ فی الفور اس کو وصول کرے اس میں دیر نہ کرے ورنہ کالی بالکالی ہو جائے گا کہا مالک نے اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص اپنے اونٹ یا غلام کو جو درزی یا بڑھئی یا اور کوئی کام کرتا ہو کرایہ کو دے یا مکان کرایہ پر دے اور زر کرایہ پیشگی لے لے بعد اس کے اونٹ یا غلام مرجائے اور گھر گر جائے تو اونٹ والا اسی طرح غلام یا مکان والا حساب کر کے جسقدر اجرت اس کے ذمہ پر باقی رہ گئی ہو واپس کر دے گا فرض کیجئے کہ اگر مستاجر نے اپنا نصف حق وصول کیا تھا تو نصف اجرت اس کو واپس ملے گی کہا مالک نے ان سب صورتوں میں سلف کرنا یعنے اجرت پیشگی دے دینا جب ہی درست ہے کہ اجرت دیتے ہی غلام یا اونٹ یا گھر پر قبضہ کرے یا رطب توڑنا شروع کر دے یہ نہیں کہ اس میں دیر کرے یا کوئی میعاد ٹھہرائے کہا مالک نے یہ سلف مکروہ ہے کہ کوئی شخص اونٹ کا کرایہ دے دے اور اونٹ والے یہ کہے کہ حج کے دنوں میں تیرے اونٹ پر سوار ہوں گا اور ابھی حج میں ایک عرصہ باقی ہو یا ایسا ہی غلام اور گھر میں کہے تو یہ صورت گویا اس طرح پر ہوئی کہ اگر وہ اونٹ یا غلام یا گھر اس وقت تک باقی رہے تو اسی کرایہ سے اس سے منفعت اٹھالے اور اگر وہ اونٹ یا غلام مرجائے اور گھر گر جائے تو اپنے کرایہ کے پیسے پھیر لے کہا مالک نے اگر وہ شخص کرایہ دیتے ہی اونٹ یا غلام یا گھر پر قبضہ کر لیتا تو کراہت جاتی رہتی اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص غلام یا لونڈی خرید کر اپنے قبضے میں لائے اور قیمت ان کی ادا کرے بعد اس کے کسی عیب کی وجہ سے وہ غلام یا لونڈی واپس کی جائے تو مشتری اپنا زر ثمن بائع سے پھیر لے اور اس میں کچھ قباحت نہیں ہے کہا مالک نے جو شخص کسی معین غلام یا اونٹ کو کرایہ پر لے اور قبضے کی ایک میعاد مقرر کر دے یعنے یہ کہہ دے کہ فلاں تاریخ سے میں اونٹ یا غلام کو اپنے قبضے و تصرف میں لونگا تو یہ جائز نہیں کیونکہ نہ مستاجر نے قبضہ کیا اس اونٹ یا غلام پر نہ موجر نے ایسے دین میں سلف کی جس کا دینا مستاجر پر واجب ہو۔

۱۵۔ بابُ مَاجَآءَ فِی بَیْعِ الْفَاکِھَۃِ (میووں کی بیع کا بیان)

۵۹۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص کوئی میوہ تر یا خشک خریدے اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس پر قبضہ کرلے اور میوے کو میوے کے بدلے میں اگر بیچے تو اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے اور جو میوہ ایسا ہے کہ سوکھا کر کھایا جاتا

ہے اور رکھا جاتا ہے اس کو اگر میوے کے بدلے میں بیچے اور ایک جنس ہو تو اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے اور برابر بیچے کمی بیشی اس میں درست نہیں البتہ اگر جنس مختلف ہو تو کمی بیشی درست ہے مگر نقدا نقد بیچنا چاہیئے اس میں میعاد لگانا درست نہیں اور جو میوہ سوکھا یا نہیں جاتا بلکہ تر کھایا جاتا ہے ۔ جیسے خربوزہ ککڑی ، ترنج ، کیلا ، گاجر ، انار وغیرہ اس کو ایک دوسرے کے بدلے میں اگرچہ جنس ایک ہو کمی بیشی ساتھ بھی درست ہے جب اس میں میعاد نہ ہو نقدا نقد ہو ۔

۱۶۔ بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ عَيْنًا وَتِبْرًا

(سونے اور چاندی کی بیع کا بیان مسکوک ہو یا غیر مسکوک)

ف : اگر سونے پر سکہ لگایا جائے جیسے اشرفی تو اس کو عین کہتے ہیں ورنہ تبر کہتے ہیں ۔

۶۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعْدَيْنِ أَنْ يَبِيعَا آنِيَةً مِنَ الْمَغَانِمِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَبَاعَا كُلَّ ثَلَاثَةٍ بِأَرْبَعَةٍ عَيْنًا أَوْ كُلَّ أَرْبَعَةٍ بِثَلَاثَةٍ عَيْنًا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَيْتُمَا فَرُدَّا ۔

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حکم کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں سعدؓ کو کہ جتنے برتن سونے اور چاندی کے مالِ غنیمت میں آئے ہیں ان کو بیچ ڈالو انہوں نے تین تین برتنوں کو چار چار نقد کے عوض بیچا یا چار چار کو تین تین نقد کے عوض میں بیچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں نے سود لیا اس بیع کو رد کرو ۔

ف : یعنی سعد بن ابی وقاص اور سعد بن عبادہ کو یعقوب بن شیبہ کی روایت میں صاف ان دونوں کا نام مذکور ہے ۔

ف۲ : یعنے تین تین برتن دے کے چار چار برتنوں کے موافق وزن میں دینار لئے یا چار چار برتن دے کر تین تین برتنوں کے موافق وزن میں دینار لئے ۔

۶۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا ۔

ترجمہ : ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار کو ایک دینار کے بدلے میں بیچو اور ایک درہم کو ایک درہم کے بدلے میں نہ زیادہ کے بدلے میں ۔

ف : یعنی ایک دینار جب وزن میں دوسرے دینار کے برابر ہو تو بدلنا درست ہے کھوٹے کھرے کا اعتبار نہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ کھرا دینار دے کر دو کھوٹے دینار لے اسی طرح درہم میں ۔

۶۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ ۔

ترجمہ : ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو سونے کو سونے کے بدلے میں مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک دوسرے پر اور مت بیچو چاندی کو بدلے میں چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو کچھ اس میں سے نقد وعدہ پر ۔

ف: یعنے جب سونا سونے کے بدلے میں اور چاندی چاندی کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی نہ کرے برابر برابر بیچے اور نقدا نقد اگر سونے کو چاندی کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی درست ہے مگر نقدا نقد چاہیئے۔

۴۳- عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَهٗ صَائِغٌ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّيْ اَصُوْغُ الذَّهَبَ ثُمَّ اَبِيْعُ الشَّيْءَ مِنْ ذٰلِكَ بِاَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهٖ فَاَسْتَفْضِلُ فِيْ ذٰلِكَ قَدْرَ عَمَلِ يَدَيَّ فَنَهَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ فَجَعَلَ الصَّائِغُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ الْمَسْئَلَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ يَنْهَاهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ اَوْ اِلٰى دَآبَّةٍ يُرِيْدُ اَنْ يَّرْكَبَهَا ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَآ اِلَيْنَا وَعَهْدُنَآ اِلَيْكُمْ ؞

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک سُنار آیا اور بولا اے ابا عبدالرحمٰن میں سونے کا زیور بناتا ہوں پھر اس کے وزن سے زیادہ دینار لے کر اس کو بیچتا ہوں اور یہ زیادتی اپنی محنت کے عوض میں لیتا ہوں عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو اس سے منع کیا پھر وہ سُنار پوچھتا رہا اور عبداللہ بن عمرؓ منع کرتے رہے یہاں تک کہ عبداللہ بن عمرؓ مسجد کے دروازے پر آئے یا اپنے جانور پر سوار ہونے کو آئے اس وقت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا دینار کو بدلے میں دینار کے اور درہم کو بدلے میں درہم کے بیچ اور زیادتی نہ لے یہی وصیت ہے ہمارے نبی کی ہم کو اور ہماری وصیت ہے تم کو۔

۴۴- عَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الدِّيْنَارَ بِالدِّيْنَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ ؞

ترجمہ: حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو ایک دینار کو دو دینار کے بدلے میں اور نہ ایک درم کو دو درم کے بدلے میں۔

۴۵- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ مُعٰوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ بَاعَ سِقَايَةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ وَرِقٍ بِاَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَآءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِّثْلِ هٰذَا اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ مَا اَرٰى بِمِثْلِ هٰذَا بَأْسًا فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَآءِ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ مُّعٰوِيَةَ اَنَا اُخْبِرُهٗ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُخْبِرُنِيْ عَنْ رَّاْيِهٖ لَا اُسَاكِنُكَ بِاَرْضٍ اَنْتَ بِهَا ثُمَّ قَدِمَ اَبُو الدَّرْدَآءِ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَكَتَبَ عُمَرُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ اَلَّا يَبِيْعَ مِثْلَ ذٰلِكَ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّوَزْنًا بِوَزْنٍ ؞

ترجمہ: عطا بن یسار سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے ایک برتن پانی پینے کا سونے یا چاندی کا اس کے وزن سے زیادہ سونے یا چاندی کے بدلے میں بیچا تو ابوالدرداء نے اُن سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ اس سے منع کرتے تھے مگر برابر برابر بیچنا درست رکھتے تھے معاویہ نے کہا میرے نزدیک کچھ قباحت نہیں ہے۔ ابوالدرداء نے کہا بھلا کون میرا عذر قبول کرے گا اگر میں معاویہ کو اس کا بدلہ دُوں میں تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے اپنی رائے بیان کرتے ہیں اب میں تمہارے ملک میں نہ رہوں گا۔ پھر ابوالدرداء مدینہ میں حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور اُن سے یہ قصہ بیان کیا حضرت عمرؓ نے معاویہ کو لکھا کہ پھر ایسی بیع نہ کریں مگر برابر تول کر۔

ف : زیور یا برتن سونے کا اگرچہ اشرفیوں کے بدلے بیچا جائے تو کمی زیادتی ابوحنیفہ اور جمہور علماء کے نزدیک نادرست ہے اور شافعی اور بعض علماء کے نزدیک اگر زیور یا برتن والا اپنی بنوائی کے بدلے میں کچھ سونا زیادہ لے تو درست ہے معاویہ بن ابی سفیان کا شاید یہی مذہب ہوگا اور یہی مذہب حافظ ابن القیم کا ہے اور شوکانی نے سیل جرار میں ترجیح عدم جواز فضل کی کی ہے ۔ف : معاویہ اس زمانے میں حاکم تھے شام کے حضرت عمرؓ کی طرف سے ابوالدرداء کو یہ امر ناگوار ہوا کہ حدیث کے مقابلہ میں انہوں نے اپنی رائے بیان کی سلف کے نزدیک یہ امر نہایت مذموم ہے ۔

۲۶ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالذَّهَبِ اَحَدُهُمَا غَائِبٌ وَالْاٰخَرُ نَاجِزٌ وَاِنِ اسْتَنْظَرَكَ اِلٰى اَنْ يَّلِجَ بَيْتَهٗ فَلَا تُنْظِرْهُ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا ۔

ترجمہ : حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا مت بیچو سونے کو بدلے میں سونے کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں سونے کے اس طرح پر کہ ایک نقد ہو اور دوسرا وعدے پر بلکہ تجھ سے اگر اتنی مہلت چاہے کہ اپنے گھر میں سے ہو کر آئے تو اتنی بھی اجازت مت دے میں خوف کرتا ہوں تمہارے اوپر سود کا ۔

۲۷ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوْا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ وَاِنِ اسْتَنْظَرَكَ اِلٰى اَنْ يَّلِجَ بَيْتَهٗ فَلَا تُنْظِرْهُ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا ۔

ترجمہ : حضرت عمرؓ بن خطاب نے فرمایا مت بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں سونے کے اس طرح پر کہ ایک نقد ہو دوسرا وعدے پر بلکہ تجھ سے اگر اتنی مہلت چاہے کہ اپنے گھر میں سے ہو کر آئے تو اتنی بھی اجازت مت دے میں خوف کرتا ہوں تمہارے اوپر سود کا ۔

۲۸ عَنْ : مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالصَّاعُ بِالصَّاعِ وَلَا يُبَاعُ كَالِئٌ بِنَاجِزٍ ۔

ترجمہ : حضرت عمرؓ نے کہا ایک دینار بدلے میں ایک دینار کے چاہئے ایک درہم بدلے میں ایک درہم کے اور ایک صاع بدلے میں ایک صاع کے اور نہ بیچا جائے نقد بدلے میں وعدے کے ۔

۲۹ عَنْ : اَبِي الزِّنَادِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَا رِبَا اِلَّا فِيْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْ مَا يُكَالُ اَوْ مَا يُوْزَنُ مِمَّا يُؤْكَلُ اَوْ يُشْرَبُ ۔

ترجمہ : سعید بن المسیب کہتے تھے نہیں ربا ہے مگر سونے میں یا چاندی میں یا جو چیز ناپ تول کر بکتی ہے کھانے پینے کی ۔

۳۰ عَنْ : يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَطْعُ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ مِنَ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ ۔

ترجمہ : سعید بن المسیب کہتے تھے روپیہ اشرفی کا کاٹنا گویا ملک میں فساد کرنا ہے ۔

ف: روپیہ اشرفی جس پر مسلمانوں کا سکہ ہو اُس کا توڑنا بغیر ضرورت کے مکروہ ہے۔

۱۱۔ کہا مالک نے اگر سونے کو چاندی کے بدلے میں یا چاندی کو سونے کے بدلے میں ڈھیر لگا کر خریدے تو کچھ قباحت نہیں ہے جب وہ ڈلی ہوں یا زیور ہوں لیکن روپے اشرفی کا خریدنا بغیر گنے ہوئے جائز نہیں بلکہ اس میں دھوکا ہے اور مسلمانوں کے دستور کے خلاف ہے لیکن سونے چاندی کا ڈلا یا زیور جو تل کے بکتا ہے اُس کو اٹکل سے خریدنا جیسے گیہوں یا کھجور وغیرہ کو خریدتے ہیں برا نہیں ہے کہا مالک نے جو شخص کلام مجید یا تلوار یا انگوٹھی جس میں سونا یا چاندی لگا ہو روپے اشرفی کے بدلے میں خرید کرے تو دیکھیں گے اگر اُن چیزوں میں سونا لگا ہوا ہے اور اشرفیوں کے بدلے میں اس کو خرید کیا اور اس چیز کی قیمت دو ثلث سے کم نہیں ہے اور جس قدر سونا اس میں لگا ہوا ہے اس کی قیمت ایک ثلث سے زیادہ نہیں ہے تو درست ہے جب نقدا نقد ہو اسی طرح اگر چاندی لگی ہوئی ہے اور روپیوں کے بدلے میں خرید کیا تب بھی یہی حکم ہے۔

ف: اگر ثلث سے زیادہ اس میں سونا ہو تو سونے کے بدلے میں اس کا خریدنا یا ثلث سے زیادہ چاندی ہو تو چاندی کے بدلے میں خریدنا درست نہیں۔

۱۷۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّرْفِ (بیع صرف کے بیان میں)

ف: صرف کہتے ہیں چاندی سونے کی بیع کو بعوض چاندی سونے کے۔

۳۷۔ عَنْ: مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ قَالَ فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتَّى اصْطَرَفَ مِنِّي وَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ حَتَّى يَأْتِيَ خَازِنِي مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ يَسْمَعُ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَاللهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ ؛

ترجمہ: مالک بن اوس نے کہا مجھے حاجت ہوئی سو دینار کے درم لینے کی تو مجھے بلایا طلحہ بن عبید اللہ نے پھر ہم دونوں راضی ہوئے صرف کے اوپر اور انہوں نے دینار مجھ سے لے لئے اور ہاتھ سے الٹ پلٹ کرنے لگے اور کہا صبر کرو یہاں تک کہ میرا خزانچی غابہ آجائے (غابہ ایک موضع ہے قریب مدینہ کے) حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا نہیں قسم خدا کی مت چھوڑنا طلحہ کو بغیر روپے لئے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کا بیچنا چاندی کے بدلے میں ربا ہے مگر جب نقدا نقد ہو اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد اور کھجور بدلے کھجور کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد اور جَو بدلے جَو کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد اور نمک بدلے نمک کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد۔

۴۷۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے روپے اشرفیوں کے بدلے میں لئے پھر اس میں ایک روپیہ کھوٹا نکلا اب اس کو پھیرنا چاہے تو سب اشرفیاں اپنی پھیر لے اور سب روپے اسکے واپس دے دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا بدلے میں چاندی کے ربا ہے مگر جب نقدا نقد ہو اور حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تجھ سے اپنے گھر جانے کی مہلت مانگے تو مہلت نہ دے اگر ایک روپیہ اُس کو پھیر دے گا اور اس سے جدا ہو جائے گا تو مثل دَین کے یا میعاد کے ہو جائے گا اسی واسطے

یہ مکروہ ہے خواس بیع کو توڑنا ڈالنا چاہئے کہ ایک طرف نقد ہو دوسری طرف وعدہ خواہ ایک جنس ہوں یا کئی جنس ہوں۔
ف : یعنی سونے کو سونے کے بدلے میں یا چاندی کے بدلے میں بیچے یا گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں یا چاول کے بدلے میں بیچے ہر صورت میں ضروری ہے کہ نقداً نقد ہو ایک طرف نقد اور دوسری طرف وعدہ نہ ہو۔

۱۸- بابُ مَاجَآءَ فِي الْمُرَاطَلَةِ (مراطلہ کا بیان)

ف : مراطلہ کہتے ہیں سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں تول کر بیع کرنے کو۔

۷۵- **عَنْ** : مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ قُسَيْطٍ اَنَّهُ رَاٰى سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُرَاطِلُ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ فَيُفْرِغُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيْزَانِ وَيُفْرِغُ صَاحِبُهُ الَّذِيْ يُرَاطِلُهُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيْزَانِ الْاُخْرٰى فَاِذَا اعْتَدَلَ لِسَانُ الْمِيْزَانِ اَخَذَ وَاَعْطٰى ۔

ترجمہ : یزید بن عبداللہ بن قسیط نے سعید بن المسیب کو دیکھا جب سونے کو سونے کے بدلے میں بیچتے تو اپنے سونے کو ایک پلہ میں رکھتے اور دوسرا شخص اپنے سونے کو دوسرے پلے میں رکھتا جب ترازو کا کانٹا برابر آ جاتا تو دوسرے کا سونا لے لیتے اور اپنا سونا دے دیتے۔

ف : بعض لوگوں نے احتیاطاً اتنا اور کہا ہے کہ جب ایک بار ترازو کا کانٹا برابر ہو جائے تو ایک پڑے کا سونا دوسرے پلڑے میں بدل کر پھر تولے شاید ترازو میں دھڑا ہو۔ **کہا** مالکؒ نے جو شخص سونے کو سونے کے بدلے میں تول کر بیچے تو کچھ قباحت نہیں اگرچہ ایک پلڑے میں گیارہ دینار رکھیں اور دوسری طرف دس دینار جب نقداً نقد ہوں اور وزن برابر ہو اگرچہ شمار میں کم زیادہ ہوں ایسا ہی دراہم کا حکم ہے **کہا** مالکؒ نے جو سونے کو سونے کے بدلے میں تول کر بیچے یا چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور ایک طرف کا سونا ایک مثقال زیادہ ہو اس کے بدلے میں دوسرا شخص چاندی یا اور کچھ دے کر وہ سونا لے لے تو یہ درست نہیں اسلئے کہ یہ ذریعہ ہے سود کا کیونکہ اگر علیحدہ اسقدر سونا ہوتا تو کبھی اتنی چاندی کے بدلے میں نہ دیتا یہاں صرف اسواسطے دیا کہ یہ بیع درست ہو جائے **کہا** مالکؒ نے ایک شخص کھرا سونا رکھ کر ایک ڈلا کھوٹے سونے کا بھی اُس کے ساتھ رکھ دے اور دوسرے شخص سے اس کے ہموزن متوسط سونا خریدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ کھرے سونے والے نے کھوٹا سونا ملا کر اپنا نقصان دفع کیا اگر اس کا سونا عمدہ نہ ہوتا تو متوسط سونے والا اپنا سونا کاہے کو دیتا جب اس میں کھوٹا سونا ملا ہوا ہے اس کی مثال ایسی ہے ایک شخص نے چاہا کہ تین صاع عجوہ کھجور کے سوا دو صاع کبیس کھجور دے کر خریدے۔ **ف** : عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے اور کبیس اس سے بھی عمدہ اور گراں ہوتی ہے۔

بقیہ قول مالکؒ جب اس سے کہا گیا یہ بیع جائز نہیں اُس نے دو صاع کبیس کے اور ایک صاع خراب کھجور کے دے کر تین صاع عجوہ کے خریدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر الگ بیچتا تو کبھی ایک صاع عجوہ کے بدلے میں ایک صاع خراب کھجور نہ لیتا یہاں پر کبیس کی وجہ سے اس نے لے لیا۔ اس کی مثال یہ بھی ہے ایک شخص نے تین صاع متوسط گیہوں کی اڑھائی صاع عمدہ گیہوں کے بدلے میں خریدنا چاہے جب اُس سے کہا گیا یہ درست نہیں تو اُس نے عمدہ گیہوں کے دو صاع کے ساتھ ایک صاع جو ملا دیئے تاکہ متوسط تین صاع گیہوں کی بیع درست ہو جائے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر الگ بیچتا تو کبھی ایک صاع جو کے بدلے میں ایک صاع متوسط گیہوں کے نہ دیتا حاصل

یہ ہے کہ سونا یا چاندی یا کھانے کی چیزیں جن کو برابر برابر بیچنا چاہیئے اگر ان میں ایک طرف کھرا مال ہو اور دوسری طرف متوسط تو یہ درست نہیں کھرے کے ساتھ تھوڑا کھوٹا ملا دے تا کہ یہ بیع جائز ہو اور اپنے کھرے مال کی زیادتی کھوٹ ملانے کی وجہ سے رفع ہو جائے اور دوسرا شخص اس کھوٹ کو اس وجہ سے لے کہ کھرا مال جو اسکے مال سے بہتر ہے اسکے ساتھ موجود ہے اگر وہ کھرا اس کے ساتھ نہ ہوتا تو کبھی یہ شخص اپنے متوسط مال کو اس کھوٹ کے بدلے نہ دیتا البتہ اگر کوئی شخص کھوٹے مال کو علیحدہ کر کے بیچے تو کچھ قباحت نہیں ہے ۔

۱۹۔ بَابُ الْعِينَةِ وَمَا يُشْبِهُهَا وَبَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى

(بیع عینہ کا بیان اور کھانے کی چیزوں کو قبل قبضہ کے بیچنے کا بیان)

ف : بیع عینہ اس کو کہتے ہیں آدمی کوئی شے بیچے اور قیمت کی ایک میعاد مقرر کرے پھر اسی شے کو مشتری سے کچھ قیمت میں کم کر کے خرید کرے اور قیمت نقد دے دے مثلاً زید ایک کپڑا دس روپے کو دو مہینے کے وعدے پر عمرو کے ہاتھ بیچے پھر وہی کپڑا عمرو سے آٹھ روپے کو خرید کرے اور آٹھ روپے عمرو کو نقد دے دے اس سے فائدہ یہ ہے کہ عمرو کو روپیہ کی ضرورت تھی اس نے دو روپے کا نقصان گوارا کر کے آٹھ روپے نقد زید سے لئے اور دس روپے دو مہینے کے بعد دینا کئے اگر صراحتاً اس طرح سے کرتا تو سود ہوتا اسواسطے بیع کا حیلہ کیا بیع عینہ کو سود خواروں نے ایجاد کیا ہے اور سود لینے کے واسطے ایک حیلہ قرار دیا ہے ۔ ابوحنیفہ اور مالک اور احمد کے نزدیک یہ بیع حرام ہے اور شافعی کے نزدیک درست ہے ۔

۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ ؕ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طعام (اناج) خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے ۔

ف : یعنی جب غلہ خرید کرے تو پہلے ناپ تول کر اس پر قبضہ کر لے بعد اس کے اگر بیچنا منظور ہو تو بیچے ۔

۸۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ ؕ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے ۔

۸۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ اِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ اَنْ نَبِيعَهُ ؕ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر نے کہا ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اناج خریدتے تھے پھر آپ ہمارے پاس ایک آدمی بھیجتے تھے وہ ہم کو حکم کرتا تھا کہ غلہ اس جگہ سے اٹھا لے جائیں جہاں خریدا ہے قبل اس کے کہ ہم اس کو بیع کریں ۔

۸۲۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ ابْتَاعَ طَعَامًا اَمَرَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ فَبَاعَ حَكِيمُ بْنُ

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام نے غلہ خریدا جو حضرت عمر نے لوگوں کو دلوایا تھا پھر حکیم بن حزام نے اس

حِزَامٍ الطَّعَامَ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوْفِيَهٗ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ وَقَالَ لَا تَبِعْ طَعَامًا ابْتَعْتَهٗ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهٗ ؕ

غلہ کو بیچ ڈالا قبضہ سے پہلے جب حضرت عمر کو اسکی خبر پہنچی آپ نے وہ غلہ حکیم بن حزام کو پھروا دیا اور کہا جس غلہ کو تو خریدے پھر اس کو مت بیچ جب تک اس پر قبضہ نہ کرلے ۔

۸۳۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ صُكُوْكًا خَرَجَتْ لِلنَّاسِ فِيْ زَمَانِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ مِنْ طَعَامِ الْجَارِ فَتَبَايَعَ النَّاسُ تِلْكَ الصُّكُوْكَ بَيْنَهُمْ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوْفُوْهَا فَدَخَلَ زَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَا اَتُحِلُّ بَيْعَ الرِّبَا يَا مَرْوَانُ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَمَا ذَاكَ فَقَالَا هٰذِهِ الصُّكُوْكُ تَبَايَعَهَا النَّاسُ ثُمَّ بَاعُوْهَا قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوْفُوْهَا فَبَعَثَ مَرْوَانُ الْحَرَسَ يَتْبَعُوْنَهَا يَنْزِعُوْنَهَا مِنْ اَيْدِى النَّاسِ وَيَرُدُّوْنَهَا اِلٰى اَهْلِهَا ؕ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم کے عہد حکومت میں لوگوں کو سندیں ملیں جارؔ کے غلہ کی ۔ لوگوں نے ان سندوں کو بیچا ایک دوسرے کے ہاتھ قبل اس بات کے کہ غلہ اپنے قبضہ میں لائیں تو زید بن ثابت اور ایک صحابی (ابوہریرہؓ) مروان کے پاس گئے اور کہا کیا تو ربا کو درست جانتا ہے اے مروان مروان نے کہا معاذ اللہ کیا کہتے ہو انہوں نے کہا کہ یہ سندیں جن کو لوگوں نے خریدا پھر خرید کر دوبارہ بیچا قبل غلہ لینے کے ۔ مروان نے چوکیداروں کو بھیجا کہ وہ سندیں لوگوں سے چھین کر سند والوں کے حوالے کر دیں ۔

ف: جار ایک جگہ کا نام ہے وہاں پر غلہ جمع ہو کر لوگوں کو تقسیم ہوتا تھا ۔ مروان حکم مدینہ کا حاکم تھا معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے اس زمانے میں غلے لوگوں کے لئے سرکار کی طرف سے مقرر تھے جو سالانہ یا ششماہا تقسیم ہوا کرتا تھا ہر ایک شخص کے واسطے جتنا غلہ مقرر تھا حاکم کے دستخط سے اس کو سند مل جاتی تھی پھر اس کو اختیار تھا چاہے سند دکھا کر اپنا غلہ آپ لے لے یا وہ سند کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے غرض جو شخص سند دکھاتا تھا اُس کو غلہ مل جاتا تھا ۔ ف۲: جس کو سند ملی تھی اُس نے بیچا تو اچھا کیا مگر جس شخص نے اُس سند کو خریدا اب اس کو درست نہیں جب تک غلہ پر قبضہ نہ کرے پھر اس کو بیچے ۔

۸۴۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَجُلًا اَرَادَ اَنْ يَّبْتَاعَ طَعَامًا مِّنْ رَّجُلٍ اِلٰى اَجَلٍ فَذَهَبَ بِهِ الرَّجُلُ الَّذِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّبِيْعَهُ الطَّعَامَ اِلَى السُّوْقِ فَجَعَلَ يُرِيْهِ الصُّبَرَ وَيَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَيِّهَا تُحِبُّ اَنْ اَبْتَاعَ لَكَ فَقَالَ الْمُبْتَاعُ اَتَبِيْعُنِيْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ فَاَتَيَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِلْمُبْتَاعِ لَا تَبْتَعْ مِنْهُ مَا لَيْسَ عِنْدَهٗ وَقَالَ لِلْبَائِعِ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ ؕ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا ایک شخص نے اناج خریدنا چاہا ایک شخص سے وعدے پر تو بائع مشتری کو بازار میں لے گیا اور اُس کو ڈھیرے دکھا کر کہنے لگا کون سا غلہ میں تمہارے واسطے خرید کروں ۔ مشتری نے کہا کیا تو میرے ہاتھ اس چیز کو بیچتا ہے جو خود تیرے پاس نہیں ہے پھر بائع اور مشتری دونوں عبداللہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا عبداللہ بن عمر نے مشتری سے کہا مت خریدو اس چیز کو جو بائع کے پاس نہیں ہے اور بائع سے کہا مت بیچ اس چیز کو جو تیرے پاس نہیں ہے ۔

ف: یعنی بائع کے پاس غلہ موجود نہ تھا وہ بازار کا مال اسکے ہاتھ بیچنا چاہتا تھا ۔

۸۵۔ عَنْ : جَمِيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنِ يَقُوْلُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ إِنِّيْ رَجُلٌ أَبْتَاعُ مِنَ الْأَرْزَاقِ الَّتِيْ تُعْطَى النَّاسُ بِالْجَارِ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أُرِيْدُ أَنْ أَبِيْعَ الطَّعَامَ الْمَضْمُوْنَ عَلَيَّ إِلٰى أَجَلٍ فَقَالَ لَهُ سَعِيْدٌ أَتُرِيْدُ أَنْ تُوَفِّيَهُمْ مِنْ تِلْكَ الْأَرْزَاقِ الَّتِي ابْتَعْتَ فَقَالَ نَعَمْ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: جمیل بن عبدالرحمٰن نے سعید بن المسیب سے کہا میں ان غلوں کو جو سرکار کی طرف سے لوگوں کو مقرر ہیں جار میں خرید کرتا ہوں پھر میں چاہتا ہوں کہ غلہ کو میعاد لگا کر لوگوں کے ہاتھ بیچوں سعید نے کہا تو چاہتا ہے ان لوگوں کو اسی غلہ میں سے ادا کرے جو تو نے خرید کیا ہے جمیل نے کہا ہاں سعید بن المسیب نے اس سے منع کیا۔[1]

۸۶۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص اناج خرید کرے جیسے گیہوں جو جوار باجرہ دالیں وغیرہ جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی چیزیں جیسے زیتون کا تیل یا گھی یا شہد یا سرکہ یا پنیر یا دودھ یا تل کا تیل اور جو اس کے مشابہ ہیں تو ان میں سے کوئی چیز نہ بیچے جب تک ان پر قبضہ نہ کر لے ۔

۲۰۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ الطَّعَامِ إِلٰى أَجَلٍ

(اناج کو میعاد پر بیچنا جس طرح مکروہ ہے اُس کا بیان)

۸۷۔ عَنْ : أَبِي الزِّنَادِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَنْهَيَانِ أَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ حِنْطَةً بِذَهَبٍ إِلٰى أَجَلٍ ثُمَّ يَشْتَرِيَ بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار منع کرتے تھے اس بات سے کوئی شخص گیہوں کو سونے کے بدلے میں بیچے میعاد لگا کر پھر قبل سونا لینے کے اس کے بدلے میں کھجور لے لے ۔

ف : جب تک ثمن پر قبضہ نہ کرے اسکے بدلے میں دوسری شے لینا مکروہ ہے ۔

۸۸۔ عَنْ : كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنِ الرَّجُلِ يَبِيْعُ الطَّعَامَ مِنَ الرَّجُلِ بِذَهَبٍ إِلٰى أَجَلٍ ثُمَّ يَشْتَرِيْ بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْهُ ۔

ترجمہ: کثیر بن فرقد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے پوچھا کوئی شخص اناج کو سونے کے بدلے میں میعاد لگا کر بیچے پھر قبل سونا لینے کے اس کے بدلے میں کھجور خرید لے انہوں نے کہا یہ مکروہ ہے اور منع کیا اس سے ۔

۸۹۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: ابن شہاب سے بھی ایسا ہی مروی ہے ۔

۹۰۔ کہا مالک نے سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار ابوبکر بن محمد اور ابن شہاب نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی آدمی گیہوں کو سونے کے بدلے میں بیچے پھر اس سونے کے بدلے کھجور خرید لے اسی شخص سے جس کے ہاتھ گیہوں بیچے قبل اس بات کے کہ سونے پر قبضہ کرے اگر اس سونے کے بدلے میں کسی اور شخص سے کھجور خرید کرے سوائے اس شخص کے جس کے ہاتھ

[1] اسواسطے کہ جمیل کے قبضہ میں ابھی وہ غلے نہیں آئے تھے تو قبل قبضہ میں آنے کے ان کا بیچنا کیونکر درست ہوگا ۱۲ منہ

گیہوں بیچے ہیں اور کھجور کی قیمت کا حوالہ کر دے اُس شخص پر جس کے ہاتھ گیہوں بیچے ہیں تو درست ہے۔ کہا مالک نے میں نے بہت سے اہل علم سے اس مسئلہ کو پوچھا اُن سب نے کہا درست ہے۔

۲۱۔ بَابُ السُّلْفَةِ فِي الطَّعَامِ (اناج میں سلف کرنے کا بیان)

ف: سلف اور سلم اسکو کہتے ہیں کہ مشتری بائع کو قیمت نقد دے دے اور مبیع کی ایک میعاد مقرر ہو جائے جیسے کسی سے دس روپے کے بدلے میں ایک پلہ گیہوں ٹھہرے دس روپے نقد اس کو دے دے اور گیہوں دینے کی میعاد ایک مہینہ مقرر ہو۔

۹۱ **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ لَا بَأْسَ اَنْ يُّسْلِفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى مَّا لَمْ يَكُنْ فِيْ زَرْعٍ لَّمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ اَوْ تَمْرٍ لَّمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر ایک مرد دوسرے مرد سے سلف کرے اناج میں جب اس کا وصف بیان کر دے نرخ مقرر کر کے میعاد معین پر جب وہ سلم کسی ایسے کھیت میں نہ ہو جس کی بہتری کا حال معلوم نہ ہو یا ایسی کھجور میں نہ ہو جس کی بہتری کا حال معلوم نہ ہو۔

ف: کیونکہ ایسے کھیت یا کھجور میں سلم کرنے میں دھوکا ہے۔ شاید اس کھیت کا غلہ خراب ہو جائے یا کھجور بگڑ جائے۔ اصل اس بات میں یہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سلف کرے کسی چیز میں تو چاہئے کہ سلف کرے ایک ناپ معین اور ایک تول معین میں مدت معین تک۔ کہا[۱] مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو شخص سلف کرے اناج میں نرخ مقرر کر کے مدت معین پر تو جب مدت گذرے اور خریدار بائع کے پاس وہ اناج نہ پائے اور سلف کو فسخ کرے تو خریدار کو چاہئے اپنی چاندی یا سونا دیا ہوا یا قیمت دی ہوئی بعینہٖ پھیر لے یہ نہ کرے کہ اُس کے بدلے میں دوسری شے بائع سے خرید کرے جب تک اپنے ثمن پر قبضہ نہ کرے کیونکہ اگر خریدار جو قیمت دی ہے اس کے سوا اور کچھ لے یا اُس کے بدلے میں دوسرا اسباب خرید کرے تو اس نے اناج کو قبل قبضہ کے بیچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ کہا مالک نے اگر مشتری نے بائع سے کہا سلف کو فسخ کر ڈال اور ثمن واپس کرنے کے لئے میں تجھ کو مہلت دیتا ہوں تو یہ جائز نہیں اور اہل علم اس کو منع کرتے ہیں کیونکہ جب میعاد گذر گئی اور اناج بائع کے ذمہ واجب ہوا اب مشتری نے اپنے حق وصول کرنے میں دیر کی اس شرط سے کہ بائع سلم کو فسخ کر ڈالے تو گویا مشتری نے اپنے اناج کو ایک مدت پر بیچا قبل قبضے کے۔ کہا[۲] مالک نے اس کی مثال یہ ہے کہ جب مدت پوری ہوئی اور خریدار نے اناج لینا پسند نہ کیا تو اس اناج کے بدلے میں کچھ روپے ٹھہرا لئے ایک مدت پر تو یہ اقالہ[۱] نہیں ہے۔ اقالہ وہ ہے جس میں کمی بیشی بائع یا مشتری کی طرف سے نہ ہو اگر اس میں کمی بیشی ہو گی یا کوئی میعاد بڑھ جائے گی یا کچھ فائدہ مقرر ہو گا بائع کا یا مشتری کا تو وہ اقالہ بیع سمجھا جائے گا اور اقالہ اور شرکت اور تولیہ جب تک درست ہیں کہ کمی بیشی یا میعاد نہ ہو اگر یہ چیزیں ہوں گی تو وہ نئی بیع سمجھی جائے گی جن وجوہ سے بیع درست ہوتی ہے یہ بھی درست ہوں گی اور جن وجوہ سے بیع نادرست ہوتی ہے یہ بھی نادرست ہوں گی۔ کہا مالک نے جو شخص سلف میں عمدہ گیہوں ٹھہرائے پھر میعاد گذرنے کے بعد اس سے بہتر یا بری لے لے تو کچھ قباحت نہیں بشرطیکہ وزن وہی ہو جو ٹھہرا ہو یہی حکم انگور اور کھجور میں ہے۔

ف[۱]: اقالہ کہتے ہیں بیع کے فسخ کرنے کو۔

ف : تولیہ کہتے ہیں صرف لاگت پر بیچنے کو بغیر نفع کے۔

۲۲۔ بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ بِالطَّعَامِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا

(اناج جب اناج کے بدلے میں بکے تو اس میں کمی بیشی نہیں چاہیئے)

۹۶۔ عَنْ : مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ قَالَ فَنِيَ عَلَفُ حِمَارِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ لِغُلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِكَ فَابْتَعْ بِهَا شَعِيرًا وَلَا تَاْخُذْ اِلَّا مِثْلَهُ ۞

ترجمہ : سلیمان بن یسار نے کہا سعد بن ابی وقاص کے گدھے کا چارہ تمام ہوگیا انہوں نے اپنے غلام سے کہا گھر میں سے گیہوں لے جا اور اس کے برابر جو تلوا لا زیادہ مت لیجیو۔

ف : امام مالک کے نزدیک گیہوں اور جو ایک جنس ہے اور اکثر علماء کے نزدیک دو جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے۔

۹۷۔ عَنْ : مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مُعَيْقِيبٍ الدَّوْسِيِّ مِثْلَ ذٰلِكَ ۞

ترجمہ : ابن معیقیب دوسی سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

۹۸۔ عَنْ : سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ فَنِيَ عَلَفُ دَابَّتِهِ فَقَالَ لِغُلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِكَ طَعَامًا فَابْتَعْ بِهَا شَعِيرًا وَلَا تَاْخُذْ اِلَّا مِثْلَهُ ۞

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن اسود کے جانور کا چارہ تمام ہوگیا انہوں نے اپنے غلام سے کہا گھر سے گیہوں لے جا اور اس کے برابر جو تلوا لا

۹۹۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ نہ بیچا جائے گا گیہوں بدلے میں گیہوں کے اور کھجور بدلے کھجور کے اور گیہوں بدلے میں کھجور کے اور کھجور بدلے میں انگور کے مگر نقداً نقد کسی طرف میعاد نہ ہو اگر میعاد ہوگی تو حرام ہو جائے گا اسی طرح جتنی چیزیں روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہیں اگر ان میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ بدلے تو نقداً نقد بدلے کہا مالک نے جتنی کھانے کی چیزیں ہیں یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جب جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی درست نہیں مثلاً ایک مد گیہوں کو دو مد گیہوں کے بدلے میں یا ایک مد کھجور کو دو مد کھجور کے بدلے میں یا ایک مد انگور کو دو مد انگور کے بدلے میں نہ بیچیں گے اسی طرح جو چیزیں ان کے مشابہ ہیں کھانے کی یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جب اُن کی جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی درست نہیں اگرچہ نقداً نقد ہو جیسے کوئی چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور سونے کو سونے کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی درست نہیں بلکہ ان سب چیزوں میں ضروری ہے کہ برابر ہوں اور نقداً نقد ہوں۔ کہا مالک نے جب جنس میں اختلاف ہو تو کمی بیشی درست ہے مگر نقداً نقد ہونا چاہیئے جیسے کوئی ایک صاع کھجور کو دو صاع گیہوں کے بدلے میں یا ایک صاع کھجور کو دو صاع انگور کے بدلے یا ایک صاع گیہوں کو دو صاع گھی کے بدلے میں خریدے تو کچھ قباحت نہیں جب نقداً نقد ہوں میعاد نہ ہو اگر میعاد ہوگی درست نہیں کہا مالک نے یہ درست نہیں کہ ایک گیہوں کا بورا دے کر دوسرا گیہوں کا بورا اس کے بدلے میں لے یہ درست ہے کہ ایک گیہوں کا بورا دے کر کھجور کا بورا اس کے بدلے میں

لے نقدا نقد کیونکہ کھجور کو گیہوں کے بدلے میں ڈھیر لگا کر اٹکل سے بیچنا درست ہے۔

ف: اسلئے کہ کمی بیشی کا احتمال ہے۔

۱۰۴۔ کہا مالک نے جتنی چیزیں کھانے کی یا روٹی کے ساتھ لگانے کی ہیں جب ان میں جنس مختلف ہو تو ایک دوسرے کے بدلے میں ڈھیر لگا کر بیچنا درست ہے جب نقدا نقد ہو اگر اس میں میعاد ہو تو درست نہیں جیسے کوئی چاندی سونے کے بدلے میں ان چیزوں کا ڈھیر لگا کر بیچے تو درست ہے کہا مالک نے اگر ایک شخص نے گیہوں تول کر ایک ڈھیر بنایا اور وزن چھپا کر کسی کے ہاتھ بیچا تو یہ درست نہیں۔ اگر مشتری یہ چاہے کہ وہ گیہوں بائع کو واپس کر دے اس وجہ سے کہ بائع نے دیدہ و دانستہ وزن کو اس سے چھپایا اور دھوکا دیا تو ہو سکتا ہے اسی طرح جو چیز بائع وزن چھپا کر بیچے تو مشتری کو اسکے پھیر دینے کا اختیار ہے اور ہمیشہ اہلِ علم اس بیع کو منع کرتے رہے۔

ف: کیونکہ ڈھیر لگا کر بیچنا جب درست ہے کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے کسی کو وزن اس کا معلوم نہ ہو۔

۱۰۶۔ کہا مالک نے ایک روٹی کو دو روٹیوں سے بدلنا یا بڑی روٹی کو چھوٹی روٹی سے بدلنا اچھا نہیں البتہ اگر روٹی کو دوسری روٹی کے برابر سمجھے تو بدلنا درست ہے اگرچہ وزن نہ کرے۔

۱۰۷۔ کہا مالک نے ایک مد زبد اور ایک مد لبن کو دو مد زبد کے بدلے میں لینا درست نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنے زبد کی عمدگی لبن کے شریک کر کے برابر کر لی اگر علیحدہ لبن کو بیچتا تو کبھی ایک صاع لبن کے بدلے میں ایک صاع زبد نہ آتی۔ اس قسم کا مسئلہ اوپر بیان ہو چکا۔

ف: زبد عمدہ قسم ہے لبن کی اور لبن اس سے کم ہے۔

۱۰۸۔ کہا مالک نے اگر آٹے کو گیہوں کے بدلے میں برابر بیچے تو کچھ قباحت نہیں۔ اگر آدھا مد گیہوں اور آدھا مد آٹا ہو اس کو ایک مد گیہوں کے بدلے میں بیچے تو درست نہیں کیونکہ اس نے اپنے گیہوں کی عمدگی آٹا شریک کر کے برابر کر لی۔

۳۴۔ بابُ جَامِعِ بَیْعِ الطَّعَامِ (اناج بیچنے کے مختلف مسائل کا بیان)

۱۰۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ اَنَّہٗ سَاَلَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ فَقَالَ اِنِّیْ رَجُلٌ اَبْتَاعُ الطَّعَامَ یَکُوْنُ مِنَ الصُّکُوْکِ بِالْجَارِ فَرُبَّمَا ابْتَعْتُ مِنْہُ بِدِیْنَارٍ وَنِصْفِ دِرْھَمٍ اَفَاُعْطِیْ بِالنِّصْفِ طَعَامًا فَقَالَ سَعِیْدٌ لَا وَلٰکِنْ اَعْطِ اَنْتَ دِرْھَمًا وَخُذْ بَقِیَّتَہٗ طَعَامًا۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے محمد بن عبداللہ بن مریم نے پوچھا میں غلہ خرید کرتا ہوں جار کا[1] تو کبھی میں ایک دینار اور نصف درہم کو خرید کرتا ہوں کیا نصف درہم کے بدلے اناج دے دوں سعید نے کہا نہیں بلکہ ایک درہم دے دے اور جس قدر باقی رہے اس کے بدلے میں بھی اناج لے لے۔

ف: کیونکہ اگر نصف درہم کے بدلے میں یہ شخص اناج دے تو اناج کی بیع اناج کے بدلے میں ہوتی ہے وعدے پر اور وہ جائز نہیں۔

---

[1] جار بندر کا نام ہے وہاں غلہ جمع ہوا کرتا تھا اور چٹھیاں اس کے پیشتر سے اہلِ استحقاق کو تقسیم ہو جاتی تھیں۔ محمد بن عبداللہ چٹھی والوں کو روپیہ دے کر وہ غلہ خرید لیتے تھے ۱۲ منہ

۱۱۰- عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيْرِيْنَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَبِيْعُوا الْحَبَّ فِيْ سُنْبُلِهٖ حَتّٰى يَبْيَضَّ ؛

ترجمہ: محمد بن سیرین کہتے تھے مت بیچو دانوں کو بالی کے اندر جب تک پک نہ جائے۔

۱۱۱ کہا مالک نے جو شخص اناج خریدے نرخ مقرر کر کے میعاد معین پر جب میعاد پوری ہو تو جس کے ذمہ اناج واجب ہے (مسلم الیہ) وہ کہے میرے پاس اناج نہیں ہے جو اناج میرے ذمہ ہے وہ میرے ہی ہاتھ بیچ ڈال اتنی میعاد پر وہ شخص (رب السلم) کہے یہ جائز نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اناج بیچنے کو جب تک قبضے میں نہ آئے جس کے ذمہ پر اناج ہے وہ کہے اچھا تو اور کوئی اناج میرے ہاتھ بیچ ڈال میعاد پر تاکہ میں اسی اناج کو تیرے حوالے کر دوں تو یہ درست نہیں کیونکہ وہ شخص اناج دے کر پھیر لے گا اور بائع مشتری کو جو قیمت دے گا وہ گویا مشتری کی ہوگی جو اُس نے بائع کو دی اور یہ اناج درمیان میں حلال کرنے والا ہوگا تو گویا اناج کی بیع ہوئی قبل قبضے کے کہا[۱۱۲] مالک نے زید نے عمرو سے غلہ خریدا عمرو کا غلہ بکر کے اوپر آتا تھا تو عمرو نے زید سے کہا جس قدر غلہ تو نے مجھ سے خریدا ہے اسیقدر غلہ میرا بکر پر آتا ہے میں تیرا سامنا بکر سے کرا دیتا ہوں تو اُس سے لے لے تو اگر عمرو نے زید کے ہاتھ غلہ کو یوں ہی بیچا[۱] تھا تو یہ حوالہ درست نہیں کیونکہ اناج کی بیع قبل قبضے کے لازم آتی ہے۔ اگر عمرو نے زید سے سلم کی تھی اور میعاد گذر نے پر اس اناج کا حوالہ بکر پر کر دیا تو درست ہے کیونکہ یہ بیع نہیں ہے کہا[۱۱۳] مالک نے اناج کی بیع قبل قبضے کے ممنوع ہے مگر اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ شرکت اور تولیہ اور اقالہ اناج وغیرہ میں درست ہے کہا[۱۱۴] مالک نے یہ اسواسطے کہ اہل علم نے ان چیزوں میں رواج اور دستور کا اعتبار رکھا ہے اور ان کو مثل بیع کے نہیں سمجھا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے سلم میں ناقص کم وزن روپے دیئے پھر مسلم الیہ نے اس کو پورے وزن کے روپے ادا کر دئے تو یہ درست ہے مگر ناقص روپوں کی بیع پورے وزن کے روپوں کے بدلے میں درست نہیں اگر اس شخص نے سلم کرتے وقت ناقص کم وزن روپے دے کر پورے روپے لینے کی شرط کی تھی تو درست نہ ہوگا کہا[۱۱۵] مالک نے اس کی نظیر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا اور عرایا کی اجازت دی۔ وجہ یہ ہے کہ مزابنہ کا معاملہ تجارت اور ہوشیاری کے طور پر ہوتا ہے اور عرایا بطور احسان اور سلوک کے ہوتا ہے کہا[۱۱۶] مالک نے یہ درست نہیں کہ ربع یا ثلث درہم یا اور کسی کسر کے بدلے میں اناج خریدے اس شرط پر کہ اُس ربع یا ثلث یا کسر کے عوض میں اناج دے گا وعدے پر البتہ اس میں کچھ قباحت نہیں کہ ربع یا ثلث درہم یا کسی کسر کے بدلے میں اناج خریدے وعدے پر جب وعدہ گذرے تو ایک درہم حوالے کر دے اور باقی کے بدلے میں کوئی اور چیز خرید کرے۔ کہا[۱۱۷] مالک نے اس میں کچھ قباحت نہیں کسی کے پاس ایک درہم رکھوائے پھر ثلث یا ربع یا کسر کے بدلے میں کوئی چیز خریدے جب کسرات کا نرخ معین ہو اگر نرخ معین نہ ہو اور وہ یہ کہے کہ ہر روز کے نرخ کے حساب سے میں لیا کروں گا تو درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے کبھی نرخ بڑھ جاتا ہے کبھی گھٹ جاتا ہے کہا[۱۱۸] مالک نے جس شخص نے اناج ڈھیر لگا کر بیچ ڈالا اور اُس میں سے کچھ مستثنیٰ نہ کیا بعد اس کے پھر اُس میں سے کچھ خریدنا چاہے تو اسی قدر خرید سکتا ہے جتنے کا استثنا درست ہے یعنے ثلث تک یا ثلث سے کم اگر ثلث سے زیادہ ہوگا تو مزابنہ کی مانند مکروہ ہوگا۔ کہا[۱۱۹] مالک نے ہمارے نزدیک اس حکم میں اختلاف نہیں۔

---

[۱] یعنے بیع معروف کے طور پر سلم کے طور پر نہیں بیچا ۱۲-

۲۴۔ بَابُ الْحُكْرَةِ وَالتَّرَبُّصِ (احتکار کے بیان میں)

ف: احتکار اُس کو کہتے ہیں کہ غلہ خرید کر اس کو رکھ چھوڑے اور خلقِ خدا کے ہاتھ نہ بیچے۔ اس خیال سے کہ جب گراں یا قحط ہوگا تو بیچیں گے۔

۱۲۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا حُكْرَةَ فِي سُوقِنَا لَا يَعْمِدُ رِجَالٌ بِأَيْدِيهِمْ فُضُولٌ مِنْ أَذْهَابٍ إِلَى رِزْقٍ مِنْ أَرْزَاقِ اللَّهِ نَزَلَ بِسَاحَتِنَا فَيَحْتَكِرُونَهُ عَلَيْنَا وَلَكِنْ أَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلَى عَمُودِ كَبِدِهِ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَذَلِكَ ضَيْفُ عُمَرَ فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَاءَ اللَّهُ وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ اللَّهُ ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمارے بازار میں کوئی احتکار نہ کرے جن لوگوں کے ہاتھ میں حاجت سے زیادہ روپیہ ہے وہ کسی ایک غلّہ کو جو ہمارے ملک میں آئے خرید کر احتکار نہ کریں اور جو شخص تکلیف اُٹھا کر ہمارے ملک میں غلّہ لائے گرمی یا جاڑے میں تو وہ مہمان ہے عمر کا جس طرح اللہ کو منظور ہو بیچے اور جس طرح اللہ کو منظور ہو رکھ چھوڑے۔

ف: یہ حضرت عمرؓ نے اسواسطے کہا کہ غلّہ لانے والے خوش ہوں اور زیادہ غلّہ لے کر آئیں تو ارزانی ہو۔ ابن ماجہ نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا آنحضرتؐ نے فرمایا غلہ لانے والا روزی دیا جائے گا اور روک رکھنے والا لعنت کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص غلّہ کو روک رکھے اور خلق اللہ کو اس کی ضرورت ہو تو حاکم جبراً اُس کا غلّہ بکوا دے۔

۱۲۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ وَهُوَ يَبِيعُ زَبِيبًا لَهُ فِي السُّوقِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِمَّا أَنْ تَزِيدَ فِي السِّعْرِ وَإِمَّا أَنْ تُرْفَعَ مِنْ سُوقِنَا ۞

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے ہو کر گذرے اور وہ انگور (منقی) بیچ رہے تھے بازار میں حضرت عمر نے فرمایا یا تو تم نرخ بڑھا دو یا ہمارے بازار سے اُٹھ جاؤ۔

ف: تا کہ اور بازار والوں کو ضرر نہ ہو۔

۱۲۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْحُكْرَةِ ۞

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان منع کرتے تھے احتکار سے۔

۲۵۔ بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ وَالسَّلَفِ فِيهِ

(جانور کو جانور کے بدلے میں بیچنے کا بیان اور جانور میں سلف (اُدھار۔ قرض) کرنے کا بیان)

۱۲۳۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بَاعَ جَمَلًا لَهُ يُدْعَى

ترجمہ: حضرت علیؓ نے اپنا اونٹ جس کا نام عصیفیر تھا بیس اونٹوں کے بدلے

لہ حاطب بن ابی بلتعہ نے اور بازار والوں کو نقصان دینے کے لئے عمداً نرخ منقوں کا کم کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو جائز نہ رکھا بعضوں نے کہا یہ سہو ہے قیمت کم کرنے میں ہر طرح مالک کو اختیار ہے۔

عُصَيْفِيْرًا بِعِشْرِيْنَ بَعِيْرًا اِلٰى اَجَلٍ ۔

بیچا وعدے پر ۔

۱۲۴۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اشْتَرٰى رَاحِلَةً بِاَرْبَعَةِ اَبْعِرَةٍ مَضْمُوْنَةٍ عَلَيْهِ يُوْفِيْهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے ایک سانڈنی چار اونٹوں کے بدلے میں خریدی اور یہ ٹھہرایا کہ ان چار اونٹوں کو ربذہ میں بائع کو پہنچائیں گے ۔

۱۲۵۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ اِلٰى اَجَلٍ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ ۔

ترجمہ: امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ ایک جانور کے بدلے میں دو جانور بیچنا میعاد پر بیچنا درست ہے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں ۔

۱۲۶۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے ایک اونٹ کو دوسرے اونٹ سے بدلنے میں کچھ قباحت نہیں اسی طرح ایک اونٹ اور کچھ روپے دے کر دوسرا اونٹ لے لینے میں اگرچہ اونٹ کو نقد دے اور روپوں کو اُدھار رکھے اور اگر روپے نقد دے اور اونٹ کو ادھار رکھے یا دونوں کو اُدھار رکھے تو بہتر نہیں ہے ۔ کہا مالک نے اگر دو تین اونٹ لادنے کے دے کر ایک اونٹ سواری کا خریدے تو کچھ قباحت نہیں اگر ایک نوع کے جانور جیسے اونٹ یا بیل آپس میں ایسا اختلاف رکھتے ہوں کہ اُن میں کھلم کھلا فرق ہو تو ایک جانور دے کر دو جانور خریدنا نقد یا اُدھار دونوں طرح سے درست ہے اگر ایک دوسرے کے مشابہ ہوں خواہ جنس ایک ہو یا مختلف تو ایک جانور دے کر دو جانور لینا وعدے پر درست نہیں ہے کہا مالک نے اس کی مثال یہ ہے کہ جو اونٹ یکساں ہوں اُن میں باہم فرق نہ ہو ذات میں اور بوجھ لادنے میں تو ایسے اونٹوں میں سے دو اونٹ دے کر ایک اونٹ لینا وعدے پر درست نہیں البتہ اس میں کچھ قباحت نہیں کہ اونٹ خرید کر قبل قبضہ کرنے کے دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے جب کہ قیمت اُس کی نقد لے لے کہا مالک نے جانور میں سلف کرنا درست ہے جب میعاد معین ہو اور اس جانور کے اوصاف اور حلیے بیان کر دے اور قیمت دے دے تو بائع کو اسی طرح کے جانور دینے ہوں گے اور مشتری کو لینے ہوں گے ہمارے شہر کے لوگ ہمیشہ سے ایسا ہی کرتے رہے اور اسی کے قائل رہے ۔

ف: شافعی کا بھی یہی قول ہے کہ حیوان میں سلف درست ہے اس کی قسم اور سن اور نوع اور صفت بیان کر دی جائے مگر ابو حنیفہؒ اور اہل حدیث کے نزدیک جانور میں سلف درست نہیں دارقطنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سلم سے حیوان میں اور اس کو شوکانی نے سیل جرار میں اختیار کیا ہے۔ اس دلیل سے کہ حدیث ابن عباسؓ میں لفظ فِي كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَ وَزْنٍ مَعْلُوْمٍ آیا ہے اور یہ حدیث صحیحین وغیرہما میں ہے اس سے یہ نکلا کہ جس چیز میں تفاوت عظیم ہو سکتا ہے جیسے حیوان اور موتی وغیرہ کہ مختلف القیمۃ ہوتے ہیں اور وزن اُن کا معلوم نہیں اس میں سلم کرنا صحیح و درست نہیں ہے ۔

۲۶۔ باب مَا لَا يَجُوْزُ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ

(جس طرح یا جس جانور کو بیچنا نا درست ہے)

۱۳۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَّتَبَايَعُهٗ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِىْ فِىْ بَطْنِهَا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا حبل الحبلہ کی بیع سے ۔ یہ بیع ایام جاہلیت میں مروج تھی آدمی اونٹ خرید تا تھا اس وعدے پر کہ جب اونٹنی کا بچہ ہوگا اور پھر بچے کا بچہ اُس وقت میں دام لوں گا۔

ف: تو یہ بیع بہ سبب جہالت میعاد کے فاسد ہے شافعی اور مالک نے اس حدیث کے معنے یہی بیان کیے ہیں اور عبداللہ بن عمر سے یہی تفسیر منقول ہے اور احمد اور اسحٰق اور ابوحنیفہ کے نزدیک حبل الحبلہ کے یہ معنے ہیں ایک شخص کی اونٹنی حاملہ ہو وہ کسی سے کہے میں تیرے ہاتھ اس بچے کے بچہ کو بیچتا ہوں۔

۱۳۱۔ عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ لَا رِبًا فِى الْحَيَوَانِ وَاِنَّمَا نُهِىَ مِنَ الْحَيَوَانِ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَضَامِيْنِ وَالْمَلَاقِيْحِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ وَالْمَضَامِيْنُ مَا فِىْ بُطُوْنِ اِنَاثِ الْاِبِلِ وَالْمَلَاقِيْحُ مَا فِىْ ظُهُوْرِ الْجِمَالِ وَحَبَلُ الْحَبَلِ مَا كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُوْنَهٗ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا حیوان میں ربا نہیں ہے بلکہ حیوان میں تین بیعیں نادرست ہیں ایک مضامین کی دوسرے ملاقیح کی تیسرے حبل الحبلہ کی۔ مضامین وہ جانور جو مادہ کے شکم میں ہیں۔ ملاقیح وہ جانور جو نر کے پشت میں ہیں۔ حبل الحبلہ کا بیان ابھی ہو چکا ہے۔

۱۳۲۔ کہا مالک نے معین جانور کی بیع جب وہ غائب ہو خواہ نزدیک ہو یا دور درست نہیں ہے۔ اگرچہ مشتری اس جانور کو دیکھ چکا ہو اور پسند کر چکا ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ بائع مشتری سے دام لے کر نفع اُٹھائے گا اور مشتری کو معلوم نہیں وہ جانور صحیح سالم جس طور سے اُس نے دیکھا تھا ملے یا نہ ملے البتہ اگر غیر معین جانور کو اوصاف بیان کر کے بیچے تو کچھ قباحت نہیں۔

۲۷۔ بابُ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ (جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا)

۱۳۳۔ عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جانور کے بیچنے سے گوشت کے بدلے میں۔

۱۳۴۔ عَنْ: دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مِنْ مَّيْسِرِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْعُ اللَّحْمِ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے یہ بھی جاہلیت کا جُوا ہے گوشت کو ایک بکری یا دو بکریوں کے عوض میں بیچنا۔

ف: جاہلیت میں جانور کے گوشت کا اندازہ کر کے اس جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچ ڈالتے تھے شرع میں اس کی ممانعت ہوئی کیونکہ معلوم نہیں اس جانور میں اتنا ہی گوشت نکلے گا یا کم زیادہ۔

۱۳۵۔ عَنْ: اَبِى الزِّنَادِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ نُهِىَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ قَالَ اَبُو الزِّنَادِ فَقُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا منع ہے ابوالزناد نے کہا میں نے سعید بن المسیب سے پوچھا اگر کوئی شخص دس بکریوں کے

أَرَأَيْتَ رَجُلًا اشْتَرَى شَارِفًا بِعَشَرَةِ شِيَاهٍ فَقَالَ سَعِيدٌ إِنْ كَانَ اشْتَرَاهَا لِيَنْحَرَهَا فَلَا خَيْرَ فِي ذَلِكَ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ وَكُلُّ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ وَكَانَ يُكْتَبُ فِي عُهُودِ الْعُمَّالِ فِي زَمَانِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهِشَامِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ يَنْهَوْنَ عَنْ ذَلِكَ ؛

بدلے میں ایک اونٹ خرید کرے تو کیسا ہے سعید نے کہا اگر ذبح کرنے کے لئے خرید کرے تو بہتر نہیں۔ ابوالزناد نے کہا میں نے سب عالموں کو جانور کی بیع سے گوشت کے بدلے میں منع کرتے ہوئے پایا اور ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل کے زمانے میں عاملوں کے پروانوں میں اس کی ممانعت لکھی جاتی تھی۔

ف: کیونکہ جب ذبح کرنے کے لئے خرید کرے گا تو گوشت کی طرف خیال رکھے گا گویا گوشت کو جانور کے بدلے میں لیا۔

۲۸۔ بَابُ بَيْعِ اللَّحْمِ بِاللَّحْمِ (گوشت کو گوشت کے بدلے میں بیچنے کا بیان)

۱۳۶۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ گوشت اونٹ کا ہو یا بکری کا یا اور کسی جانور کا اس کا گوشت سے بدلنا درست نہیں مگر برابر تول کر نقداً نقد اگر اٹکل سے برابری کرے تو بھی کافی ہے۔

ف: کہا مالک نے مچھلیوں کا گوشت اگر اونٹ یا گائے یا بکری کے گوشت کے بدلے میں بیچے کم وبیش تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نقداً نقد ہو میعاد نہ ہو۔ کہا مالک نے پرندوں کا گوشت میرے نزدیک چرندوں اور مچھلیوں کے گوشت سے بڑا فرق رکھتا ہے اگر یہ کم وبیش بیچے جائیں تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نقداً نقد ہو۔ میعاد نہ ہو۔

۲۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَمَنِ الْكَلْبِ (کتے کی بیع کا بیان)

۱۳۹۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ يَعْنِي بِمَهْرِ الْبَغِيِّ مَا تُعْطَى الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا وَحُلْوَانُ الْكَاهِنِ رِشْوَتُهُ وَمَا يُعْطَى عَلَى أَنْ يَتَكَهَّنَ ؛

ترجمہ: ابی مسعود انصاری سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت لینے سے اور خرچی سے فاحشہ کی اور کمائی سے فال نکالنے والے کی۔

ف: خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری ہو احمد اور شافعی اور مالک اور جمہور علماء کے نزدیک کتے کی بیع مطلقاً ممنوع ہے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک کتے کی بیع درست ہے خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری کیونکہ نسائی اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ منع کیا آپ نے کتے کی قیمت سے مگر شکاری کتے سے۔ اس دلیل میں دو نقص ہیں ایک تو یہ کہ استثنا ضعیف ہے باجماع محدثین کے دوسرے یہ کہ دعوئے عام ہے اور دلیل خاص۔

کہا مالک نے میرے نزدیک ہر کتے کی قیمت مکروہ ہے خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مطلق کتے کی قیمت سے منع کیا۔

۳۰۔ بَابُ السَّلَفِ وَبَيْعِ الْعُرُوضِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ

(بیع سلف کا بیان اور اسباب کو اسباب کے بدلے میں بیچنے کا بیان)

۱۴۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ ؛

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے بیع سے اور سلف سے۔

۱۴۔ کہا مالک نے اس کا مطلب یہ ہے کوئی شخص کسی سے کہے میں تیرا اسباب اس شرط سے لیتا ہوں کہ وہ مجھ سے سلف کرے اسطرح تو یہ جائز نہیں اگر سلف کی شرط موقوف کر دے تو بیع جائز ہو جائے گی۔ کہا مالک نے جن کپڑوں میں کھلا فرق ہے ان میں سے ایک کو دو یا تین کے بدلے میں بیع کرنا نقدا نقد یا میعاد پر ہر طرح سے درست ہے اور جب ایک کپڑا دوسرے کپڑے کے مشابہ ہو اگرچہ نام جدا جدا ہوں تو کمی بیشی درست ہے مگر ادھار درست نہیں۔ کہا مالک نے جس کپڑے کو خریدا اس کا بیچنا قبل قبضے کے بائع کے سوا اور کسی کے ہاتھ درست ہے جب کہ اس کی قیمت نقد لے لے۔

۳۱۔ بَابُ السَّلَفِ فِي الْعُرُوضِ (اسباب میں سلف کرنے کا بیان)

۱۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ رَجُلٍ سَلَّفَ فِي سَبَائِبَ فَأَرَادَ بَيْعَهَا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تِلْكَ الْوَرِقُ بِالْوَرِقِ وَكَرِهَ ذٰلِكَ ؛

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس سے ایک شخص نے پوچھا جو کوئی کپڑوں میں سلف کرے پھر قبل قبضے کے اُن کو بیچنا چاہے ابن عباس نے کہا یہ چاندی کی بیع ہے چاندی کے بدلے میں اور اس کو مکروہ جانا۔

۱۴۔ کہا مالک نے ہماری دانست میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص ان کپڑوں کو اسی کے ہاتھ بیچنا چاہے جس سے خریدا ہے پہلی قیمت سے کچھ زیادہ پر کیونکہ اگر وہ کسی اور شخص سے ان کپڑوں کو بیچنا چاہے تو کچھ قباحت نہیں۔ ف: یہ بات نہیں ہے بلکہ عبداللہ بن عباسؓ کا مذہب یہ ہے کہ کسی شے کو قبل قبضے کے بیچنا درست نہیں مگر اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم غلے سے خاص ہے کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص سلف کرے غلام میں یا جانوروں میں یا کسی اور اسباب میں اور اس کے اوصاف بیان کر دے ایک میعاد معین پر جب میعاد گذرے تو مشتری ان چیزوں کو اسی بائع کے ہاتھ پہلی قیمت سے زیادہ پر نہ بیچے جب تک کہ ان چیزوں کو اپنے قبضے میں نہ لائے ورنہ ربا ہو جائے گا گویا بائع نے ایک مدت تک مشتری کے روپوں سے فائدہ اٹھایا پھر زیادہ دے کر اس کو پھیر دیا تو یہ عین ربا ہے کہا مالک نے جو شخص سلف کرے سونا چاندی دے کر کسی اسباب میں یا جانور میں اور اس کے اوصاف بیان کر دے ایک میعاد معین پر جب میعاد گذر جائے یا نہ گذرے تو مشتری اس اسباب یا جانور کو بائع کے ہاتھ کسی اور اسباب کے بدلے میں بیچ سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس اسباب کو نقد لے لے اس میں میعاد نہ ہو سوائے غلے کے کہ اس کا بیچنا قبل قبضے کے درست نہیں اور اگر مشتری اس

اسباب کو سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ بیچے تو سونے چاندی کے بدلے میں بھی بیچ سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ دام نقد لے میعاد نہ ہو ورنہ کالئی کی بیع کالئی کے بدلے میں ہو جائے گی یعنے دین کے بدلے میں دین۔ کہا مالک نے جو شخص کسی اسباب میں جو کھانے پینے کا نہیں ہے سلف کرے ایک میعاد پر تو مشتری کو اختیار ہے کہ اس اسباب کو سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ سونا یا چاندی یا اسباب کے بدلے میں فروخت کر ڈالے قبضے سے پیشتر مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ بائع کے ہاتھ ہی بیچے اگر ایسا کرے تو اسباب کے بدلے میں بیچ ڈالے تو کچھ قباحت نہیں مگر نقداً نقد بیچے کہا مالک نے جس نے روپے یا اشرفیاں دے کر سلف کی چار کپڑوں میں ایک میعاد پر اور ان کپڑوں کے اوصاف بیان کر دئے جب مدت گذری تو مشتری بائع پر ان چیزوں کا تقاضا کیا لیکن بائع کے پاس اُس قسم کے کپڑے نہ نکلے بلکہ اُس سے ہلکے اُس وقت بائع نے کہا تو ان ہلکے کپڑوں میں سے آٹھ کپڑے لے لے تو مشتری کو لینا درست ہے مگر اسی وقت نقد لینا چاہئے ورنہ کرے اگر ان آٹھ کپڑوں کی کوئی میعاد کرے گا تو درست نہیں ہے اگر قبل میعاد گذرنے کے دوسرے کپڑے اسی قسم کے ٹھہر لئے تو درست نہیں البتہ دوسری قسم کے کپڑوں سے بدلنا درست ہے۔

۳۲۔ بَابُ بَيْعِ النُّحَاسِ وَالْحَدِيدِ وَمَا أَشْبَهَهُمَا مِمَّا يُوزَنُ

(تانبے اور لوہے اور جو چیزیں تُل کر بکتی ہیں اُن کا بیان)

۱۴۸۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو چیزیں تُل کر بکتی ہیں سوائے چاندی اور سونے کے جیسے تانبا اور پیتل اور رانگ اور سیسا اور لوہا اور پتے اور گھاس اور روئی وغیرہ ان میں کمی بیشی درست ہے جب کہ نقداً نقد ہو مثلاً ایک رطل لوہے کو دو رطل لوہے کے بدلے میں یا ایک رطل پیتل کو دو رطل پیتل کے بدلے میں لینا درست ہے مگر جب جنس ایک ہو تو وعدے پر لینا درست نہیں۔ اگر جنس مختلف ہو اس طرح کہ کھلم کھلا فرق ہو (جیسے پیتل بدلے میں لوہے کے) تو وعدے پر لینا بھی درست ہے اگر کھلم کھلا فرق نہ ہو صرف نام کا فرق ہو جیسے قلعی اور سیسا اور پیتل اور کانسی تو میعاد پر لینا مکروہ ہے۔ کہا مالک نے ان چیزوں کو قبضے سے پہلے بیچنا درست ہے سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ نقد داموں پر جب ناپ تول کر لیا ہو۔ اگر ڈھیر لگا کر لیا ہو تو نقد اور اُدھار دونوں طرح بیچنا درست ہے کیونکہ ڈھیر لگا کر خریدنے میں وہ چیز اسی وقت سے مشتری کی ضمان میں آ جاتی ہے اور ناپ تول کر خریدنے میں جب تک مشتری اس کو پھر ناپ تول نہ لے اور قبضہ کر لے ضمان میں نہیں آتی۔ یہ حکم ان چیزوں کا میں نے اچھا سنا اور ہمارے نزدیک لوگوں کا عمل اسی پر رہا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ جو چیزیں کھانے اور پینے کی نہیں ہیں اور ناپ تول پر بکتی ہیں جیسے کسم اور گٹھلیاں یا پتے وغیرہ ان میں کمی بیشی درست ہے اگرچہ جنس ایک ہو مگر اُدھار درست نہیں اگر جنس مختلف ہو تو اُدھار بھی درست ہے اور ان چیزوں کو قبل قبضے کے بھی بیچنا درست ہے سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ جب قیمت نقد لے لے۔ کہا مالک نے جتنی چیزیں ایسی ہیں جو کام میں آتی ہیں جیسے ریتی اور چونا اگر اپنی جنس کے بدلے میں بیچی جائیں میعاد پر برابر برابر ہوں یا کم و بیش ناجائز ہیں اگر نقد بیچی جائیں تو درست ہے اگرچہ کم و بیش ہوں۔

۲۲۔ بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ (ایک بیع میں دو بیع کرنے کی ممانعت)

۱۵۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو بیعوں سے ایک بیع میں ۔

ف: جیسے بائع مشتری سے کہے یہ کپڑا ایک دینار کا ہے اور یہ دو دینار کا اور مشتری کو دونوں میں سے ایک لینا پڑے بعضوں نے کہا اس کی مثال یہ ہے بائع مشتری سے کہے میں نے تیرے ہاتھ یہ کپڑا نقد دس روپے اور اُدھار پندرہ روپے کو بیچا۔

۱۵۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَجُلٍ ابْتَعْ لِي هٰذَا الْبَعِيرَ بِنَقْدٍ حَتّٰى أَبْتَاعَهُ مِنْكَ إِلٰى أَجَلٍ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَكَرِهَهُ وَنَهٰى عَنْهُ ۔

ترجمہ: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میرے واسطے یہ اونٹ نقد خرید کر لو میں تم سے وعدے پر خرید کر لوں گا عبداللہ بن عمر نے اس کو برا جانا اور منع کیا۔

۱۵۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اشْتَرٰى سِلْعَةً بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا أَوْ بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِينَارًا إِلٰى أَجَلٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْهُ ۔

ترجمہ: قاسم بن محمد سے سوال ہوا ایک شخص نے ایک چیز خریدی دس دینار کے بدلے میں یا پندرہ دینار اور اُدھار کے بدلے میں تو قاسم بن محمد نے اس کو بُرا جانا اور اس سے منع کیا۔

۱۵۵۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے ایک کپڑا اس شرط سے خریدا اگر نقد دے تو دس دینار دے اگر وعدے پر دے تو پندرہ دینار دے بہر حال مشتری کو دونوں میں سے ایک قیمت دینا ضروری ہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس نے اگر دس دینار نقد نہ دیئے تو دس کے بدلے پندرہ اُدھار ہوئے اور جو دس نقد دے دئے تو گویا پندرہ اُدھار اس کے بدلے میں لئے۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے ایک چیز خریدی ایک دینار نقد کے بدلے میں یا ایک بکری اُدھار کے بدلے میں ان دونوں میں سے ایک مشتری کو ضرور دینا ہو تو یہ جائز نہیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے دو بیعوں سے ایک بیع میں اور یہ وہی ہے۔ کہا مالک نے اگر مشتری نے بائع سے کہا میں نے تجھ سے اس قسم کی کھجور پندرہ صاع یا اس قسم کی دس صاع ایک دینار کے بدلے میں لی دونوں میں سے ایک ضرور لوں گا یا یوں کہا میں نے تجھ سے اس قسم کی گیہوں پندرہ صاع یا اس قسم کی گیہوں دس صاع ایک دینار کے بدلے میں لئے دونوں میں سے ایک ضرور لوں گا تو یہ درست نہیں ۔ گویا اس نے دس صاع کھجور لے کر پھر اس کو چھوڑ کر پندرہ صاع کھجور لی یا دس صاع گیہوں چھوڑ کر اُس کے عوض میں پندرہ صاع لئے یہ بھی اسی میں داخل ہے یعنی دو بیع کرنا ایک بیع میں ۔

۲۳۔ بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ (جس بیع میں دھوکا ہو اس کا بیان)

۱۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دھوکے کی بیع سے ۔

۱۵۹۔ کہا مالک نے دھوکے کی بیع میں یہ داخل ہے کسی شخص کا جانور گم ہوگیا ہو یا غلام بھاگ گیا ہو اور اس کی قیمت پچاس دینار ہو ایک شخص اُس سے کہے میں تیرے اس جانور یا غلام کو بیس دینار کو لیتا ہوں اگر وہ مل گیا تو بائع کے تیس دینار نقصان ہوئے اور جو نہ ملا تو مشتری کے بیس دینار گئے کہا مالک نے اس میں ایک اور بڑا دھوکا ہے معلوم نہیں وہ جانور یا غلام اُسی حال میں ہے یا اس میں کوئی عیب ہوگیا یا بہتر ہوگیا جس کی وجہ سے اس کی قیمت گھٹ بڑھ گئی۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ حمل کا خریدنا بھی دھوکے کی بیع میں داخل ہے معلوم نہیں بچہ نکلتا ہے یا نہیں اگر نکلے تو خوبصورت ہوگا یا بدصورت پورا ہوگا یا لنڈورا۔ نر ہو یا مادہ اور ہر ایک کی قیمت کم و بیش ہے۔ کہا مالک نے مادہ کو بیچنا اور اُس کے حمل کو مستثنیٰ کرلینا درست نہیں جیسے کوئی کسی سے کہے میری دودھ والی بکری کی قیمت تین دینار ہیں تو دو دینار کو لے لے مگر اُس کے پیٹ کا بچہ جب پیدا ہوگا تو میں لوں گا یہ مکروہ ہے درست نہیں۔ کہا مالک نے زیتون کی لکڑی اس کے تیل کے اور تل تیل کے بدلے میں اور مکھن گھی کے بدلے میں بیچنا درست نہیں اسلیئے کہ یہ مزابنہ میں داخل ہے اور اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں اس تل یا لکڑی یا مکھن میں اسیقدر تیل یا گھی نکلتا ہے یا اس سے کم زیادہ۔

ف جیسے مزابنہ میں درخت کے کٹے ہوئے پھلوں کے بدلے میں تخمیناً کر کے فروخت کرتے ہیں ویسے ہی تل یا زیتون میں تیل کا اندازہ کرکے اسکے عوض میں تیل لیتے ہیں۔ کہا مالک نے اسی طرح حب البان کا بیچنا روغن بان کے بدلے میں نادرست ہے البتہ حب البان کو خوشبودار بان کے بدلے میں بیچنا درست ہے کیونکہ وہ خوشبو ملانے سے تیل کے حکم میں نہ رہا۔ کہا مالک نے ایک شخص نے اپنی چیز کسی کے ہاتھ اس شرط پر بیچی کہ مشتری کو نقصان نہ ہوگا تو یہ جائز نہیں گویا بائع نے مشتری کو نوکر رکھا اگر اُس چیز میں نفع ہو اور اگر اتنے ہی کو بکے جتنے کو خریدا ہے یا کم کو تو مشتری کی محنت برباد ہوئی تو یہ درست نہیں مشتری کو اس کی محنت کے موافق مزدوری ملے گی اور جو کچھ نفع نقصان ہو بائع کا ہوگا مگر یہ حکم جب ہے کہ مشتری اس چیز کو بیچ چکا ہو اگر اُس نے نہیں بیچا تو بیع کو فسخ کریں گے کہا مالک نے اگر کسی شخص نے اپنی چیز بیچ ڈالی پھر مشتری شرمندہ ہو کر بائع سے کہنے لگا کچھ قیمت کم کر دے بائع نے انکار کیا اور کہا تو غم نہ کھا بیچ دے تجھے نقصان نہ ہوگا اس میں کچھ قباحت نہیں نہ دھوکا ہے بلکہ بائع نے ایک رائے اپنی بیان کی کچھ اس شرط پر نہیں بیچا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۳۵۔ بَابُ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ (ملامسہ اور منابذہ کے بیان میں)

۱۶۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ملامسے اور منابذے سے۔

۱۶۸۔ کہا مالک نے ملامسہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی ایک کپڑے کو چھو کر خرید کرلے نہ اُس کو کھولے نہ اندر سے دیکھے یا اندھیری رات میں خریدے نہ جانے اس میں کیا ہے اور منابذہ اس کو کہتے ہیں کہ بائع اپنا کپڑا مشتری کی طرف پھینک دے اور مشتری اپنا کپڑا بائع کی طرف نہ سوچیں نہ بچاریں یہ اس کے بدلے میں اور وہ اس کے بدلے میں۔ یہ دونوں بیع ممنوع ہیں۔

ف بعضوں نے کہا ملامسہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری یہ ٹھہرائیں کہ جب اس کا کپڑا وہ چھولے یا وہ اسکا تو بیع لازم ہوجائے۔

ف بعضوں کے نزدیک منابذہ یہ ہے کہ جب بائع مشتری کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے اور مشتری بائع کی طرف تو بیع لازم

ہو جائے۔ یہ دونوں بیعیں جاہلیت کے عہد میں مروج تھیں شرع میں ان کی ممانعت ہوئی اسی طرح بیع حصاۃ یعنے مشتری بائع سے کہے میں کنکر مارتا ہوں جس کپڑے پر جا پڑے وہ میرا ہے۔ کہا مالک نے جو تھان تہہ کیا یا چادر بستے میں بندھی ہو تو اس کا بیچنا درست نہیں جب تک کھول کر اندر نہ دیکھے۔ کہا مالک نے برنامے کی بیع کا یہ حکم نہیں وہ جائز ہے اسلئے کہ ہمیشہ سے لوگ اس کو کرتے ہوئے آئے اور اس سے دھوکا دینا مقصود نہیں ہوتا۔ ف: برنامہ اس کاغذ کو کہتے ہیں جو گٹھری یا بستے کے اوپر لگایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اس میں اتنا مال فلاں قسم کا ہے۔

۳۶ باب بَيْعِ الْمُرَابَحَةِ (مرابحہ کا بیان)

ف: مرابحہ کہتے ہیں سوایا یا ڈیوڑھا یا کم و بیش نفع مقرر کر کے مال بیچنے کو۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص ایک شہر سے کپڑا خرید کر کے دوسرے شہر میں لائے پھر مرابحہ کے طور پر بیچنا چاہے تو اصل لاگت میں دلالوں کی دلالی اور تہہ کرنے کی مزدوری اور باندھنا بوندھی کی اُجرت اور اپنا خرچ اور مکان کا کرایہ شریک نہ کرے البتہ کپڑے کی باربرداری اس میں شریک کرے مگر اس پر نفع نہ لے مگر جب مشتری کو اطلاع دے اور وہ اس پر بھی نفع دینے کو راضی ہو جائے تو کچھ قباحت نہیں۔ ف: مثلاً وہ کپڑا بارہ روپے کو خریدا اور سوایا نفع ٹھہرا اور باربرداری کی اُجرت تین روپے صرف ہوئے تو تین روپے بائع مشتری سے الگ لے گا اور بارہ روپے کے پندرہ روپے لے گا کل اٹھارہ روپے لے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ تین روپوں کو لاگت میں شریک کر کے اُس پر بھی نفع لے یعنے پندرہ کے سوائے اٹھارہ روپے بارہ آنے لے۔ کہا مالک نے کپڑوں کی دُھلائی اور رنگوائی اس لاگت میں داخل ہوگی اور اس پر نفع لیا جائے گا۔ جیسے کپڑے پر نفع لیا جاتا ہے۔ اگر کپڑوں کو بیچا اور ان چیزوں کا حال بیان نہ کیا تو اُن پر نفع نہ ملے گا اب اگر کپڑا تلف ہو گیا تو کرایہ باربرداری کا محسوب ہوگا مگر اس پر نفع نہ لگایا جائے گا۔ اگر کپڑا موجود ہے تو بیع کو فسخ کر دیں گے مگر جب دونوں راضی ہو جائیں کسی امر پر۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے کوئی اسباب سونے یا چاندی کے بدلے میں خریدا تو اس دن چاندی سونے کا بھاؤ یہ تھا کہ دس درہم کو ایک دینار آتا تھا پھر مشتری اس مال کو لے کر دوسرے شہر میں آیا اور اسی شہر میں مرابحہ کے طور پر بیچنا چاہا اُسی نرخ پر جو سونے چاندی کا اُس دن تھا اگر اُس نے دراہم کے بدلے میں خریدا تھا اور دیناروں کے بدلے میں بیچا یا دیناروں کے بدلے میں خریدا تھا اور درہموں کے بدلے میں بیچا اور اسباب موجود ہے تلف نہیں ہوا تو خریدار کو اختیار ہوگا چاہے لے چاہے نہ لے اور اگر وہ اسباب تلف ہو گیا تو مشتری سے وہ ثمن جس کے عوض میں بائع نے خریدا تھا نفع حساب کر کے بائع کو دلا دیں گے۔

۴۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص نے اپنی چیز جو سو دینار کو پڑی تھی دس فی صدی کے نفع پر بیچی[1] پھر معلوم ہوا کہ وہ چیز نوّے دینار کو پڑی تھی اور وہ چیز مشتری کے پاس تلف ہو گئی تو اب بائع کو اختیار ہوگا چاہے اُس چیز کی قیمت بازار کی لے لے اس دن کی قیمت جس دن وہ شے مشتری کے پاس آئی تھی مگر جس صورت میں قیمت بازار کی اس ثمن سے جو اول میں ٹھہری تھی یعنے ایک سو دس دینار سے زیادہ ہو تو بائع کو ایک سو دس دینار سے زیادہ نہ ملیں گے اور اگر چاہے تو نوّے دینار پر اسی حساب سے نفع لگا کر یعنے ننانوے دینار لے لے مگر جس صورت میں یہ ثمن قیمت سے کم ہو تو بائع کو اختیار ہوگا۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے ایک چیز مرابحہ پر بیچی اور کہا سو دینار کو مجھ کو پڑی ہے پھر اس کو معلوم ہوا ایک سو بیس دینار کو پڑی تو اب خریدار

[1] یعنی دس کے گیارہ ٹھہرے کل ایک سو دس دینار ہوئے ۱۲ منہ

کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو بائع کو اس دن کی قیمت بازار کی جس دن وہ شے لی ہے دے دے اور اگر چاہے تو جس ثمن پر خرید کیا ہے نفع لگا کر جہاں تک پہنچے دے مگر جس صورت میں قیمت بازار کی پہلی ثمن سے (یعنے جو سو دینار پر بکی ہے) کم ہو تو مشتری کو یہ نہیں پہنچتا کہ اس سے کم دے اس واسطے کہ مشتری اس پر راضی ہو چکا ہے مگر بائع نے اس سے زیادہ بیان کیا تو خریدار کو اصلی ثمن سے کم کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

۳۷۔ باب البیع علی البرنامج (برنامے پر بیع کرنے کا بیان)

ف: برنامے کا بیان اوپر ہو چکا ہے کہا مالک نے اگر چند آدمیوں نے مل کر کوئی اسباب خریدا اب ایک شخص دوسرا ان میں سے ایک شخص کو کہے تو نے جو اسباب خریدا ہے میں نے اس کے اوصاف سنے ہیں تو اپنا حصہ اسقدر نفع پر مجھے دے دے میں تیری جگہ ان لوگوں کا شریک ہو جاؤں گا اور وہ منظور کرے بعد اس کے جب اس اسباب کو دیکھے تو برا اور گراں معلوم ہو اب اسکو اختیار نہ ہوگا لینا پڑے گا جب کہ اس کے ہاتھ برنامے پر بیچا ہو اور اوصاف بتا دیے ہوں۔ کہا مالک نے ایک شخص کے پاس مختلف کپڑوں کی گٹھڑیاں آئیں اور اس نے برنامہ سنا کے ان گٹھڑیوں کو فروخت کیا جب لوگوں نے مال کھول کر دیکھا تو گراں معلوم ہوا اور نادم ہوئے اس صورت میں وہ مال ان کو لینا ہوگا جب کہ برنامے کے موافق ہو۔

۳۸۔ باب بیع الخیار (جس بیع میں بائع اور مشتری کو اختیار ہو اس کا بیان)

۱۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں ف مگر جس بیع میں خیار کی شرط ہو ف۔

ف: بیع کے فسخ کر ڈالنے کا۔ ف: یعنے مجلس بیع نہ بدلے جب بائع یا مشتری اس مجلس سے چلا جائے گا تو اختیار نہ رہے گا۔ ف: یعنے بائع یا مشتری بیع کرتے وقت شرط لگائیں اس امر کی کہ مجھے اتنے دنوں تک اختیار ہے اس صورت میں بائع اور مشتری کے جدا ہونے سے اختیار باطل نہ ہوگا کہا مالک نے ہمارے نزدیک خیار کی کوئی مدت مقرر نہیں۔ ف امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین دن سے زیادہ خیار کی مدت نہیں ہو سکتی۔

۱۸۰۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا بَيِّعَيْنِ تَبَايَعَا فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ اَوْ يَتَرَادَّانِ۔

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بائع اور مشتری اختلاف کریں تو بائع کا قول معتبر ہوگا ف اور بیع کو رد کر ڈالیں گے ف۔

ف: دونوں حلف کریں گے۔ ف: یعنے بعد بیع کے بائع اور مشتری میں اختلاف ہوا زرثمن میں یا مبیع کی کمی بیشی میں تو دونوں حلف کریں گے اگر ایک نے حلف کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو جس نے حلف کیا اس کا قول معتبر ہوگا اگر دونوں نے حلف کیا اور مبیع قائم ہے تو بائع کو فسخ کر کے مبیع بائع کو واپس دلا دیں گے اگر مبیع تلف ہو گئی تو اس کی قیمت بازار

مشتری سے لے کر بائع کو دیں گے۔ کہا مالک نے ایک شخص نے ایک چیز بیچی اور بیچتے وقت یہ شرط لگائی کہ میں فلانے سے مشورہ کروں گا اگر اس نے اجازت دی تو بیع نافذ ہے اور جو اس نے منع کیا تو بیع لغو ہے مشتری اس شرط پر راضی ہو گیا بعد اس کے پشیمان ہوا تو اس کو اختیار نہ ہوگا بلکہ بائع کو جب وہ شخص اجازت دے گا تو بیع نافذ ہو جائے گی۔
کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر ایک شخص کوئی چیز خرید کرے کسی شخص سے پھر ثمن میں اختلاف ہو بائع کہے میں نے دس دینار کو بیچا مشتری کہے میں نے پانچ دینار کو خریدا تو بائع سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو پانچ دینار کو مشتری کو دے دے نہیں تو تو قسم کھا اس امر پر میں نے اپنی چیز نہیں بیچی مگر دس دینار کو اگر بائع نے قسم کھائی تو مشتری سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو اس کی چیز دس دینار کو لے لے نہیں تو قسم کھا میں نے اس چیز کو نہیں خریدا مگر پانچ دینار کو اگر مشتری نے یہ قسم کھالی تو وہ بری ہو جائے گا کیونکہ ہر ایک ان میں سے دوسرے کا مدعی ہے۔ ف: جب دونوں قسم کھالیں گے تو بیع فسخ ہو جائے گی اور وہ شے بائع کو پھر وا دیں گے۔

۳۹۔ باب مَا جَاءَ فِي الرِّبَا فِي الدَّيْنِ (قرض میں سود کا بیان)

۱۸۳۔ عَنْ: عُبَيْدٍ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى السَّفَّاحِ أَنَّهُ قَالَ بِعْتُ بَزًّا لِي مِنْ أَهْلِ دَارِ نَخْلَةَ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى الْكُوفَةِ فَعَرَضُوا عَلَيَّ أَنْ أَضَعَ عَنْهُمْ وَيَنْقُدُونِي فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَ هٰذَا وَلَا تُوكِلَهُ ۔

ترجمہ: ابو صالح نے کہا میں نے اپنا کپڑا دار نخلہ (ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے بیچ میں) والوں کے ہاتھ بیچا ایک وعدے پر جب میں کوفے جانے لگا تو ان لوگوں نے کہا اگر کچھ کم کر دو تو تمہارا روپیہ ہم ابھی دے دیتے ہیں۔ میں نے یہ زید بن ثابت سے بیان کیا انہوں نے کہا میں تجھے اس روپے کے کھانے اور کھلانے کی اجازت نہیں دیتا۔

ف: یعنی مدت سے پیشتر۔

۱۸۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ إِلَى أَجَلٍ فَيَضَعُ عَنْهُ صَاحِبُ الْحَقِّ وَيُعَجِّلُهُ الْآخَرُ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَنَهٰى عَنْهُ ۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر سے سوال ہوا ایک شخص کا میعادی قرض کسی پر آتا ہو قرضدار یہ کہے یہ مجھ سے کچھ کم کر کے نقد لے لے اور قرضخواہ اس پر راضی ہو جائے تو عبد اللہ بن عمر نے اس کو مکروہ جانا اور اس سے منع کیا۔

ف: قرضخواہ کو یہ درست ہے کہ مدت گذرنے کے بعد اپنے قرضدار کو کچھ معاف کر دے مگر مدت سے پیشتر کچھ کم پر راضی ہو جانا درست نہیں اسلئے کہ اس میں شبہ ربٰوا ہے کیونکہ قرضخواہ نے گویا سو روپیہ مؤجل (میعادی) کو اسی روپیہ معجل (نقد) کے بدلے میں بیع کیا۔

۱۸۵۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الرِّبَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَكُونَ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ الْحَقُّ إِلَى أَجَلٍ فَإِذَا حَلَّ الْأَجَلُ قَالَ أَتَقْضِي أَمْ تُرْبِي

ترجمہ: زید بن اسلم نے کہا ایام جاہلیت میں سود اس طور پر ہوتا تھا ایک شخص کا قرض میعادی دوسرے شخص پر آتا ہو جب میعاد گذر جائے تو قرضخواہ قرضدار سے کہے

فَإِنْ قَضَى أَخَذَ وَإِلَّا زَادَهُ فِي حَقِّهِ وَأَخَّرَ عَنْهُ فِي الْأَجَلِ ؕ

یا تم قرض ادا کرو یا سود دو اگر اس نے قرض ادا کیا تو بہتر ہے نہیں تو قرضخواہ اپنا قرضہ بڑھا دیتا اور پھر میعاد کرتا۔

ف: مثلاً سو روپے ایک مہینے کے وعدے پر آتے تھے جب مہینہ گذرا تو سو کے ایک سو پانچ کر دیئے اور ایک مہینے کی اور مہلت دے دے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس امر کی کراہت میں کچھ اختلاف نہیں ایک شخص کا میعادی قرض کسی پر آتا ہو قرضخواہ قرض میں کمی کر دے اور قرضدار نقد ادا کر دے یہ بعینہٖ ایسا ہے کہ میعاد گزرنے کے بعد قرضخواہ میعاد بڑھا دے اور قرضدار قرضہ کو بڑھا دے یہ تو بالکل سود ہے اس میں کچھ شک نہیں کہا مالک نے اگر کسی شخص کے دوسرے شخص پر سو دینار آتے ہوں وعدے پر جب وعدہ گذر جائے تو قرضدار قرضخواہ سے کہے تو میرے ہاتھ کوئی ایسی چیز جس کی قیمت سو دینار ہوں ڈیڑھ سو دینار کو بیچ ڈال ایک میعاد پر یہ بیع درست نہیں اور ہمیشہ اہل علم اس سے منع کرتے رہے اس لئے کہ قرضخواہ نے اپنی چیز کی قیمت سو دینار وصول کر لی اور وہ جو سو دینار قرضے کے تھے اُن کی میعاد بڑھا دی بعوض پچاس دینار کے جو اُس کو فائدہ حاصل ہوا اُس شے کے بیچنے میں۔ یہ بیع مشابہ ہے اُس کے جو زید بن اسلم نے روایت کیا کہ جاہلیت کے زمانے میں جب قرض کی مدت گذر جاتی تو قرضخواہ قرضدار سے کہتا یا تو قرض ادا کر یا سود دے اگر وہ ادا کر دیتا تو لے لیتا نہیں تو اور مہلت دے کر قرضہ کو بڑھا دیتا۔ ف: مطلب یہ ہے کہ زید کے عمرو پر سو دینار آتے تھے ایک مہینے کے وعدے پر جب مہینہ گذرا تو عمرو کے پاس اس وقت دینار نہ تھے اُس نے زید سے کہا تم ایک شے اپنی جو نقد سو دینار کی مالیت رکھتی ہو میرے ہاتھ ڈیڑھ سو دینار کو ایک مہینے کے وعدے پر بیچ ڈالو۔ زید نے ایسا ہی کیا عمرو نے اس شے کو لے کر سو دینار کو بیچ کر سو دینار زید کے حوالے کر دیئے۔ اب ڈیڑھ سو دینار زید کے عمرو پر ایک مہینے کے وعدے پر پھر رہے عمرو کو یہ فائدہ ہوا کہ اس کے پاس روپے نہ تھے قرضخواہ کا تقاضا ٹل ایک مہینے کی اور مہلت ملی اور زید کو یہ فائدہ ہوا کہ سو دینار کے ڈیڑھ سو دینار ہوئے۔

۴۰۔ باب جَامِعِ الدَّيْنِ وَالْحُوَلِ (قرض کے مختلف مسائل کا بیان)

۱۸۸۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ ؕ

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالدار شخص کا دیر کرنا قرض ادا کرنے میں ظلم ہے اور جب تم میں سے کوئی حوالہ کیا جائے مالدار شخص پر تو چاہیئے کہ حوالہ قبول کرے۔

ف: یعنے جس شخص کو قرض ادا کرنے کی طاقت ہو اور وہ ادا کرنے میں دیر کرے تو یہ ظلم ہے یعنی گناہ کبیرہ ہے۔ ف: حوالہ کہتے ہیں قرض کے اتار دینے کو ایک ذمہ پر سے دوسرے ذمہ پر مثلاً زید مدیون تھا عمرو کا تو زید نے عمرو کا مقابلہ کروایا اُس دین کے حصول کے لئے بکر پر۔

۱۸۹۔ عَنْ: مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أَبِيعُ بِالدَّيْنِ فَقَالَ سَعِيدٌ لَا تَبِعْ إِلَّا مَا آوَيْتَ إِلَى رَحْلِكَ ؕ

ترجمہ: موسیٰ بن میسرہ نے سنا ایک شخص پوچھ رہا تھا سعید بن المسیب سے میں قرض کے بدل میں بیچا کرتا ہوں سعید نے کہا تو نہ بیچ مگر اُس چیز کو جو تیرے پاس ہو۔

۱۹۰۔ کہا مالک نے جو شخص کوئی چیز خرید کرے اس شرط پر کہ بائع وہ شے مشتری کو اتنی مدت میں سپرد کر دے اس میں مشتری نے کوئی مصلحت رکھی ہو مثلاً اُس وقت بازار میں اس مال کی نکاسی کی اُمید ہو یا اور کچھ غرض ہو پھر بائع اس وعدے میں خلاف کرے اور مشتری چاہے کہ وہ شے بائع کو پھیر دے تو مشتری کو یہ حق نہیں پہنچتا اور بیع لازم رہے گی اگر بائع اس شے کو قبل میعاد کے لے آیا تو مشتری پر جبر کیا جائے گا اس کے لینے پر۔ کہا[۱۹۱] مالک نے جو شخص اناج خرید کر اُس کو تول لے پھر ایک خریدار آئے جو مشتری سے اس اناج کو خرید کرنا چاہے مشتری اس سے کہے کہ میں اناج تول چکا ہوں اور وہ شخص مشتری کو سچا سمجھ کر اس غلے کو نقد مول لے لے تو کچھ قباحت نہیں مگر وعدے پر لینا مکروہ ہے جب تک وہ خریدار دوبارہ اُس کو تول نہ لے۔ کہا[۱۹۲] مالک نے دین کا خریدنا درست نہیں خواہ غائب پر ہو یا حاضر پر مگر جب شخص حاضر اس کا اقرار کرے اسی طرح جو دین میت پر ہو اس کا بھی خریدنا درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں وہ قرض ملتا ہے یا نہیں اس واسطے اگر میت یا غائب پر اور بھی دین نکلا تو اُس کے پیسے مفت گئے دوسرے یہ کہ وہ قرض اس کی ضمان میں داخل نہیں ہوا اگر نہ نپٹا تو اسکے پیسے مفت گئے۔ کہا[۱۹۳] مالک نے بیع سلف (قرض) میں اور بیع عینہ میں یہ فرق ہے کہ بیع عینہ والا دس دینار نقد دے کر پندرہ دینار وعدے پر لیتا ہے تو یہ صریح دھوکا ہے اور بالکل فریب ہے۔

۴۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّرْكَةِ وَالتَّوْلِيَةِ وَالْإِقَالَةِ

(شرکت اور تولیہ[ف] اور اقالہ[۱] کے بیان میں)

ف: تولیہ کہتے ہیں جتنے کو لیا اُتنے کو بیچنے کو۔ کہا[۱۹۴] مالک نے جس شخص نے کئی قسم کا کپڑا بیچا اور چند رقم کے کپڑے مستثنیٰ کر لینے کی شرط کر لی تو کچھ قباحت نہیں اگر شرط نہیں کی تو وہ ان کپڑوں میں شریک ہو جائے گا اسلئے کہ ایک قسم کے کپڑوں میں بھی کم و بیش ہوتی ہے۔ ف: مثلاً تیس کپڑے تھے اُن میں سے دس مستثنیٰ کئے مگر یہ شرط نہ کی کہ میں جو چاہوں گا لے لوں گا تو بائع کل کپڑوں میں مشتری کا شریک ہو جائے گا دو ثلث مشتری کے اور ایک ثلث بائع کا ہو گا۔

۱۹۵۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ شرکت اور تولیہ اور اقالہ کھانے کی چیزوں میں درست ہے خواہ اُن پر قبضہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مگر یہ ضروری ہے کہ نقد ہو میعاد نہ ہو اور کمی بیشی نہ ہو اگر اُس میں کمی بیشی ہوگی یا میعاد ہوگی تو یہ معاملے بیع سمجھے جائیں گے شرکت اور تولیہ اور اقالہ نہ ہوں گے کہا[۱۹۶] مالک نے اگر کسی شخص نے کوئی اسباب جیسے کپڑا یا غلام لونڈی خرید کیا پھر ایک شخص نے اس سے کہا کہ مجھ کو بھی اس میں شریک کر لو اُس نے قبول کیا اور دونوں نے مل کر بائع کو قیمت ادا کر دی پھر وہ اسباب کسی اور کا نکلا تو جو شخص شریک ہوا وہ اپنے دام پہلے مشتری سے لے لیگا اور وہ بائع سے لے گا مگر جس صورت میں مشتری نے خریدتے وقت بائع کے سامنے اس شریک سے کہہ دیا ہو کہ اگر مبیع میں فتور نکلے تو اس کی جواب دہی بائع پر ہوگی تو اس صورت میں وہ شریک اپنا نقصان بائع سے لے گا اگر ایسا نہ ہو تو مشتری کی شرط کچھ کام نہ آئے گی اور تاوان کا نقصان اسی پر ہوگا۔ کہا[۱۹۷] مالک نے زید نے عمرو سے یہ کہا تو اس شے کو خرید کر لے

---

[۱] اقالہ کوئی چیز لے کر پھر واپس کر دینے کو کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

میرے اور اپنے ساجھے میں بکوا دوں گا تو میری طرف سے بھی دام دے دے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہ سلف (قرض) ہے بکوا دینے کی شرط پر اگر وہ شے تلف ہو جائے تو عمرو زید سے اس کے حصہ کے دام لے لیگا البتہ اگر عمرو ایک شے خرید کر چکا پھر زید نے کہا مجھے بھی اس میں شریک کر لے نصف کا میں بکوا دوں گا تو یہ درست ہے ۔

۴۲ باب ماجاء فی افلاس الغریم (قرض دار کے مفلس ہو جانیکا بیان)

۱۹۸ عَنْ: اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ مَتَاعًا فَاَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ مِنْهُ وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا فَوَجَدَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ فَاِنْ مَاتَ الَّذِي ابْتَاعَهُ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ فِيْهِ اُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ ؕ

ترجمہ: ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنا مال بیچا کسی کے ہاتھ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع کو ثمن وصول نہیں ہوئی لیکن بائع نے اپنی چیز بجنسہ مشتری کے پاس پائی تو بائع اس چیز کا زیادہ حقدار ہو گا اگر مشتری مر گیا تو اس چیز میں بائع اور قرضخواہوں کے برابر ہو گا۔

ف: بہ نسبت مشتری کے اور قرضخواہوں کے ۔

ف: یعنے اس چیز کو بیچ کر بائع کے ثمن اور قرضخواہوں کا قرضہ بہ حصہ رسد ادا کریں گے ۔

۱۹۹ عَنْ: اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ اَفْلَسَ فَاَدْرَكَ الرَّجُلُ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ ؕ

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنا مال بیچا کسی کے ہاتھ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع نے اپنی چیز بعینہٖ مشتری کے پاس پائی تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے ۔

۲۰۰ کہا مالک نے جس شخص نے کوئی اسباب بیچا پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع نے اپنی چیز بعینہٖ مشتری کے پاس پائی تو بائع اس کو لے لے گا اگر مشتری نے اس میں سے کچھ بیچ ڈالا ہے تو جسقدر باقی ہے اس کا بائع زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اور قرضخواہوں کے ۔ اگر بائع تھوڑی سی ثمن پا چکا ہے پھر بائع یہ چاہے کہ اس ثمن کو پھیر کر جسقدر اسباب اپنا باقی ہے اسکو لے لے اور جو کچھ باقی رہ جائے اس میں اور قرضخواہوں کے برابر رہے تو ہو سکتا ہے ۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے سوت یا زمین خریدی پھر سوت کا کپڑا بُن لیا اور زمین پر مکان بنایا بعد اس کے مشتری مفلس ہو گیا اب زمین کا بائع یہ کہے کہ میں زمین اور مکان سب لئے لیتا ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ زمین کی اور عملے کی قیمت لگائیں گے پھر دیکھیں گے اس قیمت کا حصہ زمین پر کتنا آتا ہے اور عملے پر کتنا آتا ہے اب بائع اور مشتری دونوں اس میں شریک رہیں گے زمین کا مالک اپنے حصہ کے موافق اور باقی قرضخواہ عملے کے موافق ۔ کہا مالک نے اس کی مثال یہ ہے جیسے زمین اور عملے کی قیمت پندرہ سو ہوئی اس میں سے زمین کی قیمت پانچسو ہے اور عملے کی ہزار ہے تو زمین والے کا ایک ثلث ہو گا اور باقی قرضخواہوں کے دو ثلث ہوں گے ۔ کہا مالک نے یہی حکم سوت میں ہے جب کہ مشتری نے اس کو بُن لیا بعد اس کے قرضدار ہو کر مفلس ہو گیا ۔ کہا مالک نے اگر مشتری نے اس چیز میں تصرف نہیں کیا مگر اس چیز کی قیمت بڑھ گئی اب بائع یہ چاہتا ہے کہ اپنی شے پھیر لے اور قرضخواہ چاہتے ہیں کہ وہ شے بائع کو نہ دیں تو قرضخواہوں کو اختیار ہے خواہ بائع کی ثمن پوری پوری حوالے کر دیں ۔ اگر اس چیز کی قیمت گھٹ گئی تو بائع کو اختیار

ہے خواہ اپنی چیز لے لے پھر اس کو مشتری کے مال سے کچھ غرض نہ ہوگی خواہ اپنی چیز دے اور قرضخواہوں کے ساتھ شریک ہو جائے۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے لونڈی خریدی یا جانور خریدا پھر اُس لونڈی یا جانور کا مشتری کے پاس آن کر بچہ پیدا ہوا بعد اُس کے مشتری مفلس ہو گیا تو وہ بچہ بائع کا ہوگا البتہ اگر قرضخواہ بائع کی پوری ثمن ادا کر دیں تو بچہ کو اور اُس کی ماں کو دونوں کو رکھ سکتے ہیں۔

۴۳- باب مَا يَجُوزُ مِنَ السَّلَفِ (جس چیز میں سلف درست ہے)

۲۰۶ عَنْ: عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لَا أَجِدُ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً ؞

ترجمہ: ابو رافع سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد کئے ہوئے) تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لیا ایک چھوٹا اونٹ جب صدقے کے وقت اونٹ آئے اور آپ نے مجھ کو حکم کیا وہی اونٹ ادا کرنے کو میں نے کہا یا رسول اللہ صدقے کے اونٹوں میں سب اونٹ اچھے بڑے بڑے ہیں چھ چھ برس کے آپ نے فرمایا اُس میں سے دے دے اچھے وہ لوگ ہیں جو قرض اچھے طور سے ادا کریں۔

۲۰۷ عَنْ: مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مِنْ رَجُلٍ دَرَاهِمَ ثُمَّ قَضَاهُ دَرَاهِمَ خَيْرًا مِنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذِهِ خَيْرٌ مِنْ دَرَاهِمِي الَّتِي أَسْلَفْتُكَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ ذَلِكَ وَلَكِنْ نَفْسِي بِذَلِكَ طَيِّبَةٌ ؞

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ایک شخص سے روپے قرض لئے پھر اُس سے اچھے ادا کئے وہ شخص بولا اے عبدالرحمٰن یہ تو میرے روپوں سے اچھے ہیں عبداللہ بن عمر نے کہا ہاں میں جانتا ہوں مگر میں نے اپنی خوشی سے دیئے ہیں۔

۲۰۸ کہا مالک نے جو شخص سونا چاندی یا اناج یا جانور قرض لے پھر اُس سے بہتر ادا کرے تو کچھ قباحت نہیں جب کہ اس کی شرط نہ ہوئی ہو یا ایسی رسم نہ ہو یا اُس کا وعدہ نہ کیا ہو اگر شرط یا رسم یا وعدے کے سبب سے ہو تو مکروہ ہے بہتر نہیں۔ کہا مالک نے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹا اونٹ قرض لے کر اچھا بڑا اونٹ دیا اور عبداللہ بن عمر نے روپے قرض لے کر اُس سے بہتر دئے مگر اس کی شرط یا وعدہ نہیں ہوا تھا تو جو کوئی خوشی سے ایسا کرے حلال ہے۔

۴۴- باب مَا لَا يَجُوزُ مِنَ السَّلَفِ (جو سلف درست نہیں اسکا بیان)

۲۱۰ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي رَجُلٍ أَسْلَفَ رَجُلًا طَعَامًا عَلَى أَنْ يُعْطِيَهُ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب سے کسی نے کہا جو شخص کسی کو اناج قرض دے اس شرط پر کہ فلانے شہر میں ادا کرنا

اِيَّاهُ فِي بَلَدٍ اٰخَرَ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عُمَرُ وَقَالَ فَاَيْنَ الْحَمْلُ يَعْنِي حُمْلَانَهُ ۝

انہوں نے اس کو مکروہ جانا اور کہا بار برداری کی اُجرت کہاں جائے گی ۔

ف : یعنی اس قرض میں قرض دینے والے کو منفعت ہے وہ یہ کہ اس کا مال دوسرے شہر میں بغیر مزدوری صرف کئے ہوئے پہنچ جائے گا اور ایسا قرض درست نہیں ۔

۲۱۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّي اَسْلَفْتُ رَجُلًا سَلَفًا وَاشْتَرَطْتُ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مِمَّا اَسْلَفْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَذٰلِكَ الرِّبَا فَقَالَ فَكَيْفَ تَاْمُرُنِي يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ السَّلَفُ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَوْجُهٍ سَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ اللهِ فَلَكَ وَجْهُ اللهِ وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ صَاحِبِكَ فَلَكَ وَجْهُ صَاحِبِكَ وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ لِتَاْخُذَ خَبِيْثًا بِطَيِّبٍ فَذٰلِكَ الرِّبَا قَالَ فَكَيْفَ تَاْمُرُنِي يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَرٰى اَنْ تَشُقَّ الصَّحِيْفَةَ فَاِنْ اَعْطَاكَ مِثْلَ الَّذِي اَسْلَفْتَهُ قَبِلْتَهُ وَاِنْ اَعْطَاكَ دُوْنَ الَّذِي اَسْلَفْتَهُ فَاَخَذْتَهُ اُجِرْتَ وَاِنْ اَعْطَاكَ اَفْضَلَ مِمَّا اَسْلَفْتَهُ طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهُ فَذٰلِكَ شُكْرٌ شَكَرَهُ لَكَ وَلَكَ اَجْرُ مَا اَنْظَرْتَهُ ۝

ترجمہ : ایک شخص عبد اللہ بن عمر کے پاس آیا اور کہا میں نے ایک شخص کو قرض دیا اور عمدہ اس سے ٹھہرایا عبد اللہ بن عمر نے کہا یہ ربا ہے اُس نے کہا پھر کیا حکم کرتے ہو عبد اللہ بن عمر نے کہا قرض تین طور پر ہے ایک خدا کے واسطے اس میں تو خدا کی رضامندی ہے ایک اپنے دوست کی خوشی کے لئے اس میں دوست کی رضامندی ہے ایک قرض اس واسطے ہے کہ حلال مال دے کر حرام مال لے یہ سود ہے پھر وہ شخص بولا اب مجھ کو کیا حکم کرتے ہو یا ابا عبد الرحمٰن انہوں نے کہا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تو دستاویز کو پھاڑ ڈال (یعنے وہ دستاویز جو تو نے مقروض سے لکھوائی ہے) اگر وہ شخص جس کو تو نے قرض دیا ہے جیسا مال تو نے دیا ہے ویسا ہی دے تو لے لے اگر اس سے بُرا دے اور تو لے لے تو تجھے اجر ہوگا اگر وہ اپنی خوشی سے اس سے اچھا دے تو اس نے تیرا شکریہ ادا کیا اور تو نے جو اتنے دنوں تک اس کو مہلت دی اس کا ثواب تجھے ملا ۔

۲۱۱۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ اِلَّا قَضَاءَهُ ۝

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر کہتے تھے جو شخص کسی کو قرض دے تو سوائے قرض ادا کرنے کے اور کوئی شرط نہ کرائے ۔

ف : یعنے مقروض پر صرف قرض کا ادا کرنا لازم ہے اسی کی شرط ہو سکتی ہے اور کوئی شرط جس میں قرض دینے والے کا نفع ہو نہیں ہو سکتی ۔

۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ اَفْضَلَ مِنْهُ وَاِنْ كَانَ قَبْضَةً مِّنْ عَلَفٍ فَهُوَ رِبًا ۝

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود کہتے تھے جو شخص کسی کو قرض دے اس سے زیادہ نہ ٹھہرائے اگرچہ ایک مٹھی گھاس کی ہو ۔

ف : یعنے ایک مٹھی گھاس کے برابر بھی فائدہ لینا درست نہیں ۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو شخص

کوئی جانور جس کا حلیہ اور صفت معلوم ہو کسی کو قرض دے تو کچھ قباحت نہیں اب مقروض ویسا ہی جانور ادا کرے۔ مگر لونڈی کو قرض لینا درست نہیں کیونکہ یہ ذریعہ ہے حرام کے حلال کرنے کا لوگ ایک دوسرے کی لونڈی قرض لے آئیں گے پھر جب تک جی چاہے گا اس سے جماع کریں گے بعد اس کے مالک کو پھیر دیں گے یہ تو حلال نہیں ہمیشہ اہل علم اس سے منع کرتے رہے اور کسی کو اس کی اجازت نہ دی۔

ف : ابوحنیفہ کے نزدیک جانور کا قرض لینا درست نہیں اسلئے کہ جانور میں مماثلت کی رعایت نہیں ہو سکتی جو لوگ درست کہتے ہیں ان کی دلیل ابورافع کی حدیث ہے جو اوپر گذری۔

۴۵۔ بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ عَنِ الْمُسَاوَمَةِ وَالْمُبَايَعَةِ

(جو مول تول یا بیع ممنوع ہے اُس کا بیان)

۲۱۵۔ **عَنْ** : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ بیچیں بعض تمہارے اوپر بعض کے۔

ف : یعنے جب مشتری کسی شخص کا مال لینے پر راضی ہو جائے اب دوسرا شخص اس کو نہ بہکائے کہ میں تجھ کو اس سے سستا دوں گا بعضوں نے کہا بیع اس جگہ خرید کے معنوں میں ہے یعنے جب ایک شخص کسی سے ایک چیز کا مول تول ٹھہرائے اور بائع اس پر راضی ہو جائے اب دوسرا شخص اُس میں دخل نہ دے۔

۲۱۶۔ **عَنْ** : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَحْلُبَهَا اِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ۔

ترجمہ : ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت ملو بنجاروں سے آگے بڑھ کر اُن کا مال خریدنے کے واسطے[1] اور نہ بیچے ایک تم میں کا دوسرے کی بیع پر اور نہ بخش کرو[2] اور نہ بیچے بستی والا دیہات والے کی طرف سے[3] اور نہ جمع کرو دودھ اونٹ اور بکری کے تھنوں میں۔ اگر کوئی ایسی اونٹنی یا بکری خریدے پھر دودھ دوہنے کے بعد اس کا حال معلوم ہو تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے رکھ لے یا چاہے تو پھیر دے اور دودھ کے بدلے میں ایک صاع کھجور دے دے۔

ف[1] : یعنے جب بنجارے غلہ لے کر آئیں تو شہر سے باہر جا کر اُن سے خرید لینا منع ہے اس کی کراہت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شہر میں قحط ہے اور یہ شخص قافلے میں جا کر ملا اور ان سے سب غلہ خرید لیا اور شہر میں لا کر حسب خاطر خواہ بیچا اور اگر یہ شخص نہ جاتا اور قافلہ بنجاروں کا شہر میں آتا تو اہل شہر کو فائدہ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ شہر میں قحط اور تنگی نہ ہو مگر یہ قافلے والوں کو نرخ شہر کا معلوم نہ ہو اور یہ شخص اُن سے سستا خرید لے فریب دے کر۔ **ف[2]** : بخش کہتے ہیں مال کی قیمت زیادہ کہہ دینے کو اس غرض سے کہ دوسرا شخص اس کی خرید میں رغبت کرے اور اپنے کو خریدنا منظور نہ ہو۔ **ف[3]** : یعنے باہر کا شخص غلہ لائے اور شہری دلال اس سے یہ کہے تو جلدی نہ کر میں تجھ کو گراں بیچ دوں گا۔ بعضوں نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ شہر کے بنیے بقال شہر کے لوگوں

کے ہاتھ نہ بیچیں بلکہ جو باہر سے لوگ آتے ہیں اُن کے ہاتھ بیچیں تاکہ دام زیادہ ملیں۔ فٹ: یعنی جب بکری یا گائے یا اونٹنی کو بیچنا چاہے تو دو تین روز تک اس کا دودھ نہ دوہے۔ اس غرض سے کہ دودھ بہت بھر جائے تو مشتری دھوکا کھا کر مہنگے داموں خرید لے۔ فٹ: شافعیؒ اور لیثؒ اور اسحاقؒ اور احمدؒ اور ابوثورؒ اور جمہور اہل حدیث کا عمل اسی حدیث پر ہے۔ ابن قاسمؒ نے امام مالکؒ سے پوچھا کہ تم اس حدیث پر عمل کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں حدیث کے مقابلے میں کوئی رائے دے سکتا ہے۔ مگر ابوحنیفہؒ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور اس کو مخالف قیاس کے قرار دیا۔ زرقانیؒ نے کہا کہ اصحاب ابوحنیفہؒ نے جو باتیں اس مقام پر کی ہیں مجرد دعوے ہیں اُن کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ مخالف ہے ان کے اصول کے کیونکہ حدیث مقدم ہے قیاس پر اُن کے نزدیک کہا مالکؒ نے یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بیچے تم میں کا دوسرے کی بیع پر اس سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص دوسرے کے مول پر مول نہ کرے جب بائع پہلے مول پر راضی ہو چکا ہو اور اپنی چیز تولنے لگا ہو اور عیب سے اپنے تئیں بری کرنے لگا ہو یا اور کوئی کام ایسا کرے جس سے معلوم ہو کہ بائع پہلے مول پر راضی ہو چکا ہے اور جو بائع پہلے مول پر راضی نہ ہو بلکہ وہ مال اسی طرح بیچنے کے واسطے رکھا ہو تو ہر ایک کو اس کا مول کرنا درست ہے اور اگر ایک شخص کے مول کرتے ہی اور لوگوں کو مول کرنا منع ہو جائے تو اس میں بیچنے والے کا نقصان ہے۔

۲۱۸ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ قَالَ وَالنَّجْشُ اَنْ تُعْطِيَهُ السِّلْعَةَ اَكْثَرَ مِنْ ثَمَنِهَا وَلَيْسَ فِيْ نَفْسِكَ اشْتِرَاءُهَا فَيَقْتَدِيْ بِكَ غَيْرُكَ ؀

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نجش سے اور نجش یہ ہے کہ مال کی قیمت اس کی حیثیت سے زیادہ دینے لگے لینے کی نیت سے نہیں بلکہ اس غرض سے کہ دوسرا شخص دھوکا کھا کر اس قیمت کو لے لے۔

۴۶۔ بَابُ جَامِعِ الْبُيُوْعِ (بیع کے مختلف مسائل کا بیان)

۲۱۹ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا بَايَعَ يَقُوْلُ لَا خِلَابَةَ ؀

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ مجھ کو لوگ فریب دیتے ہیں خرید و فروخت میں آپ نے فرمایا جب تو خرید و فروخت کیا کرے تو کہہ دیا کر کہ فریب نہیں ہے وہ شخص جب معاملہ کرتا تو یہی کہا کرتا کہ فریب نہیں ہے۔

ف: دارقطنی اور بیہقی کی روایت میں اتنا اور ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب تو کسی شے کو خریدے تو تجھے تین دن تک اختیار ہے اگر چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو پھیر دے پھر وہ شخص زندہ رہا حضرت عثمانؓ کی خلافت تک اس وقت اس کی عمر ایک سو اسّی برس کی تھی جب وہ کوئی شے خریدتا تو لوگ کہتے تم ٹھگے گئے بعد اس کے کوئی صحابی گواہی دے دیتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین دن کا اختیار دیا ہے اس وقت بائع ان کے دام واپس کر دیتا۔ بعضوں کے نزدیک یہ اختیار خاص تھا اس شخص کے واسطے اور کسی شخص کو جب تک اختیار کی شرط نہ کرے اختیار نہ ہوگا اور بعضوں کے نزدیک جب غبن فاحش ہو تو ہر ایک کو اختیار ہے اس شخص کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض حبان بن منقذ کہتے ہیں ابن الجارود اور

حاکم کی روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے بعض ابو منقذ بن عمرو کہتے ہیں ابن ماجہ اور تاریخ بخاری وغیرہ سے یہ مفہوم ہوتا ہے مگر اکثر روایات میں حبان بن منقذ کا نام مذکور ہے۔

۲۲۰۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اِسْمَحًا اِنْ بَاعَ سَمْحًا اِنِ ابْتَاعَ سَمْحًا اِنْ قَضٰى سَمْحًا اِنِ اقْتَضٰى۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے محمد بن منکدر کہتے تھے اللہ اس بندے کو چاہتا ہے جو بیچتے وقت نرمی کرتا ہے اور خریدتے وقت بھی نرمی کرتا ہے قرض ادا کرتے وقت بھی نرمی کرتا ہے اور قرض وصول کرتے وقت بھی۔

ف: یعنے ہر معاملے میں نرمی اور سہولت اور محبت اور ملائمت سے کام کرتا ہے ذرا سے نفع یا نقصان کے لئے ٹھائیں ٹھائیں نہیں کرتا۔

۲۲۱۔ عَنْ: يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ اِذَا جِئْتَ اَرْضًا يُوفُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ فَاَطِلِ الْمُقَامَ بِهَا وَاِذَا جِئْتَ اَرْضًا يَنْقُصُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ فَاَقِلَّ الْمُقَامَ بِهَا۔

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے جب تو ایسے ملک میں آئے جہاں کے لوگ پورا پورا ناپتے اور تولتے ہوں تو وہاں زیادہ رہ اور جب ایسے ملک میں آئے جہاں کے لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہوں تو وہاں کم رہ۔

ف: کیونکہ جس ملک میں لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہوں وہاں عذاب اُترنے کا خوف ہے۔ حضرت ام سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم جب بھی تباہ ہوں گے کہ ہم نیک بخت لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں جب بُرائی بہت ہو۔ ابن عبدالبر نے استذکار میں کہا جس ملک میں بُری باتیں پھیلی ہوں اور منع کرنے کی قدرت نہ ہو وہاں نہ رہنا چاہئے۔

۲۲۲۔ کہا مالک نے کوئی شخص اونٹ یا بکریاں یا کپڑا یا غلام لونڈی بے گنے جھنڈ کے جھنڈ خریدے اچھا نہیں جو چیزیں گنتی سے بکتی ہیں اُن کو گن لینا بہتر ہے۔ کہا مالک نے اگر کوئی شخص ایک چیز اپنی کسی کو دے اس شرط پر کہ اگر تو اس کو اتنے داموں پر بیچ دے گا تو میں تجھ کو ایک دینار دوں گا اگر نہ بیچے گا تو کچھ نہ ملے گا اس میں کچھ قباحت نہیں۔ کہا مالک نے اس کی نظیر یہ ہے ایک شخص دوسرے شخص سے کہے اگر تو میرے بھاگے ہوئے غلام کو یا بھاگے ہوئے اونٹ کو پکڑ لائے گا تو میں اس قدر دوں گا یہ ایک مزدوری کی قسم سے ہے اجارہ نہیں اگر اجارہ ہوتا تو درست نہ ہوتا۔ کہا مالک نے اگر کوئی شخص اپنی چیز کسی کو اس شرط پر دے کہ جتنے دینار کو بیچے گا فی دینار اس قدر دوں یہ درست نہیں کیونکہ اس میں اُجرت معین نہیں، معلوم نہیں کہ کتنے دینار کو بکتی ہے۔

۲۲۵۔ عَنْ: ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سَاَلَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ ثُمَّ يُكْرِيهَا بِاَكْثَرَ مِمَّا تَكَارَاهَا بِهِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ۔

ترجمہ: ابن شہاب سے سوال ہوا کوئی شخص ایک جانور کو لے پھر دوسرے شخص کو اُس سے زیادہ پر کرایہ کو دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

پُوری ہوئی کتاب بیع کی

كِتَابُ الْقِرَاضِ

کتاب قراض کے بیان میں

ف: قراض اور مضاربت ایک چیز ہے یعنے ایک کا مال ہو اور دوسرے کی محنت اور نفع میں دونوں شریک ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاضِ (قراض کا بیان)

١- عَنْ: زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللهِ وَعُبَيْدُ اللهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي جَيْشٍ إِلَى الْعِرَاقِ فَلَمَّا قَفَلَا مَرَّا عَلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ فَرَحَّبَ بِهِمَا وَسَهَّلَ ثُمَّ قَالَ لَوْ أَقْدِرُ لَكُمَا عَلَى أَمْرٍ أَنْفَعُكُمَا بِهِ لَفَعَلْتُ ثُمَّ قَالَ بَلَى هٰهُنَا مَالٌ مِنْ مَالِ اللهِ أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَ بِهِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأُسْلِفُكُمَاهُ فَتَبْتَاعَانِ بِهِ مَتَاعًا مِنْ مَتَاعِ الْعِرَاقِ ثُمَّ تَبِيعَانِهِ بِالْمَدِينَةِ فَتُؤَدِّيَانِ رَأْسَ الْمَالِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَيَكُونُ لَكُمَا الرِّبْحُ فَقَالَا وَدِدْنَا فَفَعَلَ وَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُمَا الْمَالَ فَلَمَّا قَدِمَا بَاعَا فَأُرْبِحَا فَلَمَّا دَفَعَا ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ أَكُلُّ الْجَيْشِ أَسْلَفَهُ مِثْلَ مَا أَسْلَفَكُمَا قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَسْلَفَكُمَا أَدِّيَا الْمَالَ وَرِبْحَهُ فَأَمَّا عَبْدُ اللهِ فَسَكَتَ وَأَمَّا عُبَيْدُ اللهِ فَقَالَ مَا يَنْبَغِي لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هٰذَا لَوْ نَقَصَ الْمَالُ أَوْ هَلَكَ لَضَمِنَّاهُ فَقَالَ

ترجمہ: زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبداللہ اور عبید اللہ بیٹے حضرت عمر بن خطاب کے ایک لشکر کے ساتھ نکلے جہاد کے واسطے عراق کی طرف جب لوٹے تو ابو موسیٰ اشعری کے پاس گئے جو حاکم تھے بصرے کے انہوں نے کہا مرحبا و سہلاً پھر کہا کاش میں تم کو کچھ نفع پہنچا سکتا تو پہنچاتا میرے پاس کچھ روپیہ ہے اللہ کا جس کو میں بھیجنا چاہتا ہوں حضرت عمر کے پاس تو میں وہ روپے تم کو قرض دے دیتا ہوں اس کا اسباب خرید لو عراق سے پھر مدینہ میں اس مال کو بیچ کر اصل روپیہ حضرت عمر کو دے دینا اور نفع تم لے لینا انہوں نے کہا ہم بھی یہ چاہتے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمر کو لکھ بھیجا کہ ان دونوں سے اصل روپیہ وصول کر لیجئے گا۔ جب دونوں مدینہ کو آئے انہوں نے مال بیچا اور نفع حاصل کیا پھر اصل مال لے کر حضرت عمر کے پاس گئے حضرت عمر نے پوچھا کیا ابو موسیٰ نے لشکر کے سب لوگوں کو اتنا اتنا روپیہ قرض دیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں حضرت عمر نے کہا پھر تم کو امیرالمؤمنین کا بیٹا سمجھ کر یہ روپیہ دیا ہوگا اصل روپیہ اور نفع دونوں دے دو عبداللہ تو چپ ہو رہے اور عبید اللہ نے کہا اے امیرالمؤمنین تم کو

أَدِّيَاهُ فَسَكَتَ عَبْدُ اللهِ وَرَاجَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ عُمَرَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْجَعَلْتَهُ قِرَاضًا فَقَالَ عُمَرُ جَعَلْتُهُ قِرَاضًا فَأَخَذَ عُمَرُ رَأْسَ الْمَالِ وَنِصْفَ رِبْحِهِ وَأَخَذَ عَبْدُ اللهِ وَعُبَيْدُ اللهِ نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ ‫*

ایسا نہیں کرنا چاہئے اگر مال تلف ہوتا یا نقصان ہوتا تو ہم ضمان دیتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں دے دو عبداللہ چپ ہو رہے عبیداللہ نے پھر جواب دیا اتنے میں ایک شخص حضرت عمرؓ کے مصاحبوں میں سے (عبدالرحمٰن بن عوف) بولا اے امیرالمؤمنین تم اسکو مضاربت کردو تو بہتر ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں نے کیا پھر حضرت نے اصل مال اور نصف نفع لیا اور عبداللہ اور عبیداللہ نے آدھا نفع لیا۔

۲۔ عَنْ يَعْقُوبَ الْمَدَنِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْطَاهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلُ فِيهِ عَلَى أَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا ‫*

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان نے یعقوب کو مال دیا مضاربت کے طور پر تاکہ یعقوب محنت کریں اور نفع میں شریک ہوں۔

۲۔ بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْقِرَاضِ (جس طرح مضاربت درست ہے اس کا بیان)

۳۔ کہا مالک نے مضاربت اس طور پر درست ہے کہ آدمی ایک شخص سے روپیہ اس شرط پر کہ محنت کرے گا لیکن اگر نقصان ہو تو اس پر ضمان نہ ہوگا اور مضاربت کا خرچ سفر کی حالت میں کھانے پینے سواری کا دستور کے موافق اسی مال میں سے دیا جائیگا نہ کہ اقامت کی حالت میں۔ کہا مالک نے اگر مضارب رب المال کی مدد کرے یا رب المال مضارب کی دستور کے موافق بغیر شرط کے تو درست ہے۔ کہا مالک نے اگر رب المال مضارب سے کوئی چیز خرید لے بغیر شرط کے تو کچھ قباحت نہیں

۶۔ کہا مالک نے اگر رب المال ایک غیر شخص اور ایک اپنے غلام کو مال دے مضاربت کے طور پر اس شرط سے کہ دونوں محنت کریں درست ہے اور غلام کے حصہ کا نفع غلام کے پاس رہیگا مگر جب مولی اس سے لے لے تو مولی کا ہو جائے گا۔

۳۔ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الْقِرَاضِ (جس طور سے مضاربت درست نہیں اس کا بیان)

۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا ہو پھر قرضدار کہے قرضخواہ سے تو اپنا روپیہ مضاربت کے طور پر رہنے دے میرے پاس تو یہ درست نہیں بلکہ قرضخواہ کو چاہئے کہ اپنا روپیہ وصول کرے پھر اختیار ہے خواہ مضاربت کے طور پر دے یا اپنے پاس رکھ چھوڑے کیونکہ قبل روپیہ وصول کرنے کے اس کو مضاربت کر دینے میں ربا کا شبہ ہے گویا قرضدار نے مہلت لے کر قرض میں زیادتی کی۔ کہا مالک نے ایک شخص نے دوسرے کو روپیہ دیا مضاربت کے طور پر پھر اس میں سے کچھ روپیہ تلف ہو گیا قبل تجارت شروع کرنے کے پھر مضارب نے جسقدر روپیہ بچا تھا اس میں تجارت کر کے نفع کمایا اب مضارب یہ چاہے کہ راس المال اسی کو قرار دے جو بچ رہا تھا بعد نقصان کے اور جس قدر اس سے زیادہ ہو اس کو نفع سمجھ کر آدھوں آدھ بانٹ لے تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ پہلے راس المال کی تکمیل کر کے جو کچھ بچے گا اس کو شرط کے موافق تقسیم کریں گے کہا مالک نے مضاربت درست نہیں مگر چاندی اور سونے میں اور اسباب وغیرہ میں درست نہیں لیکن قراض اور بیوع میں اگر فساد قلیل ہو اور فسخ اُن کا دشوار ہو تو جائز ہو جائیں گے برخلاف ربا کے کہ وہ قلیل و کثیر حرام ہے کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اگر تم توبہ کرو ربا سے تو تم کو اصل مال ملے گا نہ ظلم کرو نہ ظلم کئے جاؤ۔

۴۔ بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي الْقِرَاضِ

(مضاربت میں جو شرط ہے اُس کا بیان)

۱۱۔ کہا مالک نے اگر کوئی شخص دوسرے کو اپنا مال مضاربت کے طور پر دے اور یہ شرط لگائے کہ فلاں فلاں قسم کا اسباب نہ خریدنا تو اس میں کچھ قباحت نہیں۔ کہا مالک نے اگر یہ شرط لگائے کہ فلاں ہی قسم کا مال خریدنا تو مکروہ ہے مگر جب وہ اسباب کثرت سے ہر فصل میں بازار میں رہتا ہو تو کچھ قباحت نہیں۔ کہا مالک نے اگر رب المال مضاربت میں کچھ خاص نفع اپنے لئے مقرر کرے اگرچہ ایک درہم ہو تو درست نہیں ف۔ البتہ یہ درست ہے کہ مضارب کے واسطے آدھا یا تہائی یا پاؤ نفع ٹھہرائے اور باقی اپنے لئے

ف۱ : کیونکہ شاید اس قسم کا اسباب نہ ملے۔ ف۲ : شاید اس سے زیادہ نفع نہ ہو۔ کہا مالک نے اگر حصّہ سے زیادہ ایک درہم بھی ٹھہرائے گا تو مضاربت درست نہ ہوگی۔

۵۔ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي الْقِرَاضِ

(جو شرط مضاربت میں درست نہیں اُس کا بیان)

۱۴۔ کہا مالک نے رب المال کو یہ درست نہیں کہ نفع میں سے کچھ خاص اپنے لئے نکال لے نہ مضارب کو درست ہے اور مضارب کے ساتھ یہ درست نہیں کہ کسی بیع یا کرائے یا قرض یا اور کوئی احسان کی شرط ہو البتہ یہ درست ہے کہ بلا شرط ایک دوسرے کی مدد کرے موافق دستور کے اور یہ درست نہیں کہ کوئی اُن میں سے دوسرے پر زیادتی کی شرط کرے خواہ وہ زیادتی سونے یا چاندی یا طعام اور کسی قسم سے ہو اگر مضاربت میں ایسی شرطیں ہوں تو وہ اجارہ ہو جائے گا پھر اجارہ درست نہیں مگر معین معلوم اجرت کے بدلے میں اور مضارب کو درست نہیں کہ کسی کے احسان کا بدلہ مضاربت میں سے ادا کرے نہ یہ درست ہے کہ مضاربت کے مال کو تولیہ کے طور پر دے یا آپ لے۔ اگر مال میں نفع ہو تو دونوں نفع کو بانٹ لیں گے اپنی شرط کے موافق اگر نفع نہ ہو یا نقصان ہو تو مضارب پر ضمان نہ ہوگا نہ اپنے خرچ کا نہ نقصان کا بلکہ مالک کا ہوگا اور مضاربت درست ہے جب رب المال اور مضارب راضی ہو جائیں نفع کے تقسیم کرنے پر آدھوں آدھ یا دو تہائی رب المال کا اور ایک تہائی مضارب کا یا تین ربع رب المال کے ایک ربع مضارب کا یا اس سے کم زیادہ۔ کہا مالک نے مضارب اگر یہ شرط کرے کہ اتنے برس تک راس المال مجھ سے واپس نہ لیا جائے یا رب المال یہ شرط کرے کہ اتنے برس تک مضارب راس المال نہ دے تو یہ درست نہیں ف۔ کیونکہ مضاربت میں میعاد نہیں ہو سکتی جب رب المال اپنا روپیہ مضارب کے حوالے کرے اور مضارب کو اس میں تجارت کرنا اچھا معلوم نہ ہو اگر وہ روپیہ بجنسہ اسی طرح موجود ہے تو رب المال اپنا روپیہ لے لے اگر مضارب ان روپوں کے بدلے میں کوئی اسباب خرید کر چکا تو رب المال اس اسباب کو نہیں لے سکتا نہ مضارب دے سکتا ہے جب تک اُس اسباب کو بیچ کر نقد روپیہ نہ کر لے۔

ف : شافعی اور احمد کا بھی یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک درست ہے۔ کہا مالک نے رب المال مضارب سے یہ شرط کرے کہ زکوٰۃ اپنے نفع کے حصّہ میں سے دینا تو درست نہیں نہ رب المال کو یہ شرط لگانا درست ہے کہ مضارب

خواہ مخواہ فلانے ہی شخص سے اسباب خریدے۔ کہا مالک نے اگر رب المال مضارب پر ضمان کی شرط کرے تو درست نہیں اس صورت میں اگر نفع ہو تو مضارب کو شرط سے زیادہ اس وجہ سے کہ اس نے نقصان کا تاوان لیا تھا نہ ملے گا اگر مال تلف ہوا یا اس میں نقصان ہو تو مضارب پر تاوان نہ ہو گا گو اس نے تاوان کی شرط لگائی ہو کہا مالک نے اگر رب المال نے مضارب سے یہ شرط لگائی کہ راس المال کے بدلے میں کھجور کے درخت یا جانور خرید کرنا پھر اس کے پھل اور بچے کو بیچا کرنا مگر جانوروں کو اور درختوں کو نہ بیچنا تو یہ درست نہیں نہ یہ مضاربت کا طریقہ ہے البتہ اگر ان درختوں یا جانوروں کو خرید کر بیچ ڈالے جیسے اور اسباب بیچتا ہے تو درست ہے۔ کہا مالک نے اگر مضارب، رب المال سے یہ شرط کرے کہ راس المال میں سے ایک غلام خرید لوں گا جو میری اعانت کرے گا تو درست ہے۔

۶۔ بَابُ الْقِرَاضِ فِي الْعُرُوضِ (اسباب میں مضاربت کا بیان)

۴۰۔ کہا مالک نے مضاربت نہیں درست ہے مگر سونے چاندی میں اور اسباب میں درست نہیں کیونکہ اسباب میں مضاربت دو طرح پر ہوگی ایک یہ کہ رب المال مضارب کو اسباب دے اور کہے اس کو بیچ کر اس کے داموں میں مضاربت کر یہ درست نہیں کیونکہ اس میں رب المال کا ایک خاص فائدہ ہوا وہ یہ کہ اس کا اسباب بغیر دقت کے بک گیا دوسری شکل یہ ہے کہ رب المال مضارب کو اسباب میں دے کر یہ کہے اس اسباب کے بدلے میں اور اسباب خرید کر کے تجارت کر جب معاملہ ختم کرنا منظور ہو تو جیسا اسباب میں نے دیا ہے ویسا ہی اسباب خرید کر کے دینا جو بچ رہے وہ ہم تم بانٹ لیں گے۔ یہ بھی درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے شاید جس وقت یہ اسباب رب المال نے مضارب کو دیا ہے گراں ہو پھر جس وقت ارزاں خریدے تو مضارب راس المال میں سے نفع کما لے گا شاید جس وقت رب المال نے دیا ہے اس وقت ارزاں ہو پھر معاملہ ختم ہوتے وقت گراں ہو جائے تو مضارب کا اصل اور نفع سب اس کی خرید میں صرف ہو جائے اور مضارب کی کوشش اور محنت برباد ہو جائے اس پر بھی اگر کوئی اس طرح مضاربت کرے تو پہلے مضارب کو اس اسباب کے بیچنے کے دستور کے موافق اجرت دلا کر جس روز سے راس المال نقد ہوا ہے مضاربت قائم کریں گے پھر معاملہ ختم ہوتے وقت بھی اسی قدر نقد کو راس المال سمجھیں۔

۷۔ بَابُ الْكِرَاءِ فِي الْقِرَاضِ (مضاربت کے مال میں کرایہ کا بیان)

۴۱۔ کہا مالک نے اگر مضارب اسباب خرید کر کے ایک شہر میں لے گیا وہاں نہ بکا اور نقصان سمجھ کر دوسرے شہر کو لے گیا وہاں پر نقصان سے بکا اور راس المال سب کرایہ پر صرف ہو گیا بلکہ اور کچھ کرایہ باقی رہ گیا تو مضارب اس کو اپنی ذات سے ادا کرے رب المال سے نہیں لے سکتا۔

۸۔ بَابُ التَّعَدِّي فِي الْقِرَاضِ (مضاربت میں قصور کرنے کا بیان)

۴۲۔ کہا مالک نے اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر اصل مال یا نفع میں سے لونڈی خرید کر اس سے وطی کی اور وہ حاملہ ہو گئی اب مال میں نقصان ہوا تو مضارب کے ذاتی مال میں سے اس لونڈی کی قیمت لے کر نقصان کو پورا کریں گے جو کچھ بچ رہے گا وہ

شرط کے موافق مضارب اور رب المال کا ہوگا اگر اس سے بھی نقصان پورا نہ ہو تو لونڈی کو بیچ کر نقصان پورا کریں گے ۔

۲۳۔ کہا مالک نے اگر مضارب نے یہ قصور کیا کہ اسباب خریدنے میں اپنی طرف سے خواہ مخواہ اسکی قیمت بڑھا دی تو رب المال کو اختیار ہے چاہے اُس اسباب کو رہنے دے اور جس قدر مضارب نے راس المال سے زیادہ دیا ہے وہ ادا کر دے چاہے مضارب کا شریک ہو جائے اُس مال میں۔ کہا مالک نے اگر مضارب نے مالِ مضاربت کسی اور کو مضاربت کے طور پر دیا بغیر رب المال کے پوچھے ہوئے تو وہ مال کا ضامن ہو جائے گا اگر اس میں نقصان ہو تو مضارب اپنی ذات سے ادا کرے گا اگر نفع ہو تو رب المال اپنا راس المال اور نفع شرط کے موافق لے لے گا بعد اس کے جو بچ رہے گا اس میں مضارب اور مضارب کا مضارب شریک ہوں گے کہا مالک نے اگر مضارب مالِ مضاربت میں سلف کر کے کوئی اسباب اپنے لئے خریدے اگر اس میں نفع ہوگا تو مضارب اور رب المال شرط کے موافق اس میں شریک ہوں گے اگر نقصان ہوگا تو مضارب کو نقصان کا ضمان دینا ہوگا کہا مالک نے اگر مضارب نے مالِ مضاربت میں سلف کر کے اپنے لئے کوئی اسباب خریدا تو رب المال کو اختیار رہے خواہ اُس مال میں شریک ہو جائے یا اس مال کو چھوڑ دے اور اپنا راس المال مضارب سے پھیر لے اسی طرح جو مضارب قصور کرے تو رب المال کو اپنا مال پھیر لینے کا اختیار ہے ۔

۹۔ بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ

(مضارب مالِ مضاربت میں سے کتنا خرچ کر سکتا ہے)

۲۷۔ کہا مالک نے اگر مالِ مضاربت بہت ہو خرچ اُٹھا سکتا ہو تو مضارب کو درست ہے کہ سفر کی حالت میں اپنا کھانا کپڑا موافق دستور کے اسی مال میں سے کرے یا کسی شخص کو محنت مزدوری کے لئے نوکر رکھے جب اکیلے اُس سے محنت نہ ہو سکتی ہو اور بعض کام ایسے ہیں جن کو مضارب خود نہیں کر سکتا جیسے قرضداروں سے تقاضا کرنا اسباب کی باندھا گوندھی اور اس کو اُٹھا کر لے چلنا البتہ جب تک مضارب اپنے شہر میں رہے تو مضاربت کے مال میں سے کھانا کپڑا نہ کرے ۔ کہا مالک نے اگر مضارب سفر میں اپنا ذاتی مال بھی لے کر گیا تو سفر کا خرچ حصہ رسد دونوں مال پر ڈالے ۔

۱۰۔ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ

(مضارب کو مالِ مضاربت میں کونسا خرچ کرنا جائز نہیں)

۲۹۔ کہا مالک نے مضارب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مضاربت کے مال میں سے کچھ ہبہ کرے یا کسی فقیر کو دے یا کسی احسان کا بدلہ ادا کرے اگر اور لوگ بھی اپنا کھانا لے کر آئے تو مضارب بھی اپنا کھانا لا کر اُن میں شریک ہو سکتا ہے جب کہ دیدہ و دانستہ ضرورت سے زیادہ نہ لائے اگر ایسا کرے گا تو رب المال سے اجازت لینا ضروری ہے اگر رب المال نے اجازت نہ دی تو بقدر زیادہ اس نے صرف کیا ہے اُس کو مجرا کر دے ۔

۱۱۔ باب الدَّيْنِ فِي الْقِرَاضِ (مضارب قرض پر مال بیچے تو کیا حکم ہے)

۴۰۔ کہا مالک نے اگر مضارب نے مال مضاربت کے بدلے میں ایک اسباب خریدا پھر اس اسباب کو قرض بیچا نفع پر ابھی قرض وصول نہیں ہوا تھا کہ مضارب مر گیا تو مضارب کے وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے اس قرض کو وصول کر کے مضارب کے قائم مقام ہو جائیں چاہے اس قرض کا مطالبہ رب المال سے کروا کر آپ الگ ہو جائیں اس صورت میں ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر وارثوں نے تقاضا کر کے اس قرض کو وصول کیا تو اپنا نفع اور خرچ مضارب کی مانند اس میں سے لیں گے یہ جب ہے کہ وارث معتبر ہوں اگر ان کا اعتبار نہ ہو تو ایک معتبر شخص کو مقرر کر کے قرضہ اور نفع وصول کروا دیں جب وصول ہو جائے تو وہ مضارب کے مثل ہوں گے۔

۴۱۔ کہا مالک نے اگر رب المال نے مضارب سے یہ شرط کر لی کہ قرض نہ بیچنا اگر قرض بیچو گے تو تم ضامن ہو گے پھر مضارب نے قرض بیچا تو وہ ضامن ہے۔

۱۲۔ باب الْبِضَاعَةِ فِي الْقِرَاضِ (مضاربت میں بضاعۃ کا بیان)

ف: بضاعۃ میں ایک کا روپیہ ہوتا ہے ایک کی محنت مگر محنت کرنے والا نفع میں شریک نہیں ہوتا صرف اس کو محنت کی اجرت ملتی ہے۔ کہا مالک نے اگر مضارب نے رب المال سے کچھ قرض لیا یا رب المال نے مضارب سے لیا یا رب المال نے مضارب کو کچھ مال بضاعۃ کے طور پر دیا کہ اس کو بیچ لاؤ یا کچھ روپیہ دیا کہ اس کا مال خرید کر لاؤ اگر یہ معاملے صرف محبت کی وجہ سے ہوں یا خفیف ہونے کے سبب سے مضاربت کے معاملے کو اس میں کچھ دخل نہ ہو یعنے اگر مضاربت کا معاملہ نہ ہوتا جب بھی یہ کام ایک دوسرے کا کر دیتا تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں اہل علم اس سے منع کرتے ہیں۔

۱۳۔ باب السَّلَفِ فِي الْقِرَاضِ (مضاربت میں قرض کا بیان)

۴۳۔ کہا مالک نے ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا ہو قرضخواہ مقروض سے یہ کہے تو میرا روپیہ اپنے پاس رہنے دے مضاربت کے طور پر تو یہ درست نہیں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ قرضخواہ اپنا قرضہ وصول کر کے پھر چاہے تو مضاربت کے طور پر دے یا نہ دے۔ مالک نے اگر مضارب رب المال سے یہ کہے میرے پاس سب روپیہ مضاربت کا جمع ہے مگر تو اس روپے کو مجھے قرض دے دے تو یہ درست نہیں بلکہ مالک کو چاہیئے کہ روپیہ اپنا لے کر پھر چاہے قرض دے دے۔

۱۴۔ باب الْمُحَاسَبَةِ فِي الْقِرَاضِ (مضاربت میں حساب کا بیان)

۴۴۔ کہا مالک نے اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر رب المال کی غیر حاضری میں یہ چاہے کہ نفع میں سے اپنا حصہ لے لے تو درست نہیں جب تک کہ رب المال موجود نہ ہو اگر لے لے گا تو وہ اس کا ضامن رہے گا۔ کہا مالک نے مضارب اور رب المال کو درست نہیں کہ نفع کا حساب لگائیں اور مال موجود نہ ہو بلکہ مال سامنے لانا چاہیئے پہلے رب المال اپنا راس المال لے لے پھر نفع کو شرط کے موافق تقسیم کر لیں۔ کہا مالک نے اگر مضارب نے کوئی اسباب خریدا اور مضارب کے قرضخواہوں نے اس کو پکڑ کر کہا کہ اس مال کو بیچ کر جتنا حصہ نفع میں تیرا ہے وہ ہم لے لیں گے اور رب المال وہاں موجود نہیں تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ رب المال

الحمدللہ کتاب المضاربت پوری ہوئی اور اس کتاب کے پورے ہونے سے تین ربع موطا شریف کے پورے ہوئے اب ایک ربع اور باقی ہے اللہ جل جلالہٗ اپنے فضل سے اس کے اتمام کی بھی توفیق دے اور اس کے سبب سے جمیع مسلمانوں کو ہدایت اور استقامت بخشے اور سب کا خاتمہ بخیر کرے ۔

كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ
کتاب مساقات کے بیان میں

ف: مساقاۃ اس کو کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے درختوں کو دوسرے کے حوالے کرے تاکہ وہ ان کو پرورش کرے جب پھل نکلیں تو اسکو بھی ایک حصہ اس میں سے ملے سب ائمہ اس کے جواز کے قائل ہیں مگر ابوحنیفہؒ نے ناجائز رکھا ہے۔

۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسَاقَاةِ (مساقات کا بیان)

۱۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَهُودِ خَيْبَرَ يَوْمَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ أُقِرُّكُمْ عَلَى مَا أَقَرَّكُمُ اللهُ عَلَيْهِ عَلَى أَنَّ الثَّمَرَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ ثُمَّ يَقُولُ إِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ فَلِي فَكَانُوا يَأْخُذُونَهُ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیبر کے یہودیوں سے جس دن خیبر فتح ہوا جو تم کو اللہ نے دیا ہے اس پر میں تمہیں برقرار رکھوں گا اس شرط سے کہ جتنے پھل یہاں پیدا ہوتے ہیں وہ ہم میں تم میں مشترک ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ کو بھیجتے تھے وہ درختوں کو دیکھ کر ان کے پھلوں کا اندازہ کرتے تھے اگر تم چاہو تو تم ان پھلوں کو لے لو (اور جو اندازہ ہوا ہے اس کا آدھا ہم کو دے دو) ہم تم کو اس اندازے کے آدھے پھل دیں گے) یہود خود پھل لے لیا کرتے۔

ف: اور جو اندازہ ہو جاتا اس کا نصف مسلمانوں کو ادا کرتے۔ اس حدیث سے مساقاۃ کا جواز ثابت ہوا کیونکہ جب مسلمانوں نے خیبر کو فتح کیا تو وہ درخت مسلمانوں کے ملک ہو گئے انہوں نے اپنی طرف سے یہود کو مقرر کیا کہ وہی محنت اور مشقت کریں اور آدھے پھل خود لیا کریں آدھے ہم کو دیا کریں۔

۲۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ إِلَى خَيْبَرَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَهُودِ خَيْبَرَ قَالَ فَجَمَعُوا لَهُ حُلِيًّا مِنْ حُلِيِّ نِسَائِهِمْ فَقَالُوا هَذَا لَكَ وَخَفِّفْ عَنَّا وَتَجَاوَزْ فِي الْقَسْمِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ رَوَاحَةَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَاللهِ إِنَّكُمْ لَمِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيَّ وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِي عَلَى أَنْ أَحِيفَ عَلَيْكُمْ فَأَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرَّشْوَةِ

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ کو بھیجتے تھے خیبر کی طرف وہ پھلوں کا اور میووں کا اندازہ کر دیتے تھے ایک بار یہودیوں نے اپنی عورتوں کا زیور جمع کیا اور عبداللہ بن رواحہ کو دینے لگے یہ لے مگر ہمارے محصول میں کمی کر دو۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا اے یہود خدا کی ساری مخلوق میں تم کو زیادہ برا سمجھتا ہوں اس پر بھی میں نہیں چاہتا کہ تم پر ظلم کروں اور جو تم مجھے رشوت دیتے ہو وہ حرام ہے اس کو ہم لوگ نہیں کھاتے

فَإِنَّمَا هِيَ سُحْتٌ وَإِنَّا لَا نَأْكُلُهَا فَقَالُوا بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ ؏ — اس وقت یہودی کہنے لگے اس وجہ سے اب تک آسمان اور زمین قائم ہیں فٹ

فٹ: کیونکہ تم نے خدا کے پیغمبروں کو قتل کیا اللہ جل جلالہ پر جھوٹ باندھا۔ فٹ مسلمانوں کی نیک نیتی اور خدا ترسی کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ انہیں لوگوں کی وجہ سے دنیا قائم ہے ورنہ خدا کا عذاب اُترتا قیامت آجاتی۔ کہا مالک نے جب کسی شخص نے مساقات کے طور پر کھجور کا باغ لیا اور اس باغ میں خالی زمین بھی موجود ہے تو اس شخص نے خالی زمین میں اور کچھ بویا وہ اُسی کا ہوگا اگر زمین کا مالک یہ شرط لگائے کہ خالی زمین میں بوؤں گا تو درست نہیں اسواسطے کہ عامل کو اُس زراعت میں بھی پانی دینا پڑے گا اور یہ زیادتی ہے عقد پر البتہ اگر وہ زراعت دونوں میں مشترک ہو تو کچھ قباحت نہیں جب محنت اور تخم اور زمین کا درست کرنا عامل پر ہو اور دوسرے شخص کی صرف زمین ہو اگر عامل نے زمین کے مالک سے یہ شرط لگائی کہ تخم تم دینا تو درست نہیں بلکہ مساقاۃ صرف اسی طور سے درست ہے کہ محنت وغیرہ سب عامل پر ہو۔ کہا مالک نے اگر ایک چشمہ پانی کا دو آدمیوں کا مشترک ہو پھر اُس کا پانی بند ہو جائے اب ایک شریک اس کی درستی کے لئے دام خرچ کرنے کو موجود ہو اور دوسرا انکار کرے تو جو شخص دام خرچ کر کے اس کو درست کرے وہ سارا پانی لیا کرے جب تک اپنے شریک سے آدھا خرچ وصول نہ کر لے۔ کہا مالک نے اگر اور محنت سب باغ کے مالک کی ہو مگر عامل ہاتھ سے کچھ مشقت کیا کرے تو وہ مزدور سمجھا جائے گا بعوض ایک حصے کے پھلوں میں سے یہ درست نہیں کیونکہ اُجرت مجہول ہے۔ کہا مالک نے جو شخص قراض یا مساقات کرے اس کو یہ نہیں پہنچتا کہ کچھ مال یا درخت اس میں سے مستثنیٰ کر لے کہ ان کے پھل میں لوں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ کہا مالک نے باغ کا مالک عامل پر ان امور کی شرط کر سکتا ہے۔ باغ کا سوار درست رکھنا یعنے اس کی حد بندی قائم رکھنا پانی کے چشمے صاف رکھنا نہالی درختوں کی صاف رکھنا۔ درختوں کو صاف رکھنا، اُن کی کانٹ چھانٹ کرنا کھجور درخت پر سے کاٹنا اور جو اس کے مشابہ کام میں یہ اختیار ہے کہ عامل کے واسطے آدھے پھل مقرر کرے یا کم و زیادہ بشرطیکہ دونوں رضامند ہو جائیں زمین کے مالک کو یہ درست نہیں کہ عامل پر کسی نئی چیز کے بنانے کی شرط کرے جیسے باؤلی یا کنواں کھودنے کی یا چشمہ جاری کرنے کی یا اور درخت لگانے کی جس کی جڑیں عامل لے کر آئے یا حوض بنانے کی اس خیال سے کہ باغ کی آمدنی زیادہ ہو جائے۔ کہا مالک نے اس کی مثال یہ ہے گویا باغ کے مالک نے کسی سے کہا تو میرے لئے ایک گھر بنا دے یا کنواں کھود دے یا چشمہ درست کرا دے یا اور کوئی کام اس کے بدلے میں میں تجھے اپنے باغ کے پھلوں میں سے آدھا حصہ دوں گا حالانکہ وہ پھل درست نہیں ہوئے نہ اُن کی بہتری کا حال معلوم ہے یہ درست نہیں اسلئے کہ یہ بیع ہے پھلوں کے قبل اُن کی بہتری معلوم ہونے کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا کہا مالک نے اگر پھل اچھے طور سے نکل آئے ہوں اور ان کی بہتری کا یقین ہو گیا ہو پھر کوئی شخص اُن پھلوں کے بدلے میں ان کاموں میں سے کوئی کام کرائے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک مساقاۃ ہر قسم کے میوہ دار درختوں میں درست ہے جیسے انگور اور کھجور اور زیتون اور انار اور زرد آلو وغیرہ میں اس شرط سے کہ رب المال آدھے پھل لے یا کم و بیش باقی عامل لے۔ کہا مالک نے اگر کھیت کا مالک اُس کی خدمت سے عاجز ہو کر کسی سے مساقاۃ کرے تو درست ہے جب کہ کھیتی پھوٹ آئی ہو اور نکل چکی ہو کہا مالک نے جن درختوں میں مساقاۃ درست ہے اگر اُن میں پھل لگ چکے ہوں اس طرح کہ ان کی بہتری کا یقین ہو گیا ہو اور اُن کی بیع درست ہو گئی ہو تو اب ان میں مساقات درست نہیں البتہ سال آئندہ کے واسطے درست ہے لیکن اگر ان پھلوں کی بہتری کا یقین نہ ہوا اور بیع کے قابل نہ ہوئے تو ان میں مساقات درست ہے۔ کہا مالک نے خالی زمین کو

مساقات کے طور پر دینا درست نہیں بلکہ کرایہ کو دینا درست ہے اور جو شخص اپنی خالی زمین کسی کو دے اس واسطے کہ زراعت کرے اور ثلث یا ربع اُس میں سے زمین کے عوض میں ٹھہرائے تو یہ درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں کھیت اُگتا ہے یا نہیں بیک کم ہوتی ہے یا زیادہ ف۔ بلکہ اس کی مثال یہ ہے ایک شخص کسی کو سفر میں ساتھ چلنے کے لئے نوکر رکھے پھر کہنے لگے میں اس سفر میں جو نفع کماؤں اس کا دسواں حصہ تو لے تو یہ درست نہیں۔ ف: اسی کو مزارعت کہتے ہیں یہ معاملہ اکثر علماء کے نزدیک درست ہے اور ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک درست نہیں مسلم نے جابر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مخابرہ سے۔ مخابرہ اہل مدینہ کی زبان میں مزارعت کو کہتے ہیں کہا مالک نے کسی شخص کو درست نہیں کہ اپنے تئیں یا اپنی زمین یا اپنی کشتی کرایہ پر دے مگر اجرت معین معلوم کے بدلے میں۔ ف: اور ایک طائفہ تابعین کا مذہب یہ ہے کہ کشتی یا جانور یا زمین کو کرایہ پر دے سکتا ہے ایک حصے پر اُس نفع کے جو کرایہ لینے والے کو اللہ جل جلالہٗ دے۔ (زرقانی) کہا مالک نے کھجور کے درختوں میں مساقاۃ درست ہوئی اور خالی زمین پر درست نہیں ہوئی کیونکہ خالی زمین والا اپنی زمین کو کرایہ پر دے سکتا ہے اور کھجور والا اپنے پھلوں کو نہیں بیچ سکتا جب تک کہ اُس کی بہتری کا یقین نہ ہو۔ کہا مالک نے مساقات دو تین یا چار برس تک یا اس سے کم یا زیادہ درست ہے کھجور کے درختوں میں اور جو اس کی مانند ہو۔ ف: مساقاۃ کی مدت معین ہونا چاہیے۔ بعض علماء کے نزدیک اور ابو ثور کے نزدیک جب مدت معین نہ ہو تو ایک سال تک رہے گی اور ظاہریہ کے نزدیک اگر مدت معین نہ ہو تب بھی مساقات درست ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے مساقات کی تھی اور کوئی مدت معین نہیں کی تھی۔ اس صورت میں مالک کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے مساقات فسخ کرے کہا مالک نے مساقات میں زمین کا مالک عامل سے جو کچھ ٹھہرا ہے اُس سے زیادہ نہیں لے سکتا۔ سونا یا چاندی یا اناج یا اور کوئی چیز اسی طرح عامل مالک سے زیادہ کچھ نہیں لے سکتا۔ کہا مالک نے مضاربت کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر مضاربت یا مساقات میں شرط سے زیادہ کچھ بھرے گا تو وہ اجارہ ہوگا اور ایسا اجارہ درست نہیں جس میں دھوکا ہو کہا مالک نے اگر کوئی ایسی زمین کی مساقات کرے جس میں درخت بھی ہوں انگور کے یا کھجور کے اور خالی زمین بھی ہو تو اگر خالی زمین ثلث یا ثلث سے کم ہو تو مساقات درست ہے اور اگر خالی زمین زیادہ ہو اور درخت ثلث یا ثلث سے کم میں ہوں تو ایسی زمین کا کرایہ دینا درست ہے مگر مساقات درست نہیں کیونکہ لوگوں کا یہ دستور ہے کہ زمین میں مساقات کیا کرتے ہیں اور اُس میں تھوڑی سی زمین خالی بھی رہتی ہے یا کرایہ دیتے ہیں اور تھوڑی سی زمین میں درخت بھی رہتے ہیں یا جس مصحف یا تلوار میں چاندی لگی ہو اُس کو چاندی کے بدلے میں بیچتے ہیں یا ہار یا انگوٹھی کو جس میں سونا بھی ہو سونے کے بدلے میں بیچتے ہیں اور ہمیشہ سے لوگ اس قسم کی خرید و فروخت کرتے چلے آئے اور اس کی کوئی حد نہیں مقرر کی کہ اسقدر سونا یا چاندی ہو تو حلال ہے اور اس سے زیادہ ہو تو حرام ہے مگر ہمارے نزدیک لوگوں کے عمل درآمد کے موافق یہ حکم ٹھہرا ہے کہ جب مصحف یا تلوار یا انگوٹھی میں سونا چاندی ثلث قیمت کے برابر ہو یا اس سے کم تو اس کی بیع چاندی یا سونے کے بدلے میں درست ہے ورنہ درست نہیں۔

۲- بَابُ الشَّرْطِ فِي الرَّقِيقِ فِي الْمُسَاقَاةِ

(غلاموں کی خدمت کی شرط کرنا مساقات میں)

۱۷- کہا مالک نے اگر عامل زمین کے مالک سے یہ شرط کر لے کہ کام کاج کے واسطے جو غلام پہلے مقرر تھے وہ میرے پاس بھی مقرر رکھنا تو اس میں کچھ قباحت نہیں۔ کیونکہ اس میں عامل کی کچھ منفعت نہیں ہے صرف اتنا فائدہ ہے کہ اُن کے ہونے سے عامل کو محنت کم پڑے گی اگر وہ نہ ہوتے تو محنت زیادہ پڑتی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک مساقات اُن درختوں میں ہو کہ جن میں پانی چشموں سے آتا ہے اور ایک مساقات اُن درختوں میں ہو کہ جہاں پانی بھر کر اونٹ پر لانا پڑتا ہے دونوں برابر نہیں ہو سکتیں اسلئے کہ ایک میں محنت زیادہ ہے اور دوسرے میں کم۔ کہا مالک نے عامل کو یہ نہیں پہنچتا کہ اُن غلاموں سے اور کوئی کام لے یا مالک سے اُس کی شرط کرے۔ کہا مالک نے عامل کو یہ درست نہیں کہ مالک سے ان غلاموں کی شرط کر لے جو پہلے سے باغ میں مقرر نہ تھے۔ کہا مالک نے زمین کے مالک کو یہ درست نہیں کہ جو غلام پہلے سے باغ میں مقرر تھے اُن میں سے کسی غلام کے نکال لینے کی شرط مقرر کرے بلکہ اگر کسی غلام کو نکالنا چاہے تو مساقات سے اول نکال لے اسی طرح اگر کسی کو شریک کرنا چاہے تو مساقات کے اول شریک کر لے بعد اُس کے مساقات کرے کہا مالک نے اگر باغ کے غلاموں میں سے کوئی مر جائے یا غائب ہو جائے تو باغ کے مالک کو دوسرا غلام اس کی جگہ پر دینا پڑے گا۔

پوری ہوئی کتاب مساقاۃ کی

كِتَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ

زمین کو کرایہ پر دینے کے بیان میں

ف: زمین کو کرایہ پر دینا چاندی یا سونے کے بدلے میں بالاتفاق درست ہے مگر پیداوار کے ایک حصے پر کرایہ دینا جس کو مزارعت اور مخابرت کہتے ہیں مختلف فیہ ہے۔ ابوحنیفہ اور مالک کے نزدیک ممنوع ہے اور احمد اور اسحٰق اور ابو یوسف اور محمد اور اہلحدیث کے نزدیک درست ہے۔

۱- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ قَالَ حَنْظَلَةُ فَسَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ۔

ترجمہ: رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کھیتوں کے کرایہ دینے سے حنظلہ نے کہا میں نے رافع سے پوچھا اگر سونے یا چاندی کے بدلے میں کرایہ کو دے انھوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

۲- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَالِكَ ۞

ترجمہ: سعید بن المسیب سے ابن شہاب نے پوچھا زمین کو کرایہ پر دینا سونے یا چاندی کے بدلے میں درست ہے کہا ہاں کچھ قباحت نہیں۔

۳- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَقُلْتُ لَهُ أَرَأَيْتَ الْحَدِيثَ الَّذِي يُذْكَرُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَقَالَ أَكْثَرَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ وَلَوْ كَانَتْ لِي مَزْرَعَةٌ أَكْرَيْتُهَا ۞

ترجمہ: ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے پوچھا کہ کھیتوں کا کرایہ دینا کیسا ہے انھوں نے کہا کچھ قباحت نہیں سونے یا چاندی کے بدلے میں۔ ابن شہاب نے کہا کیا تم کو رافع بن خدیج کی حدیث نہیں پہنچی؟ سالم نے کہا رافع نے زیادتی کی اگر میرے پاس زمین مزروعہ ہوتی تو میں اس کو کرایہ دیتا۔

ف: کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے۔

۴- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَكَارَى أَرْضًا فَلَمْ تَزَلْ فِي يَدَيْهِ بِكِرَاءٍ حَتّٰى مَاتَ قَالَ ابْنُهُ فَمَا كُنْتُ أُرَاهَا إِلَّا لَنَا مِنْ طُولِ مَا مَكَثَتْ فِي يَدَيْهِ حَتّٰى ذَكَرَهَا لَنَا عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَمَرَنَا بِقَضَاءِ شَيْءٍ كَانَ بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِرَائِهَا ذَهَبٌ أَوْ وَرِقٌ ۞

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک زمین کرایہ کو لی ہمیشہ ان کے پاس رہی مرتے دم تک ان کے بیٹے نے کہا ہم اس کو اپنی ملک سمجھتے تھے اس وجہ سے کہ مدت تک ہمارے پاس رہی جب عبدالرحمٰن مرنے لگے تو انھوں نے کہا کہ وہ کرایہ کی ہے اور حکم کیا کرایہ ادا کرنے کا جو اُن پر باقی تھا سونے یا چاندی کی قسم سے۔

۵- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يُكْرِي أَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ ۞

ترجمہ: عروہ بن الزبیر اپنی زمین کو کرایہ پر دیتے تھے چاندی یا سونے کے بدلے میں۔

امام مالک سے سوال ہوا کوئی شخص اپنی زمین کرایہ پر دے اس شرط سے کہ جب اس میں کھجور یا گیہوں یا اور کوئی چیز پیدا ہوگی تو اسقدر لوں گا مثلاً سو صاع مالک نے اس کو مکروہ جانا۔

كِتَابُ الشُّفْعَةِ

کتاب شفعے کے بیان میں

ف: شفعہ کہتے ہیں اُس استحقاق کو جو شریک کو حاصل ہوتا ہے زمین یا مکان کے بکنے کے وقت مثلاً ایک مکان یا باغ چار آدمیوں میں مشترک تھا اب ایک شخص نے اُن میں سے اپنا حصہ کسی غیر شخص کے ہاتھ بیچا تو باقی شریکوں کو شفعے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر وہ چاہیں تو مشتری کو اتنے دام جتنے کو اُس نے خریدا ہے دے کر جبراً وہ حصہ لے لیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۔ بَابُ مَا يَقَعُ فِيهِ الشُّفْعَةُ (جس چیز میں شفعہ ثابت ہو اُس کا بیان)

۱۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ بَيْنَهُمْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهِ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب اور ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا شفعہ کا اُس چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو شریکوں میں جب تقسیم ہو جائے اور حدیں قائم ہو جائیں پھر اس میں شفعہ نہیں۔

۲۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

ف: احمد اور شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اُن کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے۔

۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الشُّفْعَةِ هَلْ فِيهَا مِنْ سُنَّةٍ قَالَ نَعَمْ الشُّفْعَةُ فِي الدُّورِ وَالْأَرَضِينَ وَلَا تَكُونُ إِلَّا بَيْنَ الشُّرَكَاءِ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے سوال ہوا کہ شفعے میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا شفعہ مکان میں اور زمین میں ہوتا ہے اور شفعے کا استحقاق صرف شریک کو ہوتا ہے۔

۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: سلیمان بن یسار نے بھی ایسا ہی کہا۔

۵۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص نے مشترک زمین کا ایک حصہ کسی جانور یا غلام کے بدلے میں خریدا اب دوسرا شریک مشتری سے شفعے کا مدعی ہوا لیکن وہ جانور یا غلام تلف ہو گیا اور اس کی قیمت معلوم نہیں مشتری کہتا ہے اس کی قیمت سو دینار تھی اور شفیع کہتا ہے پچاس دینار تھی تو مشتری سے قسم لیں گے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت سو دینار تھی بعد اس کے شفیع کو اختیار ہوگا چاہے سو دینار دے کر زمین کے اس حصے کو لے لے چاہے چھوڑ دے البتہ اگر شفیع گواہ لائے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت پچاس دینار تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا۔ کہا مالک نے جس شخص نے اپنے مشترک گھر یا مشترک زمین کا ایک حصہ کسی کو ہبہ کیا۔ موہوب لہٗ نے واہب کو اس کے بدلے میں کچھ نقد دیا یا کچھ چیز دی تو اور شریک موہوب لہٗ کو اسی قدر نقد یا اُس چیز کی قیمت دے کر شفعہ سے لیں گے۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے اپنا حصہ مشترک زمین یا مشترک گھر میں ہبہ کیا لیکن موہوب لہٗ نے اس کا بدلا نہیں دیا تو شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہ ہوگا جب موہوب لہٗ بدلہ دے گا تو شفیع موہوب لہٗ کو اس بدلہ کی قیمت دے کر شفعہ سے لے گا۔ کہا مالک نے جس شخص نے ایک حصہ مشترک زمین میں سے وعدے پر خریدا اب شریک نے شفعے کا دعویٰ کیا اگر وہ مالدار ہے تو اسی قیمت پر اتنے ہی وعدے پر لے لے گا اگر اس پر بھروسہ نہ ہو وعدے پر دام ادا کرنے کا تو جب وہ ایک معتبر شخص کی ضمانت داخل کرے جو مشتری کے برابر ہو تو شفعہ سے لے گا۔ کہا مالک نے اگر بیع کے وقت شفیع غائب ہو تو اس کا شفعہ باطل نہ ہوگا اگرچہ کتنی ہی مدت گذر جائے۔ کہا مالک نے زید مر گیا اور ایک زمین چھوڑ گیا عمرو اور

بکر اس کے بیٹے اس زمین کے وارث ہوئے اب عمرو سالم و ناصر دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا عمرو کے حصے کی زمین سالم و ناصر میں مشترک ہوئی سالم نے اپنا حصہ بیچ ڈالا تو شفعے کا دعویٰ ناصر کو پہنچے گا نہ کہ بکر کو۔ کہا مالک نے اگر کئی شریکوں کو شفعے کا استحقاق ہو تو ہر ایک ان میں سے اپنے حصے کے موافق مبیع[1] میں سے لیں گے اگر ایک شخص نے مشترک حصہ خرید کیا اور سب شریکوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شریک نے مشتری سے یہ کہا کہ میں اپنے حصے کے موافق تیری زمین سے شفعہ لوں گا۔ مشتری یہ کہے یا تو تُو پوری زمین جسقدر میں نے خریدی ہے سب لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے تو شفیع کو لازم ہوگا یا تو پورا حصہ مشتری سے لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے۔ کہا مالک نے ایک شخص زمین کو خرید کر اس میں درخت لگا دے یا کنواں کھود دے پھر ایک شخص اس زمین کے شفعے کا دعویٰ کرتا ہوا آئے تو اس کو شفعہ نہ ملے گا جب تک کہ مشتری کے کنوئیں اور درختوں کی بھی قیمت نہ دے۔ کہا مالک نے جس شخص نے مشترک گھر یا زمین میں سے اپنا حصہ بیچا جب بائع کو معلوم ہوا کہ شفیع اپنا شفعہ لے تو اس نے بیع کو فسخ کر ڈالا اس صورت میں شفیع کا شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اسقدر دام دے کر جتنے کو وہ حصہ بکا تھا اس حصے کو لے گا۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص نے ایک حصہ مشترک گھر یا زمین کا اور ایک جانور اور کچھ اسباب ایک ہی عقد میں خرید کیا پھر شفیع نے اپنا حصہ یا شفعہ اس زمین یا گھر میں مانگا مشتری کہنے لگا جتنی چیزیں میں نے خریدی ہیں تو ان سب کو لے لے کیونکہ میں نے ان سب کو ایک عقد میں خریدا ہے تو شفیع زمین یا گھر میں اپنا شفعہ لے گا اس طرح پر کہ ان سب چیزوں کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائیں گے اور پھر ثمن کو ہر ایک قیمت پر حصہ رسد تقسیم کریں گے جو حصہ ثمن کا زمین یا مکان کی قیمت پر آئے اس قدر شفیع کو دے کر وہ حصہ زمین یا مکان کا لے لے گا اور یہ ضروری نہیں کہ اس جانور اور اسباب کو بھی لے لے البتہ اگر اپنی خوشی سے لے تو مضائقہ نہیں۔ کہا[15] مالک نے جس شخص نے مشترک زمین میں سے ایک حصہ خرید کیا اور سب شفیعوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شفیع نے شفعہ طلب کیا تو اس شفیع کو چاہئے کہ پورا حصہ مشتری کا لے لے یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے حصے کے موافق اس میں سے لے لے۔ کہا[16] مالک نے اگر ایک گھر میں چند آدمی شریک ہوں اور ایک آدمی ان میں سے اپنا حصہ بیچے سب شرکا کی غیبت میں مگر ایک شریک کی موجودگی میں اب جو شریک موجود ہے اس سے کہا جائے تو شفعہ لیتا ہے یا نہیں لیتا وہ کہے بالفعل میں اپنے حصے کے موافق لے لیتا ہوں بعد اسکے جب میرے شریک آئیں گے وہ اپنے حصوں کو خرید کریں گے تو بہتر نہیں تو میں کل شفعہ لے لوں گا تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ جو شریک موجود ہے اس سے صاف کہہ دیا جائے گا یا تو شفعہ کل لے لے یا چھوڑ دے اگر وہ لے لے گا تو بہتر نہیں تو اس کا شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

۲۔ باب مَا لَا یَقَعُ فِیْهِ الشُّفْعَةُ (جن چیزوں میں شفعہ نہیں ہے اُن کا بیان)

<table>
<tr>
<td>۱۔ عَنْ: اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ اِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فِی الْاَرْضِ فَلَا شُفْعَةَ فِیْهَا وَلَا شُفْعَةَ فِیْ بِئْرٍ وَّلَا فِیْ فَحْلِ النَّخْلِ؛</td>
<td>ترجمہ: حضرت عثمانؓ نے کہا جب زمین میں حدیں پڑ جائیں تو اس میں شفعہ نہ ہوگا اور نہیں شفعہ ہے کنوئیں میں اور نہ کھجور کے نر درخت میں۔</td>
</tr>
</table>

ف: عرب میں ہر ایک شخص کے کھجور کے درخت علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے اور نر درخت ایک ہوتا جس میں سب شریک

---

[1] اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک سب شریک بیع میں سے برابر لیں گے۔ حصے کی کمی بیشی کی طرف خیال نہ ہوگا ۱۲ منہ

ہوتے تھے ہر ایک اس کا گابھا لیتا اور اپنے مادہ درختوں میں شریک کیا کرتا ان میں سے اگر کوئی شخص اپنے درختوں کو بیچے تو اور درخت والوں کو شفعہ نہ ہوگا اس وجہ سے کہ نر درخت میں شریک ہیں۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ کہا مالک نے راستے میں شفعہ نہیں ہے خواہ وہ تقسیم کے لائق ہو یا نہ ہو۔ کہا مالک نے اسی طرح جب ایک مکان کی کوٹھڑیاں تقسیم ہوجائیں پھر اس کے آنگن میں شفعہ نہ ہوگا خواہ وہ تقسیم کے لائق ہو یا نہ ہو۔ کہا مالک نے اگر مشتری نے خیار کی شرط سے زمین کے ایک حصے کو خریدا تو شفیع کو شفعے کا حق نہ ہوگا جب تک کہ مشتری کا خیار پورا نہ ہو اور وہ اس کو قطعی طور پر نہ لے۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص نے زمین خریدی اور مدت تک اس پر قابض رہا بعد اس کے ایک شخص نے اس زمین میں اپنا حق ثابت کیا تو اس کو شفعہ ملے گا اور جو کچھ زمین میں منفعت ہوئی ہے وہ مشتری کی ہوگی جس تاریخ تک اس کا حق ثابت ہوا ہے کیونکہ وہ مشتری اس زمین کا ضامن تھا اگر وہ تلف ہوجاتی یا اس کے درخت تلف ہوجاتے۔ اگر بہت مدت گذر گئی یا گواہ مر گئے یا بائع اور مشتری مر گئے یا وہ زندہ ہیں مگر بیع کو بھول گئے بہت مدت گذرنے کی وجہ سے اس صورت میں اس شخص کو اس کا حق تو ملے گا مگر شفعے کا دعوٰی نہ پہنچے گا۔ اگر زمانہ بہت نہیں گذرا ہے اور اس شخص کو معلوم ہوا کہ بائع نے قصداً شفعہ باطل کرنے کے واسطے بیع کو چھپایا ہے تو اصل زمین کی قیمت اور جو اس میں زیادہ ہو گیا ہے اس کی قیمت وہ شخص ادا کر کے شفعہ سے لے گا۔ کہا مالک نے جیسے زندہ کے مال میں شفعہ ہے ویسے میت کے مال میں بھی شفعہ ہے البتہ اگر میت کے وارث اس کے مال کو تقسیم کرلیں پھر بیچیں تو اس میں شفعہ نہ ہوگا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک غلام اور لونڈی اور اونٹ اور گائے اور بکری اور جانور اور کپڑے میں شفعہ نہیں ہے نہ اس کنوئیں میں جس کے متعلق زمین نہیں ہے کیونکہ شفعہ اس زمین میں ہوتا ہے جو تقسیم کے قابل ہے اور اس میں حدود ہوتے ہیں زمین کی قسم سے جو چیز ایسی نہیں ہے اس میں شفعہ بھی نہیں ہے۔
کہا مالک نے اگر کسی شخص نے ایسی زمین خریدی جس میں لوگوں کو حق شفعہ پہنچتا ہے تو چاہئے کہ شفیعوں کو حاکم کے پاس لے جائے یا شفعہ لیں یا چھوڑ دیں اگر مشتری شفیعوں کو حاکم کے پاس نہیں لے گیا لیکن ان کو خریدنے کی خبر ہو گئی تھی اور انہوں نے مدت شفعہ کا دعوٰی نہ کیا بعد اس کے دعوٰی کیا تو مسموع نہ ہوگا۔

پورے ہوئے کتاب شفعے کے

كِتَابُ الْأَقْضِيَةِ

کتاب حکموں کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الْقَضَاءِ بِالْحَقِّ

(سچے حکم کرنے کا بیان)

۱- عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيَ لَهُ عَلٰى نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ ؀

ترجمہ: ام سلمہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی بشر ہوں[ف] اور تم میرے پاس لڑتے جھگڑتے آتے ہو شاید تم میں سے کوئی باتیں بنا کر اپنے دعوے کو ثابت کرے پھر میں اسکے موافق فیصلہ کر دوں اس کے کہنے[ف] پر تو جس شخص کو میں اس کے بھائی کا حق دلا دوں وہ نہ لے کیونکہ میں ایک انگارہ آگ کا اس کو دلاتا ہوں[ف]۔

ف: یعنی جیسے اور لوگوں کو غیب کا حال معلوم نہیں ظاہر پر حکم کرتے ہیں ویسا ہی مجھ کو ہر ایک بات غیب کی معلوم نہیں اس حدیث سے رد ہو گیا اُن لوگوں کا جو سمجھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو ہر ایک بات غیب کی معلوم تھی (زرقانی) ف: اس کو سچا سمجھ کر اور درحقیقت وہ جھوٹا ہو۔ ف: یعنی میرے حکم دینے کی وجہ سے یہ نہ سمجھے کہ غیر کا حق اُڑا لینا درست ہو گیا بلکہ اگر وہ جھوٹا ہے تو فیصلہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ سے ڈرے اور اپنے بھائی کا مال یا حق نہ دبائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کی قضاء ظاہر میں نافذ ہوتی ہے نہ کہ باطن میں۔ یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ کا مگر ابو حنیفہ کے نزدیک معاملات میں جیسے نکاح اور بیع اور شرا اور طلاق میں قاضی کا حکم باطن میں بھی نافذ ہو جاتا ہے مثلاً ایک عورت نے جھوٹ موٹ گواہ قائم کر دیئے نکاح پر اور قاضی نے نکاح کا حکم کر دیا تو مرد کو اس عورت سے جماع درست ہو جائے گا یا عورت نے جھوٹ موٹ طلاق کے اُوپر گواہ قائم کر دیئے اور قاضی نے طلاق کا حکم کر دیا تو اس عورت کو دوسرے مرد سے نکاح درست ہو جائے گا۔ یہ قول ابو حنیفہ کا احادیث صحیحہ کے برخلاف ہے۔

۲- عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اخْتَصَمَ اِلَيْهِ مُسْلِمٌ وَّيَهُوْدِيٌّ فَرَاٰى عُمَرُ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک یہودی اور ایک مسلمان لڑتے ہوئے آئے حضرت عمر کو یہودی کی طرف

بْنُ الْخَطَّابِ اَنَّ الْحَقَّ لِلْيَهُوْدِيِّ فَقَضٰى لَهٗ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ فَضَرَبَهٗ عُمَرُ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا يُدْرِيْكَ فَقَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ اِنَّا نَجِدُ اَنَّهٗ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِيْ اِلَّا كَانَ عَنْ يَمِيْنِهٖ مَلَكٌ وَّعَنْ شِمَالِهٖ مَلَكٌ يُسَدِّدَانِهٖ وَيُوَفِّقَانِهٖ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ فَاِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ ؃

حق معلوم ہوا انہوں نے اس کے موافق فیصلہ کیا پھر یہودی بولا قسم خدا کی تم نے سچا فیصلہ کیا حضرت عمرؓ نے اس کو دُرّے سے مارا اور کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا یہودی نے کہا ہماری کتابوں میں لکھا ہے جو حاکم سچا فیصلہ کرتا ہے اس کے داہنے ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں ایک فرشتہ دونوں اس کو مضبوط کرتے ہیں اور سیدھی راہ بتلاتے ہیں جب تک کہ وہ حاکم حق پر جما رہتا ہے جب حق چھوڑ دیتا ہے وہ فرشتے بھی اس کو چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

ف: اس واسطے کہ حضرت عمرؓ کو خوشامد بری معلوم ہوئی کیونکہ انھوں نے خدا کے واسطے فیصلہ کیا نہ یہ کہ لوگ تعریف کریں۔
ف: یہودی کو معلوم تھا کہ حق کس طرف ہے کیونکہ وہ صاحب مقدمہ تھا پھر یہ کہنا حضرت عمرؓ کا کہ تجھے کیونکر معلوم ہوا ذہن نشین نہیں ہوتا مگر ایک روایت میں ہے کہ یہودی نے یہ کہا قسم خدا کی دو فرشتے جبرئیل اور میکائیل تمہاری زبان پر بات کرتے ہیں اور تمہارے داہنے بائیں ہیں حضرت عمرؓ نے اُسے دُرّے سے مارا اور کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا اس صورت میں یہ سوال صحیح ہوگا۔

۲۔ بَابُ الشَّهَادَاتِ (گواہیوں کا بیان)

۳۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ خَالِدِنِ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِيْ يَاْتِيْ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا اَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا ؃

ترجمہ: زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں تم کو سب سے بہتر گواہ کی جو گواہی دیتا ہے قبل اس کے کہ پوچھا جائے اُس سے۔

ف: یعنے حقوق اللہ میں جیسے طلاق عتاق وقف میں یا جب مدعی سچا ہو اور اس کو گواہ نہ ملتا ہو اور کسی شخص کو اس کے حق کا حال معلوم ہو وہ شخص خود بخود جا کر حاکم کے پاس گواہی دے تاکہ اُس کا حق تلف نہ ہو اس قسم کی گواہی ثواب ہے اور یہ حدیث اُس حدیث کے مخالف نہیں کہ ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو گواہی دیں گے قبل پوچھے جانے کے کیونکہ اُس حدیث میں مُراد جھوٹی گواہی ہے یا گواہی سے قسم مقصود ہو یعنے قسم کھائیں گے قبل قسم لینے کے۔ بعضوں نے اس حدیث کے معنے یہ کئے ہیں کہ بعد پوچھے جانے کے گواہی دیں گے اور یہ جو کہا قبل پوچھے جانے کے گواہی دیں گے مبالغہ اور مجاز کے طور پر ہے۔

۴۔ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ لَقَدْ جِئْتُكَ لِاَمْرٍ مَّا لَهٗ رَاْسٌ وَّلَا ذَنَبٌ قَالَ عُمَرُ وَمَا هُوَ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ ظَهَرَتْ

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص عراق کا رہنے والا حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور بولا میں تمہارے پاس اُس کام کو آیا ہوں جس کا سر ہے نہ پیر حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہے اُس نے کہا جھوٹی گواہیاں

بِأَرْضِنَا فَقَالَ عُمَرُ أَوَقَدْ كَانَ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْسَرُ رَجُلٌ فِي الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعُدُولِ ۞

ہمارے ملک میں بہت پھیل گئی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا سچ اس نے کہا ہاں تب حضرت عمرؓ نے کہا اب کوئی شخص مسلمان قید نہ کیا جائے گا بغیر معتبر گواہوں کے۔

ف: یعنے بہت کثرت سے ہے۔

۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَجُوزُ شَهَادَةُ خَصْمٍ وَلَا ظَنِينٍ ۞

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے کہا نہیں درست ہے گواہی دشمن کی اور متہم کی۔

۳۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي شَهَادَةِ الْمَحْدُودِ

(جس کو حد قذفؔ پڑی ہو اُس کی گواہی کا بیان)

۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَغَيْرِهِ أَنَّهُمْ سُئِلُوا عَنْ رَجُلٍ جُلِدَ الْحَدَّ أَيَجُوزُ شَهَادَتُهُ فَقَالُوا نَعَمْ إِذَا ظَهَرَتْ مِنْهُ التَّوْبَةُ ۞

ترجمہ: سلیمان بن یسار وغیرہ سے سوال کہ ایک شخص کو حد قذف پڑی پھر اس کی گواہی درست ہے انہوں نے کہا ہاں جب وہ توبہ کرے اور اس کی توبہ کی سچائی اس کے اعمال سے معلوم ہو جائے۔

۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُسْأَلُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ ۞

ترجمہ: ابن شہاب سے بھی یہی سوال ہوا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

۸۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا جو لوگ تہمت لگاتے ہیں نیک بخت بیبیوں کو پھر چار گواہ نہیں لاتے اُن کو اسّی کوڑے مارو پھر کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو وہی گنہگار ہیں مگر جو لوگ توبہ کریں بعد اسکے اور نیک ہو جائیں تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پس جو شخص حدِ قذف لگایا جائے پھر توبہ کرے اور نیک ہو جائے اُس کی گواہی درست ہے۔ ف: یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک محدود فی القذف کی شہادت کبھی درست نہیں ہے اگرچہ توبہ بھی کرلے۔

۴۔ بَابُ الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ

(ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرنے کا بیان)

ف: یعنے جب مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو قاضی مدعی سے قسم لے کر ایک گواہ اور ایک قسم پر مدعی کا حق ثابت کر

لہ جس کو تہمت لگے فسق وفجور کی ۱۲ ؎ قذف کہتے ہیں کسی کو تہمت لگانا زنا کی۔ جب کوئی شخص مسلمان مرد یا عورت کو جو زنا سے پاک ہو تہمت زنا کی لگائے اور چار گواہوں سے زنا ثابت نہ کر سکے تو اس کو حد قذف یعنی اسّی کوڑے پڑتے ہیں اور پھر اس شخص کی گواہی کسی مقدمے میں قبول نہیں ہوتی ۱۲ منہ

سے اور قسم اس کی قائم مقام دوسرے گواہ کے ہوگی یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کا اور ابوحنیفہ اور ثوری اور اوزاعی کے نزدیک ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ دو گواہ نہ ہوں لیکن متعدد روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شاہد اور قسم پر فیصلہ کیا۔

۹۔ عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ ؞

ترجمہ: امام محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ایک قسم اور ایک گواہ پر۔

۱۰۔ عَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلٰى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَامِلٌ عَلَى الْكُوفَةِ أَنِ اقْضِ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ ؞

ترجمہ: عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو اور وہ عامل تھے کوفہ کے کہ ایک قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کیا کر۔

۱۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا هَلْ يُقْضٰى مَعَ الشَّاهِدِ فَقَالَا نَعَمْ ؞

ترجمہ: امام سلمہ بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا درست ہے انہوں نے کہا ہاں۔

۱۲۔ کہا مالک نے جب مدعی کے پاس ایک گواہ ہو تو اس کی گواہی لے کر مدعی کو قسم دیں گے اگر وہ قسم کھالے گا تو بری ہو جائیگا اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کا دعویٰ اس پر ثابت ہو جائے گا۔ کہا مالک نے ایک قسم اور ایک گواہ سے فیصلہ کرنا صرف اموال کے دعوے میں ہوگا اور حدود اور نکاح اور طلاق اور عتاق اور سرقہ اور قذف میں ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا درست نہیں اور جس شخص نے عتاق کو اموال کے دعوے میں داخل کیا اس نے غلطی کی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو غلام جب ایک گواہ لاتا اس امر پر کہ مولیٰ نے اس کو آزاد کر دیا ہے تو چاہیئے تھا کہ غلام سے حلف لے کر اس کو آزاد کر دیتے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ جب غلام اپنی آزادی پر ایک گواہ لائے تو اس کے مولیٰ سے حلف لیں گے۔ اگر حلف کرے گا تو آزادی ثابت نہ ہوگی۔ کہا مالک نے اسی طرح اگر عورت ایک گواہ لائے اس امر پر کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی تو خاوند سے قسم لیں گے اگر وہ قسم کھالے اس امر پر کہ میں نے طلاق نہیں دی تو طلاق ثابت نہ ہوگی۔ کہا مالک نے اگر طلاق اور عتاق میں جب ایک گواہ ہو تو خاوند اور مولیٰ پر قسم لازم آئے گی کیونکہ عتاق ایک حد شرعی ہے جس میں عورتوں کی گواہی درست نہیں اس لئے کہ غلام جب آزاد ہو جاتا ہے تو اس کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور اس کی حدیں اوروں پر پڑتی ہیں اور اوروں کی حدیں اس پر پڑتی ہیں اگر وہ زنا کرے اور محصن ہو تو رجم کیا جائے گا اگر اس کو کوئی مار ڈالے تو قاتل بھی مارا جائے گا اور اس کے وارثوں کو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا۔ اگر کوئی حجت کرنے والا یہ کہے کہ مولا جب غلام کو آزاد کر دے پھر ایک شخص اپنا قرضہ مولا سے مانگنے آئے اور ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے اپنا قرضہ ثابت کرے تو مولا پر قرضہ ثابت ہو جائیگا اگر مولا کے پاس سوائے اس غلام کے کوئی مال نہ ہوگا تو اس غلام کی آزادی فسخ کر ڈالیں گے اس سے یہ بات نکلی کہ عورتوں کی گواہی عتاق میں درست ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ عورتوں کی گواہی قرضے کے اثبات میں معتبر ہوئی نہ کہ عتاق میں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص اپنے غلام کو آزاد کر دے پھر اس کا قرضخواہ ایک گواہ اور ایک قسم سے اپنا قرضہ مولا پر ثابت کر دے اور اس کی وجہ سے آزادی فسخ کی جائے یا مولیٰ پر قرضے کا دعویٰ کرے اور گواہ نہ رکھتا ہو تو مولا سے قسم لی جائے اور وہ انکار کرے تو مدعی

سے قسم لے کر اس کا قرضہ ثابت کر دیا جائے اور آزادی فسخ کی جائے اسیطرح ایک شخص نکاح کرے لونڈی سے پھر لونڈی کا مولا خاوند سے کہنے لگے کہ تو نے اور فلاں شخص نے مل کر میری اس لونڈی کو اتنے دینار میں خرید کیا ہے اور خاوند انکار کرے تو مولا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ لائے اپنے قول پر اس صورت میں بیع ثابت ہو جائے گی اور وہ لونڈی خاوند پر حرام ہو جائیگی ف اور نکاح فسخ ہو جائے گا حالانکہ طلاق میں عورتوں کی گواہی درست نہیں۔

ف: کیونکہ وہ لونڈی مشترک ہو گئی دو شخصوں میں۔

۱۶۔ کہا مالک نے اسی طرح اگر ایک شخص قذف کرے ایک شخص کو پھر ایک مرد یا دو عورتیں گواہی دیں کہ جس شخص کو قذف کیا ہے وہ غلام ہے تو قاذف کے ذمہ سے حد ساقط ہو جائے گی حالانکہ قذف میں شہادت عورتوں کی درست نہیں۔ کہا مالک نے یہی اس کی مثال ہے کہ دو عورتیں گواہی دیں بچے کے رونے پر تو اس بچے کے لئے میراث ثابت ہو جائے گی اور جو بچہ مر گیا ہوگا تو اسکے وارثوں کو میراث ملے گی حالانکہ ان دو عورتوں کے ساتھ نہ کوئی مرد ہے نہ قسم ہے اور کبھی میراث کا مال کثیر ہوتا ہے۔ جیسے سونا چاندی زمین باغ، غلام وغیرہ اگر یہی دو عورتیں ایک درم پر یا اس سے کم پر بھی گواہی دیں تو اُن کی گواہی سے کچھ ثابت نہ ہوگا۔ جب تک کہ اُن کے ساتھ ایک مرد یا ایک قسم نہ ہو۔ کہا مالک نے بعضے لوگ کہتے ہیں کہ ایک قسم اور ایک گواہ سے حق ثابت نہیں ہوتا بسبب قول اللہ تعالیٰ کے فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ الآیۃ تو حجت اُن لوگوں پر یہ ہے کہ آیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک شخص پر مال کا کیا نہیں حلف لیا جاتا مدعی علیہ سے تو اگر حلف کرتا ہے باطل ہو جاتا ہے اس سے یہ حق اگر نکول کرتا ہے پھر حلف دلاتے ہیں صاحب حق کو تو یہ امر ایسا ہے کہ نہیں ہے اختلاف اس میں کسی کا لوگوں میں سے اور نہ کسی شہر میں شہروں میں سے تو کس دلیل سے نکالا ہے اس کو اور کس کتاب اللہ میں پایا ہے اس مسئلے کو تو جب اس امر کو اقرار کرے تو ضروری اقرار کرے یمین مع الشاہد کا اگرچہ نہیں ہے یہ کتاب اللہ میں مگر حدیث میں تو موجود ہے آدمی کو چاہیئے کہ ٹھیک راستہ پہچانے اور دلیل کا موقع دیکھے اس صورت میں اگر خدا چاہے گا تو اس کی مشکل حل ہو جائے گی۔

۳۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِيْمَنْ هَلَكَ وَلَهٗ دَيْنٌ وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ لَّهٗ فِيْهِ شَاهِدٌ وَّاحِدٌ

(ایک شخص مر جائے اور اُس کا قرض لوگوں پر ہو جس کا ایک گواہ ہو اور لوگوں کا قرض اُس پر ہو جس کا ایک گواہ ہو تو کس طرح فیصلہ کرنا چاہیئے)

۱۹۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص مر جائے اور وہ لوگوں کا قرضدار ہو جس کا ایک گواہ ہو اور اس کا بھی قرض ایک پر آتا ہو اُس کا بھی ایک گواہ ہو اور اس کے وارث قسم کھانے سے انکار کریں تو قرضخواہ قسم کھا کر اپنا قرضہ وصول کریں اگر کچھ بچ رہے گا تو وہ وارثوں کو نہ ملے گا کیونکہ انہوں نے قسم نہ کھا کر اپنا حق آپ چھوڑ دیا مگر جب وارث یہ کہیں کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ قرض میں سے کچھ بچ رہے گا اسی واسطے ہم نے قسم نہیں کھائی اور حاکم کو معلوم ہو جائے کہ وارثوں نے اسی واسطے قسم نہ کھائی تھی تو اس صورت

لہ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن میں سے چاہو گواہ بنا لو تا کہ اگر ایک (عورت) بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔ (البقرہ: ۲۸۲)

میں وارث قسم کھا کر جو کچھ مال بچ رہا ہے اس کو لے سکتے ہیں۔

(۶) بَابُ الْقَضَاءِ فِي الدَّعْوٰى (دعوے کے فیصلے کا بیان)

۲۰ عَنْ جَمِيلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنِ أَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ يَقْضِي بَيْنَ النَّاسِ فَإِذَا جَاءَهُ الرَّجُلُ يَدَّعِي عَلَى الرَّجُلِ حَقًّا نَظَرَ فَإِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ أَوْ مُلَابَسَةٌ أَحْلَفَ الَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يُحَلِّفْهُ

ترجمہ: جمیل بن عبد الرحمٰن عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا کرتے تھے۔ جب وہ فیصلہ کرتے تھے لوگوں کا جو شخص کسی پر دعوے کرے گر مدعی اور مدعا علیہ میں یکجائی اور تعلق اور ارتباط معلوم ہوتا تو مدعا علیہ سے حلف لیتے ورنہ حلف نہ لیتے۔

ف: عمر بن عبد العزیز اور اکثر علمائے مدینہ کا مذہب یہی ہے کہ جب مدعی علیہ مدعی سے کچھ علاقہ نہ رکھتا ہو نہ جان پہچان نہ معاملہ نہ اتحاد تو مدعی علیہ سے حلف لینا ضروری نہیں لیکن جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ اس کے برخلاف ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جب مدعی علیہ منکر ہو اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی۔ زرقانی نے کہا مالک نے یہ مذہب اسواسطے اختیار کیا کہ اگر مدعی علیہ سے عموماً حلف لیا جائے تو ہر شخص ذلت دینے کے خیال سے شریف اور بھلے آدمیوں سے حلف لیا کرے گا کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے جو شخص دعویٰ کرے دوسرے پر تو دیکھا جائے گا اگر مدعی کو مدعی علیہ سے طلاپ اور تعلق معلوم ہوگا تو مدعی علیہ سے حلف لیں اگر حلف کرے گا تو مدعی کا دعویٰ باطل ہوگا اگر انکار کرے تو پھر مدعی سے حلف لیں گے اگر وہ حلف کر لے تو اپنا حق لے لے گا۔

۷۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي شَهَادَةِ الصِّبْيَانِ (لڑکوں کی گواہی کا بیان)

۲۱ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقْضِي بِشَهَادَةِ الصِّبْيَانِ فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ۔

ترجمہ: ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن الزبیر لڑکوں کی گواہی پر حکم کرتے تھے ان کے آپس کی مار پیٹ کے۔

۲۲ کہا مالک نے لڑکے اگر ایک دوسرے کو زخمی کریں تو ان کی گواہی درست ہے لیکن لڑکوں کی گواہی اور مقدمات میں درست نہیں ہے یہ بھی جب درست ہے کہ لڑائی کر جدا نہ ہو گئے ہوں مکرر نہ کیا ہو اگر جدا جدا چلے گئے ہوں تو پھر ان کی گواہی درست نہیں ہے مگر جب عادل لوگوں کو اپنی شہادت پر شاہد کر گئے ہوں۔

ف: ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک لڑکوں کی گواہی کسی مقدمے میں درست نہیں ہے۔

۸۔ بَابُ الْحِنْثِ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر جھوٹی قسم کھانے کا بیان)

۲۳ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِنْبَرِي آثِمًا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص میرے منبر پر جھوٹی قسم کھائے اس نے اپنا ٹھکانا بنا لیا

مِنَ النَّارِ ۔ جہنم میں ۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تغلیظ قسم کی مسجد یا مکان سے درست ہے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے ۔

۲۵۔ عَنْ : اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ بِیَمِیْنِہٖ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَاَوْجَبَ لَہُ النَّارَ قَالُوْا وَاِنْ کَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاکٍ وَاِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاکٍ وَاِنْ کَانَ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاکٍ قَالَہَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ۔

ترجمہ : ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کا حق اڑا لے جھوٹی قسم کھا کر تو اللہ جنت کو اس پر حرام کرے گا اور جہنم اس کے لئے ضروری کرے گا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اگرچہ وہ حق تھوڑا ہو آپ نے فرمایا اگرچہ ایک شاخ ہو پیلو کی اگرچہ ایک شاخ ہو پیلو کی اگرچہ ایک شاخ ہو پیلو کی تین بار فرمایا ۔

ف : مبالغہ اور زجر (دھمکی) کے واسطے یعنے قلیل کثیر میں فرق نہیں حقوق العباد تھوڑے ہوں یا بابت ان کا معاف ہونا دشوار ہے اور قید مسلمانوں کی اتفاقی ہے ۔ کافر کا مال بھی ناحق اڑا لینا یہی حکم رکھتا ہے ۔ اگر کسی سے ایسا ہو جائے تو وہ مال ادا کر کے پھر استغفار کرے ۔

۹۔ بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِی الْیَمِیْنِ عَلَی الْمِنْبَرِ

(منبر پر قسم کھانے کا بیان)

۲۶۔ عَنْ : اَبِیْ غَطَفَانَ بْنِ طَرِیْفِ الْمُرِّیِّ یَقُوْلُ اخْتَصَمَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَابْنُ مُطِیْعٍ فِیْ دَارٍ کَانَتْ بَیْنَہُمَا اِلٰی مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ وَہُوَ اَمِیْرٌ عَلَی الْمَدِیْنَۃِ فَقَضٰی مَرْوَانُ عَلٰی زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْیَمِیْنِ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَحْلِفُ لَہٗ مَکَانِیْ فَقَالَ مَرْوَانُ لَا وَاللّٰہِ عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوْقِ قَالَ فَجَعَلَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ یَحْلِفُ اَنَّ حَقَّہٗ لَحَقٌّ وَیَاْبٰی اَنْ یَحْلِفَ عَلَی الْمِنْبَرِ قَالَ فَجَعَلَ مَرْوَانُ ابْنُ الْحَکَمِ یَعْجَبُ مِنْ ذٰلِکَ ۔

ترجمہ : ابی غطفان (سعد) بن طریف سے روایت ہے کہ زید بن ثابت اور عبداللہ بن مطیع نے جھگڑا کیا ایک گھر میں جو دونوں میں مشترک تھا تو لے گئے مقدمہ مروان بن حکم کے پاس وہ ان دنوں میں حاکم تھا مدینہ کا مروان نے فیصلہ کیا اس بات پر کہ زید بن ثابت قسم کھائیں منبر شریف پر زید نے کہا میں اپنی جگہ پر قسم کھاؤں گا ۔ مروان نے کہا نہیں وہیں قسم کھاؤ جہاں لوگوں کے قضیے چکتے ہیں (منبر شریف پر) تو زید بن ثابت قسم کھاتے تھے میں سچا ہوں لیکن منبر پر قسم کھانے سے انکار کرتے تھے اور مروان کو تعجب ہوتا تھا ۔

۲۷۔ کہا مالک نے ربع دینار یعنے تین درم سے کم میں منبر پر حلف نہ لیا جائے گا ۔

ف : اور شافعی کے نزدیک بیس دینار سے کم میں حلف منبر پر نہ لیا جائے گا ۔

كِتَابُ الرَّهْنِ

(کتاب رہن کے بیان میں یعنے گروی رکھنے کے بیان میں)

۱-بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنْ غَلْقِ الرَّهْنِ (رہن کا روکنا درست نہیں ہے)

ف : گروی لینے والے کو مرتہن اور رکھنے والے کو راہن اور اُس شے کو رہن اور مرہون بولتے ہیں ۔

۱-عَنْ : سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ ؛

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ روکی جائے گی رہن ۔

۲-کہا مالک نے اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک شخص سو روپے کا مال پچھتر روپے میں گروی رکھے اور یہ کہدے کہ اگر اتنی مدت تک میں نہ چھڑاؤں تو یہ مال تیرا ہو جائے گا یہ درست نہیں ہے اگر ایسا کہے بھی تو جب راہن زر رہن ادا کرے مرتہن کو وہ مال دینا پڑے گا اور شرط لغو ہو جائے گی ۔

۲-بَابُ الْقَضَاءِ فِىْ رَهْنِ الثَّمَرِ وَالْحَيَوَانِ

(پھلوں اور جانوروں کے رہن کا بیان)

۳-کہا مالک نے جو شخص باغ رہن کرے ایک میعاد معین پر تو جو پھل اس باغ میں رہن سے پہلے نکل چکے تھے وہ رہن نہ ہوں گے مگر جس صورت میں مرتہن نے شرط کر لی ہو تو وہ پھل بھی رہن رہیں گے اور جو کوئی شخص حاملہ لونڈی کو رہن رکھے یا بعد رہن کے وہ حاملہ ہو جائے تو اس کا بچہ بھی اس کے ساتھ رہن رہے گا یہی فرق ہے پھل اور بچے میں اس واسطے کہ پھل بیع میں بھی داخل نہیں ہوتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کھجور کے درخت بیچے تو پھل بائع کو ملیں گے مگر جب مشتری شرط کرے ۔

۴-کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے اگر کوئی لونڈی یا جانور بیچے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو وہ بچہ مشتری کا ہوگا خواہ مشتری اس کی شرط لگائے یا نہ لگائے تو کھجور کا درخت جانور کی مانند نہیں ۔ نہ پھل کھجور کے بچے کے مانند ہیں ۔

۵-کہا مالک نے یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ آدمی درخت کے پھلوں کو رہن کر سکتا ہے بغیر درختوں کے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ پیٹ کے بچے کو رہن کرے بغیر اس کی ماں کے آدمی ہو یا جانور ۔

۳۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي الرَّهْنِ مِنَ الْحَيَوَانِ

(جانور کو رہن رکھنے کا بیان)

۶۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ شے مرہون اگر ایسی ہو جس کا تلف ہونا معلوم ہو جائے جیسے زمین اور گھر اور جانور تو اس صورت میں شے مرہون کے تلف ہونے سے مرتہن کا کچھ حق کم نہ ہوگا بلکہ راہن کا نقصان ہوگا اور جو شے مرہون ایسی ہو جس کا تلف ہونا صرف مرتہن کے کہنے سے معلوم ہو (جیسے سونا چاندی وغیرہ) تو مرتہن اسکی قیمت کا ضامن ہوگا (جس صورت میں گواہ نہ رکھتا ہو اس کے تلف ہونے کا) اب اگر راہن اور مرتہن زر رہن میں اختلاف کریں تو مرتہن سے کہا جائے گا تو خلاصۃً شے مرہون کے اوصاف اور زر رہن کو بیان کر جب وہ بیان کرے گا تو نگاہ والے لوگ اُس شے کی قیمت مرتہن نے جو اوصاف بیان کئے ہیں ان کے لحاظ سے لگائیں گے اگر قیمت زر رہن سے زیادہ ہو تو راہن جسقدر زیادہ ہے مرتہن سے وصول کرے گا اگر قیمت زر رہن سے کم ہو تو راہن سے حلف لینگے اگر وہ حلف کر لے گا تو جس قدر مرتہن نے زر رہن قیمت سے زیادہ بیان کیا ہے وہ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور جو حلف سے انکار کرے تو اسقدر مرتہن کو ادا کرے گا اگر مرتہن نے کہا میں شے مرہون کی قیمت نہیں جانتا تو راہن سے شے مرہون کے اوصاف پر حلف لے کر اس کے بیان پر فیصلہ کریں گے جب کہ وہ کوئی امر خلاف واقعہ بیان نہ کرے۔ کہا مالک نے یہ جب ہے کہ شے مرہون مرتہن کے پاس ہو اور اُس نے دوسرے کے پاس نہ رکھوائی ہو (ورنہ مرتہن پر ضمان نہ ہوگا اگرچہ وہ گواہ نہ لا سکے) زرقانی

۴۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي الرَّهْنِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ

(دو آدمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بیان)

۸۔ کہا مالک نے اگر ایک شے دو آدمیوں کے پاس رہن ہو ایک مرتہن اپنے دَین کا تقاضا کرے اور شے مرہون کو بیچنا چاہیے اور ایک مرتہن راہن کو مہلت دے اگر شے مرہون ایسی ہے کہ اس کے نصف بیچ ڈالنے سے دوسرے مرتہن کا نقصان نہیں ہوتا تو آدھی بیچ کر ایک مرتہن کا دَین ادا کر دیں گے اور جو نقصان ہوتا ہے تو کل شے مرہون کو بیچ کر جو مرتہن تقاضا کرتا ہے اس کو نصف دے دیں گے اور جس مرتہن نے مہلت دی ہے وہ اگر خوشی سے چاہے تو نصف ثمن کو راہن کے حوالہ کر دے نہیں تو حلف کرے میں نے اس واسطے مہلت دی تھی کہ شے مرہون اپنے حال پر میرے پاس رہے پھر اس کا حق اسی وقت ادا کر دیا جائے۔ کہا مالک نے اگر غلام کو رہن رکھے تو غلام کا مال راہن لے لے گا مگر جب مرتہن شرط کر لے کہ اس کا مال بھی اس کے ساتھ رہن رہے۔

۵۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي جَامِعِ الرُّهُونِ (رہن کے مختلف مسائل کا بیان)

۱۰۔ کہا مالک نے ایک شخص نے اسباب رہن رکھا وہ مرتہن کے پاس تلف ہو گیا لیکن راہن اور مرتہن کو زر رہن کی مقدار میں

اختلاف نہیں ہے البتہ شے مرہون کی قیمت میں اختلاف ہے راہن کہتا ہے اس کی قیمت بیسؔ دینار ہے اور مرتہن کہتا ہے اس کی قیمت دسؔ دینار تھی اور زر رہن بیسؔ دینار ہے اور مرتہن سے کہا جائے گا کہ شے مرہون کے اوصاف بیان کرجب وہ بیان کرے تو اس سے حلف لے کر نگاہ والوں سے ایسی شے کی قیمت دریافت کریں اگر وہ قیمت زر رہن سے زیادہ ہو تو مرتہن سے کہا جائے گا جس قدر زیادہ ہے وہ راہن کو دے اگر قیمت کم ہے تو مرتہن جس قدر کم ہے راہن سے لے لے اگر برابر ہے تو خیر قصہ چکا نہ یہ کچھ دے نہ وہ کچھ دے کہا مالکؒ نے اگر شے مرہون موجود ہو لیکن راہن زر رہن دسؔ دینار بیان کرے اور مرتہن بیسؔ دینار تو مرتہنؔ حلف اٹھائے اگر شے مرہون کی بیسؔ دینار قیمت ہو تو اس شے مرہون کو اپنے دین کے بدلے میں لے لے البتہ اگر راہن بیسؔ دینار ادا کرکے اپنی شے لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ اگر اس شے مرہون کی قیمت بیسؔ دینار سے کم ہو تو مرتہن سے حلف لے پھر راہن کو اختیار ہے یا بیس دینار دے کر اپنی شے لے لے یا خود بھی حلف اٹھائے کہ میں نے اتنے پر رہن کی تھی اگر حلف اٹھائے تو جس قدر شے مرہون کی قیمت سے مرتہن نے دین زیادہ بیان کیا ہے وہ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا ورنہ دینا پڑے گا۔ کہا مالکؒ نے اگر وہ شے مرہون سے تلف ہو گئی اب اختلاف ہوا زر رہن کی مقدار اور شے مرہون کی قیمت میں مرتہن نے کہا زر رہن بیسؔ دینار تھا اور شے مرہون کی قیمت دس دینار تھی اور راہن نے کہا زر رہن دسؔ دینار تھا اور شے مرہون کی قیمت بیسؔ دینار تھی تو مرتہن سے کہیں گے شے مرہون کے اوصاف بیان کر جب وہ بیان کرے تو اس سے حلف لے کر نگاہ والوں سے قیمت کا اندازہ کرائیں اگر قیمت بیسؔ دینار سے زیادہ (مثلاً تیس دینار ہو) تو مرتہن سے حلف لے کر جس قدر قیمت زیادہ ہے (مثلاً دسؔ دینار) راہن کو دلا دیں گے اگر قیمت بیسؔ سے کم ہو (مثلاً پندرہ دینار) تو مرتہن سے زر رہن پر حلف لے کر جس قدر قیمت ہے گویا مرتہن کو وصول ہو چکی باقی کے واسطے راہن سے حلف لیں گے اگر وہ حلف اٹھائے گا تو مرتہن راہن سے کچھ نہ لے سکے گا اگر حلف نہ اٹھائے تو بیسؔ دینار میں جتنا کم ہے وہ راہن سے مرتہن کو دلا دیں گے۔

۴۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي كِرَاءِ الدَّآبَّةِ وَالتَّعَدِّي فِيهَا

(جانور کو کرایہ پر لینے اور اس میں زیادتی کرنے کا بیان)

۱۴ کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص جانور کرایہ پر لے اس اقرار سے کہ فلاں مقام تک جاؤں گا پھر اس سے آگے بڑھ جائے تو جانور کے مالک کو اختیار ہے اگر چاہے جتنا آگے گیا ہے اتنی دور کا کرایہ دستور کے موافق اور رہے لے نہیں تو اپنے جانور کی قیمت اس دن کی اور اس مقام کی جہاں تک جانا ٹھہرا تھا کرایہ دار سے لے لے اور کرایہ جو پہلے ٹھہر گیا تھا وہ بھی لے لے اگر صرف جانے پر کرایہ ہوا تھا اور جو آنے پر کرایہ ہوا تھا تو جو کرایہ ٹھہرا تھا اس کا نصف لے کیونکہ نصف کرایہ جانے کا تھا اور نصف آنے کا اور جس وقت کرایہ دار نے زیادتی کی اس وقت اس پر نصف ہی کرایہ واجب ہوا تھا۔ اگر کرایہ دار نے آنے جانے کے لئے جانور کرایہ پر لیا اور جب جانے کی جگہ پہنچا تو وہ جانور مر گیا تو کرایہ دار پر تاوان نہ ہوگا اور مالک کو نصف کرایہ ملے گا اسی طرح اگر رب المال مضارب کو منع کر دے کہ فلاں فلاں مال نہ خریدنا اور مضارب وہی خرید ے اس خیال سے کہ میں ضمان دے دوں گا اور نفع سارا مار کھاؤں گا تو رب المال کو اختیار ہے چاہے اس سے مال میں مضاربت قائم رکھے چاہے اپنا راس المال پھیر لے اسی طرح بضاعت

ؒ پہلے مرتہن سے حلف لیں گے کیونکہ شے مرہون اسی کے قبضے میں ہے ۱۲ منہ

میں صاحب مال اگر یہ کہے کہ فلاں فلاں مال خریدنا اور وہ شخص دوسرا مال خریدے تو صاحب مال کو اختیار رہے چاہے اسی مال کو اپنا سمجھے یا اپنا راس المال پھیر لے۔

ف: اب مالک نصف کرایہ لے کر مختار ہے چاہے جتنا آگے بڑھ گیا تھا اس کا اور پھر آنے کا کرایہ دستور کے موافق لے لے یا جانور اس دن اس مقام کی قیمت پر کرایہ دار کے حوالے کرے۔

۷- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمُسْتَكْرَهَةِ مِنَ النِّسَاءِ

(جس عورت سے جبراً کوئی جماع کرے تو کیا حکم ہے)

۱۴- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَضَى فِي امْرَاَةٍ اُصِيبَتْ مُسْتَكْرَهَةً بِصَدَاقِهَا عَلَى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ بِهَا۔

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حکم دیا ایک عورت کے مہر دینے کا اس شخص پر جس نے اس سے جبراً جماع کیا تھا۔

ف: یہی مذہب ہے جمہور علماء کا کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو شخص کسی عورت کو غصب کرے بکر ہو یا ثیبہ اگر وہ آزاد ہے تو اس پر مہر مثل لازم ہے اور اگر لونڈی ہے تو جتنی قیمت اس کی جماع کی وجہ سے کم ہو گئی دینی ہو گی اور اس کے ساتھ غصب کرنے والے کو سزا بھی ہو گی لیکن لونڈی کو سزا نہ ہو گی اگر غلام نے کسی کی لونڈی غصب کر کے یہ کام کیا تو تاوان اس کے مولیٰ پر ہوگا مگر جب مولیٰ اس غلام کو جنایت کے بدلے میں دے ڈالے۔

ف: کیونکہ وہ مجبور ہے یہی مذہب ہے شافعی اور لیث اور مالک اور اکثر علماء کا اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ابن شبرمہ اور حماد کا مذہب یہ ہے کہ زنا کرنے والے پر حد واجب ہو گی اور مہر دینا نہ ہوگا۔

۸- بَابُ الْقَضَاءِ فِي اسْتِهْلَاكِ الْحَيَوَانِ وَالطَّعَامِ

(کوئی شخص کسی کا جانور یا کھانا تلف کر دے تو کیا حکم ہے)

یحییٰ نے نقل کیا کہ کہا مالک نے جو شخص مالک سے بن پوچھے اس کے جانور کو ہلاک کر دے تو اسے دن کی قیمت دینی ہو گی نہ کہ اس کے مانند اور جانور اور اسی طرح مالک کو جانور کے بدلے میں ہمیشہ اسی دن کی قیمت دی جائے گی نہ کہ جانور یہی حکم ہے اور اسباب کا۔

۱۷- کہا مالک نے البتہ اگر کسی کا اناج تلف کر دے تو اسی قسم کا اتنا ہی اناج دے دے کیونکہ اناج چاندی سونے (جن کا مثل اور بدلا ہوا کرتا ہے) کے مشابہ ہے نہ کہ جانور کے۔

۱۸- کہا مالک نے اگر امانت کے روپوں سے کچھ مال خریدا اور نفع کمایا تو وہ نفع اس شخص کا ہو جائے گا جس کے پاس روپے امانت تھے مالک کو دینا ضروری نہیں کیونکہ اس نے جب امانت میں تعرف کیا تو وہ اس کا ضامن ہو گیا۔

۹۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ (مُرتد کا حکم)

ف: مرتد اُس کو کہتے ہیں جو مسلمان دین اسلام سے پھر جائے اور کفر اختیار کر لے۔

۱۹۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَيَّرَ دِينَهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ۔

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (یعنی دین اسلام چھوڑ کر اور دین اختیار کرے) تو اس کی گردن مارو۔

ف: مرد یا عورت یہی قول شافعی اور مالک اور احمد اور اکثر علماء کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک عورت کو قتل نہ کریں گے۔

۲۰۔ کہا مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کی گردن مارو ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں جو مسلمان اسلام سے باہر ہو جائیں جیسے زنادقہ یا ان کی مانند تو جب مسلمان اُن پر غلبہ پائیں تو اُن کو قتل کر دیں یہ بھی ضروری نہیں کہ پہلے ان سے توبہ کرنے کو کہیں کیونکہ ان کی توبہ کا اعتبار نہیں ہو سکتا وہ کفر کو اپنے دل میں رکھتے ہیں اور ظاہر میں اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں لیکن اگر مسلمان شخص (کسی شبہے کی وجہ سے) علانیہ دین اسلام سے پھر جائے تو اس سے توبہ کرائیں (اور جو شبہ ہوا ہو اس کو دُور کر دیں) اگر توبہ کرے تو بہتر۔ ورنہ قتل کیا جائے اور جو کافر ایک کفر کے دین کو چھوڑ کر دوسرا کفر کا دین اختیار کرے مثلاً پہلے یہودی تھا پھر نصرانی ہو جائے تو اس کو قتل نہ کریں گے بلکہ جو دین اسلام کو چھوڑ کر اور کوئی دین اختیار کرے گا اسی کے لئے یہ سزا ہے۔

ف: جمع ہے زندیق کی زندیق ہر کافر بے دین کو کہتے ہیں یہودی ہو یا نصرانی مجوسی ہو یا بت پرست جو ظاہر میں تو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو لیکن اسکے عقائد و اعمال کفر کے ہوں۔ اس زمانے میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر اسلام کے اصولوں سے انکار کرتے ہیں وہ سب مرتد ہیں میں نے سنا اور بعضوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا کہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حشر اور نشر اور عذاب قبر اور پلصراط اور جنت دوزخ سب اسماء فرضی ہیں یا ان کے معانی ظاہر مراد نہیں ہیں ...... آدم کا انکار اور شیطان کا انکار ان کا شعار ہے ارکان اسلام نماز روزہ حج زکوٰۃ سب کو فضول اور بیکار سمجھتے ہیں لباس کفار کا پہنتے ہیں اور ان کی سیرت اور خصلت کا دم بھرتے ہیں اللہ جل جلالہ ان کے شر سے ہمیں بچائے اور سچے دین پر جس پر صحابہ کرام اور اہلبیت عظام تھے مرتے دم تک ثابت اور قائم رکھے۔ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلٰى دِينِكَ۔

ف: یعنی مواخذہ نہیں کریں گے کیونکہ کفر کی سب ملتیں ایک دین بھی جاتی ہیں۔

۲۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ فَأَخْبَرَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هَلْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ فَقَالَ نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهِ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ فَقَالَ عُمَرُ أَفَلَا حَبَسْتُمُوهُ ثَلَاثًا وَأَطْعَمْتُمُوهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيفًا

ترجمہ: محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا ابوموسیٰ اشعری کے پاس سے (یعنی یمن کی طرف سے) حضرت عمرؓ نے اس سے وہاں کے لوگوں کا حال پوچھا اس نے بیان کیا پھر حضرت عمرؓ نے کہا تم کو کوئی نادر چیز معلوم ہے وہ شخص بولا ہاں ایک شخص کافر ہو گیا تھا بعد اسلام کے حضرت عمرؓ نے پوچھا تم نے اس سے کیا کیا وہ شخص بولا ہم نے اسے پکڑا اور اس کی گردن ماری۔

لَعَلَّهُ يَتُوبُ وَيُرَاجِعُ أَمْرَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ إِنِّي لَمْ أَحْضُرْ وَلَمْ آمُرْ وَلَمْ أَرْضَ إِذْ بَلَغَنِي ۔

حضرت عمرؓ نے کہا تم نے اسکو تین دن تک قید کیا ہوتا اور ہر روز روٹی دی ہوتی پھر توبہ کروائی ہوتی شاید وہ توبہ کرتا اور پھر اللہ کا حکم مان لیتا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا یا اللہ میں اس وقت وہاں موجود نہ تھا نہ میں نے حکم کیا نہ میں خوش ہوا جبکہ مجھے معلوم ہوا۔

ف: حضرت عمرؓ کے نزدیک مرتد کو مہلت دینا اور اس سے توبہ کروانا ضروری ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے اور بعضوں کے نزدیک توبہ کروانا مستحب ہے۔

۱۰۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا

(جو شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اُسکا کیا حکم ہے)

۲۲۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ۔

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں کیا میں اس کو مہلت دوں یہاں تک چار گواہ لاؤں فرمایا آپ نے ہاں۔

۲۳۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ أَوْ قَتَلَهُمَا مَعًا فَأَشْكَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْقَضَاءُ فِيهِ فَكَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ يَسْأَلُ لَهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنْ ذٰلِكَ فَسَأَلَ أَبُو مُوسَى عَنْ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنَّ هٰذَا الشَّيْءَ مَا هُوَ بِأَرْضِي عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّي بِهِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَتَبَ إِلَيَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَبُو الْحَسَنِ إِنْ لَمْ يَأْتِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَلْيُعْطَ بِرُمَّتِهِ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے ایک شخص نے شام والوں میں سے (ابن جیبری) اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پایا تو مار ڈالا اس مرد کو یا مرد عورت دونوں کو[ف۱] معاویہ بن ابی سفیان (جو حاکم تھے شام کے) ان کو اس کا فیصلہ دشوار ہوا انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ تم حضرت علیؓ سے اس مسئلہ کو پوچھو[ف۲] ابوموسیٰ نے حضرت علی سے پوچھا حضرت علی نے کہا یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا میں تم کو قسم دیتا ہوں تم سچ بیان کرو کہاں یہ امر ہوا ابوموسیٰ نے کہا مجھے معاویہ بن سفیان نے لکھا ہے کہ میں تم سے اس مسئلہ کو پوچھوں حضرت علی نے کہا میں ابوالحسن ہوں[ف۳] اگر چار گواہ نہ لائے تو قتل پر راضی ہو جائے[ف۴]

ف۱: ایک نسخہ میں ہے قَتَلَهَا یعنے مار ڈالا اس عورت کو۔ ف۲: اور معاویہ نے خود حضرت علی کو نہ لکھا کیونکہ ان دونوں میں رنج تھا معاویہ حضرت علی کے مطیع نہ تھے۔ (زرقانی) ف۳: حضرت علی قضایا اور مناقشات کے فیصلہ کرنے میں اسقدر کامل تھے کہ عرب میں ایک مثل مشہور ہوگئی قَضِيَّةٌ وَلَا أَبَا حَسَنٍ لَهَا یہ ایک جھگڑا ہے اور کوئی ابوالحسن نہیں ہے۔ ف۴: یعنے جب وہ شخص چار

گواہ جنہوں نے اس مرد اور عورت کو اس طرح زنا کرتے ہوئے جیسے سلائی سُرمے دانی میں جاتی ہے دیکھا ہو نہ لائے تو قصاص اسکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا بلکہ قتل کیا جائے گا ۔

١١- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمَنْبُوذِ (منبوذ کا حکم)

ف : منبوذ اور لقیط اس بچے کو کہتے ہیں جو راستے میں پڑا ہوا ملے ۔

۲۴- عَنْ : سُنَيْنِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ أَنَّهُ وَجَدَ مَنْبُوذًا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ فَجِئْتُ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَخْذِ هَذِهِ النَّسَمَةِ فَقَالَ وَجَدْتُهَا ضَائِعَةً فَأَخَذْتُهَا فَقَالَ لَهُ عَرِيفُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ عُمَرُ أَكَذَلِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ اذْهَبْ فَهُوَ حُرٌّ وَلَكَ وَلَاؤُهُ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ ؛

ترجمہ : سنین بن ابی جمیلہ نے ایک منبوذ پایا حضرت عمر کے زمانے میں انہوں نے کہا میں اس کو حضرت عمر کے پاس لے آیا حضرت عمر نے پوچھا تو نے اس کو کیوں اُٹھایا ؟ میں نے کہا یہ پڑے پڑے مرجاتا اسواسطے میں نے اُٹھایا اتنے میں حضرت عمر کے عریف نے کہا اے امیر المومنین میں اس شخص کو جانتا ہوں نیک آدمی ہے حضرت عمر نے کہا نیک ہے اس نے کہا ہاں حضرت عمر نے کہا جا وہ منبوذ آزاد ہے تجھ کو اسکی ولا ملے گی اور ہم اسکا خرچ دیں گے ۔

ف : حضرت عمر کو شبہ ہوا شاید انہیں کا لڑکا ہو اس کو لے آئے ہوں بیت المال سے تنخواہ مقرر کرولنے کے لیے ۔

ف : عریف اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کو جانتا پہچانتا ہو وہ حاکم کے پاس رہا کرتا ہے لوگوں کا حال بتانے کے لئے حضرت عمر کے عریف کا نام سنان تھا ۔

۲۵- کہا مالک نے منبوذ آزاد رہے گا اور ولاء اسکی مسلمانوں کو ملے گی وہی اس کے وارث ہوں گے وہی اس کی طرف سے دیت بھی دیں گے ۔

١٢- بَابُ الْقَضَاءِ بِإِلْحَاقِ الْوَلَدِ بِأَبِيهِ (لڑکے کو باپ سے ملانیکا بیان)

۲۶- عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي قَدْ

ترجمہ : حضرت عائشہ سے روایت ہے عتبہ بن ابی وقاص نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اس کو اپنے پاس رکھیو تو جب مکہ فتح ہوا تو سعد نے اس لڑکے کو لے لیا ۔ اور کہا میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے وصیت کی تھی اس کے لینے کی عبد بن زمعہ نے کہا یہ لڑکا میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سعد نے کہا یا رسول اللہ یہ بیٹا ہے میرے بھائی کا اس نے مجھے وصیت کی تھی اس بارے

كَانَ عَهِدَ إِلَىَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ ابْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَتْ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ۔

ہیں عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد بن زمعہ سے کہ یہ لڑکا تیرا ہے پھر فرمایا لڑکا ماں کے خاوند یا مالک کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہیں۔ پھر سودہ بنت زمعہ سے کہا کہ تو اس لڑکے سے پردہ کیا کر کیونکہ وہ لڑکا مشابہ تھا عتبہ بن ابی وقاص کے سو اس لڑکے نے نہ دیکھا سودہ کو یہاں تک کہ انتقال ہوا اس کا ؓ

ف : یعنی سنگسار کیا جائے گا یا اس کو کچھ نہیں ملنے کا خاک پتھر کے سوا ۔

ف : اس کا نام عبد الرحمٰن تھا جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ لوگوں کی لونڈیاں زنا کیا کرتیں اور ان کے مالک بھی ان کے پاس آیا جایا کرتے ہر چند قیافے کی رو سے ظن غالب یہی تھا کہ یہ لڑکا عتبہ کا ہو مگر آپ نے اس پر عمل نہ کیا اور حکم شرع کے موافق لڑکا اسی کا ٹھہرا جس کی لونڈی تھی کیونکہ جب کوئی آزاد عورت کسی کے نکاح میں ہو یا لونڈی سے مالک وطی کر چکا ہو اور مدت مناسب کے اندر اس عورت یا لونڈی کے لڑکا ہو تو وہ لڑکا صاحب فراش کا شمار کیا جائے گا۔ یعنے خاوند کا اور لونڈی کے مالک کا اگرچہ صورت میں اسکے مشابہ نہ ہو مگر جب خاوند یا مالک انکار کرے نسب کا یا وجود اسکے آپ نے احتیاطاً سودہ بنت زمعہ کو جو آپ کی بی بی تھیں اور اس لڑکے کی بہن ہوئیں اس سے چھپنے کو فرمایا ۔

۲۱ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ امْرَأَةً هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَاعْتَدَّتْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ حِينَ حَلَّتْ فَمَكَثَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَنِصْفَ شَهْرٍ ثُمَّ وَلَدَتْ وَلَدًا تَامًّا فَجَاءَ زَوْجُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَدَعَا عُمَرُ نِسْوَةً مِنْ نِسَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ قُدَمَاءَ فَسَأَلَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ أَنَا أُخْبِرُكَ عَنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا حِينَ حَمَلَتْ فَأُهْرِيقَتْ عَلَيْهِ الدِّمَاءُ فَحَشَّ وَلَدُهَا فِي بَطْنِهَا فَلَمَّا أَصَابَهَا زَوْجُهَا الَّذِي نَكَحَهَا وَأَصَابَ الْوَلَدَ الْمَاءُ تَحَرَّكَ الْوَلَدُ فِي بَطْنِهَا وَكَبِرَ فَصَدَّقَهَا عُمَرُ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْنِي عَنْكُمَا إِلَّا خَيْرٌ وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْأَوَّلِ ۔

ترجمہ : عبد اللہ بن امیہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا تو اس نے چار مہینے دس دن تک عدت کی پھر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ابھی اس کے پاس ساڑھے چار مہینے رہی تھی کہ ایک لڑکا جنا خاصا پورا تو اس کا خاوند حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اس نے یہ حال بیان کیا حضرت عمرؓ نے پرانی پرانی چند عورتوں کو جو جاہلیت کے زمانے میں تھیں بلوایا اور ان سے پوچھا ان میں سے ایک عورت بولی میں تم کو اس عورت کا حال بتاتی ہوں یہ حاملہ ہو گئی تھی اپنے پہلے خاوند سے جو مر گیا تو حیض کا خون بچے پر پڑنے سے وہ بچہ سوکھ گیا تھا اس کے پیٹ میں تو جب اس نے دوسرا نکاح کیا مرد کی منی پہنچنے سے پھر بچے کو حرکت ہوئی اور بڑا ہو گیا حضرت عمرؓ نے اس کی تصدیق کی اور نکاح توڑ ڈالا تو فرمایا کہ خیر ہوئی تمہاری کوئی بری بات مجھے نہیں پہنچی اور لڑکے کا نسب پہلے خاوند سے ثابت کیا۔

ف : مطلب حضرت عمر کا یہ تھا کہ عورت کو باوجود حمل رہنے کے معلوم کیسے نہ ہوا کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا اس میں قصور عورت کا ہے یا نہیں اگر قصور ثابت ہو تو اس کو سزا دی جائے۔

۲۸- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُلِيْطُ اَوْلَادَ الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنِ ادَّعَاهُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَاَتٰى رَجُلَانِ كِلَاهُمَا يَدَّعِيْ وَلَدَ امْرَاَةٍ فَدَعَا عُمَرُ قَائِفًا فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَقَالَ الْقَائِفُ لَقَدِ اشْتَرَكَا فِيْهِ فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ دَعَا الْمَرْاَةَ فَقَالَ لَهَا اَخْبِرِيْنِيْ خَبَرَكِ فَقَالَتْ كَانَ هٰذَا لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ يَاْتِيْنِيْ وَهِيَ فِيْ اِبِلٍ لِاَهْلِهَا فَلَا يُفَارِقُهَا حَتّٰى يَظُنَّ وَتَظُنَّ اَنَّهُ قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا حَبَلٌ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهَا فَاُهْرِيْقَتْ عَلَيْهِ دَمًا ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا هٰذَا تَعْنِي الْاٰخَرَ فَلَا اَدْرِيْ مِنْ اَيِّهِمَا هُوَ قَالَ فَكَبَّرَ الْقَائِفُ فَقَالَ عُمَرُ لِلْغُلَامِ وَالِ اَيَّهُمَا شِئْتَ۔

ترجمہ : سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر جاہلیت کے بچوں کو جو ان کا دعویٰ کرتا اسلام کے زمانے میں اسی سے ملا دیتے (یعنی نسب ثابت کر دیتے) ایک بار دو آدمی دعویٰ کرتے ہوئے آئے ایک لڑکے کا حضرت عمر نے قائف کو (یعنی قیافہ جاننے والے کو) بلایا قائف نے دیکھ کر کہا اس لڑکے میں دونوں شریک ہیں حضرت عمر نے قائف کو دُرّے سے مارا پھر اس عورت کو (یعنی اس لڑکے کی ماں کو) بلایا اور کہا تو اپنا حال مجھ سے کہہ اس نے ایک مرد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میرے پاس آتا تھا اور میں اپنے لوگوں کے اونٹوں میں ہوتی تھی تو وہ مجھ سے الگ نہیں ہوتا تھا بلکہ مجھ سے چمٹا رہتا تھا (یعنی جماع کیا کرتا تھا) یہاں تک کہ وہ بھی اور میں بھی گمان کرتے حمل رہ جانے کا پھر یہ چلا جاتا اور مجھے خون آیا کرتا تب دوسرا مرد آتا وہ بھی صحبت کرتا میں نہیں جانتی ان دونوں میں سے یہ کس کا نطفہ ہے قائف یہ سن کر خوشی کے مارے پھول گیا (کیونکہ اس کی بات سچی نکلی) حضرت عمر نے کہا لڑکے سے تجھے اختیار ہے جس سے چاہے ان دونوں میں سے موالات کر لے ف۲

ف۱ : اس وجہ سے کہ ایک لڑکا دو مردوں کا نہیں ہو سکتا ضروری ہے کہ ایک کا نطفہ ہوگا۔

ف۲ : یعنی اس کو باپ اور وارث بنا لے۔

۲۹- عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَوْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَضٰى اَحَدُهُمَا فِي امْرَاَةٍ غَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ اَنَّهَا حُرَّةٌ فَوَلَدَتْ لَهُ اَوْلَادًا فَقَضٰى اَنْ يَّفْدِيَ وَلَدَهُ بِمِثْلِهِمْ۔

ترجمہ : حضرت عمر نے یا عثمان نے جب ایک عورت نے دھوکہ سے اپنے کو آزاد قرار دے کر ایک شخص سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یہ فیصلہ کیا کہ (وہ عورت لونڈی رہے اپنے مولیٰ کی اور اولاد بھی اسی کی مملوک ہے) خاوند اپنی اولاد کو فدیہ دے کر چھڑا لے اسکے مانند غلام لونڈی دے کر۔

۳۰- کہا مالک نے قیمت دینا بہت بہتر ہے۔

۱۳- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ الْمُسْتَلْحَقِ

(جو لڑکا کسی شخص سے ملایا جائے اس کے وارث ہونے کا بیان)

۳۱- کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے ایک شخص مر جائے اور کئی بیٹے چھوڑ جائے اب ایک بیٹا ان میں سے یہ کہے کہ

میرے باپ نے یہ کہا تھا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے تو ایک آدمی کے کہنے سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا اور وارثوں کے حصوں میں سے اس کو کچھ نہ ملے گا البتہ جس نے اقرار کیا ہے اس کے حصے میں سے اس کو ملے گا کہا مالک نے اس کی تفسیر یہ ہے ایک شخص مرجائے اور دو بیٹے چھوڑ جائے اور چھ سو دینار ہر ایک بیٹا تین تین سو دینار لے پھر ایک بیٹا یہ کہے کہ میرے باپ نے اقرار کیا تھا اس امر کا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے تو وہ اپنے حصے میں سے اس کو سو دینار دے کیونکہ ایک وارث نے اقرار کیا ایک نے اقرار نہ کیا تو اس کو آدھا حصہ ملے گا اگر وہ بھی اقرار کر لیتا تو پورا حصہ یعنے دو سو دینار ملتے اور نسب ثابت ہوجاتا اس کی مثال یہ ہے ایک عورت اپنے باپ یا خاوند کے ذمے پر قرض کا اقرار کرے اور باقی وارث انکار کریں تو وہ اپنے حصے کے موافق اس میں سے قرضہ ادا کرے اسی حساب سے کہا مالک نے ایک مرد بھی اس قرضخواہ کے قرضے کا گواہ ہو تو اس کو حلف دے کر ترکے میں سے پورا قرضہ دلا دیں گے کیونکہ ایک مرد جب گواہ ہو اور مدعی بھی حلف کرے تو دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے البتہ اگر قرضخواہ حلف نہ کرے تو جو وارث اقرار کرتا ہے اس کے حصے کے موافق قرضہ وصول کرے۔

۳۴۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ

(لونڈیوں کی اولاد کا بیان)

۳۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَابَالُ رِجَالٍ يَطَؤُنَ وَلَائِدَهُمْ ثُمَّ يَعْزِلُونَهُنَّ لَا تَأْتِيْنِيْ وَلِيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا اَنْ قَدْ اَلَمَّ بِهَا اِلَّا اَلْحَقْتُ بِهٖ وَلَدَهَا فَاعْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ اَوِ اتْرُكُوْا۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا جماع کرتے ہیں اپنی لونڈیوں سے پھر ان سے جدا ہو جاتے ہیںؓ اب سے میرے پاس جو لونڈی آئے گی اور اس کے مولیٰ کو اقرار ہوگا اس سے جماع کرنے کا تو میں اس لڑکے کو مولیٰ سے ملا دوں گا تم کو اختیار ہے چاہے عزل کر دیا نہ کروؒ۔

ف: اس خیال سے کہ لڑکا پیدا ہو تو ہمارا نہ کہلائے پہلے تو صحبت کرتے ہیں مزے اڑا لیتے ہیں پھر بے تعلقی بیان کرتے ہیں۔ ف۲: یعنے اس کا نسب ثابت کروں گا اگرچہ وہ کہا کرے کہ میں نے انزال کے وقت عزل کر لیا تھا یعنے ذکر کو شرمگاہ سے باہر نکال کر منزل ہوا تھا میرا لڑکا کہاں سے آیا۔ ف۳: کچھ فائدہ نہیں ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہی ہے کہ جب مالک کو اپنی لونڈی سے جماع کا اقرار ہو اور مدت مناسب کے اندر اس کا لڑکا پیدا ہو تو وہ مولیٰ کا لڑکا ہوگا مگر ابو حنیفہ اور اہل کوفہ کے نزدیک جب تک مولیٰ لونڈی کی اولاد کو اپنا نہ کہے نسب ثابت نہیں ہوتا۔

۳۵۔ عَنْ: صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَابَالُ رِجَالٍ يَطَؤُنَ وَلَائِدَهُمْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُنَّ يَخْرُجْنَ لَا تَأْتِيْنِيْ وَلِيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا اَنْ قَدْ اَلَمَّ بِهَا اِلَّا اَلْحَقْتُ بِهٖ وَلَدَهَا فَاَرْسِلُوْهُنَّ بَعْدُ اَوْ اَمْسِكُوْهُنَّ۔

ترجمہ: صفیہ بنت عبید سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا جماع کرتے ہیں اپنی لونڈیوں سے پھر ان کو چھوڑ دیتے ہیں وہ نکلی پھرتی ہیں اب میرے پاس جو لونڈی آئے گی اور مولا کو اقرار ہوگا اس سے صحبت کرنے کا تو میں اس کے لڑکے کا نسب مولیٰ سے ثابت کر دوں گا۔

اب اس کے بعد چاہے انہیں بیچا کرو چاہے روک کے رکھا کرو۔

۳۶۔ کہا مالک نے ام ولد جب جنایت کرے تو مولیٰ اس کا تاوان دے اور ام ولد کو اس جنایت کے عوض میں نہیں دے سکتا مگر قیمت سے زیادہ تاوان نہ دے گا۔

۱۵۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي عِمَارَةِ الْمَوَاتِ (بنجر زمین کو آباد کرنے کا بیان)

۳۷۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحْيَىٰ أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بنجر زمین کو آباد (زراعت) کرے وہ اسی کی ہے جو شخص ظلم سے وہاں کچھ تصرف کرے اس کو کچھ حق نہیں ہے۔

۳۸۔ کہا مالک نے ظلم سے تصرف کرے شاگرداں گڑھا کھودے یا کچھ زمین قبضہ کرے یا درخت لگائے۔

۳۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ أَحْيَىٰ أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا جو شخص بنجر زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہے۔

۴۰۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۶۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمِيَاهِ (پانی لینے کا بیان)

۴۱۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي سَيْلِ مَهْزُورٍ وَمُذَيْنِيبٍ يُمْسِكُ حَتَّى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسِلُ الْأَعْلَىٰ عَلَى الْأَسْفَلِ۔

ترجمہ: عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نالوں میں ایک کا نام مہزور تھا اور دوسرے کا نام مذینیب کہ جس کا باغ نالے کے متصل ہے وہ اپنے باغ میں ٹخنوں ٹخنوں پانی بھر کے پھر دوسرے کے باغ میں پانی چھوڑ دے۔

ف: اسی طرح وہ اپنے باغ میں ٹخنوں تک بھر کے تیسرے کے باغ میں چھوڑ دے اس حدیث کو دارقطنی نے غرائب میں اور حاکم نے موصولاً روایت کیا ہے۔ زرقانی نے کہا کہ ابن عبدالبر اور بزار کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موصولاً دیکھنے میں نہیں آئی تعجب خیز ہے۔

۴۲۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا جائے گا پانی جو بچ رہا ہو تاکہ گھاس بچ جائے۔

ف: جو گھاس جنگل میں خودرو ہو سب لوگ اپنے جانوروں کو چرا سکتے ہیں اگر ایسے مقام میں کسی شخص کا کنواں یا حوض ہو وہ اسکے پانی کو روکے اس کے خیال سے کہ جب چرانے والوں کو پانی نہ ملے گا تو وہاں چرانے نہ آئیں گے اور گھاس محفوظ رہے گی یہ منع ہے۔

۴۳۔ عَنْ: عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُولَ

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ

فَقَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ لِمَ تَمْنَعُنِي وَهُوَ لَكَ مَنْفَعَةٌ تَشْرَبُ بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَلَا يَضُرُّكَ فَأَبَى مُحَمَّدٌ فَكَلَّمَ فِيهِ الضَّحَّاكُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَدَعَا عُمَرُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُخَلِّيَ سَبِيلَهُ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا وَاللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ لِمَ تَمْنَعُ أَخَاكَ مَا يَنْفَعُهُ وَهُوَ لَكَ نَافِعٌ تَسْقِي بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَهُوَ لَا يَضُرُّكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا وَاللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَيَمُرَّنَّ بِهِ وَلَوْ عَلَى بَطْنِكَ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَمُرَّ بِهِ فَفَعَلَ الضَّحَّاكُ ۔

نے کہا تم کیوں منع کرتے ہو تمہارا تو اس میں نفع ہے اپنی زمین کو اول اور آخر پانی دیا کرنا اور کچھ ضرر نہیں محمد نہ مانا۔ ضحاک نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر کہا تم اجازت دو محمد نے کہا میں نہ دوں گا حضرت عمرؓ نے کہا تم اپنے بھائی مسلمان کو ایسی بات سے منع کرتے ہو جس میں اس کا نفع ہے اور تمہارا بھی نفع ہے تم بھی پانی لیا کرنا اول اور آخر میں اور تمہارا کچھ ضرر نہیں محمد نے کہا قسم خدا کی میں اجازت نہ دوں گا حضرت عمرؓ نے کہا وہ نہر بہائی جائے اگرچہ تمہارے پیٹ پر سے ہو پھر حضرت عمرؓ نے ضحاک کو حکم کیا نہر جاری کرنے کا محمد بن مسلمہ کی زمین سے ہو کر ضحاک نے ایسا ہی کیا۔

۲۷ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ فِي حَائِطِ جَدِّهِ رَبِيعٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَأَرَادَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْ يُحَوِّلَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْحَائِطِ هِيَ أَقْرَبُ إِلَى أَرْضِهِ فَمَنَعَهُ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي ذٰلِكَ فَقَضَى عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ بِتَحْوِيلِهِ ۔

ترجمہ: یحییٰ بن عمارہ سے روایت ہے میرے دادا کے باغ میں سے ہو کر ایک نہر بہتی تھی عبد الرحمٰن بن عوف کی عبد الرحمٰن نے یہ چاہا کہ اس کو باغ کی دوسری طرف سے لے جائیں کیونکہ وہ قریب تھا ان کی زمین سے لیکن باغ کے مالک یعنی میرے دادا (تمیم بن عبد عمرو انصاری) نے اجازت نہ دی عبد الرحمٰن نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی۔

۱۸ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي قَسْمِ الْأَمْوَالِ (قسمت (تقسیم) کا بیان)

۲۸ - عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا دَارٍ أَوْ أَرْضٍ قُسِمَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْجَاهِلِيَّةِ وَأَيُّمَا دَارٍ أَوْ أَرْضٍ أَدْرَكَهَا الْإِسْلَامُ وَلَمْ تُقْسَمْ فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْإِسْلَامِ ۔

ترجمہ: ثور بن زید دیلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زمین یا مکان جاہلیت کے زمانے میں تقسیم ہو چکا ہے وہ اسی طور پر رہیگا ف البتہ جو مکان یا زمین اسلام کے زمانے تک تقسیم نہیں ہوئی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم ہوگی ف۲

ف: اگرچہ وارث مسلمان ہو جائیں اور یہ چاہیں کہ دوبارہ اس کو اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم کریں تو نہیں ہو سکتا۔

ف۲: مثلاً زید کفر کی حالت میں مر گیا وارث بھی اس کے کافر تھے ابھی جائداد تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ وارث مسلمان ہو گئے تو اب تقسیم شرع کے طور پر ہوگی۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص مر جائے اور بارانی اور چاہی زمینیں چھوڑ جائے تو بارانی کو چاہی کے ساتھ ملا کر تقسیم نہ کریں گے بلکہ جدا جدا تقسیم کریں گے ...... (کیونکہ بارانی کا لگان دسواں حصہ ہے اور چاہی کا

بیسواں حصّہ پیداوار کا) ..... مگر جب سب شریک ملا کر تقسیم کرنے پر راضی ہو جائیں تو ملا کر تقسیم کر دیں گے البتہ بارانی اور زیر تالاب یا کاریز کو ملا کر تقسیم کر دیں گے (کیونکہ ان کا دھار ایک ہے یعنی دونوں قسموں کی زمینوں کا لگان پیداوار کا دسواں حصّہ ہے) اسی طرح اگر کئی قسم کے مال ہوں ایک ہی جگہ اور ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو ہر ایک مال کی قیمت لگا کر ایک ساتھ تقسیم کر دیں گے مکانوں اور گھروں کا بھی یہی حکم ہے ۔

۱۹- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الضَّوَارِي وَالْحَرِيسَةِ (ضواری اور حریسہ کا بیان)

ف : ضواری جمع ہے ضاری کی جس جانور کو کھیت چرنے کی عادت ہوگئی ہو اسکو ضاری کہتے ہیں اور حریسہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جو حفاظت میں رکھ کر چرائے جاتے ہیں ۔

۵۰- عَنْ : حِرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْ فِيهِ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلَى أَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَإِنَّ مَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِي بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلَى أَهْلِهَا ؛

ترجمہ : حرام بن سعد بن محیصہ سے روایت ہے کہ براء بن عازب کا اونٹ ایک باغ میں چلا گیا اور نقصان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ باغ کی حفاظت دن کو باغ والے کے ذمّے پر ہے البتہ اگر رات کو کسی کا جانور باغ میں جا کر نقصان کرے تو ضمان اس کا جانور کے مالک پر ہوگا ۔

ف : کیونکہ جانور کے مالک کو چاہیئے کہ رات کو اپنے جانور کی حفاظت کرے جب وہ رات کو چھٹا پھر ا اور کسی کا باغ خراب کیا تو مالک کا قصور ہوا وہی ضمان دے گا البتہ دن کو تو جانور چھٹے پھرا کرتے ہیں باغ کے مالک کو چاہیئے کہ دن کو اپنے باغ کی آپ حفاظت کرے اگر دن کو جانوروں نے اس کا باغ خراب کیا تو مالک کا قصور نہیں باغ والے کا قصور ہے اس نے حفاظت کیوں نہ کی اگر دن کو جانوروں کے ساتھ ان کا مالک بھی ہوگا تو ضمان لازم آئے گی ۔ مالک اور شافعی کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک نہ رات کو نہ دن کو کسی بھی صورت میں جانور کے مالک پر ضمان نہیں ہے اور لیث اور عطاء کے نزدیک ہر صورت میں ضمان ہے ۔

۵۱- عَنْ : يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَقِيقًا لِحَاطِبٍ سَرَقُوا نَاقَةً لِرَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَانْتَحَرُوهَا فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَمَرَ عُمَرُ كَثِيرَ بْنَ الصَّلْتِ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَرَاكَ تُجِيعُهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَأُغَرِّمَنَّكَ غُرْمًا يَشُقُّ عَلَيْكَ ثُمَّ قَالَ لِلْمُزَنِيِّ كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ فَقَالَ الْمُزَنِيُّ كُنْتُ وَاللَّهِ أَمْنَعُهَا مِنْ أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَقَالَ عُمَرُ أَعْطِهِ ثَمَانَمِائَةِ دِرْهَمٍ ؛

ترجمہ : یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ غلاموں نے ایک شخص کا اونٹ چرا کر کاٹ ڈالا جب یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا آپ نے کثیر بن الصلت سے کہا ان غلاموں کا ہاتھ کاٹ ڈال پھر حاطب سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تو ان غلاموں کو بھوکا رکھتا ہوگا پھر حضرت عمرؓ نے کہا حاطب سے قسم خدا کی میں تجھ سے ایسا تاوان دلاؤں گا جو تجھ پر بہت گراں گذرے آپ نے اونٹ والے سے پوچھا تیرا اونٹ کتنے کا ہوگا اس نے کہا میں نے چارسو درم کو اسے نہیں بیچا حضرت عمرؓ

نے کہا تو آٹھ سو درم اس کو دے۔

ف: اس وجہ سے وہ مجبور ہو کر چوری کرنے پر آمادہ ہوئے اور پرایا مال چکھ گئے چونکہ ایسی اضطرار کی حالت میں حرام حلال ہو جاتا ہے اس واسطے ہاتھ اُن کا نہ کاٹا۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک قیمت دو چند لینے میں اس روایت پر عمل نہ ہوگا لیکن درآمد لوگوں کی یہ رہی کہ اس جانور کی جو قیمت چرانے کے دن ہوگی وہ دینی ہوگی۔

۲۰۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنَ الْبَهَائِمِ

(جو شخص کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے اس کا حکم)

۴۳۔ کہا مالکؒ نے جو کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے تو نقصان کی وجہ سے جسقدر قیمت اُسکی کم ہو جائے اس کا تاوان دینا ہوگا۔

۴۴۔ کہا مالکؒ نے ایک اونٹ حملہ کرے کسی آدمی پر اور وہ آدمی اپنی جان کا خوف کر کے اسکو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اگر وہ گواہ رکھتا ہو اس امر کا کہ اونٹ نے اس پر حملہ کیا تھا تو اس پر تاوان نہ ہوگا ورنہ تاوان دینا ہوگا۔

۲۱۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَا يُعْطَى الْعُمَّالُ

(کاریگروں کو جو مال دیا جاتا ہے اُس کا حکم)

۴۵۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی نے اپنا کپڑا رنگریز کو رنگنے کو دیا اُس نے رنگا اب کپڑے والا یہ کہے میں نے تجھ سے یہ رنگ نہیں کہا تھا اور رنگریز کہے تو نے یہی رنگ کہا تھا تو رنگریز کا قول قسم سے مقبول ہوگا ایسا ہی درزی کا بھی حکم ہے اور سُنار کا جب وہ حلف اٹھالیں البتہ اگر ایسی بات کا دعویٰ کرتے ہوں جو بالکل عرف اور رواج کے خلاف ہو تو ان کا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ کپڑے والے سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم نہ کھائے گا تو کاریگر سے قسم لی جائے گی۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص نے اپنا کپڑا رنگریز کو دیا رنگنے کے واسطے رنگریز نے وہ کپڑا دوسرے شخص کو پہننے کو دے دیا تو رنگریز پر اس کا تاوان ہوگا اگر پہننے والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کپڑا کسی اور کا ہے اور جو معلوم ہو تو تاوان اُسی پر ہوگا۔

۲۲۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْحَمَالَةِ وَالْحِوَلِ (حوالے اور کفالت کا بیان)

۴۶۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص نے اپنے ذمے پر جو قرض ہے اُس کو اپنے ایک قرضدار پر اُتار دیا قرضخواہ کی رضامندی سے اب وہ قرضدار مفلس ہو گیا یا بے جائداد مر گیا تو قرضخواہ پھر اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے البتہ اگر ایک شخص دوسرے کے ذمے پر جو قرض ہے اس کا ضامن ہو گیا پھر جو ضامن ہوا تھا بے جائداد مر گیا یا مفلس ہو گیا تو قرضخواہ قرضدار سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

ف: کیونکہ حوالہ نام ہے نقلِ دین کا ایک ذمے سے دوسرے ذمے پر جب مُحتال لہٗ نے قبول کر لیا تو مُحیل بری ہو گیا اب مُحتال علیہ سے وصول ہو یا نہ ہو مُحیل سے کچھ کام نہیں برخلاف کفالت کے اس میں مَکفول عنہٗ بری نہیں ہوتا بلکہ کفیل

مکفول عنہ کی مثل ہو جاتا ہے صحت مطالبہ اور وجوب ادا میں۔

۲۳۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنِ ابْتَاعَ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ

(جو شخص کپڑا خرید کرے اور اس میں عیب نکلے)

۵۸۔ کہا مالک نے جب کوئی شخص کپڑا خریدے اور اس میں عیب نکلے مثلاً پھٹا ہوا ہو یا اور کچھ اور یہ عیب بائع کے پاس کا ہو گواہوں کی گواہی سے یا بائع کے اقرار سے اب مشتری نے اس کپڑے میں تصرف کیا جیسے اس کو کتر بیونت کر ڈالا جس سے کی قیمت گھٹ گئی پھر اس کو عیب معلوم ہوا تو وہ کپڑا بائع کو پھیر دے اور کاٹنے کا ضمان مشتری پر نہ ہوگا۔

ف ۱: اور اگر مشتری چاہے تو کپڑے کو رکھ لے اور عیب کا نقصان بائع سے مجرا لے کہا مالک نے اگر کسی شخص نے کپڑا خریدا اور اس میں عیب پایا مثلاً پھٹا ہوا یا جلا ہوا ہے بائع نے کہا مجھے اس عیب کی خبر نہ تھی اور مشتری اس کپڑے کو کاٹ بیونت چکا ہے یا رنگ چکا ہے تو مشتری کو اختیار ہے چاہے کپڑا رکھ لے اور بائع سے عیب کے موافق نقصان مجرا لے چاہے کپڑا پھیر دے اور جس قدر کاٹ بیونت یا رنگ سے کپڑے کی قیمت گھٹ گئی ہے اسقدر بائع کو مجرا دے اگر مشتری نے اس پر وہ رنگ کیا ہے جس کی وجہ سے اسکی قیمت بڑھ گئی تب بھی مشتری کو اختیار ہوگا چاہے عیب کا نقصان بائع سے وصول کر کے کپڑا رکھ لے چاہے بائع کا شریک ہو جائے۔ اس کپڑے میں اب دیکھا جائے گا کہ اس کپڑے کی قیمت عیب کے لحاظ سے کتنی ہے مثلاً دس درم ہوا اور مشتری کے رنگنے کی وجہ سے پندرہ درم قیمت ہو گئی ہو تو بائع دو ثلث کا اور مشتری ایک ثلث کا اس کپڑے میں شریک ہوگا جب وہ کپڑا بکے اس کی قیمت کو اسی حساب سے بانٹ لیں گے۔

۲۴۔ بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ النَّحْلِ (جو ہبہ درست نہیں اسکا بیان)

۶۰۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَبَاهُ بَشِيرًا أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا كَانَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا قَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَجِعْهُ۔

ترجمہ: نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میرے باپ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور کہا یا رسول اللہ میں نے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہبہ کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا سب بیٹوں کو تو نے ایسا ہی ایک ایک غلام دیا بولا نہیں تو آپ نے فرمایا رجوع کر ہبہ سے۔

ف: ظاہر حدیث سے عدل اور مساوات کا وجوب ثابت ہوتا ہے اولاد میں یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ثوری کا اور شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ عدل اولاد میں مستحب ہے اگر ایک کو کچھ زیادہ ہبہ کرے تو ہبہ صحیح ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ دوسرے کو بھی اسیقدر دے اور نعمان بن بشیر کی حدیث کی تاویل کی ہے دس طریقوں سے لیکن سب وجوہ ضعیف ہیں ذکر کیا ان کو زرقانی نے۔

۶۱۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ

شئے للہ دی بعد اس کے زید مر گیا عمرو ایک گواہ لے کر آیا تو عمرو کو قسم کھانی پڑے گی اگر وہ قسم کھالے تو ایک گواہی اور ایک قسم پر وہ شئے عمرو کو دلادیں گے اگر عمرو نے قسم سے انکار کیا تو زید سے قسم لیں گے اگر زید نے قسم کھانے سے انکار کیا تو وہ شئے دینی پڑے گی جب عمرو کے پاس ایک گواہ بھی ہو اگر ایک بھی گواہ نہ ہو تو عمرو کا صرف دعویٰ مسموع نہ ہوگا ۔

کہا مالک نے ایک شخص نے ایک شئے للہ دی پھر معطیٰ لہٗ قبل قبضے کے مر گیا تو اس کے وارث اسکے قائم مقام ہوں گے اگر دینے والا قبل معطیٰ لہٗ کے قبضے کے مر گیا تو اب اس کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ قبضہ نہ ہونے کے سبب سے وہ ہبہ لغو ہو گیا اگر دینے والا اس کو روک رکھے اور ہبہ پر گواہ نہ ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا جب معطیٰ لہٗ لینے کو کھڑا ہو جائے تو لے سکتا ہے ۔

۲۶ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْهِبَةِ (ہبے کا حکم)

۶۶ - عَنْ ، أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ الْمُرِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِصِلَةِ رَحِمٍ أَوْ عَلَى وَجْهِ صَدَقَةٍ فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ فِيهَا وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً يَرَى أَنَّهُ أَرَادَ بِهَا الثَّوَابَ فَهُوَ عَلَى هِبَتِهِ يَرْجِعُ فِيهَا إِذَا لَمْ يُرْضَ مِنْهَا ۔

ترجمہ : ابی غطفان بن طریف مرّی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا جو شخص ہبہ کرے کسی ناتے والے کو صلۂ رحم کیواسطے یا صدقے کے طور پر ثواب کے واسطے تو اس میں رجوع نہیں کر سکتا اور جو ہبہ کرے عوض لینے کے واسطے تو وہ رجوع کر سکتا ہے جب کہ ناراض ہو ۔

ف : جب تک کہ اس کا عوض نہ لے چکا ہو ۔ ۶۷ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جب موہوب میں کچھ تفاوت ہو جائے کمی بیشی سے اور وہ ہبہ ایسا ہو جو عوض کے واسطے دیا گیا ہو تو موہوب لہٗ کو اس کی قیمت قبضے کے دن کی دینی پڑے گی ۔

۲۷ - بَابُ الْاِعْتِصَارِ فِي الصَّدَقَةِ (صدقہ میں رجوع کرنے کا بیان)

۶۸ - کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے باپ اگر اپنے بیٹے کو کچھ صدقہ کے طور پر دے تو بیٹا اس کو اپنے قبضے میں کر لے یا بیٹا صغیر سن ہو خود باپ کی گود میں ہو اور وہ صدقہ پر گواہ کر دے تو اب باپ کو اس میں رجوع کرنا درست نہیں کیونکہ کسی صدقہ میں رجوع درست نہیں ۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو کوئی چیز محبت کی وجہ سے دے نہ کہ صدقے کے طور پر تو وہ اس میں رجوع کر سکتا ہے جب تک کہ بیٹا اس جائداد کے اعتماد پر معاملہ نہ کرنے لگے اور لوگ اس کو اس جائداد کے بھروسے پر قرض نہ دیں لیکن جب ایسا ہو جائے تو پھر رجوع نہیں کر سکتا ۔ کہا مالک نے اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ہبہ کرے اور کوئی عورت اس بیٹے سے اس واسطے نکاح کرے کہ جائداد ہبہ میں پا کر غنی (مالدار) ہو گیا ہے یا کوئی شخص اپنی بیٹی کو ہبہ کرے پھر اس سے کوئی مرد نکاح کرے اس جائداد کے خیال سے تو اب باپ رجوع نہیں کر سکتا ۔

۲۸۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْعُمْرٰى (عمرےٰ کے بیان میں)

ف: عمریٰ اسکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے تجھ کو اپنا گھر عمر بھر کے واسطے دیا۔

۷۰۔ عَنْ: جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْمَرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِيْ يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ اِلَى الَّذِيْ اَعْطَاهَا اَبَدًا لِاَنَّهٗ اَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ ؏

ترجمہ: جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو عمرےٰ دے اس کے واسطے اور اس کے وارثوں کے واسطے تو پھر وہ عمریٰ اسی کا ہو جاتا ہے دینے والے کو پھر نہیں مل سکتا (کیونکہ اس نے ایسی چیز دی جس میں وراثت ہونے لگی)

ف: یہ قول ابو سلمہ کا ہے اگر اس کی حین حیات تک عمریٰ دیا تو بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک رجوع نہیں ہو سکتا اور مالک کے نزدیک ہو سکتا ہے۔

۷۱۔ عَنْ: عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّهٗ سَمِعَ مَكْحُوْلًا الدِّمَشْقِيَّ يَسْاَلُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعُمْرٰى وَمَا يَقُوْلُ النَّاسُ فِيْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ عَلٰى شُرُوْطِهِمْ فِيْ اَمْوَالِهِمْ وَفِيْمَا اَعْطَوْا ؏

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن قاسم نے سنا مکحول کو پوچھتے ہوئے قاسم سے عمریٰ کے متعلق کیا قول ہے لوگوں کا اس میں قاسم نے کہا میں نے تو لوگوں کو اپنی شرطیں پوری کرتے ہوئے پایا اپنے مالوں میں اور جو کچھ وہ دیا کرتے تھے اس کو بھی پورا کرتے تھے۔

۷۲۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عمریٰ دینے والے کو پھر عمریٰ مل جائے گا جب کہ مُعمَر لہٗ مر جائے اور دینے والے نے اس کے وارثوں کو نہ دیا ہو بلکہ مُعمَر لہٗ کے حین حیات تک دیا ہو۔

۷۳۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَرِثَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ دَارَهَا قَالَ وَكَانَتْ حَفْصَةُ قَدْ اَسْكَنَتْ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ مَا عَاشَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ بِنْتُ زَيْدٍ قَبَضَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْمَسْكَنَ وَرَاٰى اَنَّهٗ لَهٗ ؏

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر وارث ہوئے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے وہ اپنا گھر زید بن خطاب کی بیٹی کو زندگی بھر رہنے کو دے گئی تھیں جب وہ مر گئیں تو عبداللہ بن عمر نے اس گھر کو لے لیا اپنا سمجھ کر۔

۲۹۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي اللُّقَطَةِ (لقطے کا بیان)

ف: لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں جو راہ میں پڑی ہوئی ملے۔

۷۴۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَشَاْنَكَ

ترجمہ: زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور پوچھا آپ سے لقطہ کو فرمایا آپ نے پہچان رکھ ظرف اس کا (جس میں لقطہ ہو خواہ چمڑے میں ہو یا کپڑے میں ہو) اور پہچان رکھ بندھن

بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔

اس کا پھر ایک برس تک لوگوں سے اس کا حال کہا کر اگر اس کا مالک مل جائے تو اس کو دے دے نہیں تو لے لے پھر اس نے کہا اگر کوئی بکری بہکی بھٹکی مل جائے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بکری تیرے کام میں آئے گی یا تیرے بھائی کے نہیں تو بھیڑیا کھا جائے گا۔ پھر اس شخص نے کہا اگر اونٹ بھولا بھٹکا ملے آپ نے فرمایا اونٹ سے تجھے کیا کام وہ تو اپنے ساتھ اپنا پانی رکھتا ہے اور موزے رکھتا ہے جہاں اس کو پانی مل جاتا ہے پی لیتا ہے جو درخت ملتا ہے کھا لیتا ہے یہاں تک کہ مالک اس کا اس کو پا لیتا ہے۔

ف: ایسے مقاموں میں جہاں لوگ جمع ہوا کرتے ہیں جیسے جامع مسجد عیدگاہ میلے ٹھیلوں میں پکار کر کہے جس کی کچھ چیز گم ہوگئی ہو تو ہمارے پاس آئے اس کا پتہ بتلائے۔ ف: مطلب یہ کہ بکری کو پکڑے چھوڑ نہ دے اگر اس کا مالک آجائے تو اسکے حوالے کر دے نہیں تو کام میں لائے اگر چھوڑ دے گا تو احتمال ہے کہ بھیڑیا اس کو پھاڑ ڈالے یا اور کوئی جانور مار ڈالے تو مسلمان کا مال ناحق ضائع ہو۔ ف: پیٹ میں اس کے پانی بھرا رہتا ہے کئی دن تک پیاس (بھوک) کا متحمل ہو سکتا ہے۔ ف: پینے تلوے اسکے مضبوط اور زور آور ہیں کہ چلنے سے گھستے نہیں۔ ف: تو اونٹ کو پکڑنا جائز نہیں کیونکہ اس کے تلف ہونے کا خوف نہیں ہے۔

۵۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ نَزَلَ مَنْزِلَ قَوْمٍ بِطَرِيقِ الشَّامِ فَوَجَدَ صُرَّةً فِيهَا ثَمَانُونَ دِينَارًا فَذَكَرَهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ عَرِّفْهَا عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ وَاذْكُرْهَا لِكُلِّ مَنْ يَأْتِي مِنَ الشَّامِ سَنَةً فَإِذَا مَضَتِ السَّنَةُ فَشَأْنُكَ بِهَا۔

ترجمہ: معاویہ بن عبداللہ بن بدر الجہنی سے روایت ہے ان کے باپ نے بیان کیا کہ انہوں نے شام کے راستہ میں ایک منزل میں جہاں لوگ اُتر چکے تھے ایک تھیلی پائی جس میں اسی دینار تھے انہوں نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا آپ نے کہا مسجدوں کے دروازوں پر لوگوں سے کہا کر اور جو شخص شام سے آئے اس سے بیان کیا کر ایک برس تک جب ایک برس گذر جائے پھر تجھکو اختیار ہے۔

۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ لُقَطَةً فَجَاءَ بِهَا إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ إِنِّي وَجَدْتُ لُقَطَةً فَمَاذَا تَرَى فِيهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَرِّفْهَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ زِدْ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَهَا وَلَوْ شِئْتَ لَمْ تَأْخُذْهَا۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے ایک شخص نے لقطہ پایا اس کو عبداللہ بن عمرؓ کے پاس لے آیا اور پوچھا کیا کہتے ہو اس باب میں عبداللہ بن عمرؓ نے کہا لوگوں سے پوچھ اور بتا اس نے کہا میں پوچھ اور بتا چکا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا اور سہی اس نے کہا میں پوچھ بتا چکا عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں کبھی تجھ کو حکم نہ کروں گا اسکے کھانے کا اگر تو چاہتا تو اس کو نہ لیتا۔

ف: جب لے لیا تو دقت اٹھانا ضروری ہے اس واسطے عبداللہ بن عمرؓ کے نزدیک لقطہ اٹھانا مکروہ ہے۔

۳۰- بَابُ الْقَضَاءِ فِي اسْتِهْلَاكِ الْعَبْدِ اللُّقَطَةَ

(غلام لقطے کو پا کر خرچ کر ڈالے تو کیا حکم ہے)

۲۲- کہا مالک نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے غلام اگر لقطہ پائے اور اُس کو خرچ کر ڈالے میعاد گزرنے سے پہلے یعنے ایک برس سے پہلے تو وہ اسکے ذمہ رہے گا اب جب اس کا مالک آئے تو غلام کا مولیٰ لقطے کی قیمت ادا کرے یا غلام کو حوالے کر دے اگر غلام نے میعاد گزرنے کے بعد اس کو صرف کیا تو وہ اس کے ذمے قرض رہے گا جب آزاد ہو اس سے لے فی الحال کچھ نہیں لے سکتا نہ مولیٰ کو اس کا دینا لازم ہے۔

۳۱- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الضَّوَالِّ (جو جانور مالک کے پاس سے گم ہو گئے ہوں اُس کا بیان)

۴۸- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ بَعِيرًا بِالْحَرَّةِ فَعَقَلَهُ ثُمَّ ذَكَرَهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُعَرِّفَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ أَنَّهُ قَدْ شَغَلَنِي عَنْ ضَيْعَتِي فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَرْسِلْهُ حَيْثُ وَجَدْتَهُ.

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک انصاری نے ایک اونٹ پایا حرّہ میں (حرّہ ایک زمین ہے کالی پتھروں کی مدینہ کے قریب) اس کو رسی سے باندھا اور حضرت عمرؓ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے کہا تین مرتبہ اس کو بتاؤ ثابت نے کہا اپنی زمین کی خبر لینے سے میں مجبور ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا جہاں سے تو نے اس اونٹ کو پایا ہے وہیں چھوڑ دے۔

ف: یعنے اونٹ کے بتانے میں میرا اصلی کام موقوف ہو گیا۔

۴۹- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ مَنْ أَخَذَ ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ.

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب کعبے سے اپنی پیٹھ لگائے ہوئے بیٹھے تھے فرمایا جو شخص گم ہوئی چیز کو اُٹھائے وہ خود گمراہ ہے۔

ف: اگر لینے کی نیت سے اٹھائے اور جو بتانے کی نیت سے اُٹھائے تو کچھ قباحت نہیں۔

۵۰- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ كَانَتْ ضَوَالُّ الْإِبِلِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِبِلًا مُؤَبَّلَةً تَنَاتَجُ لَا يَمَسُّهَا أَحَدٌ حَتَّى إِذَا كَانَ زَمَانُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَمَرَ بِتَعْرِيفِهَا ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا.

ترجمہ: ابن شہاب کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جو اونٹ گم ہوئے ملتے تھے وہ چھوڑ دیئے جاتے تھے بچے جنا کرتے تھے کوئی ان کو نہ لیتا تھا جب حضرت عثمانؓ کا زمانہ ہوا انھوں نے حکم کیا کہ بتائے جائیں پھر بیچ کر اُن کی قیمت بیت المال میں رکھی جائے جب مالک آئے تو اس کو دے دی جائے۔

۴۲۔ باب صَدَقَةِ الْحَيِّ عَنِ الْمَيِّتِ

(زندہ مردے کی طرف سے صدقہ دے تو مردے کو ثواب پہنچتا ہے)

۱۔ عَنْ: شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَحَضَرَتْ أُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ فَقِيلَ لَهَا أَوْصِي فَقَالَتْ فِيمَ أُوصِي إِنَّمَا الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ سَعْدٌ فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ذُكِرَ ذٰلِكَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَّاهُ ؞

ترجمہ: شرحبیل بن سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو نکلے ان کی ماں مدینہ میں مرنے لگیں لوگوں نے اُن سے کہا وصیت کرو انھوں نے کہا کیا وصیت کروں مال تو سعد کا ہے پھر مرگئیں سعد کے آنے سے پہلے جب سعد آئے لوگوں نے بیان کیا سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر میں اپنی ماں کی طرف سے کچھ للہ دُوں تو اس کو فائدہ ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر سعد نے کہا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے میری ماں کی طرف سے۔

۲۔ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ؞

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں کا دم یکایک نکل گیا اگر بات کرنے پاتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

۳۔ عَنْ: مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ تَصَدَّقَ عَلَى أَبَوَيْهِ بِصَدَقَةٍ فَهَلَكَا فَوَرِثَ ابْنُهُمَا الْمَالَ وَهُوَ نَخْلٌ فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ أُجِرْتَ فِي صَدَقَتِكَ وَخُذْهَا بِمِيرَاثِكَ ؞

ترجمہ: ایک شخص انصاری نے اپنے والدین کو کھجور کے درخت صدقہ میں دئے پھر والدین مرگئے تو وہی شخص اس کا وارث ہوا اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تجھے صدقہ کا ثواب ہوا اب میراث میں اس کو لے لے۔

۴۳۔ باب الْأَمْرِ بِالْوَصِيَّةِ (وصیت کا حکم)

۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لائق ہے مسلمان آدمی کو جس کے پاس کوئی چیز یا معاملہ ایسا ہو جس میں وصیت کرنا ضروری ہو اور وہ

عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ ۔ دو راتیں گذارے بغیر وصیت لکھے ہوئے۔

ف : کیونکہ احتمال ہے کہ موت آجائے اور وصیت لکھنا نصیب نہ ہو تو لوگوں کا مؤاخذہ دار ہو کر مرے ۔

۸۷۔ **کہا** مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جو آدمی اپنی صحت یا مرض میں کچھ وصیت کرے مثلاً غلام آزاد کرنے کی یا اور کچھ وصیت تو اس میں تغیر اور تصرف کر سکتا ہے مرتے دم تک اور یہ بھی ممکن ہے کہ بالکل اس وصیت کو موقوف کر کے دوسری کوئی وصیت کرے مگر جب کسی غلام کو مدبّر کر چکا ہو تو اب اس کی تدبیر کو باطل نہیں کر سکتا اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لائق ہے مسلمان آدمی کو آخر تک الحدیث ۔ **کہا** مالک نے اگر مؤمن اپنی وصیت کے بدلنے پر قادر نہ ہوتا تو چاہیئے تھا کہ ہر وصیت کرنے والے کا مال اس کے اختیار سے نکل کر رکا رہتا حالانکہ ایسا نہیں ہے کبھی آدمی اپنی صحت میں وصیت کرتا ہے اور کبھی سفر میں جاتے وقت **کہا** مالک نے ہمارے نزدیک ہر وصیت کو بدل سکتا ہے سوائے تدبیر کے ۔

۲۳۔ بَابُ جَوَازِ وَصِيَّةِ الضَّعِيفِ وَالصَّغِيرِ وَالْمُصَابِ وَالسَّفِيهِ

(ضعیف اور کم سن اور مجنون اور احمق کی وصیت کا بیان)

۸۸۔ **عَنْ** : عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ هٰهُنَا غُلَامًا يَفَاعًا لَمْ يَحْتَلِمْ مِنْ غَسَّانَ وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ وَهُوَ ذُو مَالٍ وَلَيْسَ لَهُ هٰهُنَا إِلَّا ابْنَةُ عَمٍّ لَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَلْيُوصِ لَهَا قَالَ فَأَوْصَى لَهَا بِمَالٍ يُقَالُ بِئْرُ جُشَمٍ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ فَبِيعَ ذٰلِكَ الْمَالُ بِثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَبِنْتُ عَمِّهِ الَّتِي أَوْصَى لَهَا هِيَ أُمُّ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ ۔

ترجمہ : عمرو بن سلیم زرقی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے کہا گیا کہ اس جگہ مدینہ میں ایک لڑکا ہے قریب بلوغ کے مگر بالغ نہیں ہوا قبیلہ غسان سے اور اس کے وارث شام میں ہیں اور اس کے پاس مال ہے اور یہاں اس کا کوئی وارث نہیں سوائے ایک چچازاد بہن کے تو حضرت عمر نے کہا اسی کو وصیت کرے اس لڑکے نے مال کی وصیت جس کا نام بئر جشم تھا اپنی چچازاد بہن کے واسطے کی عمرو بن سلیم نے کہا وہ مال تیس ہزار درہم کو بکا اور اس کی چچازاد بہن عمرو بن سلیم کی ماں تھی ۔

۸۹۔ **عَنْ** : أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ غُلَامًا مِنْ غَسَّانَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ فُلَانًا يَمُوتُ أَفَيُوصِي فَقَالَ فَلْيُوصِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ الْغُلَامُ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ أَوِ اثْنَتَا عَشْرَةَ سَنَةً فَأَوْصَى بِبِئْرِ جُشَمٍ فَبَاعَهَا أَهْلُهَا بِثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ ۔

ترجمہ : ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ ایک لڑکا غسانی کا مرنے لگا مدینہ میں اور وارث اس کے شام میں تھے حضرت عمر سے اس کا ذکر ہوا اور پوچھا گیا کیا وصیت کرے آپ نے فرمایا وصیت کرے یحییٰ بن سعید نے کہا وہ لڑکا دس برس کا تھا یا بارہ برس کا وہ بئر جشم (اس مال کا نام تھا) چھوڑ گیا اس کی وصیت کر گیا لوگوں نے اسے تیس ہزار درہم کو بیچا ۔

۹۰۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ ضعیف العقل اور ناداں اور مجنون کی جس کو کبھی افاقہ ہو جاتا ہے وصیت درست ہے جب اتنی عقل رکھتے ہوں کہ وصیت جو کریں اس کو سمجھیں اگر اتنی بھی عقل نہ ہو تو اس کی وصیت درست نہیں ہے۔

۳۔ بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْوَصِيَّةِ فِي الثُّلُثِ لَا تَتَعَدَّى

(ثلث سے زیادہ وصیت درست نہ ہونے کا بیان)

۹۱۔ عَنْ: سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ ۔

ترجمہ: سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو آئے (یعنی بیمار پرسی کے لئے) حجۃ الوداع کے سال میں اور میرا مرض شدید تھا میں نے کہا یا رسول اللہ میری بیماری کا حال تو آپ دیکھتے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں دوثلث مال للہ دے دوں آپ نے فرمایا نہیں میں نے کہا آدھا مال دے دوں آپ نے فرمایا نہیں پھر خود آپ نے فرمایا تہائی مال للہ دے دے اور تہائی بہت ہے۔ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو فقیر بھیک منگا چھوڑ جائے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور تو جو خرچ کرے گا خدا کی رضا مندی کے واسطے تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ تو جو اپنی بی بی کے منہ میں دیتا ہے اس کا بھی ثواب ملے گا پھر میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو پیچھے رہ جائے گا اور نیک کام کرے گا تیرا درجہ بلند ہوگا اور شاید تو زندہ رہے (مکہ میں نہ مرے) یہاں تک کہ نفع دے اللہ جل جلالہ تیرے سبب سے ایک قوم کو اور نقصان دے ایک قوم کو اے پروردگار میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے اور مت پھیر دے ان کو اس ہجرت سے ان کی ایڑیوں پر لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ ہیں جن کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنج کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ مکہ میں مر گئے تھے۔

ف[1]: یعنے آپ مکہ سے چلے جائیں گے اور میں مکہ میں رہ جاؤں گا بوجہ بیماری کے چونکہ صحابہ مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کر چکے تھے اس واسطے وہاں کا رہنا مکروہ جانتے تھے کیونکہ انہوں نے خدا کے واسطے اس کو چھوڑ دیا تھا۔

ف[2]: یہ قول آنحضرتؐ کا سچا ہوا سعد بن ابی وقاص مدت تک زندہ رہے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بڑی بڑی فتوحات کیں نفع ہوا ان کے سبب سے مسلمانوں کو اور ضرر ہوا اُن کے سبب سے کفار کو اور انتقال ہوا سعد کا ۵۵ھ ہجری میں یا ۵۸ھ ہجری میں تو بعد اس بیماری کے پینتالیس[۴۵] برس تک زندہ رہے۔

ف[3]: حجۃ الوداع میں کیونکہ جس زمین سے آدمی ہجرت کر چکے وہاں مرنا مکروہ ہے۔

۹۴- کہا مالک نے اگر کوئی وصیت کرے تہائی مال کی ایک شخص کو اور کہے غلام میرا فلاں شخص کی خدمت کرے جب تک وہ شخص زندہ رہے پھر آزاد ہے بعد اسکے اس غلام کی قیمت ثلث مال نکلے تو غلام کی خدمت کی قیمت لگا دیں گے اور اس غلام میں حقہ کر لیں گے جس کو ثلث مال کی وصیت کی ہے اس کا حصہ ایک ثلث ہوگا اور جس کو خدمت کی وصیت کی ہے اس کا حصہ خدمت کے موافق ہوگا بعد اس کے دونوں شخص اس غلام کی خدمت یا کمائی میں سے اپنا حصہ لیا کریں گے۔ جب وہ شخص مرجائے گا جس کے واسطے خدمت کی تھی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ کہا مالک نے جو شخص وصیت کرے کئی آدمیوں کے لئے پھر اس کے وارث یہ دعویٰ کریں کہ وصیت ثلث سے زیادہ ہے تو وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے ہر ایک موصٰی لہٗ کو اس کی وصیت ادا کریں اور میت کا پورا ثلث کہ آپ لے لیں یا تہائی مال موصٰی لہٗ جتنے ہوں ان کے حوالہ کر دیں وہ اپنے حقوں کے موافق اس کو تقسیم کر لیں گے۔

۳۔ بَابُ أَمْرِ الْحَامِلِ وَالْمَرِيضِ وَالَّذِي يَحْضُرُ الْقِتَالَ فِي أَمْوَالِهِمْ

(حاملہ اور بیمار کو اور اُس شخص کو جو میدانِ جنگ میں کھڑا ہو اپنے مال میں کتنا اختیار ہے)

۹۵- کہا مالک نے حاملہ بھی مثل بیمار کے ہے اگر بیماری خفیف ہو جس میں موت کا خوف نہ ہو تو مالک مال کو اختیار ہے جیسا چاہے تصرف کرے البتہ جس بیماری میں موت کا خوف ہو تو ثلث سے زیادہ تصرف درست نہیں ہے۔ کہا مالک نے اسی طرح حاملہ بھی اوائل حمل میں جب تک خوشی اور سرور اور صحت سے رہے نہ مرض ہو نہ خوف اپنے کل مال میں اختیار رکھے گی۔ اللہ جل جلالہٗ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔۔۔۔۔" ہم نے بشارت دی سارہ کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی" اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے "جب آدمی نے عورت سے جماع کیا تو اس کو حمل ہو گیا ہلکا ہلکا چلتے پھرتے رہے جب حمل بھاری ہوا تو دونوں نے دعا کی اللہ سے جو ان کا رب تھا کہ اگر تو ہم کو نیک (یا صحیح وسالم) بچہ دے گا تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے"۔ پس عورت حاملہ جب بوجھل ہو جائے تو اس وقت ثلث مال سے زیادہ اختیار نہیں رہتا اور یہ بعد چھ مہینے کے ہے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے "مائیں اپنے بچے کو دو برس کامل دودھ پلائیں جو شخص دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے" اور پھر فرماتا ہے "حمل اور دودھ چھڑائی اس کی تیس[۳۰] مہینے میں ہوتی ہے" تو جب حاملہ پر چھ مہینے گذر جائیں حمل کے روز سے اس وقت سے اسکا تصرف ثلث مال سے زیادہ میں درست نہ ہوگا۔ کہا مالک نے جو شخص صف جنگ میں کھڑا ہو اور لڑائی کو جائے اسکو بھی ثلث مال سے زیادہ اپنے مال میں تصرف درست نہیں وہ بھی حاملہ اور بیمار کے حکم میں ہے۔

۳۶۔ بَابُ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ وَالْحِيَازَةِ

(وارث کے واسطے وصیت کا بیان اور وارث کو کچھ مال دے جانے کا بیان)

۹۹۔ کہا مالک نے یہ جو آیت ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ "یعنے جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور مال چھوڑ جائے تو وصیت کرے والدین اور ناتے والوں کے واسطے"۔ یہ آیت منسوخ ہے آیات میراث سے جن میں اللہ نے ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیا[1] ف اور یہ حکم اس وقت کا تھا جب تک آیات مواریث نہیں اتری تھیں لوگ جیسے وصیت کر جاتے اسکے موافق مال اُن کا تقسیم ہو جاتا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک وارث کے واسطے وصیت درست نہیں ہے مگر جب اور ورثاء اجازت دیں اور اگر بعض ورثاء اجازت دیں اور بعض نہ دیں تو جو اجازت دیں گے ان کے حصے میں سے وصیت ادا کی جائے گی۔ کہا مالک نے جو شخص بیمار ہو وہ اپنے وارثوں سے اجازت چاہے ثلث سے زیادہ وصیت کرنے کی اور وارث اجازت دیں اس بات کی کہ ثلث سے زیادہ کسی وارث کے لئے وصیت کرے تو پھر ان وارثوں کو رجوع کا اختیار نہیں اگر رجوع درست ہوتا تو ہر وارث یہی کیا کرتا جب موصی مر جاتا تو مال وصیت آپ لے لیا کرتے اور اس کی وصیت روک دیتے البتہ اگر کوئی شخص صحت کی حالت میں اپنے وارثوں سے اجازت چاہے وارث کے واسطے وصیت کرنے کی اور وہ اجازت دے دیں تو اس سے رجوع کر سکتے ہیں کیونکہ جب آدمی صحیح ہے تو اپنے کل مال میں اختیار رکھتا ہے چاہے سب صدقہ دے چاہے سب کسی کے حوالے کر دے تو یہ اذن لینا لغو ہوا اور وارثوں کا اذن دینا بھی اپنے وقت سے پیشتر ہوا اسواسطے ان کو رجوع درست ہے بلکہ اذن لینا اس وقت درست ہے جب وہ اپنے مال میں اختیار نہ رکھتا ہو اور ثلث سے زیادہ تصرف کرنے پر قادر نہ ہو اُس وقت وارثوں کو دو ثلث کا اختیار ہوگا وہ اجازت بھی دے سکتے ہیں اگر مریض نے اپنے وارث سے کہا تو اپنا حصہ میراث کا مجھے ہبہ کر دے اس نے ہبہ کر دیا لیکن مریض نے اس میں کچھ تصرف نہیں کیا یوں ہی مر گیا تو وہ حصہ پھر اسی وارث کا ہو جائے البتہ اگر میت یوں کہے ایک وارث سے کہ فلانا وارث بہت ضعیف ہے تو بھی اپنا حصہ اس کو ہبہ کر دے اور اگر وہ ہبہ کر دے تو درست ہو جائے گا اگر وارث نے اپنا حصہ میراث میت کو ہبہ کر دیا اس نے کچھ اس میں سے کسی کو دلایا کچھ بچ رہا تو جو بچ رہا وہ اسی وارث کا ہوگا۔

۱۰۰۔ کہا مالک نے جس شخص نے وصیت کی بعد اسکے معلوم ہوا کہ اس نے اپنے ایک وارث کو کچھ دیا تھا جس پر اس نے قبضہ نہیں کیا اور ورثاء نے اس کی اجازت سے انکار کیا تو وہ ورثا کا حق ہو جائے اور کتاب اللہ کے موافق تقسیم ہوگا۔

---

[1] یہ آیت منسوخ نہیں ہے اسکی پوری بحث دیگر کتب و تفاسیر میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲ مصحح

۳۷۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤَنَّثِ مِنَ الرِّجَالِ وَمَنْ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ

(جو مرد عورت کی مثل ہو (یعنے شہوت نہ رکھتا ہو) اُس کا بیان اور لڑکے کا کون حقدار ہے ماں یا باپ)

۱۰۱۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے ایک مخنث (جو خلقی نامرد تھا نام اُس کا ہیت تھا) حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس تھا اس نے عبداللہ بن امیہ سے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُن رہے تھے اے عبداللہ اگر کل اللہ جل جلالہٗ تمہارے ہاتھ سے طائف کو فتح کرا دے تو تم غیلان کی بیٹی کو ضرور لینا جب وہ سامنے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار شکنیں معلوم ہوتی ہیں اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو چار کی آٹھ شکنیں معلوم ہوتی ہیں (دونوں جانب سے پہلو کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس نہ آیا کریں۔

ف: بٹیں پڑنے سے غرض یہ ہے وہ عورت موٹی اور گدراز ہے عرب کے لوگ موٹی پُر گوشت عورتوں کو پسند کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنکر معلوم کیا کہ اس مخنث کے دل میں بھی عورتوں کی خواہش ہے جب ہی تو اچھے بُرے کو تمیز کرتا ہے اسواسطے منع کیا عورتوں کے پاس اسکے آنے سے۔

۱۰۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ كَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوَلَدَتْ لَهُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ ثُمَّ إِنَّهُ فَارَقَهَا فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُبَاءً فَوَجَدَ ابْنَهُ عَاصِمًا يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِعَضُدِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الدَّابَّةِ فَأَدْرَكَتْهُ جَدَّةُ الْغُلَامِ فَنَازَعَتْهُ إِيَّاهُ حَتَّى أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنِي وَقَالَتِ الْمَرْأَةُ ابْنِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ قَالَ فَمَا رَاجَعَهُ عُمَرُ الْكَلَامَ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے سُنا کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک انصاری عورت تھی اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عاصم بن عمر رکھا گیا پھر حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور مسجد قبا میں آئے وہاں عاصم کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا۔ مسجد کے صحن میں حضرت عمرؓ نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے جانور پر سوار کر لیا لڑکے کی نانی نے یہ دیکھ کر ان سے جھگڑا کیا اور اپنا لڑکا طلب کیا پھر دونوں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے حضرت عمرؓ نے کہا میرا بیٹا ہے عورت نے کہا میرا بچہ ہے ابوبکر صدیق نے کہا عمر سے چھوڑ دے بچے کو اور دے دو اس کی نانی کو حضرت عمر چپ ہو رہے اور کچھ تکرار نہ کی۔

ف: کیونکہ حق پرورش کا نانی کو ہے باپ کو نہیں جب تک کہ وہ بچہ سن شعور کو نہ پہنچے۔

۱۰۳۔ کہا مالک نے اسی حدیث پر عمل ہے۔

۲۸۔ بَابُ الْعَيْبِ فِي السِّلْعَةِ وَضَمَانِهَا

(اسباب میں عیب نکلنے کا بیان اور اُس کا تاوان کس پر ہے)

۱۰۴۔ کہا مالک نے ایک شخص جانور یا کپڑا یا اور کوئی اسباب خرید کرے پھر یہ بیع ناجائز معلوم ہو اور مشتری کو حکم ہو کہ وہ چیز بائع کو پھیر دے (حالانکہ اُس شئے میں کوئی عیب ہو جائے) تو بائع کو اُس شئے کی قیمت ملے گی اس دن کی جس دن کہ وہ شئے مشتری کے قبضے میں آئی تھی نہ کہ اُس دن کی جس دن کہ وہ پھیرتا ہے کیونکہ جس دن سے وہ شئے مشتری کے قبضے میں آئی تھی اُس دن سے وہ اُس کا ضامن ہوگیا تھا اب جو کچھ اس میں نقصان ہو جائے وہ اُسی پر ہوگا اور جو کچھ زیادتی ہو جائے وہ بھی اسی کی ہوگی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی مال ایسے وقت میں لیتا ہے جب اُس کی قدر اور تلاش ہو پھر اُس کو ایسے وقت میں پھیر دیتا ہے جب کہ وہ بے قدر ہو کوئی اُس کو نہ پوچھے تو آدمی ایک شئے خرید تا ہے دس دینار کو پھر اُس کو رکھ چھوڑتا ہے اور پھیرتا ہے ایسے وقت میں جب اُس کی قیمت ایک دینار ہو تو یہ نہیں ہوسکتا کہ بیچارے بائع کا نو دینار کا نقصان کرے یا جس دن خریدا اُسی دن اس کی قیمت ایک دینار تھی پھر پھیرتے وقت اس کی قیمت دس دینار ہوگئی تو بائع مشتری کو ناحق نو دینار کا نقصان دے اسیواسطے قیمت اسی دن کی واجب ہوئی جس دن کہ وہ شئے مشتری کے قبضے میں آئی ہو۔ کہا مالک نے اس کی دلیل یہ ہے کہ چور جب کسی کا اسباب چرائے تو اس کی قیمت چوری کے روز کی لگائی جائے گی اور اُس دن کی قیمت نصاب کے برابر ہوگی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا ورنہ نہیں اگر اس کے ہاتھ کاٹنے میں دیر ہوئی اور اس چیز کی قیمت گھٹ بڑھ گئی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

۲۹۔ بَابُ جَامِعِ الْقَضَاءِ وَكَرَاهِيَتِهِ

(قضا کی مختلف احادیث کا بیان اور قضا کے مکروہ ہونے کا بیان)

۱۰۶۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَتَبَ إِلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنْ هَلُمَّ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَلْمَانُ أَنَّ الْأَرْضَ لَا تُقَدِّسُ أَحَدًا وَإِنَّمَا يُقَدِّسُ الْإِنْسَانَ عَمَلُهُ وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ جُعِلْتَ طَبِيبًا تُدَاوِي فَإِنْ كُنْتَ تُبْرِئُ فَنِعِمَّا لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مُتَطَبِّبًا فَاحْذَرْ أَنْ تَقْتُلَ إِنْسَانًا فَتَدْخُلَ النَّارَ وَكَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِذَا قَضَى بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ أَدْبَرَا عَنْهُ نَظَرَ إِلَيْهِمَا وَقَالَ ارْجِعَا إِلَيَّ

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابوالدرداء نے سلمان فارسی کو لکھا کہ چلے آؤ مقدس (پاک) زمین میں سلمان نے جواب لکھا کہ زمین کسی کو مقدس نہیں کرتی بلکہ آدمی کو اس کے عمل مقدس کرتے ہیں (جس زمین میں ہو) اور میں نے سُنا ہے تم طبیب بنے ہو لوگوں کی دوا کرتے ہو اگر تم لوگوں کو دوا سے اچھا کرتے ہو تو بہتر ہے اور اگر تم طب نہیں جانتے خواہ مخواہ طبیب بن گئے ہو تو بچو کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی آدمی کو مار ڈالو تو جہنم میں جاؤ۔ پھر ابوالدرداء جب فیصلہ کیا کرتے دو شخصوں میں اور وہ جانے لگتے تو دوبارہ

أَعِيدَا عَلَيَّ قِصَّتَكُمَا مُتَطَبِّبٌ وَاللهِ ۔

ان کو بلاتے اور کہتے پھر بیان کرو اپنا قصہ میں تو واللہ طب نہیں جانتا یوں ہی علاج کرتا ہوں ف[۱]

ف[۱]: یعنے قاضی بنے ہو طبیب امراض ظاہری کا علاج کرتا ہے اور قاضی امراض باطنی کا یا جیسے طبیب علاج کرتا ہے ادویہ اغذیہ سے قرائن دیکھ کر ویسا ہی قاضی بھی گواہ اور قسم اور دلائل اور قرائن دیکھ کر فیصلہ کرتا ہے۔ ف[۲]: یعنے علم شرع نہیں جانتے یوں ہی قاضی بن بیٹھے ہو۔ ف[۳]: یہ ابو الدرداء عجز سے کہتے تھے تاکہ اللہ جل شانہٗ مدد کرے اور صواب (صحیح بات) کی توفیق دے۔ اکثر سلف نے عہدہ قضا کو مکروہ جانا ہے اور اس سے پرہیز کیا چنانچہ ابو حنیفہؒ کسی طرح اس عہدے پر راضی نہیں ہوئے بہت تکلیفیں اٹھائیں اس خیال سے کہ اس میں مواخذہ بہت ہے لوگوں کے حقوق کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے دوسرے یہ کہ نفس کا حال یکساں نہیں شاید بے اعتدالی ہو جائے۔ مدعی یا مدعا علیہ کی رعایت کر جائے۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے دوسرے کے غلام سے بغیر اسکے اذن کے کسی بڑے کام میں مدد لی جس کے واسطے نوکر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے یا مزدور بلانے کی اور غلام میں کوئی عیب ہو گیا اُس کام کرنے کی وجہ سے تو اس پر ضمان لازم آئیگا اور جو غلام صحیح وسالم رہا اور اس کے مولیٰ (مالک) نے مزدوری طلب کی تو مزدوری دینی پڑے گی۔ کہا مالکؒ نے اگر غلام کا ایک حصہ آزاد ہوا اور کچھ رقیق (مملوک) تو مال اُس کا اُس کے پاس رہیگا۔ اس میں کوئی نیا کام نہیں کر سکتا بلکہ بقدر ضرورت کھاتا پیتا ہے تو جب مر جائے گا تو وہ مال اُس کو ملے گا جس کی ملک باقی تھی۔ کہا مالکؒ نے جس روز سے لڑکا مالدار ہو جائے تو والد نے جو اس پر خرچ کیا ہو اُس روز سے حساب کرکے اس سے مجرا لے سکتا ہے اگر چاہے خواہ مال لڑکے کا نقد کی قسم سے ہو یا جنس کی قسم سے۔

۱۱۰ عَنْ: عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ دَلَافٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ جُهَيْنَةَ كَانَ يَسْبِقُ الْحَاجَّ فَيَشْتَرِي الرَّوَاحِلَ فَيُغْلِي بِهَا ثُمَّ يُسْرِعُ السَّيْرَ فَيَسْبِقُ الْحَاجَّ فَأَفْلَسَ فَرُفِعَ أَمْرُهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ الْأُسَيْفِعَ أُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ رَضِيَ مِنْ دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ بِأَنْ يُقَالَ سَبَقَ الْحَاجَّ أَلَا وَإِنَّهُ قَدْ دَانَ مُعْرِضًا فَأَصْبَحَ قَدْ دِينَ بِهِ فَمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا بِالْغَدَاةِ نَقْسِمُ مَالَهُ بَيْنَهُمْ وَإِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ وَآخِرَهُ حَرْبٌ ۔

ترجمہ: عمر بن عبدالرحمٰن بن دلاف مزنی سے روایت ہے کہ ایک شخص قبیلہ جہینہ کا (اسیفع) سب حاجیوں سے آگے جا کر اچھے اچھے اونٹ مہنگے خرید کرتا تھا اور جلدی چلا کرتا تھا تو سب حاجیوں سے پیشتر پہنچتا تھا ایک بار وہ مفلس ہو گیا اور اسکا مقدمہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا آپ نے کہا بعد حمد وصلوٰۃ کے لوگوں کو معلوم ہو کہ اسیفع نے جو جہینہ کے قبیلے کا ہے دین اور امانت میں یہی بات پسند کی کہ لوگ اس کو کہا کریں کہ وہ سب حاجیوں سے پہلے پہنچا آگاہ ہو کہ اس نے قرض خریدا ادا کرنے کا خیال نہ رکھا تو وہ مفلس ہو گیا اور قرض نے اسکے مال کو لپیٹ لیا تو جس شخص کا اس پر قرض آتا ہو وہ ہمارے پاس صبح کو آئے ہم اس کا مال قرضخواہوں کو تقسیم کریں گے تم کو چاہیے کہ قرض لینے سے پرہیز کرو قرض میں لیتے ہی رنج ہوتا ہے اور آخر میں لڑائی ہوتی ہے۔

ف: یعنے جب قرض لیتا ہے تو یہ رنج رہتا ہے کہ اگر روپیہ نقد دیتا تو یہ شے ارزاں آتی اب گراں آئی اور لے چکا تو ادا کرنا ضروری ہے۔

۴۰ بَابُ مَآ اَفْسَدَ الْعَبِيْدُ اَوْجَرَحُوْا

(غلام کسی کا نقصان کریں یا کسی کو زخمی کریں تو کیا حکم ہے)

۱۱۱۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک غلام کی جنایت میں سنت یہ ہے کہ اگر غلام کسی شخص کو زخمی کرے یا کسی کی چیز اڑا لے یا کسی کا میوہ درخت سے کاٹ لے یا چرا لے جس میں اس کا ہاتھ کاٹنا لازم نہ آئے تو غلام کا رقبہ (گردن۔ آزادی یا غلامی) اس میں پھنس جائے گا مولی (مالک) کو اختیار رہے گا چاہے ان چیزوں کی قیمت یا زخم کی دیت ادا کرے اور اپنے غلام کو رکھ لے چاہے اس غلام ہی کو صاحبِ جنایت کے حوالے کر دے غلام کی قیمت سے زیادہ مولی (مالک) کو کچھ نہ دینا ہوگا اگرچہ اس چیز کی قیمت یا دیت اس کی قیمت سے زیادہ ہو۔

۴۱ بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ النَّحْلِ

(اپنی اولاد کو جو دینا درست ہے اس کا بیان)

۱۱۲ عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ مَنْ نَحَلَ وَلَدًا لَّهُ صَغِيْرًا لَمْ يَبْلُغْ اَنْ يَّحُوْزَ نُحْلَهُ فَاَعْلَنَ ذٰلِكَ لَهُ وَاَشْهَدَ عَلَيْهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ وَاِنْ وَلِيَهَا اَبُوْهُ لَهُ ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان نے کہا کہ جو شخص اپنے نابالغ لڑکے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو درست ہے جب کہ علانیہ دے اور اس پر گواہ کر دے پھر اس کا ولی باپ ہی رہے گا (وہی اس کی طرف سے اس شے پر قابض رہے گا جب تک لڑکا بڑا ہو۔)

۱۱۳ کہا مالک نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو شخص اپنے نابالغ بچے کو سونا یا چاندی دے پھر وہ بچہ مر جائے اور باپ ہی اس کا ولی تھا تو وہ مال اس بچے کا شمار نہ کیا جائے گا (الا جس صورت میں باپ نے اس مال کو جدا کر دیا ہو یا کسی کے پاس رکھوایا ہو تو وہ بیٹے کا ہوگا (اب وہ مال بیٹے کے سب وارثوں کو بموجب فرائض کے پہنچے گا)

كِتَابُ الْفَرَائِضِ
(یعنے ترکے کی تقسیم کے بیان میں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- بَابُ مِيْرَاثِ الصُّلْبِ (اولاد کی میراث کا بیان)

۱- کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جب ماں یا باپ مر جائے اور لڑکے اور لڑکیاں چھوڑ جائے تو لڑکے کو دوہرا حصہ اور لڑکی کو اکہرا حصہ ملے گا۔ اگر میت کی صرف لڑکیاں ہوں دو یا دو سے زیادہ تو دو ثلث ترکے کے ان کو ملیں گے اگر ایک ہی لڑکی ہے اس کو آدھا ترکہ ملے گا۔ اگر میت کے ذوی الفروض میں سے بھی کوئی ہو اور لڑکے لڑکیاں بھی ہوں تو پہلے ذوی الفروض کا حصہ دے کر جو بچ رہے گا اس میں سے دوہرا حصہ لڑکے کو اور اکہرا حصہ لڑکی کو ملے گا اور جب بیٹے بیٹیاں نہ ہوں تو پوتے پوتیاں ان کی مثل ہوں گی جیسے وہ وارث ہوتے ہیں یہ بھی وارث ہوں گے اور جیسے وہ محجوب (محروم) ہوتے ہیں یہ بھی محجوب ہوں گے۔ اگر ایک بیٹا بھی موجود ہو گا تو بیٹے کی اولاد کو یعنی پوتے اور پوتیوں کو ترکہ نہ ملے گا اگر کوئی بیٹا نہ ہو لیکن دو بیٹیاں یا زیادہ موجود ہوں تو پوتیوں کو کچھ نہ پہنچے گا مگر جس صورت میں ان پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو خواہ انہی کے ہم رتبہ ہو یا ان سے بھی زیادہ دور ہو (مثلاً پوتے کا بیٹا یا پوتا ہو) تو بعد بیٹیوں کے حصے دینے کے اور باقی ذوی الفروض کے جو کچھ بچ رہے گا اس کو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کے بانٹ لیں گے اور اس پوتے کے ساتھ وہ پوتیاں جو اس سے زیادہ میت کے (رشتہ و ترکہ میں) قریب ہیں یا اسکے برابر ہیں وارث ہوں گی جو اس سے بھی زیادہ پوتیاں دور ہیں وہ وارث نہ ہوں گی۔ اور جو کچھ نہ بچے گا تو پوتیوں اور پوتے کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر میت کی صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو آدھا مال ملے گا اور پوتیوں کو جتنی ہوں چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر ان پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو تو اس صورت میں ذوی الفروض کے حصے ادا کر دیں گے اور جو بچ رہے گا وہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ یہ پوتا اور پوتیاں تقسیم کر لیں گی اور یہ پوتا ان پوتیوں کو حصہ دلا دے گا جو اس کے ہم رتبہ ہوں یا اس سے زیادہ قریب ہوں مگر جو اس سے بعید ہوں گی وہ محروم ہوں گی۔ اگر ذوی الفروض سے کچھ نہ بچے تو ان پوتے پوتیوں کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ اللہ جل جلالہ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ "وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تعالٰی تمہاری اولاد میں مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا اگر سب بیٹیاں ہوں دو سے زیادہ تو ان کو دو تہائی مال ملے گا اگر ایک بیٹی ہو تو اس کو نصف ملے گا"[1]

ف: جیسے میت ایک باپ اور ایک لڑکا اور تین لڑکیاں چھوڑ گیا تو پہلے باپ کا چھٹا حصہ دے کر جو بچ رہے گا اس میں سے دوہرا حصہ لڑکے کو اور اکہرا حصہ لڑکیوں کو دیں گے۔ کل مال کے چھ حصے کریں گے ایک حصہ باپ کا اور دو حصے بیٹے کے اور

---

[1] ترجمہ: مرد کا حصہ (ترکہ میں سے) عورت کے دو حصوں کے برابر ہونا چاہیے ۱۲م (سورۃ النساء ۱۰)

ایک ایک حصّہ لڑکیوں کو دیں گے ۔ ذوی الفروض اُن لوگوں کو کہتے ہیں جن کا حصّہ اللہ کی کتاب میں مقرر ہے جیسے ماں اور باپ اور خاوند اور بیوی اور بہن وغیرہ ۔ ف : مثلاً زید مرگیا اور دو بیٹیاں اور ایک بیوی اور دو پوتیاں اور ایک پڑپوتا اور ایک پڑپوتی اور دو پڑپوتیاں چھوڑ گیا اس طور سے :

میت ـــــ زید ـــــ المسئلہ من ۲۴

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	ابن	زوجہ	بنت	بنت
						۳	۸	۸
ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت			
				۱	۱			
ابن	ابن	بنت	ابن					
		۱	۲					
بنت	بنت							
م	م							

تو پہلے کل مال کے چوبیس حصّے کریں گے اس واسطے کہ ثمن (آٹھواں) اور ثلثین (دو ثلث) جمع ہوئے۔ ثمن (آٹھواں حصّہ) زوجہ کا حق ہے اور ثلثین (دو ثلث) بیٹیوں کا اب چوبیس میں سے سولہ حق بیٹیوں کا ہوا آٹھ آٹھ دونوں کو دیئے زوجہ کو آٹھواں حصّہ تین دیئے باقی رہے پانچ حصّے اس کو لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ تقسیم کیا درمیان میں دو پوتیوں اور پڑپوتے اور پڑپوتی کے تو پڑپوتے کو دو حصّے ملے اور پوتیوں کو ایک ایک حصّہ اور پڑپوتی کو ایک حصّہ اس پڑپوتے کے سبب سے پوتیاں بھی وارث ہوئیں اور پڑپوتی بھی مگر پڑپوتیاں محروم ہوئیں کیونکہ پوتا اپنے برابر والے اور اپنے سے نزدیک والے کو وارث کرے گا۔

۲- بَابُ مِيرَاثِ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ زَوْجِهَا

(خاوند اور بیوی کی میراث کا بیان)

۲- کہا مالک نے جب میت کا لڑکا لڑکی یا پوتا پوتی نہ ہو تو اُس کے خاوند کو آدھا مال ملے گا اگر میت کی اولاد ہے یا میت کے بیٹے کی اولاد ہے مرد ہو یا عورت تو خاوند کو ربع (چوتھائی) حصہ ملے گا بعد ادا کرنے وصیت اور دین (قرض) کے اور خاوند جب مرجائے اور اولاد نہ ہو نہ اس کے بیٹے کی اولاد ہو تو اُس کی بی بی کو ربع (چوتھائی) حصّہ ملے گا اگر اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو مرد ہو یا عورت تو بیوی کو ثمن (آٹھواں حصّہ) ملے گا اور وصیت اور دین (قرض) ادا کرنے کے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے "تمہارے واسطے آدھا ترکہ ہے تمہاری بیویوں کا اگر ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو تم کو ربع (چوتھائی) ملے گا بعد وصیت اور دین کے اور عورتوں کو تمہارے ترکہ سے ربع (چوتھائی) ملے گا اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر اولاد ہو تو اُن کو ثمن (آٹھواں) ملے گا بعد وصیت اور دین (قرض ادا کرنے) کے "[2]

[1] پڑپوتی یعنی بیٹے کے بیٹے کی یا پوتے کی بیٹی اور پڑپوتی یعنی بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کی بیٹی یا پوتے کے بیٹے کی بیٹی یا پڑپوتے کی بیٹی ۱۲ منہ
[2] سورۃ النساء (۱۲) ۱۲ منہ

۳۔ بَابُ مِیْرَاثِ الْاُمِّ وَالْاَبِ مِنْ وَلَدِهِمَا
(ماں باپ کی میراث کا بیان)

۳۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ میت اگر بیٹا یا پوتا چھوڑ جائے تو اس کے باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اگر میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو تو جتنے ذَوِی الْفُرُوْضِ اور ہوں ان کا حصہ دے کر جو بچ رہے گا سدس (چھٹا) ہو یا سدس سے زیادہ وہ باپ کو ملے گا۔ اگر ذوی الفروض کے حصے ادا کر کے سدس (چھٹا حصہ) نہ بچے تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ) فرض کے طور پر دلا دیں گے[1]

میت کی ماں کو جب میت کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد یا دو یا زیادہ بھائی بہنیں سگے یا سوتیلے یا مادری ہوں تو چھٹا حصہ (سدس) ملے گا ورنہ پورا ثلث (تہائی) مال ملے گا جب میت کی اولاد نہ ہو نہ اسکے بیٹے کی اولاد ہو نہ اسکے دو بھائی یا دو بہنیں ہوں مگر دو مسئلوں میں ایک یہ کہ میت خاوند اور ماں باپ چھوڑ جائے تو زوجہ کو ربع (چوتھائی) ملے گا اور ماں کو جو بچ رہا اُس کا ثلث (تہائی) یعنے کل مال کا ربع (چوتھائی) ملے گا دوسرا یہ کہ ایک عورت مر جائے اور خاوند اور ماں باپ کو چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف ملے گا بعد اس کے جو بچ رہے گا اس کا ثلث (تہائی) ماں کو ملے گا یعنے کل مال کا سدس (چھٹا) کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اپنی کتاب میں کہ "میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا ترکے میں سے اگر میت کی اولاد ہو اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کو تہائی حصہ ملے گا (اور باقی باپ کو) اگر میت کے بھائی ہوں یا بہنیں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔"

ف: جیسے مسئلہ منبریہ میں جس کا سوال حضرت علیؓ سے بر سر منبر ہوا اور آپ نے وہیں جواب دیا ایک شخص مر جائے ایک بیوی اور ماں باپ اور دو بیٹیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ چوبیسؔ سے ہوگا کیونکہ ثمن (آٹھواں) اور ثلثین (دو ثلث) یا دو تہائی جمع ہوتے چوبیسؔ میں ہیں سولہ حصے بیٹوں کو اور تین حصے بیٹیوں کو اور تین حصے بیوی کو اور چار حصے ماں کو اب صرف ایک حصہ بچ رہا وہ سدس سے کم ہے۔ اسواسطے کل مسئلے میں تین اور بڑھا دیے ستائیس حصے کئے۔ سولہ بیٹیوں کے تین بیوی کے چار ماں کے چار باپ کے ہر ایک کے حصے میں سے نواں حصہ یعنے تسع کم ہو گیا۔ ف: سگے کو عینی کہتے ہیں یعنے ماں اور باپ دونوں ایک ہوں سوتیلے کو علاتی یعنے باپ ایک ہو ماں دو ہوں۔ مادری کو اخیافی یعنے ماں ایک باپ دو ہوں کہتے ہیں۔

۴۔ کہا مالک نے سنت جاری ہے اس امر پر کہ بھائیوں سے مراد دو بھائی یا دو بہنیں ہیں یا دو سے زیادہ۔ ف: جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر ابن عباس کے نزدیک جب تین بھائی بہن ہوں یا زیادہ تو ماں کا حصہ چھٹا ہوگا اور دو بھائی بہن ہوں تو ماں کو ان کے نزدیک ثلث (تہائی) ملے گا جیسے ایک بھائی یا بہن ہو تو سب کے نزدیک ثلث (تہائی) ملتا ہے۔

۴۔ بَابُ مِیْرَاثِ الْاِخْوَةِ لِلْاُمِّ[1] (اخیافی بھائی یا بہنوں کی میراث کا بیان)

۵۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اخیافی بھائی اور اخیافی بہنیں جب کہ میت کی اولاد ہو یا اسکے بیٹے کی اولاد

---

[1] مادری بھائیوں کو کہتے ہیں یعنے ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ۱۲ منہ

ہو یعنے پوتے یا پوتیاں یا میت کا باپ یا دادا موجود ہو تو ترکے سے محروم رہیں گے البتہ اگر یہ لوگ نہ ہوں تو ترکہ پائیں گے اگر ایک بھائی اخیافی یا ایک بہن اخیافی ہو تو اُس کو چھٹا حصہ ملے گا اگر دو ہوں تو ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر دو سے زیادہ ہوں تو ثلث (تہائی) مال میں سب شریک ہوں گے برابر برابر بانٹ لیں گے بہن بھی بھائی کے برابر لے گی کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے کہ "اگر کوئی شخص مر جائے جو کلالہ ہو یا کوئی عورت مر جائے کلالہ ہو کر اور اُس کا ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی جیسے سعد بن ابی وقاص کی قرأت میں ہے) ہو تو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر اس سے زیادہ ہوں (یعنے ایک بھائی اور ایک بہن یا دو بہنیں دو بھائی یا اس سے زیادہ ہوں) تو وہ سب ثلث (تہائی) میں شریک ہوں گے (یعنے مرد اور عورت سب برابر پائیں گے) ف: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو نہ باپ چھوڑے نہ اولاد۔

۵۔ بَابُ مِيرَاثِ الْاِخْوَةِ لِلْاُمِّ وَالْاَبِ (سگے بھائی بہن کی میراث کا بیان)

۶۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ سگے بھائی بہن بیٹے یا پوتے کے ہوتے ہوئے یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائیں گے بلکہ سگے بھائی بہن بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ وارث ہوتے ہوتے ہیں جب میت کا دادا یعنے باپ کا باپ زندہ نہ ہو تو جسقدر مال بعد ذوی الفروض کے حصّہ دینے کے بچ رہے گا وہ سگے بھائی بہنوں کا ہوگا بانٹ لیں گے اُس کو اللہ کی کتاب کے موافق للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر اور اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ پائیں گے۔ کہا مالک نے اگر میت کا باپ اور دادا یعنے باپ کا باپ نہ ہو نہ اُس کا بیٹا ہو نہ پوتا ہو نہ بیٹے نہ پوتے صرف ایک بہن ہو سگی تو اس کو آدھا مال ملے گا اگر دو سگی بہنیں ہوں یا زیادہ تو دو ثلث (دو تہائی) لیں گے اگر ان بہنوں کے ساتھ کوئی بھائی بھی ہو تو بہنیں کو کوئی معین حصّہ نہ ملے گا بلکہ اور ذوی الفروض کا فرض ادا کر کے جو بچ رہیگا وہ للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر بھائی بہن بانٹ لیں گے مگر ایک مسئلہ میں سگے بھائی یا بہنوں کے لئے کچھ نہیں بچتا تو وہ اخیافی بھائی بہنوں کے شریک ہو جائیں گے صورت اس مسئلہ کی یہ ہے ایک عورت مر جائے اور خاوند اور ماں اور سگے بھائی بہنیں اور اخیافی بھائی بہنیں چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف اور ماں کو سدس (چھٹا) اور اخیافی بھائی بہنوں کو ثلث ملے گا اب سگے بھائی بہنوں کے واسطے کچھ نہ بچا تو ثلث (تہائی) میں وہ اخیافی بھائی بہنوں کے شریک ہو جائیں گے مگر مرد اور عورت سب کو برابر پہنچے گا اسواسطے کہ سب بھائی بہن مادری ہیں کیونکہ ماں سب کی ایک ہے[1] کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے کہ "اگر کوئی شخص کلالہ مرے اسکا بھائی ہو یا بہن تو ہر ایک کو سدس ملے گا اگر زیادہ ہوں تو سب شریک ہوں گے ثلث (تہائی) میں" پس حقیقی بہن بھائی بھی اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ شریک ہو گئے ثلث (تہائی) میں اس مسئلے میں اسلئے کہ وہ بھی مادری بھائی ہیں۔

ف: اور اخیافی بھائی بہنوں میں مرد کو عورت سے زیادہ نہیں ملتا ایسا ہی یہاں بھی ہوگا باوجود اسکے مصفّی میں جو لکھا ہے کہ مرد کو دوہرا حصّہ اور عورت کو اکہرا حصّہ یعنی للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا سہو ہے اس سہو کا سبب ناسخ نسخۂ موطا ہے کیونکہ مصفّی میں اس مقام پر عبارت موطا اسطرح ہے فیکون للذکر مثل حظ الانثیین اور نسخہ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی ۱۲۹۶ھ ہجری میں بھی اسی طرح ہے لیکن غلط ہے صحیح عبارت وہ ہے جو زرقانی نے لی ہے یعنی فیکون للذکر مثل حظ الانثے[2]

[1] مصفّی فارسی میں موطا کی شرح ہے جو شاہ ولی اللہ نے لکھی ہے ۱۲ منہ [2] یعنی غلط نسخوں میں انثیٰ کے بجائے انثیین ہے یعنی ہونا چاہئے تھا کہ مرد کا حصّہ عورت کے برابر ہے لیکن لکھا یہ ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے ۱۲ منہ

۶۔ بَابُ مِيرَاثِ الْاُخْوَةِ لِلْاَبِ

(سوتیلے یعنی علاتی بھائی بہنوں کی میراث کا بیان جن کا باپ ایک ہو اور ماں جُدا جُدا)

۷۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جب سگے بھائی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلے بھائی بہنیں اُن کی مثل ہوں گے ان کا مرد ان کے مرد کے برابر ہے اور ان کی عورت ان کی عورت کے برابر ہے (تو اگر میت کا صرف ایک سوتیلا بھائی ہو تو کُل مال تنہا لے گا اگر صرف ایک سوتیلی بہن ہو تو نصف لے گی اگر دو یا تین سوتیلی بہنیں ہوں تو دو ثلث لیں گی اگر سوتیلے بھائی اور بہن بھی ہوں تو للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا) مگر سگے بھائی بہنوں میں یہ فرق ہے کہ سوتیلے بھائی بہن اخیافی بھائی بہنوں کے اس مسئلے میں شریک نہ ہوں گے جو ابھی بیان ہوا کیونکہ اُن کی ماں جُدا ہے۔ اگر سگی بہنیں اور سوتیلی بہنیں جمع ہوں اور سگی بہنوں کے ساتھ کوئی سگا بھائی بھی ہو تو سوتیلی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا اگر سگا بھائی نہ ہو بلکہ ایک سگی بہن ہو اور باقی سوتیلی بہنیں تو سگی بہن کو نصف ملے گا اور سوتیلی بہنوں کو سدس (چھٹا) تکملتین (دو ثلث) کے پورا کرنے کے واسطے اگر سوتیلی بہنوں کے ساتھ کوئی سوتیلا بھائی بھی ہو تو اُن کا کوئی حصّہ معین نہ ہوگا بلکہ ذوی الفروض کو دے کر جو بچ رہے گا اس کو سوتیلے بھائی بہن للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر بانٹ لیں گے اور اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ ملیں گے اگر سگی بہنیں دو ہوں یا زیادہ تو دو ثلث ان کو ملیں گے اور سوتیلی بہنوں کو کچھ نہ ملے گا مگر جب سوتیلی بہنوں کے ساتھ کوئی سوتیلا بھائی بھی ہو تو ذوی الفروض کا حصہ ادا کر کے جو کچھ بچے گا اس کو للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر بانٹ لیں گے۔ اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ ملے گا۔ اخیافی بھائی بہنوں کو خواہ سگے بھائی بہنوں کے ساتھ ہوں یا سوتیلے بھائی بہنوں کے ایک کو سدس (چھٹا) ملے گا اور دو کو ثلث مرد اور عورت اُن کے سب برابر ہیں جیسے کہ گذر چکا ہے۔

۷۔ بَابُ مِيرَاثِ الْجَدِّ (دادا کی میراث کا بیان)

۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ كَتَبَ اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْاَلُهُ عَنِ الْجَدِّ فَكَتَبَ اِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِنَّكَ كَتَبْتَ اِلَيَّ تَسْاَلُنِيْ عَنِ الْجَدِّ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَذٰلِكَ مَا لَمْ يَكُنْ يَقْضِيْ فِيْهِ اِلَّا الْاُمَرَاءُ يَعْنِي الْخُلَفَاءَ وَقَدْ حَضَرْتُ الْخَلِيْفَتَيْنِ قَبْلَكَ يُعْطِيَانِهِ النِّصْفَ مَعَ الْاَخِ الْوَاحِدِ وَالثُّلُثَ مَعَ الْاِثْنَيْنِ فَاِنْ كَثُرَتِ الْاِخْوَةُ لَمْ يُنْقِصُوْهُ مِنَ الثُّلُثِ ؕ

ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان نے (خط) لکھا زید بن ثابت کو اور پوچھا دادا کی میراث کے متعلق زید بن ثابت نے جواب لکھا کہ تم نے مجھ سے پوچھا دادا کی میراث کے متعلق اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں خلفاء حکم کرتے تھے میں حاضر تھا تم سے پہلے دو خلیفاؤں کے سامنے (عمر اور عثمان) تو ایک بھائی کے ساتھ وہ دادا کو نصف دلاتے تھے اور دو بھائیوں کے ساتھ ثلث، اگر بہت سے بھائی بہن ہوتے تب بھی دادا کو ثلث سے کم نہ دلاتے۔

ف: تو دادا کے ہوتے ہوئے سگے بھائی اور بہنوں کو اور سوتیلے بھائی اور بہنوں کو میراث پہنچے گی مالک اور شافعی اور احمد کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن محروم ہوں گے جیسے باپ کے ہوتے

ہوتے (محروم ہوتے ہیں)

۹۔ عَنْ: قَبِيْصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَرَضَ لِلْجَدِّ الَّذِيْ يَفْرِضُ النَّاسُ لَهُ الْيَوْمَ ؕ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب نے دادا کو اتنا دلایا جتنا کہ آجکل لوگ دلاتے ہیں۔

۱۰۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ قَالَ فَرَضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِلْجَدِّ مَعَ الْاِخْوَةِ الثُّلُثَ ؕ

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت نے دادا کے واسطے بھائی بہنوں کے ساتھ ایک ثلث دلایا۔

۱۱۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ دادا باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہے لیکن بیٹے اور پوتے کے ساتھ دادا کو چھٹا حصہ بطور فرض کے ملتا ہے اگر بیٹا یا پوتا نہ ہو نہ سگا بھائی بہن ہو نہ سوتیلا بھائی بہن مگر اور ذوی الفروض ہوں تو ان کا حصہ دے کر اگر چھٹا حصہ بچ رہے گا یا اس سے زیادہ تو دادا کو مل جائے گا اگر اتنا نہ بچے تو دادا کا چھٹا حصہ بطور فرض کے مقرر ہوگا۔ کہا مالک نے اگر دادا اور اس کے بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوی الفروض سے بھی ہو تو پہلے ذوی الفروض کو ان کا فرض دیں گے بعد اسکے جو بچے گا اس میں سے کئی صورتوں میں سے جو دادا کے لئے بہتر ہوگی کریں گے وہ صورتیں یہ ہیں: ایک تو یہ کہ جس قدر مال بچا ہے اس کا ثلث دادا کو دے دیا جائے دوسرے یہ کہ دادا بھی مثل بھائیوں کے ایک بھائی سمجھا جائے اور جس قدر حصہ ایک بھائی کا ہو اسی قدر اس کو بھی ملے تیسرے یہ کہ کل مال کا سدس (چھٹا حصہ) اس کو دے دیا جائے ان صورتوں میں سے جو صورت اس کے لئے بہتر ہوگی وہ کریں گے بعد اس کے دادا کو دے کر جسقدر مال بچے گا وہ بھائی بہن للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم کر لیں گے مگر ایک مسئلے میں تقسیم اور طور سے ہوگی (اس کو مسئلہ اکدریہ کہتے ہیں) وہ یہ ہے ایک عورت مرجائے اور خاوند اور ماں اور سگی بہن اور دادا کو چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف اور ماں کو ثلث اور دادا کو سدس (چھٹا) اور سگی بہن کو نصف ملے گا۔ پھر دادا کو سدس (چھٹا) اور بہن کا نصف ملا کر اس کے تین حصے کریں گے دو حصے دادا کو ملیں گے اور ایک حصہ بہن کو ف: تو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اور عول نو سے ہوگا کیونکہ چھ سہام وارثوں کے سہام کو کافی نہیں ہیں تو جسقدر کافی ہیں اسیقدر حصے ہوں گے چھ کا نصف تین خاوند کے اور دو ماں کے اور ایک دادا کا اور تین سگی بہن کے سب نو ہوئے۔ ف: دادا کا ایک حصہ اور بہن کے تین حصے سب ملا کر چار ہوئے چار تین پر نہیں بٹ سکتے تو تین کو اصل مسئلے میں یعنے نو میں ضرب دیں گے ستائیس سے مسئلہ ہوگا خاوند کو نو حصے اور ماں کو چھ حصے اور دادا کو آٹھ حصے اور بہن کو چار حصے ملیں گے۔ کہا مالک نے اگر دادا کے ساتھ سوتیلے بھائی ہوں تو ان کا حکم وہی ہوگا جو سگے بھائیوں کا ہے اور جب سگے بھائی بہن بھی ہوں اور سوتیلے بھائی بہن بھی ہوں تو سوتیلے صرف بھائیوں کی گنتی میں شریک ہو کر دادا کے حصے کو کم کر دیں گے مگر کچھ نہ پائیں گے ف۔ مگر جس صورت میں سگے بھائی بہنوں کے ساتھ اخیافی یعنے مادری بھائی ہوں تو وہ بھائیوں کی گنتی میں شریک ہو کر دادا کے حصے کو کم نہ کریں گے کیونکہ اخیافی بھائی بہن دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہیں۔ اگر دادا ہوتا اور صرف اخیافی بھائی بہن ہوتے تو کل مال دادا کو ملتا اور اخیافی بھائی بہن محروم ہو جاتے۔ خیر اب جس صورت میں دادا کے ساتھ سگے بھائی بہن اور علاتی یعنے سوتیلے بھائی بہن بھی ہوں تو جو مال بعد دادا کے حصے دینے کے بچے گا وہ سب سگے بھائی بہنوں کو ملے گا اور سوتیلوں کو کچھ نہ ملے گا مگر جب سگوں میں صرف ایک بہن ہو اور باقی سب سوتیلے

بھائی اور بہن ہوں تو سوتیلے بھائی اور بہنوں کے سبب سے وہ سگی بہن دادا کا حصّہ کم کر دی گی پھر اپنا پورا حصّہ یعنے نصف لے لے گی اگر اس پر بھی کچھ بچ رہے گا تو سوتیلے بھائی اور بہن کو مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا اگر کچھ نہ بچے گا تو سوتیلے بھائی اور بہنوں کو کچھ نہ ملے گا۔ ف: بلکہ سگے بھائیوں سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ مذہب صرف زید بن ثابت کا ہے اکثر علماء کے نزدیک جب سوتیلے بھائی بہن وارث ہی نہیں ہیں تو گنتی میں بھی داخل نہ ہوں گے اور دادا کے حصّے کو کم نہ کریں گے۔

۸۔ بَابُ مِيرَاثِ الْجَدَّةِ (نانی اور دادی کی میراث کا بیان)

۱۴۔ عَنْ: قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا وَلَكِنَّهُ ذٰلِكَ السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا۔

ترجمہ: قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ میّت کی نانی ابوبکر صدیق کے پاس میراث مانگنے آئی ابوبکر نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصّہ مقرر نہیں ہے اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کوئی حدیث سُنی ہے تو واپس جا میں لوگوں سے پوچھ کر دریافت کروں گا ابوبکر صدیقؓ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں اس وقت موجود تھا میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نانی کو چھٹا حصّہ دلایا ہے ابوبکر نے کہا کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے (جو اس معاملے کو جانتا ہو) تو محمد بن مسلمہ انصاری کھڑے ہوئے اور جیسا مغیرہ بن شعبہ نے کہا تھا ویسا ہی بیان کیا ابوبکر صدیقؓ نے چھٹا حصّہ اس کو دلا دیا پھر حضرت عمرؓ کے وقت میں ایک دادی میراث مانگنے آئی حضرت عمر نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصّہ مذکور نہیں اور پہلے جو حکم ہو چکا ہے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں) وہ نانی کے باب میں ہوا تھا اور میں اپنی طرف سے فرائض میں کچھ بڑھا نہیں سکتا لیکن وہی چھٹا حصّہ تو بھی لے اگر نانی بھی ہو تو دونوں سدس کو بانٹ لو اور جو تم دونوں میں سے ایک اکیلی ہو (یعنے صرف نانی ہو یا صرف دادی) وہی چھٹا حصّہ لے لے۔

۱۵۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ أَتَتِ الْجَدَّتَانِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَأَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ السُّدُسَ لِلَّتِي مِنْ قِبَلِ الْأُمِّ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَمَا إِنَّكَ لَتَتْرُكُ الَّتِي لَوْ مَاتَتْ وَهُوَ حَيٌّ كَانَ إِيَّاهَا يَرِثُ فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا۔

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ نانی اور دادی دونوں آئیں حضرت ابوبکر صدیق کے پاس ابوبکر صدیق نے سدس یعنے چھٹا حصّہ نانی کو دینا چاہا ایک شخص انصاری بولا اے ابوبکر تم اس کو نہیں دلاتے جو اگر مر جاتی اور میّت زندہ ہوتا یعنے اسکا پوتا تو وارث ہوتا اور اسکو دلاتے ہو جو اگر مر جاتی

اور میت زندہ ہوتا یعنے اُسکا نواسہ تو وارث نہ ہوتا) پھر ابوبکر صدیق نے یہ سُنکر سدس اُن دونوں کو دلا دیا۔

ف: یعنے سدس مال کے دو حصے کئے ایک حصہ نانی کو اور ایک حصہ دادی کو۔

۱۶۔ عَنْ: عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ كَانَ لَا يَفْرِضُ اِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ ؁

ترجمہ: ابوبکر بن عبدالرحمٰن حصہ نہیں دلاتے تھے مگر نانی کو یا دادی کو

۱۷۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ نانی ماں کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائے گی البتہ اگر ماں نہ ہو تو اس کا چھٹا حصہ ملے گا اور دادی ماں کے یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائے گی جب ماں باپ نہ ہوں تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اگر نانی اور دادی دونوں ہوں اور میت کے ماں باپ جو نانی دادی سے زیادہ قریب ہیں نہ ہوں تو ان میں سے نانی اگر میت کے ساتھ زیادہ قریب ہوگی تو اُسی کو سدس (چھٹا) ملے گا[ف۱] اور جو دادی زیادہ قریب ہوگی[ف۲] یا دونوں برابر ہوں[ف۳] تو سدس میں دونوں شریک ہوں گے۔ ف۱: مثلاً میت کی ماں کی ماں بھی موجود ہے اور باپ کی ماں کی ماں بھی موجود ہے تو ماں کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ ف۲: مثلاً میت کی ماں کی ماں موجود ہے اور باپ کی ماں بھی موجود ہے۔ ف۳: جیسے میت کی ماں کی ماں ہو اور باپ کی ماں کی ماں بھی ہو۔ کہا[۱۸] مالک نے میراث کسی کے واسطے نہیں ہے دادیوں اور نانیوں میں سے مگر ماں کی ماں کو اگرچہ کتنی ہی دُور ہو جائے[ف۱] ان کے سوا اور نانیوں[ف۲] دادیوں کو میراث (دینا مقرر) نہیں ہے[ف۳] کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترکہ دلایا نانی کو پھر ابوبکرؓ نے بھی اسکا پوچھا جب اُن کو بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نانی کو ترکہ دلایا انہوں نے دلایا بعد اس کے دادی حضرت عمرؓ کے وقت میں آئی آپ نے فرمایا میں فرائض میں بڑھا نہیں سکتا لیکن اگر تو بھی ہو اور نانی بھی ہو تو دونوں سدس (چھٹا) کو بانٹ لو اور جو کوئی تم میں سے تنہا ہو تو وہ پورا سدس (چھٹا) لے لے[ف۴]۔ ف۱: مثلاً ماں کی ماں ہو یا ماں کی ماں کی ماں ہو یا اس سے بھی اونچی۔ ف۲: مثلاً باپ کی ماں کی ماں یا باپ کی ماں کی ماں یا اور اونچی ہو۔ ف۳: مثلاً باپ کے باپ کی ماں یا ماں کے باپ کی ماں یا ماں کی ماں کے باپ کی ماں یہ وارث نہ ہوگی۔ ف۴: پس ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ دو ہی قسم کی نانی دادی وارث ہیں ایک تو ماں کی ماں یا ماں کی ماں کی ماں دوسرے باپ کی ماں یا باپ کی ماں کی ماں۔

۱۹۔ کہا مالک نے جب سے دینِ اسلام شروع ہوا ہے آج تک سوائے ان دادی اور نانی کے اور قسم کی نانی دادیوں کو کسی نے میراث نہیں دلائی۔

۹۔ بَابُ مِيْرَاثِ الْكَلَالَةِ (کلالہ کی میراث کا بیان)

ف: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو نہ اولاد چھوڑے نہ باپ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ بعضوں کے نزدیک کلالہ وہ ہے جس کی اولاد نہ ہو۔

۲۰۔ عَنْ: زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلَالَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کلالے (کی میراث) کے متعلق آپ نے فرمایا کافی ہے

يَكْفِيكَ مِنْ ذٰلِكَ الْاٰيَةُ الَّتِيْ اُنْزِلَتْ فِي الصَّيْفِ فِيْ اٰخِرِ سُوْرَةِ النِّسَآءِ ۔

تجھ کو وہ آیت جو گرمی میں اُتری ہے سورۂ نساء کے آخر میں۔

ف: کلالے کے باب میں دو آیتیں اُتری ہیں ایک تو جاڑے میں سورۂ نساء کے اوّل میں وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً الآیۃ دوسری گرمی میں سورۂ نساء کے آخر میں يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ الآیۃ۔

۲۱۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس امر میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ کلالہ دو قسم کا ہے ایک تو وہ آیت جو سورۂ نساء کے شروع میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے "اگر ایک شخص مرجائے کلالہ یا کوئی عورت مرجائے کلالہ اور اس کا ایک بھائی یا بہن ہو (اخیافی) تو ہر ایک کو سدس ملے گا اگر زیادہ ہوں تو سب شریک ہوں گے ثلث میں" یہ وہ کلالہ ہے جس کا نہ باپ ہو نہ اس کی اولاد ہو کیونکہ اس وقت تک اخیافی بھائی بہن وارث نہیں ہوتے تھے۔ دوسری وہ آیت جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے "پوچھتے ہیں تجھ سے کلالے (کی میراث) کے متعلق کہدے تو اللہ تم کو حکم دیتا ہے کلالے میں اگر کوئی شخص مرجائے اس کی اولاد نہ ہو ایک بہن ہو تو اُس کو آدھا متروکہ ملے گا اگر بہن مرجائے تو وہ بھائی اس کے کل ترکے کا وارث ہوتا ہے جبکہ اس بہن کی اولاد نہ ہو اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو دو ثلث ملیں گے اگر بھائی بہن ملے جلے ہوں تو مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا حصہ ملے گا اللہ تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے" یہ وہ کلالہ ہے جس میں بھائی بہن عصبہ ہو جاتے ہیں جب میت کا بیٹا نہ ہو تو وہ دادا کے ساتھ وارث ہوں گے کلالے میں۔

۲۲۔ کہا مالک نے دادا بھائیوں کے ساتھ وارث ہوگا اسلئے کہ وہ ان سے اولیٰ ہے کیونکہ دادا بیٹے کے ساتھ بھی سدس (چھٹا) کا وارث ہوتا ہے برخلاف بھائی بہنوں کے اور کیونکر دادا بھائی کے برابر ہوگا وہ میت کے بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی ایک سدس لیتا ہے تو بھائی بہنوں کے ساتھ ثلث کیونکر نہ لے گا اس لئے کہ اخیافی بھائی بہن سگے بھائی بہنوں کے ساتھ ثلث لیتے ہیں اگر دادا بھی موجود ہو تو وہ اخیافی بھائی بہنوں کو محروم کردے گا پھر وہ ثلث اپنے آپ لے لے گا کیونکہ اُسی نے ان کو محروم کیا ہے اگر وہ نہ ہوتا تو اُس ثلث کو اخیافی بھائی بہن لیتے تو دادا نے وہ مال لیا جو سگے یا سوتیلے بھائی بہنوں کو نہیں مل سکتا تھا بلکہ اخیافی بھائی بہنوں کا حق تھا اور دادا اُن سے اولیٰ تھا اسواسطے اُس نے لے لیا اور اخیافی بھائی بہن کو محروم کیا۔

۲۰۔ بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مِيْرَاثِ الْعَمَّةِ (پھوپھی کی میراث کا بیان)

۲۳۔ عَنْ مَوْلًى لِقُرَيْشٍ كَانَ قَدِيْمًا يُقَالُ لَهُ ابْنُ مِرْسَى اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ قَالَ يَا يَرْفَا هَلُمَّ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِكِتَابٍ كَتَبَهُ فِيْ شَاْنِ الْعَمَّةِ فَنَسْاَلُ عَنْهَا وَنَسْتَخْبِرُ فِيْهَا فَاَتَى بِهِ يَرْفَا فَدَعَا بِتَوْرٍ اَوْ قَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَمَحَى ذٰلِكَ الْكِتَابَ

ترجمہ: ایک مولیٰ سے قریش کے روایت ہے جس کو ابن مرسیٰ کہتے تھے کہا کہ میں بیٹھا تھا عمر بن خطاب کے پاس انہوں نے ظہر کی نماز پڑھ کر یرفا[1] سے کہا میری کتاب لے آنا وہ کتاب جو انہوں نے لکھی تھی پھوپھی کی میراث میں (حضرت عمر نے اپنی رائے سے پھوپھی کیواسطے میراث تجویز کی تھی اس قیاس سے کہ پھوپھی کا وارث بھتیجا ہوتا ہے وہ بھی اس کی

[1] یرفا حضرت عمرؓ کے غلام کا نام ہے ۱۲ منہ

ثُمَّ قَالَ لَمْ تَرْضَيْكِ اللّٰهُ وَارِثَةً أَقْرَأْكِ لَمْ تَرْضَيْكِ اللّٰهُ أَقْرَأْكِ ۔ وارث ہوگی) تو ہم لوگوں سے پوچھیں اور مشورہ لیں (بعد مشورے کے معلوم ہوا کہ پھوپھی کو میراث نہیں ہے) پھر حضرت عمرؓ نے ایک کڑاہی یا پیالہ منگایا جس میں پانی تھا اور اس کتاب کو دھو ڈالا اور فرمایا اگر پھوپھی کو حصّہ دلانا اللہ کو منظور ہوتا تو اپنی کتاب میں ذکر فرماتا۔

۲۴۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَقُوْلُ عَجَبًا لِلْعَمَّۃِ تُوْرَثُ وَلَا تَرِثُ ۔ ترجمہ: حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب کی بات ہے کہ پھوپھی کا بھتیجا وارث ہوتا ہے لیکن بھتیجے کی پھوپھی وارث نہیں ہوتی۔

۲۱۔ بَابُ مِيْرَاثِ وَلَايَةِ الْعَصَبَةِ (عصبات کی میراث کا بیان)

ف: یہاں تک اُن لوگوں کا بیان تھا جو ذوی الفروض ہیں یعنی ان کے حصّے مقرر ہیں اب عصبات کا بیان ہوتا ہے عصبات جمع ہے عصبے کی عصبہ اسکو کہتے ہیں جس کا کوئی حصّہ مقرر نہیں ہے بعد ذوی الفروض کے حصّے ادا کرنے کے جو مال بچ رہے اس کو لے لیتا ہے اگر نہ بچے تو کچھ نہیں ملتا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس امر میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور ہم نے اپنے شہر والوں کو اسی پر پایا کہ سگا بھائی مقدم ہے سوتیلے بھائی پر اور سوتیلا بھائی مقدم ہے سگے بھائی کے بیٹے پر اور سگے بھائی کا بیٹا مقدم ہے سوتیلے بھائی کے بیٹے پر اور سوتیلے بھائی کا بیٹا مقدم ہے سگے بھائی کے پوتے پر اور سوتیلے بھائی کا بیٹا مقدم ہے سگے چچا پر اور سگا چچا مقدم ہے سوتیلے چچا پر (جو باپ کا سوتیلا بھائی ہو) اور سوتیلا چچا سگے چچا کے بیٹوں پر مقدم ہے اور سوتیلے چچا کے بیٹے باپ کے چچا پر مقدم ہیں (جو دادا کا سگا بھائی ہو) کہا مالک نے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جتنے عصبات موجود ہوں ان کو میّت کی طرف نسبت دیں یعنی یہ میت کا کون ہے ف۱ جو شخص اُن میں سے ایسے باپ میں میت کے ساتھ مل جائے کہ اُس سے قریب کئے باپ میں دوسرا کوئی نہ ملے تو اُسی کو میراث ملے گی نہ کہ ان کو جو اوپر کے باپ میں ملتے ہیں ف۲ اگر کئی ایک ان میں سے ایک ہی باپ میں جا کر شریک ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ رشتہ کس کا نزدیک ہے اگرچہ نزدیک والا سوتیلا ہو تب بھی میراث اسی کو ملے گی اور دُور والا سگا بھی ہو تب بھی میراث اس کو نہ ملے گی ف۳ اور جو رشتے میں سب برابر ہوں اور سب سگے ہوں یا سب سوتیلے ہوں تو ترکے میں سے برابر برابر حصّہ پائیں گے۔ اگر اُن میں سے بعضوں کا باپ میّت کے باپ کا سگا بھائی ہو اور بعضوں کا باپ میت کے باپ سوتیلا بھائی ہو تو میراث سگے بھائی کی اولاد کو ملے گی نہ کہ سوتیلے کی اولاد کو۔ کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے "ناتے والے ایک دوسرے کے قریب ہیں اللہ کی کتاب میں اللہ خوب جانتا ہے۔" ف۱: مثلاً بھائی اور چچا دونوں ہوں تو بھائی کو جو نسبت دی تو معلوم ہوا کہ وہ میت کے باپ کا بیٹا ہے اور چچا کو جب نسبت دی تو معلوم ہوا کہ وہ میت کے باپ کا بیٹا ہے۔ ف۲: مثلاً اس صورت میں کہ بھائی کو میراث ملے گی کیونکہ وہ پہلے ہی باپ میں میت کا شریک ہے اور چچا دوسرے باپ میں یعنی میت کے باپ کے باپ میں شریک ہے۔ ف۳: مثلاً ایک سوتیلے بھائی کا بیٹا ہے اور ایک سگے بھائی کا پوتا دونوں ایک ہی باپ میں میت کے ساتھ ملتے ہیں مگر ایک نزدیک ہے میت سے یعنی سوتیلے بھائی کا بیٹا اسی کو میراث ملے گی اور سگے بھائی کے پوتے کو نہ ملے گی اگرچہ وہ سگا ہے۔ کہا مالک نے دادا بھتیجوں سے مقدم ہے اور چچا سے بھی مقدم ہے اور بھتیجا سگے بھائی کا بیٹا ولاء لینے میں دادا سے مقدم ہے۔

۲۲- بَابُ مَنْ لَا مِيرَاثَ لَهُ (جس کو میراث نہیں ملتی)

۲۰- کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اخیافی بھائی کا بیٹا اور نانا اور باپ کا اخیافی بھائی اور ماموں اور نانا کی ماں اور سگے بھائی کے بیٹے اور پھوپھی اور خالہ وارث نہ ہوں گے کہا مالک نے جو عورت دُور کے رشتے کی ہو ان عورتوں میں سے وہ وارث نہ ہوگی اور عورتوں میں کوئی وارث نہیں مگر جن کو اللہ جل جلالہٗ نے بیان کر دیا ہے اپنی کتاب میں وہ ماں ہے اور بیٹی اور بیوی اور بہن سگی اور سوتیلی اور بہن اخیافی اور نانی دادی کی میراث حدیث سے ثابت ہے اسی طرح عورت اپنے اُس غلام کی وارث ہوگی جس کو وہ آزاد کرے۔

۲۳- بَابُ مِيرَاثِ أَهْلِ الْمِلَلِ (جب ملت اور مذہب کا اختلاف ہو تو میراث نہیں ہے)

۱- عَنْ: اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ ؛

ترجمہ: اسامہ بن زید سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

ف: اور نہ کافر مسلمان کا۔ (بخاری)

۲- عَنْ: عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اِنَّمَا وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ عَقِيْلٌ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ عَلِيٌّ قَالَ فَلِذٰلِكَ تَرَكْنَا نَصِيْبَنَا مِنَ الشِّعْبِ ؛

ترجمہ: علی بن حسین یعنی امام زین العابدین سے روایت ہے انہوں نے کہا جب ابو طالب مر گئے تو اُن کے وارث عقیل اور طالب ہوئے اور علیؓ اُن کے وارث نہیں ہوئے ف۲ علی بن حسین نے کہا اسی واسطے ہم نے اپنا حصہ مکے کے گھروں میں سے چھوڑ دیا۔

ف۱: کیونکہ عقیل اور طالب دونوں کافر تھے پھر عقیل مسلمان ہو گئے اور طالب گم ہو گئے جنگ بدر میں اُن کا پتہ نہ لگا۔

ف۲: کیونکہ ابو طالب کفر پر مرے تھے اور علی مسلمان ہو گئے تھے۔

۳- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْاَشْعَثِ اَنَّ عَمَّةً لَهُ يَهُوْدِيَّةً اَوْ نَصْرَانِيَّةً تُوُفِّيَتْ وَاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْاَشْعَثِ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَالَ لَهُ مَنْ يَرِثُهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَرِثُهَا اَهْلُ دِيْنِهَا ثُمَّ اَتٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَسَاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَتُرَانِيْ نَسِيْتُ مَا قَالَ لَكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِثُهَا اَهْلُ دِيْنِهَا ؛

ترجمہ: محمد بن اشعث کی ایک پھوپھی یہودی تھی یا نصرانی مر گئی محمد بن اشعث نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا اور پوچھا کہ اس کا کون وارث ہوگا عمر بن خطاب نے کہا اس کے مذہب والے وارث ہوں گے پھر عثمان بن عفان جب خلیفہ ہوئے تو اُن سے پوچھا عثمان نے کہا کیا تو سمجھتا ہے کہ عمرؓ نے جو تجھ سے کہا تھا اُس کو میں بھول گیا وہی اس کے وارث ہوں گے جو اس کے مذہب والے ہیں۔

۴- عَنْ: اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ حَكِيْمٍ اَنَّ نَصْرَانِيًّا اَعْتَقَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ثُمَّ هَلَكَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ فَاَمَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنْ اَجْعَلَ مَالَهُ

ترجمہ: اسمٰعیل بن ابی حکیم سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا ایک غلام نصرانی تھا اس کو انہوں نے آزاد کر دیا وہ مر گیا تو عمر بن عبدالعزیز نے مجھ سے کہا کہ اس کا مال بیت المال

ایک کا مال اسکے وارثوں کو ضرور ملے گا۔ کہا مالک نے یہی حکم ہے اگر کئی آدمی ڈوب جائیں یا مکان سے گر کر مر جائیں یا قتل کئے جائیں جب معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون مرا، اور بعد میں کون مرا تو آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ہر ایک کا ترکہ اس کے وارثوں کو جو زندہ ہوں پہنچے گا۔ کہا مالک نے کوئی کسی کا وارث شک سے نہ ہوگا بلکہ علم و یقین سے وارث ہوگا مثلاً ایک شخص مر جائے اور اس کے باپ کا مولیٰ (غلام آزاد کیا ہوا) مر جائے اب اس کے بیٹے یہ کہیں اس مولیٰ کا وارث ہمارا باپ تھا تو یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ علم و یقین یا گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو کہ پہلے مولیٰ مرا تھا۔ اسوقت تک مولیٰ کے وارث جو زندہ ہوں اس کا ترکہ پائیں گے۔ کہا مالک نے اسی طرح اگر سگے دو بھائی مر جائیں ایک کی اولاد ہو اور دوسرا لاولد ہو ان دونوں کا ایک سوتیلا بھائی بھی ہو پھر معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون سا بھائی مرا ہے تو جو بھائی لاولد مرا ہے اُس کا ترکہ اُس کے سوتیلے بھائی کو ملے گا اس کے بھتیجوں کو نہ ملے گا۔ کہا مالک نے اسی طرح اگر پھوپھی اور بھتیجا ایک ساتھ مر جائیں یا بھتیجے اور چچا ایک ساتھ مر جائیں اور معلوم نہ ہو سکے پہلے کون مرا ہے تو چچا اپنے بھتیجے کا وارث نہ ہوگا پہلی صورت میں اور دوسری صورت میں بھتیجا اپنی پھوپھی کا وارث نہ ہوگا۔

۱۵ بَابُ مِيْرَاثِ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا

(لعان والی عورت کے بچے اور ولد الزنا کی میراث کا بیان)

۱۴ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا أَنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِي أُمِّهِ إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَرِثَتْ حَقَّهَا وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر کہتے تھے کہ لعان والی عورت کا لڑکا یا زنا کا لڑکا جب مر جائے تو اس کی ماں کتاب اللہ کے موافق اپنا حصہ لے گی اور جو اس کے مادری بھائی ہیں وہ بھی اپنا حصہ لیں گے باقی اس کی ماں کے موالی کو ملے گا اگر وہ آزاد کی ہوئی ہو اور اگر عربیہ ہو تو بعد ماں اور بھائی بہنوں کے حصے کے جو بچے گا وہ مسلمانوں کا حق ہوگا۔

۱۴ کہا مالک نے سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا اور ہمارے شہر کے اہل علم کی یہی رائے ہے۔

كتاب العقول

کتاب دیتوں کے بیان میں

باب ذكر العقول (دیتوں کا بیان)

[illegible]

باب العمل في الدية (دیت کے وصول کرنے کا بیان)

[illegible]

۳۔کہا مالک نے سونے والے شام اور مصر کے لوگ ہیں اور چاندی والے عراق کے لوگ ہیں۔

مَالِكٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَّ الدِّيَةَ تُقْطَعُ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ اَوْ اَرْبَعِ سِنِيْنَ ؞

ترجمہ: مالک نے سُنا لوگوں سے کہ دیت وصول کی جائیگی تین برس میں یا چار برس میں۔

۴۔کہا مالک نے تین سال میں وصول کرنا دیت کا مجھے بہت پسند ہے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ اتفاقی ہے کہ سونے چاندی والوں سے دیت میں اونٹ نہ لئے جائیں گے اور اونٹ والوں سے سونا چاندی نہ لیا جائے گا اور سونے والے سے چاندی نہ لی جائے گی اور چاندی والے سے سونا نہ لیا جائے گا۔

۲۔بَابُ دِيَةِ الْعَمَدِ اِذَا قُبِلَتْ وَجِنَايَةِ الْمَجْنُوْنِ

(قتلِ عمد میں جب مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں اُس کا بیان اور مجنوں کی جنایت کا بیان)

۶۔عَنْ مَالِكٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَانَ يَقُوْلُ دِيَةُ الْعَمَدِ اِذَا قُبِلَتْ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَةً ؞

ترجمہ: ابن شہاب کہتے تھے قتل عمد میں کہ جب مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت پچیس[۲۵] بنت مخاض اور پچیس[۲۵] بنت لبون اور پچیس[۲۵] حقے اور پچیس[۲۵] جذعے ہوگی۔

ف: بنت مخاض اور بنت لبون اور حقے اور جذعے کا بیان کتاب الزکوٰۃ میں ملاحظہ ہو۔

۷۔عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ اَنَّهٗ اُتِيَ بِمَجْنُوْنٍ قَتَلَ رَجُلًا فَكَتَبَ اِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ اَنِ اعْقِلْهُ وَلَا تُقِدْ مِنْهُ فَاِنَّهٗ لَيْسَ عَلٰى مَجْنُوْنٍ قَوَدٌ ؞

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ مروان بن الحکم نے معاویہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ میرے پاس ایک مجنوں (دیوانہ) لایا گیا ہے جس نے ایک شخص کو مار ڈالا معاویہ نے جواب میں لکھا کہ اُسے قید کر اور اس سے قصاص نہ لے کیونکہ مجنون پر قصاص نہیں ہے۔

۸۔کہا مالک نے اگر ایک بالغ اور نابالغ نے مل کر ایک شخص کو عمداً قتل کیا تو بالغ سے قصاص لیا جائے گا اور نابالغ پر نصف دیت لازم ہوگی۔ ف: مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں بالغ سے بھی قصاص ساقط ہو جائے گا۔ کہا مالک نے اسی طرح سے ایک آزاد شخص اور ایک غلام مل کر ایک غلام کو عمداً مار ڈالیں تو غلام قصاصاً قتل کیا جائے گا اور آزاد پر آدھی قیمت اس غلام کی لازم ہوگی۔

۴۔بَابُ دِيَةِ الْخَطَاءِ فِي الْقَتْلِ (قتل خطا کی دیت کا بیان)

ف: قتل خطا یہ ہے کہ قاتل کے گمان اور قصد میں خطا واقع ہو جیسے مسلمان کو تیر مارا جانور یا حربی یا مرتد سمجھ کر اس کو خطا فی الظن کہتے ہیں دوسری خطا فی الفعل جیسے اُس نے تیر نشانے پر مارا وہ کسی آدمی کے لگ گیا یا گھوڑے پر سوار تھا اُس کے صدمے سے کوئی آدمی کچلا گیا یا ہاتھ سے لکڑی یا کوئی اور بھاری چیز چھوٹ پڑی اس کے صدمے

ہے اگر دھیرا یا عیب رہ جائے تو اس کے موافق دیت دینی ہوگی مگر جائفہ میں تہائی دیت لازم ہوگی اور منقلۂ جسد میں دیت نہیں ہے جیسے موضحۂ جسد میں۔ ف: منقلہ جسد وہ ضرب ہے جس سے ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اگر جراح نے ختنہ کرتے وقت خطا سے حشفے کو کاٹ ڈالا تو اس پر دیت ہے اور یہ دیت عاقلے پر ہوگی اسی طرح طبیب سے جو غلطی ہو جائے بھول چوک کر اس میں دیت ہے (اگر قصداً ہو تو قصاص ہے)

ف: حشفہ کہتے ہیں سر ذکر کو یعنے عضو (تناسل) کا سرا۔

۶۔ بَابُ عَقْلِ الْمَرْأَةِ (عورت کی دیت کا بیان)

۱۸۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ تُعَاقِلُ الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ الدِّيَةِ إِصْبَعُهَا كَإِصْبَعِهِ وَسِنُّهَا كَسِنِّهِ وَمُوضِحَتُهَا كَمُوضِحَتِهِ وَمُنَقِّلَتُهَا كَمُنَقِّلَتِهِ ‪۝‬

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے کہ مرد اور عورت کی دیت ثلث دیت تک برابر ہے مثلاً عورت کی انگلی جیسے مرد کی انگلیؒ اور دانت عورت کا جیسے دانت مرد کا اور موضحہ عورت کا مثل مرد کے موضحہ کے اسی طرح منقلۂ عورت کا مثل مرد کے منقلے کے ہے۔

ف: یعنی جہاں تک ثلث دیت یا اس سے کم لازم آتی ہے۔ ف۲: ہر ایک میں دس اونٹ لازم آئیں گے۔

۱۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَبَلَغَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِي الْمَرْأَةِ أَنَّهَا تُعَاقِلُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ دِيَةِ الرَّجُلِ فَإِذَا بَلَغَتْ ثُلُثَ دِيَةِ الرَّجُلِ كَانَتْ إِلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ ‪۝‬

ترجمہ: ابن شہاب اور عروہ بن الزبیر کہتے تھے جیسے سعید بن المسیب کہتے تھے کہ عورت ثلث دیت تک مرد کے برابر ہوگی پھر وہاں سے اس کی دیت مرد کی آدھی ہوگی۔

۲۰۔ کہا مالکؒ نے تو موضحہ اور منقلہ میں عورت اور مرد دونوں کی دیت برابر ہوگی اور مامومہ اور جائفہ جس میں ثلث دیت واجب ہے عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہوگی۔

۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَصَابَ امْرَأَتَهُ بِجُرْحٍ أَنَّ عَلَيْهِ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجُرْحِ وَلَا يُقَادُ مِنْهُ ‪۝‬

ترجمہ: ابن شہاب کہتے تھے کہ یہ سنت چلی آتی ہے کہ مرد اپنی عورت کو اگر زخمی کرے تو اس سے دیت لی جائے گی اور قصاص نہ لیا جائے گا۔

۲۲۔ کہا مالکؒ نے یہ جب ہے کہ مرد خطا سے اپنی عورت کو زخمی کرے عمداً یہ کام نہ کرے (اگر عمداً کرے گا تو قصاص واجب ہوگا) کہا مالکؒ نے جس عورت کا خاوند یا لڑکا اس کی قوم سے نہ ہو تو عورت کی جنایت کی دیت میں وہ شریک نہ ہوگا اسی طرح اخیافی بھائی جب اور قوم سے ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے آج تک کنبے والوں پر ہوتی ہے مگر میراث لڑکے اور اخیافی بھائیوں کو ملے گی جیسے عورت کے موالی (غلامانِ آزاد) کی میراث اس کے لڑکے کو ملے گی اگرچہ اسکی قوم سے نہ ہو مگر ان کی جنایت کی دیت عورت کے کنبے والوں پر ہوگی۔

۶۔ بَابُ عَقْلِ الْجَنِيْنِ (پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان)

۲۴۔ عَنْ : اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی بِحَجَرٍ فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰی فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِيْدَةٍ ؁

ترجمہ : ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں ہذیل کی (ایک قبیلہ ہے) آپس میں لڑیں ایک نے دوسری کے پتھر مارا اس کے پیٹ کا بچہ نکل پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت میں ایک غلام یا ایک لونڈی دینے کا حکم کیا۔

۲۵۔ عَنْ : سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِی الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ الَّذِیْ قُضِیَ عَلَيْهِ كَيْفَ اَغْرَمُ مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ ؁

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا پیٹ کے بچے میں جو قتل کیا جائے ایک غلام یا ایک لونڈی دینے کا جس پر آپ نے دیت دینے کا حکم کیا وہ بولا کیونکر میں تاوان دوں اس بچے کا۔ مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ رویا ایسے شخص کا خون ہدر ہے یعنی لغو ہے اس میں دیت نہیں آتی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص کاہنوں کا بھائی ہے۔

ف : اس وجہ سے کہ اس نے مقفی اور مسجع کلام کہا اور آپ کو اس سے نفرت تھی۔ (مسلم)

۲۶۔ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِی الْغُرَّةِ تُقَوَّمُ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا اَوْ سِتَّمِائَةِ دِرْهَمٍ وَدِيَةُ الْمَرْاَةِ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ خَمْسُمِائَةِ دِيْنَارٍ اَوْ سِتَّةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ ؁

ترجمہ : ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے تھے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت جو پیٹ کے بچے کی دیت میں دی جائے پچاس دینار ہونی چاہئے یا چھ سو درہم اور عورت مسلمان آزاد کی دیت پانچسو دینار ہیں یا چھ ہزار درہم۔

۲۷۔ کہا مالک نے آزاد عورت کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی دیت عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے اور وہ پچاس دینار ہے یا پانچسو درہم اور یہ دیت پیٹ کے بچے میں اس وقت لازم آتی ہے جب کہ وہ پیٹ سے نکل پڑے مُردہ ہو کر میں نے کسی کو اس میں اختلاف کرتے نہیں سنا اگر پیٹ سے زندہ نکل کر مر جائے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ کہا مالک نے جنین یعنی پیٹ کے بچے کی زندگی اس کے رونے سے معلوم ہوگی اگر رو کر مر جائے تو پوری دیت لازم آئے گی اور لونڈی کے جنین میں اس لونڈی کی قیمت کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔ کہا مالک نے اگر ایک عورت حاملہ نے کسی مرد یا عورت کو مار ڈالا تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا جب تک وضع حمل نہ ہو اگر عورت حاملہ کو کسی نے مار ڈالا عمداً یا خطاءً تو اس کے جنین کی دیت واجب نہ ہوگی بلکہ اگر عمداً مارا ہے تو قاتل قتل کیا جائے گا اور اگر خطاءً مارا ہے تو قاتل کے عاقلے پر عورت کی دیت واجب ہوگی۔

سوال ہوا مالک سے اگر کسی نے یہودیہ یا نصرانیہ کے جنین کو مار ڈالا تو جواب دیا کہ اس کی ماں کی دیت کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔

۸۔ بَابُ مَا فِیْهِ الدِّیَةُ کَامِلَةً (جن میں پوری دیت لازم ہے)

۳۰۔ عَنْ: سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ فِی الشَّفَتَیْنِ الدِّیَةُ کَامِلَةً فَاِذَا قُطِعَتِ السُّفْلٰی فَفِیْهَا ثُلُثُ الدِّیَةِ ؁

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے کہ دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اگر صرف نیچے کا ہونٹ کاٹ ڈالے تو ثلث (تہائی) دینی ہوگی۔

۳۱۔ کہا مالک نے میں ابن شہاب سے پوچھا کہ اگر کانا کسی اچھے آدمی کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو انہوں نے کہا کہ اُس کو اختیار ہے خواہ کانے کی آنکھ پھوڑے خواہ دیت لے ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم۔ کہا مالک نے مجھے پہنچا کہ جو چیزیں انسان کے جسم میں دو دو ہیں اگر دونوں کو کوئی تلف کر دے تو پوری دینی ہوگی اسی طرح زبان میں پوری دیت دینی ہوگی۔ اگر کانوں پر ایسی ضرب لگائے جس کی وجہ سے دونوں کی سماعت جاتی رہی اگرچہ کانوں کو نہ کاٹے تب بھی پوری دیت دینی ہوگی اسی طرح ذکر (عضو تناسل) اور انثیین (فوطوں) میں پوری دیت لازم ہوگی۔ کہا مالک نے مجھے پہنچا جب عورت کی دونوں چھاتیاں کاٹ ڈالے تو اُس میں پوری دیت ہوگی لیکن ابروؤں کے مونڈ ڈالنے میں اور مرد کی دونوں چھاتیاں کاٹ ڈالنے میں پوری دیت لازم نہ آئے گی۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے اور دونوں پاؤں اور دونوں آنکھیں بھی اس کی پھوڑ ڈالیں تو اس کو پوری دیت ملے گی ہاتھوں کی الگ اور پاؤں کی الگ اور آنکھوں کی الگ یعنے تین دیتیں دینی ہوں گی۔ کہا مالک نے اگر کانے کی جو آنکھ اچھی تھی اُس کو کسی نے پھوڑ ڈالا خطا سے تو پوری دیت لازم ہوگی۔

۹۔ بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عَقْلِ الْعَیْنِ اِذَا ذَهَبَ بَصَرُهَا

(جب آنکھ کی روشنی جاتی رہے لیکن آنکھ قائم رہے تو دیت کیا ہے)

۳۲۔ عَنْ: زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ فِی الْعَیْنِ الْقَآئِمَةِ اِذَا طُفِئَتْ مِائَةُ دِیْنَارٍ ؁

ترجمہ: زید بن ثابت کہتے تھے کہ جب آنکھ قائم رہے اور روشنی جاتی رہے تو سو دینار ہوں گے۔

۳۳۔ کہا مالک نے اگر کوئی کسی کی آنکھ کا پپوٹا کاٹ ڈالے یا آنکھ کے گرد جو ہڈی کا حلقہ ہے اس کو کاٹ ڈالے تو اس میں غور کریں گے اگر بینائی جاتی رہے تو اس کے نقصان کے موافق دیت دینی ہوگی۔ کہا مالک نے ایک شخص کی آنکھ قائم تھی مگر اُس میں بینائی نہ تھی اس کو کسی نے پھوڑ ڈالا یا جو ہاتھ شل تھا اُس کو کاٹ ڈالا تو دیت لازم نہ آئے گی بلکہ لوگوں کی رائے سے جو مناسب ہوگا دلوائیں گے۔[1]

۱۰۔ بَابُ عَقْلِ الشِّجَاجِ (زخموں کی دیت کا بیان)

۳۴۔ عَنْ: یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ یَذْکُرُ اَنَّ الْمُوْضِحَةَ فِی الْوَجْهِ مِثْلُ

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ موضحہ چہرے میں ایسا ہے جیسے موضحہ سر میں مگر

[1] یعنے سوچ سمجھ کر لوگوں کی رائے میں جو مناسب ہوگا دیت دلوائیں گے۔ ۱۲ منہ

الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ إِلَّا أَنْ يَعِيبَ الْوَجْهُ فَيُزَادُ فِي عَقْلِهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ نِصْفِ عَقْلِ الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ فَيَكُونُ فِيهَا خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ دِينَارًا ؕ

جب چہرہ میں اس کی وجہ سے کوئی عیب ہو جائے تو دیت بڑھا دی جائے گی موضحہ سر کے نصف تک تو اس میں پچھتر دینار لازم ہوں گے۔

۴۲۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ منقلہ میں پندرہ اونٹ ہیں۔ کہا مالک نے منقلہ وہ ضرب ہے جس سے ہڈی اپنے مقام سے جدا ہو جائے اور دماغ تک نہ پہنچے اور وہ سر اور منہ میں ہوتی ہے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ ماموسہ اور جائفہ میں قصاص نہیں ہے اور ابن شہاب نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ ماموسہ میں قصاص نہیں ہے۔

۴۳۔ کہا مالک نے ماموسہ وہ ضرب ہے جو دماغ تک پہنچ جائے ہڈی توڑ کر اور ماموسہ سر ہی میں ہوا کرتی ہے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ موضحہ سے کم جو زخم ہو اس میں دیت نہیں ہے جب تک کہ موضحہ تک نہ پہنچے بلکہ دیت موضحہ میں ہے یا جو اس سے بھی زیادہ ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن حزم کی حدیث میں موضحہ میں پانچ اونٹ ہیں اس سے کم کو بیان نہ کیا نہ کسی امام نے زمانۂ سابق یا حال میں موضحہ سے کم میں دیت کا حکم کیا۔

۴۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ نَافِذَةٍ فِي عُضْوٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ فَفِيهَا ثُلُثُ عَقْلِ ذٰلِكَ الْعُضْوِ ؕ

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا کہ جو زخم پار ہو جائے کسی عضو میں تو اس کی دیت تہائی ہوگی۔

۴۵۔ کہا مالک نے ابن شہاب کی یہ رائے نہ تھی۔ کہا مالک نے میرے نزدیک بھی اس ضرب میں کوئی حد مقرر نہیں بلکہ حاکم کی رائے کے موافق عمل ہوگا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ ماموسہ اور منقلہ اور موضحہ فقط سر اور چہرہ میں ہوتے ہیں اگر اور کسی مقام میں ہوں تو امام کی رائے کے موافق عمل ہوگا۔

۴۹۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَادَ مِنَ الْمُنَقِّلَةِ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قصاص لیا منقلہ کا۔

۵۰۔ کہا مالک نے نیچے کا جبڑا اور ناک سر میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ الگ ہیں اور سر الگ ہے۔

۱۱۔ بَابُ عَقْلِ الْأَصَابِعِ (انگلیوں کی دیت کا بیان)

۵۱۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَمْ فِي إِصْبَعِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِي إِصْبَعَيْنِ قَالَ عِشْرُونَ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِي ثَلَاثٍ فَقَالَ ثَلَاثُونَ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِي أَرْبَعٍ قَالَ عِشْرُونَ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ حِينَ عَظُمَ جُرْحُهَا وَاشْتَدَّتْ مُصِيبَتُهَا نَقَصَ عَقْلُهَا فَقَالَ سَعِيدٌ

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ عورت کی انگلی میں کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ دس اونٹ ہیں میں نے کہا دو انگلیوں میں تو انہوں نے کہا کہ بیس اونٹ میں نے کہا تین انگلیوں میں تو انہوں نے کہا تیس اونٹ ہیں میں نے کہا چار انگلیوں میں تو انہوں نے کہا بیس اونٹ ہیں میں نے کہا کیا خوب جب زخم زیادہ ہو گیا اور نقصان زیادہ ہوا تو دیت کم ہو گئی سعید نے کہا

اَعِرَاقِيٌّ اَنْتَ فَقُلْتُ بَلْ عَالِمٌ مُتَثَبِّتٌ اَوْجَاهِلٌ مُتَعَلِّمٌ فَقَالَ سَعِيْدٌ هِيَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ اَخِيْ ؕ

کیا تو عراقی ہے میں نے کہا نہیں بلکہ مجھے جس چیز کا علم ہے اُس پر جما ہوا ہوں اور جو چیز نہیں جانتا اس کو پوچھتا ہوں سعید نے کہا کہ سنت میں ایسا ہی ہے لے میرے بھائی کے بیٹے۔

ف: عراق کے لوگ بدنام تھے اس امر میں کہ قیاس کو دخل دے کر حدیث کو چھوڑ دیتے تھے سعید نے بھی کہا کیا تو عراقی ہو گیا جو سنت پر اعتراض کرتا ہے۔ سلف کے نزدیک یہ امر نہایت مذموم اور بہت قبیح تھا کہ قرآن و حدیث پر عقل کے مخالف ہونے سے اعتراض کیا جائے مگر افسوس کہ اس زمانے میں لوگوں کو اس کا کچھ خیال نہ رہا ہزاروں احادیث اور آیات بمقابلے ایک دلیل عقلی کے قابل اعتبار نہیں سمجھتے اور دلیل عقلی کو یقینی سمجھتے ہیں اور آیات و احادیث کو ظنی جانتے ہیں۔ اہل اسلام کے قدیم اصول کے موافق یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جب پوری ایک ہتھیلی کی انگلیاں کاٹ ڈالی جائیں تو دیت لازم ہوگی اس حساب سے کہ ہر انگلی میں دس اونٹ تو پچاس اونٹ لازم ہوں گے اور ہتھیلی بھی اگر اس کے ساتھ کاٹی جائے تو اس میں حاکم کی رائے کے موافق دینا ہوگا۔ دنانیر کے حساب سے ہر انگلی کے سو دینار اور ہر ایک پور کے تینتیس دینار ہوئے اور ہر ایک پور کے تین اونٹ اور ثلث اونٹ ہوئے۔

۱۲-بَابُ جَامِعِ عَقْلِ الْاَسْنَانِ (دانتوں کی دیت کا بیان)

۵۳-عَنْ: اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِى الضِّرْسِ بِجَمَلٍ وَّفِى التَّرْقُوَةِ بِجَمَلٍ وَّفِى الضِّلَعِ بِجَمَلٍ ؕ

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے حکم کیا ڈاڑھ میں ایک اونٹ کا اور ہنسلی کی ہڈی میں ایک اونٹ کا اور پہلو کی ہڈی میں ایک اونٹ کا۔

۵۴-عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَضٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِى الْاَضْرَاسِ بِبَعِيْرٍ بَعِيْرٍ وَّقَضٰى مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ فِى الْاَضْرَاسِ بِخَمْسَةٍ اَبْعِرَةٍ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَالدِّيَةُ تَنْقُصُ فِىْ قَضَاءِ عُمَرَ وَتَزِيْدُ فِىْ قَضَاءِ مُعَاوِيَةَ فَلَوْ كُنْتُ اَنَا لَجَعَلْتُ فِى الْاَضْرَاسِ بَعِيْرَيْنِ بَعِيْرَيْنِ فَتِلْكَ الدِّيَةُ سَوَآءٌ ؕ

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا حضرت عمرؓ نے ہر ڈاڑھ میں ایک اونٹ کا حکم کیا اور معاویہؓ نے ہر ڈاڑھ میں پانچ اونٹ کا حکم کیا تو عمرؓ نے دیت میں کمی کی اور معاویہؓ نے زیادتی کی اگر میں ہوتا تو ہر ڈاڑھ میں دو دو اونٹ دلاتا اس صورت میں دیت پوری ہو جاتی۔

ف: کیونکہ ڈاڑھیں بیس ہیں اور دانت بارہ ہیں ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں بارہ پنجے ساٹھ ہوئے اور ہر ڈاڑھ میں دو اونٹ چالیس اونٹ ہوئے سب سو اونٹ پورے ہو گئے۔

۵۵-عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اُصِيْبَتِ السِّنُّ فَاسْوَدَّتْ فَفِيْهَا عَقْلُهَا تَامًّا فَاِنْ طُرِحَتْ بَعْدَ اَنْ تَسْوَدَّ فَفِيْهَا عَقْلُهَا

ترجمہ: سعید بن المسیب کہتے تھے کہ جب دانت کو ضرب پہنچے اور وہ کالا ہو جائے تو اس کی پوری دیت لازم ہوگی اگر کالا ہو کر گر جائے تب بھی پوری دیت

تَامًّا اَيْضًا۔ لازم ہوگی۔

۱۳۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي عَقْلِ الْاَسْنَانِ (دانتوں کی دیت کا اور حال)

۵۶۔ عَنْ: اَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ الْمُرِّيِّ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ بَعَثَهُ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهُ مَاذَا فِي الضِّرْسِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِيهِ خَمْسٌ مِنَ الْاِبِلِ قَالَ فَرَدَّنِي مَرْوَانُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَتَجْعَلُ مُقَدَّمَ الْفَمِ مِثْلَ الْاَضْرَاسِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ لَمْ تَعْتَبِرْ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْاَصَابِعِ عَقْلُهَا سَوَاءٌ۔

ترجمہ: ابی غطفان بن طریف سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے ان کو بھیجا عبداللہ بن عباس کے پاس یہ پوچھنے کو کہ ڈاڑھ میں کیا دیت ہے ابن عباس نے کہا کہ پانچ اونٹ ہیں مروان نے پھر اُن کو بھیجا اور کہلایا کہ کیا دانت سامنے کے اور ڈاڑھیں دیت میں برابر ہیں ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تو دانتوں کو انگلیوں پر قیاس کرلیتا تو کافی تھا ہر ایک انگلی کی دیت ایک ہی ہے (اگر منفعت کسی سے کم ہے کسی سے زیادہ ایسا ہی دانت اور ڈاڑھ بھی سب یکساں ہیں)

۵۷۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ قَالَ كَانَ يُسَوِّي بَيْنَ الْاَسْنَانِ فِي الْعَقْلِ وَلَا يُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر کہتے تھے کہ اگلے زمانے میں سب دانتوں کی دیت برابر تھی کوئی دوسرے پر زیادہ نہ تھا۔

۵۸۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ دانت اور کچلیاں اور ڈاڑھیں سب برابر ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت میں پانچ اونٹ کا حکم کیا ڈاڑھ بھی ایک دانت ہے۔

۱۴۔ بَابُ دِيَةِ جِرَاحِ الْعَبْدِ (غلام کے زخموں کی دیت کا بیان)

۵۹۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ فِي مُوضِحَةِ الْعَبْدِ نِصْفُ عُشْرِ ثَمَنِهِ۔

ترجمہ: سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ غلام کے موضحہ میں اُس کی قیمت کا بیسواں حصہ دینا ہوگا۔

۶۰۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الْعَبْدِ يُصَابُ بِالْجِرَاحِ اَنَّ عَلٰى مَنْ جَرَحَهُ قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ۔

ترجمہ: مروان بن حکم حکم کرتا تھا اُس شخص پر جو زخمی کرے غلام کو کہ جس قدر اُس زخم کی وجہ سے اس کی قیمت میں نقصان ہوا وہ ادا کرے۔

۶۱۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام کی موضحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ اور منقلہ میں دسواں حصہ اور بیسواں حصہ اور مامومہ اور جائفہ میں تیسرا حصہ دینا ہوگا سوائے ان کے اور طرح کے زخموں میں جس قدر قیمت میں نقصان ہوگا دینا ہوگا جب وہ غلام اچھا ہو جائے تب دیکھیں گے کہ اُس کی قیمت اُس زخم سے پہلے کیا تھی اور اب کتنی ہے جس قدر کمی ہوگی وہ دینی ہوگی۔ کہا مالکؒ نے جب غلام کا ہاتھ یا پاؤں کوئی شخص توڑ ڈالے پھر وہ اچھا ہو جائے تو کچھ تاوان نہ ہوگا۔ البتہ اگر کسی قدر نقصان رہ جائے تو اُس کا تاوان دینا ہوگا۔ کہا مالکؒ نے غلاموں میں اور لونڈیوں میں قصاص کا حکم مثل

آزادوں کے ہوگا اگر غلام لونڈی کو قصداً قتل کرے تو غلام بھی قتل کیا جائے گا اگر اس کو زخمی کرے وہ بھی زخمی کیا جائے گا اگر ایک غلام نے دوسرے غلام کو عمداً مار ڈالا تو مقتول کے مولیٰ کو اختیار ہوگا چاہے قاتل کو قتل کرے چاہے دیت یعنی اپنے غلام کی قیمت لے لے۔ قاتل کے مولیٰ کو اختیار ہے چاہے مقتول کی قیمت ادا کرے اور قاتل کو اپنے پاس رہنے دے چاہے قاتل ہی کو حوالے کر دے اس سے زیادہ اور کچھ لازم نہ آئے گا۔ اب جب مقتول کا مولیٰ دیت پر راضی ہو کر قاتل کو لے لے تو پھر اس کو قتل نہ کرے۔ اسی طرح اگر ایک غلام دوسرے غلام کا ہاتھ یا پاؤں کاٹے تو اس کے قصاص کا بھی یہی حکم ہے۔ کہا مالک نے اگر مسلمان غلام کسی یہودی یا نصرانی کو زخمی کرے تو غلام کے مولیٰ کو اختیار ہے چاہے دیت دے یا غلام کو حوالے کر دے تو اس غلام کو بیچ کر اس کی دیت ادا کریں گے مگر وہ غلام یہودی یا نصرانی کے پاس رہ نہیں سکتا (کیونکہ مسلمان کو کافر کا محکوم کرنا درست نہیں)

۱۵۔ بَابُ دِيَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ (کافر ذمی کی دیت کا بیان)

۶۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى أَنَّ دِيَةَ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ إِذَا قُتِلَ أَحَدُهُمَا مِثْلُ نِصْفِ دِيَةِ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ۔

ترجمہ: عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ یہودی یا نصرانی کی دیت آزاد مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔

۶۶۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے گا مگر جب مسلمان فریب سے اس کو دھوکہ دے کر مار ڈالے تو قتل کیا جائے گا۔

۶۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ يَقُولُ دِيَةُ الْمَجُوسِيِّ ثَمَانُ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

ترجمہ: سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ مجوسی (فارسی آتش پرست) کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

۶۸۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ کہا مالک نے یہودی یا نصرانی کے زخموں کی دیت اسی حساب سے ہے موضحہ میں بیسواں حصہ اور مامومہ اور جائفہ میں تیسرا حصہ وقس علیٰ ہذا۔

۱۶۔ بَابُ مَا يُوجِبُ الْعَقْلَ عَلَى الرَّجُلِ فِي خَاصَّةِ مَالِهِ

جن جنایات کی دیت خاص قاتل کو اپنے مال میں سے ادا کرنی پڑتی ہے (یعنی عاقلہ سے نہیں لی جاتی) اُن کا بیان

۷۰۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ عَقْلٌ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ إِنَّمَا عَلَيْهِمْ عَقْلُ قَتْلِ الْخَطَاءِ۔

ترجمہ: عروہ بن الزبیر کہتے تھے کہ قتل عمد میں عاقلہ پر دیت نہیں ہے (بلکہ قاتل کی ذات پر ہے) عاقلہ پر خطا کی دیت ہے (عاقلہ جمع عاقل کی یعنی کسی کی طرف سے ادا کرنے والا)

۷۱۔ عَنْ: ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْعَاقِلَةَ لَا تَحْمِلُ شَيْئًا مِنْ دَمِ الْعَمْدِ إِلَّا

ترجمہ: ابن شہاب نے کہا کہ عاقلہ پر عمداً خون کرنے کا بار نہیں ڈالا جاتا مگر جب خوشی سے

أَنْ يَتَشَاءَوْا ذٰلِكَ ۞

دینا چاہیں ۔

۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مِثْلَ ذٰلِكَ ۞

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے بھی ایسا ہی کہا ۔

۳۔ کہا مالک نے ابن شہاب کہتے تھے سنت یوں ہی ہے کہ جب قتل عمد میں مقتول کے وارث قصاص کو عفو کر کے دیت پر راضی ہو جائیں تو وہ دیت قاتل کے مال سے لی جائے گی عاقلہ سے کچھ غرض نہیں مگر جب عاقلہ خود دینا چاہیں ۔

۴۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ دیت عاقلہ پر لازم نہیں آتی جب ایک ثلث یا زیادہ نہ ہو اگر ثلث سے کم ہو تو جنایت کرنے والے کے مال سے لی جائے گی ۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد یا اور جراحات ہیں جن میں قصاص لازم آتا ہے اگر دیت قبول کر لی جائے تو قاتل یا جارح کی ذات پر ہو گی عاقلہ پر نہ ہو گی اگر اس کے پاس مال ہو اور جو مال ہو تو اس پر قصاص رہے گا البتہ اگر عاقلہ خوشی سے دینا چاہیں تو اور بات ہے ۔

۶۔ کہا مالک نے اگر کوئی شخص اپنے تئیں آپ عمداً یا خطاءً زخمی کرے تو اس کی دیت عاقلے پر نہ ہو گی اور میں نے کسی کو نہیں سنا جو عمد کی دیت عاقلے سے دلائے اس وجہ سے کہ اللہ جل جلالہ نے قتل عمد میں فرمایا "جس کا بھائی معاف کر دے کچھ (یعنے قصاص چھوڑ دے) تو چاہیئے کہ دستور کے موافق چلے اور دیت اچھی طرح ادا کرے ۔" (اس سے معلوم ہوا کہ عمد کی دیت قاتل کو ادا کرنی چاہیے) کہا مالک نے جس لڑکے کے پاس کچھ مال نہ ہو یا جس عورت کے پاس مال نہ ہو اور وہ کوئی جنایت کرے جس میں ثلث سے کم دیت واجب ہوتی ہے تو دیت انہی کے مال میں سے دی جائے گی اگر مال نہ ہو تو ان پر قرض کے طور پر رہے گی عاقلے پر یا لڑکے کے باپ پر کچھ لازم نہیں آئے گا ۔ کہا مالک نے جب غلام قتل کیا جائے تو اس کی قیمت جو قتل کے روز ہے دینی ہو گی قاتل کے عاقلے پر کچھ لازم نہ آئے گا بلکہ قاتل کے خاص مال میں سے لیا جائے گا اگرچہ اس غلام کی قیمت دیت سے زیادہ ہو ۔

۱۷۔ بَابُ مِيرَاثِ الْعَقْلِ وَالتَّغْلِيظِ فِيهِ (دیت میں میراث کا بیان)

۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنْشَدَ اللّٰهَ النَّاسَ بِمِنًى مَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الدِّيَةِ أَنْ يُخْبِرَنِي فَقَامَ ضَحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ فَقَالَ كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُوَرِّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ادْخُلِ الْخِبَاءَ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمَّا نَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ فَقَضٰى بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ قَتْلُ أَشْيَمَ خَطَأً ۞

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے بلایا لوگوں کو منا میں اور کہا کہ جس شخص کو دیت کا مسئلہ معلوم ہو وہ بیان کرے مجھ سے تو ضحاک بن سفیان کلابی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھ بھیجا تھا کہ اشیم ضبابی کی عورت کو میراث دلاؤں اشیم کی دیت میں سے حضرت عمرؓ نے کہا تو خیمے میں جا جب تک میں آؤں جب حضرت عمرؓ آئے تو ضحاک نے یہی بیان کیا حضرت عمرؓ نے اسی کا حکم کیا ابن شہاب نے کہا اشیم خطا سے مارا گیا تھا ۔

۱۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يُقَالُ لَهُ قَتَادَةُ حَذَفَ ابْنَهُ بِسَيْفٍ

ترجمہ: عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بنی مدلج میں سے جس کا نام قتادہ تھا اپنے لڑکے کو تلوار

فَاَصَابَ سَاقَهُ فَنُزِيَ جُرْحُهُ فَمَاتَ فَقَدِمَ سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اَعْدِدْ عَلٰى مَاءِ قُدَيْدٍ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ بَعِيْرٍ حَتّٰى اَقْدَمَ عَلَيْكَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخَذَ مِنْ تِلْكَ الْاِبِلِ ثَلٰثِيْنَ حِقَّةً وَّثَلٰثِيْنَ جَذَعَةً وَّاَرْبَعِيْنَ خَلِفَةً ثُمَّ قَالَ اَيْنَ اَخُو الْمَقْتُوْلِ فَقَالَ هَا اَنَا ذَا فَقَالَ خُذْهَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لِلْقَاتِلِ شَيْءٌ ؕ

ماری وہ اُس کی پنڈلی میں لگی خون بند نہ ہوا آخر مرگیا تو سراقہ بن جعشم حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور اُن سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے کہا قدید کے پانی پر (قدید ایک مقام کا نام ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے وہاں پانی بھی ہے) ایک سو بیس اونٹ تیار رکھ جب تک میں وہاں آؤں جب حضرت عمرؓ وہاں آئے تو اُن اونٹوں میں سے تین حقّے اور تیس جذعے لئے اور چالیس خلفے (حاملہ اونٹنیاں) لیں پھر کہا کہاں ہے مقتول کا بھائی اُس نے کہا کیوں میں موجود ہوں کہا تو یہ سب اونٹ لے لے اسواسطے کہ قاتل کو میراث نہیں ملتی۔

ف : دیت میں سے نر اور مترو کہ میں سے ۔ اگرچہ اُس کا باپ موجود تھا مگر چونکہ اس نے قتل کیا تھا اس لئے میراث سے محروم ہوا۔

۱۸۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا اَتُغَلَّظُ الدِّيَةُ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَقَالَا لَا وَلٰكِنْ يُزَادُ فِيْهَا لِلْحُرْمَةِ فَقِيْلَ لِسَعِيْدٍ هَلْ يُزَادُ فِي الْجِرَاحِ كَمَا يُزَادُ فِي النَّفْسِ فَقَالَ سَعِيْدٌ نَعَمْ قَالَ مَالِكٌ اُرَاهُمَا اَرَادَا مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عَقْلِ الْمُدْلِجِيِّ حِيْنَ اَصَابَ ابْنَهُ ؕ

ترجمہ : سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ماہ حرام میں (محرم اور رجب اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں) اگر کوئی قتل کرے تو دیت میں سختی کریں گے انہوں نے کہا نہیں بلکہ بڑھا دیں گے بوجہ ان مہینوں کی حُرمت کے پھر سعید سے پوچھا کہ اگر کوئی زخمی کرے ان مہینوں میں تو اُس کی بھی دیت بڑھا دیں گے جیسے قتل میں بڑھا دیں گے سعید نے کہا ہاں۔

۱۹۔ کہا مالک نے میں سمجھتا ہوں کہ مراد ان دونوں صاحبوں کی بڑھانے سے وہی ہے جیسا حضرت عمر نے کیا مدلجی کی دیت میں جب اُس نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا۔ ف : یعنی تین قسم کے اونٹ اس سے لئے اس میں زیادہ وقت ہوئی مگر لئے وہی سوؔ اونٹ۔

۲۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ اُحَيْحَةُ بْنُ الْجُلَاحِ كَانَ لَهُ عَمٌّ صَغِيْرٌ هُوَ اَصْغَرُ مِنْ اُحَيْحَةَ وَكَانَ عِنْدَ اَخْوَالِهِ فَاَخَذَهُ اُحَيْحَةُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ اَخْوَالُهُ كُنَّا اَهْلَ ثُمِّهِ وَرُمِّهِ حَتّٰى اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى عُمَمِهِ غَلَبَنَا حَقُّ امْرِئٍ فِيْ عَمِّهِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ لَا يَرِثُ قَاتِلٌ مَنْ قَتَلَ ؕ

ترجمہ : عروہ الزبیر سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری کا جس کا نام احیحہ بن الجلاح اس سے چھوٹا چچا تھا وہ اپنی ننھیال میں تھا اس کو احیحہ نے لے کر مار ڈالا اس کے ننھیال کے لوگوں نے کہا ہم نے پالا پرورش کیا جب جوان ہوا تو اس کا بھتیجا ہم پر غالب آیا اور اسی نے لے لیا۔ عروہ نے کہا اسی وجہ سے (اب دینِ اسلام میں) قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔

یعنی باوجود اس کے کہ احیحہ نے اس کو مار ڈالیکن اس کی دیت کا استحقاق اُسی کو رہا اور جن لوگوں نے پالا پرورش

کیا یعنے ننہیال والے ان کو دیت لینے کا حق حاصل نہ ہوا کیونکہ جاہلیت میں قاتل مقتول کا وارث ہوتا تھا دین اسلام میں یہ بات موقوف ہوئی قاتل مقتول کی میراث سے محروم کیا گیا ۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد کرنے والا مقتول کی دیت کا وارث نہیں ہوتا نہ اُس کے مال کا نہ اور کسی وارث کو محروم کر سکتا ہے اور قتل خطا کرنے والا دیت کا وارث نہیں ہوتا لیکن اور مال کا وارث ہوتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے میرے نزدیک اور مال کا وارث ہوگا ۔

۱۸۔ بَابُ جَامِعِ الْعَقْلِ (دیت کے مختلف مسائل کا بیان)

۸۵۔ عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جُرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ ۔

ترجمہ : ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کسی کو صدمہ پہنچائے تو اس کا بدلہ نہیں کنوئیں میں کوئی گر کر مرجائے تو اس کا بدلہ نہیں اور کان کھودنے میں کوئی مزدور مرجائے تو بدلہ نہیں اور رکاز (کافروں کے گڑے خزانے) میں پانچواں حصہ لیا جائے گا ۔

ف : یعنے اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اُس کے مالک پر جرمانہ نہیں اور اگر مزدور کنواں کھودنے یا کان کھودتے کنواں یا کان پھٹ کر مرجائے تو کھدوانے والے پر کچھ جرمانہ نہیں ہے ۔ کہا مالک نے جو شخص جانور کو آگے سے کھینچ رہا ہے یا پیچھے سے ہانک رہا ہے یا جو اس پر سوار ہے وہ جرمانہ دے گا اگر جانور کسی کو صدمہ پہنچائے لیکن خود بخود وہ لات سے کسی کو مار دے تو تاوان نہیں ہے ۔ حضرت عمر نے حکم کیا دیت کا اس شخص پر جس نے اپنا گھوڑا دوڑا کر کسی کو کچل ڈالا تھا ۔ کہا مالک نے جب دوڑانے والا ضامن ہوا تو کھینچنے والا اور ہانکنے والا اور سوار تو ضرور ضامن ہوگا ۔ ف : کیونکہ یہ سب بچانے پر قادر ہیں بلکہ دوڑانے والا شاید مجبور بھی ہو اس کو روک نہ سکے جب اُس پر ضمان ہوا تو اوروں پر بطریق اولیٰ ہوگا ۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو کوئی راستے میں کنواں کھودے یا جانور باندھے یا مشابہ اسکے کوئی کام کرے تو درست نہیں ہے راہ میں کرنا اور اس کی وجہ سے کسی کو صدمہ پہنچے تو وہ ضامن ہوگا ثلث دیت تک اپنے مال میں سے دے گا جو ثلث سے زیادہ ہو تو اُس کے عاقلے سے وصول کی جائے گی اور اگر ایسا کام کرے جو درست ہے تو اس پر ضمان نہ ہوگا جیسے گڑھا کھودے بارش کے واسطے یا اپنے جانور پر سے کسی کام کو اُترے اور راہ پر کھڑا کر دے ۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص کنوئیں میں اُترے پھر دوسرا شخص اُترے اب نیچے والا اوپر والے کو کھینچے اور دونوں گر کر مرجائیں تو کھینچنے والے کے عاقلے پر دیت لازم آئے گی ۔ کہا مالک نے اگر شخص کسی بچے کو حکم کرے کنوئیں میں اُترنے کا یا درخت پر چڑھنے کا اور وہ لڑکا ہلاک ہو جائے تو وہ شخص ضامن ہوگا اس کی دیت کا یا نقصان کا ۔

۹۱۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عاقلے میں عورتیں اور بچے داخل نہ ہوں گے بلکہ بالغ مردوں سے دیت وصول کی جائے گی ۔ کہا مالک نے مولیٰ کی دیت اس کے عاقلہ پر ہوگی اگرچہ وہ دفتر سرکار میں ماہوار یاب (ملازم) نہ ہوں جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر صدیقؓ کے وقت تھا کیونکہ دفتر حضرت عمر کے زمانے سے نکلا تو ہر ایک کی دیت اسکے موالی اور قوم ادا کریں گے کیونکہ ولاء بھی انہی کو ملتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ولاء اسی کو

ملے گی جو آزاد کرے۔ کہا مالک نے جو کوئی شخص کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے تو جس قدر قیمت اس نقصان کی وجہ سے کم ہو جائے اُس کا تاوان لازم ہوگا۔ کہا مالک نے ایک شخص قصاصاً قتل کے لائق ہو پھر وہ کوئی کام ایسا کرے جس سے حد لازم آئے (مثلاً زنا کرے کوڑے و رجم لازم آئے یا چوری کرے ہاتھ کاٹنا لازم ہو) تو کسی حد کا مؤاخذہ نہ کیا جائے صرف قتل کافی ہے مگر حدِ قذف کا اس میں کوڑے مار کر پھر اس کو قتل کریں) اگر اُس نے کسی کو زخمی کیا تو زخمی کا قصاص لینا ضروری نہیں قتل کرنا کافی ہے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر کوئی نعش کسی گاؤں وغیرہ میں ملے یا کسی کے دروازے پر تو یہ ضروری نہیں کہ جو لوگ اُس کے قریب ہوں وہ پکڑے جائیں کیونکہ اکثر ہوتا ہے کہ لوگ مار کر کسی کے دروازے پر ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ پکڑا جائے۔ کہا مالک نے اگر چند آدمی مل کر لڑے بعد اُس کے جب جُدا ہوئے تو ایک شخص اُن میں مقتول یا مجروح پایا گیا لیکن ہنگامے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ کس نے مارا یا زخمی کیا تو فریق ثانی (یعنے جن میں کا مقتول نہیں ہے) کی قوم پر اس کی دیت واجب ہوگی اور جو وہ شخص دونوں فریق میں سے نہ ہو تو دونوں فریق پر دیت واجب ہوگی۔

۱۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيلَةِ وَالسِّحْرِ (مکر و فریب سے مارنے یا جادو سے مارنے کا بیان)

۹۷۔ عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ قَتَلُوهُ قَتْلَ غِيلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا۔

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے پانچ یا سات آدمیوں کو ایک شخص کے بدلے میں قتل کیا انہوں نے دھوکا دے کر اس کو مار ڈالا تھا پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر سارے صنعاء والے اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا۔

۹۸۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَتْ جَارِيَةً لَهَا سَحَرَتْهَا وَقَدْ كَانَتْ دَبَّرَتْهَا فَأَمَرَتْ بِهَا فَقُتِلَتْ۔

ترجمہ: حضرت اُم المومنین حفصہ نے ایک لونڈی کو قتل کیا جس نے اُن پر جادو کیا تھا اور پہلے آپ اُس کو مدبر کر چکی تھیں پھر حکم کیا اس کے قتل کا تو قتل کی گئی۔

۹۹۔ کہا مالک نے جو شخص جادو جانتا ہے اور اس کو کام میں لاتا ہے اس کا قتل کرنا مناسب ہے۔

۲۰۔ بَابُ مَا يَجِبُ فِي الْعَمْدِ (قتل عمد کا بیان)

ف: اکثر علماء کے نزدیک قتل عمد یہ ہے کہ قصداً کسی کو مار ڈالے خواہ لکڑی سے مارے یا پتھر سے یا تیر سے یا تلوار سے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک قتل عمد میں یہ بھی شرط ہے کہ ہتھیار سے مارے یا لوہے کی چیز سے جو دھار دار یا نوک دار ہو۔

۱۰۰۔ عَنْ: عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ مَوْلَى عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ أَقَادَ وَلِيَّ الرَّجُلِ فَقَتَلَهُ بِعَصًا فَقَتَلَهُ وَلِيُّهُ بِعَصًا۔

ترجمہ: ایک شخص نے دوسرے کو لکڑی سے مار ڈالا عبدالملک بن مروان نے قاتل کو ولی مقتول کے حوالے کیا اس نے بھی اس کو لکڑی سے مار ڈالا۔

۱۰۱۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو لکڑی یا پتھر سے قصداً مارے اور وہ ہلاک ہو جائے

تو قصاص لیا جائے گا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک قتل عمد یہی ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو قصداً مارے یہاں تک کہ اس کا دم نکل جائے اور یہی قتل عمد ہے کہ ایک شخص سے دشمنی ہو اس کو ایک ضرب لگا کر چلا آئے اس وقت وہ زندہ ہو لیکن بعد اس کے اسی ضرب سے مر جائے اس میں قسامت واجب ہوگی۔ کہا مالک نے قتل عمد میں ایک شخص آزاد کے عوض میں کئی شخص آزاد مارے جائیں گے کہ جب سب قتل میں شریک ہوں اسی طرح عورتوں اور غلاموں میں بھی حکم ہوگا۔

۲۱۔ بَابُ الْقِصَاصِ فِي الْقَتْلِ (قصاص کا بیان)

۱۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُتِيَ بِسَكْرَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنِ اقْتُلْهُ ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم نے معاویہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ ایک شخص نے نشے کی حالت میں ایک شخص کو مار ڈالا معاویہ نے جواب میں لکھا کہ تو بھی اس کو مار ڈال۔

۱۰۵۔ کہا مالک نے میں نے اس کی تفسیر بہت اچھی سنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے "قتل کرو آزاد کو بدلے میں آزاد کے اور غلام کو بدلے میں غلام کے اور عورت کو بدلے میں عورت کے"۔ تو قصاص عورتوں میں آپس میں لیا جائے گا جیسا کہ مردوں میں لیا جاتا ہے اور مرد اور عورت میں بھی لیا جائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے "نفس بدلے نفس کے قتل کیا جائے گا"۔ تو عورت مرد کے بدلے میں قتل کی جائے گی اور مرد عورت کے بدلے میں مارا جائے گا اسی طرح ایک دوسرے کو اگر زخمی کرے گا تب بھی قصاص لیا جائے گا۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص ایک شخص کو پکڑ لے اور دوسرا اس کو آ کر مار ڈالے اور معلوم ہو اس نے مار ڈالنے ہی کے واسطے پکڑا تھا تو دونوں شخص اس کے بدلے میں قتل کئے جائیں گے اگر اس نے اس نیت سے نہیں پکڑا تھا بلکہ اس کو یہ خیال تھا کہ دوسرا شخص یوں ہی سے مار مارے گا تو پکڑنے والا قتل نہ کیا جائے گا لیکن اس کو سخت سزا دی جائے گی اور بعد سزا کے ایک برس تک قید کیا جائے گا۔ کہا مالک نے زید نے عمرو کو قتل کیا یا اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی، قصداً اب قبل اس کے کہ زید سے قصاص لیا جائے اس کو بکر نے مار ڈالا یا زید کی آنکھ پھوڑ ڈالی تو اس پر دیت یا قصاص واجب نہ ہوگا کیونکہ عمرو کا حق زید کی جان میں تھا یا اس کی آنکھ میں اب زید ہی نہ رہا یا وہ آنکھ ہی نہ رہی اس کی نظیر یہ ہے کہ زید عمرو کو عمداً مار ڈالے پھر زید بھی مر جائے تو عمرو کے وارثوں کو اب کچھ نہ ملے گا کیونکہ قصاص قاتل پر ہوتا ہے جب وہ خود مر گیا تو نہ قصاص ہے نہ دیت۔ کہا مالک نے آزاد اور غلام میں قصاص نہیں ہے زخموں میں لیکن اگر غلام آزاد کو مار ڈالے گا تو غلام مارا جائے گا اور جو آزاد غلام کو مار ڈالے گا تو آزاد نہ مارا جائے گا۔ یہ میں نے بہت اچھا سنا۔

۲۲۔ بَابُ الْعَفْوِ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ (قتل عمد میں عفو (معاف) کرنے کا بیان)

۱۰۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ أَدْرَكَ مَنْ يَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَوْصَى أَنْ يُعْفَى عَنْ قَاتِلِهِ إِذَا قُتِلَ عَمْدًا إِنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ لَهُ

ترجمہ: امام مالک نے کئی اچھے عالموں سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب مقتول مرتے وقت اپنے قاتل کو معاف کر دے تو درست ہے قتل عمد میں

وَاِنَّهٗ اَوْلٰى بِدَمِهٖ مِنْ غَيْرِهٖ مِنْ اَوْلِيَآئِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ ۔ اُس کو اپنے خون کا زیادہ اختیار ہے وارثوں سے ۔

۱۱۰ کہا مالک نے جو شخص قاتل کو قتل عمد معاف کر دے تو قاتل پر دیت لازم نہ ہوگی مگر جب کہ قصاص عفو معاف کر کے دیت ٹھہرائے ۔ کہا مالک نے اگر قاتل کو مقتول معاف کر دے تب بھی قاتل کو سو کوڑے لگائیں گے اور ایک سال تک قید کریں گے ۔ کہا مالک نے جب کوئی شخص عمداً مارا گیا اور گواہوں سے قتل ثابت ہوا اور مقتول کی بیٹی اور بیٹیاں ہیں بیٹوں نے تو معاف کر دیا لیکن بیٹیوں نے معاف نہ کیا تو بیٹیوں کے معاف کرنے سے کچھ خلل واقع نہ ہوگا بلکہ خون معاف ہو جائیگا کیونکہ بیٹوں کے ہوتے ہوئے ان کو اختیار نہیں ہے ۔

۲۳ بَابُ الْقِصَاصِ فِي الْجِرَاحِ (زخموں میں قصاص کا بیان)

۱۱۳ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو شخص کسی کا ہاتھ یا پاؤں توڑ ڈالے تو اُس سے قصاص لیا جائے گا دیت لازم نہ آئے گی ۔ کہا مالک نے زخم کا قصاص نہ لیا جائے گا جب تک کہ وہ شخص اچھا نہ ہولے جب وہ اچھا ہو جائے گا تو قصاص لیں گے اب اگر جارح کا بھی زخم اچھا ہو کر مجروح کے مثل ہو گیا تو بہتر نہیں تو اگر جارح کا زخم بڑھ گیا اور جارح اسی کی وجہ سے مر گیا تو مجروح پر کچھ تاوان نہ ہوگا اگر جارح کا زخم بالکل اچھا ہو گیا اور مجروح کا ہاتھ شل ہو گیا یا اور کوئی نقص رہ گیا تو پھر جارح سے قصاص نہ لیا جائے گا لیکن بقدر نقصان کے دیت اس سے وصول کی جائے گی ۔ کہا مالک نے اگر کسی شخص نے اپنی عورت کی آنکھ پھوڑ دی یا اُس کا ہاتھ توڑ ڈالا یا اُس کی انگلی کاٹ ڈالی قصداً تو اس سے قصاص لیا جائے گا البتہ اگر اپنی عورت کو تنبیہاً رسی یا کوڑے سے مارے اور بلا قصد کسی مقام پر لگ کر زخم ہو جائے یا نقصان ہو جائے تو دیت لازم آئے گی قصاص نہ ہوگا ۔

۱۱۶ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ حَزْمٍ اَقَادَ مِنْ كَسْرِ الْفَخِذِ ۔ ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ ابا بکر بن حزم نے قصاص لیا ران توڑنے کا ۔

۲۴ بَابُ دِيَةِ السَّائِبَةِ وَجِنَايَتِهٖ (سائبہ کی دیت وجنایت کا بیان)

ف: سائبہ اُس غلام کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ آزاد کرتے وقت یہ شرط کر دے کہ میں تیرا وارث نہ ہوں گا ایسا غلام اگر کوئی جنایت کرے تو مولیٰ اس کی دیت بھی نہ دے گا ۔

۱۱۷ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ سَائِبَةً اَعْتَقَهٗ بَعْضُ الْحَاجِّ فَقَتَلَ ابْنَ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عَائِذٍ فَجَآءَ الْعَائِذِيُّ اَبُو الْمَقْتُوْلِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَطْلُبُ دِيَةَ ابْنِهٖ فَقَالَ عُمَرُ لَا دِيَةَ لَهٗ فَقَالَ الْعَائِذِيُّ اَرَاَيْتَ لَوْ قَتَلَهٗ ابْنِيْ فَقَالَ عُمَرُ اِذًا تُخْرِجُوْنَ دِيَتَهٗ فَقَالَ الْعَائِذِيُّ

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ایک سائبہ نے جس کو کسی حاجی نے آزاد کر دیا تھا ایک شخص کے بیٹے کو جو بنی عائذ میں سے تھا مار ڈالا مقتول کا باپ حضرت عمرؓ کے پاس اپنے بیٹے کی دیت مانگنے آیا حضرت عمرؓ نے کہا اس کے لئے دیت نہیں ہے وہ شخص بولا اگر میرا بیٹا سائبہ کو مار ڈالتا تو تم کیا حکم کرتے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس وقت تم کو

هُوَ إِذًا كَالْأَرْقَمِ إِنْ يُتْرَكْ يَلْقَمْ وَإِنْ يُقْتَلْ يُنْقَمْ۔

اسکی دیت ادا کرنی ہوتی وہ شخص بولا پھر تو سائبہ کیا ہے ایک چتلا سانپ ہے اگر چھوڑ دو تو ڈس لے اگر مارو تو بدلا لے۔

ف: جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ جن سانپ کا بدلا لیتے ہیں جو کوئی اُس کو مار ڈالے وہ بھی مارا جاتا ہے۔ اس شخص نے سانپ کے ساتھ سائبہ کو تشبیہ دی اور یہ کہا کہ سائبہ کو اگر ماریں تو مشکل دیت دینی پڑتی ہے نہ ماریں تو مشکل وہ مارے ڈالتا ہے۔

كِتَابُ الْقَسَامَةِ

کتاب قسامت کے بیان میں

ف: قسامت کہتے ہیں اولیا مقتول سے قسم لینے کو یا جن پر قتل کا گمان ہو اُن سے قسم لینے کو۔

۱۔ بَابُ تَبْدِئَةِ أَهْلِ الدَّمِ فِي الْقَسَامَةِ

(قسامت میں پہلے وارثوں سے قسم لینے کا بیان)

۱۔ عَنْ: سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرِ بِئْرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللهِ قَتَلْتُمُوهُ فَقَالُوا وَاللهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَأَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذٰلِكَ ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ

ترجمہ: سہل بن ابی حثمہ کو خبر دی کچھ لوگوں نے جو اس کی قوم کے معزز لوگ تھے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ فقر اور افلاس کی وجہ سے خیبر کو گئے محیصہ کے پاس ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر کے کنوئیں میں یا چشمے میں ڈال دیا ہے محیصہ سنکر خیبر کے یہودیوں کے پاس آئے اور کہا قسم خدا کی تمہیں نے اس کو قتل کیا ہے یہودیوں نے کہا قسم خدا کی ہم نے قتل نہیں کیا اس کو پھر محیصہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا بعد اس کے محیصہ اور اُن کے بھائی حُوَیِّصہ جو محیصہ سے بڑے تھے اور عبدالرحمٰن بن سہل (جو عبداللہ بن سہل مقتول کے بھائی تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے محیصہ نے چاہا کہ میں بات کروں کیونکہ وہی خیبر کو گئے تھے تو رسول اللہ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ فَكَتَبُوْا إِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دِيَةَ صَاحِبِكُمْ فَقَالُوْا لَا قَالَ فَيَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهٖ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَضَتْنِيْ مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ قَالَ مَالِكٌ الْقَ… هُوَ الْبِئْرُ ؕ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بزرگی کی رعایت کر تو حویصہ نے پہلے بیان کیا پھر محیصہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہودی تمہارے مقتول کی دیت دیں یا جنگ کریں پھر آپ نے یہودیوں کو اس بارے میں لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ قسم خدا کی ہم نے اس کو قتل نہیں کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمٰن سے کہا تم قسم کھاؤ کہ یہودیوں نے اس کو مارا ہے تو دیت کے حقدار ہو گئے انہوں نے کہا ہم قسم نہ کھائیں گے (کیونکہ ہم نے دیکھا نہیں) آپ نے فرمایا اچھا اگر یہودی قسم کھالیں کہ ہم نے نہیں مارا انہوں نے کہا یا رسول اللہ وہ مسلمان نہیں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت ادا کی سہل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس سو اونٹ بھیجے ان کے گھروں پر ان میں سے ایک سُرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی (وہ مجھے اب تک یاد ہے۔)

فٹ : یعنے حویصہ کو جو بڑا بھائی ہے اُسے بات کرنے دے ۔ فٹ : ان کو جھوٹی قسم کھانے سے کچھ باک نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسامت میں پہلے اولیائے مقتول سے حلف لینا چاہئے اگر وہ حلف نہ اُٹھائیں تو پھر اُن لوگوں سے حلف لینا چاہئے جن پر قتل کا گمان ہو اور اولیاء اُن پر دعوٰی کرتے ہوں یہی قول ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک قسامت میں پچاس قسمیں اُن سے لی جائیں گی جن پر قتل کا گمان ہو مثلاً اُس محلے والوں سے جہاں پر مقتول کی نعش ملی ہے اگر قسم کھالیں گے تو بہتر ورنہ دیت دینی ہوگی ۔

عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيِّ وَمُحَيِّصَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِيْ حَوَائِجِهِمَا فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ فَأَتٰى هُوَ وَأَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهٖ مِنْ أَخِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ كَبِّرْ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرَا شَأْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا

ترجمہ : بُشیر بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود خیبر کو گئے وہاں جا کر اپنے اپنے کاموں کے واسطے جُدا ہو گئے عبداللہ بن سہل کو کسی نے مار ڈالا تو محیصہ اور ان کے بھائی حُویصہ اور عبدالرحمان بن سہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عبدالرحمٰن نے بات کرنی چاہی اپنے بھائی کے مقدمے میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بزرگی کی رعایت کر تو حویصہ اور محیصہ نے قصہ بیان کیا عبداللہ بن سہل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پچاس قسمیں کھاتے ہو (اس بات پر کہ فلاں شخص نے اس کو مار ڈالا ہے) اگر کھاؤ گے تو خون کا

وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَحْضُرْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَزَعَمَ بُشَيْرٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ ؛

استحقاق (یا قاتل کا استحقاق ؟) نہیں حاصل ہوگا انہوں نے کہا یا رسول اللہ (ہم کیونکر کھائیں) ہم اس وقت موجود نہ تھے نہ ہم نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے انہوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کافر ہیں اُن کی قسمیں ہم کیونکر قبول کریں گے بُشیر بن یسار نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت ادا کی۔

۲۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے اور میں نے بہت سے اچھے عالموں سے سُنا ہے اور اس پر اتفاق کیا ہے اگلے اور پچھلے علماء نے کہ قسامت میں پہلے مدعیوں سے قسم لی جائے گی وہ قسم کھائیں (اگر وہ قسم نہ کھائیں تو مدعیٰ علیہم سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم کھالیں تو بری ہو جائیں گے) اور قسامت دو امروں میں ایک امر سے لازم ہوتی ہے یا تو مقتول خود کہے مجھ کو فلانے نے مارا ہے (اور گواہ نہ ہوں) یا مقتول کے وارث کسی پر اپنا اشتباہ ظاہر کریں اور گواہی کامل نہ ہو تو انہی دو وجہوں سے قسامت لازم آئے گی۔ کہا مالک نے اس سنت میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ پہلے قسم اُن لوگوں سے لی جائے گی جو خون کے مدعی ہوں۔ خواہ قتل عمد ہو یا قتل خطا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی حارث سے جن کا عزیز خیبر میں مارا گیا تھا پہلے قسم کھانے کو فرمایا تھا۔ کہا مالک نے اگر مدعی قسم کھالیں تو ان کو خون کا استحقاق ہوگا وہ جس شخص پر قسم کھائیں اس کو قتل کر سکتے ہیں مگر ایک ہی شخص کو نہ کہ دو شخصوں کو یا زیادہ کو تو پہلے خون کے مدعیوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی جب وہ پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک سے ایک ایک قسم لی جائے گی اور پچاس سے کم ہوں یا بعض اُن میں سے قسم کھانے سے انکار کریں تو مکرر سہ کرر قسمیں لے کر پچاس قسمیں پوری کریں گے مگر جب مقتول کے وارثوں میں جن کو عفو کا اختیار ہے کوئی قسم کھانے سے انکار کرے گا تو پھر قصاص لازم نہ ہوگا بلکہ جب ان لوگوں میں جن کو عفو کا اختیار نہیں کوئی قسم کھانے انکار کرے تو باقی لوگوں سے قسم لیں گے اور جن کو عفو کا اختیار ہے ان میں سے اگر کوئی ایک بھی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی وارثوں کو بھی قسم نہ دیں گے بلکہ اس صورت میں مدعیٰ علیہم کو قسم دیں گے اُن میں سے پچاس آدمیوں کو پچاس قسمیں دیں گے اگر پچاس سے کم ہوں تو مکرر سہ کرر پچاس پوری کریں گے اگر مدعیٰ علیہ ایک ہی ہو تو اسی سے پچاس قسمیں لیں گے جب وہ پچاس قسمیں کھالے گا بری ہو جائے گا۔ کہا مالک نے خون میں پچاس قسمیں لی جاتی ہیں اور اور دعووں میں ایک قسم اس واسطے کہ خون آدمی کسی کے سامنے نہیں کرتا بلکہ تنہائی میں کرتا ہے تو اگر قسامت میں بھی مثل اور دعووں کے صرف گواہی سے کام چلتا تو بہت سے خون بیکار جاتے اور لوگوں کی جرأت خون کرنے پر زیادہ ہو جاتی جب اُن کو حکم کا حال معلوم ہو جاتا لیکن قسامت پہلے مقتول کے وارثوں کی طرف رکھی گئی تاکہ لوگ خون سے باز رہیں اور ڈریں کہ صرف مقتول کا قول کافی ہے اس باب میں۔ کہا مالک نے اگر ایک قوم کو جس میں بہت آدمی ہوں خون کی تہمت لگے اور مقتول کے وارث اُن سے قسم لینا چاہیں تو ہر شخص ان میں سے پچاس پچاس قسمیں کھائے گا یہ نہ ہوگا کہ پچاس قسمیں سب پر تقسیم ہو جائیں یہ میں نے اچھا سُنا۔ کہا مالک نے قسامت مقتول کی عصبوں کی طرف ہوگی جو خون کے مالک ہیں انہی کو قسم دی جاتی ہے اور انہی کی قسم کھانے سے قصاص لیا جاتا ہے۔

ف : مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک قسامت سے قصاص ثابت نہ ہوگا البتہ دیت لازم آئے گی ۔

۲- بَابُ مَنْ يَجُوزُ قَسَامَتُهُ فِي الْعَمْدِ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ

(خون کے وارثوں میں سے کن کن لوگوں سے قسم لینی چاہیئے)

۹- کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قسامت میں عورتوں سے قسم نہ لی جائے گی اور جو مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو اُن کو قتلِ عمد میں نہ قسامت کا اختیار ہوگا نہ عفو کا ۔ کہا مالک نے ایک شخص عمداً مارا گیا اس کے عصبہ یا موالی نے کہا کہ ہم قسم کھا کر قصاص لیں گے تو ہو سکتا ہے اگرچہ عورتیں معاف کر دیں تو اُن سے کچھ نہ ہوگا بلکہ عصبے یا موالی ان سے زیادہ مستحق ہیں خون کے کیونکہ وہی حلف اٹھائیں گے ۔ کہا مالک نے البتہ اگر عصبات یا موالی نے خون معاف کر دیا بعد حلف اُٹھا لینے کے اور خون کے مستحق ہو جانے کے اور عورتوں نے عفو سے انکار کیا تو عورتوں کو قصاص لینے کا استحقاق ہوگا ۔ کہا مالک نے قتلِ عمد میں کم سے کم دو مدعیوں سے قسم لینا ضروری ہے اُنھی سے پچاس قسمیں لے کر قصاص کا حکم کر دیں گے ۔ ف : جیسے قصاص دو گواہوں سے کم میں ثابت نہیں ہوتا ویسے ہی قسامت میں دو مدعی یا زیادہ جب تک قسم نہ کھائیں گے قصاص کا حکم نہ ہوگا (زرقانی) کہا مالک نے اگر کئی آدمی مل کر ایک آدمی کو مار ڈالیں اس طرح کہ وہ سب کی ضربوں سے اسی وقت مرے تو سب قصاصاً قتل کئے جائیں گے اور جو بعد کئی دن کے مرے تو قسامت واجب ہوگی اس صورت میں قسامت کی وجہ سے صرف ایک شخص ان لوگوں میں سے قتل کیا جائیگا کیونکہ ہمیشہ قسامت سے ایک ہی شخص مارا جاتا ہے ۔ ف : تو ایک کو جس پر مدعی قسم کھا لیں قتل کریں گے اور باقی لوگوں کے سو سو کوڑے مارے جائیں گے اور وہ ایک برس قید کئے جائیں گے ۔

۳- بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْخَطَاءِ (قتلِ خطا میں قسامت کا بیان)

۱۴- کہا مالک نے قتلِ خطا میں بھی پہلی قسم خون کے مدعیوں پر ہوگی وہ پچاس قسمیں کھائیں گے اپنے حصے کے موافق ترکے میں سے اگر قسموں میں کسر پڑے تو جس وارث پر کسر کا زیادہ حصہ آئے وہ پوری قسم اُس کے حصے میں رکھی جائے گی ف۔

ف : مثلاً ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں تو بیس قسمیں بیٹا کھائے گا اور دس دس قسمیں ہر ایک بیٹی کھائے گی ۔ ف : مثلاً مقتول کا ایک باپ ہے ایک ماں تو ماں کے حصے میں ترکے کے حساب سے سولہ اور دو ثلث قسم کے آتے ہیں تو سترہ قسمیں ماں پر ڈالی جائیں گی اور تینتیس باپ پر ۔

۱۵- کہا مالک نے اگر مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو وہی حلف اٹھا کے دیت لیں گی اور اگر مقتول کا وارث ایک ہی مرد ہو تو اسی کو پچاس قسمیں دیں گے اور وہ پچاس قسمیں کھا کر دیت لے لے گا یہ حکم قتلِ خطا میں ہے نہ کہ قتلِ عمد میں ۔

ف : کیونکہ قتلِ عمد میں جب دو عصبوں سے وارث کم ہوں تو قسمیں نہیں لی جاتیں نہ عورتوں سے حلف لیا جاتا ہے ۔

۴۔ بَابُ الْمِيرَاثِ فِي الْقَسَامَةِ (قسامت میں میراث کا بیان)

۱۶۔ کہا مالک نے جب خون کے وارث دیت کو قبول کریں تو اس کی تقسیم موافق کتاب اللہ کے ہوگی دیت کے وارث مقتول کی بیٹیاں اور بہنیں اور جتنی عورتیں ترکہ پاتی ہیں ہوں گی اگر عورتوں کے حصے ادا کر کے کچھ بچ رہے تو جو عصبہ قریب ہوگا وہ مابقی (باقی) کا وارث ہوگا۔

ف: جیسے مقتول کی دو بیٹیاں اور ایک بھائی اور ایک چچا کا بیٹا ہے تو دو بیٹیوں کو دو ثلث دے کر ایک ثلث کا وارث بھائی ہوگا۔

۱۷۔ کہا مالک نے اگر مقتول کے بعض ورثاء غائب ہوں اور بعض حاضر جو حاضر ہوں وہ یہ چاہیں کہ اپنے حصہ کی قسمیں کھا کر دیت کا حصہ وصول کر لیں تو یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ پوری قسمیں نہ کھائیں اگر پوری پچاس قسمیں کھالیں تو دیت میں سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں کیونکہ خون ثابت نہیں ہوتا بغیر پچاس قسموں کے اور جب تک خون ثابت نہ ہو دیت لازم نہیں آتی اب جو ورثاء غائب تھے ان میں سے اگر کوئی آجائے تو وہ اپنے حصے کے موافق قسمیں کھا کر دیت میں سے اپنا حصہ لے لے یہاں تک کہ سب وارثوں کا حق پورا ہو جائے۔ اگر اخیافی بھائی آئے تو پچاس قسموں کا چھٹا حصہ جو ہو اتنی ہی قسمیں کھائے اور اپنا حصہ لے لے اگر نکول کرے گا تو اس کا حصہ باطل ہوگا اگر بعض ورثاء غائب ہوں جو نابالغ ہوں تو جو حاضر ہیں ان سے پچاس قسمیں لی جائیں گی اور جو غائب ہے وہ جب آئے گا اس سے بھی اس کے حصے کے موافق قسمیں لی جائیں گی اور جب وہ نابالغ بالغ ہو جائے وہ بھی اپنے حصے کے موافق قسم کھائے یہ میں نے اچھا سنا۔

۵۔ بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْعَبْدِ (غلام میں قسامت کا بیان)

۱۸۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب غلام قصداً یا خطاءً مارا جائے پھر اس کا مولیٰ ایک گواہ لے کر آئے تو وہ اپنے گواہ کے ساتھ ایک قسم کھائے بعد اس کے اپنے غلام کی قیمت لے لے غلام میں قسامت نہیں ہے نہ عمد میں نہ خطا میں اور میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا۔

۱۹۔ کہا مالک نے اگر غلام عمداً یا خطاءً مارا گیا تو اس کے مولیٰ پر نہ قسامت ہے نہ قسم ہے اور مولیٰ کو قیمت کا اس وقت استحقاق ہوگا جب کہ وہ گواہ عادل لائے دو یا ایک لائے اور ایک قسم کھائے میں نے یہ اچھا سنا۔

كتاب الحدود

(کتاب حدوں کے بیان میں)

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۔ بَابُ مَاجَاءَ فِي الرَّجْمِ (رجم (سنگسار) کرنے کے بیان میں)

۱۔ عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَانِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاَتَوْهَا فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَاَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ فِيْهَا اٰيَةَ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَرَاَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِيْ عَلَى الْمَرْاَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا کہ ہم میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توریت میں کیا حکم ہے رجم کا یہودیوں نے کہا ہم میں جو کوئی زنا کرے اُس کو ہم رُسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں عبداللہ بن سلامؓ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو توریت میں رجم ہے لاؤ تم توریت کو پڑھو اُس کو انھوں نے توریت کو کھولا اور ایک شخص نے اُن میں سے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ لیا اور اُس کے اوّل اور آخر کی آیتیں پڑھیں عبداللہ بن سلام نے اس سے کہا اپنا ہاتھ اُٹھا اس نے جو ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت نکلی تب سب یہودی کہنے لگے کہ سچ کہا عبداللہ بن سلام نے آیت رجم کی موجود ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کیا رجم کا تو وہ مرد اور عورت رجم کیے گئے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے مرد کو دیکھا کہ وہ عورت کی طرف جھکتا تھا اسکے بچانے کو پتھروں سے (یعنی عورت کے اوپر آجاتا تھا تا کہ پتھر اپنے اوپر پڑیں اور عورت پر نہ پڑیں)۔

۲۔ عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ جَاءَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ الْاٰخِرَ زَنٰى

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ ایک شخص اسلم کے قبیلے کا (جس کا نام ماعز بن مالک تھا) ابوبکر صدیقؓ کے

لہ اَيْ الْاَرْذَلُ وَالْاَبْعَدُ وَالدَّنِيُّ وَ الْمُتَّهَمُ كِنَايَةٌ عَنْ نَفْسِهٖ ۱۲

فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ هَلْ ذَكَرْتَ هٰذَا لِأَحَدٍ غَيْرِي فَقَالَ لَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَتُبْ إِلَى اللّٰهِ وَاسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهُ حَتّٰى أَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهُ حَتّٰى أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْأَخِرَ زَنٰى قَالَ سَعِيدٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا أَكْثَرَ عَلَيْهِ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَهْلِهِ فَقَالَ هَلْ يَشْتَكِي أَمْ بِهِ جِنَّةٌ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَصَحِيحٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ فَقَالُوا بَلْ ثَيِّبٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ ۞

پاس آیا اور کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا (اپنے آپ کو کہا) ابوبکرؓ نے کہا تو نے یہ بات اور کسی سے تو بیان نہیں کی وہ بولا نہیں ابوبکرؓ نے کہا تو توبہ کر اللہ سے اور چھپا رہ اللہ کے پردے میں (یعنے کسی سے بیان نہ کر) کیونکہ اللہ جل جلالہ توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اُس کو تسکین نہ ہوئی وہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا حضرت عمرؓ سے بھی ایسا ہی کہا جیسا کہ ابوبکرؓ سے کہا تھا حضرت عمرؓ نے بھی وہی جواب دیا پھر بھی اس کو تسکین نہ ہوئی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا تین بار اس نے کہا اور تینوں بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا جب بہت اُس نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کیا یہ بیمار ہو گیا ہے یا اس کو جنون (پاگل پن) ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تندرست ہے آپ نے فرمایا اس کا نکاح ہوا ہے یا نہیں لوگوں نے کہا ہو لیے تو آپ نے حکم کیا اُس کے سنگسار کرنے کا وہ سنگسار کر دیا گیا۔[1]

۳- عَنْ: سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ هَزَّالٌ يَا هَزَّالُ لَوْ سَتَرْتَهُ بِرِدَائِكَ لَكَانَ خَيْرًا لَكَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ يَزِيدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ الْأَسْلَمِيُّ فَقَالَ يَزِيدُ هَزَّالٌ جَدِّي وَهٰذَا الْحَدِيثُ حَقٌّ ۞

ترجمہ: سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہا ایک شخص کو جو اسلم کے قبیلے سے تھا اور اس کا نام ہزال تھا کہ اے ہزال اگر تو اس خبر کو (یعنے ماعزؓ کے زنا کی خبر کو) چھپا لیتا تو تیرے واسطے بہتر ہوتا۔[2] یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو ایک مجلس میں بیان کیا جس میں یزید بن نعیم بن ہزال اسلمی بیٹھے تھے تو یزید نے کہا کہ ہزال میرے دادا تھے اور یہ حدیث سچ ہے۔

۴- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالزِّنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ

ترجمہ: ابن شہاب کہتے تھے کہ ایک شخص نے اقرار کیا زنا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور چار بار اقرار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے رجم کا حکم دیا

[1] یہ واقعہ سورۂ نور کی آیت برائے سزائے زانی (سو کوڑوں) کی اسے قبل کا ہے ابھی تک زانی کی کوئی خاص سزا مقرر نہیں ہوئی تھی حضور حسب معمول غیر مقررہ احکام کا فیصلہ اہل کتاب کی شریعت کے مطابق فرمایا کرتے تھے اگر اس میں کوئی قباحت نہ ہوتی تو ۱۲ مصح۔

[2] کیونکہ ابھی تک کوئی حکم اس بارے میں سزا کا نازل نہیں ہوا تھا تو اس لئے صرف توبہ کی گنجائش تھی لیکن یہ ان کا ایمان تھا جو اس حالت میں بھی انہیں کھینچ لایا ۱۲ مس۔

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ یُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِہٖ عَلٰی نَفْسِہٖ ؛

وہ رجم کیا گیا ابن شہاب نے کہا کہ اسی وجہ سے آدمی اپنے پر جو اقرار کرے اس کا مواخذہ ہوتا ہے ۔

۵۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ امْرَاَۃً جَآءَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْہُ اَنَّھَا زَنَتْ وَھِیَ حَامِلٌ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اذْھَبِیْ حَتّٰی تَضَعِیْ فَلَمَّا وَضَعَتْہُ جَآءَتْہُ فَقَالَ اذْھَبِیْ حَتّٰی تُرْضِعِیْہِ فَلَمَّا اَرْضَعَتْہُ جَآءَتْہُ فَقَالَ اذْھَبِیْ فَاسْتَوْدِعِیْہِ قَالَ فَاسْتَوْدَعَتْہُ ثُمَّ جَآءَتْہُ فَاَمَرَ بِھَا فَرُجِمَتْ ؛

ترجمہ : عبداللہ ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک عورت (غامدیہ) آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا میں نے زنا کیا اور وہ حاملہ تھی آپ نے فرمایا جا جب جنیو تو آنا جب اس نے (بچہ) جنا تو پھر آئی آپ نے فرمایا جا جب دودھ چھڑائے تو آنا پھر جب وہ دودھ پلا چکی تو آئی آپ نے فرمایا جا لڑکے کو کسی کے سپرد کر دے (حفاظت اور پرورش کے واسطے) وہ سپرد کرکے پھر آئی تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اور وہ رجم کی گئی [1]

ف : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک مرد نے اور ایک عورت نے مسلمانوں میں سے زنا کا اقرار کیا اور دونوں رجم کئے گئے مرد کا نام ماعز اسلمی تھا اور یہ عورت بطن غامدسے تھی اس کا نام معلوم نہیں ہوا مگر دونوں لیے مضبوط اور خدا ترس تھے کہ دنیا کے عذاب کو گوارا کیا اور آخرت کے عذاب سے بچے اللہ جل جلالہٗ نے ان کی توبہ قبول کی چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے ماعز کے حق میں فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر ایک اُمت کو بانٹ دی جائے تو سب کو کافی ہو اور عورت کے حق میں ایسا ہی فرمایا اور آپ نے ان دونوں کے جنازے پر نماز پڑھی ۔ اللہ راضی ہو ان سے اور ان کے طفیل سے ہمیں بھی بخشے ۔

۶۔ عَنْ : اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدِنِ الْجُھَنِیِّ اَنَّ رَجُلَیْنِ اخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُھُمَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَھُوَ اَفْقَھُھُمَا اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاْذَنْ لِیْ اَنْ اَتَکَلَّمَ قَالَ تَکَلَّمْ فَقَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی ھٰذَا فَزَنٰی بِامْرَاَتِہٖ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ عَلَی ابْنِیَ الرَّجْمَ فَافْتَدَیْتُ مِنْہُ بِمِائَۃِ شَاۃٍ وَّبِجَارِیَۃٍ لِّیْ ثُمَّ اِنِّیْ سَاَلْتُ اَھْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلَی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَۃٍ وَّتَغْرِیْبَ عَامٍ وَّاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَی امْرَاَتِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا وَالَّذِیْ

ترجمہ : ابوہریرہؓ اور زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بولا یا رسول اللہ آپ فیصلہ کیجئے ہمارا موافق کتاب اللہ کے اور دوسرا شخص جو زیادہ سمجھدار تھا وہ بولا ہاں یارسول اللہ فیصلہ کیجئے موافق کتاب اللہ کے اور اجازت دیجئے مجھے بات کرنے کی آپ نے فرمایا اچھا بولو اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے پر رجم ہے میں نے سو بکریاں اس کی طرف سے فدیہ دیں اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور ایک برس تک جلاوطنی اور رجم اس کی

[1] یہ واقعہ بھی سورۂ نور سے پہلے کا ہے ۱۲ منہ

نَفْسُ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَّغَرَّبَهٗ عَامًا وَّاَمَرَ اُنَيْسَ نِ الْاَسْلَمِيَّ اَنْ يَّاْتِيَ امْرَاَةَ الْاٰخَرِ فَاِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا قَالَ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا ؁

عورت پر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کرتا ہوں تیری بکریاں اور لونڈی تیرا مال ہے اس کو لے لے اور اس کے بیٹے کے سو کوڑے مارنے کا حکم کیا اور ایک برس تک جلا وطن کیا اور حکم کیا انیس اسلمی کو کہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جا اس سے پوچھ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کر اس نے زنا کا اقرار کیا وہ رجم کی گئی۔

۷۔ عَنْ: اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنِّيْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَاَتِيْ رَجُلًا اُمْهِلُهٗ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ؁

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو کیا میں اس کو مہلت دوں چار گواہ جمع کرنے تک۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

ف: سعدؓ نے کہا قسم اس خدا کی جس نے آپ کو بھیجا میں تو اسی وقت تلوار سے اس کو قتل کر دوں۔ آپ نے انصار سے فرمایا دیکھو تمہارے سردار کیا کہتے ہیں وہ اپنے کو بڑا غیرت مند سمجھتے ہیں میں ان سے زیادہ غیرت رکھتا ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت رکھتا ہے (تو چاہئے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے فیصلہ سے متفق ہو جائیں آخر وہ بھی تو غیرت مند ہیں)

۸۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ الرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِذَا اُحْصِنَ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ ؁

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ نے سنا حضرت عمرؓ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ رجم اللہ کی کتاب میں ہے سچ ہے جو شخص زنا کرے مرد ہو یا عورت وہ محصن ہو (یعنے اس کا نکاح ہو چکا ہو اور وطی کر چکا ہو) تو وہ رجم کیا جائے گا جب زنا ثابت ہو چار گواہوں سے یا عورت پر حمل سے یا مرد اور عورت دونوں پر اقرار سے۔

۹۔ عَنْ: اَبِيْ وَاقِدِ نِ اللَّيْثِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتَاهُ رَجُلٌ وَّهُوَ بِالشَّامِ فَذَكَرَ لَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَبَا وَاقِدِ نِ اللَّيْثِيَّ اِلَى الْمَرْاَةِ يَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَاَتَاهَا وَعِنْدَهَا نِسْوَةٌ حَوْلَهَا فَذَكَرَ لَهَا الَّذِيْ قَالَ زَوْجُهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَخْبَرَهَا اَنَّهَا لَا تُؤْخَذُ بِقَوْلِهٖ وَجَعَلَ يُلَقِّنُهَا اَشْبَاهَ ذٰلِكَ لِتَنْزِعَ فَاَبَتْ اَنْ تَنْزِعَ وَتَمَّتْ عَلَى الْاِعْتِرَافِ فَاَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَرُجِمَتْ ؁

ترجمہ: ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا جب کہ آپ شام میں تھے اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پایا آپ نے ابو واقد کو بھیجا کہ عورت سے جا کر پوچھے وہ عورت کے پاس گئے اسکے پاس اور عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے جو اس کے خاوند نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا تھا کہا اور یہ بھی کہہ دیا کہ خاوند کے کہنے سے تجھے مواخذہ نہ ہوگا اور اس کو سکھانے بھی لگے اسی قسم کی باتیں تاکہ وہ اقرار نہ کرے لیکن اس نے نہ مانا اور اقرار کیا زنا کا حضرت عمرؓ نے

اسکے رجم کا حکم کیا وہ رجم کی گئی۔

۱۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى أَنَاخَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ كَوَّمَ كَوْمَةً بَطْحَاءَ ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَاءَهُ وَاسْتَلْقَى ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللَّهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّي وَضَعُفَتْ قُوَّتِي وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِي فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ إِلَّا أَنْ تَضِلُّوا بِالنَّاسِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ إِيَّاكُمْ أَنْ تَهْلِكُوا عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدَّيْنِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ اللَّهِ لَكَتَبْتُهَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا انْسَلَخَ ذُو الْحِجَّةِ حَتَّى قُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ مَالِكٌ قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبَ وَالثَّيِّبَةَ فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ۔

ترجمہ: سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر لوٹے منیٰ سے (یہ حج آخری تھا ۲۳ھ ہجری میں) تو آپ نے اونٹ کو بٹھایا ابطح (ایک مقام ہے قریب مکہ کے جس کو محصب بھی کہتے ہیں) میں اور ایک طرف کنکریوں کا ڈھیر لگا کر چادر کو آپ نے اس پر ڈال دیا اور چت لیٹے (ان کنکریوں کا تکیہ بنایا) پھر دونوں ہاتھ اٹھائے آسمان کی طرف اور فرمایا اے پروردگار بہت عمر ہوئی میری اور گھٹ گئی قوت میری اور پھیل گئی رعیت میری (یعنے ملکوں ملکوں خلافت اور حکومت پھیل گئی دور دراز تک لوگ رعایا ہو گئے) اب اٹھا لے مجھ کو اپنی طرف اس حال میں کہ میں تیرے احکام کو ضائع نہ کروں اور عبادت میں کوتاہی نہ کروں پھر مدینہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ سنایا فرمایا اے لوگو! جتنے طریقے تھے سب کھل گئے اور جتنے فرائض تھے سب مقرر ہو گئے اور ڈالے گئے تم صاف سیدھی راہ پر مگر ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ داہنے بائیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا پھر فرمایا ایسا نہ ہو کہ تم بھول جاؤ رجم کی آیت کو کوئی یہ کہنے لگے ہم دو حدوں کو اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی بعد آپ کے رجم کیا ہے قسم اس ذات پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمر نے بڑھا دیا کتاب اللہ میں تو میں اس آیت کو قرآن میں لکھوا دیتا اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ (یعنے محصن مرد اور محصنہ عورت جب زنا کریں تو سنگسار کرو ان کو) ہم نے اس آیت کو پڑھا ہے (پھر پڑھنا اس کا موقوف ہو گیا لیکن حکم باقی ہے قیامت تک) سعید بن المسیب نے کہا کہ پھر ذی الحجہ کا مہینہ نہ گذرا تھا کہ حضرت عمرؓ قتل کئے گئے (فیروز مجوسی کے ہاتھ سے اللہ جل جلالہٗ نے حضرت عمر کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کو درجہ شہادت کا عطا کیا)

۱۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِي سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَيْسَ ذَلِكَ عَلَيْهَا إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمانؓ کے پاس ایک عورت آئی جس کا بچہ چھ مہینے میں پیدا ہوا تھا آپ نے اس کے رجم کا حکم کیا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس پر رجم نہیں ہو سکتا اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اپنی کتاب میں "آدمی کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس

شَهْرًا وَقَالَ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ فَالْحَمْلُ يَكُونُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَيْهَا فَبَعَثَ عُثْمَانُ فِي أَثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْ رُجِمَتْ ۔

مہینے میں ہوتا ہے۔" اور دوسری جگہ فرماتا ہے "مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں جو شخص رضاعت کو پورا کرنا چاہے تو حمل کے چھ مہینے ہوئے اسوجہ سے رجم نہیں ہے تب حضرت عثمانؓ نے یہ سنکر لوگوں کو بھیجا اس عورت کے پیچھے (تاکہ اسکو رجم نہ کریں) دیکھا تو وہ رجم ہو چکی تھی۔

ف: یہ اجتہاد حضرت علیؓ کا بسبب کمال ذکاوت اور احتیاط کے تھا ورنہ لازم آتا ہے کہ ہمیشہ حمل کی مدت چھ مہینے ہوں حالانکہ یہ عرب کے خلاف ہے اصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یہی ہے کہ نو مہینے حمل کے اور پورے دو برس رضاعت کے مگر دو برس تک دوسری آیت میں اجازت دی اس شخص کے واسطے جو رضاعت پورا کرنا چاہے دو برس سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔

۱۲- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَلَيْهِ الرَّجْمُ أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنْ ۔

ترجمہ: مالک نے ابن شہاب سے پوچھا جو کوئی لواطت (لونڈا بازی) کرے اسکا کیا حکم ہے ابن شہاب نے کہا کہ اسکو رجم کرنا چاہیے خواہ محصن ہو یا غیر محصن۔

ف: یہ رجم بطور تعزیر کے ہے نہ کہ بطور حد کے۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا

(جو شخص زنا کا اقرار کرے اُس کا بیان)

۱۳- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوْطٍ فَأُتِيَ بِسَوْطٍ جَدِيدٍ لَمْ تُقْطَعْ ثَمَرَتُهُ فَقَالَ دُونَ هَذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ مَكْسُورٍ فَقَالَ فَوْقَ هَذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ قَدْ رُكِبَ بِهِ وَلَانَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُلِدَ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تَنْتَهُوا عَنْ حُدُودِ اللَّهِ مَنْ أَصَابَ مِنْ هَذِهِ الْقَاذُورَاتِ شَيْئًا فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللَّهِ فَإِنَّهُ مَنْ يُبْدِ لَنَا صَفْحَتَهُ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللَّهِ ۔

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اقرار کیا زنا کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں آپ نے کوڑا منگایا تو نیا کوڑا آیا جس کا سرا ابھی نہیں کٹا تھا آپ نے فرمایا اس سے نرم لاؤ پھر ایک کوڑا آیا جو بالکل ٹوٹا ہوا تھا آپ نے فرمایا اس سے سخت لاؤ پھر ایک کوڑا آیا جو سواری میں کام آیا تھا اور نرم ہو گیا تھا آپ نے حکم کیا اس کوڑے سے مارنے کا بعد اسکے فرمایا اے لوگو اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم باز رہو اللہ کی حدوں سے جو شخص اس قسم کا کوئی گناہ کرے تو چاہیے کہ چھپا رہے اللہ کے پردے میں اور جو کوئی کھول دے گا اپنے پردے کو تو ہم موافق کتاب اللہ کے اس پر حد قائم کریں گے۔

۱۴- عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ

ترجمہ: صفیہ بنت ابی عبید سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیقؓ

أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةٍ بِكْرٍ فَأَحْبَلَهَا ثُمَّ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا وَلَمْ يَكُنْ أَحْصَنَ فَأَمَرَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ نُفِيَ إِلَى فَدَكَ ‎۔

کے پاس ایک شخص کو لائے جس نے ایک بکر (کنواری) لونڈی سے زنا کر کے اس کو حاملہ کر دیا تھا بعد اس کے زنا کا اقرار کیا اور وہ محصن (شادی شدہ) نہ تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حکم کیا اس کو سو کوڑے مارنے کا اس کو حد پڑی بعد اس کے نکال دیا گیا فدک کی طرف (فدک ایک موضع ہے مدینہ سے دو دن کی راہ پر)

۱۵۔ کہا مالک نے جو شخص زنا کا اقرار کرے بعد اس کے منکر ہو جائے اور کہے میں نے زنا نہیں کیا بلکہ میں نے غلط کام کیا (جیسے اپنی عورت سے حالتِ حیض میں جماع کیا اس کو زنا سمجھا) تو اس پر حد نہ پڑے گی کیونکہ حد پڑنے میں یا تو گواہ عادل ہونے چاہئیں یا اقرار ہو جس پر وہ قائم رہے حد پڑنے تک کہا مالک نے میں نے اپنے شہر کے عالموں کو اس پر پایا کہ غلام اگر زنا کریں تو وہ جلا وطن نہ کئے جائیں گے۔

۳۔ بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي حَدِّ الزِّنَا (زنا کی حد میں مختلف حدیثیں)

۱۶۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ فَقَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ قَالَ مَالِكٌ وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ ‎۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ اور زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ لونڈی غیر محصنہ جب زنا کرے تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ اگر وہ زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو بعد اس کے چوتھی مرتبہ یا تیسری مرتبہ کے بعد آپ نے فرمایا بیچ ڈالو ایسی لونڈی کو اگرچہ ایک رسی کے عوض میں ہو۔

۱۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدًا كَانَ يَقُومُ عَلَى رَقِيقِ الْخُمُسِ وَأَنَّهُ اسْتَكْرَهَ جَارِيَةً مِنْ تِلْكَ الرَّقِيقِ فَوَقَعَ بِهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيدَةَ لِأَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا ‎۔

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام متوسل تھا ان غلام اور لونڈیوں پر جو خمس میں آئی تھیں اس نے انہیں غلام لونڈیوں میں سے ایک لونڈی سے زبردستی جماع کیا حضرت عمر بن خطابؓ نے اس کو کوڑے مارے اور نکال دیا اور لونڈی کو نہ مارا کیونکہ اس پر جبر ہوا تھا۔

۱۸۔ عَنْ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيِّ قَالَ أَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَجَلَدْنَا وَلَائِدَ مِنْ وَلَائِدِ الْإِمَارَةِ خَمْسِينَ خَمْسِينَ فِي الزِّنَا ‎۔

ترجمہ: عبداللہ بن عیاشؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو اور کئی جوانوں کو جو قریش کے تھے حضرت عمرؓ نے حکم کیا حد مارنے کا تو ہم نے لونڈیوں کو پچاس پچاس کوڑے لگائے زنا میں وہ لونڈیاں امارت یعنی بیت المال کی تھیں۔

۴۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْمُغْتَصَبَةِ

(جس عورت کو کوئی چھین لے جائے اور جبراً اس سے جماع کرے اسکا بیان)

۱۹۔ کہا مالک نے اگر عورت حاملہ ہو جائے اور اس کا خاوند نہ ہو پھر وہ کہنے لگے کہ مجھ سے زبردستی کسی نے جماع کیا تھا یا میں نے نکاح کیا تھا تو یہ قول اس کا قبول نہ کیا جائے گا بلکہ حد ماری جائے گی جب تک کہ اس نکاح پر گواہ نہ لائے یا اپنی مجبوری کا ثبوت نہ دے گواہوں سے یا قرینے سے مثلاً بکر (کنواری) ہو تو چلی آئے فریاد کرتی ہوئی اس حال میں کہ خون نکل رہا ہو اسکی شرمگاہ سے یا چلانے لگے یہاں تک کہ لوگ آجائیں۔ بغیر ان باتوں کے اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور حد پڑے گی۔ کہا مالک نے جس عورت سے زبردستی کوئی جماع کرے تو وہ نکاح نہ کرے جبتک کہ اس کو تین حیض نہ آلیں اگر حمل کا شبہ ہو تو بھی نکاح نہ کرے جب تک کہ یہ شبہ دور نہ ہو۔

۵۔ بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقَذْفِ وَالنَّفْيِ وَالتَّعْرِيضِ

(حدِ قذف کا اور نفی نسب کا اور اشارے کنائے میں دوسرے کو گالی دینے کا بیان)

۲۱۔ عَنْ: أَبِي الزِّنَادِ أَنَّهُ قَالَ جَلَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَبْدًا فِي فِرْيَةٍ ثَمَانِينَ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ فَسَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَدْرَكْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَالْخُلَفَاءَ هَلُمَّ جَرًّا فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا جَلَدَ عَبْدًا فِي فِرْيَةٍ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ ۔

ترجمہ: ابوالزناد سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک غلام کو حدِ قذف کے اسّی کوڑے لگائے تو میں نے عبداللہ بن عامر سے پوچھا انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر اور عثمان اور خلفاءؓ کو ان کے بعد دیکھا کہ کسی نے غلام کو حدِ قذف میں چالیس کوڑے سے زیادہ نہیں لگائے۔

کیونکہ غلام کی حد آزاد کی حد سے نصف ہے اور آزاد کو اسّی کوڑے قذف میں پڑتے ہیں قذف کہتے ہیں کسی مسلمان پاک دامن یا عورت عفیفہ کو زنا کی تہمت لگانا اس کی حد اسّی کوڑے ہیں۔

۲۲۔ عَنْ: زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ مِصْبَاحٌ اسْتَعَانَ ابْنًا لَهُ فَكَأَنَّهُ اسْتَبْطَأَهُ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ لَهُ يَا زَانٍ قَالَ زُرَيْقٌ فَاسْتَعْدَانِي عَلَيْهِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَجْلِدَهُ قَالَ ابْنُهُ لَئِنْ جَلَدْتَهُ لَأَبُوءَنَّ عَلَى نَفْسِي بِالزِّنَا فَلَمَّا قَالَ ذٰلِكَ أَشْكَلَ عَلَيَّ أَمْرُهُ فَكَتَبْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ أَذْكُرُ

ترجمہ: زریق بن حکیم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جس کا نام مصباح تھا اپنے بیٹے کو کسی کام کے واسطے بلایا اس نے دیر کی جب آیا تو مصباح نے کہا کہ اے زانی اس لڑکے نے میرے پاس فریاد کی میں نے جب اس کے باپ کو حد مارنی چاہی تو وہ لڑکا بولا اگر تم میرے باپ کو کوڑے سے مارو گے تو میں زنا کا اقرار کر لوں گا۔ میں یہ سُن کر حیران ہوا اور اس مقدمے کا فیصلہ کرنا مجھ پر دشوار ہوا تو میں

لَهُ ذٰلِكَ فَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ اَنْ اَجِزْ عَفْوَهُ قَالَ زُرَيْقٌ وَكَتَبْتُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَيْضًا اَرَاَيْتَ رَجُلًا افْتَرٰى عَلَيْهِ اَوْ عَلٰى اَبَوَيْهِ وَقَدْ هَلَكَا اَوْ اَحَدُهُمَا قَالَ فَكَتَبَ اِلَىَّ عُمَرُ اِنْ عَفَا فَاَجِزْ عَفْوَهُ فِىْ نَفْسِهٖ وَاِنِ افْتَرٰى عَلٰى اَبَوَيْهِ وَقَدْ هَلَكَا اَوْ اَحَدُهُمَا فَخُذْ لَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ يُّرِيْدَ سِتْرًا ۔

نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا وہ اس زمانے میں حاکم تھے مدینے کے (سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے) عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا کہ لڑکے کے عفو کو جائز رکھو (یعنے بیٹے نے اگر باپ کو حد معاف کر دی تو عفو صحیح ہے) زُریق نے کہا میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو تہمت زنا کی لگائے یا اس کے ماں باپ کو اور ماں باپ اس کے مرگئے ہوں یا دونوں میں سے ایک مرگیا ہو عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا کہ جس شخص کو تہمت زنا کی لگائے اگر وہ معاف کر دے تو عفو درست ہے لیکن اگر اس کے والدین کو تہمت زنا کی لگائے تو اس کا عفو کر دینا درست نہیں جبکہ والدین مرگئے ہوں یا ان دو میں سے ایک مرگیا ہو بلکہ حد لگا اُس کو موافق کتاب اللہ کے مگر جب بیٹا اپنے والدین کا حال چھپانے کے واسطے عفو کر دے تو عفو درست ہے ۔ کہا مالک نے یعنے اس کو خوف ہو اگر میں تہمت لگانے والے کو معاف نہ کروں گا تو والدین کا زنا گواہوں سے ثابت ہو جائے گا اسوجہ سے عفو کر دے تو عفو درست ہے ۔ **ف** : تاکہ میرے باپ کے ذمے سے حد رفع ہو جائے کیونکہ حدِ قذف جب ہی واجب ہوتی ہے جبکہ زنا کا ثبوت شہادت یا اقرار سے نہ ہو سکے ۔

۲۴ ۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ قَالَ فِىْ رَجُلٍ قَذَفَ قَوْمًا جَمَاعَةً اَنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا حَدٌّ وَّاحِدٌ ۔

ترجمہ : عروہ بن الزبیر نے کہا کہ جو شخص بہت سے آدمیوں کو ایک ہی قول میں زنا کی تہمت لگائے (مثلاً ان آدمیوں کو پکارے اے زانیو! یا یوں کہے کہ تم سب زانی ہو) تو اس پر ایک ہی حد پڑے گی ۔ (یعنی صرف اسّی کوڑے) کہا مالک نے اگر وہ لوگ جدا جدا ہو جائیں جب بھی ایک ہی حد پڑے گی ۔

۲۵ ۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلَيْنِ اسْتَبَّا فِىْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ وَاللّٰهِ مَا اَبِىْ بِزَانٍ وَّلَا اُمِّىْ بِزَانِيَةٍ فَاسْتَشَارَ فِىْ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ قَائِلٌ مَدَحَ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ قَدْ كَانَ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ مَدْحٌ غَيْرُ هٰذَا نَرٰى اَنْ تَجْلِدَهُ الْحَدَّ فَجَلَدَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَدَّ ثَمَانِيْنَ ۔

ترجمہ : عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ دو مردوں نے گالی گلوچ کی حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک نے دوسرے سے کہا قسم خدا کی میرا باپ تو بدکار نہ تھا نہ میری ماں بدکار تھی حضرت عمرؓ نے اس بات میں مشورہ کیا ایک شخص بولا اس میں کیا بُرائی ہے اُس نے اپنے باپ اور ماں کی خوبیاں بیان کیں اور لوگوں نے کہا کیا اس کے باپ اور ماں کی صرف یہی خوبی تھی ہمارے نزدیک اس کو حدِ قذف مارنی چاہیئے حضرت عمرؓ نے اس کو حدِ قذف ماری اسّی کوڑے لگائے ۔

ف : کیونکہ اس کہنے سے خفیہ طعن مقصود تھا دوسرے پر کہ تیرا باپ بدکار تھا یا تیری ماں بدکار تھی ابوحنیفہ اور شافعی کے نزدیک ایسی صورتوں میں حد واجب نہ ہوگی ۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک حد نہیں ہے مگر قذف میں یا نفی میں (نفی کہتے ہیں نسب دُور کرنے کو مثلاً یہ کہنا تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے) یا تعریض میں (یعنے اشارے کنائے میں کسی کو گالی دینا جیسے ابھی بیان ہوا) ان سب صورتوں میں حد پوری پوری لازم آئے گی لیکن یہ ضروری ہے کہ تعریض سے

نفی یا قذف مقصود ہونا معلوم ہو جائے۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کوئی کسی کو اس کے باپ سے نفی کرے تو حد واجب ہوگی اگرچہ اس کی ماں لونڈی ہی کیوں نہ ہو۔

۶۔ بَابُ مَا لَا حَدَّ فِيهِ (جس میں حد نہیں ہے)

۳۸۔ کہا مالک نے جو کوئی شریک مشترک لونڈی سے صحبت کرے تو اس پر حد نہیں ہے اب جو لڑکا پیدا ہوگا اس کا نسب اسی سے لگایا جائے گا اور لونڈی کی قیمت لگا کر باقی شریکوں کو ان کے حصے کے موافق ادا کرنی ہوگی اور لونڈی پوری اسی کی ہو جائے گی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص اپنی لونڈی کسی کو مباح کر دے (یعنے اس سے جماع کرنے کی اجازت دے دے ہر چند یہ درست نہیں) وہ شخص اس سے جماع کرے تو لونڈی کی قیمت دینی ہوگی خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو لیکن حد نہ پڑے گی۔ اگر حاملہ ہو جائے گی تو لڑکے کا نسب اس سے ثابت کر دیں گے۔ کہا مالک نے اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا بیٹے کی لونڈی سے جماع کرے تو حد نہ پڑے گی لیکن لونڈی کی قیمت دینی ہوگی حاملہ ہو یا نہ ہو۔

۳۱۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ خَرَجَ بِجَارِيَةٍ لِامْرَأَتِهِ مَعَهُ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَهَا فَغَارَتِ امْرَأَتُهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ وَهَبَتْهَا لِي فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَتَأْتِيَنِّي بِالْبَيِّنَةِ أَوْ لَأَرْمِيَنَّكَ بِالْحِجَارَةِ فَقَالَ فَاعْتَرَفَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهَا وَهَبَتْهَا لَهُ۔

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی لونڈی کو سفر میں ساتھ لے کر نکلا وہاں اس سے صحبت کی عورت نے رشک کے مارے حضرت عمرؓ سے کہہ دیا حضرت عمرؓ نے مرد سے پوچھا وہ بولا کہ عورت نے اس لونڈی کو مجھے ہبہ کر دیا تھا حضرت عمرؓ نے کہا یا تو تو گواہ لا ہبہ کے نہیں تو تجھے رجم کروں گا۔ اس وقت عورت نے کہہ دیا کہ ہاں میں نے ہبہ کر دیا تھا۔

كِتَابُ السَّرِقَةِ

کتاب چوری کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ

(جس چوری میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اُس کا بیان)

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کاٹا ایک ڈھال کی چوری میں جس کی

دَرَاهِمَ ۔ قیمت تین درہم تھی ۔

ف : سرقہ (چوری) کے باب میں یہ حدیث سب حدیثوں سے صحیح ہے اسی سے اخذ کیا ہے علمائے محققین نے ۔

۲۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي حُسَيْنٍ الْمَكِّيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ وَلَا فِيْ حَرِيْسَةِ جَبَلٍ فَاِذَا اٰوَاهُ الْمُرَاحُ اَوِ الْجَرِيْنُ فَالْقَطْعُ فِيْمَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْمِجَنِّ ۔

ترجمہ : عبداللہ بن عبدالرحمٰن مکی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میوہ درخت پر لٹکتا ہو یا جو بکری پہاڑ پر پھرتی ہو (اس کا کوئی محافظ نہ ہو) اس کے اٹھا لینے میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مگر جب وہ بکری لے کر گھر میں آجائے یا میوہ کاٹ کر کھانے کو کہیں رکھا جائے پھر اس کو کوئی چرا لے تو ہاتھ کاٹا جائے گا بشرطیکہ قیمت اس کی ڈھال کے برابر (یعنے تین درہم ہو یا زیادہ ہو)

۳۔ عَنْ : عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ سَارِقًا سَرَقَ فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اُتْرُجَّةً فَاَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ اَنْ تُقَوَّمَ فَقُوِّمَتْ بِثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ مِنْ صَرْفِ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا بِدِيْنَارٍ فَقَطَعَ عُثْمَانُ يَدَهُ ۔

ترجمہ : عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمان کے زمانے میں ترنج (لیموں یا کھٹا یا از قسم سنگترہ کوئی پھل) چرایا ۔ حضرت عثمان نے اس کی قیمت لگوائی وہ تین درم کا نکلا بارہ درہم فی دینار کے حساب سے تو حضرت عثمان نے اس کا ہاتھ کاٹا ۔

۴۔ عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا طَالَ عَلَيَّ وَمَا نَسِيْتُ اَلْقَطْعُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا ۔

ترجمہ : حضرت ام المومنین عائشہ نے فرمایا کہ ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں اور نہ میں بھولی ہوں کہ چور کا ہاتھ ربع دینار میں یا زیادہ میں کاٹا جائے گا ۔

ف : بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ سے مرفوعاً اس کو روایت ہے ربع دینار کے بھی تین درم ہوئے اس وقت کے حساب سے کیونکہ اس وقت دینار بارہ درم کا تھا ۔

۵۔ عَنْ : عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ وَمَعَهَا مَوْلَاتَانِ لَهَا وَمَعَهَا غُلَامٌ لِبَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَبَعَثَ مَعَ الْمَوْلَاتَيْنِ بِبُرْدٍ مُرَجَّلٍ قَدْ خِيْطَ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ خَضْرَاءُ قَالَتْ فَاَخَذَ الْغُلَامُ الْبُرْدَ فَفَتَقَ عَنْهُ فَاسْتَخْرَجَهُ وَجَعَلَ مَكَانَهُ لِبْدًا اَوْ فَرْوَةً وَخَاطَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَوْلَاتَانِ الْمَدِيْنَةَ دَفَعَتَا ذٰلِكَ اِلٰى اَهْلِهِ فَلَمَّا فَتَقُوْا عَنْهُ وَجَدُوْا فِيْهِ اللِّبْدَ وَلَمْ يَجِدُوا الْبُرْدَ فَكَلَّمُوا الْمَوْلَاتَيْنِ فَكَلَّمَتَا عَائِشَةَ اَوْ كَتَبَتَا اِلَيْهَا وَاتَّهَمَتَا الْعَبْدَ فَسُئِلَ الْعَبْدُ عَنْ

ترجمہ : عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ مکہ کو گئیں ان کے ساتھ دو لونڈیاں تھیں ان کی آزاد کی ہوئیں (مولاۃ) اور ایک غلام تھا عبداللہ بن ابی بکر کی اولاد کا حضرت عائشہ نے مکہ سے ان دو لونڈیوں کے ہاتھ ایک چادر بھیجی جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں مردوں کی ۔ ایک سبز کپڑے میں لپیٹ کر سی دیا تھا ۔ اس غلام نے کیا کیا کپڑے کی سیون ادھیڑ کر اس میں سے چادر نکال لی اور اس کی جگہ ایک تھیلا یا پوستین رکھ دی اور پھر سی دیا جب وہ لونڈیاں مدینہ کو آئیں اور وہ امانت جن کو حضرت عائشہ نے کہا تھا سپرد کی انہوں نے ادھیڑ کر دیکھا تو نمدہ ہے چادر نہیں ہے لونڈیوں سے پوچھا لونڈیوں نے

ذٰلِكَ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَتْ بِهٖ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ وَقَالَتْ عَائِشَةُ اَلْقَطْعُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا ؕ

حضرت عائشہؓ سے بیان کیا یا ان کو لکھ بھیجا اور اپنا گمان غلام پر ظاہر کیا جب غلام سے پوچھا گیا تو اس نے اقرار کیا حضرت عائشہؓ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ربع دینار یا زیادہ میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

ف: بعضوں نے اُمرِ عَل کو) مرحل جائے حلی سے پڑھا ہے یعنے تصویریں یا لانوں کی بنی ہوئی تھیں۔ زرقانی نے کہا کہ حیوان کی تصویر اُس صورت میں منع ہے جبکہ پوری تصویر ہو اور اس تصویر کا سایہ پڑتا ہو اگر فقط النقش کے طور پر کسی کپڑے پر جس کا سایہ نہ پڑتا ہو اور پوری نہ ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

۶۔ کہا مالک نے میرے نزدیک جب چور تین درم کا مال چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹنا لازم ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ڈھال میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درم تھی اور حضرت عثمان نے ہاتھ کاٹا ایک ترنج (از قسم لیموں ایک پھل ہے) جس کی قیمت تین درم ہوئی یہ میں نے سب میں اچھا سُنا۔

۲۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَطْعِ الْاٰبِقِ وَالسَّارِقِ

(جو غلام بھاگ جائے پھر چوری کرے اُس کے ہاتھ کاٹنے کا بیان)

۷۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَرَقَ وَهُوَ اٰبِقٌ فَاَرْسَلَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ لِيَقْطَعَ يَدَهٗ فَاَبٰى سَعِيْدٌ اَنْ يَقْطَعَ يَدَ الْاٰبِقِ اِذَا سَرَقَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِيْ اَيِّ كِتَابِ اللّٰهِ وَجَدْتَ هٰذَا ثُمَّ اَمَرَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ ؕ

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام عبداللہ بن عمرؓ کا بھاگا ہوا تھا اس نے چوری کی عبداللہ بن عمر نے اس غلام کو سعید بن العاص کے پاس بھیجا جو حاکم تھے مدینہ کے ہاتھ کاٹنے کو سعید بن العاصؓ نے نہ مانا اور کہا جب کوئی بھاگ جائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا عبداللہ بن عمر نے کہا کہ تو نے یہ حکم کس کتاب اللہ میں پایا پھر عبداللہ بن عمر نے حکم کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

۸۔ عَنْ: زُرَيْقِ بْنِ حَكِيْمٍ اَنَّهٗ اَخَذَ عَبْدًا اٰبِقًا قَدْ سَرَقَ قَالَ فَاَشْكَلَ عَلَيَّ اَمْرُهٗ قَالَ فَكَتَبْتُ فِيْهِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ وَهُوَ الْوَالِيْ يَوْمَئِذٍ وَاَخْبَرْتُهٗ اَنِّيْ كُنْتُ اَسْمَعُ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَرَقَ وَهُوَ اٰبِقٌ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهٗ قَالَ فَكَتَبَ اِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ نَقِيْضَ كِتَابِيْ يَقُوْلُ كَتَبْتَ اِلَيَّ اَنَّكَ كُنْتَ تَسْمَعُ اَنَّ الْعَبْدَ الْاٰبِقَ اِذَا سَرَقَ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ

ترجمہ: زریق بن حکیم نے ایک بھاگے ہوئے غلام کو گرفتار کیا جس نے چوری کی تھی پھر ان کو یہ مسئلہ مشکل معلوم ہوا انہوں نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا وہی اس زمانے میں امیرالمؤمنین تھے اور یہ بھی لکھا کہ میں سُنتا تھا جو غلام بھاگ جائے پھر چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا اور میری تحریر کا حوالہ دیا کہ تو نے لکھا ہے کہ تو سُنا کرتا تھا کہ جو غلام بھاگا ہوا ہو وہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا حالانکہ اللہ جل جلالہٗ فرمایا ہے کہ "جو

فِیْ کِتَابِہٖ اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْآ اَیْدِیَھُمَا جَزَآءً بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ فَاِنْ بَلَغَتْ سَرِقَتُہٗ رُبُعَ دِیْنَارٍ فَصَاعِدًا فَاقْطَعْ یَدَہٗ ؎

مرد چوری کرے یا عورت چوری کرے تو ان کے ہاتھ کاٹو یہ بدلہ ہے ان کے کام کا اور عذاب ہے اللہ کی طرف سے اللہ غالب ہے حکمت والا" پس اگر اس غلام نے ربع دینار کے موافق یا اس سے زیادہ چوری کی ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈال۔

۹۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ وَعُرْوَۃَ بْنَ الزُّبَیْرِ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ مَا یَجِبُ فِیْہِ الْقَطْعُ قُطِعَ ؎

ترجمہ: قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور عروہ بن الزبیر کہتے تھے کہ بھاگا ہوا غلام جب اس قدر چرائے جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

۱۰۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

۴۔ بَابُ تَرْكِ الشَّفَاعَۃِ لِلسَّارِقِ اِذَا بَلَغَ السُّلْطَانَ

(جب چور حاکم تک پہنچ جائے پھر اس کی سفارش نہیں کرنی چاہیے)

۱۱۔ عَنْ: صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَیَّۃَ قِیْلَ لَہٗ اِنَّہٗ مَنْ لَّمْ یُھَاجِرْ ھَلَكَ فَقَدِمَ صَفْوَانُ بْنُ اُمَیَّۃَ الْمَدِیْنَۃَ فَنَامَ فِی الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَآءَہٗ فَجَآءَ سَارِقٌ فَاَخَذَ رِدَآءَہٗ فَاَخَذَ صَفْوَانُ السَّارِقَ فَجَآءَ بِہٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسَرَقْتَ رِدَآءَ ھٰذَا قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُقْطَعَ یَدُہٗ فَقَالَ لَہٗ صَفْوَانُ اِنِّیْ لَمْ اُرِدْ ھٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ عَلَیْہِ صَدَقَۃٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِیَنِیْ بِہٖ ؎

ترجمہ: صفوان بن عبداللہ بن صفوان سے روایت ہے کہ صفوان بن امیہ سے کسی نے کہا کہ جس نے ہجرت نہیں کی تو وہ تباہ ہوا تو صفوان مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں اپنی چادر سر کے تلے رکھ کر سو رہے چور آیا اور چادر ان کی لے گیا صفوان نے اٹھ کر چور کو گرفتار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے آپ نے چور سے پوچھا کیا تو نے صفوان کی چادر چرائی وہ بولا ہاں آپ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا صفوان نے کہا میری نیت یہ نہ تھی یا رسول اللہ وہ چادر تو اس پر صدقہ ہے آپ نے فرمایا تجھ کو یہ امر میرے پاس لانے سے پہلے کرنا تھا۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مقدمہ عدالت میں رجوع ہو جائے تو پھر سفارش درست نہیں۔

۱۲۔ عَنْ رَبِیْعَۃَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الزُّبَیْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَقِیَ رَجُلًا قَدْ اَخَذَ سَارِقًا وَّھُوَ

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ چور کو پکڑے ہوئے تھے

يُرِيدُ اَنْ يَّذْهَبَ بِهٖ اِلَى السُّلْطَانِ فَشَفَعَ لَهُ الزُّبَيْرُ لِيُرْسِلَهُ فَقَالَ لَا حَتّٰى اَبْلُغَ بِهٖ اِلَى السُّلْطَانِ فَقَالَ لَهُ الزُّبَيْرُ اِذَا بَلَغْتَ بِهٖ اِلَى السُّلْطَانِ فَلَعَنَ اللّٰهُ الشَّافِعَ وَالْمُشَفِّعَ ؕ

حاکم کے پاس لئے جاتا تھا زبیر نے سفارش کی کہا چھوڑ دے وہ بولا کبھی نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ حاکم کے پاس نہ لے جاؤں گا زبیر نے کہا جب تو حاکم کے پاس لے گیا تو خدا کی لعنت سفارش کرنے والے پر اور سفارش ماننے والے پر۔

۴۔ بابُ جَامِعِ الْقَطْعِ (ہاتھ کاٹنے کے مختلف مسائل کا بیان)

۱۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ اَقْطَعَ الْيَدِ وَالرِّجْلِ قَدِمَ فَنَزَلَ عَلٰى اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَشَكَا اِلَيْهِ اَنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ قَدْ ظَلَمَهُ فَكَانَ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُوْلُ اَبُوْ بَكْرٍ وَاَبِيْكَ مَا لَيْلُكَ بِلَيْلِ سَارِقٍ ثُمَّ اِنَّهُمْ فَقَدُوْا عِقْدًا لِّاَسْمَاءَ ابْنَةِ عُمَيْسٍ امْرَاَةِ اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطُوْفُ مَعَهُمْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِمَنْ بَيَّتَ اَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ الصَّالِحِ فَوَجَدُوا الْحُلِيَّ عِنْدَ صَائِغٍ فَزَعَمَ اَنَّ الْاَقْطَعَ جَاءَهُ بِهٖ فَاعْتَرَفَ بِهِ الْاَقْطَعُ اَوْ شُهِدَ عَلَيْهِ بِهٖ فَاَمَرَ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَدُعَاؤُهُ عَلٰى نَفْسِهٖ اَشَدُّ عِنْدِىْ عَلَيْهِ مِنْ سَرِقَتِهٖ ؕ

ترجمہ: قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا (یعنے داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کٹا ہوا دو بار اُس نے چوری کی ہوگی) مدینہ میں آیا اور ابوبکر صدیقؓ کے پاس اُتر کر بولا کہ یمن کے حاکم نے مجھ پر ظلم کیا اور وہ راتوں کو نماز پڑھا کرتا (یعنی شب بیداری کرتا) ابوبکر صدیق کہتے کہ قسم تیرے باپ کی تیری رات چوروں کی رات نہیں ہے اتفاقاً ایک ہار اسماء بنت عمیس ابوبکر صدیقؓ کی بی بی کا گم ہو گیا لوگوں کے ساتھ وہ لنجا بھی ڈھونڈتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے پروردگار تباہ کر اُس کو جس نے ایسے نیک گھر والوں کے ہاں چوری کی پھر وہ ہار ایک سُنار کے پاس ملا سُنار بولا مجھے اس لنجے نے دیا ہے اُس لنجے نے اقرار کیا یا گواہی سے ثابت ہوا حضرت ابوبکر نے حکم کیا اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا قسم خدا کی مجھے اس کی بد دُعا جو اپنے اوپر کرتا تھا چوری سے زیادہ سخت معلوم ہوئی۔

ف: مالک اور شافعی اور احمد اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے کہ چور کا پہلی بار داہنا ہاتھ پھر دوسری بار بایاں پاؤں پھر تیسری بار بایاں ہاتھ پھر چوتھی بار داہنا پاؤں کاٹیں گے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک تیسری بار سے ہاتھ پاؤں کاٹنا موقوف ہو جائیگا اور کچھ سزا دیں گے۔ کہا مالک نے اگر ایک شخص نے کئی بار چوری کی بعد اس کے گرفتار ہوا تو سب چوریوں کے بدلے میں صرف اس کا ایک ہاتھ کاٹا جائے گا جب اس کا ہاتھ نہ کٹا ہو اور جو ہاتھ کٹنے کے بعد اُس نے چوری کی ربع دینار کے موافق تو بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔

۱۵۔ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ اَنَّ عَامِلًا لِّعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَذَ نَاسًا فِىْ حِرَابَةٍ وَّلَمْ يَقْتُلُوْا فَاَرَادَ اَنْ يَّقْطَعَ اَيْدِيَهُمْ اَوْ يُقْتَلَ فَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِىْ ذٰلِكَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَوْ اَخَذْتَ

ترجمہ: ابوالزناد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ایک عامل نے چند آدمیوں کو ڈکیتی میں گرفتار کیا انہوں نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا عامل نے چاہا کہ ان کے ہاتھ کاٹے یا ان کو قتل کرے (کیونکہ ڈاکہ زنوں یا رہزنوں کی سزا یا تو قتل

بِاَيْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ ۞ ہے یا سولی ہے یا ہاتھ پاؤں کا ٹنا یا جلا وطنی ہے) پھر عمر بن عبد العزیز کو اس بارے میں لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ اگر تو آسان امر کو (یعنے جلا وطنی یا قید کو) اختیار کرلے تو بہتر ہے ۔

۱۶۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو شخص بازار کے اُن مالوں کو چرائے جن کو مالکوں نے کسی برتن میں محفوظ کر کے رکھا ہو ملا کر ایک دوسرے سے ربع دینار کے موافق چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا برابر ہے کہ مالک وہاں موجود ہو یا نہ ہو رات کو ہو یا دن کو کہا مالک نے جو شخص ربع دینار کے موافق مال چرائے پھر مال مسروقہ مالک کو حوالے کر دے تب بھی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نشے کی چیز پی چکا ہو اور اس کی بُو آتی ہو اس کے منہ سے لیکن اس کو نشہ نہ ہو تو بھی حد ماریں گے کیونکہ اس نے نشے کے واسطے پیا تھا اگرچہ نشہ نہ ہوا ایسا ہی چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا اگرچہ وہ چیز مالک کو پھیر دے کیونکہ اس نے جانے کے واسطے چرایا تھا اگرچہ لے نہ گیا۔ کہا مالک نے اگر کئی آدمی مل کر مال چرانے کو ایک گھر میں گھسے اور وہاں سے ایک صندوق یا لکڑی یا زیور سب مل کر اٹھا لائے اگر اس کی قیمت ربع دینار ہو تو سب کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگر ہر ایک اُن میں سے جدا جدا مال لے کر نکلا تو جس کا مال ربع دینار تک پہنچے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جس کا اس سے کم ہوگا اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک گھر ہو اس میں ایک ہی آدمی رہتا ہو اب کوئی آدمی اس گھر میں سے کوئی شے چرا لے لیکن گھر کے باہر نہ لے جائے (مگر اسی گھر میں ایک کوٹھڑی سے دوسری کوٹھڑی میں رکھے یا صحن میں لائے) تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جب تک گھر سے باہر نہ لے جائے البتہ اگر ایک گھر میں کئی کوٹھڑیاں الگ الگ ہوں اور ہر ایک کوٹھڑی میں لوگ رہتے ہوں اب کوئی شخص کسی کوٹھڑی والے کا مال چرا کر کوٹھڑی سے باہر نکال لائے لیکن گھر سے باہر نہ نکالے تب بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔ کہا مالک نے جو غلام گھر میں آجاتا ہو یا لونڈی آجاتی ہو اور اس کے مالک کو اس پر اعتبار ہو وہ اگر کوئی چیز چرا لے اپنے مالک کی تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اسی طرح جو غلام یا لونڈی آمد و رفت نہ رکھتے ہوں نہ اُن کا اعتبار ہو وہ بھی اگر اپنے مالک کا مال چرائیں تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور جو اپنے مالک کی بیوی کا مال چرائیں یا اپنی مالکہ کے خاوند کا مال چرائیں تو ہاتھ کاٹا جائیگا

۱۷۔ کہا مالک نے اسی طرح مرد اپنی عورت کے اس مال کو چرائے جو اس گھر میں نہ ہو جہاں وہ دونوں رہتے ہیں بلکہ ایک اور گھر میں محفوظ ہو یا عورت اپنے خاوند کے ایسے مال کو چرائے جو اس گھر میں نہ ہو جہاں وہ دونوں رہتے ہیں بلکہ ایک اور گھر میں بند ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ کہا مالک نے چھوٹا بچہ یا غیر ملک کا آدمی جو بات نہیں کر سکتا ان کو اگر کوئی ان کے گھر سے چرا لے جائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو راہ میں سے لے جائے یا گھر کے باہر سے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور ان کا حکم پہاڑ کی بکری اور درخت پر لگے ہوئے میوے کا ہوگا۔ کہا مالک نے قبر کھود کر اگر ربع دینار کے موافق کفن چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ قبر ایک محفوظ جگہ ہے جیسے گھر لیکن جب تک کفن قبر سے باہر نکال نہ لے تب تک ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

۵۔ بَابُ مَالَا قَطْعَ فِيْهِ (جن صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اُن کا بیان)

۲۲۔ عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ اَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ

ترجمہ: محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ ایک غلام نے ایک شخص کے باغ میں سے کھجور کا پودا چرا کر اپنے مولیٰ

فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَسَجَنَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ الْعَبْدَ وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ وَالْكَثَرُ الْجُمَّارُ فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخَذَ غُلَامًا لِي يُرِيدُ قَطْعَهُ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِي إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشَى مَعَهُ رَافِعٌ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ أَخَذْتَ غُلَامًا لِهَذَا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَنْتَ صَانِعٌ بِهِ قَالَ أَرَدْتُ قَطْعَ يَدِهِ فَقَالَ لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ فَأَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَأُرْسِلَ ۔

کے باغ میں لاکر لگایا پودے والا اپنا پودا ڈھونڈنے نکلا اُس نے پایا اور مروان بن الحکم کے پاس غلام کی نالش کی مروان نے غلام کو بلا کر قید کیا اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا اس غلام کا مولیٰ رافع بن خدیج (صحابی) کے پاس گیا اور کہا اُن سے یہ حال رافع نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ نہیں کاٹا جائیگا ہاتھ پھل میں نہ پودے میں وہ شخص بولا مروان نے میرے ایک غلام کو پکڑا ہے اور اُس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلئے اور مروان سے اس حدیث کو بیان کر دیجئے رافع اس شخص کے ساتھ مروان کے پاس گئے اور پوچھا کیا تو نے اس شخص کے غلام کو پکڑا ہے مروان نے کہا ہاں رافع نے پوچھا اس غلام کے ساتھ کیا کرے گا مروان نے کہا ہاتھ کاٹوں گا۔ رافع نے کہا میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ پھل اور پودے کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مروان نے یہ سن کر حکم دیا کہ اُس غلام کو چھوڑ دو۔

۲۵۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَضْرَمِيِّ جَاءَ بِغُلَامٍ لَهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ اقْطَعْ يَدَ غُلَامِي هَذَا فَإِنَّهُ سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَاذَا سَرَقَ فَقَالَ سَرَقَ مِرْآةً لِامْرَأَتِي ثَمَنُهَا سِتُّونَ دِرْهَمًا فَقَالَ عُمَرُ أَرْسِلْهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ ۔

ترجمہ: سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن حضرمی ایک غلام اپنے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لے کر آئے اور کہا میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹیے اس نے چوری کی ہے حضرت عمرؓ نے کہا کیا چرایا وہ بولا میری بیوی کا آئینہ چرایا جس کی قیمت ساٹھ درہم تھی حضرت عمرؓ نے کہا چھوڑ دو اُس کو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا تمہارا غلام تھا تمہارا مال چرایا۔

ف: ابوحنیفہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر امام مالک کے نزدیک خاوند کا غلام اگر اُس کی بیوی کا مال چرالے تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جیسا کہ اوپر گذر چکا۔

۲۶۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أُتِيَ بِإِنْسَانٍ قَدِ اخْتَلَسَ مَتَاعًا فَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَأَرْسَلَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَيْسَ فِي الْخُلْسَةِ قَطْعٌ ۔

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ مروان بن الحکم کے پاس ایک شخص آیا جو کسی کا مال اُچک لے گیا تھا مروان نے اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا پھر زید بن ثابت کے پاس ایک شخص کو بھیجا یہ مسئلہ پوچھنے کو انہوں نے کہا اُچکنے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

ف: ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا عبدالرحمٰن بن عوف سے کہ اُچکے پر قطع نہیں ہے اور اصحاب سنن نے روایت کیا جابرؓ سے کہ خائن اور لوٹنے والے اور اُچکنے والے پر قطع نہیں ہے یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک کفن چور پر قطع نہیں ہے مگر اُچکے پر قطع ہے۔

۲۷۔ عَنْ: اَبِیْ بَکْرِبْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ حَزْمٍ اَنَّهٗ اَخَذَ نَبَطِیًّا قَدْ سَرَقَ خَوَاتِمَ مِنْ حَدِیْدٍ فَحَبَسَهٗ لِیَقْطَعَ یَدَهٗ فَاَرْسَلَتْ اِلَیْهِ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَاةً لَّهَا یُقَالُ لَهَا اُمَیَّةُ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَجَاءَتْنِیْ وَاَنَا بَیْنَ ظَهْرَیِ النَّاسِ فَقَالَتْ تَقُوْلُ لَكَ خَالَتُكَ عَمْرَةُ یَا ابْنَ اُخْتِیْ اَخَذْتَ نَبَطِیًّا فِیْ شَیْءٍ یَسِیْرٍ ذُکِرَ لِیْ فَاَرَدْتَ قَطْعَ یَدِهٖ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَاِنَّ عَمْرَةَ تَقُوْلُ لَكَ لَا قَطْعَ اِلَّا فِیْ رُبْعِ دِیْنَارٍ فَصَاعِدًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَاَرْسَلْتُ النَّبَطِیَّ؂

ترجمہ: ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ایک نبطی کو (نبطی نبط کا رہنے والا جو ایک قریہ ہے ملک عجم میں) پکڑا جس نے انگوٹھیاں لوہے کی چرائی تھیں اور اس کو قید کیا ہاتھ کاٹنے کے واسطے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اپنی مولاۃ (آزاد لونڈی) کو جس کا نام امیہ تھا ابوبکر کے پاس بھیجا ابوبکر نے کہا وہ مولاۃ میرے پاس چلی آئی اور میں لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا بولی تمہاری خالہ عمرہ نے کہا ہے کہ اے میرے بھانجے تو نے ایک نبطی کو پکڑا ہے تھوڑی چیز کے واسطے اور تو چاہتا ہے اس کا ہاتھ کاٹنا میں نے کہا ہاں اُس نے کہا عمرہ نے کہا ہے کہ قطع نہیں ہے مگر ربع دینار کی مالیت میں یا زیادہ میں تو میں نے نبطی کو چھوڑ دیا۔

۲۸۔ کہا مالک نے غلام اگر ایسے قصور کا اقرار کرے جس میں اسکے بدن کا نقصان ہو تو درست ہے اس کو تہمت نہ لگائیں گے اس بات کی کہ اس نے مولی کے ضرر کے واسطے جھوٹا اقرار کر لیا ہے۔ کہا[۲۹] مالک نے اگر ایسے قصور کا اقرار کرے جس کا تاوان مولی کو دینا پڑے تو اس کا اقرار صحیح نہ سمجھا جائے گا۔ کہا[۳۰] مالک نے اگر مزدور یا اور کوئی شخص لوگوں میں رہتا ہو اور آتا جاتا ہو پھر وہ اُن کی کوئی چیز چُرا لے تو اس پر قطع نہیں ہے کیونکہ وہ مثل خائن کے ہوا اور خائن پر قطع نہیں ہے۔ کہا[۳۱] مالک نے جو شخص کوئی چیز بطور عاریت کے لے پھر مکر جائے تو اس پر قطع نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی کا قرض کسی پر آتا ہو اور وہ مکر جائے تو قطع نہیں ہے کہا[۳۲] مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ چور گھر میں گھسا اور اسباب اس نے اکٹھا کیا لیکن باہر لے کر نہیں نکلا تو اُس پر قطع نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے سامنے شراب رکھی گئی پینے کے لئے اُس نے نہیں پی تو اُس پر حد نہیں ہے اور یہ بھی اس کی مثال ہے کہ ایک شخص ایک عورت کے ساتھ بیٹھا جماع کرنے کے واسطے پھر اُس سے جماع نہ کیا یعنے ذکر (عضو) کو اُس کی شرمگاہ میں داخل نہیں کیا تو اس پر حد نہیں ہے۔

۳۳۔ کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اُچک لینے میں قطع نہیں ہے اگرچہ اُس شے کی قیمت ربع دینار یا زیادہ ہو۔

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

کتاب شرابوں کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ف: شراب عربی میں ہر پینے کی چیز کو کہتے ہیں دودھ ہو یا پانی یا شراب یا خمر (خمر اس شراب کو کہتے ہیں جو نشہ کرے)

۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي حَدِّ الْخَمْرِ (خمر کی حد کا بیان)

۱۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اِنِّيْ وَجَدْتُّ مِنْ فُلَانٍ رِيْحَ شَرَابٍ فَزَعَمَ اَنَّهُ شَرِبَ الطِّلَاءَ وَاَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَاِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُّهُ الْحَدَّ فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْحَدَّ تَامًّا ؞

ترجمہ: سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نکلے اور کہا میں نے فلانے (عبیداللہ حضرت عمر کے بیٹے) کے منہ سے شراب کی بو پائی وہ کہتا ہے میں طلا (شیرے کو انگور کے اتنا پکایا جائے کہ وہ گاڑھا ہو جائے مثلاً دو ثلث جل جائے اور ایک ثلث رہ جائے) پی اور میں پوچھتا ہوں کہ اگر اس میں نشہ ہے تو اس کو حد ماروں گا پھر حضرت عمر نے اس کو پوری حد لگائی۔

ف: یعنی اسّی کوڑے مارے سعید بن منصور کی روایت میں ہے میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا اپنی آنکھ سے کوڑے مارتے ہوئے اس روایت سے حضرت عمرؓ کی بڑی فضیلت اور خدا ترسی معلوم ہوئی کہ حدود اللہ میں اپنے پیارے بیٹے کی بھی کچھ رعایت نہ کی۔

۲۔ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّيْلِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ نَرٰى اَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِيْنَ فَاِنَّهُ اِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَاِذَا سَكِرَ هَذٰى وَاِذَا هَذٰى افْتَرٰى اَوْ كَمَا قَالَ فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ ؞

ترجمہ: ثور بن زید سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ لیا خمر کی حد میں (کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی حد معین نہیں کی تھی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک اسّی کوڑے لگانا مناسب ہے کیونکہ آدمی جب شراب پیئے گا تو مست ہو جائے گا اور جب مست ہو جائے گا تو واہیات بکے گا اور جب واہیات بکے گا تو کسی کو گالی بھی دے گا یا ایسا ہی کہا (اور گالی کی حد اسّی کوڑے ہیں) حضرت عمرؓ نے اسّی کوڑے مقرر کئے خمر میں۔

ف: یہ تقرر صحابہ کے اجماع سے ہوا اور جمہور علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

۳۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْعَبْدِ فِي الْخَمْرِ فَقَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ عَلَيْهِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ

ترجمہ: ابن شہاب سے پوچھا غلام اگر شراب پیئے تو اس کی کیا حد ہے انہوں نے کہا مجھے پہنچا کہ غلام پر آزاد کی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَاَقْبَلْتُ نَحْوَهٗ فَانْصَرَفَ قَبْلَ اَنْ اَبْلُغَهٗ فَسَاَلْتُ مَاذَا قَالَ فَقِيْلَ لِيْ نَهٰى اَنْ يُّنْبَذَ فِي الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوے میں خطبہ پڑھا میں بھی آپ کی طرف چلا سننے کے واسطے لیکن میرے پہنچنے سے پہلے آپ فارغ ہو گئے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا لوگوں نے کہا منع کیا آپ نے نبیذ بھگونے سے تونبے اور مرتبان میں ۔

ف: کیونکہ یہ برتن شراب کے تھے اوائل اسلام میں ان برتنوں کی بھی ممانعت احتیاطاً آپ نے کر دی بعد اس کے یہ ممانعت منسوخ ہو گئی اب ہر برتن میں میوہ بھگونا درست ہے ۔

۱۰- عَنْ: اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّنْتَبَذَ فِي الدُّبَّآءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا میوہ تر کرنے سے تونبے اور مرتبان میں ۔

۴- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ (خمر کی حرمت کا بیان)

۱۱- عَنْ: عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا بتع (شہد کی شراب) کا حکم آپ نے فرمایا جو شراب نشہ کرے وہ حرام ہے ۔

ف: وہی خمر ہے قلیل ہو یا کثیر جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے انگور کی ہو یا کھجور کی یا شہد کی یا گیہوں کی یا جو کی یا الجیر کی سب کو خمر کہتے ہیں کیونکہ خمر مشتق ہے مخامرت سے جس کے معنے چھپانے کے ہیں پس جس میں نشہ ہو عقل چھپ جائے وہ خمر کہی جائے گی یہی صحیح ہے اہل لغت کے نزدیک اور حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور احادیث صحیحہ متعددہ اس پر دال ہیں کہ خمر انگور سے خاص نہیں بلکہ شہد اور گیہوں اور جو کی شراب کو بھی خمر کہتے ہیں اور مدینے میں جب حرمت خمر کی اتری تو اس زمانے میں انگور کی شراب رائج نہ تھی صرف کھجور کی مستعمل تھی اسی واسطے ائمہ ثلاثہ اور محمد بن الحسن اور جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو شراب نشہ کرے وہ خمر ہے اس کا قلیل کثیر بالکل حرام ہے صرف ابوحنیفہ سے یہ منقول ہے کہ خمر خاص ہے انگور سے اور باقی اشیاء کی شراب اس قدر حلال ہیں جس سے نشہ نہ ہو البتہ اتنا پینا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے مگر دلیل ابوحنیفہ کی از روئے لغت اور از روئے احادیث دونوں طرح سے ضعیف ہے اور قابل اعتماد نہیں ہے اور صاحب ہدایہ نے جو اتفاق اہل لغت کا خمر کے خاص ہونے پر انگور سے بیان کیا ہے بالکل غلط ہے بڑی دلیل ابوحنیفہ کی حدیث ابن عباس ہے جس کو نسائی نے مرفوعاً روایت کیا خمر قلیل و کثیر حرام ہے اور باقی شرابوں میں سے سکر حرام ہے اول تو یہ حدیث مختلف فیہ ہے اس کے وصل اور انقطاع میں دوسرے الفاظ بھی اس کے محتمل ہیں تو دوسرے احادیث صحیحہ متعددہ کی معارض کیونکر ہو سکتی ہے ۔

۱۲- عَنْ: زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْغُبَيْرَآءِ فَقَالَ لَا خَيْرَ فِيْهَا وَنَهٰى عَنْهَا۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا جوار کی شراب کے بارے میں آپ نے فرمایا بہتر نہیں ہے اور منع کیا اس سے ۔

۱۳۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں شراب پیئے گا پھر اس سے توبہ نہ کرے گا تو آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

۵۔ بَابُ جَامِعِ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ (شراب کی حرمت کے مختلف مسائل)

۱۴۔ عَنْ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا؟ قَالَ لَا فَسَارَّهُ رَجُلٌ اِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ سَارَرْتَهُ فَقَالَ اَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِيْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا فَفَتَحَ الرَّجُلُ الْمَزَادَتَيْنِ حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِيْهِمَا۔

ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک مشک شراب کی تحفہ لایا آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو حرام کیا وہ بولا مجھے خبر نہیں ایک شخص نے چپکے سے اس کے کان میں کچھ کہا آپ نے پوچھا تو نے کیا کہا وہ بولا میں نے بیچ ڈالنے کو کہا آپ نے فرمایا جس نے اسکا پینا حرام کیا اس نے اسکا بیچنا بھی حرام کیا یہ سنکر اس شخص نے مشک کا منہ کھول دیا سب شراب بہ گئی۔

۱۵۔ عَنْ: اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ اَسْقِيْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَاُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيْخٍ وَتَمْرٍ قَالَ فَجَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اَنَسُ قُمْ اِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ فَقُمْتُ اِلٰى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِاَسْفَلِهِ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ۔

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے میں ابو عبیدہ بن جراح اور ابی بن کعب کو شراب پلایا کرتا تھا گدر کھجور اور خشک کھجور کی اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا شراب حرام ہو گئی ابو طلحہ نے کہا اے انس اٹھو گھڑے پھوڑ دو میں اٹھا اور موسل سے مار کر سب گھڑوں کو پھوڑ دیا۔

۱۶۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ قَدِمَ الشَّامَ فَشَكَا اِلَيْهِ اَهْلُ الشَّامِ وَبَاءَ الْاَرْضِ وَثِقَلَهَا وَقَالُوْا لَا يُصْلِحُنَا اِلَّا هٰذَا الشَّرَابُ فَقَالَ عُمَرُ اشْرَبُوا الْعَسَلَ فَقَالُوْا لَا يُصْلِحُنَا الْعَسَلُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ هَلْ لَكَ اَنْ تَجْعَلَ لَكَ مِنْ هٰذَا الشَّرَابِ شَيْئًا لَا يُسْكِرُ قَالَ نَعَمْ فَطَبَخُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ مِنْهُ الثُّلُثَانِ وَبَقِيَ الثُّلُثُ فَاَتَوْا بِهِ عُمَرَ

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ جب شام کو آئے تو لوگوں نے وبا اور آب و ہوا کے بھاری ہونے کا بیان کیا اور کہا بغیر اس شراب کے ہمارا مزاج اچھا نہیں رہتا آپ نے کہا شہد پیو انہوں نے کہا شہد موافق نہیں ایک شخص بولا ہم اسی کو اس طرح تیار کریں جس میں نشہ نہ ہو آپ نے کہا ہاں انہوں نے اس کو پکایا اتنا کہ ایک تہائی رہ گیا دو تہائی جل گیا اس کو حضرت عمرؓ کے پاس لائے انہوں نے انگلی ڈالی جب وہ چپ چپ

فَاَدْخَلَ فِيْهِ عُمَرُ اِصْبَعَهٗ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهٗ فَتَبِعَهَا يَتَمَطَّطُ فَقَالَ هٰذَا الطِّلَاءُ هٰذَا مِثْلُ طِلَاءِ الْاِبِلِ فَاَمَرَهُمْ عُمَرُ اَنْ يَّشْرَبُوْهُ فَقَالَ لَهٗ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ اَحْلَلْتَهَا وَاللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ كَلَّا وَاللّٰهِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَا اُحِلُّ لَهُمْ شَيْئًا حَرَّمْتَهٗ عَلَيْهِمْ وَلَا اُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا اَحْلَلْتَهٗ لَهُمْ ۔

کرنے لگا آپ نے فرمایا یہ طلا تو اونٹ کی طلاء کے مشابہ ہے ۔ حضرت عمرؓ نے اس کے پینے کی اجازت دی . عبادہ بن صامت نے کہا آپ نے اس کو حلال کر دیا حضرت عمرؓ نے کہا نہیں قسم خدا کی یا اللہ میں نے کبھی اس چیز کو حلال نہیں کیا جس کو تو نے حرام کیا اور نہ حرام کیا جس کو تو نے حلال کیا ۔

۱۷۔ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالُوْا لَهٗ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَبْتَاعُ مِنْ ثَمَرِ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ فَنَعْصِرُهٗ خَمْرًا فَنَبِيْعُهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِنِّيْ اُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَمَنْ سَمِعَ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَنِّيْ لَآ اٰمُرُكُمْ اَنْ تَبِيْعُوْهَا وَلَا تَبْتَاعُوْهَا وَلَا تَعْصِرُوْهَا وَلَا تَشْرَبُوْهَا وَلَا تَسْقُوْهَا فَاِنَّهَا رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان سے عراق کے لوگوں نے کہا ہم کھجور اور انگور کے پھل خریدتے ہیں پھر اس کی شراب بنا کر بیچتے ہیں عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور جو سنتے ہیں جن اور آدمی کہ میں اجازت نہیں دیتا تم کو بیچنے کی نہ خریدنے کی نہ نچوڑنے کی نہ پینے کی نہ پلانے کی کیونکہ شراب پلید ہے شیطان کا کام ۔

کتاب شرابوں کے بیان کی تمام ہوئی

كِتَابُ الْجَامِعِ

کتاب مختلف باتوں کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَدِيْنَةِ وَاَهْلِهَا

(مدینہ کے واسطے اور مدینہ کے رہنے والوں کے واسطے دعا کا بیان)

۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ

ترجمہ: انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے پروردگار برکت دے مدینہ والوں کی ناپ میں اور برکت دے ان کے

يَعْنِىْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ۞

صاع اور مدؔ میں۔

۲۔عَنْ : اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَآءُوْا بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَآ اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِىْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِىْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِىْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِىْ مُدِّنَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّىْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاِنِّىْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهٖ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ ثُمَّ يَدْعُوْ (بَعْدَ الْفَرَاغِ) اَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ ۞

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب لوگ پہلا میوہ دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آتے آپ اس کو لے کر فرماتے اے پروردگار برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہمارے شہر میں اور برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے مُد میں اے پروردگار ابراہیم نے جو تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے دعا کی تھی مکہ کے واسطے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے واسطے اور میں تیرا بندہ ہوں اور نبی ہوں جیسے ابراہیم نے دعا کی تھی مکہ کے لئے اور اتنی اور اس کے ساتھ پھر آپ سب سے چھوٹا بچہ جو موجود ہوتا بلاتے اور وہ میوہ اس کو دے دیتے۔

۲۔بَابُ مَا جَآءَ فِىْ سُكْنَى الْمَدِيْنَةِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهَا

(مدینے میں رہنے کا بیان اور مدینے سے نکلنے کا بیان)

۳۔عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِى الْفِتْنَةِ فَاَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَّهٗ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ اِنِّىْ اَرَدْتُّ الْخُرُوْجَ يَآ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اقْعُدِىْ لُكَعُ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَآئِهَا وَشِدَّتِهَآ اَحَدٌ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۞

ترجمہ: یُحَنَّس جو مولی تھا زبیر بن عوام کا نقل کرتا ہے میں بیٹھا تھا عبداللہ بن عمر کے پاس اتنے میں ایک لونڈی آئی ان کی اور بولی میں مدینہ سے نکلنا چاہتی ہوں اے ابوعبدالرحمٰن کیونکہ یہاں سختیاں ہیں اور وہ زمانہ فساد کا تھا مدینے میں (یزید بن معاویہ نے وہاں کے لوگوں کو تنگ کر رکھا تھا اور فتنہ کیا تھا) عبداللہ بن عمر نے کہا بیٹھ نالائق میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے مدینہ کی تکلیف اور سختیوں پر جو صبر کرے گا میں اس کا قیامت کے روز گواہ ہوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔

۴۔عَنْ : جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر

لہ صاع اور مُد اناج وغیرہ ناپنے کے پیمانے ہیں ان میں برکت سے یہ مراد ہے کہ ان کے رزق میں برکت عطا فرما ۱۲ منہ

خَیْرٌ مِّنْہُ ؕ آدمی مدینہ کو دیتا ہے۔

ف: اگر کوئی شخص کہے مدینہ منورہ سے بعض اجلائے صحابہ نکل کر اور مقاموں میں مرے جیسے ابو موسیٰ اور ابن مسعود اور معاذ اور ابو عبیدہ اور علی بن ابی طالب اور طلحہ اور زبیر اور عمار اور حذیفہ اور عبادہ بن الصامت اور بلال اور ابو الدرداء اور ابو ذر رضی اللہ عنہم حالانکہ مدینہ میں اُن سے بہتر تو کیا اُن کے برابر بھی اور نئے نہیں آئے جواب اس کا دو طرح ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک تھا دوسرے یہ کہ اگر یہ لوگ مدینہ سے نکلتے نفرت کر کے تو اُن سے بہتر دوسرے آتے یہ تو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے نکلے تھے پھر جہاں موت مقدر میں تھی وہاں مرے۔

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ؕ

ترجمہ: سفیان بن ابی زہیر سے روایت ہے کہا سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ فتح ہوگا یمن وہاں سے لوگ سیر کرتے ہوئے مدینہ کو آئیں گے اور اپنے گھر بار کو اور جو ان کے ساتھ جائے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لئے کاش وہ جانتے ہوتے اور فتح ہوگا شام وہاں سے کچھ لوگ سیر کرتے ہوئے آئیں اور اپنے گھر بار کو اور جو ان کا کہنا مانے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لئے کاش وہ جانتے ہوتے اور عراق فتح ہوگا وہاں سے کچھ لوگ سیر کرتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر بار کو اور جو کوئی ان کا کہنا مانے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لئے کاش وہ جانتے ہوتے۔

ف: جب یمن اور شام اور عراق فتح ہوا تو لوگ وہاں کی آبادی اور ارزانی اور آب و ہوا کو پسند کر کے اپنے اہل و عیال کو اور جو اُن کے ساتھ گیا مدینہ سے لے جا کر وہاں رہنے لگے پھر طرح طرح کے فتنے اور خرابیاں واقع ہوئیں اُن میں پھنس گئے اگر مدینہ میں رہتے تو بہت سی آفتوں سے دین اور دُنیا کی بچے رہتے۔ مدینہ میں دجّال نہ جائے گا نہ وہاں طاعون آئیگا نہ کسی قسم کا فتنۂ دینی ہوگا جس کی وجہ سے لوگ گمراہ ہو جائیں۔ اس حدیث سے بھی مدینہ منورہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ عراق اور شام اور یمن سب مقاموں سے بہتر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَتُتْرَكَنَّ الْمَدِينَةُ عَلَى أَحْسَنِ مَا كَانَتْ حَتَّى يَدْخُلَ الْكَلْبُ وَالذِّئْبُ فَيُغَذِّي عَلَى بَعْضِ سَوَارِي الْمَسْجِدِ أَوْ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلِمَنْ تَكُونُ الثِّمَارُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ قَالَ لِلْعَوَافِي الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ ؕ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ تم چھوڑ دو گے مدینہ کو اچھے حال میں یہاں تک کہ آئے گا اس میں کتا یا بھیڑیا تو پیشاب کیا کرے گا مسجد کے کھمبوں یا منبر پر صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اس زمانے میں مدینہ کے پھلوں کو کون کھائے گا آپ نے فرمایا جو جانور بھوکے ہوں گے پرندے اور درندے۔

ف: شاید یہ حال آخری زمانہ میں ہوگا جب کہ اسلام کا نشان نہ رہے گا اور مدینہ بالکل غیر آباد ہو جائے گا بعض کہتے ہیں

کہ یہ زمانہ گذر چکا جب کہ مدینہ میں فتنہ ہوا تھا اور اہلِ مدینہ اس کو چھوڑ کر جان کے خوف سے چلے گئے تھے اور کئی روز تک مسجد نبوی میں نماز نہیں ہوئی تھی۔

۹۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَبَكٰى ثُمَّ قَالَ يَا مُزَاحِمُ اَتَخْشٰى اَنْ نَكُوْنَ مِمَّنْ نَفَتِ الْمَدِيْنَةُ ؕ

ترجمہ: عمر بن عبد العزیزؒ جب مدینہ سے نکلے تو مدینہ کی طرف دیکھ کر رو دیئے اور اپنے غلام مزاحم سے کہنے لگے کہ شاید تو اور ہم ان لوگوں میں ہوں جن کو مدینہ نے نکال دیا۔

۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَحْرِيْمِ الْمَدِيْنَةِ (مدینہ منورہ کی حرمت کا بیان)

۱۰۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا ؕ

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ آپ کو اُحد کا پہاڑ دکھائی دیا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے اور ہم بھی اس کو چاہتے ہیں اے میرے رب ابراہیم علیہ السلام نے حرام کیا مکّہ کو (یعنے حرام کیا وہاں شکار کرنے کو اور لڑنے جھگڑنے قتال کو اور وہاں کے درخت یا گھاس اکھیڑنے کو اور میں حرام کرتا ہوں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو۔

ف: دونوں حرم حرمت میں برابر ہیں وہ حرم اللہ ہے اور یہ حرم الرسول مگر فرق یہ ہے کہ حرم اللہ میں جنایت کی جزا آتی ہے یہاں جزا لازم نہیں آتی۔ بعضوں کے نزدیک یہاں بھی جزا لازم آتی ہے۔

۱۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَاَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِيْنَةِ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ ؕ

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگر میں ہرنوں کو چرتے ہوئے دیکھوں مدینہ میں تو ہرگز نہ چھیڑوں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کے دونوں کنارے حرام ہیں۔

۱۲۔ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ وَجَدَ غِلْمَانًا قَدْ اَلْجَاُوْا ثَعْلَبًا اِلٰى زَاوِيَةٍ فَطَرَدَهُمْ عَنْهُ ؕ

ترجمہ: ابوایوب انصاری نے لڑکوں کو دیکھا انہوں ایک لومڑی کو گھیر رکھا تھا ایک کونے میں تو آپ نے لڑکوں کو ہنکا دیا اور لومڑی کو چھوڑ دیا (کیونکہ مدینہ کے جانور کا پکڑنا حرام ہے جیسے مکہ میں)

۱۳۔ کہا مالک نے ابوایوب نے یہ کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں ایسا کام ہوتا ہے۔

۱۴۔ عَنْ رَجُلٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَنَا بِالْاَسْوَافِ قَدِ اصْطَدْتُ نُهَسًا فَاَخَذَهُ مِنْ يَدِيْ فَاَرْسَلَهُ ؕ

ترجمہ: ایک شخص (شرجیل بن سعد) سے روایت ہے کہ میرے پاس زید بن ثابت آئے اور میں اسواف (ایک موضع ہے اطراف مدینہ میں) تھا اور میں نے شکار کیا تھا ایک چڑیا کا انہوں نے میرے ہاتھ سے اس کو لے کر چھوڑ دیا۔

۴۔ باب ماجاء فی وباء المدینۃ (مدینہ کی وبا کا بیان)

ف: وبا اُس مرض کو کہتے ہیں جو عام ہو جائے چاہے بخار ہو چاہے اسہال ہو یا اور کوئی بیماری۔

۱۵۔ عن: عائشۃ ام المؤمنین انھا قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وعلک ابوبکر وبلال قالت فدخلت علیھما فقلت یا ابت کیف تجدک یا بلال کیف تجدک قالت فکان ابوبکر اذا اخذتہ الحمی یقول کل امریٔ مصبح فی اھلہ ٭ والموت ادنی من شراک نعلہ ٭ وکان بلال اذا اقلع عنہ یرفع عقیرتہ فیقول ٭ الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ ٭ بواد وحولی اذخر وجلیل ٭ وھل اردن یوما میاہ مجنۃ ٭ وھل یبدون لی شامۃ وطفیل ٭ قالت عائشۃ فجئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ فقال اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد وصححھا وبارک لنا فی صاعھا ومدھا وانقل حماھا واجعلھا بالجحفۃ ٭

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں آئے تو ابوبکرؓ اور بلالؓ کو بخار آیا حضرت عائشہؓ اُن کے پاس گئیں اور کہا کہ اے میرے باپ کیا حال ہے اے بلال کیا حال ہے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ابوبکر کو جب بخار آتا وہ ایک شعر پڑھتے جس کا ترجمہ یہ ہے ہر آدمی صبح کرتا ہے اپنے گھر میں اور موت اُس سے نزدیک ہوتی ہے اُس کی جُوتی کے تسمے سے[ف۱] اور بلال کا جب بخار اترتا تو اپنی آواز نکالتے اور پکار کر کہتے کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ میں ایک رات پھر مکہ کی وادی میں رہوں گا اور میرے گرد اذخر اور جلیل ہوں گی (اذخر اور جلیل دونوں گھاس ہیں مکہ کی) اور کبھی میں پھر اتروں گا مجنہ کے پانی پر (مجنہ ایک موضع ہے کئی میل پر مکہ سے وہاں بازار ہوتے تھے جاہلیت میں) اور کبھی پھر دکھلائی دیں گے مجھے شامہ طفیل (دو پہاڑ ہیں مکہ سے تیس میل پر یا دو چشمے ہیں) حضرت عائشہ نے یہ باتیں سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر بیان کیں آپ نے دعا فرمائی اے پروردگار محبت ڈال دے ہمارے دلوں میں مدینہ کی جتنی محبت تھی مکہ کی یا اُس سے بھی زیادہ اور صحت اور تندرستی کر دے مدینہ میں اور برکت دے اس کے صاع اور مد میں اور دُور کر دے بخار وہاں کا اور بھیجدے اس بخار کو جحفہ میں[ف۲]

ف۱: ابن اسحٰق نے زیادہ کیا کہ حضرت عائشہ نے کہا انا للہ میرے باپ بڑبڑاتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں کیا کہتے ہیں۔

ف۲: جحفہ ایک بستی ہے بیاسی میل پر مکہ سے ان دنوں میں وہاں یہودی رہتے تھے آپ نے فرمایا اب پھر کبھی وہ مدینے میں نہ آئے گا۔

۱۶۔ عن: یحیی بن سعید ان عائشۃ قالت وکان عامر بن فھیرۃ یقول قد رایت الموت قبل ذوقہ ٭ ان الجبان حتفہ من فوقہ ٭

ترجمہ: حضرت عائشہ نے کہا کہ عامر بن فہیرہ کہتے تھے کہ میں نے موت کو مرنے سے آگے دیکھ لیا نامرد کی موت اوپر سے آتی ہے۔

ف : یعنی ہر چند وہ نامردی کی وجہ سے موت کے ذریعوں سے بہت ڈرتا ہے مگر جب موت آفت آسمانی کی طرح اترتی ہے تو مجبور ہو جاتا ہے ۔

١٧۔ عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ ؛

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی راہوں پر فرشتے ہیں اس میں نہ طاعون آتا ہے نہ دجال ۔

٥ : بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجْلَاءِ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ

(مدینہ سے یہودیوں کے نکالنے کا بیان)

١٨۔ عَنْ : عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ كَانَ مِنْ آخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ لَا يَبْقَيَنَّ دِينَانِ بِأَرْضِ الْعَرَبِ ؛

ترجمہ : عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری کلام یہ فرمایا اللہ جل جلالہ تباہ کرے یہود اور نصاریٰ کو انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا[1] آگاہ ہو عرب میں دو دین نہ رہیں[2] ۔

ف [1] : اسطرف نماز پڑھتے تھے ۔ اس کو سجدہ کرتے تھے وہاں روشنی کرتے تھے جیسے مسجدوں میں جمعہ اور جماعت کو اوقاتِ معینہ پر جایا کرتے ہیں ایسے ہی یہود اور نصاریٰ نے قبروں کی زیارت کے واسطے اوقات مقرر کئے تھے جیسے مسجدوں کے لئے سفر کرتے ہیں دور دور ملکوں سے آتے ہیں ایسے قبروں کی زیارت کے واسطے ملکوں سے سفر کرتے ہوئے تکلیفیں اٹھاتے ہوئے آتے ہیں اس کو ثواب اور عبادت جانتے تھے اسلام میں یہ باتیں حرام ہوئیں قبر سے کوئی غایت نہ رکھی سوائے اس بات کے کہ کبھی کبھی مردوں کے لئے دعا یا موت کو یاد کرنے کے واسطے وہاں ہو آیا کرے جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبروں کی زیارت کرتے تھے یا اور دعا کرتے تھے ویسے ہی زیارت اور دعا کرے نہ قبر پر روشنی کرے نہ وہاں سجدہ کرے نہ طواف نہ کوئی وقت مقرر کرے نہ وہاں مجمع کرے نہ میلہ لگائے نہ لوگوں کو بلائے یہ سب کام خلافِ شرع اور بدعت ہیں ۔ ف [2] : ایک ہی دین اسلام رہ جائے خلفاء کے وقت میں اس حکم کی بخوبی تعمیل ہوئی سب کفار جزیرۂ عرب سے مار پیٹ کر نکال دئے گئے ۔

١٩۔ عَنْ : ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ دِينَانِ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ ؛

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین نہ رہیں ۔

٢٠۔ کہا مالک نے کہا ابن شہاب نے کہ حضرت عمر نے اس حدیث کا تجسس کیا جب ان کی تشفی ہو گئی اور یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین نہ رہیں تو انھوں نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر سے نکال دیا اور فدک اور نجران کے یہودیوں کو بھی نکال دیا لیکن خیبر کے یہودی ان کی نہ زمین تھی نہ درخت اور فدک کے یہودیوں کا آدھا میوہ تھا

اور آدھی زمین کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی امر پر ان سے صلح کر لی تھی حضرت عمر نے اس آدھی زمین اور میوے کی قیمت لگا کر ان کے حوالے کر دی اور ان کو نکال دیا۔

۶۔ بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي أَمْرِ الْمَدِينَةِ (مدینہ کی فضیلت کا بیان)

۲۱۔ عَنْ: عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ؕ

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احد کو دیکھ کر کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے ہم بھی اُسے چاہتے ہیں۔

۲۲۔ عَنْ: أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ زَارَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَيَّاشٍ الْمَخْزُومِيَّ فَرَأَى عِنْدَهُ نَبِيذًا وَهُوَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ لَهُ أَسْلَمُ إِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَحَمَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَيَّاشٍ قَدَحًا عَظِيمًا فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَوَضَعَهُ فِي يَدِهِ فَقَرَّبَهُ عُمَرُ إِلَى فِيهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ طَيِّبٌ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ رَجُلًا عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا أَدْبَرَ عَبْدُ اللهِ نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَأَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللهِ وَأَمْنُهُ وَفِيهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُولُ فِي بَيْتِ اللهِ وَلَا فِي حَرَمِهِ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَأَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللهِ وَأَمْنُهُ وَفِيهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُولُ فِي حَرَمِ اللهِ وَلَا فِي بَيْتِهِ شَيْئًا ثُمَّ انْصَرَفَ ؕ

ترجمہ: اسلم کے جو مولیٰ ہیں عمر بن خطاب کے روایت ہے کہ وہ عبد اللہ بن عیاش کی ملاقات کو گئے مکہ کی راہ میں ان کے پاس نبیذ پائی (نبیذ اُس پانی کو کہتے ہیں جس میں کھجور یا انگور بھگوئے جائیں) اسلم نے کہا کہ اس شربت کو حضرت عمر بن خطاب بہت چاہتے ہیں ؓ۔ عبد اللہ بن عیاش ایک بڑا سا پیالہ بھر کر حضرت عمرؓ کے پاس لائے اور ان کے سامنے رکھ دیا انہوں نے اس کو اٹھا کر پینا چاہا پھر سر اٹھا کر کہا یہ شربت بہت اچھا ہے پھر پیا اس کو بعد اس کے ایک شخص ان کے داہنی طرف بیٹھا تھا اس کو دے دیا جب عبد اللہ بن عیاش لوٹ کر چلے تو حضرت عمرؓ نے ان کو بلایا اور کہا تو کہتا ہے مکہ بہتر ہے مدینہ سے عبد اللہ بن عیاش نے کہا کہ وہ حرم ہے اللہ کا اور امن کی جگہ ہے اور وہاں اس کا گھر ہے حضرت عمر نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم کو نہیں پوچھتا۔ پھر حضرت عمر نے کہا تو کہتا ہے کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے عبد اللہ بن عیاش نے کہا کہ مکہ میں اللہ کا حرم ہے اور امن کی جگہ ہے وہاں اس کا گھر ہے حضرت عمر نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم میں کچھ نہیں کہتا پھر عبد اللہ بن عیاش چلے گئے ؎۔

ف: کیونکہ جو شربت ٹھنڈا اور شیریں ہو اس کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بہت چاہتے تھے۔ ف بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ دونوں شہروں میں کونسا شہر افضل ہے۔ ف: سلف نے اختلاف کیا ہے کہ دونوں شہروں میں کونسا شہر افضل ہے جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مکہ افضل ہے اور یہی قول ہے شافعی اور ابن وہب اور مطرف اور ابن حبیب کا اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور اصحاب ابو حنیفہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبد البر اور ابن رشد اور ابن عرفہ نے

عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلَى قَدَرِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَتْ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا مُخْصِبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْمُخْصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ غَائِبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي مِنْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ ؕ

کہا ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ لوٹ چلئے اور لوگوں کو اس وبا میں ہو بے جائیے جب حضرت عمرؓ نے لوگوں میں منادی کرا دی کہ صبح کو میں اونٹ پر سوار ہونگا (اور مدینہ کو لوٹ چلوں گا) پھر صبح کو سب لوگ سوار ہو کر چلے اس وقت ابو عبیدہؓ نے کہا کہ کیا اللہ جل جلالہٗ کی تقدیر سے بھاگے جاتے ہو حضرت عمر نے کہا کاش یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی ؒ ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف ؒ کیا اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز اور شاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اگر تو اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب میں چرا لئے جب بھی تو نے چرایا اللہ کی تقدیر سے اور جو تو نے خشک اور خراب میں چرائے جب بھی تو نے چرایا اللہ کی تقدیر سے ؒ اتنے میں عبدالرحمٰنؓ بن عوف آئے اور وہ کہیں کام کو گئے ہوئے تھے ؒ انہوں نے کہا میں اس مسئلے کا عالم ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ کسی سرزمین میں وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی سرزمین میں وبا پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگو بھی نہیں ۔ کہا ابن عباسؓ نے اس وقت حضرت عمرؓ نے اللہ جل جلالہٗ کی حمد بیان کی اور لوٹ کھڑے ہوئے ؒ

ف : اپنی رعیت کا حال دیکھنے کو اور مدینہ میں زید بن ثابت کو خلیفہ کر گئے ۔ ف : اور خالد بن الولید اور یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ اور عمرو بن العاص ۔ ف : تو میں اس کو سزا دیتا یا مجھے برا معلوم نہ ہوتا تمہارے علم اور فضل کے ساتھ ایسی بات کرنا تعجب ہے کیونکہ اکثر صحابہ اور مہاجرین اور انصار کے مشورے سے قرار پائی تھی دوسرے یہ کہ نفس الامر میں بھی مناسب یہی بات تھی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے جب کہیں وبا ہو تو نہ وہاں جاؤ اور نہ وہاں سے بھاگو۔ ف : کیونکہ ہمارا لوٹنا بھی بدون اللہ کی تقدیر کے نہیں اور اللہ جل جلالہٗ نے یہی مناسب جانا جب ہی تو ہمارے دلوں کو اس طرف متوجہ کر دیا ۔ ف : پھر اگر تو خشک اور خراب کنارے کو چھوڑ کر سرسبز اور شاداب میں جائے تو کوئی کہے اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہو تم یہی جواب دو گے ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں اسی کی تقدیر کی طرف ایسا ہی یہاں بھی ہے یعنے مدینہ کا جانا بغیر قضا و قدر اور مشیت الٰہی کے نہیں ہے ۔ ف : اللہ جل جلالہٗ کی تعریف کی اس لئے کہ ان کی رائے موافق ہوئی نص حدیث اور حکم الٰہی کے ۔ حضرت عمر کی رائے اکثر اللہ جل جلالہٗ کے حکم کے موافق ہوتی اور انہی کی رائے کے موافق کلام اللہ اترتا ۔

۲۴- عَنْ ، سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الطَّاعُونِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

ترجمہ : سعد بن ابی وقاصؓ نے اسامہ بن زید سے پوچھا تم نے کیا سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اَوْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِ وَ اِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ قَالَ مَالِكٌ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ اِلَّا فِرَارًا مِّنْهُ ؂

نے فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بھیجا گیا تھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر یا یہ کہا کہ ان پر جو تم سے پہلے تھے تو جب سُنو تم کسی زمین میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں طاعون پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگو بھی نہیں ابوالنضر نے کہا نہ نکلو بھاگنے کے قصد سے۔

۲۵۔ عَنْ : عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَآءَ سَرْغَ بَلَغَهٗ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاَخْبَرَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ ؂

ترجمہ: عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ شام کی طرف نکلے جب سرغ میں پہنچے ان کو خبر ملی شام میں وبا پڑی ہے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے اُن سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی زمین میں سُنو کہ وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وبا پڑے اس زمین میں جس میں تم ہو تو اس سے نکل کر بھاگو یہ سُن کر حضرت عمر بن الخطاب سرغ سے لوٹ آئے۔

۲۶۔ عَنْ : سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنَّمَا رَجَعَ بِالنَّاسِ مِنْ سَرْغَ عَنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؂

ترجمہ: سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ سرغ سے لوٹ آئے عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث سُن کر۔

۲۷۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَبَيْتٌ بِرُكْبَةَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ عَشَرَةِ اَبْيَاتٍ بِالشَّامِ ؂

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایک گھر رکبہ میں (رکبہ ایک مقام ہے درمیان میں غرہ اور ذات عرق کے) پسند ہے مجھ کو شام کے دس گھروں سے۔

۲۸۔ کہا مالک نے اسلئے کہ شام میں وبا تھی اور رکبہ میں کوئی بیماری نہ تھی وہاں طول عمر کا خیال تھا۔

۸۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَوْلِ فِي الْقَدَرِ

(تقدیر میں گفتگو کرنے کی ممانعت)

۲۹۔ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَاجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِيْ اَغْوَيْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسٰى

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی آدمؑ اور موسیٰؑ نے تو غالب ہوئے آدمؑ موسیٰؑ پر موسیٰؑ نے کہا تو وہی آدمؑ ہے کہ گمراہ کیا تو نے لوگوں کو اور نکالا ان کو جنت سے آدمؑ نے کہا کہ تو

الَّذِیْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَیْءٍ وَّاصْطَفَاكَ بِرِسَالَتِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَلُوْمُنِیْ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ ۔

وہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھے علم دیا ہر چیز کا اور برگزیدہ کیا رسالت سے انہوں نے کہا ہاں پھر آدم نے کہا باوجود اس کے مجھے ملامت کرتا ہے ایسے کام پر جو میری تقدیر میں لکھا جا چکا تھا قبل میرے پیدا ہونے کے۔

۲۰۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْاَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ اٰدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰٓؤُلَآءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰٓؤُلَآءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَفِيْمَ الْعَمَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ اَعْمَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهٗ بِهِ الْجَنَّةَ وَاِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ اَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلَهٗ بِهِ النَّارَ ۔

ترجمہ: مسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے سوال ہوا اس آیت کے متعلق وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ الآیۃ یعنی "یاد کر اس وقت کو جب تیرے پروردگار نے آدم کی پیٹھ سے ان کی تمام اولاد کو نکالا اور ان کو گواہ کیا ان پر اس بات کا کیا میں نہیں ہوں پروردگار تمہارا بولے کیوں نہیں تو پروردگار ہمارا ہے ہم نے اس واسطے گواہ کیا کہ کہیں ایسا نہ کہو تم قیامت کے روز کہ ہم تو اس سے غافل تھے" حضرت عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اس آیت کی تفسیر کا سوال ہوا آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے آدم کو پیدا کیا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا اور اولاد نکالی اور فرمایا میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا کیا اور یہ لوگ جنتیوں کے کام کریں گے پھر ہاتھ پھیرا ان کی پیٹھ پر اور اولاد نکالی فرمایا میں نے ان کو جہنم کے لئے پیدا کیا اور یہ جہنمیوں کے کام کریں گے ایک شخص بولا یا رسول اللہ پھر عمل کرنے سے کیا فائدہ ف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جب پیدا کرتا ہے کسی بندے کو جنت کے واسطے تو اس سے جنتیوں کے کام کراتا ہے اور موت کے وقت بھی وہ نیک عمل کر کے مرتا ہے تو اللہ جل جلالہٗ اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جب کسی بندے کو جہنم کے لئے پیدا کرتا ہے تو اس سے جہنمیوں کے کام کراتا ہے یہاں تک کہ موت کے وقت بھی وہ برے کام پر مرتا ہے تو اسے جہنم میں داخل کرتا ہے ف۔

ف: جب یہ امر پہلے ہی طے ہو چکا ہے اسی کے موافق ہوگا جو جنتی ہے وہ لا محالہ جنت میں جائے گا اور جو دوزخی ہے وہ لا محالہ دوزخ میں جائے گا۔ ف: یعنی اعتبار خاتمے کا ہے اسلئے آدمی کو چاہئے کہ ہمیشہ نیک کاموں میں مصروف رہے شاید اس کی موت آگئی ہو تو آخیر وقت میں بھی خاتمہ نیک کام پر ہو۔

۲۱۔ عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ ؛

وآلہ وسلم نے کہ چھوڑے جاتا ہوں میں تم میں دو چیزوں کو نہیں گمراہ ہو گے جب تک پکڑے رہو گے ان کو کتاب اللہ کو اور اسکے رسول کی سنت کو۔

۴۲- عَنْ : طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ قَالَ طَاوُسٌ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ أَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ ؛

ترجمہ : طاؤس الیمانی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے چند صحابہ کو پایا کہتے تھے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے طاؤس نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور ہوشیاری بھی۔

۴۳- عَنْ : عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْهَادِي وَالْفَاتِنُ ؛

ترجمہ : عمرو بن دینار سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن الزبیرؓ سے سنا خطبہ میں فرماتے تھے کہ اللہ ہی ہدایت کرنے والا اور گمراہ کرنے والا ہے۔

ف : کلام اللہ میں موجود ہے "ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے" ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اچھے بُرے سب کاموں کا پیدا کرنے والا پروردگار ہے بغیر اس کی قضا و قدر کے کوئی کام نہیں ہوتا مگر بندے کو صرف ایک ظاہری اختیار دیا ہے اور اچھے بُرے کاموں کی اس کو تمیز دے دی ہے اسی اختیار پر عذاب و ثواب مبنی ہے اس سے رد ہو گیا قدریہ اور شیعہ کا جو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے کاموں کا آپ خالق ہے۔

۴۴- عَنْ : أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ مَا رَأْيُكَ فِي هٰؤُلَاءِ الْقَدَرِيَّةِ قَالَ فَقُلْتُ رَأْيِي أَنْ تَسْتَتِيبَهُمْ فَإِنْ قَبِلُوا ذٰلِكَ وَإِلَّا عَرَضْتَهُمْ عَلَى السَّيْفِ فَقَالَ عُمَرُ وَذٰلِكَ رَأْيِي فِيهِمْ قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ رَأْيِي فِيهِمْ ؛

ترجمہ : ابی سہیل بن مالک عمر بن عبدالعزیزؒ کے ساتھ جا رہے تھے انہوں نے پوچھا ابو سہیل سے کہ تمہاری کیا رائے ہے قدریہ کے بارے میں ابوسہیل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان سے توبہ کراؤ توبہ کرلیں تو بہتر نہیں تو قتل کئے جائیں عمر بن عبدالعزیز نے کہا میری رائے بھی یہی ہے مالک نے کہا میری بھی یہی رائے ہے ان لوگوں کے بارے میں۔

ف : قدریہ وہ لوگ ہیں جو بندے کو بالکل قادر مطلق سمجھتے اور اس کے افعال کا اسی کو خالق جانتے ہیں۔

۹- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ

(قدر کے بیان میں مختلف حدیثیں)

۴۵- عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ

ترجمہ : ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ چاہے کوئی عورت طلاق اپنی

أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا ۔

بہن کی تاکہ خالی کرے پیالہ اس کا بلکہ نکاح کرے کیونکہ جو اس کے مقدر میں ہے اس کو ملے گا۔

ف: یعنے جب کوئی عورت کسی مرد سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی پہلی بی بی کو طلاق نہ دلوائے اس خیال سے کہ اس کا حصہ بھی میں لوں گی کیونکہ جو اسکے حصہ میں ہے اس کو ملے گا۔

۳۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّهُ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللَّهُ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ اللَّهُ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَذِهِ الْأَعْوَادِ ۔

ترجمہ: محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے منبر پر کہا کہ اے لوگو جو اللہ جل جلالہٗ دے اسکا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو نہ دے اس کا کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی طاقت والے کو بے کام نہیں آتی (یعنی اس کی طاقت اس کے عذاب کو روک نہیں سکتی یا اس کی مالداری اس کے کام نہیں آتی صرف اعمال کام آئیں گے) جس شخص کو اللہ بھلائی پہنچانا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے اور علم فقہ دیتا ہے پھر کہا معاویہؓ نے میں نے ان کلمات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا انھی لکڑیوں پر (منبر شریف کی)

۳۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ كَمَا يَنْبَغِي الَّذِي لَا يَعْجَلُ شَيْءٌ أَنَاهُ وَقَدَّرَهُ حَسْبِيَ اللَّهُ وَكَفَى سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللَّهِ مَرْمًى ۔

ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ یوں کہا کرتے تھے کہ سب خوبیاں اس اللہ کو ہیں جس نے پیدا کیا ہر شے کو جیسے چاہئے جو وقت مقرر کر دیا ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں ہو سکتی کافی ہے مجھ کو اللہ اور کافی ہے ایسا کافی سنتا ہے اللہ جو اسکو پکارے اللہ کے سوا کوئی شخص نہیں جس سے دعا کی جائے۔

۳۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ أَحَدًا لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ فَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ پہلے زمانے میں یوں کہا جاتا تھا کہ کوئی آدمی نہیں مرے گا جبتک کہ اسکا رزق پورا نہ ہو پس اختصار کرو طلب معاش میں۔

ف: یعنی زیادہ کوشش اور محنت روزی کی تلاش میں نہ کرو کہ خدا کو بھول جاؤ یا حرام حلال کی قید اٹھا دو ملے گا اتنا ہی جتنا تقدیر میں ہے۔ ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے مانند اس کے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۱۰۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ (خوش خلقی کے بیان میں)

۳۹۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ قَالَ آخِرُ مَا أَوْصَانِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَعْتُ رِجْلِي فِي الْغَرْزِ أَنْ قَالَ أَحْسِنْ خُلُقَكَ

ترجمہ: معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو کی جب میں رکاب میں پاؤں رکھنے لگا یہ تھی کہ اے معاذ خوش خلقی

لِلنَّاسِ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ ۔

کر لوگوں سے ۔

۴۰ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دنیا کے دو کاموں میں اختیار ہوا (کہ اِسکو کریں یا اسکو) تو آپ نے آسان امر کو اختیار کیا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو اگر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ آپ اس سے پرہیز کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے مگر جب اللہ کی حرمت میں خلل پڑے تو اسوقت بدلہ لیتے تھے اللہ کے واسطے ۔

۴۱ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ ۔

ترجمہ: امام زین العابدین سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی بہتر باتوں میں سے یہ ہے کہ آدمی بیکار اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے ۔

ف: دارقطنی نے اس حدیث کو موصولاً روایت کیا ہے علی بن حسین سے انھوں نے حسین سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یعلیٰ اور احمد نے اس حدیث کو ابوہریرہؓ سے اور احمد اور طبرانی نے حسن بن علیؓ سے اور حاکم نے ابوذرؓ سے اور علی بن ابی طالب سے اور طبرانی اور ابن عساکر نے زید بن ثابت اور حارث بن ہشام سے روایت کیا ہے یہ حدیث اصولِ اسلام میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس سے بہت سے مسائل نکلتے ہیں جو کام یا علم دنیا میں یا آخرت میں مفید نہ ہو اس کا حاصل کرنا یا اس میں مشغول رہنا اس حدیث کی رو سے ممنوع ہے ۔

۴۲ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا مَعَهُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ ثُمَّ أَذِنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ سَمِعْتُ ضَحِكَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُلْتَ فِيهِ مَا قُلْتَ ثُمَّ لَمْ تَنْشَبْ أَنْ ضَحِكْتَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنِ اتَّقَاهُ النَّاسُ لِشَرِّهِ ۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اذن چاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے کا اور میں آپ کے ساتھ تھی گھر میں آپ نے فرمایا بُرا آدمی ہے پھر آپ نے اس کو آنے کی اجازت دی حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اس کے ساتھ ہنستے سنا جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ ابھی تو آپ نے اس کو بُرا کہا تھا ابھی آپ اس سے ہنسنے لگے آپ نے فرمایا کہ سب آدمیوں میں بُرا وہ آدمی ہے جس سے لوگ بچیں یا ڈریں اسکے شر کے سبب سے۔ ف

ف: وہ شخص عُیینہ بن حصن فزاری تھا دل سے اسلام نہیں لایا تھا ظاہر میں مسلمان ہو گیا تھا آپ نے اس کا حال بیان کر دیا تا کہ لوگوں کو دھوکا نہ ہو۔ ف: یعنے اس خوف سے کہ وہ ایذا پہنچائے گا ۔ یہ غیبت نہیں بلکہ ایک شخص کا

فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ ؛

بھائی کو حیا کے بارے میں آپ نے فرمایا جانے دے کیونکہ حیا ایمان میں سے ہے ۔

ف : یعنے کہہ رہا تھا تم اسقدر حیا کیوں رکھتے ہو اور ملامت کر رہا تھا اس کو کثرت حیا پر ۔ ف : یعنے ایمان کی شاخوں میں سے ہے یا ایمان کا جزء ہے جس کا ایمان قوی ہے اسکی حیا بھی زیادہ ہے تو کیوں اس کو برا کہتا ہے حیا کی کثرت پر ۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغَضَبِ (غضب کے بیان میں)

۴۹- عَنْ : حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَعِيشُ بِهِنَّ وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسٰى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْضَبْ ؛

ترجمہ : حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور بولا کہ یا رسول اللہ مجھے چند باتیں بتا دیجئے جن سے میں نفع اٹھاؤں اور بہت باتیں نہ بتائیے میں بھول جاؤں گا آپ نے فرمایا تو غصہ مت کیا کر ۔

ف : یہ بڑا کلمہ آپ نے بتا دیا مدار شریعت کا اس پر ہے کہ آدمی اپنے نفس کی خواہشوں پر عمل نہ کرے اور بری باتوں سے اس کو روکے جب غصے میں اپنے نفس کو روکا اور زیادتی سے باز رکھا تو وہ شخص بخوبی اپنے نفس پر قادر ہو جائے گا اور سب اعمال صالحہ کرسکے گا اور تمام بری باتوں سے باز رہے گا ۔

۵۰- عَنْ : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ ؛

ترجمہ : ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وہ آدمی زور آور نہیں ہے جو کشتی میں لوگوں کو پچھاڑ دے زور آور وہ ہے جو اپنے نفس پر قادر ہو غصے کے وقت ۔

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُهَاجَرَةِ (ملاقات ترک کرنے کے بیان میں)

۵۱- عَنْ : أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ ؛

ترجمہ : ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات ترک کرے یعنی اس کو چھوڑ دے تین دن سے زیادہ (یعنی تین رونسے زیادہ رنج رکھے) یہ ملے تو وہ نہ دیکھے وہ ملے تو یہ نہ دیکھے بہتر ان دونوں میں وہ ہے جو پہلے سلام علیک کرے ۔

ف : یعنے جو پہلے مل جائے اور رنج دور کرے یہ اس صورت میں ہے جب دنیا کے واسطے رنج ہو گیا ہو اور اگر دین کے معاملے میں رنج ہو مثلاً وہ شخص بدعتی ہو یا سنت کی مخالفت کرتا ہو تو جب تک توبہ نہ کرے اس کا چھوڑ دینا درست ہے اور سلف نے ایسا کیا ہے کہ اہل بدعات سے کبھی ملاقات نہ کی ۔

۵۱۔ عَنْ: اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ ؕ

ترجمہ: انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مت بغض کرو مت حسد کرو مت پیٹھ پھیرو ایک دوسرے سےؓ بلکہ ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی نہیں درست ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے تین راتوں سے زیادہ۔

ف: یعنے جب دوسرا شخص ملے جس سے رنج ہو تو اس کی طرف سے پیٹھ پھیرے بات نہ کرے اسکو منع کیا۔

۵۱۔ عَنْ: اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ؕ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بچو تم بدگمانی سے کیونکہ بدگمانی بڑا جھوٹ ہے اور مت کھوج لگاؤ (لوگوں کی برائیوں کا یا عیبوں کا) اور مت تفتیش کرو اور مت حرص کرو دنیا کی اور مت حسد کرو نہ بغض کرو نہ ایک دوسرے سے پیٹھ موڑو بلکہ ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی۔

۵۴۔ عَنْ: عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ ؕ

ترجمہ: عطاء بن عبداللہ خراسانیؒ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مصافحہ کرو ایک دوسرے سے دل کا کینہ جاتا رہیگا ہدیہ بھیجو ایک دوسرے کو دوست ہو جاؤ گے اور دشمنی جاتی رہے گی۔

۵۵۔ عَنْ: اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا ؕ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جنت کے دروازے کھلتے ہیں پیر اور جمعرات کے روز تو ہر بندہ مسلمان جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا وہ بخش دیا جاتا ہے مگر وہ شخص جو کسی اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہو کہا جاتا ہے ان دونوں آدمیوں کے متعلق کہ دیکھتے رہو جبتک وہ مل جائیں ان دونوں آدمیوں کو دیکھتے رہو جب تک وہ مل جائیں (یعنے جب تک آپس میں ملاپ نہ کریں ان کی مغفرت نہیں ہوتی)

۵۶۔ عَنْ: اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ تُعْرَضُ اَعْمَالُ الْعِبَادِ كُلَّ جُمُعَةٍ مَّرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اُتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا اَوِ ارْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا ؕ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور جمعرات کے روز بندوں کے اعمال دیکھے جاتے ہیں پھر ہر مومن بندہ بخش دیا جاتا ہے مگر وہ بندہ جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہو تو حکم ہوتا ہے کہ ابھی ان دونوں کو رہنے دو یہانتک کہ مل جائیں۔

۱۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الثِّيَابِ لِلْجَمَالِ بِهَا

(کپڑے زینت کے واسطے پہننے کا بیان)

۵۷ـ عَنْ: جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ قَالَ جَابِرٌ فَبَيْنَا أَنَا نَازِلٌ تَحْتَ الشَّجَرَةِ إِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلُمَّ إِلَى الظِّلِّ قَالَ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ إِلَى غِرَارَةٍ لَنَا فَالْتَمَسْتُ فِيهَا شَيْئًا فَوَجَدْتُ فِيهَا جِرْوَ قِثَّاءٍ فَكَسَرْتُهُ ثُمَّ قَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا قَالَ فَقُلْتُ خَرَجْنَا بِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَنَا نُجَهِّزُهُ يَذْهَبُ يَرْعَى ظَهْرَنَا قَالَ فَجَهَّزْتُهُ ثُمَّ أَدْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظَّهْرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ لَهُ قَدْ خَلِقَا قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَا لَهُ ثَوْبَانِ غَيْرُ هٰذَيْنِ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَهُ ثَوْبَانِ فِي الْعَيْبَةِ كَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا قَالَ فَادْعُهُ فَمُرْهُ فَلْيَلْبَسْهُمَا قَالَ فَدَعَوْتُهُ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ وَلَّى يَذْهَبُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَهُ ضَرَبَ اللّٰهُ عُنُقَهُ أَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا لَهُ قَالَ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقُتِلَ الرَّجُلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ؁

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے غزوہ بنی انمار میں تو ہم ایک درخت کے تلے اترے ہوئے تھے اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھائی دیئے میں نے کہا یا رسول اللہ سائے میں آئیے آپ آکر اترے میں اپنی زنبیل کو دیکھنے گیا اس میں ڈھونڈنے لگا تو ایک ککڑی ملی میں اس کو توڑ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لے گیا آپ نے پوچھا یہ کہاں سے آئی۔ جابرؓ نے کہا یا رسول اللہ مدینہ سے ہم اس کو لے کر نکلے تھے پھر جابرؓ کہتے ہیں ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جس کا سامانِ سفر ہم نے کر دیا تھا وہ ہمارے جانور چراتا تھا جب وہ پیٹھ موڑ کر جانور چرانے جانے لگا تو دو چادریں اوڑھے ہوئے تھا جو پھٹ کر چندی چندی (پرانی) ہو گئی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا اور کپڑے اس کے پاس نہیں ہیں۔ جابرؓ نے کہا یا رسول اللہ ہیں گٹھڑی میں بندھے ہیں میں نے اس کو پہننے کے لئے دئیے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ وہ کپڑے پہن لے میں نے اس کو بلایا اس نے وہ کپڑے گٹھڑی سے نکال کر پہن لئے جب پھر جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کیا ہو گیا تھا (جو کپڑے موجود ہوتے ہوئے پھٹی پرانی چادریں اوڑھے ہوئے تھا) خدا اسکی گردن مارے اب کیا اچھا معلوم نہیں ہوتا اس کو اس شخص نے یہ سنکر کہا یا رسول اللہ کیا اللہ کی راہ میں میری گردن ماری جائے آپ نے فرمایا ہاں اللہ کی راہ میں پھر وہ شخص شہید ہوا اللہ کی راہ میں۔

ف : جو تیسرے سال میں ہجرت کے ہوا اس کو غزوہ ذات الرقاع بھی کہتے ہیں ۔
ف : یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا معجزہ تھا ۔

۵ ـ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَنْ اَنْظُرَ اِلَى الْقَارِئِ اَبْيَضَ الثِّيَابِ ۔

ترجمہ : حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں عالم کو اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیکھوں ۔

ـ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَوْسِعُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهٗ ۔

ترجمہ : حضرت عمرؓ نے کہا کہ جب اللہ تم کو وسعت دے تو اپنے اوپر بھی وسعت کرو اپنے کپڑے بنا لو ۔

۱۵ ـ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ وَالذَّهَبِ

(رنگین کپڑے پہننے اور سونا پہننے کا بیان)

ـ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوْغَ بِالْمِشْقِ وَالْمَصْبُوْغَ بِالزَّعْفَرَانِ ۔

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ گیرو میں رنگے ہوئے کپڑے اور زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے ۔

ف : ابوداؤد نے روایت کیا عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ورس اور زعفران سے اپنے کپڑے رنگا کرتے تھے یہاں تک کہ عمامے کو بعض علماء کے نزدیک مرد کو کسم کا رنگ اور زعفرانی رنگ مکروہ ہے مگر امام مالک سے ہر رنگ کا جواز منقول ہے اور کراہت بھی منقول ہے مگر حق اس باب میں یہ ہے کہ مرد کو سوائے کسم کے رنگ کے سب رنگ درست ہیں هٰكَذَا حَقَّقَهُ الشَّوْكَانِيُّ وَالتَّفْصِيْلُ فِیْ بِدَايَةِ السَّائِلِ اِلٰى اَدِلَّةِ الْمَسَائِلِ[1] ۔ کہا مالک نے میرے نزدیک بچوں کو یعنے لڑکوں کو سونا پہنانا مکروہ ہے کیونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے پہنچا کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا اور میں مکروہ جانتا ہوں سونے کا پہننا بڑے مرد اور چھوٹے لڑکے کے واسطے زرقانی نے کہا بڑے مرد کے واسطے مکروہ تنزیہی ہے مگر چاندی کا زیور لڑکے کو پہنانا بعض علماء کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے ۔ کہا مالک نے مردوں کو کسم سے رنگی ہوئی چادریں اوڑھنا گھر یا اس کے گرد اگرد میں حرام نہیں سمجھتا لیکن نہ پہننا میرے نزدیک بہتر ہے اور سوائے اسکے اور لباس پہننا اچھا ہے ۔

۱۶ ـ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ لُبْسِ الْخَزِّ (اُون اور ریشم کے کپڑے پہننے کا بیان)

ـ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَسَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ مِطْرَفَ خَزٍّ

ترجمہ : حضرت عائشہؓ نے عبداللہ بن زبیر کو ایک کپڑا پہنانا جس میں اُون اور ریشم تھا اور حضرت عائشہؓ بھی اس

[1] ترجمہ اسی طرح امام شوکانی نے بھی اس کو ثابت کیا ہے باقی تفصیل ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل نامی کتاب میں ہے ۔ ۱۲ مص

كَانَتْ عَائِشَةُ تَلْبَسُهُ ۔ کو پہنا کرتی تھیں ۔

۱۷۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ لِبَاسُهُ مِنَ الثِّيَابِ

(جو کپڑا عورتوں کو پہننا مکروہ ہے اُس کا بیان)

۶۴۔ عَنْ مُرْجَانَةَ أَنَّهَا قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا ۔

ترجمہ: امِ مرجانہ سے روایت ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں ایک باریک سربند (اوڑھنی) اوڑھ کر حضرت عائشہؓ نے اس کو پھاڑ ڈالا اور موٹے کپڑے کا سربند (دوپٹہ) اُڑھا دیا ۔

۶۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جو عورتیں کپڑا پہنے ہوئے ہیں لیکن ننگی ہیں ف۱ خود بھی سیدھی راہ سے ہٹی ہوئی ہیں اور خاوند کو بھی ہٹا دیتی ہیں ف۲ جنت میں نہ جائیں گی بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے آتی ہے ف۳

ف: مسلم نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ۔ ف۱: یعنی ایسا باریک کپڑا پہنتی ہیں کہ ان کا بدن نظر آتا ہے گویا ننگی ہیں ۔

ف۲: بعضوں نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ ٹیڑھی بگڑی ناز و نخرے سے چلتی ہیں خاوند کو بھی بہکا دیتی ہیں اپنی راہ پر لگا لیتی ہیں یعنی شرع کے کاموں پر خود بھی نہیں چلتیں اور خاوند کو بھی سمجھا بجھا کر اپنے حسن و جمال پر دیوانہ کر کے خدا سے دُور کر دیتی ہیں ۔ ف۳: یعنی جنت سے اسقدر دُور رہیں گی ۔ اس حدیث سے صاف و صریح ثابت ہوا کہ باریک کپڑا پہننا عورتوں کو جائز نہیں خصوصاً اسقدر باریک جس سے بدن نظر آئے ۔

۶۶۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ فَقَالَ مَاذَا فَتَحَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا وَقَعَ مِنَ الْفِتَنِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ ۔

ترجمہ: ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس رات کو اللہ جل جلالہٗ نے کتنے ایک خزانے کھولے اور کتنے ایک فتنے واقع ہوئے کتنی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں تو کپڑے پہنے ہوئی ہیں مگر قیامت کے روز ننگی ہوں گی ہوشیار کر دو ان کوٹھڑیوں والیوں کو ۔

ف: کوٹھڑیوں میں آپ کی بی بیاں رہا کرتی تھیں ان کو جگانے کے لئے فرمایا یعنے خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں ساری رات سونے میں صرف نہ کریں جاگیں بھی عبادت بھی کریں اور سوئیں بھی ۔

۱۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ (کپڑا لبے کا رلٹکانے کا بیان)

۶۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص اپنا کپڑا لٹکائے گا تکبر کے طور پر تو قیامت کے روز اللہ جل جلالہٗ اس کی طرف نظر تک نہ کرے گا۔

ف: تہبند ہو چادر یا کرتہ یا پائجامہ یعنے ضرورت سے زیادہ اس کو نیچا کرے گا اور کپڑا بے کار صرف کرے گا۔

ف: ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر کوئی غرور کی وجہ سے یہ کام نہ کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے مگر جب بھی یہ امر مذموم ہے۔

۶۸۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَى مَنْ يَجُرُّ إِزَارَهُ بَطَرًا ؕ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں نظر کرے گا اللہ جل جلالہٗ قیامت کے روز اس شخص کی طرف جو اپنا تہبند لٹکائے تکبر کے طور پر۔

۶۹۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَى مَنْ يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نظر کرے گا اللہ قیامت کے روز اس شخص کی طرف جو اپنا کپڑا لٹکائے غرور اور گھمنڈ کے طور پر۔

ف: اسبال یعنے کپڑے لٹکانا بے ضرورت صرف کرانا اگر کبر کے طور پر ہو تو بیشک حرام ہے اور بغیر کبر کی عادت کے طور پر مکروہ ہے ابن قیم نے کہا کہ بڑی بڑی آستینیں اور بڑے بڑے عمامے جن کا اب رواج ہو گیا ہے خلاف سنت ہے حاصل یہ ہے کہ اسبال کچھ ازار سے مخصوص نہیں ہے بلکہ جو کپڑا حاجت سے زیادہ صرف کیا جائے وہ اسبال میں داخل ہے۔

۷۰۔ عَنْ: عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِزَارِ فَقَالَ أَنَا أُخْبِرُكُمْ بِعِلْمٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أُزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا ؕ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یعقوب سے روایت ہے کہتے ہیں ابوسعید خدریؓ سے پوچھا ازار کا حال انہوں نے کہا مجھے علم ہے میں بتاتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ مومن کی ازار پنڈلیوں تک ہوتی ہے خیر ٹخنوں تک بھی رکھے تو کچھ قباحت نہیں ہے اس سے نیچے جہنم میں جانے کی بات ہے اللہ قیامت کے روز اس شخص کی طرف نظر نہ کرے گا جو اپنی ازار لٹکائے غرور و گھمنڈ کے طور پر۔

۱۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْمَرْأَةِ ثَوْبَهَا

(عورت اپنا کپڑا لٹکا دے تو کیا حکم ہے)

۷۱۔ عَنْ: أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ حِينَ ذُكِرَ الْإِزَارُ فَالْمَرْأَةُ

ترجمہ: ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار لٹکانے کا ذکر کیا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ عورت

يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تُرْخِيهِ شِبْرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ ‏

کیا کرے آپ نے فرمایا ایک بالشت دراز نیچے رکھے ام سلمہ نے کہا اتنی تو کھل جائے گی آپ نے فرمایا ایک ہاتھ نیچے رکھے اس سے زیادہ نہیں۔

ف: یعنے ٹخنوں سے ایک بالشت یا ایک ہاتھ عورت نیچے رکھے یا پنڈلیوں سے ایک ہاتھ یا ایک بالشت زیادہ نیچے کرے ظاہر دوسری صورت ہے۔

۲۰۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِنْتِعَالِ (جوتی پہننے کا بیان)

۲۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ چلے کوئی تم میں سے ایک جوتی پہن کر چاہئے کہ دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں اتار دے۔

۳۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِشِمَالِهِ وَلْتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جوتا پہنے کوئی تم میں سے چاہئے کہ داہنے پیر میں اول پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پیر کا اتارے تو داہنا پیر پہنتے وقت شروع میں رہے اور اتارتے وقت اخیر میں رہے۔

۴۔ عَنْ: كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَنَّ رَجُلًا نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَقَالَ لِمَ خَلَعْتَ نَعْلَيْكَ لَعَلَّكَ تَأَوَّلْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ثُمَّ قَالَ كَعْبٌ أَتَدْرِي مَا كَانَتْ نَعْلَا مُوسَى۔

ترجمہ: کعب الاحبار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی جوتی اتاری کعب الاحبار نے کہا تم نے کیوں جوتیاں اتاریں شاید تو نے اس آیت کو دیکھ کر اتاری ہوں گی اللہ جل جلالہٗ نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے جب وہ طور پر جانے لگے فرمایا فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ "اتار جوتیاں اپنی" مگر تو جانتا ہے موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں کاہے کی تھیں۔

ف: یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں سب لوگ جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے ایسا ہی صحابہ اور تابعین کے عہد میں رہا حدیث صحیح میں ہے کہ فرمایا آپ نے جب کوئی تم میں سے مسجد کو آئے تو اپنے جوتوں کو دیکھ لے اگر ان پر نجاست لگی ہو تو زمین پر رگڑ ڈالے پھر چلا آئے اور نماز پڑھے انہیں جوتوں سمیت۔ ابن قیم اور اکثر علمائے محققین نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں جو لوگوں نے التزام کر لیا ہے مساجد میں جوتی اتارنے کا اور نماز ہمیشہ ننگے پاؤں پڑھنے کا یہ امر سلف سے ماثور نہیں ہے نہ اس کی کوئی دلیل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شاید عرب کی زمین پاک اور خشک ہوگی اور جوتے ان کے صاف ہوں گے اس واسطے جوتوں سے نماز پڑھتے تھے مگر یہ تاویلات بالکل لغو اور واہیات ہیں عرب کی زمین بھی نجاسات اور رطوبات سے بھری رہتی ہے اور جہاں پر لوگ رہیں گے اور جانور آمد و رفت کریں گے وہاں کی زمین کا یہی حال رہے گا صرف سبب یہ ہے کہ اس زمانے کے لوگ عرف اور رواج کے پابند ہیں اور دل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے طریقہ کا اتباع کرنا نہیں چاہتے اور جو کوئی اس طریقہ کی پیروی کرتا ہے اس کو بُرا جانتے ہیں اور اس سے دشمنی کرنے کو مستعد

ہو جاتے ہیں۔ معاذ اللہ من ذلک۔

۱۰۔ قَالَ مَالِكٌ لَا أَدْرِي مَا أَجَابَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ كَعْبٌ كَانَتَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ ۔

ترجمہ: کہا مالک نے مجھے معلوم نہیں اس شخص نے کیا جواب دیا کعب نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں مردہ گدھے کی کھال کی تھیں۔

ف: اس سبب سے حکم ہوا اتارنے کا یہود نے اس سے یہ امر نکالا کہ نماز میں جوتی اتارنا لازم ہے یہ غلط ہے۔ مردہ جانور کی کھال میں اختلاف ہے بعض علماء کے نزدیک مردہ کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی شاید حضرت موسیٰ کی شریعت میں بھی حکم ہوگا اس وجہ سے ان کو اتارنے کو کہا گیا جن لوگوں کے نزدیک مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے جیسے حنفیہ اور اکثر مذاہب کے نزدیک ان کا یہ عذر بھی چل نہیں سکتا بڑے تعجب کی بات ہے جو شخص جوتا اتار کر نماز پڑھے یہود کی شباہت کرے اس پر کچھ طعن نہ کریں اور جو جوتی سمیت پڑھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی مشابہت اور پیروی کرے اسکو برا جانیں۔

۲۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الثِّيَابِ (کپڑے پہننے کا بیان)

۱۔ عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَعَنْ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَعَنْ أَنْ يَشْتَمِلَ الرَّجُلُ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ عَلَى أَحَدِ شِقَّيْهِ ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو لباسوں سے اور دو بیعوں سے ایک بیع ملامسہ اور دوسری بیع منابذہ سے[ف۱] اور ایک کپڑا اوڑھ کر احتباء کرنے سے[ف۲] جبکہ اسکی شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو[ف۳] اور ایک کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لینے سے[ف۴]

ف۱: ان دونوں کا بیان کتاب البیوع میں گذر چکا ہے۔ ف۲: احتباء کہتے ہیں سُرین پر بیٹھنے کو دونوں ٹانگیں کھڑی کرکے جیسے کتا بیٹھتا ہے۔ ف۳: کیونکہ اس صورت میں ستر کھل جاتی ہے۔ ف۴: جس کے اندر سے ہاتھ نہ نکل سکیں بغیر ستر کھولے ہوئے۔

۲۔ عَنْ: عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ الْحُلَّةَ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک کپڑا ریشمی بکتا ہوا دیکھا مسجد کے دروازہ پر انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کاش آپ اس کو خرید لیتے اور جمعہ کے روز اور جس روز آپ کے پاس وفد کے لوگ آیا کرتے ہیں پہنا کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کپڑے کو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے پھر اسی قسم کے چند کپڑے آپ کے پاس آئے آپ نے ان میں سے ایک کپڑا حضرت عمرؓ

عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخًا لَهٗ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ ؛

کو دیا حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ پہلے تو آپ نے عطارد (بن حاجب نام ہے ایک شخص کا) کے کپڑے کی بابت فرمایا تھا کہ اس کو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں آپ نے فرمایا میں نے تجھے یہ کپڑا پہننے کو تھوڑی دیا ہے پھر حضرت عمرؓ نے وہ کپڑا اپنے ایک کافر بھائی (عثمان بن حکیم) کو دے دیا جو مکہ میں تھا۔

عَنْ ؛ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَدْ رَقَّعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرُقَعٍ ثَلٰثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؛

ترجمہ: انس بن مالک نے کہا میں نے حضرت عمر کو دیکھا جب کہ وہ امیرالمومنین تھے ان کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں کرتے میں تین پیوند لگے تھے ایک کے اوپر ایک۔

۲۲- بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ شریف کا بیان)

۷۶- عَنْ ؛ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؛

ترجمہ: انس بن مالک کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لمبے تھے بہت نہ ٹھگنے نہ سفید تھے چونے کی طرح نہ بہت گندمی[1] اور بال آپ کے بہت گھونگھرالے بھی نہ تھے[2] اور بہت سیدھے بھی نہ تھے جب آپ کا سن چالیس برس کا ہوا تو اللہ جل جلالہٗ نے آپ کو نبوت عطا فرمائی پھر بعد نبوت کے آپ مکہ میں دس[3] برس رہے اور مدینہ میں دس برس رہے اور ساٹھ برس کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ ہوں گے[4]

ف[1] ؛ بلکہ سفیدی اور سرخی ملی ہوئی تھی۔

ف[2] ؛ جیسے حبشیوں کے ہوتے ہیں۔

ف[3] ؛ مسلم کی حدیث میں ہے کہ آپ کی عمر شریف تریسٹھ[63] برس کی تھی اور یہی صحیحین میں ہے حضرت عائشہ سے جمہور علماء اسی طرف گئے ہیں اس صورت میں کہتے ہیں مکہ میں آپ بعد نبوت کے تیرہ برس رہے اور مدینہ میں دس برس۔

۲۳- بَابُ صِفَةِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَالدَّجَّالِ

(عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور دجّال کا بیان)

۸۰- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ اَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ لِي هٰذَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ لِي هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبہ کے پاس ہوں تو میں نے ایک شخص کو دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ کے آدمی دیکھے ہوں اسکے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہوں سو اُس مرد نے اُس بال میں کنگھی کی ہے تو اُن سے پانی ٹپکتا ہے دو آدمیوں پر تکیہ لگائے یا یوں فرمایا کہ دو آدمیوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے یکایک ایک اور شخص دیکھا نہایت گھنگریالے بال والا داہنی آنکھ کا کانا اسکی کانی آنکھ ایسی تھی جیسے پھولا ہوا انگور سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے مجھ سے کہا یہ مسیح دجّال ہے ۔

ف: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب اسواسطے مسیح ہوا کہ انھوں نے گھر نہیں بنایا اکثر جنگل میں پھرا کرتے تھے اور ان کے ہاتھ لگانے سے بیمار بھلے چنگے ہوجاتے تھے اور دجال کا لقب اسواسطے مسیح ہوا کہ وہ چالیس دن میں تمام عالم کا دورہ کرے گا عیسےٰ علیہ السلام اور دجال قیامت کے قریب آئیں گے ان دونوں مسیحوں کی نشانیاں بتلا دیں کہ مسلمان پہچان لیں دھوکا نہ کھائیں ۔

۲۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّنَّةِ فِي الْفِطْرَةِ (مومنوں کے طریقے کا بیان)

۸۱- عَنْ: اَبِي هُرَيْرَةَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالْاِخْتِتَانُ ۞

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنت ہیں ایک ناخن کاٹنا دوسرے مونچھیں کتروانا تیسرے بغل کے بال اکھاڑنا چوتھے زیر ناف کے بال مونڈنا پانچویں ختنہ کرنا ۔

۸۲- عَنْ: سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ اَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ وَاَوَّلَ

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے سب سے پہلے مہمان کی ضیافت کی اور سب سے

النَّاسِ اخْتَتَنَ وَاَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَهٗ وَاَوَّلَ النَّاسِ رَاَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَارٌ يَا اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ رَبِّ زِدْنِيْ وَقَارًا ۝

پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے مونچھیں کتریں اور سب سے پہلے سپید بال کو دیکھ کر کہا کہ اے پروردگار یہ کیا ہے اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا یہ عزت اور وقار ہے حضرت ابراہیم نے کہا جب تو اسے پروردگار زیادہ عزت دے مجھ کو۔

۸۳۔ کہا مالک نے مونچھوں کو اتنا کترنا چاہئے کہ ہونٹ کے کنارے کھل جائیں یہ نہیں کہ بالکل کتر ڈالے۔

ف: امام مالکؒ کے نزدیک کترنا مونچھوں کا سنت ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک منڈوانا افضل ہے کترنے سے۔

۲۵۔ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ بِالشِّمَالِ (بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت)

۸۴۔ عَنْ: جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَمْشِيَ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَّ اَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَاَنْ يَّحْتَبِيَ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ ۝

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع کیا بائیں ہاتھ سے کھانے کو اور ایک جوتا پہن کر چلنے کو اور ایک کپڑا سر سے پاؤں تک لپیٹ لینے کو اور ایک کپڑا اوڑھ کر گوٹ مار کر بیٹھنے کو اسطرح کہ شرمگاہ کھلی رہے۔

۸۵۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَاْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ ۝

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ جب کوئی کھائے تم میں سے تو اپنے داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب پئے تو چاہئے کہ داہنے ہاتھ سے پئے اسواسطے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

۲۶۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسَاكِيْنِ (مسکین کا بیان)

۸۶۔ عَنْ: اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ قَالُوْا فَمَنِ الْمِسْكِيْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ وَلَا يَفْطِنُ النَّاسُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو گھر گھر مانگتا پھرتا ہے کہیں سے ایک لقمہ ملا کہیں سے دو لقمے کہیں سے ایک کھجور کہیں سے دو کھجوریں صحابہ نے پوچھا پھر یا رسول اللہ مسکین کون ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس مال نہیں ہے کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے نہ لوگوں کو اس کا حال معلوم ہے تا کہ اسکو صدقہ دیں نہ وہ مانگنے کو کھڑا ہوتا ہے۔

ف: ایسے مسکین کی تعریف کلام اللہ میں موجود ہے اسکو دینے میں بہت ثواب ہے۔

۸۷۔ عَنْ: اُمِّ بُجَیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رُدُّوا الْمِسْکِیْنَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ۔

ترجمہ: ام بجید (حواء) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو مسکین کو (جو کچھ میسر ہو) اگرچہ جلا ہوا کھر ہو۔

۲۷۔ بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مِعَی الْکَافِرِ (کافر کی آنتوں کا بیان)

۸۸۔ عَنْ: اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ الْمُسْلِمُ فِیْ مِعًا وَّاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَۃِ اَمْعَاءٍ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

ف: ہر شخص کے پیٹ میں سات آنتیں ہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمان پیٹ کا ساتواں حصّہ کھاتا ہے اور کافر خوب پیٹ بھر لیتا ہے جیسے جانور بھر لیتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ غرض نہیں کہ ساتویں حصّہ سے زیادہ نہ کھائے بلکہ غرض یہ ہے کہ مسلمان ساتویں حصّہ پر بھی قناعت کرسکتا ہے برخلاف کافر کے اس کو بغیر ناکوں ناک پیٹ بھرے چین نہیں آتا۔

۸۹۔ عَنْ: اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَافَہُ ضَیْفٌ کَافِرٌ فَاَمَرَ لَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَاۃٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَہَا ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَہُ ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَہُ حَتّٰی شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِیَاہٍ ثُمَّ اَنَّہُ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَاۃٍ فَحُلِبَتْ فَلَمْ یَسْتَتِمَّہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ یَشْرَبُ فِیْ مِعًا وَّاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَشْرَبُ فِیْ سَبْعَۃِ اَمْعَاءٍ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک کافر (جہجاہ بن سعید غفاری) آیا مہمان ہو کر آپ نے ایک بکری کے دودھ دوہنے کا حکم کیا وہ سب پی گیا پھر دوسری بکری کا دوہا گیا وہ بھی پی گیا پھر تیسری بکری کا وہ بھی پی گیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا پھر دوسرے دن صبح کو وہ شخص مسلمان ہو گیا آپ نے بکری کا دودھ اس کو پینے کو دیا وہ پی نہ سکا تب آپ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

۲۸۔ بَابُ النَّھْیِ عَنِ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ وَالنَّفْخِ فِی الشَّرَابِ

(چاندی کے برتن میں پانی پینے کی ممانعت اور پانی میں پھونکنے کی ممانعت)

۹۰۔ عَنْ: اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ۔

ترجمہ: ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے (یا سونے کے) برتن میں پیئے (یا کھائے) وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹ غٹ ڈالتا ہے۔

۳۰۔ باب السُّنَّةِ فِي الشُّرْبِ وَمُنَاوَلَتِهِ عَنِ الْيَمِينِ

(پانی یا شربت پلانا شروع کرنا داہنی طرف سے)

۹۶۔ عَنْ : أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ ؕ

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دودھ آیا جس میں کنوئیں کا پانی ملا ہوا تھا اور داہنی طرف آپ کے بدوی تھا اور بائیں طرف ابوبکر صدیقؓ تھے تو آپ نے پی کر اعرابی کو دیا اور کہا پہلے داہنی طرف والے کو دو پھر جو اُس سے ملا ہوا ہے پھر جو اس سے ملا ہوا ہے۔

ف : حالانکہ ابوبکر صدیقؓ اس بدوی سے درجے میں بہت زیادہ تھے مگر آپ نے پہلے داہنی طرف والوں کو دینا اچھا سمجھا ہر شے میں آپ داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے یہاں تک کہ وضو اور جوتا پہننے میں بھی۔

۹۷۔ عَنْ : سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ ؕ

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ آیا آپ نے پیا آپ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بوڑھے بوڑھے لوگ تھے آپ نے لڑکے سے فرمایا اگر تو اجازت دے تو پہلے میں ان لوگوں کو دے دوں (جو بائیں طرف تھے) لڑکے نے کہا نہیں قسم خدا کی یا رسول اللہ میں اپنا حصہ آپ کے جھوٹے (پس خوردہ) میں سے کسی کو دینا نہیں چاہتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اسی لڑکے کو دے دیا۔

۳۱۔ باب جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

(کھانے پینے کی مختلف احادیث کا بیان)

۹۸۔ عَنْ : أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوطلحہ (دوسرے شوہر تھے ام سلیم کے جو والدہ تھیں انس کی) نے ام سلیم سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کی آواز نہیں نکلتی تھی بھوک کی وجہ سے تو تیرے پاس کوئی چیز ہے کھانے کی ام سلیم نے کچھ روٹیاں جو کی نکالیں اور ایک

خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ
تَحْتَ يَدِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ
بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ
أَبُو طَلْحَةَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قَالَ
فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ
فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ
الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ
مَعَهُ حَتَّى دَخَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ
بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً
لَهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ
لِعَشَرَةٍ بِالدُّخُولِ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى
شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ
فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ
قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى
شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ
فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ
لِعَشَرَةٍ حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ
سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا ؁

کپڑے میں لپیٹ کر میری بغل میں دبا دیں اور کچھ
کپڑا مجھے اُڑھا دیا پھر مجھ کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس میں اس کو لے کر گیا آپ مسجد
میں بیٹھے ہوئے تھے اور اور لوگ بہت سے آپ
کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں کھڑا ہو رہا آپ
نے خود پوچھا کیا تجھ کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا
ہاں آپ نے فرمایا کھانے کے واسطے میں نے کہا
ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب ساتھیوں
کو فرمایا اٹھو سب اٹھ کر چلے میں سب کے آگے گیا اور
ابوطلحہ کو جا کر خبر کی ابوطلحہ نے ام سلیم سے کہا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ساتھ لئے ہوئے آتے ہیں
اور ہمارے پاس اسقدر کھانا نہیں ہے جو سب کو
کھلائیں ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب
جانتا ہے ابوطلحہ نکلے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
آ کر ملے یہاں تک کہ ابوطلحہ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم دونوں مل کر آئے آپ نے فرمایا اے
ام سلیم جو کچھ تیرے پاس ہو لے آ ام سلیم وہی روٹیاں
لے آئیں آپ نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرایا پھر ام سلیم
نے ایک کپی گھی کی اس پر نچوڑ دی وہ ملیدہ بن گیا
بعد اس کے جو اللہ جل جلالہٗ کو منظور تھا وہ آپ نے
ارشاد فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ انہوں
نے دس آدمیوں کو بلایا وہ سب کھا کر سیر ہو کر چلے گئے
پھر آپ نے فرمایا دس کو بلاؤ وہ بھی آئے اور سیر ہو کر چلے
گئے پھر آپ نے فرمایا دس کو اور بلاؤ وہ بھی آئے اور
کھا کر سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ نے فرمایا دس کو اور بلاؤ
وہ بھی آئے اور سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ نے فرمایا دس
کو اور بلاؤ یہاں تک کہ جتنے لوگ آئے ستر آدمی تھے یا
اسی سب سیر ہو گئے

ف: یعنی خندہ پیشانی سے اس سے ملے، مکان میں اتارے عمدہ کھانا ہو سکے تو کھلائے اس کا حال اچھی طرح سے پوچھے مہمان داری کا تین دن تک حق ہے آگے اگر کرے گا تو ثواب پائے گا۔

۱۰۲ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ فَخَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص راستہ میں جا رہا تھا اس کو بہت پیاس معلوم ہوئی ایک کنواں دیکھا اس میں اتر کر پانی پیا جب کنوئیں سے نکلا تو دیکھا ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے دل میں کہا کہ اس کتے کا بھی پیاس کے مارے وہی حال ہوگا جو میرا تھا پھر کنوئیں میں اتر کر اپنے موزے میں پانی بھرا اور منہ میں اس کو دبا کر اوپر چڑھا ف۱ اور کتے کو پانی پلایا اللہ جل جلالہٗ اس سے خوش ہو گیا اور اس کو بخش دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو جانوروں کے پانی پلانے میں بھی ثواب ہے آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہر جاندار جگر میں ثواب ہے ف۲

ف۱: کیونکہ کنواں ایسا ہوگا جس میں چڑھنا دشوار ہوگا اسوجہ سے موزہ ہاتھ میں نہ لا سکا منہ میں دبا لیا۔ ف۲: مسلمان ہو یا کافر آدمی ہو یا جانور راحت رسانی اور رحم اور مہربانی ایسی چیز ہے جو اللہ جل جلالہٗ کو نہایت پسند ہے وہ کبھی بیکار نہ ہو جائیگی مگر ان میں سے وہ جانور مستثنیٰ ہیں جو موذی ہوں یا واجب القتل جیسے سور سانپ وغیرہ۔

۱۰۳ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ قَالَ فِيهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذَلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ قَالَ فَكَانَ يُقَوِّتُنَاهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ وَلَمْ تُصِبْنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حَيْثُ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى السَّاحِلِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ ذَلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا ساحل دریا کی طرف اور ان پر حاکم کیا ابوعبیدہ بن الجراح کو اس لشکر میں تین سو آدمی تھے میں بھی ان میں شریک تھا راہ میں کھانا ہو چکا ابوعبیدہ نے حکم کیا کہ جس قدر کھانا باقی ہے اس کو اکٹھا کرو سب اکٹھا کیا گیا تو دو ظرف کھجور کے ہوئے ابوعبیدہ اس میں سے ہر روز ہم کو تھوڑا تھوڑا کھانا دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک کھجور ہمارے حصے میں آنے لگی پھر وہ بھی تمام ہو گیا وہب بن کیسان کہتے ہیں میں نے جابرؓ سے پوچھا ایک ایک کھجور میں تمہارا کیا ہوتا تھا انہوں نے کہا جب وہ بھی نہ رہی تو قدر معلوم ہوئی جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو ہم نے ایک مچھلی پڑی پائی پہاڑ کے برابر سارا لشکر اس سے اٹھارہ

فَحَسِبَهَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا وَلَمْ تُصِبْهُمَا ؕ

دن رات تک کھاتا رہا پھر ابوعبیدہ نے حکم کیا اس مچھلی کی ہڈیاں کھڑی کرنے کا دو ہڈیاں کھڑی کر کے رکھی گئیں تو ان کے نیچے سے اونٹ چلا گیا اور ان سے نہ لگا۔

ف : بخاری کی روایت میں ہے کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم نے آنحضرتؐ سے بیان کیا آپ نے فرمایا اللہ نے تمہیں دیا اس کو کھاؤ اور اگر کچھ تمہارے پاس باقی ہو تو مجھ کو بھی دو بعض لوگ کچھ گوشت اس میں کا لے کر آئے آپ نے اس کو تناول فرمایا۔

۱۰۴۔ عَنْ : جَدَّتِهٖ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدٰكُنَّ لِجَارَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا ؕ

ترجمہ : عمرو بن سعد بن معاذ کی دادی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! نہ ذلیل کرے کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو اگرچہ وہ ایک کھر جلا ہوا بکری کا بھیجے۔

ف : یعنی ہمسایہ جو حصہ بھیجے اسکو خوشی سے قبول کرے اور اگر وہ حقیر یا قلیل ہو تو اور عورتوں میں اس کو شرمندہ اور ذلیل نہ کرے۔

۱۰۵۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ نُهُوْا عَنْ أَكْلِ الشَّحْمِ فَبَاعُوْهُ وَأَكَلُوْا ثَمَنَهٗ ؕ

ترجمہ : عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تباہ کرے اللہ یہود کو حرام ہوا ان پر چربی کا کھانا تو انہوں نے اس کو بیچ کر اس کے دام کھالئے۔

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی نادرست ہے۔

۱۰۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُوْلُ يَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَيْكُمْ بِالْمَاءِ الْقَرَاحِ وَالْبَقْلِ الْبَرِّيِّ وَخُبْزِ الشَّعِيْرِ وَإِيَّاكُمْ وَخُبْزَ الْبُرِّ فَإِنَّكُمْ لَنْ تَقُوْمُوْا بِشُكْرِهٖ ؕ

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اے بنی اسرائیل تم پانی پیا کرو اور ساگ پات جو کی روٹی کھایا کرو اور گیہوں کی روٹی نہ کھاؤ اس کا شکر ادا نہ کر سکو گے۔

۱۰۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ فِيْهِ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُمَا فَقَالَا أَخْرَجَنَا الْجُوْعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَخْرَجَنِي الْجُوْعُ فَذَهَبُوْا إِلَى أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْأَنْصَارِيِّ فَأَمَرَ لَهُمْ بِشَعِيْرٍ عِنْدَهٗ يُعْمَلُ وَقَامَ يَذْبَحُ لَهُمْ شَاةً

ترجمہ : امام مالک کو پہنچا (مسلم اور اصحاب سنن نے اس کو متصلاً روایت کیا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں آئے وہاں ابوبکر صدیقؓ اور عمر بن خطابؓ کو پایا ان سے پوچھا تم کیسے آئے انہوں نے کہا بھوک کی وجہ سے آپ نے فرمایا میں بھی اسی سبب سے نکلا پھر تینوں آدمی ابوالہیثمؓ ابن تیہان انصاری کے پاس گئے۔ انہوں نے جو کی روٹی پکانے کا حکم کیا اور ایک بکری ذبح

وَاسْتَعْذَبَ لَهُمْ مَآءً فَعَلَّقَ فِي نَخْلَةٍ ثُمَّ أُتُوا بِذٰلِكَ الطَّعَامِ فَأَكَلُوا مِنْهُ فَشَرِبُوا مِنْ ذٰلِكَ الْمَآءِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ نَعِيمِ هٰذَا الْيَوْمِ ؕ

کرنے پر مستعد ہوئے آپ نے فرمایا دودھ والی کو چھوڑ دے انہوں نے دوسری بکری ذبح کی اور میٹھا پانی مشک میں بھر کر درخت سے لٹکا دیا (ٹھنڈا ہونے کو) پھر کھانا آیا تو سب نے کھایا اور وہی پانی پیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی نعیم (نعمت) ہے جس کے بارے میں پوچھے جاؤ گے تم اس (قیامت کے) روز۔

ف: یعنی اللہ جل جلالہ نے جو فرمایا ہے "ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ" تو نعیم سے مراد خدا کی نعمتیں ہیں جو دنیا میں عطا فرمائی ہیں بڑی نعمت ٹھنڈا پانی ہے اور شربت یا گوشت یا کھانا جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ ابوالہیثم نے گدری اور تازہ اور سوکھی کھجوریں پیش کیں۔

۱۰۸- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْكُلُ خُبْزًا بِسَمْنٍ فَدَعَا رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَتَّبِعُ بِاللُّقْمَةِ وَضَرَ الصَّحْفَةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ كَأَنَّكَ مُقْفِرٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَكَلْتُ سَمْنًا وَلَا رَأَيْتُ أَكْلًا بِهِ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عُمَرُ لَا آكُلُ السَّمْنَ حَتّٰى يَحْيَى النَّاسُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَحْيَوْنَ ؕ

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ روٹی گھی سے لگا کر کھا رہے تھے ایک بدو آیا آپ نے اس کو بلایا وہ بھی کھانے لگا اور روٹی کے ساتھ جو گھی کا میل کچیل پیالے میں لگ رہا تھا وہ بھی کھانے لگا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تو بڑا ندیدہ ہے (یعنے تجھ کو سالن میسر نہیں ہوا) اس نے کہا قسم خدا کی میں نے اتنی مدت سے گھی نہیں کھایا نہ اسکے ساتھ کھاتے دیکھا (اس وجہ سے کہ اُس زمانے میں ایک مدت سے قحط تھا لوگ تکلیف میں مبتلا تھے) حضرت عمرؓ نے کہا میں بھی گھی نہ کھاؤں گا جب تک کہ لوگوں کی حالت پہلے کی سی نہ ہو جائے (یعنے قحط جاتا رہے اور ارزانی ہو جائے)

۱۰۹- عَنْ: أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يُطْرَحُ لَهُ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ فَيَأْكُلُهَا حَتّٰى يَأْكُلَ حَشَفَهَا ؕ

ترجمہ: انس بن مالک نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عمرؓ کے سامنے ایک صاع کھجور کا ڈالا جاتا تھا وہ اسکو کھاتے تھے یہاں تک کہ خراب اور سوکھی کھجور بھی کھا لیتے تھے اور اس وقت آپ امیر المومنین تھے۔

۱۱۰- عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ جَرَادٍ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي قَفْعَةً فَأَكَلُ مِنْهُ ؕ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ پوچھے گئے ٹڈی کے بارے میں (یعنے حلال ہو یا حرام) تو کہا حضرت عمرؓ نے میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس ایک زنبیل ہوتی ٹڈیوں کی کہ میں اس کو کھایا کرتا۔

۱۱۱- عَنْ: حُمَيْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ خُثَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ فَأَتَاهُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى دَوَابَّ فَنَزَلُوا

ترجمہ: حمید بن مالک سے روایت ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا ابوہریرہؓ کے پاس ان کی زمین میں جو عقیق میں تھی ان کے پاس کچھ لوگ مدینہ کے آئے جانوروں پر سوار ہو کر وہاں اترے

له پھر تم سے اس (قیامت کے) روز ضرور نعمتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ ۱۲

عِنْدَهُ قَالَ حُمَيْدٌ فَقَالَ لِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذْهَبْ اِلٰى اُمِّيْ فَقُلْ لَهَا اِنَّ ابْنَكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اَطْعِمِيْنَا شَيْئًا قَالَ فَوَضَعَتْ لَهُ ثَلٰثَةَ اَقْرَاصٍ فِيْ صَحْفَةٍ وَشَيْئًا مِّنْ زَيْتٍ وَّمِلْحٍ ثُمَّ وَضَعَتْهَا عَلٰى رَاْسِيْ وَحَمَلْتُهَا اِلَيْهِمْ ثُمَّ وَضَعْتُهَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ كَبَّرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَعْدَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ طَعَامُنَا اِلَّا الْاَسْوَدَيْنِ اَلْمَاءُ وَالتَّمْرُ فَلَمْ يُصِبِ الْقَوْمُ مِنَ الطَّعَامِ شَيْئًا فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ لِيْ يَا ابْنَ اَخِيْ اَحْسِنْ اِلٰى غَنَمِكَ وَامْسَحِ الرُّغَامَ وَاَطِبْ مُرَاحَهَا وَصَلِّ فِيْ نَاحِيَتِهَا فَاِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُوْنُ الثُّلَّةُ مِنَ الْغَنَمِ اَحَبَّ اِلٰى صَاحِبِهَا مِنْ دَارِ مَرْوَانَ ۔

حمید نے کہا کہ ابوہریرہؓ نے مجھ سے کہا میری ماں کے پاس جاؤ اور میرا سلام ان سے کہو اور کہو کچھ کھانا ہم کو کھلاؤ حمید نے کہا (میں ان کی ماں کے پاس گیا) انھوں نے تین روٹیاں اور کچھ تیل زیتون کا اور کچھ نمک دیا اور میرے سر پر لا د دیا میں ابوہریرہؓ کے پاس لایا اور ان کے سامنے رکھ دیا ابوہریرہؓ نے دیکھ کر کہا اللہ اکبر اور کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو سیر کیا روٹی سے اس سے پہلے ہمارا یہ حال تھا کہ سوائے کھجور کے اور پانی کے کچھ میسر نہ تھا تو وہ کھانا ان لوگوں کو کافی نہ ہوا جب وہ چلے گئے تو ابوہریرہؓ نے مجھ سے کہا اے بیٹے میرے بھائی کے اچھی طرح رکھو بکریوں کو اور پونچھتا رہ ناک اُن کی اور صاف کر جگہ اُن کی اور نماز پڑھ اسی جگہ ایک کونے میں کیونکہ وہ بہشت کے جانوروں میں سے ہیں قسم خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ایک زمانہ قریب ہی ایسے لوگوں پر آئے گا کہ اُس وقت ایک چھوٹا سا گلہ بکریوں کا آدمی کو زیادہ پسند ہوگا مروان کے گھر سے ۔

ف مروان اس وقت میں حاکم تھا مدینہ کا اس کا گھر بہت بڑا ہوگا مطلب یہ ہے کہ بہ سبب فساد اور فتنوں کے جنگل میں ایک گوشہ عافیت شہر میں سلطنت کرنے سے بہتر ہوگا ۔

عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَّمَعَهُ رَبِيْبُهُ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ ۔

ترجمہ: ابونعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا آیا اور آپ کے ساتھ آپ کے ربیب عمر بن ابی سلمہ تھے (حضرت ام سلمہ کے بیٹے پہلے خاوند کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ اپنے سامنے سے کھا بسم اللہ کر کر۔

۱۱ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ اِنَّ لِيْ يَتِيْمًا وَّلَهُ اِبِلٌ فَاَشْرَبُ مِنْ لَّبَنِ اِبِلِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْ كُنْتَ تَبْغِيْ ضَالَّةَ اِبِلِهٖ وَتَهْنَاُ جَرْبَاهَا وَتَلُطُّ حَوْضَهَا وَتَسْقِيْهَا يَوْمَ وُرُوْدِهَا فَاشْرَبْ غَيْرَ مُضِرٍّ بِنَسْلٍ وَّلَا نَاهِكٍ فِي الْحَلَبِ ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سنا قاسم بن محمد کہتے تھے کہ ایک شخص آیا عبداللہ بن عباسؓ کے پاس اور کہا میرے پاس ایک یتیم لڑکا ہے اس کے اونٹ ہیں کیا میں دودھ ان کا پیوں ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تو اس کے گمے ہوئے اونٹ ڈھونڈتا ہے اور خارشی اونٹ میں دوا لگاتا ہے اور ان کا حوض لیپتا پوتتا ہے اور ان کو پانی کے دن پانی پلاتا ہے (مطلب یہ ہے کہ محنت کرتا ہے اور اونٹوں کی خبرگیری رکھتا ہے) تو دودھ اُن کا پی مگر نہ اس طرح کہ بچّے کے لئے نہ بچے (یعنے سب دودھ نچوڑ کر بچہ بھوکا رہ جائے) اور نسل کو ضرر پہنچے یا اس اونٹنی کو ضرر پہنچے (مثلاً خوب زور سے دوہے)

۱۲ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْتٰى

ترجمہ: عروہ بن الزبیر کے سامنے جب کوئی کھانے پینے کی

فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا الآیہ یعنے اڑا لئے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگی میں اور خوب فائدے اٹھائے تو آج کے دن چکھو ذلت کا عذاب آخر آیت تک۔

۴۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لُبْسِ الْخَاتَمِ (انگوٹھی پہننے کا بیان)

۱۱۷۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَبَذَهٗ وَقَالَ لَا اَلْبَسُهٗ اَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک انگوٹھی سونے کی پہنا کرتے تھے ایک دن آپ نے کھڑے ہو کر اسے پھینک دیا اور فرمایا اب کبھی اس کو نہ پہنوں گا لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

ف: صحیحین میں ہے کہ پھر آپ نے انگوٹھی چاندی کی بنائی لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی بعد آپ کی وفات کے حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہی پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہی پھر ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے پاس ان کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر پڑی ہر چند تلاش کرایا مگر پتہ نہ لگا۔

۱۱۸۔ عَنْ: صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ لُبْسِ الْخَاتَمِ فَقَالَ الْبَسْهُ وَاَخْبِرِ النَّاسَ اَنِّيْ اَفْتَيْتُكَ بِلُبْسِهٖ۔

ترجمہ: صدقہ بن یسار نے سعید بن المسیبؓ سے پوچھا انگوٹھی پہننے کی بابت انہوں نے کہا پہن اور لوگوں سے کہہ دے میں نے تجھے پہننے کو کہا ہے۔

۴۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَزْعِ الْمَعَالِيْقِ وَالْجَرَسِ مِنَ الْعُنُقِ

(جانوروں کے گلے سے پٹے اور گھنٹے نکال لینے کا بیان)

۱۱۹۔ عَنْ: عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ اَنَّ اَبَا بَشِيْرٍ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ قَالَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ وَالنَّاسُ فِيْ مَقِيْلِهِمْ لَا تُبْقَيَنَّ فِيْ رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ اَوْ قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ۔

ترجمہ: عبّاد بن تمیم سے روایت ہے کہ ابو بشیر انصاری نے خبر دی ان کو کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی سفر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ سے کہلا بھیجا اور لوگ سو رہے تھے کہ نہ باقی رہے کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا یا کوئی گنڈا مگر یہ کہ کاٹ ڈالا جائے۔ ف

کہا یحییٰ نے سنا میں نے مالک کو یہ کہتے ہوئے کہ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ یہ گنڈا نظر کے واسطے باندھتے تھے۔

ف: گنڈا کاٹنا اس واسطے فرمایا کہ اس میں گھنٹا باندھتے تھے اور گھنٹا رکھنا اچھا نہیں ہے اس واسطے کہ دوڑنے میں یا پڑنے میں کہیں اٹک نہ جائے یا اس کی آواز سے دشمن مطلع ہو جائے اور اپنا بچاؤ کر لے یا وہ لوگ نظر نہ لگنے کے واسطے گنڈا باندھتے

تھے جیسے ہندوستان میں عام لوگ نیلا گنڈا جانور کے گلے میں اسی خیال سے باندھتے ہیں۔

۲۵۔ بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْعَيْنِ (جس کو نظر لگ جائے اس کو وضو کرانے کا بیان)

۱۲۰۔ عَنْ: أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ اغْتَسَلَ أَبِي سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ بِالْخَرَّارِ فَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ يَنْظُرُ قَالَ وَكَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أَبْيَضَ حَسَنَ الْجِلْدِ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ عَذْرَاءَ فَوُعِكَ سَهْلٌ مَكَانَهُ وَاشْتَدَّ وَعْكُهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَ أَنَّ سَهْلًا وُعِكَ وَأَنَّهُ غَيْرُ رَائِحٍ مَعَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِ عَامِرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَلَا بَرَّكْتَ عَلَيْهِ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّأْ لَهُ فَتَوَضَّأَ لَهُ عَامِرٌ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ۔

ترجمہ: ابوامامہ بن سہل بن حُنیف (یعنی اسعد) کہتے تھے میرے باپ نے غسل کیا خرار (ایک مقام ہے قریب جحفہ کے) میں تو انھوں نے اپنا جبہ اتارا اور عامر بن ربیعہ دیکھ رہے تھے اور سہل میرے باپ خوش رنگ تھے عامر بن ربیعہ نے دیکھ کر کہا میں نے تو آج کا سا کوئی آدمی نہیں دیکھا اور نہ کسی بکر (کنواری) عورت کا پوست اسی وقت سہل کو بخار آنے لگا اور سخت بخار آیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص آیا اور بیان کیا کہ سہل کو بخار آگیا ہے اب وہ آپ کے ساتھ نہ جائیں گے یا رسول اللہ! تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سہل کے پاس آئے سہل نے عامر بن ربیعہ کا کہنا بیان کیا آپ نے سنکر فرمایا کیا مار ڈالے گا ایک تم میں سے اپنے بھائی کو (اور عامر کو کہا) کیوں تو نے بارک اللہ نہیں کہا (یعنی برکت دے اللہ جل جلالہٗ یا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ جیسے دوسری روایت میں ہے) نظر لگنا سچ ہے سہل کے لئے وضو کر۔ پھر عامر نے سہل کے واسطے وضو کیا (دوسری حدیث میں اس کا بیان آتا ہے) بعد اس کے سہل اچھے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے۔

۱۲۱۔ عَنْ: أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَى عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ فَلُبِطَ سَهْلٌ مَكَانَهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَاللّٰهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَالَ هَلْ تَتَّهِمُوْنَ لَهُ أَحَدًا فَقَالُوْا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَلَا بَرَّكْتَ

ترجمہ: ابوامامہ بن سہل بن حُنیف (یعنی اسعد) سے روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ نے سہل بن حُنیف کو نہاتے ہوئے دیکھ لیا تو کہا میں نے آج کا سا کوئی آدمی نہیں دیکھا نہ کسی پردہ نشین (بالکل باہر نہ نکلنے والی) عورت کی ایسی کھال دیکھی یہ کہتے ہی سہل اپنی جگہ سے بیمار ہو کر گر پڑے لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ آپ کچھ سہل بن حُنیف کی خبر بھی لیتے ہیں قسم خدا کی وہ اپنا سر بھی نہیں اٹھاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری دانست میں کس نے اس کو نظر لگائی انھوں نے کہا عامر بن ربیعہ

اغْتَسِلْ لَهُ فَغَسَلَ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ ❊

نے آپ نے عامر بن ربیعہ کو بلایا اور اس پر غصے ہوئے اور فرمایا کیوں قتل کرتا ہے ایک تم میں سے اپنے بھائی کو تو نے بارک اللہ کیوں نہ کہا اب غسل کر اس کے واسطے عامر نے اپنے منہ اور ہاتھ اور کہنیاں اور گھٹنے اور پاؤں کے کنارے اور تہبند کے نیچے کا بدن پانی سے دھو کر اس پانی کو ایک برتن میں جمع کیا وہ پانی سہل پر ڈالا گیا سہل اچھے ہو گئے اور لوگوں کے ساتھ چلے۔

۳۶-بَابُ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ (نظر کے منتر کا بیان)

۱۲۲- عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ قَالَ دُخِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَيْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِحَاضِنَتِهِمَا مَا لِي أَرَاهُمَا ضَارِعَيْنِ فَقَالَتْ حَاضِنَتُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ تَسْرَعُ إِلَيْهِمَا الْعَيْنُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا أَنْ نَسْتَرْقِيَ لَهُمَا إِلَّا أَنَّا لَا نَدْرِي مَا يُوَافِقُكَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَرْقُوا لَهُمَا فَإِنَّهُ لَوْ سَبَقَ شَيْءٌ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ ❊

ترجمہ: حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ جعفر بن ابی طالب کے دو لڑکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے اُن کی دایہ سے کہا کیا سبب ہے کہ یہ لڑکے دُبلے ہیں وہ بولی یا رسول اللہ ان کو نظر لگ جاتی ہے اور ہم نے منتر اس واسطے نہ کیا کہ معلوم نہیں آپ ان کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا منتر کرو ان کے واسطے کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھتی تو نظر بڑھتی۔

ف: لیکن کوئی چیز یہاں تک کہ نظر بھی تقدیر سے بیشتر نہیں ہو سکتی ہوتا وہی ہے جو قسمت میں ہوتا لیکن تعویذ و دعا میں کچھ قباحت نہیں ہے اسی طرح منتر وغیرہ میں بشرطیکہ اس میں کوئی لفظ خلافِ شرع نہ ہو۔

۱۲۳- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ يَبْكِي فَذَكَرُوا أَنَّ بِهِ الْعَيْنَ قَالَ عُرْوَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَسْتَرْقُونَ لَهُ مِنَ الْعَيْنِ ❊

ترجمہ: عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی ام سلمہ کے مکان میں گئے اور گھر میں ایک لڑکا رو رہا تھا لوگوں نے کہا اسکو نظر لگ گئی ہے آپ نے فرمایا منتر کیوں نہیں کرتے اس کے لئے۔

۳۷-بَابُ مَا جَاءَ فِي أَجْرِ الْمَرِيضِ (بیمار کے ثواب کا بیان)

۱۲۴- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ مَلَكَيْنِ فَقَالَ انْظُرَا مَاذَا يَقُولُ

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھتے رہو

لِعُوَّادِهٖ فَاِنْ هُوَ اِذَا جَاءُوْهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ رَفَعَا ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ اَعْلَمُ فَيَقُوْلُ لِعَبْدِيْ عَلَيَّ اِنْ اَنَا تَوَفَّيْتُهٗ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ اَنَا شَفَيْتُهٗ اَنْ اُبْدِلَ لَهٗ لَحْمًا خَيْرًا مِّنْ لَحْمِهٖ وَدَمًا خَيْرًا مِّنْ دَمِهٖ وَاَنْ اُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ ؏

وہ کیا کہتا ہے اُن لوگوں سے جو اسکی بیمارپرسی کو آتے ہیں اگر وہ اُن کے سامنے اللہ جل جلالہٗ کی تعریف اور ثنا کرتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اللہ جل جلالہٗ کے پاس اور وہ خوب جانتا ہے مگر پوچھتا ہے بعد اس کے فرماتا ہے اگر میں اپنے بندے کو اپنے پاس بلالوں گا تو اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو شفا دوں گا تو پہلے سے اس کو گوشت اور خون عنایت کروں گا اور اسکے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

۱۲۵ عَنْ: عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ حَتّٰى الشَّوْكَةِ اِلَّا قُصَّ بِهَا اَوْ كُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ لَا يَدْرِيْ يَزِيْدُ اَيَّتُهُمَا قَالَ عُرْوَةُ ؏

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کو کوئی رنج یا مصیبت لاحق نہیں ہوتی مگر یہ کہ اسکے گناہ (صغیرہ) معاف کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ کانٹا بھی اگر لگے تو اسکے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ یزید نے کہا مجھے یہ یاد نہیں کہ عروہ نے قص اور کفر میں سے کونسا لفظ استعمال کیا تھا۔

۱۲۶ عَنْ: اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ ؏

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ جل جلالہٗ بہتری کرنا چاہتا ہے اس پر مصیبتیں ڈالتا ہے۔

۱۲۷ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ هَنِيْئًا لَّهٗ مَاتَ وَلَمْ يُبْتَلَ بِمَرَضٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ يُّكَفِّرُ بِهٖ عَنْهُ مِنْ سَيِّاٰتِهٖ ؏

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص مرگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص بولا واہ کیا اچھی موت ہوئی نہ کوئی بیماری ہوئی نہ کچھ۔ آپ نے فرمایا بھلا یہ کیا کہتا ہے تجھے کیا معلوم ہے کہ اگر جل جلالہٗ اسکو کسی بیماری میں مبتلا کرتا تو اسکے گناہوں کو معاف کرتا۔

۳۸ بَابُ التَّعَوُّذِ وَالرُّقْيَةِ مِنَ الْمَرَضِ (بیماری میں تعویذ منتر کرنے کا بیان)

۱۲۸ عَنْ: عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُثْمَانُ وَبِيْ وَجَعٌ قَدْ كَانَ يُهْلِكُنِيْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحْهُ بِيَمِيْنِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّقُلْ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ

ترجمہ: عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان کے ایسا درد ہوتا تھا جس سے قریب ہلاکت کے تھے آپ نے فرمایا داہنا ہاتھ اپنے درد کے مقام پر سات بار پھیر اور کہہ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ

مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِيْ فَلَمْ اَزَلْ اٰمُرُ بِهٖ اَهْلِيْ وَغَيْرَهُمْ ؕ

عثمانؓ کہتے ہیں میں نے یہی کہا اللہ نے میرا درد دور کر دیا پھر میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور دوسرے لوگوں کو اس کا حکم دیا کرتا۔

۱۲۹۔ عَنْ : عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ قَالَتْ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ اَنَا اَقْرَأُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَمِيْنِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا ؕ

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے حضرت عائشہ نے کہا کہ جب آپ بہت بیمار ہوئے تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آپ کا داہنا ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر پھیرتی برکت کے واسطے۔

ف: حضرت عائشہؓ اپنا ہاتھ نہ پھیرتیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پھیرتیں تا کہ برکت زیادہ ہو اور جلد صحت ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ آپ کے سینے پر ہاتھ پھیر رہی تھیں اور صحت کی دعا کر رہی تھیں اسی اثنا میں آپ کو افاقہ ہوا آپ نے فرمایا نہیں میں اللہ جل جلالہٗ سے چاہتا ہوں رفیق اعلیٰ سے ملنا یعنی اور انبیاء کی ارواح سے ملاقات کرنا۔

۱۳۰۔ عَنْ : عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ تَشْتَكِيْ وَيَهُوْدِيَّةٌ تَرْقِيْهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَرْقِيْهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ: عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ گئے حضرت عائشہؓ کے پاس وہ بیمار تھیں اور ایک یہودی عورت ان پر پڑھ کر پھونک رہی تھی حضرت ابوبکرؓ نے کہا کلام اللہ پڑھ کر پھونک توریت یا قرآن)

ف: اس اثر سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ رقیہ (منتر) غیر کتاب اللہ کے ساتھ ناجائز ہے بلکہ جواز رقیہ (منتر) کا ساتھ غیر کتاب اللہ کے حدیث صحیحین سے ثابت ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اجماع کیا ہے علماء نے جواز رقی (منتر) پر جبکہ تین شرطیں جمع ہوں اول یہ کہ رقیہ کلام اللہ یا اسماء یا صفات خدا کے ساتھ کیا جائے دوئم یہ کہ زبان عربی میں ہو یا ایسی زبان میں کہ اسکے معنے معلوم ہوں سوئم یہ کہ اس بات کا اعتقاد کیا جائے کہ رقیہ بذات خود مؤثر نہیں ہے بلکہ اللہ کی تقدیر سے اثر کرتا ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اس شروط کے ہوتے میں اور ارجح یہ ہے کہ شروط مذکورہ کا اعتبار ضروری ہے انتہیٰ یہاں سے معلوم ہوا کہ رقیہ (منتر) غیر کلام اللہ و اسماء و صفات الٰہی کے ساتھ جائز نہیں ہے واللہ اعلم۔

۳۹۔ بَابُ تَعَالُجِ الْمَرِيْضِ (بیمار کے علاج کا بیان)

۱۳۱۔ عَنْ : زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلًا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابَهٗ جُرْحٌ فَاحْتَقَنَ الْجُرْحُ الدَّمَ وَاَنَّ الرَّجُلَ دَعَا رَجُلَيْنِ

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زخم لگا اور خون وہاں آ کر بھر گیا تو اس شخص نے دو شخصوں کو بلایا بنی انمار میں

لہ جو تکلیف مجھ کو پہنچی میں اس سے خدا کی عزت اور قدرت کی پناہ مانگتا ہوں ۱۲

مِنْ بَنِيْ اَنْمَارٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَزَعَمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمَا اَيُّكُمَا اَطَبُّ فَقَالَا اَوَفِي الطِّبِّ خَيْرٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَزَعَمَ زَيْدٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِيْ اَنْزَلَ الْاَدْوَاءَ ؏

سے ان دونوں نے آکر دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا کہ تم دونوں میں سے کون طب زیادہ جانتا ہے وہ بولے یا رسول اللہ طب میں بھی کچھ فائدہ ہے آپ نے فرمایا دوا بھی اسی نے آتاری ہے جس نے بیماری آتاری ہے۔

۱۳۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ سَعْدَ بْنَ زُرَارَةَ اكْتَوٰى فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الذُّبْحَةِ فَمَاتَ ؏

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعد بن زرارہ نے داغ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خناق[1] کی بیماری میں تو مر گئے۔

۱۳۳۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اكْتَوٰى مِنَ اللَّقْوَةِ وَرُقِيَ مِنَ الْعَقْرَبِ ؏

ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے داغ لیا لقوہ میں اور منتر کیا بچھو کا۔

ف: لقوہ ایک مرض ہے جو چہرے پر ہوتا ہے اُس سے منہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔

۴۰۔ بَابُ الْغُسْلِ بِالْمَاءِ مِنَ الْحُمّٰى (بخار میں پانی سے غسل کرنا)

۱۳۴۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ كَانَتْ اِذَا اُتِيَتْ بِالْمَرْاَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ لَهَا اَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ اَنْ تُبْرِدَهَا بِالْمَاءِ ؏

ترجمہ: فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر کے پاس جب کوئی عورت آتی جو بخار میں مبتلا ہوتی تو پانی منگا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حکم دیتے تھے بخار کو ٹھنڈا کرنے کا پانی سے۔

۱۳۵۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ ؏

ترجمہ: عروہ بن الزبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار جہنم کا جوش ہے اس کو ٹھنڈا کرو پانی سے۔

۴۱۔ بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالطِّيَرَةِ (بیمار پرسی اور فالِ بد کا بیان)

۱۳۶۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمَرِيْضَ خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ حَتّٰى اِذَا قَعَدَ عِنْدَهٗ قَرَّتْ فِيْهِ اَوْ نَحْوَ هٰذَا ؏

ترجمہ: جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے بیمار کو دیکھنے جاتا ہے تو گھس جاتا ہے پروردگار کی رحمت میں پھر جب وہاں بیٹھتا ہے تو وہ رحمت اُس شخص کے

[1] خناق (عربی میں ذُبحۃ) ایک قسم کے حلق کے درد کو کہتے ہیں ۱۲ منہ

اندر بیٹھ جاتی ہے یا شل اس کے کچھ فرمایا۔

۱۳۷۔ عَنْ ابْنِ عَطِيَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَ وَلَا صَفَرَ وَلَا يَحُلُّ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ وَلْيَحْلُلِ الْمُصِحُّ حَيْثُ شَاءَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ اَذًى ۔

ترجمہ: ابن عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے عدوٰی یعنے چھوت ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا) اور نہ ہام (اُلّو جس کو لوگ منحوس سمجھتے ہیں یا مُردے کی رُوح جانور کی شکل) اور نہ صفر کا مہینہ (جسکو لوگ منحوس جانتے ہیں تیرہ تیزی میں کوئی کام کرنا بہتر نہیں جانتے) لیکن بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس نہ اُتارا جائے البتہ جس شخص کا اونٹ اچھا ہو اسکو اختیار ہے جہاں چاہے اترے لوگوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مرض سے نفرت ہوتی ہے یا تکلیف ہوتی ہے۔

ف: بخاری کی روایت میں ہے اور نہ شگون بد اور نہ دیو بھوت جنگل کا۔ کفار عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ بیماری کو یہ طاقت ہے کہ وہ خود دوسرے آدمی کو جاتی ہے سو آپ نے فرمایا یہ خیال غلط ہے اور یہ بھی گمان تھا کہ اُلّو کسی کے مکان پر بیٹھے تو وہ گھر اُجاڑ ہو جائے گا یا صفر کے مہینے میں کوئی کام کرے تو اس میں بہتری نہ ہو گی یا جنگل میں دیو بھوت رنگ برنگ کی شکلیں بناتے ہیں اور لوگوں کو راہ بھلا دیتے ہیں اور ضرر پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں یہ سب خیالات شرع میں لغو اور غلط کئے گئے کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا بغیر خدا کے حکم کے کوئی نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان دے سکتا ہے۔ ف: یعنی آپ خود فرماتے ہیں کہ اسلام میں عدوٰی (چھوت) نہیں ہے ایک کا مرض دوسرے کو نہیں لگتا پھر بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں کے پاس اتارنے سے کیوں منع کرتے ہیں۔ ف: میں اسواسطے منع نہیں کرتا کہ ایک کا مرض دوسرے کو لگ جائے کیونکہ یہ خیال غلط ہے بلکہ ف: اسی واسطے آپ نے جذامی سے دُور رہنے کو فرمایا تا کہ ایذا اور تکلیف نہ ہو نہ کہ اس وجہ سے کہ جذام اس کا اس کو لگ جائے گا آپ نے خود ایک بار جذامی کو ساتھ کھانا کھلایا اور فرمایا کل بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ[1]

۴۲۔ بَابُ السُّنَّةِ فِي الشَّعْرِ (بالوں کا بیان)

۱۳۸۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحٰى ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا مونچھوں کے مونڈنے کا ف اور ڈاڑھیوں کے چھوڑ دینے کا ف

ف: یعنی ان بالوں کا جو ہونٹ سے لگے ہیں یا ساری مونچھوں کا علماء کا اس میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک کترنا افضل ہے بعضوں کے نزدیک مونڈنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کترتے تھے جیسا ترمذی نے روایت کیا ہے ابن عباسؓ سے صحابہ بعض کترتے تھے بعض مونڈتے تھے۔ ف: ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھیاں ایک مٹھی کے برابر رکھتے تھے اور اس سے زیادہ کتر ڈالتے تھے۔ امام مالک سے سوال ہوا کہ اگر ڈاڑھی لمبی ہو جائے انہوں نے کہا

---

[1] کھا اللہ کا نام لے کر بھروسہ کر کے اللہ پر اور توکل کر کے اسی پر ۱۲ منہ

کرنی چاہیئے۔ ترمذی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ریش مبارک میں سے کتر لیا کرتے تھے طول و عرض سے تاکہ گول ہو جائے۔

۱۳۹۔ عَنْ: حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ ۔

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے معاویہ بن ابو سفیان سے سنا جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے انہوں نے ایک بالوں کا چٹلا اپنے خادم کے ہاتھ سے لیا اور کہتے تھے کہ اے مدینہ والو کہاں ہیں علماء تمہارے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے تھے اس سے اور فرماتے تھے کہ تباہ ہوئے بنی اسرائیل جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔

ف: دوسری حدیث میں ہے کہ لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اُس عورت پر جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑے اور اس عورت پر جو اپنے بالوں سے اور بال جڑوالے اور اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گدوالے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے۔

۱۴۰۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ سَدَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ مَا شَاءَ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ ۔

ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بال پیشانی کی طرف لٹکاتے رہے ایک مدت تک بعد اسکے مانگ نکالنے لگے۔

ف: اہل کتاب بھی بال پیشانی کی طرف موڑا کرتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی پہلے ایسا ہی کرتے تھے بعد اس کے آپ نے یہ امر چھوڑ دیا اور بالوں کے دو حصے کرکے مانگ نکالنا شروع کیا۔

۱۴۱۔ کہا مالک نے اپنی بہو یا ساس کے بال دیکھنے میں کچھ قباحت نہیں۔

۱۴۲۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْإِخْصَاءَ وَيَقُولُ فِيهِ تَمَامُ الْخَلْقِ ۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ مکروہ جانتے تھے خصی کرنے کو اور کہتے تھے کہ خصیے رکھنے میں پیدائش کو پورا کرنا ہے۔

ف: یعنی خصیے بھی ایک عضو ہے اللہ کی پیدائش میں سے اس کے کاٹنے میں نقص ہے خلق الٰہی کا۔

۱۴۳۔ عَنْ: صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ إِذَا اتَّقَى وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ ۔

ترجمہ: صفوان بن سلیم کو پہنچا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کا پالنے والا خواہ یتیم کا عزیز ہو یا غیر بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں جب پرہیزگاری کرے اور آنحضرتؐ نے اشارہ کیا کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف۔

ف: یعنی یتیم کی پرورش کرنے والے اور اس کے مال کی حفاظت کرنے والے کا بہشت میں اتنا درجہ ہے کہ میرے درجے سے ایسا اتصال ہے جیسے آپس میں ان دو انگلیوں کو۔

۲۳۔ باب اِصْلَاحِ الشَّعْرِ (بالوں میں کنگھی کرنے کا بیان)

۱۴۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ بْنَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِيْ جُمَّةً فَاُرَجِّلُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَكْرِمْهَا فَكَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ لِمَا قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكْرِمْهَا ۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابوقتادہ انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرے بال کندھوں تک ہیں میں ان میں کنگھی کروں آپ نے فرمایا ہاں کنگھی کر اور بالوں کی عزت کر ابوقتادہ کبھی کبھی ایک دن میں دوبار تیل ڈالتے اسوجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بالوں کی عزت کر۔

۱۴۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّاْسِ وَاللِّحْيَةِ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اَنِ اخْرُجْ كَاَنَّهٗ يَعْنِيْ اِصْلَاحَ شَعْرِ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ فَفَعَلَ الرَّجُلُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدُكُمْ ثَائِرَ الرَّاْسِ كَاَنَّهٗ شَيْطَانٌ ۔

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص جس کے بال سر اور ڈاڑھی کے پریشان تھے آیا آپ نے اسکو اشارہ کیا یعنے مسجد سے باہر جا اور بالوں کو درست کر کے آ۔ وہ شخص درست کر کے پھر آیا آپ نے فرمایا کیا یہ اچھا نہیں اس صورت سے کہ آئے کوئی تم میں سے پریشان سر جیسے شیطان۔

۲۴۔ باب مَا جَاءَ فِي صَبْغِ الشَّعْرِ (بالوں کے رنگنے کے بیان میں)

۱۴۶۔ عَنِ ابْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَ وَكَانَ جَلِيْسًا لَّهُمْ وَكَانَ اَبْيَضَ الرَّاْسِ وَاللِّحْيَةِ قَالَ فَغَدَا عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَّقَدْ حَمَّرَهُمَا قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ هٰذَا اَحْسَنُ قَالَ اِنَّ اُمِّيْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلَيَّ الْبَارِحَةَ جَارِيَتَهَا نُخَيْلَةَ فَاَقْسَمَتْ عَلَيَّ لَاَصْبُغَنَّ وَاَخْبَرَتْنِيْ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ كَانَ يَصْبُغُ ۔

ترجمہ: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسود ان کا ہم صحبت تھا اور اس کے سر اور ڈاڑھی کے بال سب سفید تھے ایک روز صبح کو آیا اپنے بالوں پر سرخ خضاب لگا کر تو لوگوں نے کہا یہ اچھا ہے وہ بولا میری ماں حضرت عائشہؓ نے کہلا بھیجا نخیلہ اپنی لونڈی کے ہاتھ قسم دے کر کہ تو اپنے بالوں پر خضاب لگا اور بیان کیا کہ ابوبکر صدیقؓ بھی خضاب لگایا کرتے تھے۔

۱۴۷ کہا مالک نے سیاہ خضاب میں مَیں نے کوئی حدیث نہیں سُنی اور سوائے سیاہ کے اور کوئی رنگ بہتر ہے اور خضاب نہ کرنا بہت بہتر ہے اگر خدا چاہے اور لوگوں پر اس بارے میں کچھ تنگی نہیں ہے ۔ ف : مگر مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے ابو قحافہ (ابو بکرؓ) کے ذکر میں مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غَیِّرُوْا ھٰذَا الشَّیْبَ وَاجْتَنِبُوْا فِیْهِ السَّوَادَ ۔ اور امام احمد نے بھی اس حدیث کو مسند میں روایت کیا ہے اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَکُوْنُ قَوْمٌ یَّخْضِبُوْنَ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا یُرِیْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ۔ پس حق اس باب میں یہ ہے کہ خضاب سیاہ حرام ہے اور سوائے سیاہ کے اور خضاب مندوب و مامور بہ ہے وَالتَّفْصِیْلُ فِیْ ھِدَایَةِ السَّائِلِ اِلٰی اَدِلَّةِ الْمَسَائِلِ ۔ کہا مالک نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا اگر لگایا ہوتا تو حضرت عائشہؓ عبد الرحمٰنؓ کے پاس یہی کہلا بھیجتیں ۔ ف : ابن عمرؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زرد خضاب کیا کرتے تھے ابو رمثہؓ نے روایت کیا کہ آپ نے خضاب کیا مہندی کا اور ابو ہریرہؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے ۔ (زرقانی)

۴۵ ۔ بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهٖ مِنَ التَّعَوُّذِ عِنْدَ النَّوْمِ

(سوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان)

۱۴۹ ۔ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُرَوَّعُ فِیْ مَنَامِیْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ ؛

ترجمہ : خالد بن الولید نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ میں ڈرتا ہوں سوتے میں آپ نے فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کر اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے پورے کلمات سے اسکے غصے اور عذاب سے اور اسکے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور شیطانوں کے میرے پاس آنے سے ۔

۱۵۰ ۔ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰی عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ یَطْلُبُهٗ بِشُعْلَةٍ مِّنْ نَّارٍ کُلَّمَا الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِیْلُ اَفَلَا اُعَلِّمُكَ کَلِمَاتٍ تَقُوْلُهُنَّ

ترجمہ : یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جس رات معراج ہوئی ایک دیو نظر آیا گویا اسکے ایک ہاتھ میں شعلہ تھا آگ کا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرتے تو اس کو دیکھتے آپ کی طرف چلا آتا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا میں آپ کو

لہ ان سفید بالوں (کے رنگ) کو بدل دو لیکن کالا کرنے سے بچو ۱۲ ص ۔ لہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے آخر زمانے میں جو کالا خضاب کریں گے جیسے کبوتر کا پوٹہ ہوتا ہے وہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھیں گے لہ اور تفصیل ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل نامی کتاب میں ملاحظہ ہو ۱۲۔

۴۶-باب مَا جَاءَ فِي الْمُتَحَابِّينَ فِي اللهِ

(خدا کے واسطے دوستی رکھنے والوں کا بیان)

۱۵۳- عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ لِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي ؛

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماوے گا دن قیامت کے دن کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو آپس میں دوستی رکھتے تھے میری بزرگی کے واسطے آج کے دن میں ان کو سائے میں رکھوں گا یہ وہ دن ہے جس دن کہیں سایہ نہیں سوائے میرے سائے کے۔

۱۵۴- عَنْ: أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ ؛

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اسکے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (یعنے قیامت میں) ایکؑ تو منصف حاکم دوسؔرے وہ جوان جو جوانی کی امنگ ہی سے خدا کی بندگی میں مشغول ہو تیسؔرے وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہے جبکہ نکلے پھر آنے تک (یعنی نکلنے سے داخل ہونے تک) چوتھے وہ دؔو مرد جو خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں تو اسی پر اور جدا ہوتے ہیں تو اسی پر پانچویںؔ وہ مرد جس نے خدا کو یاد کیا تنہائی میں دونوں آنکھوں سے اسکی آنسو بہہ نکلے چھٹے وہ مرد جس کو شریف خوبصورت عورت نے بدفعل کے لئے بلایا وہ بولا مجھے خوف ہے اللہ کا جو پالنے والا ہے سارے جہان کا، ساتویںؔ وہ مرد جس نے خیرات کی چھپا کر یہاں تک کہ جو داہنے ہاتھ سے دیا بائیں ہاتھ کو اسکی خبر نہیں ہوئی۔

۱۵۵- عَنْ: أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللهُ الْعَبْدَ قَالَ لِجِبْرِيلَ يَا جِبْرِيلُ قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ أَنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يَضَعُ لَهُ الْقَبُولَ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ اللهُ الْعَبْدَ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ؛

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبرئیل کو اور یہ فرماتا ہے کہ بیشک خدا نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو جبرئیل اس سے محبت رکھتا ہے پھر پکار دیتا ہے جبرئیلؑ آسمان والوں میں یعنے فرشتوں میں کہ بیشک خدا نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اسکو دوست

رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنے زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں اور جب خدا کسی بندہ سے ناراض و غصہ ہوتا ہے (تو بھی اسی طرح کرتا ہے یعنی اس کا الٹ)۔

ف: یعنی خدا جس بندے کی محبت ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس کو آسمان وزمین میں مشہور کر دیتا ہے تاکہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کیا کریں اور زمین کے لوگ اس کے واسطے نیک دعا کریں اس سے محبت رکھیں اس کی تعریفیں کریں اس کی نیک راہ پر چلیں یہی سبب ہے کہ اولیاء اللہ سے اکثر لوگ محبت رکھتے ہیں لیکن ایسی محبت بھی اچھی نہیں کہ جاہل عوام لوگ کہتے ہیں کہ ان کو نفع اور نقصان کا مختار جان کر ان کو خدائی میں شریک کرتے ہیں یہ محبت نہیں یہ حقیقت میں ان سے عداوت ہے۔

۵۶۔ کہا مالک نے میرا خیال ہے کہ بغض وخدا کی ناراضگی میں بھی حضرت نے ایسا ہی فرمایا ہے (یعنی آخری جملہ کے آگے بھی اسی قسم کا مضمون فرمایا ہوگا صرف محبت کے بجائے غصہ کا لفظ فرمایا ہوگا)

۱۵۷۔ عَنْ: اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَاِذَا فَتًی شَابٌّ بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهٗ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ اَسْنَدُوْا اِلَيْهِ وَصَدَرُوْا عَنْ قَوْلِهٖ فَسَاَلْتُ عَنْهُ فَقِيْلَ لِیْ هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُهٗ قَدْ سَبَقَنِیْ بِالتَّهْجِيْرِ وَوَجَدْتُهٗ يُصَلِّیْ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰی قَضٰی صَلٰوتَهٗ ثُمَّ جِئْتُهٗ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ فِی اللّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ آللّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ فَقُلْتُ آللّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ فَقُلْتُ آللّٰهِ قَالَ فَاَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِیْ فَجَبَذَنِیْ اِلَيْهِ وَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِیَّ۔

ترجمہ: ابو ادریس خولانی سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں دمشق کی مسجد میں گیا وہاں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو سفید دندان تھا اس کے ساتھ والے لوگ جب کسی بات میں اختلاف کرتے ہیں تو جو وہ کہتا ہے اسی کی سند پکڑتے ہیں اور اس کے قول پر تھم جاتے ہیں میں نے پوچھا یہ نوجوان کون ہے لوگوں نے کہا معاذ بن جبل ہیں جب دوسرا روز ہوا تو میں بہت سویرے گیا دیکھا تو وہ مجھ سے آگے آئے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں میں ٹھہرا رہا جب نماز پڑھ چکے تو میں ان کے سامنے آیا اور سلام کیا پھر میں نے کہا میں تم کو اللہ جل جلالہ کے واسطے چاہتا ہوں اور محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا اللہ کے واسطے؟ میں نے کہا ہاں اللہ کے واسطے! انہوں نے کہا ہاں اللہ کے واسطے؟ میں نے کہا ہاں اللہ کے واسطے! انہوں نے پھر کہا اللہ کے واسطے؟ میں نے کہا ہاں اللہ کے واسطے پھر انہوں نے میری چادر کا کونا پکڑ کے مجھے گھسیٹا اور کہا خوش ہو جا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے واجب ہوئی محبت میری ان لوگوں سے جو میرے واسطے دوستی اور محبت رکھتے ہیں اور میرے واسطے مل کر بیٹھتے ہیں (ذکر الٰہی کرنے کو یا علم دین سکھانے کو) اور میرے واسطے اپنی جان اور مال صرف کرتے ہیں اور میرے واسطے ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں۔

۱۵۸۔ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ

ترجمہ: عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں (طبرانی نے معجم کبیر

وَرَآءَاتٍ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهُ لَنْ يَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ أَبُوْسَلَمَةَ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا هِيَ أَثْقَلُ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَمَا كُنْتُ أُبَالِيْهَا ؞

دے تین بار اور پناہ مانگے اللہ سے اُس کے شر سے پھر وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا اگر خدا چاہے ابوسلمہ نے کہا پہلے میں خواب ایسے دیکھتا جن کا بوجھ میرے اوپر پہاڑ سے بھی زیادہ رہتا جب سے میں نے اس حدیث کو سُنا ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

ف : کیونکہ اس حدیث میں بُرے خواب کی بُرائی سے بچنے کا طریقہ معلوم ہو گیا اب دل میں خواہ مخواہ وسوسہ نہ رکھا اور اندیشہ نہ کیا اللہ جل جلالہٗ کی پناہ بڑی قوی اور مضبوط ہے۔

۱۶۴ عَنْ : عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرٰى لَهُ ؞

ترجمہ : عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ یہ جو اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ الآیۃ ان کے واسطے خوشخبریاں ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی الخ اس سے مراد نیک خواب ہے جس کو آدمی خود دیکھے یا کوئی اور اسکے واسطے دیکھے۔

۴۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّرْدِ (چوسر یا شطرنج کا بیان)

۱۶۵ عَنْ : أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ؞

ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے چوسر کھیلا (یا شطرنج) تو اس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اسکے رسول کی۔

ف : کیونکہ اس کھیل سے دشمنی پیدا ہوتی ہے اور اللہ کی یاد نہیں رہتی اور نماز قضا ہو جاتی ہے یہ کھیل سلف کے نزدیک قطعاً حرام ہے دوسری حدیث میں ہے جس نے چوسر کھیلا اس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت میں اور خون میں رنگ لیا ائمہ ثلثہ اس کی حرمت کے قائل ہیں اور شافعی کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے جبکہ مواظبت نہ ہو اور عبادات اس کے باعث سے فوت نہ ہوں اور شرط نہ ہو ورنہ حرام ہے۔

۱۶۶ عَنْ : عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّ أَهْلَ بَيْتٍ فِيْ دَارِهَا كَانُوْا سُكَّانًا فِيْهَا وَعِنْدَهُمْ نَرْدٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ لَئِنْ لَمْ تُخْرِجُوْهَا لَأُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ دَارِيْ وَأَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ ؞

ترجمہ : حضرت ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں کچھ لوگ رہا کرتے تھے آپ نے سُنا ان کے پاس شطرنج (یا چوسر) ہے تو کہلا بھیجا کہ شطرنج (یا چوسر) کو تم دُور کرو ورنہ میرے گھر سے نہیں تو میں تم کو اپنے گھر سے نکال دوں گی اور بُرا جانا اس کو۔

۱۶۷ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ضَرَبَهُ وَكَسَرَهَا قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَا خَيْرَ فِي الشَّطْرَنْجِ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر جب اپنے گھر والوں میں کسی کو شطرنج (یا چوسر) کھیلتے دیکھتے تو اس کو مارتے اور شطرنج کو توڑ ڈالتے کہا یحییٰ نے سُنا میں نے مالک سے شطرنج کھیلنا

وَكَرِهَهَا وَسَمِعْتُهُ يَكْرَهُ اللَّعِبَ بِهَا وَبِغَيْرِهَا مِنَ الْبَاطِلِ وَيَتْلُوْا هٰذِهِ الْآيَةَ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ؏

بہتر نہیں ہے نہ اس میں کوئی فائدہ و بھلائی ہے اور مکروہ جانتے تھے اس کو اور سنا میں نے مالک سے کہتے تھے شطرنج کھیلنا اور اور لغو بیہودہ کھیل سب مکروہ ہیں اور پڑھتے تھے اس آیت کو فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ پس کیا ہے بعد حق کے سوائے گمراہی کے ۔

ف : بیہقی نے کہا صحابہ نے اجماع کیا شطرنج کے حرام ہونے پر اور جس نے رخصت نقل کی وہ غلط ہے ۔ (زرقانی)

۴۹۔ بَابُ الْعَمَلِ فِي السَّلَامِ (سلام کا بیان)

۱۶۸۔ عَنْ : زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ وَاحِدٌ أَجْزَأَ عَنْهُمْ ؏

ترجمہ : زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے کو اور جب ایک آدمی قوم میں سے سلام کرے تو ان سب سے کافی ہو جائے گا ۔

ف : کیونکہ ابتدا لئے سلام سنت کفایہ ہے جیسا کہ جواب سلام فرض کفایہ ہے ۔

۱۶۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَعَ ذٰلِكَ أَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا هٰذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِيْ يَغْشَاكَ فَعَرَّفُوْهُ إِيَّاهُ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ السَّلَامَ انْتَهٰى إِلَى الْبَرَكَةِ قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يُسَلِّمُ عَلَى الْمَرْأَةِ فَقَالَ أَمَّا الْمُتَجَالَّةُ فَلَا أَكْرَهُ ذٰلِكَ وَأَمَّا الشَّابَّةُ فَلَا أُحِبُّ ذٰلِكَ ؏

ترجمہ : محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا عبداللہ بن عباس کے پاس اتنے میں ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا اور بولا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور اس پر بھی کچھ زیادہ کیا ابن عباسؓ کی ان دنوں بینائی جاتی رہی تھی انہوں نے کہا یہ کون ہے؟[1] لوگوں نے کہا یہ وہی یمن کا رہنے والا ہے جو آیا کرتا ہے آپ کے پاس اور پتہ دیا اس کا یہاں تک کہ ابن عباس پہچان گئے اس کو ابن عباس نے کہا سلام ختم ہو گیا وبرکاتہٗ پر اس سے زیادہ بڑھانا نہ چاہئے کہا یحیٰی نے سوال ہوا مالک سے مرد سلام کرے عورت پر انہوں نے کہا بڑھیا پر تو کچھ قباحت نہیں لیکن جوان پر اچھا نہیں ۔

۵۰۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ عَلَى الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ

(یہودی اور نصرانی کے سلام کا بیان)

۱۷۰۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُوْدَ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودی جب تم کو سلام کرتے ہیں تو

[1] ابن عباس نے پہچانا اس شخص کو ۱۲ منہ ۔

إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ فَإِنَّمَا يَقُولُ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ ؛

السلام علیکم کے بدلے السام علیکم (یعنے موت ہو تم پر) کہتے ہیں تم بھی علیک کہا کرو (یعنے جواب میں صرف علیک کہہ دیا کرو یعنے تو ہی مرے)

سوال ہوا مالک سے کہ یہودی اور نصرانی سے کوئی سلام کرے یعنے السلام علیکم کہہ دے تو پھر اسکو فسخ کرے انہوں نے کہا نہیں (بلکہ توبہ اور استغفار کرے کیونکہ خلاف حکم کیا)۔

۱۰۔ باب جامع السلام (سلام کی مختلف احادیث کا بیان)

۱۷۱۔ عَنْ : أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ ؛

ترجمہ: ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے مسجد میں اور لوگ آپ کے ساتھ تھے اتنے میں دو آدمی تھے وہ تو آنحضرتؐ کے پاس آئے اور ایک چلا گیا جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے تو سلام کیا اور ایک شخص ان میں سے حلقے میں جگہ پا کر بیٹھ گیا اور ایک پیچھے بیٹھا رہا اور تیسرا تو پہلے ہی چلا گیا تھا جب آپ فارغ ہوئے (وعظ سے یا تعلیم سے جس میں مصروف تھے) تو آپ نے فرمایا کیا میں تم کو ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتلاؤں ایک تو ان میں سے اللہ کے پاس آیا اللہ نے بھی اس کو جگہ دی ایک نے ان میں سے شرم کی (مجلس کے اندر گھسنے سے اور لوگوں کو تکلیف دینے سے) اللہ نے بھی اس سے شرم کی (یعنے اس پر رحمت اتاری اور اسکو عذاب نہ کیا) اور ایک نے ان میں سے منہ پھیر لیا اللہ نے بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

۱۷۲۔ عَنْ : أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ سَأَلَ عُمَرُ الرَّجُلَ كَيْفَ أَنْتَ فَقَالَ أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ فَقَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الَّذِي أَرَدْتُ مِنْكَ ؛

ترجمہ: انس بن مالک نے سنا حضرت عمرؓ سے ان کو ایک شخص نے سلام کیا حضرت عمرؓ نے اسکا جواب دیا پھر اس سے مزاج پوچھا اس نے کہا شکر کرتا ہوں اللہ کا حضرت عمرؓ نے کہا میرا یہی مطلب تھا۔

۱۷۳۔ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُو مَعَهُ إِلَى السُّوقِ قَالَ فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى سَقَاطٍ وَلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَلَا مِسْكِينٍ

ترجمہ: طفیل بن ابی بن کعب عبداللہ بن عمر کے پاس آتے اور صبح صبح ان کے ساتھ بازار کو جاتے طفیل کہتے ہیں جب ہم بازار میں پہنچتے تو عبداللہ بن عمر ہر ایک ردی وردی بیچنے والے پر اور ہر دکان دار پر اور ہر مسکین پر اور کسی پر سلام کرتے

وَلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهٗ وَمَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ قَالَ وَاَقُوْلُ لَهٗ اجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ قَالَ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا اَبَا بَطْنٍ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَا ؏

ایک روز میں عبداللہ بن عمر کے پاس گیا انہوں نے مجھے بازار لے جانا چاہا میں نے کہا تم بازار میں جا کر کیا کرو گے نہ تم بیچنے والوں کے پاس ٹھہرتے ہو نہ کسی اسباب کو پوچھتے ہو نہ کسی کا مول تول کرتے ہو نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہو اس سے یہیں بیٹھے رہو ہم تم باتیں کریں گے عبداللہ بن عمر نے کہا اے پیٹ والے (طفیل کا پیٹ بڑا تھا) بازار میں سلام کرنے کو جاتے ہیں جس سے ملاقات ہوتی ہے اسکو سلام کرتے ہیں۔

۷۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَالْغَادِيَاتُ وَالرَّائِحَاتُ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَعَلَيْكَ اَلْفًا كَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ ؏

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سلام کیا عبداللہ بن عمر کو تو کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والغادیات والرائحات (سلامتی ہو تمہارے پر اور اللہ کی رحمت اور برکات اور صبح اور شام کی نعمتیں آنے والیں اور جانے والیں) عبداللہ بن عمر نے کہا وعلیک الفا (تیرے اوپر بھی ہزار گنے اس کے) اور اسطرح کہا جیسے کہ اسکو برا جانا۔

ف: کیونکہ وبرکاتہ پر انتہا ہے اس سے بڑھنا زیادتی ہے شرع میں اور وہ جائز نہیں۔

۷۵۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اِذَا دَخَلَ الْبَيْتَ غَيْرَ الْمَسْكُوْنِ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ؏

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ جب کوئی آدمی ایسے گھر میں جائے جو خالی پڑا ہو تو کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنی سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

۵۲۔ بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ (گھر میں جاتے وقت اذن لینے کا بیان)

۷۶۔ عَنْ: عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَاْذِنُ عَلٰى اُمِّيْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا ؏

ترجمہ: عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایک شخص نے کیا اذن مانگوں میں اپنی ماں سے گھر جاتے وقت آپ نے فرمایا ہاں وہ بولا میں تو اس کے ساتھ ایک گھر میں رہتا ہوں آپ نے فرمایا اذن لے کر جا وہ بولا میں تو اس کی خدمت کرتا ہوں آپ نے فرمایا اذن لے کر جا کیا تو چاہتا ہے اس کو ننگا دیکھے وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا پس اذن لے کر جا۔

۷۷۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلٰثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَاِلَّا فَارْجِعْ ۔

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ ۔

۱۰۸ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِّنْ عُلَمَآئِهِمْ اَنَّ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِىَّ جَآءَ يَسْتَاْذِنُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاسْتَاْذَنَ ثَلٰثًا ثُمَّ رَجَعَ فَاَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِىْ اَثَرِهٖ فَقَالَ مَالَكَ لَمْ تَدْخُلْ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىُّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلٰثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَاِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَمَنْ يَّعْلَمُ هٰذَا لَئِنْ لَّمْ تَاْتِنِىْ بِمَنْ يَّعْلَمُ ذٰلِكَ لَاَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجَ اَبُوْ مُوْسٰى حَتّٰى جَآءَ مَجْلِسًا فِى الْمَسْجِدِ يُقَالُ لَهٗ مَجْلِسُ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِنِّىْ اَخْبَرْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنِّىْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلٰثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَاِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ لَئِنْ لَّمْ تَاْتِنِىْ بِمَنْ يَّعْلَمُهٗ لَاَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كَانَ سَمِعَ ذٰلِكَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ فَلْيَقُمْ مَعِىْ فَقَالُوْا لِاَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قُمْ مَعَهٗ وَكَانَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَصْغَرَهُمْ فَقَامَ مَعَهٗ فَاَخْبَرَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ لِاَبِىْ مُوْسٰى اَمَا اِنِّىْ لَمْ اَتَّهِمْكَ وَلٰكِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ يَّتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ : ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے بہت سے علماء سے سُنا کہ ابوموسیٰ اشعری نے اجازت چاہی اندر آنے کی حضرت عمرؓ کے مکان پر تین بار جب تینوں بار جواب نہ ملا تو وہ لوٹ گئے حضرت عمرؓ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا جب وہ آئے تو اُن سے کہا تم اندر کیوں نہ آئے ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ۔ حضرت عمرؓ نے کہا تمہارے سوا اور کس نے یہ حدیث سُنی ہے اس کو لے کر آؤ اگر نہ لاؤ گے تو میں تم کو سزا دوں گا۔ ابوموسیٰ نکلے اور مسجد میں بہت سے آدمیوں کو بیٹھے دیکھا ایک مجلس میں جس کو مجلس انصار کہتے تھے اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ میں نے یہ حدیث حضرت عمرؓ سے بیان کی انہوں نے کہا کہ اگر کسی اور نے یہ حدیث سُنی ہو تو ان کو لے کر آؤ نہیں تو میں تم کو سزا دوں گا اگر تم میں سے کسی نے یہ حدیث سُنی ہو تو میرے ساتھ چلے ۔ لوگوں نے ابوسعید خدریؓ سے کہا تم جاؤ وہ سب لوگوں میں کم سن تھے ۔ ابوسعیدؓ ابوموسیٰؓ کے ساتھ آئے اور یہ حدیث حضرت عمرؓ سے بیان کی ۔ حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰؓ سے کہا میں نے تم کو جھوٹا نہیں سمجھا لیکن میں ڈرا ایسا نہ ہو کہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر باتیں جوڑ لیا کریں ۔

ف : یہ فعل حضرت عمرؓ کا احتیاطاً و مصلحتاً تھا کہ ایک شخص کا کہنا قبول نہ کیا اور اس کو ڈانٹ دیا تاکہ اور جھوٹے جھوٹ بولنے سے باز رہیں اور خوف کریں ورنہ ابوموسیٰ اشعریؓ صحابی جلیل القدر ہیں آن کی نسبت کذب کا احتمال نہیں ہو سکتا ۔

۵۳۔ بَابُ التَّشْمِيتِ فِي الْعُطَاسِ (چھینک کا جواب دینے کا بیان)

۱۷۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ اِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ اِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ اِنْ عَطَسَ فَقُلْ لَهُ اِنَّكَ مَضْنُوْكٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ لَا اَدْرِيْ اَبَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ۔

ترجمہ: محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چھینکے تو اس کو جواب دو (یعنے جب وہ الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو) پھر اگر چھینکے تو جواب دو پھر اگر چھینکے تو جواب دو پھر اگر چھینکے تو کہہ دو کہ تجھ کو زکام ہو گیا ہے عبد اللہ بن ابی بکر نے کہا معلوم نہیں کہ تیسری کے بعد آپ نے یہ کہا یا چوتھی کے بعد۔

۱۸۰۔ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا عَطَسَ فَقِيْلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ قَالَ يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ وَيَغْفِرُ لَنَا وَلَكُمْ۔

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ کو جب چھینک آتی اور کوئی یرحمک اللہ (تم پر رحم کرے) کہتا تو وہ یرحمنا اللہ وایاکم ویغفر لنا ولکم کہتے (یعنی اللہ ہم پر رحم کرے اور تم پر بھی اور ہم کو بخشے اور تم کو بھی)۔

ف: طبرانی نے ابن مسعود سے مرفوعاً ایسا ہی روایت کیا ہے اور بخاری نے الادب المفرد میں مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے چھینکے تو الحمد للہ کہے دوسرا شخص یرحمک اللہ کہے پھر چھینک والا یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے (یعنی اللہ ہدایت دے تم کو اور ٹھیک کرے حال تمہارا)

۵۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّوَرِ وَالتَّمَاثِيْلِ

(تصویروں اور مورتیوں کے بیان میں)

۱۸۱۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ اِسْحَاقَ مَوْلَى الشِّفَاءِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ طَلْحَةَ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُوْدُهُ فَقَالَ لَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ اَوْ تَصَاوِيْرُ يَشُكُّ اِسْحَاقُ لَا يَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ۔

ترجمہ: رافع بن اسحاق سے جو مولیٰ ہیں شفاء (بنت عبد اللہ) کے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن ابی طلحہ مل کر ابو سعید خدریؓ کے پاس گئے ان کے دیکھنے کو وہ بیمار تھے ابو سعید نے کہا مجھ سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں یا مورتیاں ہوں اسحاق (راوی) کو شک ہے کہ ابو سعید نے ان دونوں میں سے کیا کہا (تماثیل یا مورتیاں)

ف: یعنی پورے حیوان کے مجسمے یہ تو بالاتفاق حرام ہے اگر عکسی یا نقشی ہو تو اس میں چار قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے ایک یہ کہ مطلقاً ممنوع ہے ایک یہ کہ اگر سر سے پیر تک پوری شکل ہو تو ممنوع ہے ورنہ درست

ہے ایک یہ کہ اگر زمین وغیرہ میں بیچھے پڑی ہو (اور اندر رکھی ہو) تو درست ہے اگر دیوار وغیرہ سے معلق ہو تو درست نہیں۔ (زرقانی)

۱۸۲۔ عَنْ: عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰی اَبِیْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیِّ يَعُوْدُهُ قَالَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ فَدَعَا اَبُوْطَلْحَةَ اِنْسَانًا فَنَزَعَ نَمَطًا مِنْ تَحْتِهِ فَقَالَ لَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ لِمَ تَنْزِعُهُ قَالَ لِاَنَّ فِيْهِ تَصَاوِيْرَ وَقَدْ قَالَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ عَلِمْتَ قَالَ سَهْلٌ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِیْ ثَوْبٍ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنَّهُ اَطْيَبُ لِنَفْسِیْ۔

ترجمہ: عبید اللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ ابوطلحہ انصاری کی عیادت کو گئے وہاں سہل بن حنیف کو بھی دیکھا ابوطلحہ نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا میرے نیچے سے شطرنجی نکال دے سہل نے کہا کیوں ابوطلحہ نے کہا اس میں تصویریں ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تصویروں کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے وہ تم کو معلوم ہے سہل نے کہا یہ بھی تو آپ نے فرمایا ہے اگر نقش ہو کپڑے وغیرہ پر تو کچھ قباحت نہیں ابوطلحہ نے کہا ہاں یہ سچ ہے مگر میری خوشی یہی ہے کہ ہر قسم کی تصویر سے پرہیز کروں۔

۱۸۳۔ عَنْ: عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ وَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتِ الْكَرَاهَةَ فِیْ وَجْهِهٖ وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِیْ فِيْهِ هٰذِهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین عائشہؓ نے ایک تکیہ (توشک، بچھونا) خریدا اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں جب آپ نے اس کو دیکھا تو آپ حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو رہے اور اندر نہ آئے (حضرت عائشہؓ کو آپ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار معلوم ہوئے حضرت عائشہؓ نے کہا میں توبہ کرتی ہوں اللہ اور اس کے رسول سے میرا کیا گناہ ہے آپ نے فرمایا یہ تکیہ (بچھونا) کیسا ہے حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس تکیے (بچھونے) کو اسلئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اس پر تکیہ لگائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویر بنانے والے عذاب دیئے جائیں گے قیامت کے روز ان سے کہا جائے گا تم جلاؤ ان صورتوں کو جن کو تم نے دنیا میں بنایا تھا پھر آپ نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔

ف: اس حدیث سے عکسی اور نقشی تصویریں سب کی ممانعت ثابت ہوئی یہی مذہب صحیح ہے۔

۵۵۔ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اَكْلِ الضَّبِّ (گوہ (سوسمار) کھانے کا بیان)

۱۸۴۔ عَنْ: سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ

ترجمہ: سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَإِذَا ضِبَابٌ فِيهَا بَيْضٌ وَمَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدُ ابْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا فَقَالَتْ أَهْدَتْهُ لِي أُخْتِي هُزَيْلَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ كُلَا فَقَالَا أَوَلَا تَأْكُلُ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ إِنِّي يَحْضُرُنِي مِنَ اللّٰهِ حَاضِرَةٌ قَالَتْ مَيْمُونَةُ أَنَسْقِيكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ لَبَنٍ عِنْدَنَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا شَرِبَ قَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا فَقَالَتْ أَهْدَتْهُ لِي أُخْتِي هُزَيْلَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَكِ جَارِيَتَكِ الَّتِي كُنْتِ اسْتَأْمَرْتِنِي فِي عِتْقِهَا أَعْطِيهَا أُخْتَكِ وَصِلِي بِهَا رَحِمَكِ تَرْعَى عَلَيْهَا فَإِنَّهُ خَيْرٌ لَكِ۔

صلے اللہ علیہ وسلم (اپنی بی بی) میمونہ بنت حارث کے مکان میں گئے وہاں گوہ (سوسمار) دیکھا سفید اور آپ کے ساتھ عبداللہ بن عباسؓ اور خالد بن الولیدؓ تھے آپ نے پوچھا یہ گوشت کہاں سے آیا میمونہ نے کہا میری بہن ہزیلہ بنت حارث نے بھیجا تھا آپ نے عبداللہ بن عباس اور خالد بن الولید سے کہا کھاؤ انھوں نے کہا آپ نہیں کھاتے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میرے پاس اللہ جل جلالہ کی طرف سے کوئی نہ کوئی آیا کرتے ہیں (اور اس کے گوشت میں ایک بدبو ہوتی ہے) میمونہ نے کہا ہم آپ کو دودھ پلا دیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہاں جب آپ دودھ پی چکے تو پوچھا یہ کہاں سے آیا میمونہ نے کہا میری بہن ہزیلہ نے تحفہ بھیجا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اپنی لونڈی کو جس کے آزاد کرنے کے واسطے تم نے مجھ سے مشورہ کیا تھا اپنی بہن کو دے دو اور قرابت کی رعایت کرو وہ اس کی بکریاں چرایا کرے تو مناسب ہے اور بہتر ہے تیرے واسطے۔

ف: یعنی پکا ہوا گوہ (سوسمار) اس کا گوشت پکنے سے سفید ہو جاتا ہے۔

۱۸۵- عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ أَخْبِرُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ فَقِيلَ هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ۔

ترجمہ: خالد بن الولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ (ام المؤمنین) میمونہ کے گھر میں گئے وہاں ایک گوہ (سوسمار) بھنا ہوا آیا رسول اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف ہاتھ اٹھایا کھانے کو عورتوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادو جس کا یہ گوشت ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ گوہ (سوسمار) کا گوشت ہے آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا میں نے کہا کیا حرام ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا نہیں لیکن یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا اس واسطے مجھے اس کے کھانے سے کراہت آتی ہے۔ خالد نے کہا میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ کر کھایا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔

ف : اس حدیث سے گوہ یعنے سوسمار کی حلت معلوم ہوئی یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ائمہ اربعہ کا اور اسی کو ترجیح دی ہے طحاوی نے مگر صاحب ہدایہ نے اس کی کراہت بیان کی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا حضرت عائشہؓ کو اس کے کھانے سے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے قابل احتجاج وحجت نہیں اور نووی نے اسکی حرمت ایک قوم سے نقل کی ہے۔ (زرقانی)

۱۸۶۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا نَادٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَرٰى فِي الضَّبِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِاٰكِلِهٖ وَلَا بِمُحَرِّمِهٖ ؛

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پکار کر کہا یا رسول اللہ آپ سوسمار (گوہ) کے گوشت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا : میں اسکو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں۔

۵۶۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اَمْرِ الْكِلَابِ (کتوں کے حکم)

۱۸۷۔ عَنْ : سُفْيَانَ بْنِ اَبِيْ زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهٗ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ قَالَ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ ؛

ترجمہ : سفیان بن زہیر سے روایت ہے کہ وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے مسجد نبوی کے دروازے پر انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کتا پالے نہ کھیت کی حفاظت کے واسطے نہ ریوڑ کی حفاظت کے واسطے تو ہر روز اسکے اعمال میں سے ایک قیراط کے برابر کمی ونقصان ہوا کرے گا سائب نے سفیان سے کہا تم نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ؛ انہوں نے کہا ہاں قسم ہے اس مسجد کے پروردگار کی۔

ف : قیراط کا وزن پانچ جو ہے یہاں قیراط کا وزن معلوم نہیں خدا ہی جانتا ہے۔ کتا پالنا تین کام کے لئے درست ہے ایک تو کھیت کے بچانے کو دوسرے گلّے کی کھوالی کو تیسرے شکار کے واسطے چنانچہ یہ مطلب دوسری حدیث میں آیا ہے ان کاموں کے سوا کتا پالنا درست نہیں نیک عمل گھٹتے جاتے ہیں۔

۱۸۸۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا اَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ ؛

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا پالے سوائے شکاری کتے کے یا گلہ کی حفاظت کے کتے کے تو ہر روز اس کے عمل میں سے دو قیراط کے برابر کمی ونقصان ہوگا۔

۱۸۹۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ؛

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کتوں کے قتل کا۔

ف : مگر شکاری کتے کا یا گلے کے کتے کا مسلم عیاض نے کہا کہ امام مالک اور ایک جماعت اہلحدیث نے اس حدیث

کی رو سے کتوں کا قتل لازم کیا ہے اور بہت سے علماء نے کتے کو چھوڑ دینا اور پالنا درست رکھا ہے اور اس حدیث کو منسوخ کہا ہے مگر سیاہ کتے کا قتل لازم کیا ہے۔ (زرقانی)

۵۔ باب ما جاء فی امر الغنم (بکریوں کا بیان)

۱۹۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا کفر پورب کی طرف ہے اور فخر اور تکبر گھوڑوں اور اونٹ والوں میں ہے جو بلند آواز رکھتے ہیں جنگل میں رہتے ہیں اور عاجزی اور تواضع بکری والوں میں ہے۔

ف: ایران پورب کی طرف واقع تھا مدینہ سے اسی طرح عراق وغیرہ سو ایران میں آپ کے زمانے میں سب آتش پرست تھے اور عراق سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے امام حسین علیہ السلام وہیں شہید ہوئے۔ ف: یعنی زمیندار ملکی لوگ۔
ف: بعضوں نے کہا مراد اس سے اہل یمن ہیں اور اکثر بکریاں پالتے ہیں بخلاف ربیعہ اور مضر کے کہ وہ اونٹ رکھتے ہیں۔

۱۹۱۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا یَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ۔

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ قریب ہے کہ بہتر مال مسلمان کا چند بکریاں ہوں گی جن کو لے کر کسی پہاڑ کی چوٹی پر چلا جائے گا یا کسی وادی کے اندر بھاگے گا فتنوں سے اپنا دین بچانے کو۔

۱۹۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحْتَلِبَنَّ اَحَدٌ مَاشِیَةَ اَحَدٍ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تُؤْتٰی مَشْرُبَتُهٗ فَتُکْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَیُنْتَقَلَ مِنْهُ طَعَامُهٗ وَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِیْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا یَحْتَلِبَنَّ اَحَدٌ مَاشِیَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بلا اس کی اجازت کے بھلا کوئی تم میں یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی کوٹھڑی میں آکے خزانہ اس کا توڑ کے اس کے کھانے کا غلہ نکال لے جائے سو ان کے جانوروں کے تھن تو ان کے کھانے کی دودھ کو حفاظت میں رکھتے ہیں یعنے تھن کوٹھڑی کی طرح ہیں حفاظت کے واسطے سو ہرگز نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بدون اس کی اجازت کے۔

۱۹۳۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعٰی غَنَمًا قِیْلَ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَنَا۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے بھی فرمایا کہ (ہاں) میں نے بھی۔

۵۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ وَالْبَدْءِ بِالْأَكْلِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

چوہا گھی میں گر پڑے تو کیا کرنا چاہئے اور کھانا بھی آجائے اور نماز کا وقت بھی آجائے تو پہلے کھانا کھا لینا چاہئے

۱۹۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَرَّبُ إِلَيْهِ عَشَاؤُهُ فَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَلَا يَعْجَلُ عَنْ طَعَامٍ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ ؞

ترجمہ: نافعؒ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا جاتا تو وہ امام کی قرأت سنا کرتے اپنے گھر میں اور کھانے میں جلدی نہ کرتے جب تک اچھے طور سے نہ کھا لیتے۔

۱۹۵۔ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ انْزِعُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ ؞

ترجمہ: حضرت ام المؤمنین میمونہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ اگر چوہا گھی میں گر پڑے تو کیا کرنا چاہئے آپ نے فرمایا کہ اس کو نکال ڈالو اور اس کے آس پاس کا گھی پھینک دو۔ (باقی استعمال میں لاؤ)۔

ف: یہ جب ہے کہ وہ گھی جما ہوا ہو پتلا نہ ہو اگر پتلا ہو تو سب پھینکنا پڑے گا۔ جمہور علماء کے نزدیک اور زہری اور اوزاعی کے نزدیک سب گھی نجس نہ ہوگا۔

۵۹۔ بَابُ مَا يُتَّقَى مِنَ الشُّؤْمِ (جس کی نحوست سے بچنا چاہئے)

۱۹۶۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ يَعْنِي الشُّؤْمَ ؞

ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی ایک گھوڑے میں دوسرے عورت میں تیسرے گھر میں۔

ف: یعنی نحوست کوئی چیز نہیں صرف خیال ہی ہے پر اگر ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی اکثر محدثین اور علماء کا یہی مذہب ہے اور بعضوں کے نزدیک ان چیزوں میں نحوست اور برکت ہوا کرتی ہے واللہ اعلم۔

۱۹۷۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ ؞

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے ایک گھر دوسرے عورت تیسرے گھوڑا (اور تفصیل اس کی کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب میں لکھی ہے)

۱۹۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دَارٌ سَكَنَّاهَا وَالْعَدَدُ كَثِيرٌ وَالْمَالُ وَافِرٌ فَقَلَّ الْعَدَدُ وَذَهَبَ الْمَالُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهَا ذَمِيمَةً ؕ

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بولی یا رسول اللہ ایک گھر تھا جس میں ہم جا کر رہے ہماری گنتی بھی زیادہ تھی اور مال بھی تھا پھر گنتی بھی کم ہو گئی (یعنے لوگ مر گئے) اور مال میں بھی نقصان ہوا آپ نے فرمایا چھوڑ دے اُس (گھر) کو تو (جبکہ تو اسکو) بُرا (جانتی ہے)

۶۰۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاَسْمَاءِ (جو نام بُرے ہیں اُن کا بیان)

۱۹۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلَقْحَةٍ تُحْلَبُ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ مُرَّةُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ لَهُ حَرْبٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ يَعِيشُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلُبْ ؕ

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اس اونٹنی دودھ والی کا دودھ کون دوہے گا ایک شخص کھڑا ہوا آپ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے وہ بولا مرّہ آپ نے فرمایا بیٹھ جا (آپ نے اس کا نام اچھا نہ سمجھا مرّہ تلخ کو بھی کہتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا کون دوہے گا اس اونٹنی کو ایک شخص اور کھڑا ہوا آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا حرب آپ نے فرمایا بیٹھ جا (حرب کے معنی لڑائی) پھر آپ نے فرمایا کون دوہتا ہے اس اونٹنی کو ایک شخص اور کھڑا ہوا آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا یعیش آپ نے فرمایا جا دودھ دوہ (یعیش نام آپ نے پسند کیا کیونکہ وہ عیش سے ہے آپ فال نیک بہت لیا کرتے تھے)

۲۰۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ فَقَالَ جَمْرَةُ قَالَ ابْنُ مَنْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحُرَقَةِ قَالَ اَيْنَ مَسْكَنُكَ قَالَ بِحَرَّةِ النَّارِ قَالَ بِاَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لَظًى قَالَ عُمَرُ اَدْرِكْ اَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوا قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؕ

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا جمرہ (انگارہ) انھوں نے پوچھا باپ کا نام کہا شہاب (شعلہ) پوچھا کس قبیلے سے کہا حرقہ سے (جسکے معنے جلنے کے ہیں) پوچھا کہاں رہتا ہے کہا حرۃ النار میں پوچھا کون سی جگہ میں کہا ذات لظی میں (ان کے معنے بھی شعلے اور دہکتی آگ کے ہیں) حضرت عمرؓ نے کہا جا اپنے لوگوں کی خبر لے وہ سب جل گئے۔ راوی نے کہا جب وہ شخص گیا تو دیکھا یہی حال تھا جو حضرت عمرؓ نے کہا تھا (یعنی سب جل گئے تھے)۔

۶۱۔ بَابُ مَاجَاءَ فِی الْحِجَامَةِ وَاُجْرَةِ الْحَجَّامِ

(پچھنے لگانا اور اُس کی مزدوری کا بیان)

۲۰۱۔ عَنْ: اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ اَبُوْطَيْبَةَ فَاَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ اَهْلَهُ اَنْ يُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ ۞

ترجمہ: انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے ابوطیبہ کے ہاتھ سے پھر آپ نے مزدوری میں ایک صاع کھجور کا دیا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کر دیں۔

۲۰۲۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ دَوَاءٌ يَّبْلُغُ الدَّاءَ فَاِنَّ الْحِجَامَةَ تَبْلُغُهُ ۞

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی دوا ایسی ہوتی جو بیماری تک پہنچ جاتی تو وہ پچھنے ہوتے۔

۲۰۳۔ عَنْ ابْنِ مُحَيِّصَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَحَدِ بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْاَلُهُ وَيَسْتَاْذِنُهُ حَتّٰى قَالَ اعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَاَطْعِمْهُ يَعْنِیْ رَقِيْقَكَ ۞

ترجمہ: ابن محیصہ انصاری سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حجام کی اجرت کو اپنے خرچ میں لانا کیسا ہے (کیونکہ ان کے غلام ابوطیبہ حجام تھے وہ چاہتے تھے اسکی کمائی کھائیں) آپ نے منع کیا (مگر یہ ممانعت تنزیہاً ہے اکثر علماء کے نزدیک) وہ ہمیشہ پوچھا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتے تھے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اس کی کمائی اپنے اونٹوں اور غلاموں کی خوراک میں صرف کر۔

۶۲۔ بَابُ مَاجَاءَ فِی الْمَشْرِقِ (پورب کا بیان)

۲۰۴۔ عَنْ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ اِلَى الْمَشْرِقِ وَيَقُوْلُ اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا اِنَّ الْفِتْنَةَ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ۞

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اشارہ کرتے تھے پورب کی طرف اور فرماتے تھے فتنہ اسی طرف سے ہے فتنہ اسی طرف سے ہے جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے۔

ف: دوسری حدیث میں وارد ہے کہ شیطان جس وقت آفتاب نکلتا ہے وہاں اپنا سر رکھ دیتا ہے تاکہ آفتاب پوجنے والوں کا سجدہ اسی کو ہو (مدینہ منورہ سے پورب کی طرف ایران اور ہندوستان واقع ہیں اور عراق عرب جو معدن فتن اور منبع فسادات ہوئے اور ہیں اور ہوں گے)

۲۰۵۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَرَادَ الْخُرُوْجَ اِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ لَهُ كَعْبُ الْاَحْبَارِ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے عراق کو جانا چاہا تو کعب احبار نے کہا آپ وہاں نہ

لَا تَخْرُجْ إِلَيْهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّ بِهَا تِسْعَةَ أَعْشَارِ السِّحْرِ وَبِهَا فَسَقَةُ الْجِنِّ وَبِهَا الدَّاءُ الْعُضَالُ ۔

جائیے اے امیر المومنین کیونکہ اس ملک میں جادو کے دس حصوں میں سے نو حصے ہیں اور جتنے شریر اور خبیث جن ہیں وہاں موجود ہیں اور وہاں ایک بیماری ہے جو لاعلاج ہے ۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّاتِ وَمَا يُقَالُ فِي ذٰلِكَ

(سانپوں کے مارنے کا بیان اور سانپوں کا حال)

۲۰۶- عَنْ : أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ ۔

ترجمہ : ابو لبابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اُن سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں ہیں ۔

ف : یعنے اول ہی بار میں گھر کے سانپوں کو نہ مارنا چاہیئے ۔ پہلے ان کو ڈرا دینا چاہیئے تین بار قسم دے کر کہ بار دیگر یہاں گھر میں مت آؤ اور ہم کو نہ ستاؤ اگر چوتھی بار پھر نکلے تو اس کو مار ڈالے بر اسواسطے ہے کہ سانپوں میں بعضے سانپ جن ہوتے ہیں بعضوں یہ حکم مدینے کے سانپوں سے خاص کیا ہے ۔

۲۰۷- عَنْ : سَائِبَةَ مَوْلَاةٍ لِعَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ إِلَّا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ ۔

ترجمہ : سائبہ جو مولاۃ ہیں حضرت عائشہؓ کی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ان سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں ہوتے ہیں مگر ذی الطفیتین اور ابتر کو نہ کہ وہ آنکھ کو اندھا کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں ۔

ف : ذی الطفیتین وہ سانپ ہے جس کے پیٹ پر دو دھاریاں سفید ہوتی ہیں اور ابتر وہ سانپ جس کی دُم کٹی ہو یا چھوٹی ہو ۔ ف : یعنی اس سانپ کی تاثیر یہ ہے جس سے آنکھ ملا دیتا ہے تو اس کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور اگر عورت حاملہ سے آنکھ ملا دیتا ہے تو اس کا حمل گر جاتا ہے ان دو سانپوں کو آپ نے فرمایا اسی وقت قتل کر ڈالو کچھ ڈرانے کی اور مہلت دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ جن ان سانپوں کی صورت نہیں بنتے ۔

۲۰۸- عَنْ : أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى قَضَى صَلٰوتَهُ فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا تَحْتَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِهِ فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ لِأَقْتُلَهَا فَأَشَارَ إِلَيَّ أَبُو سَعِيدٍ أَنِ اجْلِسْ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَى هٰذَا الْبَيْتَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّهُ

ترجمہ : ابو السائب سے جو مولی ہشام بن زہرہ کے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں ابو سعید خدریؓ کے پاس گیا وہ نماز پڑھ رہے تھے میں بیٹھ گیا نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا اتنے میں میں نے ان کے تخت کے تلے سرسراہٹ سنی دیکھا تو سانپ ہے میں اسکے مارنے کو اٹھا ابو سعیدؓ نے اشارہ کیا بیٹھ جا (اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں اشارہ کرنا درست ہے) جب نماز سے فارغ

قَدْ كَانَ فِيهِ فَتًى حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَبَيْنَا هُوَ بِهِ إِذْ أَتَاهُ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لِي أُحْدِثُ بِأَهْلِي عَهْدًا فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ بَنِي قُرَيْظَةَ فَانْطَلَقَ الْفَتَى إِلَى أَهْلِهِ فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَأَهْوَى الْفَتَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا وَأَدْرَكَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ حَتَّى تَدْخُلَ وَتَنْظُرَ مَا فِي بَيْتِكَ فَدَخَلَ فَإِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى فِرَاشِهِ فَرَكَزَ فِيهَا رُمْحَهُ ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فَنَصَبَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتِ الْحَيَّةُ فِي رَأْسِ الرُّمْحِ وَخَرَّ الْفَتَى مَيِّتًا فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْفَتَى أَمِ الْحَيَّةُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ الشَّيْطَانُ ؕ

ہوئے تو ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور کہا اس کوٹھڑی کو دیکھتے ہو میں نے کہا ہاں ابوسعید خدری نے کہا اس کوٹھڑی میں ایک نوجوان رہتا تھا جس نے نئی شادی کی تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگِ خندق میں گیا پھر وہ یکایک آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے (میں گھر ہو کر آتا ہوں) میں نے نئی شادی کی ہے آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا ہتھیار لے کر جا کیونکہ مجھے بنی قریظہ کا خوف ہے (بنی قریظہ وہ یہودی تھے جو جنگِ خندق میں آپ کی اطاعت سے باہر ہو گئے تھے اور جنگ کا قصد رکھتے تھے) وہ نوجوان ہتھیار لے کر گیا جب گھر پر پہنچا تو بی بی کو دیکھا دروازہ پر کھڑی ہے اس نوجوان نے غیرت سے برچھا اس کے مارنے کو اٹھایا وہ بولی جلدی مت کر اپنے گھر میں جا کر دیکھ کہ اس میں کیا ہے وہ گھر میں گیا دیکھا تو ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے اس کے بچھونے پر بیٹھا ہوا ہے وہ نوجوان سانپ کو برچھی سے چھید کر نکلا اور برچھی کو گھر میں کھڑا کر دیا وہ سانپ اس برچھی کی نوک میں پیچ کھاتا رہا اور نوجوان اسی وقت مر گیا معلوم نہیں سانپ پہلے مرا یا وہ نوجوان پہلے مرا جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ مدینہ میں جن مسلمان ہو گئے ہیں ف۲ تو جب تم کبھی سانپ کو دیکھو تو تین روز تک اُسے آگاہ کیا کرو ف۳ اگر بعد اس کے بھی نکلے تو اس کو مار ڈالو کیونکہ وہ شیطان ہے ف۴

ف۱: صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ یہ نوجوان زندہ ہو جائے آپ نے فرمایا اسکے لئے دعا کرو بخشش کی۔ ف۲: تو جنوں نے اس کو قصاصاً قتل کیا ہوگا مگر یہ ظلم تھا جنوں کا اسواسطے کہ اس نوجوان نے عمداً جن سمجھ کر نہیں مارا بلکہ موذی سمجھ کر مارا۔ ف۳: اس سے معلوم ہوا کہ تین روز تک آگاہ کرنا ضروری ہے اگر ایک روز میں تین بار نکلے اور تین بار آگاہ کر دے تو کافی نہیں اور آگاہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو روایت کیا ترمذی نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سانپ مکان میں نکلے تو اس سے کہو کہ ہم تجھ کو نوح علیہ السلام اور سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا عہد یاد دلاتے کہتے ہیں کہ ہم کو ایذا نہ دے اگر اس پر بھی نکلے تو اس کو مار ڈالو اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب تم سانپ کو مکان میں دیکھو اس سے کہو قسم دیتے ہیں ہم تم کو اس عہد کی حضرت نوح علیہ السلام نے لیا تھا اور اس عہد کی جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا کہ تم ہم کو ایذا نہ دو اگر پھر نکلے

تو اسکو مار ڈالو۔ ف : یعنی کرتل اور خیرو ہے اس کے مار ڈالنے میں کچھ نقصان نہیں۔

۱۴۔ باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْكَلَامِ فِي السَّفَرِ (سفر کی دعا کا بیان)

۲۰۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَهُوَ يُرِيدُ السَّفَرَ يَقُولُ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ ؀

ترجمہ: امام مالکؒ کو پہنچا (مسلم نے اس کو مسندًا روایت کیا ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے سفر کے قصد سے تو فرماتے کہ اللہ کے نام سے سفر کرتا ہوں اے پروردگار تو رفیق ہے سفر میں اور خلیفہ ہے میرے اہل وعیال میں اے پروردگار نزدیک کردے ہمکو زمین جہاں ہم جاتے ہیں اور آسان کر ہم پر سفر اے پروردگار پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے سفر کی تکلیف سے اور بُرے لوٹنے سے اور بُرے حال سے اہل اور مال کے۔

۲۱۰۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَلْيَقُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ فَإِنَّهُ لَنْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ ؀

ترجمہ: خولہ بنت حکیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی منزل میں اترے اور کہے کہ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ جل جلالہٗ کے پورے کلمات سے (یعنی اس کی صفاتِ کاملہ یا اس کے الفاظ سے) ہر مخلوق کے شر سے تو اسکو کسی چیز سے نقصان نہ ہوگا کوچ کے وقت تک۔

ف : یہ دعا سفر سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ علی الخصوص سونے کے وقت اسکو ضرور پڑھنا چاہئے اسی طرح سفر کو جاتے وقت یا لڑائی کو جاتے وقت پڑھنا اس کا بہتر ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا وہ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کہہ کے یہ دعا پڑھتے رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ (اے پروردگار اتار مجھ کو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا) رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا۔ (اے پروردگار داخل کر مجھ کو داخل کرنا سچائی کا (مراد اچھی طرح) اور نکال مجھ کو نکالنا سچائی کا (یعنی اچھی طرح) اور بنا اپنے ہاں سے میرے لئے کوئی زور مددگار) جب حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کشتی سے اترے تھے تو ان کو پروردگار عالم جل جلالہٗ نے یہی پہلی دعا سکھائی تھی۔

۱۵۔ باب مَا جَاءَ فِي الْوَحْدَةِ فِي السَّفَرِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

(اکیلے سفر کرنے کی ممانعت مرد اور عورت کے واسطے)

۲۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکیلا سفر

فَقَالَ الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَّالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلٰثَةُ رَكْبٌ ۞

کرنے والا شیطان ہے اور دو مل کر سفر کرنے والے دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے ۔

ف : یعنے دوسرے بہتری اور سلامتی سے یا مخالفت سے حکم الٰہی کے ۔ ف : کیونکہ تین آدمی جب سفر میں ساتھ ہوتے ہیں تو بڑا آرام ہوتا ہے ۔ ایک اسباب کے پاس رہا دوسرا حاجت کو گیا تیسرا کھانے پکانے میں مصروف ہوا دو رفیق لڑے تو تیسرے نے صلح کرا دی یا ایک بیمار ہو گیا تو ایک نے علاج معالجہ کیا ایک خبر کرنے کو گیا یا کوئی غنیم آیا تو دو مقابلے کو تیار ہوئے اور تیسرا سفر کرنے کو گیا اسی طرح بہت سے فوائد ہیں جو اکیلے سفر کرنے والے کو یا دو کو حاصل نہیں ہوتے اکثر علماء نے تنہا سفر کرنا مکروہ رکھا ہے اس حدیث سے بعضوں نے کہا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب کفار کی عداوت کی وجہ سے راہ میں خوف تھا اب اگر امن ہو تو کچھ قباحت نہیں ۔

۲۱۲- عَنْ : سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّيْطَانُ يَهُمُّ بِالْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ فَاِذَا كَانُوْا ثَلٰثَةً لَمْ يَهُمَّ بِهِمْ ۞

ترجمہ : سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان قصد کرتا ہے (ضرر پہنچانے کا) ایک اور دو پر جب تین آدمی ہوں تو ان پر قصد نہیں کرتا ۔

ف : کیونکہ تین آدمی جماعت ہیں جماعت کرامات مشہور ہے ۔

۲۱۳- عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسَافَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ مِّنْهَا ۞

ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں سفر کرنا ایک دن رات کا مگر اپنے محرم کے ساتھ ۔

ف : جیسے باپ بھائی وغیرہ بخاری اور مسلم نے ابوسعید کی روایت میں اَوْ زَوْج (یا خاوند) کا لفظ زیادہ کیا ہے اور اسی حکم میں سید (آقا) بھی ہے پس زوجہ کا زوج (خاوند) کے ساتھ اور لونڈی کا مولے کے ساتھ سفر کرنا درست ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدت سفر کی ایک دن رات ہے اور بعض حدیثوں سے اس سے کم زیادہ معلوم ہوتی ہے علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک سفر کی کوئی مدت مقرر نہیں جس کو لوگ سفر کہیں اس میں احکام سفر کے جاری ہوں گے نماز کا قصر ہوگا بعضوں کے نزدیک اگر قافلہ بڑا ہو اور معتبر عورتیں ساتھ ہوں تو بغیر محرم کے عورت کو سفر کرنا درست ہے ۔

۶۶- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهٖ مِنَ الْعَمَلِ فِي السَّفَرِ

(سفر کے احکام کا بیان)

۲۱۴- عَنْ : خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ يَرْفَعُهٗ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيَرْضٰى بِهٖ وَيُعِيْنُ عَلَيْهِ مَا لَا يُعِيْنُ عَلَى الْعُنْفِ اِذَا

ترجمہ : خالد بن معدان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نرمی کرتا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور مدد کرتا ہے

رَكِبْتُمْ هٰذِهِ الدَّوَآبَّ الْعُجْمَ فَاَنْزِلُوْهَا مَنَازِلَهَا فَاِنْ كَانَتِ الْاَرْضُ جَدْبَةً فَانْجُوْا عَلَيْهَا بِنِقْيِهَا وَعَلَيْكُمْ بِسَيْرِ اللَّيْلِ فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ مَا لَا تُطْوٰى بِالنَّهَارِ وَاِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيْسَ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَآبِّ وَمَاْوَى الْحَيَّاتِ ۔

نرمی پروہ جو نہیں کرتا سختی پر جب تم چڑھو ان بے زبان جانوروں پر تو اتارو ان کو ان کی منزلوں پر[1] اگر زمین صاف ہو جہاں گھاس نہ ہو تو جلدی سے نکال لے جاؤ تاکہ اس میں گودا رہے[2] اور لازم کر لو رات کا چلنا کیونکہ رات کے چلنے میں جیسے راہ کٹتی ہے ویسی دن کو نہیں کٹتی[3] تو رات کو جب اترو تو راستے میں نہ اترو کیونکہ وہاں جانور آتے جاتے ہیں[4] اور سانپ بھی رہا کرتے ہیں[5]۔

ف[1]: یعنی جو معمولی منزل ہے اس سے زیادہ نہ لے جاؤ اس پر سختی نہ کرو دارقطنی کی روایت میں ہے شیطان کی طرح چڑھے نہ رہو بلکہ منزل پر اتر پڑو۔ ف[2]: کیونکہ اگر ایسی زمین میں دیر تک رہو گے تو وہ جانور بے آب وعلف دبلا ہو جائے گا اور اسکی ہڈیوں میں گودا نہ رہے گا۔ ف[3]: اسلئے کہ دن کو کھانے پینے کے فکر اور دھوپ کی سختی اور راہ کے تماشوں میں شغل رہتا ہے برخلاف رات کے کہ سوائے چلنے کے اور کسی چیز کا خیال نہیں ہوتا۔ ف[4]: یعنی آنے جانے والے مسافر جنگلی جانور آتے جاتے رہتے ہیں کچل جانے کا خوف ہے۔ ف[5]: رات کو سانپ سڑکوں پر آیا کرتے ہیں چوٹ کرنے کو ڈسنے کو یا مسافروں کا گرا ہوا کھانا کھانے کو۔

۲۱۵ عَنْ: اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهِ ۔

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر بھی ایک قسم کا عذاب ہے روک دیتا ہے آدمی کو کھانے اور پینے اور سونے سے تو جب تم میں سے کوئی اپنے کام کو سفر کرے اور وہ کام پورا ہو جائے تو جلدی اپنے گھر لوٹ آئے[1]۔

ف[1]: یعنی رنج ہے کیونکہ چلنے اور سوار ہونے اور اترنے میں ہمیشہ دقتیں ہوتی ہیں۔ سردی گرمی کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے کھانے پینے کا انتظام اچھے طور سے نہیں ہو سکتا۔ ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے فائدہ سفر میں رہنا مکروہ ہے اور جلدی لوٹ آنا مستحب ہے۔ کبھی کبھی سفر کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ سفر سے آب وہوا تبدیل ہوتی ہے جو اکثر امراض سے نجات بخشتی ہے۔ عبداللہ بن عمر نے مرفوعاً روایت کیا سَافِرُوْا تَصِحُّوْا یعنے سفر کرو تندرست ہو جاؤ گے۔

۶۷۔ بَابُ الْاَمْرِ بِالرِّفْقِ بِالْمَمْلُوْكِ

(غلام لونڈی کے ساتھ نرمی کرنا)

۲۱۶ عَنْ: اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مملوک کو (غلام لونڈی) زیادہ کھانا کپڑا ملے گا موافق دستور کے اور کام اس سے نہ لیا

إِلَّا مَا يُطِيقُ ۔ جائے طاقت سے)

ف: یعنی جو کام اس سے ہو سکے وہ لیا جائے اسکی طاقت سے زیادہ کام لینا اور بوجھ ڈالنا درست نہیں۔

۲۱۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَذْهَبُ إِلَى الْعَوَالِي كُلَّ سَبْتٍ فَإِذَا وَجَدَ عَبْدًا فِي عَمَلٍ لَا يُطِيقُهُ وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ ۔

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ ہر ہفتے کے روز مدینے کے آس پاس گاؤں میں جایا کرتے تھے جب کسی غلام کو ایسے کام میں مشغول پاتے تھے جو اسکی طاقت سے زیادہ ہوتا تو کم کر دیتے تھے۔

۲۱۱۔ عَنْ مَالِكٍ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ لَا تُكَلِّفُوا الْأَمَةَ غَيْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ الْكَسْبَ فَإِنَّكُمْ مَتَى مَا كَلَّفْتُمُوهَا ذَلِكَ كَسَبَتْ بِفَرْجِهَا وَلَا تُكَلِّفُوا الصَّغِيرَ الْكَسْبَ فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَقَ وَعِفُّوا إِذْ أَعَفَّكُمُ اللَّهُ وَعَلَيْكُمْ مِنَ الْمَطَاعِمِ بِمَا طَابَ مِنْهَا ۔

ترجمہ: مالک بن عامر اصبحی نے حضرت عثمان بن عفان سے سنا وہ خطبے میں فرماتے تھے کہ جو لونڈی کوئی ہنر نہ جانتی ہو اس کو مجبور مت کرو کمائی پر کیونکہ جب تم اس کو مجبور کرو گے کمائی پر تو وہ کسب کرے گی[ف۱] اور نابالغ غلام کو کمائی پر مجبور مت کرو کیونکہ وہ جب مجبور ہوگا تو چوری کرے گا اور جب اللہ تمہیں اچھی طرح روزی دیتا ہے تو تم بھی ان کو محنت معاف کر دو جیسے اللہ نے تمہیں معاف کی ہے اور لازم کر لو وہ کمائی جو حلال ہے[ف۲]

ف۱: یعنے خرچی پر جائے گی اور روپیہ حاصل کرکے اپنے مالک کے پاس لائے گی اسلئے کہ وہ کوئی ہنر نہیں جانتی جس کے ذریعے سے کمائے۔ ف۲: یعنے حلال کمائی لونڈی غلام سے اگر ہو سکے تو کراؤ۔

۴۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَمْلُوكِ وَهَيْئَتِهِ

(غلام لونڈی کی تربیت اور وضع کا بیان)

۲۱۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلام جب اپنے مولیٰ (آقا) کی خیرخواہی کرے اور اللہ کی عبادت بھی اچھے طور سے کرے تو اسکو دوہرا ثواب ہوگا۔

ف: کیونکہ اُس نے دو حق ادا کئے ایک حق خدا کا جو سب کا مولیٰ ہے دوسرے اپنے مولیٰ کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو دو فرض ادا کرے وہ ایک فرض کے ادا کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

۲۲۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَمَةً كَانَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ حَفْصَةَ فَقَالَ أَلَمْ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی ایک لونڈی تھی اس نے آزاد عورتوں کی وضع بنائی تھی حضرت عمرؓ نے اسکو دیکھا اور اپنی صاحبزادی حضرت ام المومنین حفصہؓ

أَرْجَارِيَةَ أَخِيكَ تَجُوسُ النَّاسَ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ وَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ.

کے پاس گئے اور کہا میں نے تیرے بھائی کی لونڈی کو دیکھا جو آزاد عورتوں کی وضع بنا کر لوگوں میں پھرتی ہے اور حضرت عمرؓ نے اس کو بُرا جانا۔

ف: تاکہ آزاد اور لونڈی میں فرق رہے ورنہ لوگ دھوکا کھائیں گے۔

۶۹۔ باب مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ (بیعت کا بیان)

۲۲۱۔ عَنْ: عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ.

ترجمہ: عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے ماننے اور اطاعت کرنے پر تو (شفقت اور رحمت سے) آپ فرماتے کہ جہاں تک تم کو طاقت ہو۔

۲۲۱۔ عَنْ: أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ بَايَعْنَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَقُلْنَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ قَالَ فَقُلْنَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا هَلُمَّ نُبَايِعُكَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ مِثْلُ قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ.

ترجمہ: امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی بہت سی عورتوں میں جو بیعت کرنے کو آئی تھیں دین اسلام پر ان عورتوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں اس بات پر کہ شریک نہ کریں گی ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو ماریں گی اور نہ بہتان باندھیں گی اپنی طرف سے کسی پر اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی شرع کے کام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے از کمالِ شفقت اور محبت سے فرمایا جہاں تک تمہاری طاقت یا قدرت ہے وہ عورتیں بولیں یا رسول اللہ اللہ اور اس کا رسول ہم پر زیادہ شفقت رکھتا ہے خود ہم سے آئیے ہم آپ سے ہاتھ ملائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا میرا کہہ دینا سو عورتوں سے ایسا ہے جیسا کہ ایک عورت سے۔

ف۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان پر آسانی کر دی کہ سب باتوں کی تعمیل ان کی طاقت کے موافق کر دی تاکہ ان کا دل خوش ہو جس آدمی کا دل خوش ہوتا ہے وہ خوب اطاعت کرتا ہے۔

ف۲: آپ باوصف اس تقدس اور پاک نفسی کے غیر محرم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے صرف زبان سے عورتوں کی بیعت کراتے تھے یا ہاتھ لگاتے تھے تو کپڑا ہاتھ پر رکھ لیتے تھے۔ اس زمانے کے جاہل پیروں نے اپنی مریدنیوں

کو چھپتے سے منع کر دیا اور ان سے بخوبی ہاتھ ملانے لگے اور دیّوث مریدوں نے بھی غیرت کو چھوڑ کر اپنی بیبیوں کو پیروں کے حوالے کر دیا ایسے پیر اور مریدنیاں سب فاسق اور فاجر ہیں خدا ان سے بچائے ۔

۲۲۳۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ اِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ فَكَتَبَ اِلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَمَّا بَعْدُ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ بِهٖ ؕ

ترجمہ : عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے عبد اللہ بن عمرؓ نے عبد الملک بن مروان کو لکھا بیعت نامہ اس مضمون سے بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اللہ جل جلالہٗ کے بندے عبد الملک بن مروان کو جو حاکم ہے مسلمانوں کا (معلوم ہو) سلام ہو تجھ پر میں تعریف کرتا ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اقرار کرتا ہوں تیری بات سننے اور اطاعت کرنے کا اللہ جل جلالہٗ کے حکم کے موافق اور اسکے رسول کی سنت کے موافق جہاں تک کہ مجھے قدرت ہے ۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ (بُری بات چیت کا بیان)

۲۲۴۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا ؕ

ترجمہ : عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا ۔

ف : یعنے جس کو کافر کہا اگر وہ فی الحقیقت کافر ہے تو خیر وہی کافر رہا ورنہ یہ کہنے والا کافر ہو گیا ۔

۲۲۵۔ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُوْلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ ؕ

ترجمہ : ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب تو سُنے کسی کو یہ کہتے ہوئے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ سب سے زیادہ تباہ ہے ۔

ف : یعنے اور مسلمانوں کی ہجو کرے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھا وہ خود سب سے بُرا ہے ۔

۲۲۶۔ عَنْ : اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ ؕ

ترجمہ : ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے دہر کو بُرا نہ کہے کیونکہ اللہ خود دہر ہے ۔

ف : مشرکین کی عادت تھی کہ جب کوئی آفت آتی تو زمانے کو بُرا کہتے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کیونکہ زمانے سے کچھ نہیں ہوتا جو نعمت یا آفت آتی ہے اللہ کی طرف سے آتی ہے پھر اگر زمانے کی شکایت کی تو گویا اللہ کی شکایت کی ۔ دہر سے غرض زمانے کو اس کی گردش سے کچھ نہیں ہوتا جو کچھ خدا کو منظور ہے وہی ہوتا ہے نادان لوگ آسمان اور ستاروں کی گردش کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ عقیدہ بالکل شرک ہے ۔

۲۲۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ لَقِيَ خِنْزِيْرًا فَقَالَ لَهُ انْفُذْ بِسَلَامٍ فَقِيْلَ لَهُ

ترجمہ : یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے سامنے ایک سور آیا راہ میں آپ نے

تَقُوْلُ هٰذَا الْخِنْزِيْرُ فَقَالَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ اُعَوِّدَ لِسَانِيْ الْمَنْطِقَ بِالسُّوْءِ ؛

فرمایا چلا جا سلامتی سے لوگوں نے کہا آپ سور سے اس طرح فرماتے ہیں (یعنی اس کو دھتکارتے نہیں سخت سُست نہیں کہتے جیسے کہ لوگوں کی عادت ہے) آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری زبان کو بُری بات چیت کی عادت نہ ہو جائے۔

۱۔ بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهٖ مِنَ التَّحَفُّظِ فِي الْكَلَامِ (بات سمجھ بوجھ کر کہنا)

۲۲۸۔ عَنْ : بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ يَلْقَاهُ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا سَخَطَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ يَلْقَاهُ ؛

ترجمہ: بلال بن حارث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ایک بات کہہ دیتا ہے وہ نہیں جانتا کہ کہاں تک اس کا اثر ہوگا اس کی وجہ سے اللہ اپنی رضامندی قیامت تک اس بندے سے لکھ دیتا ہے اور ایک ایسی بات کہتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا کہ کہاں تک اس کا اثر ہوگا اس کی وجہ سے قیامت تک اللہ اپنی ناراضگی اس بندے سے لکھ دیتا ہے۔

۲۲۹۔ عَنْ : اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ مَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ ؛

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ آدمی بے سمجھے بوجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جہنم میں جاتا ہے اور بن سمجھے بوجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جنت میں جاتا ہے۔

۲۔ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ (بیہودہ گوئی کی مذمت)

۲۳۰۔ عَنْ : زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا اَوْ اِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ ؛

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ دو آدمی پورب سے آئے انہوں نے خطبہ پڑھا لوگ سن کر فریفتہ ہو گئے آپ نے فرمایا بعض بیان جادو کا اثر رکھتا ہے۔

۲۳۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَتَقْسُوْ قُلُوْبُكُمْ فَاِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَا تَنْظُرُوْا

ترجمہ: مالک کو پہنچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ مت باتیں کرو بے کار سوائے یاد الٰہی کے کہ کہیں سخت ہو جائیں دل تمہارے اور سخت دل دور ہے اللہ سے لیکن تم نہیں سمجھتے اور مت دیکھو دوسروں

فِيْ ذُنُوْبِ النَّاسِ كَاَنَّكُمْ اَرْبَابٌ وَانْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِكُمْ كَاَنَّكُمْ عَبِيْدٌ فَاِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًى وَ مُعَافًى فَارْحَمُوْا اَهْلَ الْبَلَاءِ وَاحْمَدُوا اللّٰهَ عَلَى الْعَافِيَةِ ؕ

گناہ گویا تم ہی رب ہو اپنے گناہوں کو دیکھو اپنے تئیں بندہ سمجھ کر کیونکہ لوگوں میں سب طرح کے لوگ ہیں بعض بیمار ہیں بعض اچھے ہیں تو رحم کرو بیماروں پر اور شکر کرو اللہ کا اپنی تندرستی پر۔

ف: یعنے شکر کرو تم کو خدا نے گناہ سے بچایا اور گنہگاروں کے لئے دعا کرو ان کو نصیحت کرو سمجھاؤ۔

۲۲۲ عَنْ: مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُرْسِلُ اِلٰى بَعْضِ اَهْلِهَا بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَتَقُوْلُ اَلَا تُرِيْحُوْنَ الْكُتَّابَ ؕ

ترجمہ: مالک کو پہنچا کہ حضرت عائشہؓ بعد نماز عشاء کے اپنے (گھر کے) لوگوں سے کہلا بھیجتیں اب بھی آرام نہیں دیتے لکھنے والے فرشتوں کو۔

ف: یعنی اب خاموش ہو کر سو رہو ملائکہ فرصت پائیں۔

۳۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيْبَةِ (غیبت کا بیان)

۲۳۱ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ صَيَّادٍ اَنَّ الْمُطَّلِبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ الْمَخْزُوْمِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْغِيْبَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ اَنْ يَسْمَعَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ كَانَ حَقًّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذٰلِكَ الْبُهْتَانُ ؕ

ترجمہ: مطلب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کسی کا حال ایسا بیان کرے جو اگر وہ سُنے تو اس کو بُرا معلوم ہو وہ بولا یا رسول اللہ اگرچہ سچ ہو آپ نے فرمایا اگر جھوٹ ہو تو وہ بہتان ہے۔

ف: یعنی غیبت تو اسی کو کہتے ہیں کہ سچ سچ کہے پیٹھ پیچھے یہی بڑا گناہ ہے اگر جھوٹ کہے گا تو معاذ اللہ اور زیادہ گنہگار ہوگا وہ بہتان ہے۔

۴۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مَا يُخَافُ مِنَ اللِّسَانِ (زبان کے گناہ کا بیان)

۲۳۲ عَنْ: عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تُخْبِرُنَا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ

ترجمہ: عطا بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ بچا دے دو چیزوں کی برائی سے تو وہ جائے گا جنت میں ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہم کو نہیں بتاتے وہ دو چیزیں کیا ہیں آپ چپ ہو رہے پھر آپ نے یہی فرمایا وہ شخص یہی بولا اور

الاُوْلٰی فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ اَلَا تُخْبِرُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَیْضًا فَقَالَ الرَّجُلُ اَلَا تُخْبِرُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَیْضًا

آپ چپ ہو رہے پھر آپ نے یہی فرمایا وہ شخص وہی بولا (یعنے آپ ہم کو نہیں بتاتے) پھر آپ نے یہی فرمایا وہ شخص بولا آپ ہم کو نہیں بتاتے پھر آپ نے یہی فرمایا وہ شخص وہی بولنے جاتا تھا اتنے میں ایک دوسرے شخص نے اس کو چپ کرا دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا جس کو اللہ دو چیزوں کے شر سے بچا دے وہ جنت میں جائے گا ایک وہ جو ان دونوں جبڑوں کے بیچ میں ہے (زبان) دوسرے وہ جو اس کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہے (شرمگاہ) تین بار آپ نے اس کو ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ ذَهَبَ الرَّجُلُ یَقُوْلُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الاُوْلٰی فَاَسْکَتَهُ رَجُلٌ اِلٰی جَنْبِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ اثْنَیْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ مَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ وَمَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ وَمَا بَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ ؛

ف: یعنے اکثر گناہوں کی باعث یہی دو چیزیں ہوا کرتی ہیں جب ان دونوں کو آدمی روک سکے گا تو لامحالہ بڑے بڑے گناہوں سے بچ جائے گا۔

۲۲۵۔ عَنْ اَسْلَمَ الْعَدَوِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ وَهُوَ یَجْبِذُ لِسَانَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ هٰذَا اَوْرَدَنِی الْمَوَارِدَ ؛

ترجمہ: اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ گئے ابوبکر صدیقؓ کے پاس اور وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمرؓ نے کہا ٹھہرو بخشے اللہ تم کو ابوبکر صدیقؓ نے کہا اسی نے مجھ کو تباہی میں ڈالا ہے۔

۵۔ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ مُنَاجَاتِ اثْنَیْنِ دُوْنَ وَاحِدٍ

(دو آدمی ایک کو چھوڑ کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں)

۲۲۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ کُنْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِیْ بِالسُّوْقِ فَجَاءَهُ رَجُلٌ یُرِیْدُ اَنْ یُّنَاجِیَهُ وَلَیْسَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ اَحَدٌ غَیْرِیْ وَغَیْرَ الرَّجُلِ الَّذِیْ یُرِیْدُ اَنْ یُّنَاجِیَهُ فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَجُلًا اٰخَرَ حَتّٰی کُنَّا اَرْبَعَةً فَقَالَ لِیْ وَلِلرَّجُلِ الَّذِیْ دَعَاهُ اسْتَاْخِرَا شَیْئًا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ: عبداللہ بن دینار سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں اور عبداللہ بن عمر بن خالد بن عقبہ کے گھر کے پاس تھے جو بازار میں تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے عبداللہ بن عمر سے کان میں کچھ کہنا چاہا اور عبداللہ کے ساتھ سوائے میرے اور اس شخص کے جو کان میں کہنے کو آیا تھا اور کوئی نہ تھا عبداللہ بن عمرؓ نے ایک اور شخص کو بلایا اب ہم چار آدمی ہو گئے پھر عبداللہ بن عمرؓ نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَحْزُنُهُ ؛

مجھ کو اور چوتھے شخص کو کہا ذرا ہٹ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ دو آدمی ایک کو اکیلا چھوڑ کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں اس سے تیسرے آدمی کو رنج ہوتا ہے۔

۲۳۷۔ عَنْ : عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ ثَلٰثَةٌ نَفَرٍ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ ؛

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو دو مل کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں تیسرے کو چھوڑ کر۔

ف : اس واسطے کہ تیسرے آدمی کو رنج ہوگا وہ خیال کرے گا کہ میں مشورے کے لائق نہیں ہوں یا میری کچھ بدی کر رہے ہیں جب اس کے ساتھ ایک اور آدمی ہوگا تو اس کو رنج نہیں ہوگا۔

۷۶۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ (سچ اور جھوٹ کا بیان)

۲۳۸۔ عَنْ : صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْذِبُ امْرَأَتِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا خَيْرَ فِي الْكَذِبِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعِدُهَا وَأَقُوْلُ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؛

ترجمہ: صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں اپنی عورت سے جھوٹ بولوں آپ نے فرمایا جھوٹ بولنا اچھا نہیں ہے اور اس میں کچھ بھلائی و خیر نہیں پھر وہ شخص بولا میں اپنی عورت سے وعدہ کروں اور اس سے کہوں میں تیرے لئے یوں کر دوں گا یہ بنا دوں گا آپ نے فرمایا اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

ف : خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں خدا کے نزدیک یہ امر بڑا ناگوار ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرو نہیں۔

۲۳۹۔ عَنْ : مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَالْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِيَّاكُمْ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَالْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ أَلَا تَرَى أَنَّهُ يُقَالُ صَدَقَ وَبَرَّ وَكَذَبَ وَفَجَرَ ؛

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے (بخاری مسلم نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے) لازم جانو تم سچ بولنے کو کیونکہ سچ بولنا نیکی کا راستہ بتاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور بچو تم جھوٹ سے کیونکہ جھوٹ برائی کا راستہ بتاتا ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے کیا تم نے نہیں سُنا لوگ کہتے ہیں فلاں نے سچ بولا نیک ہوا جھوٹ بولا بدکار ہوا۔

۲۴۰۔ عَنْ : مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ قِيْلَ لِلُقْمَانَ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرَى يُرِيْدُوْنَ الْفَضْلَ فَقَالَ لُقْمَانُ صِدْقُ الْحَدِيْثِ وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ تم کو کس وجہ سے اتنی بزرگی حاصل ہوئی لقمان نے کہا سچ بولنے سے اور امانت داری سے

وَتَرْکِیْ مَالَا یَعْنِیْ ۔ اور لغو کام چھوڑ دینے سے ۔

۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ فَتُنْكَتُ فِيْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَآءُ حَتّٰى يَسْوَدَّ قَلْبُهٗ فَيُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ۔

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے کہ ہمیشہ آدمی جھوٹ بولا کرتا ہے پہلے اس کے دل میں ایک نکتہ سیاہ ہوتا ہے پھر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے ۔

۲۱۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهٗ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهٗ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا ۔

ترجمہ: صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا مومن بودا و بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں[1]

ف: اس حدیث سے جھوٹ کی بہت برائی معلوم ہوئی ۔

،، بَابُ مَا جَآءَ فِیْ اِضَاعَةِ الْمَالِ وَذِی الْوَجْهَیْنِ

(مال کو برباد کرنے کا (یعنے اسراف کا بیان) اور ذوالوجہین (دوغلے) کا بیان)

ف: ذوالوجہین وہ شخص جس کے دو منہ ہوں یعنے جہاں جائے وہاں خوشامد کی بات کہہ دے ہر ایک فریق سے ملا رہے (یعنی دوغلہ)

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا يَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ وَاَنْ تُنَاصِحُوْا مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ اَمْرَكُمْ وَيَسْخَطُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ ۔

ترجمہ: ابوصالح سے روایت ہے (انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ خوش ہوتا ہے تم سے تین باتوں پر اور ناراض ہوتا ہے تین باتوں پر خوش ہوتا ہے اس سے کہ پوجو تم اسی کو اور شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی کو اور پکڑے رہو اللہ کی رسی کو (یعنے قرآن کو) اور نصیحت کرو اپنے حاکم کو (یعنے نیک باتیں اُسے بتلاؤ اور بُری باتوں سے بچاؤ) اور ناراض ہوتا ہے بہت باتیں کرنے سے اور مال تلف کرنے سے (یعنے بیجا خرچ کرنے سے) اور بہت مانگنے اور سوال کرنے سے ۔

ف: یعنی بھیک مانگنے سے یا بہت سوال کرنے سے شرع کی باتوں میں بے ضرورت پوچھنا منع ہے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ

[1] جائے عبرت ہے اُن لوگوں کے لئے جو کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھ لینے کے بعد مسلمان سب کچھ کر سکتا ہے جھوٹ، فسق و فجور، ترک نماز، زنا، چوری وغیرہ یہود کی طرح یہ کہہ کر کہ سَيُغْفَرُ لَنَا (ہماری بخشش وشفاعت ہو جائے گی) ۱۲ مس

وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ ؏

علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت بُرا سب آدمیوں میں ذوالوجہین (دو غلا) ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے وہاں انہیں کی سی بات کہہ دے جب دوسرے گروہ میں آئے وہاں ان کی سی بات کہنے۔

۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْعَامَّةِ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ

(چند آدمیوں کے گناہ کی وجہ سے ساری خلقت کا تباہ ہونا)

۲۴۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ ؏

ترجمہ: حضرت ام المومنین ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم اس وقت بھی تباہ ہوں گے جب ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے آپ نے فرمایا ہاں جب گناہ بہت ہونے لگیں۔

۲۴۶۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ وَلٰكِنْ إِذَا عُمِلَ الْمُنْكَرُ جِهَارًا اِسْتَحَقُّوا الْعُقُوْبَةَ كُلُّهُمْ ؏

ترجمہ: عمر بن عبدالعزیز کہتے تھے کہ اللہ جل جلالہ کسی خاص شخصوں کے گناہ کے سبب عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہ کرے گا مگر جب گناہ کی بات علانیہ کی جائے تو سب کے سب عذاب کے لائق ہوں گے۔

ف: جو گناہ کرتے ہیں وہ تو گناہ کی وجہ سے اور جو نہیں کرتے وہ اس وجہ سے کہ منع نہیں کرتے اگر وہ نہیں مانتے تو وہ اس ملک سے چلے نہیں جاتے ہجرت نہیں کرتے وہیں رہتے ہیں۔

۹۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التُّقٰى (اللہ سے ڈرنے کا بیان)

۲۴۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَ حَائِطًا فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ جِدَارٌ وَهُوَ فِي جَوْفِ الْحَائِطِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بَخٍ بَخٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَتَتَّقِيَنَّ اللّٰهَ أَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ ؏

ترجمہ: انس بن مالک نے کہا کہ سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور آپ ایک باغ میں تھے اور میرے ان کے درمیان ایک دیوار تھی آپ فرماتے تھے واہ واہ اے خطاب کے بیٹے ڈر اللہ سے۔ نہیں تو اللہ عذاب کرے گا تجھ کو۔

۲۴۸۔ عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَقُوْلُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَمَا يَعْجَبُوْنَ بِالْقَوْلِ ؏

ترجمہ: قاسم بن محمد کہتے تھے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ باتوں پر فریفتہ نہیں ہوتے تھے۔

۸۰۔ بَابُ الْقَوْلِ إِذَا سَمِعْتَ الرَّعْدَ (بادل گرجنے کے وقت کیا کہنا چاہیئے)

۲۴۹۔ عَنْ: عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِىْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا لَوَعِيْدٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ شَدِيْدٌ۔

ترجمہ: عامر بن عبداللہ بن زبیر جب گرج کی آواز سنتے تو بات کرنا چھوڑ دیتے اور کہتے کہ پاک ہے وہ ذات جس کی پاکی بیان کرتا ہے رعد[1] (ایک فرشتہ ہے جو مقرر ہے ابر پر اسکی آواز ہے جو گرج معلوم ہوتی ہے) اور بیان کرتے ہیں فرشتے پاکی اس کی اس کے ڈر سے پھر کہتے تھے کہ یہ آواز زمین کے رہنے والوں کے واسطے سخت وعید ہے۔

ف: امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ابن عباس سے کہ یہودی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا رعد (کڑک و گرج) کیا ہے آپ نے فرمایا رعد ایک فرشتہ ہے جو مقرر ہے ابر پر اسکے ہاتھ میں ایک کوڑا ہے آگ کا اس سے ہنکاتا ہے ابر کو جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے انھوں نے کہا یہ آواز کاہے کی ہے آپ نے فرمایا یہ آواز اسی فرشتے کی ہے یہودی کہنے لگے سچ کہا آپ نے (ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا)

۸۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِىْ تَرِكَةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ترکے کا بیان)

۲۵۰۔ عَنْ: عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَدْنَ اَنْ يَّبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ فَيَسْاَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ: حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں نے بعد آپ کی وفات کے چاہا کہ حضرت عثمانؓ کو ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجیں اور اپنا ترکہ طلب کریں تو حضرت عائشہؓ نے کہا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

ف: آپ نے فرمایا ہم جماعت انبیاء ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو ابوبکر صدیق نے اپنے کانوں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی واسطے انھوں نے آپ کا ترکہ آپ کے وارثوں کو نہ دیا۔

۲۵۱۔ عَنْ: اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِىْ دِيْنَارًا

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے وارث ترکے کو

---

[1] رعد کے معنی کڑک و گرج اور بادلوں کی گڑگڑاہٹ۔ اس کی تسبیح (خدا کی پاکی بیان کرنا) بالکل اسی طرح ہے جیسے درخت و کائنات کی تسبیح کا ذکر قرآن میں آیا ہے جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے ۱۲ مص۔

مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَؤُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ ‎۝

تقسیم نہ کریں گے جو میں چھوڑ جاؤں اپنی بی بیوں کی خوراک کے بعد اور عامل کے خرچ بعد وہ سب صدقہ ہے۔

ف : یعنے بی بیوں کا خرچ اسی ترکے میں سے ملے گا کیونکہ اُن کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں۔

ف : عامل سے مراد خلیفہ ہے یعنے جو میرا خلیفہ ہو وہ اپنا خرچ بقدر محنت کے لے لے یا جو شخص اُس مال میں محنت کرے۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ جَهَنَّمَ (جہنم کا بیان)

۲۵۲- **عَنْ** : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُ بَنِي آدَمَ الَّتِي يُوقِدُونَ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ إِنَّهَا فُضِّلَتْ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا ‎۝

ترجمہ : ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمیوں کی آگ جس کو وہ سلگاتے ہیں ایک جزء ہے ستّر جزوں میں سے جہنم کی آگ کا (یعنے جہنم کی آگ میں اس آگ سے انہتّر حصے زیادہ جلن اور تیزی ہے) لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہی آگ دنیا کی کافی تھی (جلانے کو) آپ نے فرمایا وہ آگ اس آگ سے انہتّر حصے زیادہ ہے۔

۲۵۳- **عَنْ** : أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ أَتَرَوْنَهَا حَمْرَاءَ كَنَارِكُمْ هَذِهِ لَهِيَ أَسْوَدُ مِنَ الْقَارِ وَالْقَارُ الزِّفْتُ ‎۝

ترجمہ : ابوہریرہؓ نے کہا کیا تم جہنم کی آگ کو سُرخ سمجھتے ہو جیسے دنیا کی آگ وہ قار سے بھی زیادہ سیاہ ہے اور قار زفت کو کہتے ہیں۔

ف : قار ایک روغن ہے سیاہ جو کشتیوں کو لگایا جاتا ہے نہایت کالا ہوتا ہے جیسے تارکول۔

۴- بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ (صدقے کی فضیلت کا بیان)

۲۵۴- **عَنْ** : أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا طَيِّبًا كَانَ إِنَّمَا يَضَعُهَا فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ يُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ ‎۝

ترجمہ : سعید بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص حلال مال سے صدقہ دے اور اللہ جل جلالہٗ نہیں قبول کرتا مگر مال حلال کو تو وہ اس صدقے کو اللہ جل جلالہٗ کی ہتھیلی میں رکھتا ہے اور پروردگار اس کو پرورش کرتا ہے جیسے کوئی تم میں سے پالتا ہے اپنے بچھیرے کو یا اونٹ کے بچے کو یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

۲۵۵- **عَنْ** : أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِّنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : انس بن مالک کہتے تھے کہ ابوطلحہؓ سب انصار سے زیادہ مدینے میں مال رکھتے تھے یعنے کھجور کے درخت سب سے زیادہ ان کے پاس تھے اور سب مالوں میں ان کو ایک باغ بہت پسند تھا جس کو بیرحاء کہتے تھے اور وہ مسجد نبوی

بَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهِ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهُ فِي الْأَقْرَبِينَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ ۔

کے سامنے تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس میں جایا کرتے تھے اور وہاں کا پانی جو بہت اچھا تھا پیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ یعنے تم نیکی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ تم خرچ نہ کرو گے اس مال میں سے جس کو تم چاہتے ہو تو ابوطلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ اور مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء پسند ہے وہ صدقہ ہے اللہ کی راہ میں میں اللہ سے اس کی بہتری اور جزا چاہتا ہوں اور وہ میرا ذخیرہ ہے اللہ کے پاس آپ نے فرمایا واہ واہ یہ مال تو بڑا اجر لانے والا ہے یا بڑے نفع والا ہے اور میں سن چکا ہوں جو تم نے اس مال کے بارے میں کہا ہے میرے نزدیک تم اس مال کو اپنے عزیزوں کو بانٹ دو ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ بانٹ دوں[1]۔ پھر ابوطلحہ نے اسکو تقسیم کر دیا اپنے عزیزوں اور چچا کے بیٹوں کو۔

۲۵۶۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْطُوا السَّائِلَ وَإِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ ۔

ترجمہ: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو سائل کو اگرچہ آئے وہ گھوڑے پر۔

ف: اس حدیث میں اختلاف علماء ہے۔ قزوینی نے کہا موضوع ہے كَمَا حَكَاهُ الشَّوْكَانِيُّ فِي الْفَوَائِدِ الْمَجْمُوعَةِ[2] ابن عبدالبر نے کہا اس باب میں کوئی سند جس کے ساتھ کوئی احتجاج (حجت) درست ہو میرے علم میں نہیں ہے اور ابن عدی نے اس حدیث کو بطریق عبداللہ بن زید موصولاً روایت کیا ہے لیکن عبداللہ ضعیف ہے اس حدیث کا ایک شاہد ہے جس کو احمد اور ابوداؤد اور قاسم اصبغ نے حسین بن علی سے مرفوعاً روایت کیا ہے سائل کا حق ہے اگرچہ آئے گھوڑے پر اس کی سند کو عراقی وغیرہ نے جید کہا ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ قوی نہیں ہے اور سیوطی وغیرہ نے اس کو حسن کہا ہے بالجملہ اس کا کوئی طریق علت سے خالی نہیں معلوم ہوتا ہے اور جس نے حسن کہا ہے اس نے بوجہ تعدد طرق واعتضاد بالمرسل کے حسن کہا ہے مگر ہر تعدد طرق و اعتضاد بالمرسل موجب حسن نہیں ہوتا ہے كَمَا تَقَرَّرَ فِي أُصُولِ الْحَدِيثِ فَلَابُدَّ مِنَ التَّفْتِيشِ فِيهِ (جیسا کہ اصول حدیث میں ثابت ہوا ہے تو اس میں بحث لازمی ہے)

۲۵۷۔ عَنْ حَوَّاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ

ترجمہ: حوا بنت یزید بن سکن سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے مسلمان عورتو! نہ حقیر

---

[1] یا یہ ترجمہ بھی ہوسکتا ہے کہ یا رسول اللہ بانٹ دیتا ہوں ۱۲ منہ
[2] جیسے کہ شوکانی نے فوائد مجموعہ نامی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۲ منہ

لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدٰكُنَّ لِجَارَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقٍ ۔

کرے کوئی تم میں سے کسی ہمسائی اپنی کو اگرچہ وہ ایک کھر بھیجے بکری کا جلا ہوا۔

۲۵۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِسْكِينًا سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ وَلَيْسَ فِي بَيْتِهَا إِلَّا رَغِيفٌ فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَهَا أَعْطِيهِ إِيَّاهُ فَقَالَتْ لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِينَ عَلَيْهِ فَقَالَتْ أَعْطِيهِ إِيَّاهُ قَالَتْ فَفَعَلْتُ قَالَتْ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا أَهْدٰى لَنَا أَهْلُ بَيْتٍ أَوْ إِنْسَانٌ مَا كَانَ يُهْدِي لَنَا شَاةً وَكَفَنَهَا فَدَعَتْنِي عَائِشَةُ فَقَالَتْ كُلِي مِنْ هٰذَا هٰذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ کے پاس ایک فقیر آیا مانگتا ہوا اور آپ روزہ دار تھیں اور گھر میں کچھ نہ تھا سوائے ایک روٹی کے آپ نے کہا اپنی لونڈی سے کہ یہ روٹی فقیر کو دے دے وہ بولی آپ کے افطار کے لئے کچھ نہیں ہے۔ آپ نے کہا دے دے لونڈی نے وہ روٹی فقیر کے حوالے کر دی۔ شام کو ایک گھر میں سے حصہ آیا بکری کا گوشت پکا ہوا حضرت عائشہؓ نے لونڈی کو بلا کر کہا کھا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔

۲۵۹۔ عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ مِسْكِينًا اسْتَطْعَمَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهَا عِنَبٌ فَقَالَتْ لِإِنْسَانٍ خُذْ حَبَّةً فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَعْجَبُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَتَعْجَبُ كَمْ تَرٰى فِي هٰذِهِ الْحَبَّةِ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ ۔

ترجمہ: امام مالک نے کہا کہ ایک مسکین نے سوال کیا حضرت عائشہؓ سے اور ان کے سامنے انگور رکھے تھے انہوں نے ایک آدمی سے کہا ایک دانہ انگور کا اٹھا کر اس کو دے دے وہ شخص تعجب سے دیکھنے لگا حضرت عائشہ نے کہا ایک دانہ کئی ذروں کے برابر ہے (اور ایک ذرے کا ثواب بھی ضائع نہ ہوگا)

۲۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعَفُّفِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ (سوال سے بچنے کا بیان)

۲۶۰۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ ۔

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ان کو دیا پھر انہوں نے سوال کیا آپ نے پھر دیا یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا تمام ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جہاں تک مال ہوگا میں تم سے دریغ نہ کروں گا لیکن جو سوال سے بچے گا تو اللہ جل جلالہ بھی اس کو بچائے گا اور جو قناعت کر کے اپنی تونگری ظاہر کرے گا تو اللہ اس کو غنی کر دے گا اور جو صبر کرے گا اللہ اس کو صبر کی توفیق دے گا اور کوئی نعمت جو لوگوں کو دی گئی ہے صبر سے زیادہ بہتر اور کشادہ نہیں ہے۔

فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ يَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا قَالَ الْأَسَدِيُّ فَقُلْتُ لَلِقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ قَالَ مَالِكٌ وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا قَالَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِشَعِيرٍ وَزَبِيبٍ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتَّى أَغْنَانَا اللَّهُ ۔

کے لئے آپ سے کچھ مانگ اور اپنی محتاجی بیان کی تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور دیکھا کہ ایک شخص آپ سے سوال کر رہا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ میرے پاس نہیں ہے جو میں تجھ کو دوں وہ شخص غصے میں پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا قسم اپنی عمر کی تم اسی کو دیتے ہو جس کو چاہتے ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو وہ غصے ہوتا ہے اس بات پر کہ میرے پاس نہیں ہے جو میں اس کو دوں جو شخص تم میں سے سوال کرے اور اس کے پاس چالیس درہم ہوں یا اتنا مال ہو تو اس نے لپٹ کر سوال کیا۔ میں نے کہا ایک اونٹ ہم کو بہتر ہے چالیس درم سے پھر میں لوٹ آیا اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال نہیں کیا بعد اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اور خشک انگور آئے آپ نے ہم کو بھی اس میں سے حصہ دیا یہاں تک کہ اللہ نے غنی کر دیا ہم کو ۔

ف: یعنی مسئول کو تنگ کر دیا ایسا سوال منع ہے ۔

ف۲: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کے پاس چالیس درم کی مقدار نقد ہو یا جنس تو سوال جائز نہیں ترمذی کی حدیث میں پچاس درم ہیں ۔

۲۶- عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ عَبْدٌ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ ۔

ترجمہ: علاء بن عبدالرحمٰن کہتے کہ صدقہ دینے سے کسی مال میں کمی و نقصان نہیں ہوا اور جو بندہ معاف کرتا رہتا ہے اس کی عزت زیادہ ہوتی ہے اور جو تواضع کرتا ہے اس کا رتبہ اور بلند کر دیتا ہے ۔

۲۶- کہا مالک نے مجھ کو معلوم نہیں یہ حدیث مرفوع ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک یا نہیں ۔

ف: مسلم اور ترمذی نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے علاء بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے ۔

۵۸- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّدَقَةِ (جو صدقہ مکروہ ہے اس کا بیان)

۲۷- عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ درست نہیں ہے صدقہ محمدؐ کی آل کو کیونکہ

اِنَّمَا هِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ ۔ یہ میل ہے لوگوں کا ؒ

ف: یعنی بنی ہاشم کو اور بعضوں نے کہا بنی المطلب کو بھی ۔

ف: مراد اس صدقہ سے زکوٰۃ ہے اور نفل صدقہ سادات کے واسطے درست ہے ۔

۲۶۸۔ عَنْ: اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ سَاَلَهُ اِبِلًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى عُرِفَ الْغَضَبُ فِیْ وَجْهِهٖ وَکَانَ مِمَّا یُعْرَفُ بِهِ الْغَضَبُ فِیْ وَجْهِهٖ اَنْ تَحْمَرَّ عَیْنَاهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَسْاَلُنِیْ مَا لَا یَصْلُحُ لِیْ وَلَا لَهٗ فَاِنْ مَنَعْتُهٗ کَرِهْتُ الْمَنْعَ وَاِنْ اَعْطَیْتُهٗ اَعْطَیْتُهٗ مَا لَا یَصْلُحُ لِیْ وَلَا لَهٗ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَسْاَلُكَ مِنْهَا شَیْئًا اَبَدًا ۔

ترجمہ: ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عامل کیا بنی عبد اشہل میں سے صدقہ لینے پر جب لوٹ کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقے کا اونٹ مانگا (اپنی اجرت کے سوا) آپ غصے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ معلوم ہوا اور آپ کے غصے کی نشانی یہ تھی کہ آنکھیں آپ کی سرخ ہو جاتیں پھر آپ نے فرمایا کہ بعض آدمی مانگتا ہے مجھ سے جو لائق نہیں دیتا اُس کو نہ مجھ کو اگر میں نہ دوں تو مجھے بھی بُرا معلوم ہوتا ہے (کیونکہ سخاوت آپ کی طبیعت خلقی تھی) اور جو دے دوں تو وہ چیز دیتا ہوں جو اُس کو و نہ مجھ کو درست نہیں وہ شخص بولا یا رسول اللہ اب میں کوئی چیز اُس میں کی آپ سے نہ مانگوں گا ۔

۲۶۹۔ عَنْ: اَسْلَمَ الْعَدَوِیِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَرْقَمِ اُدْلُلْنِیْ عَلٰى بَعِیْرٍ مِّنَ الْمَطَایَا اَسْتَحْمِلُ عَلَیْهِ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقُلْتُ نَعَمْ جَمَلًا مِّنَ الصَّدَقَةِ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَرْقَمِ اَتُحِبُّ اَنَّ رَجُلًا بَادِنًا فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ غَسَلَ لَكَ مَا تَحْتَ اِزَارِهٖ وَرُفْغَیْهِ ثُمَّ اَعْطَاکَهٗ فَشَرِبْتَهٗ قَالَ فَغَضِبْتُ وَقُلْتُ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اَتَقُوْلُ لِیْ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَرْقَمِ اِنَّمَا الصَّدَقَةُ اَوْسَاخُ النَّاسِ یَغْسِلُوْنَهَا عَنْهُمْ ۔

ترجمہ: اسلم عدوی سے عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ مجھے ایک اونٹ بتا دے سواری کا میں اس کو حضرت عمر سے کہہ کر اپنی سواری کے لیئے لے لوں گا میں نے کہا اچھا ایک اونٹ ہے صدقے کا عبداللہ بن ارقم نے کہا تمہیں یہ پسند ہے کہ ایک موٹا شخص گرمی کے دنوں میں اپنی شرمگاہ اور چڈھے دھو کر تمہیں وہ پانی دے اور تو اُس کو پی لے ۔ اسلم کہتے ہیں کہ مجھے غصہ آگیا اور میں نے کہا کہ اللہ تمہیں بخشے تم مجھ سے ایسی بات کہتے ہو عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ صدقہ بھی لوگوں کا میل ہے اور اُن کا دھوون ہے ۔

ف: تو تو نے مجھے کاہے کو صدقے کا اونٹ لینے کو کہا ۔

۶۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ (علم حاصل کرنے کا بیان)

۲۷۰۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ لُقْمَانَ الْحَکِیْمَ

ترجمہ: حضرت لقمان فرماتے تھے اپنے بیٹے سے مرتے

أَوْصَى ابْنَهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ جَالِسِ الْعُلَمَاءَ وَزَاحِمْهُمْ بِرُكْبَتَيْكَ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْقُلُوبَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي الْأَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ ٭

وقت (اُس بیٹے کا نام شکور تھا یا اسلم) کہ اے بیٹے میرے بیٹھا کر عالموں کے پاس اور اپنے گھٹنے اُن سے بِلا دے کیونکہ اللہ تعالےٰ جِلاتا ہے دِلوں کو حکمت کے نور سے جیسے جِلاتا ہے مری ہوئی زمین کو بارش سے۔

باب مَا يُتَّقٰى مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ (مظلوم کی بد دُعا سے بچنے کا بیان)

۲۔ عَنْ : أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعٰى هُنَيًّا عَلَى الْحِمٰى فَقَالَ يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ النَّاسِ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُجَابَةٌ وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَالْغُنَيْمَةِ وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ وَابْنِ عَوْفٍ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَا إِلَى الْمَدِينَةِ إِلٰى زَرْعٍ وَنَخْلٍ وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَالْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُ يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَايْمُ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنْ قَدْ ظَلَمْتُهُمْ وَإِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ وَمِيَاهُهُمْ قَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا ٭

ترجمہ: اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے مولیٰ کو جس کا نام ہُنَیّ تھا عامل مقرر کیا حِمیٰ پر (حِمیٰ وہ احاطہ ہے جہاں صدقے کے جانور جمع ہوتے ہیں) اور کہا کہ اے ہُنَیّ اپنا بازو روکے رہ لوگوں سے (ظلم مت کر) کیونکہ مظلوم کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے اور جس کے پاس تیسؔ اونٹ ہیں یا چالیسؔ بکریاں اُنکو چرانے سے مت روک اور بچارہ عثمان نعم بن عفان اور عبدالرحمان بن عوف کے جانوروں پر رعایت کرنے سے کیونکہ اگر ان کے جانور تباہ ہو جائیں گے تو وہ اپنے باغات اور کھیتوں میں چلے آئیں گے اور تیسؔ اونٹ والا اور چالیسؔ والا اگر تباہ ہو جائے گا تو وہ اپنی اولاد کو لے کر میرے پاس آئے گا اور کہے گا اے امیرالمؤمنین اے امیرالمؤمنین پھر کیا میں انکو چھوڑ دوں گا (ان کی خبرگیری نہ کروں گا) تیرا باپ نہ ہو (یہ ایک بددُعا ہے عرب کے محاورے میں) پانی اور گھاس دینا آسان ہے مجھ پر سونا چاندی دینے سے قسم اللہ کی وہ جانتے ہیں میں نے ان پر ظلم کیا حالانکہ وہ ان کی زمین ہے اور انہیں کا پانی ہے جس پر لڑے زمانۂ جاہلیت میں پھر مسلمان ہوئے اُسی زمین اور پانی پر[1] قسم خدا کی اگر یہ صدقے کے جانور نہ ہوتے جو انہی کے کام میں آتے ہیں خدا کی راہ میں تو میں اُن کی زمین سے ایک بالشت بھر بھی نہ لیتا۔

---

[1] تو وہ انہی کا ہوا۔ یہ خیال ان کا ہے اور یہ صحیح نہیں کیونکہ وہ زمین بنجر تھی حضرت عمرؓ نے اسے آباد کیا تھا صدقے کے جانوروں کے لئے تو اوروں کو اپنے جانور چرانے کا وہاں استحقاق نہیں ہے ۱۲ منہ۔

۸۸۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ناموں کا بیان)

۲۷۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِهِ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ وَأَنَا الْعَاقِبُ ۔

ترجمہ: محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں محمد (بہت سراہا ہوا) احمد (سب مخلوقات سے زیادہ تعریف کے لائق) ماحی (کفر کا مٹانے والا) میرے ہاتھ سے اللہ کفر مٹائے گا اور حاشرؒ سب کا حشر میرے قدم پر ہوگا ف اور عاقبؒ (خاتم الانبیاءؐ صلے اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

ف؛ قدم کے معنوں میں مختلف قول ہیں۔ ۱۔ میرے سامنے۔ یعنی لوگ قیامت کے دن میرے سامنے اُٹھائے اور جمع کئے جائیں گے۔ ۲۔ میرے زمانہ عہد و دین میں یعنی قیامت و حشر میرے ہی عہد و زمانہ دین میں ہوگا اور میری شریعت قیامت تک رہے گی منسوخ نہ ہوگی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ ۳۔ میری حاضری و گواہی میں۔ یعنی میری حاضری میں اکٹھے کئے جائیں گے تاکہ میں ان سب پر گواہ و شاہد ہوؤں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" (تاکہ رسول تم پر گواہ ہو) ۴۔ میرے پیچھے۔ یعنی آپ تو ان سے مقدم یعنی آگے آگے ہوں گے اور باقی لوگ پیچھے پیچھے ہوں گے۔ کیونکہ آپ ہی کی قبر شریف سب سے پہلے شق ہوگی اور پھر باقی سب کی۔ اور وہ آپ کے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ ۵۔ میرے بعد ہی۔ یعنی قیامت میرے فوراً ہی بعد قائم ہو جائے گی جیسے آپ نے فرمایا کہ "میرا زمانۂ نبوت اور قیامت دونوں بالکل اس طرح (قریب قریب) ہیں جس طرح کہ یہ دونوں (انگلیاں) تنویر الحوالک (مصح)

ف؛ عاقب کے معنی سب کے بعد آنے والا یعنی سب انبیاء کے بعد مراد خاتم الانبیاء جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔ (مصح)

تمام ہوئی کتاب الجامع اور تمام ہوا ترجمہ موطا شریف کا اللہ جل جلالہ کے فضل اور انعام سے رمضان کی دسویں تاریخ ۱۲۹۶ھ ہجری روز جمعہ کو خدایا اپنے کرم اور رحمت سے اس کو قبول فرما اور آخرت میں ذریعۂ مغفرت گردان۔ فقط

فقیر حقیر سراپا تقصیر

وحید الزماں